قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (القرآن)

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد اول

از

ترجمانِ قرآن حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ترجمہ

مولانا شاہ محمد عبدالمقتدر قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمۂ قرآن

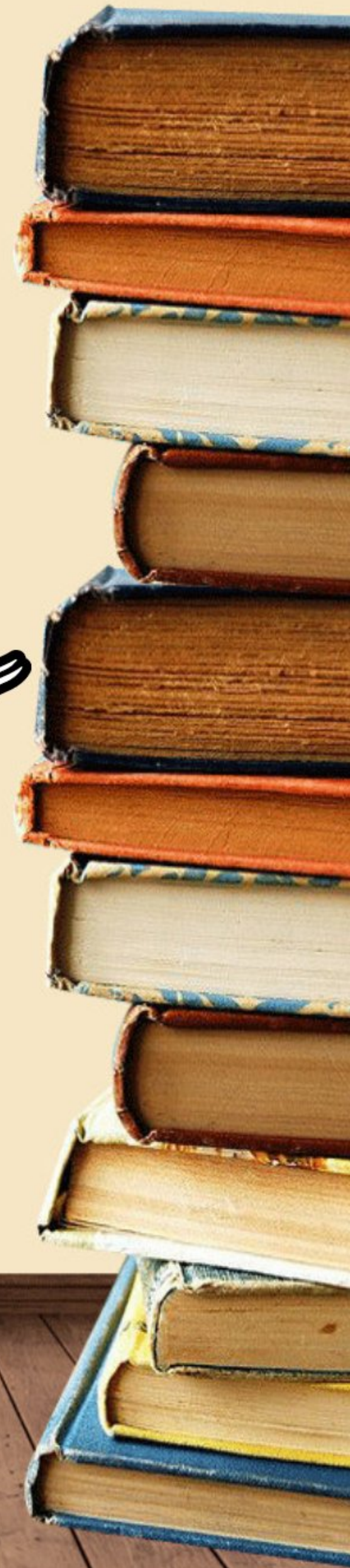
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل

مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور



تصحیح (تفسیر) : محمد ابراہیم فیضی
تصحیح (متن و تفسیر) : محمد فیاض احمد رضوی
مطبع : رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز' لاہور
الطبع الاوّل : رجب ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء
قیمت : -/۶۰۰ روپے (مکمل سیٹ)

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۷۱۲۳۴۳۵-۷۳۱۲۱۷۳-۴۲-۰۹۲
فیکس نمبر ۷۲۲۴۸۹۹-۴۲-۰۹۲
ای۔میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

عرضِ ناشر

قرآن کریم بنی نوع انسان کے لیے نسخہ کیمیا' سعادتِ ابدی کا ذریعہ' حصول نجات اخروی کا وسیلہ اور دنیوی زندگی کو رضائے الٰہی سے بسر کرنے کی تعلیمات کا ایک خشک نہ ہونے والا سرچشمہ ہے' یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا انہوں نے قرآن کریم کو ذریعہ نجات اور رہنما تسلیم کرلیا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں جب سے اسلام کی روشنی پھیلی ہے' یہاں کے علمائے کرام نے قرآن اور قرآنی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنی زندگیاں صرف کردیں۔ اس سعی مشکور کا پہلا قدم قرآن کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے عوام کے سامنے پیش کرنا ہے۔ چنانچہ اردو میں قرآن کریم کے سب سے پہلے مترجم شاہ عبدالقادر ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ کرکے اس ملک کے عوام پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ شاہ عبدالقادر کے بعد بہت سے علمائے کرام نے قرآن کریم کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ لیکن ان ترجموں میں جو مقبولیت اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کو عطا فرمائی وہ شاید ہی کسی دوسرے ترجمے کو نصیب ہو کیونکہ ان کے ترجمے میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے قرآنی الفاظ کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا خاص لحاظ رکھا کہ کسی بھی لفظ کا ترجمہ ایسا نہ ہونے پائے جس سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا تصور بھی پیدا نہ ہوسکے۔ یہ بات ترجمہ سے استفادہ کے بعد ہی معلوم ہوسکتی ہے کہ مترجم ادب کے اس بلند مقام پر ہے جہاں ہر وقت حضوری کی کیفیت طاری رہتی ہے اور بلند آواز سے سانس لینا بھی گستاخی میں شمار کیا جاتا ہے۔

بایں اوصاف وخوبی اس ترجمہ میں ایک دِقّت بھی موجود تھی' وہ یہ کہ اس کی اردو مشکل اور قدیم ہونے کی وجہ سے جدید نسل کے لیے اس کا سمجھنا دشوار امر تھا لہٰذا ہم نے اس دقّت کو دور کرنے اور اس کی اردو آسان اور عام فہم کرنے کی ملک کے نامور عالم دین اور صوفی باصفا حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب سے درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے باوجود سخت مصروفیت کے اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اب یہ ترجمہ نہایت سہل' آسان اور عام فہم ہوگیا ہے۔ نیز اب اس سے انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ افراد استفادہ کرسکیں گے۔ اس پر تفسیری حاشیہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جس کا اردو ترجمہ شاہ عبدالمقتدر القادری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ مجھ ناچیز کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور آخرت میں ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین

سید محسن اعجاز

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حامدا ومصلیا وسلما۔ تفسیر عبّاسی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے جیسے کہ اس کے شروع میں سند ذکر کی گئی ہے اس لیے اس کا نام تفسیر عبّاسی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پاک نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس کے فرزند ہیں' ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے' حضورِ پاک نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت یہ تیرہ سال کے تھے' بڑے ذہین وذکی تھے۔ ان سے روایت ہے کہ ایک دن حضور پاک نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ اپنی اولاد کے ساتھ پیر کے دن صبح کو تشریف لائیں تو میں آپ کے لیے ایسی دعا کروں کہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نفع فرمائے۔ لہٰذا ہم اپنے والد کے ساتھ پیر کی صبح کو حاضر ہوئے' حضور پاک نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنی چادر مبارک اوڑھائی اور یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) اور ان کی اولاد کی ظاہری اور باطنی ایسی مغفرت فرما کہ ان کا کوئی گناہ باقی نہ رہے اور ان کی اولاد میں ان کی حفاظت فرما۔ یعنی ان کی عزت اور ان کے سارے کاموں میں رعایت فرما کہ ان کی جان اور اولاد کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور ان کی اولاد میں خلافت باقی رکھ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' عرصہ تک آپ کی اولاد میں خلافت باقی رہی۔ انہی حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ اس دعا کے علاوہ حضور پاک نبی کریم ﷺ نے خاص طور سے میرے لیے مزید دومرتبہ دعا فرمائی۔ ایک دن حضور پاک نبی کریم ﷺ نے مجھے سینے سے لگالیا اور یہ دعا فرمائی: ''اللهم علمه الحكمة وفقهه فی الدین وعلمه التاویل'' ترجمہ: اے اللہ! اس کو حکمت یعنی قرآن کریم کے معانی کا علم عطا فرما اور دین میں فقیہ اور مجتہد بنا اور علم تاویل عطا فرما۔ یعنی دلائل کے ذریعہ سے معارف اور حقائق اور لطائف وعجائبات قرآن مجید بیان کرنا سکھا۔ یہ مدینہ کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اپنے بہت نزدیک بٹھاتے تھے اور جلیل القدر صحابہ کرام کے مجمع میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ تھیں' ان کے گھر آ کر اکثر حضور ﷺ اور اپنی خالہ سے علوم سیکھتے تھے۔ ۶۸ ہجری میں اکہتر سال کی عمر میں طائف میں آپ کا وصال ہوا' وہیں آپ کی قبر شریف ہے' بہت بڑے محدث وفقیہ تھے' آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین نے روایتیں کی ہیں' آپ مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

مختصر حالات حضرت قبلہ محمد عبد المقتدر مترجم تفسیر عباسی قدس سرہٗ العزیز

مترجم تفسیر عبّاسی، قطب العارفین، امام السالکین، سید المفسرین، سند المحدثین، قدوۃ العلماء الراسخین، رأس المحققین حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر القادری العثمانی البدایونی قدس سرہٗ العزیز، سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ بدایوں ہیں۔ آپ کے والد ماجد افضل الفضلاء، اعلم العلماء، امام الاصفیاء، حامی السنۃ، ماحی البدعۃ، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، تاج الفحول، محبّ الرسول، حضرت مولانا شاہ عبد القادر القادری العثمانی البدایونی قدس سرہٗ العزیز تھے، جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مشیر خاص اور تبلیغ و اشاعتِ مذہب اہل سنت میں معین و مددگار تھے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا ہے جو آپ کی کتاب حدائق بخشش حصہ سوم میں چھپا ہے، اس کا پہلا شعر یہ ہے:

اے امام الہدیٰ محبِ رسول — دین کے مقتدیٰ محبِ رسول
نائب مصطفےٰ محبِ رسول — صاحب اصطفےٰ محبِ رسول
مشعلِ راہِ دین و سنت ہے — تیرے رُخ کی ضیاء محبِ رسول
آج قائم ہے دم قدم سے تیرے — دینِ حق کی بنا محبِ رسول
نجدی کہتے ہیں شیر دو ہی تو ہیں — اسد احمد رضا محبِ رسول

حضرت قبلہ مترجم رحمۃ اللہ علیہ ایسے خاندان کے فرد ہیں جس نے بد مذہبیت کی بیخ کنی میں انتہائی کوشش کی ہے جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ آپ کے جد امجد قدوۃ المحققین، شیخ الاسلام والمسلمین، معین الحق والدین، جامع المعقول والمنقول، سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ فضل رسول القادری البدایونی، العثمانی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۸۷۲ء تھے جو ریاست حیدر آباد دکن کے مفتی اعظم تھے۔ بدمذہبوں کے ردّ میں جن کی بہت سی کتابیں موجود ہیں: ''معتقد المنتقد ورد سیف الجبار و سوط الرحمٰن علیٰ قرنِ الشیطان و تصحیح المسائل و شرح نصوص الحکم'' وغیرہ موجود ہیں۔ آپ کے جد امجد اور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے ہندوستان کے اکثر علماء اور مشائخ اور صوفیائے کرام مستفیض ہوئے ہیں اور ہند اور بیرون ہند انہوں نے تبلیغی سلسلے جاری فرمائے ہیں۔ حضرت مترجم تفسیر عباسی نے اپنے والد ماجد قدس سرہٗ العزیز سے علوم شریعت اور طریقت کی تکمیل فرمائی اور زمانہ طالب علمی میں ہی آپ کو درس و تدریس کا شوق تھا۔ آپ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنی خانقاہ مدرسہ قادریہ عالیہ میں برابر درس دیتے رہے، آپ کے درس سے بہت سے بڑے بڑے جید علماء اور فضلاء اور صوفیائے کرام فارغ التحصیل ہو کر نکلے، ان میں سے چند کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولینا عاشق الرسول محمد عبد القدیر سجادہ نشین خانقاہِ قادریہ بدایون و مفتی اعظم ریاست حیدر آباد دکن برادر عزیز (۲) حضرت مولانا سید محمد صاحب اشرفی محدث، ضلع فیض آباد (۳) حضرت مولینا سید مصباح الحسن سہسوانی سجادہ نشین خانقاہ کچھوچھہ شریف (۴) حضرت مولینا علامہ شاہ عبد الماجد صاحب قادری بدایونی عثمانی، صدر جمیعت العلماء، صوبہ متحدہ (۵) حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم صاحب قادری بدایونی، مفتی اعظم زکریا مسجد، بمبئی (٦) حضرت مولینا عبد المجید صاحب آنولوی صدر مدرس مدرسہ عربیہ ٹانڈہ، ضلع فیض آباد (۷) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قادری بدایونی مفتی، مدرسہ عالیہ قادریہ بدایون (۸) حضرت مولانا حسین احمد بدایونی، مفتی ریاست پہاسو (۹) حضرت مولانا محمد یعقوب بخش صاحب راغب بدایونی، صدر شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۱۰) حضرت مولانا خواجہ نظام الدین قادری ناظم مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایون (۱۱) حضرت مولانا جمیل احمد قادری بدایونی خطیب، سنی خوجہ مسجد بمبئی (۱۲) حضرت مولینا محمد قدیر بخش بدایونی مفتی اعظم، ریاست جے پور۔

اور بہت سے علماء اور صوفیاء آپ سے فیض یاب ہوئے جن کے نام طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۳۳۴ ہجری میں بدایون میں ہوئی۔ درگاہ عالیہ قادریہ بدایوں میں آپ کی قبر شریف اپنے والد ماجد اور جد امجد کے پہلو میں زیارت گاہ خاص و عام ہے، آپ کے والد ماجد کی بہت سی کتابیں بدمذہبوں کے رد میں موجود ہیں۔

(۱) احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام عربی (۲) حقیقۃ الشفاعۃ علی اہل السنۃ والجماعت (۳) سیف الاسلام المسلول علی المتاع العمل المولد والقیام فارسی (۴) دیوان عربی در نعت مصطفےٰ ﷺ (۵) ہدایۃ الاسلام وغیرہ۔

آپ کا خاندان ہندوستان کے علماء و مشائخ کے خاندانوں میں ایک خصوصی شان رکھتا ہے۔ آپ کے بزرگ علوم شریعت و طریقت دونوں کے حامل تھے۔ آپ کے پرداد شیخ المشائخ امام العارفین حضرت مولانا محمد عبد المجید عین الحق صاحب حضرت قبلہ امام السالکین آل احمد شمس الدین اچھے میاں مارہرہ شریف ضلع ایٹہ کے خصوصی خلفاء میں سے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ نظامیہ دونوں میں مجاز بیعت تھے۔ ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم الظاہریۃ والباطنیۃ بفضلہ وکرمہ بطفیل حبیبہ ﷺ۔

فقیر عزیز احمد قادری

اس ترجمہ کی اہمیت

چونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) صاحب کے ترجمے میں کچھ الفاظ فارسی وعربی اور پرانی اردو ترکیبوں پر مشتمل تھے جو پاکستان کے عام مسلمان کی سمجھ میں نہیں آتے تھے اس وجہ سے لوگ پوری طرح ترجمہ سمجھ نہ پاتے تھے اس لیے فقیر نے بنظر خیر خواہی اس ترجمہ کے مشکل الفاظ کو آسان اردو میں تبدیل کیا اور وضاحت کی غرض سے کچھ چیزیں اپنی طرف سے بھی بڑھائیں اور بعض دیگر ترجموں کے الفاظ بھی تبدیل کیے ہیں جن پر اعتراض ہوتا تھا۔ مثلاً بعض ترجموں میں ''یُضِلُّ اللّٰہُ'' کے معنیٰ یوں لکھے ہیں کہ جس کو اللہ گمراہ کردے یا جس کو اللہ بچلا دے۔ تو اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خود گمراہ کرتا ہے تو بندے کا کیا قصور ہے۔ لیکن تفسیر عباسی میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے: ''ای من یترکہ مخزولا'' یعنی جس کو اللہ تعالیٰ اس کی گمراہی میں بے یارومددگار چھوڑ دے' اس کی سرکشی کی وجہ سے اس کی مدد نہ کرے' اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ جب بندے کو اچھائی اور بُرائی سمجھا دی جیسا کہ سورۃ الشمس کی آیت ''فالھمھا فجورھا وتقوھا'' سے ثابت ہے یعنی نفس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اس کو اس کی برائی اور اچھائی سمجھا دی۔ پھر وہ اپنی سرکشی سے باز نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ اس کو یوں ہی چھوڑ دیتا ہے جیسا کہ آیت سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''ویمدھم فی طغیانھم یعمھون'' اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دے دیتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے کہ وہ حیران وسرگرداں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اسلام کی سیدھی راہ پر نہیں آتے۔ اس میں اللہ تعالیٰ پر کوئی الزام نہیں' وہ گمراہ خود ملزم ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ لہٰذا فقیر نے اپنے ترجمے میں یہی الفاظ لکھے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے یا جس کو گمراہ قرار دے دے۔ اس ترجمے کا نام ''تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن عرف قادری ترجمہ'' رکھا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اجمعین. وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

فقیر سراپا تقصیر:
عزیز احمد قادری بدایونی' ثم لاہوری

فقیہِ جلیل، محدّث بے مثیل، الورع الکامل البارع الاکمل، استاذ العلماء حضرت علامہ مولٰینا الحاج مفتی عزیز احمد صاحب قادری بدایونی

ثم اللاھوری دامت برکاتھم العالیہ

آپ کی ولادت ۱۹۰۱ء میں قصبہ آنولہ ضلع بانس بریلی میں ہوئی، آپ کے والد ماجد مولٰینا علاء الدین صاحب مقتدر فاضل اور بلسی ضلع بدایوں میں خطیب تھے اُن کا وصال ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے ۱۹۱۲ء میں استاذ العلماء حضرت مولٰینا محمد حافظ بخش صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد ازاں درس نظامی کی جملہ کتب مدرسہ محمدیہ و مدرسہ شمس العلوم بدایوں شریف میں درج ذیل اساتذہ سے پڑھیں۔ اکثر و بیشتر کتب اصول فقہ، نحو، تفسیر، منطق، فلسفہ، شرح اشارات وغیرہ اور ہیئت شرح چغمینی وغیرہ فاضل یگانہ مولانا احمد دین صاحب بُنیری قادری (سوات) سے پڑھیں۔

اساتذہ:

(۱) حضرت علامہ مولٰینا احمد دین صاحب بُنیری قادری (۲) حضرت علامہ مولانا محب اللہ صاحب قادری بدایونی (۳) حضرت علامہ مولانا شاہ محمد ابراہیم صاحب قادری بدایونی (۴) حضرت مولانا محمد حافظ بخش صاحب قادری آنولوی (۵) حضرت مولٰینا محمد قدیر بخش صاحب بدایونی (۶) حضرت مولٰینا واحد حسین صاحب فلسفی بدایونی، تلمیذ رشید فاضل اجل مولٰینا حکیم برکات احمد ٹونکی رحمھم اللہ تعالٰی اجمعین۔

یہ تمام حضرات جامع شریعت وطریقت حضرت تاج الفحول، محب الرسول مولٰینا شاہ عبدالقادر قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور فیض یافتہ تھے۔ مفتی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ آپ کو تمام بخاری شریف یاد تھی۔ نصف بمع اسانید اور نصف فقط متن۔ مفتی صاحب اپنے استاذ گرامی مولٰینا احمد دین صاحب بُنیری کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہیں ہر فن کا ایک متن یاد تھا بالخصوص شرح جامی اور عبدالغفور وغیرہ کتب نحو میں آپ کی خاصی شہرت تھی۔ اکثر اوقات دیگر مدارس کے فارغ التحصیل طلباء آپ سے شرح جامی پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ ایک سو دس سال کی عمر میں آپ کا بدایوں شریف میں وصال ہوا۔

۱۹۲۰ء میں مفتی صاحب نے پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان دیا اور ۱۹۲۲ء میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولٰینا شاہ محمد ابراہیم صاحب قادری بدایونی رحمہ اللہ تعالٰی سے دورۂ حدیث پڑھا اور سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کی شادی ہوئی جس میں آپ کے دس صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

تبلیغ و تدریس

آپ تقریباً سولہ سال تک مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف میں تدریس، افتاء اور تبلیغ کے منصب پر فائز رہے، تین سال تک مدرسہ حنفیہ قصبہ جنیر ضلع پونہ اور تین سال ہی ریاست گوالیار میں تدریس و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے رہے،

پچیس سال سے عیدگاہ گڑھی شاہو لاہور جہاں ان دنوں جامعہ نعیمیہ قائم ہے' فرائض خطابت و تدریس انجام دے رہے ہیں۔

تصانیف

آپ نے تدریسی و تبلیغی مصروفیات کے باوجود تقریباً دس رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں' جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: (۱) صلوٰۃ المتقین فی قرآن مبین۔ جس میں آیات قرآنی سے پانچ نمازوں کے ثبوت کے علاوہ دیگر بہت سے مسائلِ نماز عام فہم انداز میں بیان کیے (۲) حقوق الزوجین (۳) حقوق والدین (۴) احکامِ جنازہ (۵) چہل حدیث (۶) اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی' مرزا بشیر الدین مرزائی کی ایک تقریر کا رد۔

مفتی صاحب نے قرآن مجید کا عام فہم ترجمہ بھی کیا ہے خدا کرے شائع ہو کر مخلوق خدا کے فائدے کا سامان بنے۔

بیعت

غالباً آپ دورانِ تعلیم ہی سلسلہ عالیہ قادریہ کے چشم و چراغ امام العلماء' سید العرفاء' شیخ المشائخ' سیدنا و مولینا الحاج مطیع الرسول شاہ محمد عبد المقتدر قادری عثمانی قدس سرہٗ خلفِ اکبر امام اہلِ شریعت و طریقت قطب الواصلین' شمس العارفین' تاج الفحول' محب الرسول مولینا شاہ محمد عبد المقتدر قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے تھے۔ آپ کو اپنے شیخ طریقت کے ساتھ بے حد عقیدت و محبت ہے۔ حضرت مفتی صاحب حج بیت اللہ شریف اور مدینہ طیبہ کی حاضری سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔

تلامذہ

ویسے تو آپ سے ان گنت علماء نے استفادہ کیا ہے لیکن ان میں سے اکثر و بیشتر حضرات کے اسماء محفوظ نہ ہو سکے' آپ کے چند ایک فیض یافتہ حضرات کے یہ نام ہیں: (۱) مولینا صاحبزادہ عبد الہادی صاحب پروفیسر اسلامیات' حیدرآباد دکن' خلف الرشید حضرت عاشق رسول مولینا شاہ محمد عبد القدیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ بدایوں شریف (۲) حکیم الامت مولینا مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی' گجرات (۳) حضرت العلامہ مولینا مفتی امین الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' کاموں کے (۴) مولینا احمد میاں صاحب جنیر' ضلع پونا مدرس مدرسہ غوثیہ (۵) مولینا محمد اکرم صاحب خطیب چوبرجی لاہور (۶) مولینا احمد حسن نوری فاضل جامعہ نعیمیہ و خطیب فاروقیہ جامع مسجد مغل پورہ ضلع لاہور (۷) حضرت العلامہ مولینا غلام رسول صاحب سعیدی' صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو و خطیب یونس پورہ لاہور (۸) برادر محترم مولینا عبد الغفار صاحب لائل پور۔

ایک زمانہ تھا جب کہ بریلی اور بدایوں کے حضرات علمائے کرام میں شکر رنجی پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ اس دور کی بات ہے کہ وہ سب کچھ ختم ہو کر سابقہ تعلقات بحال ہو چکے تھے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ الحدیث حضرت مولینا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ (لائل پوری) کے ساتھ ہمارے تعلقات فارغ التحصیل ہونے سے بھی پہلے کے ہیں۔ جب فتنۂ اہل قرآن اٹھا جس کی ایک جماعت صرف دو نمازیں اور دوسری جماعت تین نمازیں فرض مانتی تھی تو ان کی تردید کے لیے آنولہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت صدر الشریعت مولینا امجد علی صاحب مصنف بہارِ شریعت اور حجۃ الاسلام مولینا حامد رضا خاں صاحب خلفِ اکبر اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا خاں بریلوی شریک ہوئے' اس موقع پر مولینا

سردار احمد صاحب حضرت صدر الشریعہ کے ساتھ تشریف لائے' آپ کی نوعمری کا دور تھا لیکن طبیعت میں نہایت جوش تھا اور مناظرانہ صلاحیتیں خوب نمایاں تھیں۔ اس وقت آپ سے پہلی ملاقات ہوئی' اس موقع پر اہلِ قرآن کی طرف سے کوئی نہ آیا اور اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

کچھ عرصے کے بعد ضلع بدایوں کے ایک قصبے جگت میں ایک شخص مرزائیت کی تعلیم پا کر آیا اور فتنۂ مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی' اس فتنے کی سرکوبی کے لیے ایک عظیم جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولینا سردار احمد صاحب تشریف لائے' اس وقت آپ نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد رکھ دی تھی' چنانچہ آپ نے مرزائی سے گفتگو کی' مرزائی نے جس طرح کہ ان کی عادت ہے ایک کاپی سے دیکھ دیکھ کر سوالات پیش کرنے شروع کر دیئے' مولینا سردار احمد صاحب اسے نہایت ہی مسکت جواب دیتے گئے۔ بالآخر اس نے یہ کہہ کر راہِ فرار اختیار کی کہ میری ایک اور نوٹ بک جس میں سوالات لکھے ہوئے ہیں مل گئی تو آپ سے مزید گفتگو کروں گا۔ اس طرح یہ مجلس گفتگو ختم ہوئی اور اہل سنت و جماعت کے مناظر مولانا سردار احمد صاحب کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم پاکستان بننے سے پہلے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف اور پاکستان بننے کے بعد جامعہ رضویہ لائل پور' دورۂ حدیث کے طلبہ کا امتحان لینے کے لیے جایا کرتے تھے اور دستارِ فضیلت کے جلسے میں شرکت کیا کرتے تھے۔ مفتی صاحب سے راقم الحروف نے پوچھا کہ اعلیٰ حضرت مولینا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات بھی ہوئی تھی اور مارہرہ شریف میں آپ کی تقریر بھی سنی تھی۔ آپ بے شک اپنے دور کے مجدد تھے' آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اسے انتہا تک پہنچایا۔ آپ کے رسائل مسلک اہل سنت و جماعت کے لیے کافی و وافی ہیں۔ لیکن چونکہ زبان عالمانہ ہیں اس لیے آپ کی تحریر اکثر و بیشتر عوام کی سمجھ سے بالا ہے۔

حضرت مفتی صاحب حافظ' قاری اور بے مثل فقیہ و محدث ہیں۔ گفتگو میں انتہائی متواضع' بات کرتے وقت ہمیشہ آنکھیں نیچی رکھتے ہیں۔ شریعت کے انتہائی پابند ہیں' بے شک آپ اس دور کے علماء میں منفرد شخصیت رکھتے ہیں اور قابلِ زیارت ہستی ہیں۔ ان کی موجودگی میں کوئی شخص خلافِ شریعت بات کہے تو آپ فوراً اس کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ طلبہ کو خصوصاً چند نصیحتیں فرماتے ہیں:

(۱) شریعت مقدسہ کی از حد پابندی کرنی چاہیے۔ اسی سے علم دین کی کماحقہٗ برکت حاصل ہو سکتی ہے۔

(۲) استاذ کی انتہائی قدر کرنی چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم نے جو کچھ حاصل کرنا ہے انہی سے حاصل کرنا ہے' ہمیں اساتذہ نے یہی سکھایا ہے۔

(۳) مطالعے میں پہلے پورے غور سے عبارت کو درست کرنا چاہیے' پھر مطالب پر گہری توجہ دینی چاہیے۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری

(۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵) | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۷ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ فاتحہ مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے — اس میں سات آیات ایک رکوع ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا ○ بہت مہربان رحمت والا ○ روزِ جزاء کا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الباء بهاء الله وبهجته یعنی بسم اللہ کی با سے مراد اس کی جمال و خوبی اور نعمت و برکت اور اسم باری کے شروع کا حرف ہے، سین سے مراد سموٗ بلندی اور اسم سمیع کا پہلا حرف ہے، میم سے مراد اس کا ملک اور بزرگی اور احسان جو اس نے ان کو ایمان کی ہدایت نصیب فرمائی اور اسم مجید کا پہلا حرف ہے۔ لفظ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوق اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں اسی کی طرف رجوع اور عاجزی کرتی ہے۔ ''الرحمٰن'' بڑی مہربانی کرنے والا نیک بد سب کو رزق دیتا ہے اور مصیبتوں کو دور فرماتا ہے۔ ''الرحیم'' مومنوں پر آخرت میں خاص رحمت فرمائے گا۔ ان کے گناہوں کی مغفرت فرما کر جنت میں داخل فرمائے گا۔ یعنی دنیا میں ان کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا اور آخرت میں جنت میں داخل فرمائے گا۔ مطلب یہ ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ جمال و خوبی اور نعمت و برکت والے سارے عالم کے خالق و مالک اور احسان کرنے والے اور ہدایت دینے والے بزرگ و بلند مرتبے والے، سب کی فریاد سننے والے، سب کو رزق دینے والے، مومنوں پر آخرت میں خاص رحمت فرمانے والے کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

عن ابن عباس سورۃ فاتحۃ الکتاب مدنی ہے، بعضوں نے کہا: مکی ہے۔ ''**الحمد لله**'' ابن عباس نے فرمایا: تمام خوبیاں اور تعریفیں اور شکر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں کیونکہ اس نے بندوں کو پیدا فرما کر ان پر احسان فرمایا۔ انہوں نے اس کی حمد و ثناء کی اور بعضوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اس کی پچھلی بے شمار نعمتوں کے بدلے میں ہے خصوصاً اس لیے کہ اس نے ان کو ایمان کی ہدایت کی، بعضوں نے کہا کہ شکر و وحدانیت اور الٰہیت یعنی معبود ہونا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس کی نہ کوئی اولاد ہے، نہ اس کا کوئی شریک نہ وزیر نہ مددگار، وہ سب سے بے پرواہ ہے'' **رب العالمین** ''جو مخلوق روئے زمین اور آسمانوں میں ہے ان سب کا خالق اور پالنے والا ہے۔ جن و انس کا مولیٰ اور ساری مخلوق کو رزق دینے والا اور ان کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرنے والا۔ ''**الرحمن الرحیم**'' بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ''**مالک یوم الدین**'' جزاء کے دن کا مالک ہے، ساری مخلوق کا فیصلہ کرنے والا، اس دن ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اس کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہ ہوگا۔ ''**ایاک نعبد**'' ہم تیری توحید بیان کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں'' **وایاک نستعین** ''اور تجھ ہی سے عبادت پر مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی پر، تیری اطاعت پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ف: استعانت کی دو قسمیں ہیں، ایک بالذات یعنی کسی کو قادر مطلق و مستقل حاجت روا و مشکل کشا سمجھ کر مدد مانگنا، ایسی مدد اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے، کسی مخلوق کو ایسا سمجھنا کفر و شرک ہے۔ مدد کی دوسری قسم بالواسطہ ہے یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور رحمت کا ذریعہ و وسیلہ و مظہر عون الٰہی سمجھ کر مدد مانگنا یہ جائز ہے، انبیاء کرام و اولیاء عظام کو روحانی ذریعہ سمجھ کر یہ کہنا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہماری مدد کیجئے۔ یا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارا یہ کام ہو جائے، یہ ان کی زندگی میں بھی جائز ہے اور ان کے انتقال کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام حیات حقیقی کے ساتھ اور شہداء اور اولیاء عظام حیات

يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا

مالک ○ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ○ ہم کو سیدھا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ

راستہ چلا ○ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع

ع ۱

نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا ○

برزخی کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی آیات وحدیث سے ثابت ہے۔ یا اسباب ظاہری کے ذریعہ کسی سے مدد مانگی جائے یہ بھی جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ''تعاونوا علی البر والتقوی ''۔ یعنی نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ ''یایھا الذین امنوا کونوا انصار الله ''۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''من انصاری الی الله ''یعنی اللہ کے دین میں کون میری مدد کرتا ہے؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں' حضرت ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا: ''اعینونی بقوۃ ''یعنی اپنی قوت سے میری مدد کرو۔ ''اھدنا الصراط المستقیم '' ترجمہ: ہمیں دین مستحکم دکھا جو تجھے پسند ہے اور وہ اسلام ہے یا وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے یعنی ہمیں قرآن کے حلال وحرام اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف راہنمائی فرما' یا ہمیں اس پر ثابت وقائم رکھ۔ ''صراط الذین انعمت علیھم ''ان لوگوں کے دین پر جن پر تو نے اپنا انعام واحسان فرمایا اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب ہیں' ان کی حالت بدلنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور من وسلویٰ اتار کر ان پر احسان کیا اور بعضوں نے کہا: وہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور بعضوں نے کہا: وہ انبیاء علیہم السلام کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جیسے ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی ومولا علی رضی اللہ عنہم وغیرہم اور شہداء اور صالحین۔ ''غیر المغضوب علیھم '' نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غصہ کیا گیا۔ یعنی یہودی جن پر غصہ کیا گیا اور ان کو گمراہی میں چھوڑ دیا گیا اور ان کے دلوں کی حفاظت نہیں کی گئی یہاں تک کہ وہ بے دینی پر قائم رہے۔ ''ولا الضالین ''اور نہ گمراہوں کے راستے پر۔ اس سے مراد عیسائی ہیں جو اسلام سے بھٹک گئے۔ ''آمین' 'ایسا ہی ہو' یعنی اے ہمارے رب! ہم پر مہربانی فرما' جس کا ہم نے تجھ سے سوال کیا ویسا ہی کر دے۔

سورۃ البقرۃ مدنیۃ آیاتها ۲۸۶ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | رکوعاتها ۴۰

سورۂ بقرہ مدنی ہے　　اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے　　اس میں دوسو چھیاسی آیات چالیس رکوع ہیں

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲

الم ۝ وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو ۝

الــم ۝ یہ سورۂ بقرہ ساری سورت مکی ہے اور بعض کے نزدیک مدنی ہے۔ اس کی تفسیر کی اسناد یوں ہے: عبداللہ ابن مبارک کو علی بن اسحاق سمرقندی سے اور ان کو محمد بن مروان سے اور ان کو کلبی سے اور ان کو ابوصالح سے اور ان کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ملی ہے کہ وہ "الــم" کے معانی یوں بیان فرماتے تھے کہ الف سے اشارہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ہے اور لام حضرت جبرائیل کے نام کا اور میم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا۔ یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا یا یہ کہ الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی غیر متناہیہ نعمتیں ہیں اور لام سے اس کا لطف بے حساب ہے اور میم سے ملک مراد ہے۔ الف اللہ کے شروع میں ہے اور لام لطیف کے اول میں اور میم مجید کے ابتداء میں یا اس سے مراد "الــلــه اعــلــم" ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے تم نہیں جانتے یا یہ قسم ہے کہ جو ان حروف کے ساتھ اور یہ تعلیم الٰہی دکھائی گئی ہے۔

۱- یا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ یا یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں جن کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے رسول جانتے ہیں۔

۲ تا ۳- یہ کتاب یعنی قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں، یہ میں نے بھیجا، اس کو میں نے اتارا، اگر ایمان لاؤ گے تو ہدایت پاؤ گے، انکار کرو گے تو ہمیشہ ہمیشہ مرو گے۔ "ذلک" کا اشارہ کس طرف ہے؟ یا تو قرآن کی طرف ہے کہ یہ بے شک سچا ہے یا لوح محفوظ کی طرف کہ جو اس میں لکھا ہے وہ وہی ہوگا یا یہ معنی کہ وہ کتاب جس کا ہم نے اے نبی! تم سے روزِ میثاق وعدہ کیا تھا وہ یہی قرآن ہے یا وہ کتاب یعنی توریت انجیل، اس میں کچھ شک نہیں کہ اس میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف لکھی ہوئی ہے، مگر معانی ظاہری یہی ہیں کہ قرآن کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں یعنی سچی کتاب ہے متقیوں کے حق میں یعنی جو خدا کو مانتے ہیں، کفر وشرک، فسق سے بچتے ہیں ان کے حق میں کھلی دلیل ہے، ان کی رہنمائی کرتی ہے یا یہ کہ مسلمانوں کے لئے بڑی عزت وکرامت ہے یا یہ کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا کی رحمت ہے، وہ جنتی لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، غیب سے مراد یا تو وہ آخرت کی چیزیں ہیں جو ابھی نہیں دیکھیں یعنی دوزخ، جنت، پل صراط، ترازو، نامۂ اعمال، حشر نشر، حساب کتاب وغیرہ قرآن جس کا خدا کے پاس آنا غیب میں داخل ہے یا وہ قرآن جو ابھی نہیں اترا یا غیب سے مراد ذات باری ہو کہ حقیقی غیب وہی ہے، بالجملہ وہ ایسے ہیں کہ ان غیب کی چیزوں کو مانتے ہیں۔ صرف نظر ظاہری کے پابند نہیں کہ جو دیکھا نہیں وہ نہ مانیں۔ معاذ اللہ من ذالک اور نماز پنج وقتہ کو اچھی طرح سے وضو طہارت سے ادا کرتے ہیں، رکوع وسجدہ خوب ادا کرتے ہیں۔ سب واجبات اور وقتوں کی رعایت رکھتے ہیں اور جو ہم نے انہیں مال دیے ہیں اس سے خدا کی راہ میں دیتے ہیں یعنی زکوٰۃ نکالتے ہیں تو قرآن کے اہل یہی لوگ ہیں اور قرآن ان کے لئے آیا ہے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں ○ اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو (اے محبوب!)

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۴﴾

تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اُترا اور آخرت پر یقین رکھیں ○

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی (مقصد میں) کامیاب ہونے والے ہیں ○

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

بے شک جن کی قسمت میں کفر ہے (یعنی علم الٰہی میں وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں وہ صرف اپنی ضد سے کفر پر اڑے

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى

ہوئے ہیں) انہیں برابر ہے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے ○ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی

اہل اسلام اور یونہی وہ لوگ جو قرآن پر ایمان لائے اور جو اس سے پہلے کلام الٰہی اترا یعنی توریت و انجیل اور اس پر بھی ایمان لائے۔

۴ تا ۵- اور قیامت پر یقین کیا، بہشت و دوزخ کی تصدیق کی یعنی اہل کتاب عبداللہ بن سلام وغیرہ جو پہلے یہود تھے بعد کو اسلام لائے وہ بھی قرآن کے معانی سمجھتے ہیں اور قرآن ان کے حق میں باعث عزت ہے، یہ سب لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اصحاب، خدا کی طرف سے راہ پائے ہوئے ہیں ان پر خدا کا کرم و رحمت ہے، یہی لوگ مستحق فلاح و نجات ہیں عذابِ قیامت سے محفوظ رہیں گے یا یہ کہ سب مرغوبات پائیں گے، خوشی حاصل ہوگی، رنج سے بچیں گے، رنج و الم ان کے پاس بھی نہ پھٹکے گا۔

۶ تا ۷- بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے کفر میں پختہ کار ہیں۔ کفر میں اڑے ہوئے ہیں، ان کو نصیحت کرنا یا نہ کرنا برابر ہے، خواہ قرآن سنا سنا کر انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے یعنی اپنے دل میں ایمان لانے کا ارادہ نہ کریں گے یا یہ کہ علم ازلی میں قائم ہو چکا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر کفر کا چھاپہ لگا دیا یعنی یہ لکھ دیا کہ کفر پر ہی رہیں گے، اپنی ہٹ دھرمی سے ایمان نہ لائیں گے ان کو مجبور نہیں کیا گیا اور ان کی آنکھوں پر گمراہی کے پردے پڑے ہیں، قیامت میں ان کو سخت عذاب ہونے والا ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ آیات کفار یہود کعب بن اشرف،

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ

اور ان کی آنکھوں پر (گھٹا ٹوپ) پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے O اور کچھ لوگ (زبان سے)

مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ (دل سے) مومن نہیں ہیں O

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ

وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور حقیقت میں خود اپنے آپ کو

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ

دھوکہ دیتے ہیں اور انہیں شعور نہیں O ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے O اور جب ان سے کہا جاتا ہے:

وقف لازم — ع ۱

حیی بن اخطب، جدی بن اخطب کی شان میں اتریں اور بعض کے نزدیک مشرکین مکہ ابو جہل، عتبہ، شیبہ، ولید وغیرہم کی شان میں۔
ف: دونوں گروہوں کے حق میں ہوسکتی ہیں۔

۸ تا ۹- بعض ایسے آدمی ہیں کہ مسلمانوں کے آگے کہتے ہیں کہ ہم سچے دل سے خدا اور رسول و حشر نشر پر ایمان لائے، قیامت کے دن پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے اور حساب و کتاب ہونے پر ہم معتقد ہیں حالانکہ ایمان ان کو چھو کر بھی نہیں گیا، وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ خدا کے ساتھ چال چلتے ہیں یعنی جیسے کوئی فریبی، کہتا ہے کچھ اور کرتا کچھ اور ہے، اس طرح یہ بھی دھوکہ کا معاملہ خدا کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں، یا یہ کہ واقع میں انہوں نے نافہمی سے سمجھ لیا ہو کہ ہم خدا کو فریب دے لیں گے۔ اس اعتبار سے یہ کہہ دیا کہ خدا کو دھوکہ دیتے ہیں ورنہ اس کو دھوکہ دینا محال عقلی قطعی ہے، بالجملہ وہ کم بخت خدا کو اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ حالانکہ وہ دھوکہ خود انہیں پر لوٹتا ہے کہ خدا خوب ان کے دلوں کے منصوبے کو جانتا ہے مگر وہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔

۱۰ تا ۱۴- ان کے دلوں میں شک اور نفاق اور خلاف اور تاریکی کی بیماریاں بھری ہیں، انہوں نے خدا کا کہنا نہ مانا تو خدا نے اور زیادہ کر دیں، اب ان کو قیامت میں سخت درد ناک عذاب ہوگا اور جھوٹ کا بدلہ ملے گا۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قیس وغیرہ منافقوں کی شان میں اتری۔ جب ان منافق یہودیوں سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کی زمین پر فساد نہ پھیلاؤ، خدا کے بندوں کو توحید سے نہ روکو تو کہتے ہیں کہ کیا ہم مفسد ہو سکتے ہیں، ہمارا کام تو اصلاح ہے، ہم تو اللہ کے مطیع ہیں۔ یہ بالکل دروغ گو ہیں، بڑے سخت مفسد ہیں مگر ان کے چیلے جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے یہ بات نہیں سمجھتے، اگر سمجھیں تو ایسے مفسدوں کا کہا کیوں مانیں۔ جب یہودیوں سے کوئی کہتا ہے کہ دیکھو تم بھی دین اسلام قبول کر دیجیے، اور

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں: ہم تو سنوارنے والے اصلاح کرنے والے ہیں ○

اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا

خبردار! بے شک وہ فسادی ہی ہیں لیکن ان کو شعور نہیں ○ اور جب

قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ

ان سے کہا جاتا ہے کہ جیسے اور لوگ (سچے دل سے) ایمان لائے تم بھی ایسے ہی ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں

السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

کہ کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار! وہ خود احمق ہیں مگر جانتے نہیں ○

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى

اور جب وہ ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں (سرداروں)

شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾

کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں، ہم تو (مسلمانوں کا) یوں ہی مذاق اڑاتے ہیں ○

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللہ تعالیٰ ان کے مذاق کا بدلہ دیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں (قیامت میں بدلہ دے گا) ○

آدمی مسلمان ہوتے ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ یہ تو پاگل ہوگئے ہیں کیا ہم بھی پاگل ہیں کہ جو ایمان لائیں، خبردار ہو جاؤ کہ وہ بے شک خود پاگل ہیں جو ایمان نہیں لاتے مگر اپنا پاگل ہونا نہیں جانتے' اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھتے ہیں۔

ف: حضرت عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بڑے عالم تھے' جب یہ ایمان لائے تو وہ لوگ جو پہلے ان کی تعظیم کیا کرتے تھے تعصب مذہبی سے ان کو پاگل بتانے لگے' منافق جب حضرت ابوبکر وغیرہ اہل اسلام سے ملتے تو کہتے: ہم بھی تمہاری طرح سچے دل اور پکے اعتقاد سے مسلمان ہیں اور جب اپنی قوم کے سرداروں' شیطانوں' گرو گھنٹالوں کے پاس جاتے تو کہتے: اصل میں تو ہم تمہارے ہی ساتھ ہیں وہاں تو ہم فقط مسخراپن کرتے تھے۔

۱۵- جو لا الہ الا اللہ کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے یاروں کے ساتھ ایک مذاق تھا' ان کو قیامت کے دن اس کا بدلہ ملے گا۔ خدا وہاں ان سے ہنسی کرے گا۔ جنت میں ایک دروازہ کھولے گا مگر ظاہر میں اس کے منہ پر کچھ عذاب رکھ دے گا یعنی ان کی ہنسی کا بدلہ دے گا اور ان سے کہے گا: اس میں جاؤ' وہ نہ جائیں گے۔ جب معلوم

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کی تجارت نے انہیں کیا نفع دیا

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا

اور وہ (تجارت کا طریقہ) جانتے ہی نہ تھے O ان کی کہاوت اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی'

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ

جب (اس آگ سے) آس پاس کی سب چیزیں جگمگا اٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی لے لی اور انہیں اندھیروں میں

ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ

چھوڑ دیا' کہ انہیں کچھ سوجھتا نہیں O وہ بہرے گونگے اندھے (بن گئے) ہیں تو وہ (کفر سے) پھرنے والے نہیں O یا (ان کی

ہوگا تو افسوس کریں گے۔ مسلمان ان سے مذاق کریں گے' خدا ان کو کفر اور گمراہی میں دوبارہ چھوڑ رہا ہے۔ ڈھیل دے رہا ہے جو اندھوں کی طرح بھٹکتے پھرتے ہیں۔

۱۶- یہ ایسے کم بخت ہیں کہ انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی' کفر اختیار کیا' ایمان ہاتھ سے گیا۔ ان کی تجارت نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا' بڑے بدنصیب ہوئے خسارے میں پڑے گمراہ رہے' سیدھا راستہ نہ ملا۔ ان کے رئیس اور گرو پانچ تھے کعب بن اشرف مدینہ میں' ابوبردہ اسلمی بنی اسلم کے قبیلہ میں' عبداللہ جہینہ میں' عوف بن عامر بنی عامر میں اور ابن سودا شام میں۔

۱۷- منافقوں کی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی آدمی کسی جگہ پر تاریکی میں پریشان ہو' وہاں پر آگ جلائے اور اس کے سبب مال اسباب بال بچے وغیرہ سب کی طرف سے اطمینان پائے' جب آگ خوب روشن ہو جائے اور اردگرد نظر آنے لگے اور پورا پورا اطمینان ہاتھ میں آ جائے تو یکا یک وہ آگ بجھ جائے اور یکا یک ایکدم گھپ اندھیرا ہو جائے' اس وقت وہ کتنا پریشان ہوتا ہے' اسی طرح یہ منافق ہیں کہ انہوں نے جان و مال بچانے کو ظاہر میں اسلام قبول کیا' دنیا میں امان پائی' قتل نہیں ہوتے' غلام باندی نہیں بنائے جاتے' مال نہیں چھینا جاتا مگر جب مریں گے تو وہی آخرت کے عذاب میں پیش ہوں گے کہ ایمان کچھ فائدہ نہ بخشے گا۔ جب حال کھلے گا تو ان کا ظاہری نور ان کا ساتھ چھوڑ جائے گا' خدا ان کو قبر کی تاریکی میں ڈال دے گا' پھر آسانی نہ ہوگی' یا یہ مثال یہود کی ہے یعنی پہلے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریاں سناتے تھے' لوگوں کو بتاتے تھے' جب آپ تشریف لائے تو انکار کرنے لگے تو ان کی مثال یوں ہے کہ ایک قوم تھی کہ رات کے وقت اس کو شکست حاصل ہوئی اور وہ پریشان پھرنے لگی' پھر ایک شخص نے نیزہ کھڑا کیا اور آگ روشن کی' سب لوگوں نے آرام کیا' پھر خود انہوں نے اس نیزہ کو توڑ ڈالا اور پھر پریشانی میں پڑ گئے' اسی طرح یہود قبل حضور کے آنے کے خوشیاں مناتے تھے' حضور کے طفیل سے خدا سے دعا مانگتے تھے' جب آپ تشریف لائے تو آپ کا انکار کیا۔ ان کا نور خدا نے چھین لیا' وہ انکار کرنے لگے' خدا نے ان کو یہودیت کی تاریکی میں چھوڑ دیا۔

۱۸- اب وہ ایسے ہو گئے جیسے کوئی بہرہ' گونگا' اندھا' اب وہ ایمان نہ لائیں گے۔

كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ

مثال ایسی ہے) جیسے آسمان سے زور کی بارش ہو کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک ہے' وہ کڑک

أَصَابِعَهُمْ فِيٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللّٰهُ مُحِيطٌۢ

کے سبب موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے علم سے) کافروں

بِالْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم

کو گھیرے ہوئے ہے O یوں معلوم ہوتا ہے کہ بجلی ان کی نگاہیں اُچک لے جائے گی' جب کچھ چمک ہوتی ہے تو

مَّشَوْا فِيهِ ۙ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ

اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو ٹھٹک کر کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يٰٓأَيُّهَا ع ۲/۱۳/۲

تو واقعی ان کے کان اور ان کی آنکھیں چھین لیتا' بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے O اے لوگو!

۱۹- یا ان منافقوں یا یہودیوں کی مثال یوں سمجھو کہ ایک قوم جنگل میں تھی' رات کا وقت تھا' اس وقت مینہ آیا' تاریکی بلا کی چھا گئی' بادل کڑ کنے لگا' بجلی زور زور سے چمکنے لگی' بجلی کے خوف سے اور جان کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں دینے لگے' جب ذرا روشنی دکھائے دے دو چار قدم چل دیں اور جب تھم جائے پھر تاریکی میں کھڑے ہو رہیں۔ اسی طرح منافق اور یہودی ہیں کہ ان پر رحمت کا مینہ اترا یعنی قرآن آیا' اس میں تاریکی یعنی فتنوں کا بیان ہے اور کڑک ہے یعنی خدا کا ڈرانا' جھڑکنا تنبیہ دینا اور بجلی ہے یعنی کھلی کھلی دلیلیں اور ایمان کی فتح اور مدد کے وعدے اور عہد' قرآن کی خوفناک جھڑکیاں سن کر کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے دلوں میں اثر کر جائے اور ہم کو ایمان کی رغبت پیدا ہو جائے جس کو وہ کم بخت مثل موت کے سمجھتے تھے۔ خدا اپنے علم اور قدرت سے ان سب کو گھیرے ہوئے ہے' اس کی پکڑ سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتے۔

۲۰- اور اللہ ان کا حال خوب جانتا ہے' ان سب کو دوزخ میں جمع کرے گا' جب دلیلیں اپنی حقانیت کا زور دکھاتی ہیں اور چمکتی بجلی کی طرح ان کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتی ہیں تو قریب ہوتا ہے کہ ان کی روشنی آنکھوں کی جاتی رہے یعنی مسلمان ہو جائیں مگر قسمت میں ایمان نہیں۔ منافق جو جھوٹا ایمان لائے گویا اس بجلی کی روشنی میں چلے' قتل وغیرہ سے امان پائی' پھر جب مر گئے پھر وہی تاریکی قبر کی ہے اور وہ ہیں اور اگر اللہ چاہے تو ابھی ان کی شنوائی یعنی کان اور بینائی یعنی آنکھیں چھین لے۔ اللہ تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے۔

۲۱- اے لوگو! اس خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے گزر گئے پیدا کیا' اس امید پر کہ تم عذاب اور غصہ سے نجات پاؤ۔

النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا فرمایا' یہ امید کرتے ہوئے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

(اس کی پوجا کرو) کہ تمہیں پرہیزگاری ملے O وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو (خیمہ) بنایا اور آسمان

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ

(یا بادل) سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کے لیے نکالے تو تم جان بوجھ کر

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ

اللہ تعالیٰ کے لیے برابر والے (شریک) نہ ٹھہراؤ O اور اگر تمہیں اس (کتاب) میں جو ہم

مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا

نے اپنے خاص بندے (محمد ﷺ) پر اتاری کچھ شک ہو تو اس (کتاب) جیسی ایک چھوٹی سی سورت تو بنا کر لے آؤ

شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے سب مددگاروں' حمائیتوں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو (اس دعویٰ میں کہ یہ مخلوق کی بنائی ہوئی ہے) O

۲۲- وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور خوابگاہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا' آسمان سے مینہ کا پانی اتارا' اس سے قسم قسم کے پھل پھول اور میوے پیدا کیے جنہیں تم کھاتے ہو پس باوجودیکہ تم اللہ کی صنعتیں دیکھتے ہو اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں استعمال کرتے ہو اور سب جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کا شریک بناتے ہوئے اس کے مثل اوروں کو جانتے ہو ایسا نہ کرو یا اہل کتاب سے خطاب ہو کہ باوجودیکہ تم اپنی کتابوں میں معلوم کر چکے ہو کہ اللہ بیٹے وزیر و شریک سے پاک ہے پھر اس کے خلاف کرتے ہو' یہ نہ کرو۔

۲۳- یہ کافروں سے خطاب ہے کہ اگر تم کو اس قرآن میں جس کو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے کچھ شک و شبہ ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ اپنے جی سے عبارت بنا لیتے ہیں تو تمہیں کس نے منع کیا ہے' تم بھی ایک سورت سورۃ بقرۃ کی طرح بنا کر دکھاؤ اور اپنے تمام معبودوں کو جمع کر لو کہ تمہاری مدد کریں اور تم کو کسی طرح سے ایک سورت بنا دیں۔ شہداء سے مراد یا تو جھوٹے معبود ہیں یا ان کے گرو سردار یعنی تم اور تمہارے سردار اور عالم سب مل کر اگر سچے ہو تو ایک سورت کی تصنیف کر کے دکھاؤ' ہاں خبردار ہو جاؤ تم ہرگز یہ نہیں کر سکتے' یہ آدمی کی تصنیف نہیں جو آدمی محنت کر کے ایسا کہہ لیں' یہ تو اللہ کا کلام ہے اور تم کو اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا

پھر اگر تم نہ لا سکو اور (ہم فرما دیتے ہیں کہ) تم ہرگز نہ لا سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہے O اور اے نبی (ﷺ)! جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا

اور انہوں نے نیک کام کیے انہیں اس بات کی خوشخبری دیجئے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جب

رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ

انہیں ان (باغوں میں) سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو (صورت دیکھ کر) کہیں گے: یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا

قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا

اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا ہی انہیں دیا جائے گا اور ان کے لیے ان (باغوں) میں پاکیزہ، ستھری بیویاں ہوں گی اور وہ ان (باغوں) میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے O بے شک اللہ تعالیٰ حیا نہیں فرماتا ہے کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر کوئی

۲۴- پس جب تم نہیں کر سکتے اور قائل ہوتے ہو اور پھر بھی اسلام نہیں لاتے تو اس آتش دوزخ کا خیال رکھو جس کا ایندھن آدمی یعنی کافر اور پتھر یعنی گندھک ہیں، وہ کافروں کے لیے اللہ نے تیار فرمائی ہے۔

۲۵- پھر مسلمانوں کا قیامت میں جو حال ہونا ہے اس کا ذکر کیا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کو جو ایمان لائے اور قرآن کی تصدیق کی، تمہارا کہا مانا، اچھے کام کیے، اللہ کی عبادت کی۔ خوشخبری سنا دو، ان کو وہاں جنت ملے گی جن کے مکانوں اور پیڑوں کے نیچے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہوں گی۔ اس کے میوے ہم شکل ہوں گے جب ایک میوہ کھا چکیں گے دوسرا تیسرا پھر اسی شکل کا آئے گا تو کہیں گے: یہ تو ہم کھا چکے ہیں حالانکہ اس کا مزہ اور ہی ہوگا صورت پہلے کی سی ہوگی۔ وہاں ان کو عورتیں ملیں گی جو حیض و نفاس اور بداخلاقی وغیرہ ناپاکیوں سے پاک ستھری ہوں گی اور وہاں ہمیشہ مزے میں رہیں گے، نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ جب قرآن میں کافروں اور مسلمانوں کی مثالوں کا ذکر کیا تو یہودی کہنے لگے کہ قرآن کلام الٰہی ہوتا تو اس میں یہ مثلیں کیوں ہوتیں، اس کے جواب میں اگلی آیت بیان فرمائی۔

۲۶ تا ۲۷- بے شک اللہ تعالیٰ مثل کے ذکر کرنے سے کچھ شرماتا نہیں کہ اس کا ذکر اپنے کلام میں نہ کرے اگرچہ مثل مچھر یا پسو کی ہو یا اس سے بھی حقیر چیز کی، مثل ذکر کرنے میں کوئی قباحت نہیں ''فما فوقھا'' سے یا تو یہ مراد ہے کہ جسم میں اس سے بڑی ہو جیسے مکھی وغیرہ یا یہ کہ حقارت میں اس سے زائد ہو جیسے بھنگا وغیرہ۔ بالجملہ جو صاحب ایمان ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وقف لازم

فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ

چیز ہو تو وہ لوگ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں (یقین کرتے ہیں) کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے رہے کافر تو وہ کہتے ہیں

اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ

کہ ایسی کہاوت میں اللہ تعالیٰ کا مقصد کیا ہے؟ (مقصد یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو اس کے ذریعہ گمراہی میں چھوڑتا ہے

بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ

اور بہت سے لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہی کو گمراہی میں چھوڑتا ہے جو بے حکم نافرمانی کے عادی ہیں O

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پکا کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس (رشتہ) کو جوڑنے کا اللہ تعالیٰ

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

نے حکم دیا اسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

نقصان میں ہیں O بھلا تم کیوں کر خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں

اور قرآن پر ایمان لائے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مثلیں بہت ٹھیک ہیں' اللہ کی بھیجی ہوئی ہیں اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان مثلوں سے کیا فائدہ' یہ مثلیں اللہ نے کیوں اتاریں' اے نبی! آپ ان سے فرما دیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ تم جیسے بہت سے نابکاروں کو گمراہی میں چھوڑ دے اور بہت سے مسلمانوں کو ہدایت دے یعنی تم انکار کرو کمبخت ہو جاؤ' وہ جو اقرار کریں سعادت مند ہو جائیں' اللہ انہیں کم بختوں کو گمراہی میں چھوڑتا ہے جو نافرمان ہیں' فاسق ہوئے ہیں' اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں' اللہ کے مضبوط میثاق کا خیال نہیں کرتے کہ ہم سے کیا عہد ہوا تھا' یعنی یہود و نصاریٰ دونوں سے ان کے پیغمبروں نے عہد لیا تھا کہ جب پیغمبر آخر الزمان کا وقت پائیں تو ان پر ایمان لائیں' یہ کم بخت ایمان نہیں لاتے' اس رشتے کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے' وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع تعلق کرتے ہیں اور ان کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا تھا' دین محمدی اور قرآن سے لوگوں کو روک کر باطل زمین میں پھیلا کر فساد برپا کرتے ہیں' اس سے منہ پھیرتے ہیں' یہ قیامت کو بڑے ٹوٹے اور نقصان میں پڑیں گے۔

۲۸۔ پھر تعجب کیا کہ تم خدا کا کیونکر انکار کرتے ہو حالانکہ پہلے تم باپوں کی پشتوں میں بے جان نطفے تھے' پھر اسی نے تم کو ماؤں کے رحموں میں لا کر زندہ کیا' پھر جب وقت آئے گا تم کو مارے گا' پھر قیامت کے دن اس کے پاس جاؤ گے تو کام کا بدلہ دے گا۔

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ

زندگی بخشی، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں (برزخ میں) زندہ فرمائے گا، پھر (قیامت میں) تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ وہی

الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى

ہے جس نے تمہارے ہی فائدے کے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے، پھر آسمان کی طرف استواء (قصد)

السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع ۳ / ۹ / ۲

فرمایا تو درست کرکے سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے ○

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ

اور (اے نبی! یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بے شک میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں، فرشتوں

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

نے (تعجب سے) عرض کیا: تو ایسے کو نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا اور ہم تیری تعریف کے

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ

ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تجھے ہر عیب سے پاک سمجھتے ہیں (اللہ نے) فرمایا: میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○

۲۹- تو ایسے رب العالمین کا کیونکر خلاف کرتے ہو، وہ خدا جس نے تمہارے لیے زمین کی سب چیزیں گھاس پھوس دانہ جانور وغیرہ پیدا کیے، پھر آسمان بنانے کا قصد فرمایا، ان کو سات طبقہ برابر برابر بنا دیا اور اس کو سب آسمان زمین کی خبر ہے۔

۳۰- پھر ان فرشتوں کا قصہ بیان فرمایا جو حضرت آدم کے سجدے کا حکم دیئے گئے تھے، پہلے زمین پر جن رہتے تھے جب انہوں نے حد سے زیادہ تجاوز کیا، فرشتے آئے اور ان کو تباہ کیا، تب ان فرشتوں کو یہ خیال آیا کہ اب زمین کی بادشاہت ہم کو ملے گی، ہم سے زائد مستحق کون ہوگا، اس وقت اللہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں آدمی پیدا کروں اور تمہارے عوض زمین کی بادشاہت اسے دوں، وہ بولے کہ ایسی قوم کو بادشاہ کرے گا جو گناہ کریں، فساد پھیلائیں، تیرا کہا نہ مانیں، خونریزی کریں اور ہم تو ہر دم تیری تسبیح کرتے ہیں، تیری پاکی کے گیت گاتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ فرشتوں کا یہ سوال تعجب کی بناء پر تھا، اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں تھا، اللہ تعالیٰ پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں، فرشتے تو معصوم ہیں وہ کیسے اعتراض کر سکتے ہیں۔

۳۱ تا ۳۲- اور حضرت آدم کو پیدا کیا، سب اشیاء کے نام سکھائے یا تو ان کی اولاد کے یا جانوروں وغیرہ کے یا اور برتنے کی چیزوں کے جیسے رکابی، پیالہ، سکورا (مٹی کا برتن وغیرہ) اور ملائکہ کا مقابلہ کرایا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اگر

اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ

اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے' پھر فرشتوں کے سامنے سب چیزوں کو پیش کر کے فرمایا: اگر تم

بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

(اس خیال میں) سچے ہو (کہ تم سے زیادہ علم والی کوئی مخلوق نہیں) تو مجھے ان سب کے نام بتاؤ O فرشتوں نے کہا: تو پاک ہے'

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ

ہمیں کچھ علم نہیں مگر (اتنا ہی) جتنا تو نے ہمیں سکھایا' بے شک تو ہی علم والا' حکمت والا ہے O اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم!

بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ

(علیہ السلام) ان (فرشتوں) کو سب چیزوں کے نام بتا دو جب آدم (علیہ السلام) نے ان کو سب کے نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ

کہ کیا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ بے شک میں آسمان اور زمین کی سب پوشیدہ چیزیں جانتا ہوں اور میں (وہ بھی) جانتا ہوں کہ جو کچھ

تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے O اور (اے نبی ﷺ! یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کو

منصب سلطنت کے استحقاق کا دعویٰ تمہارا ٹھیک ہے تو ان چیزوں کے نام بتاؤ' وہ پہلے ہی سوال میں عاجزی کرنے لگے اور بولے کہ اے پاک خدا! ہم تو یہ کرتے ہیں کہ سوا اس کے جو تو نے ہم کو بتلایا کچھ نہیں جانتے' تو بڑا علیم وحکیم ہے۔

۳۳- پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم بتلاؤ' انہوں نے فر فر بتا دیا تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کیوں میں نہ کہتا تھا کہ میں سارے آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر میں مجبوری سے آدم کی اطاعت کرنا چاہتے تھے اور دل میں تمہارے خدشہ تھا وہ بھی جانتا ہوں یا یہ کہ شیطان نے جو تمہیں دھوکہ دیا کہ آدم علیہ السلام کی برائیاں ظاہر کیں اور بھلائیاں چھپائیں وہ سب جانتا ہوں۔

۳۴- جب حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ثابت ہوگئی اور فرشتے اس کے قائل ہو گئے تب ہم نے ان سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ تعظیمی کرو' سب نے بحکم الٰہی سجدہ کیا ابلیس نے انکار کیا' آدم کو سجدہ کرنے سے تکبر اور غرور کیا اور اس سبب سے کافر ہوگیا۔ اگر کان کے معنی یہاں پر ''تھا'' کے لیے جائیں تو اللہ کے علم میں وہ سب سے پہلے کافر تھا یا یہ کہ سب سے پہلا کافر خدا کے خلاف کرنے والا یہ ہوا۔

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ۫ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ

(تعظیمی) سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا' ابلیس نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا O اور ہم نے فرمایا کہ اے

وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا

آدم (علیہ السلام)! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو اور اس میں سے بے روک ٹوک جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ مگر اس

ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ

درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے O پھر شیطان نے جنت سے

عَنْھَا فَاَخْرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیْہِ ۪ وَقُلْنَا اھْبِطُوْا بَعْضُکُمْ

انہیں لغزش دی اور جہاں وہ دونوں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا: تم سب (زمین پر) اترو آپس میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰۤی

دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک وقت معین تک زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ حاصل کرنا ہے O پھر آدم (علیہ السلام) نے اپنے

اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۳۷﴾

رب سے کچھ کلمے سیکھ لیے (ان کے ذریعہ توبہ کی) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی' بے شک وہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے O

۳۵- حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے سے جب ابلیس کافر ہو گیا' خدا کی رحمت سے دور ٹھہرا تو اس کو بڑا حسد اور رشک ہوا یہی دھن لگی کہ کسی طرح حضرت آدم کو بھی یہاں سے نکالے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے آدم سے کہا کہ تو اور تیری بیوی حوا دونوں جنت میں رہو سہو' وہاں کی نعمتیں خوب کھاؤ پیو' جہاں چاہو چلو پھرو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا اس کو نہ کھانا' وہ شجر علم تھا' گیہوں کا درخت تھا' یہ خاصیت رکھتا تھا کہ اس سے علم نفع ونقصان کا حاصل ہوتا تھا' اس لیے اس کے کھانے سے اچھے برے میں فرق' نیک و بد میں امتیاز ہوتا ہے' تکلیف شرعی آتی ہے۔ جنت میں تو کچھ تکلیف نہیں نہ کچھ حلال نہ کچھ حرام' تسبیح' تہلیل غذا' شربت وصل سے سیرابی' جب یہ کھالو گے تو مکلف ہو جاؤ گے یہاں نہ ٹھہر سکو گے' جنت تمہاری سیرگاہ نہیں رہے گی تمہارے لیے دنیا جائے قیام بنے گی' اس میں ہر قسم کے پھل ہیں' اگر ایک بھی کھاؤ گے یہاں نہ رہ پاؤ گے۔

۳۶- مگر شیطان نے دھوکہ دے کر وہ پھل کھلا دیا جنت سے نکلوا دیا اور اس دنیا میں لا کر ڈال دیا' تب آدم وحوا سے اور مور سے جو شیطان کو پروں پر جنت میں لے گیا تھا اور سانپ سے جو منہ میں رکھ کر لے گیا تھا اور شیطان سے اور سب سے ہم نے کہا: تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے بغض وعداوت ہے' تم سب جنت سے نکل جاؤ' زمین پر رہو وہی تمہارے رہنے کی جگہ ہے' تمہارے لیے وہاں فائدے پیدا کیے ہیں' جیتے جی تک وہاں بسر کرو۔

۳۷- جب یہ حکم ہوا اس وقت آدم علیہ السلام نے چند کلمے اللہ کے پاس سے یاد کر لیے یعنی اللہ نے جو ان کو تعلیم

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

ہم نے فرمایا کہ تم سب (یعنی آدم و حوّا اور ان کی ذریت جو پیدا ہونے والی تھی) جنت سے اتر جاؤ' پھر اگر تمہارے پاس میری

هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا اسے نہ کوئی اندیشہ ہو گا اور نہ کچھ غم O اور جو لوگ کفر

ع ۴ ۱۰/۴ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ

کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہیں' ان کو اس میں ہمیشہ رہنا ہو گا O اے یعقوب (علیہ السلام)

اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

کی اولاد! میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور تم (ایمان لا کر اور اطاعت کر کے) میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا

بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ

کروں گا (یعنی دوزخ سے نجات دوں گا) اور خاص مجھ ہی سے ڈرتے رہو O اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے (اپنے نبی محمد ﷺ پر) اتارا

کیے تھے یاد تھے' بعض کہتے ہیں کہ اسی وقت الہام ہوا' ان کی توبہ قبول فرمائی' اللہ نے ان کی لغزش سے درگزر کی' ان پر رحمت کی نظر کی' وہ ہر شخص کی توبہ قبول کرتا ہے' جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پھل کھانے میں بھول ہوگئی مگر ان کے بڑے رتبہ کے لحاظ سے یہ بھی نہیں ہونی چاہیے تھی اس لیے انہوں نے اس کو اپنے لیے ظلم سمجھا اور ''ربنا ظلمنا'' کہا' ورنہ انبیاء علیہم السلام علم و جہل اور قصد سے کوئی چھوٹا گناہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں اور بھول چوک کوئی گناہ نہیں' اس بھول سے آپ نے توبہ کی' اس سے ان کی اولاد کو سبق حاصل کرنا چاہیے' اگر کوئی قصور ہو جائے تو فوراً توبہ کرنی چاہیے۔

۳۸۔ ہم نے ان سے یہ کہا کہ زمین پر اتر جاؤ اور خاص ذریت آدم سے جو ان کی پشت میں تھی خطاب کیا کہ جب میرے پاس سے تمہارے پاس کوئی رسول آئے اور میں رسول اور کتاب بھیجوں تو اس کا اتباع کرنا' جو کوئی میری کتاب اور رسول کا اتباع کرے گا ان کو آئندہ عذاب وغیرہ سے خوف نہ ہوگا اور گزشتہ پر رنج نہ ہوگا' یا یہ کہ نہ ان کو کبھی رنج ہوگا نہ غم' یا یہ کہ جب موت ذبح ہوگی اور دوزخ کے دروازے بند ہوں گے اور کافروں پر وہ وقت بہت ہی سخت ہوگا تو ان مومنوں کو نہ کچھ رنج ہوگا نہ غم۔

۳۹۔ اور جو کفر کرے گا' میری آیتوں اور رسولوں کو جھٹلائے گا وہ دوزخ میں پڑے گا اور اس میں ہمیشہ رہے گا نہ مرے گا نہ نکلے گا۔

۴۰۔ پھر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنے احسان یاد دلاتا ہے اور ان کو سمجھاتا ہے کہ اے آل یعقوب! ذرا تو میری نعمتیں یاد کرو اور احسان مانو اور غور کرو کہ کیسے کیسے احسان کیے' (حضرت) موسیٰ جیسا پیغمبر تمہاری ہدایت کو بھیجا' توریت کی کتاب

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ

جو ان (کتابوں) کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے ساتھ ہیں اور تم (اہل کتاب میں) سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ

تھوڑے سے دام نہ لو (یعنی دنیا کے لالچ میں میری آیتیں نہ بگاڑو اور نہ چھپاؤ) اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو O اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ

تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

اور دیدہ دانستہ حق نہ چھپاؤ O اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور رکوع کرنے والوں کے

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

ساتھ رکوع کرو (یعنی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو) O کیا تم اور لوگوں کو بھلائی اور نیکی کا حکم دیتے

تم کو دی' فرعون کی مصیبتوں سے بچایا۔ دریائے نیل یا سمندر پار اتارا' کھانے کو من وسلویٰ بھیجا پس تم احسان فراموشی اور ناحق کوشی نہ کرو (حق نہ چھپاؤ)۔

۴۱۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ ان پر اترا ایمان لاؤ' عہد شکنی نہ کرو' وعدے وفا کرو' اپنی جان ان پر قربان کرو' میں بھی اپنے عہد پورے کروں گا' جنت دوں گا' میری عہد شکنی سے ڈرو۔ سوا میرے کسی سے خوف نہ کھاؤ' قرآن جس کو میں نے جبرائیل کے ہاتھ اپنے حبیب پر اتارا ایمان لاؤ کہ وہ توحید کے بیان میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت واوصاف کے بیان میں اور بعض فروع یعنی مسائل فروعیہ میں تمہاری توریت کے موافق ہے۔ تم سب کافروں کے گواہ نہ بنو کہ پہلے پہل انکار کا راستہ نکالو اور دوسرے تمہارا اتباع کریں۔ ہم نے جو توریت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفات' صدق وثبوت کی دلائل و علامات لکھے ہیں ان کے بدلے دنیا کی متاع فانی بے بنیاد مول نہ لو اور میرا خوف کرو۔ یہود میں یہ دستور تھا کہ ہر سال کچھ نقد جنس اپنے علماء کی نذر کرتے تھے' وہ جو مانگتے بلا عذر ان کو دیتے' ان کا یہ دل وجان سے کہا مانتے' جب حضور تشریف لائے اور قرآن سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کی ثناء وصفت اگلی کتابوں میں توریت وغیرہ میں لکھی ہے وہ سمجھے کہ اگر ہم تصدیق کریں گے تو ہماری کمائی میں فرق آئے گا' سب حضور پر ایمان لے آئیں گے ہمیں کون پوچھے گا' حضور کے اوصاف میں تغیر وتبدل کرنے لگے' برائے طمع دنیا اپنی عاقبت خراب کی' کچھ کا کچھ بگاڑ بنایا' مسلمانی کے جھٹلانے کو جھوٹے اختراع (بیان) اٹھانے لگے۔

۴۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یہودیو! حق کو باطل سے نہ ملاؤ یعنی ہم نے جو توریت میں دجال کے حال لکھے ہیں ان کو اوصاف محمدی نہ ٹھہراؤ' سمجھ بوجھ کر خدا پر افتراء (بہتان) نہ کرو' جب کہ ایمان کی ہدایت کر دی اور زواجر ومواعظ (ڈراوے اور نصیحت) سے ان کو تنبیہ دے دی۔

۴۳۔ تب نیک عمل کرنے کا حکم دیا کہ تم جب ایمان لائے تو جو ایمان کی باتیں ہیں ان کو بھی ادا کرو' نماز پنج وقتہ اچھی طرح پڑھو' مال کی زکوۃ دو' جماعت کا احترام رکھو' سب صحابہ کے ساتھ نماز ادا کرو۔

اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاسۡتَعِيۡنُوۡا

ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو (یعنی خود عمل نہیں کرتے) حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تمہیں (کچھ بھی) عقل نہیں O اور صبر

بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ

اور نماز سے مدد چاہو بے شک نماز (لوگوں پر) ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو (دل سے میری طرف) جھکتے ہیں O جنہیں اس

يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ

بات کا یقین ہے کہ ضرور انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور ضرور انہیں اسی کی طرف پھرنا ہے O اے یعقوب (علیہ السلام)

اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى

کی اولاد! میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کیا اور یہ کہ تمہیں (اپنے وقت میں) اس سارے زمانے

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـئًا

پر بزرگی دی O اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی (کافر) جان دوسری جان کا بدلہ نہ ہو سکے گی (اس کے کچھ کام نہ

وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ

آئے گی) اور نہ کسی (کافر) جان کے لیے کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ کچھ مال وغیرہ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے گی اور نہ

۴۴- پھر سردارانِ یہود سے خطاب کیا کہ یہ کیا بات ہے جو تم خود نیک کام نہیں کرتے یعنی ایمان نہیں لاتے دوسروں کو ترغیب دیتے ہو یعنی یہ سردارانِ یہود بعض وقت کم درجے کے لوگوں کو جب ایمان کی طرف زائد مائل دیکھتے تو خود بھی رغبت دلانے لگتے تو ان پر اعتراض کیا کہ خود کیوں نہیں اسلام لاتے؟ اپنے آپ کو کیوں بھولتے ہو؟ کیا تم کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جو بات اچھی ہو اس پر خود بھی عمل کرنا چاہیے۔

۴۵- تم کو چاہیے کہ اللہ کے اوامر ونواہی دل وجان سے بجالاؤ' اللہ کی راہ میں محنتیں اٹھاؤ' نماز بہت سی پڑھو کہ اس کی مدد سے تمہارے گناہ کم ہوں اور ہاں! واقعی نماز پڑھنا آدمی پر بہت گراں ہے مگر جو اچھے آدمی ہیں اللہ کی جناب میں عاجزی کرتے ہیں۔

۴۶- جو لوگ جانتے ہیں کہ ایک دن ہمیں مر کر خدا کے پاس جانا ہے وہ اس کو راحتِ جان ولذت بخش تصور کرتے ہیں۔

۴۷- پھر بنی اسرائیل کو اپنے احسان یاد دلائے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو' میرے حقوق کی حفاظت کرو' دیکھو میں نے تم کو کیسی کیسی نعمتیں دیں' تم کو توریت دے کر حضرت موسیٰ کو بھیج کر تم کو سارے جہان میں افضل بنایا جہان کا سردار کر دیا۔

۴۸- پس میرے حقوق کو ضائع نہ کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ' اگر میرے عہد پورے نہ کرو گے'

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

ان کی کچھ مدد کی جائے گی O اور (اے یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد!) یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات بخشی جو تم

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

پر بڑا عذاب کرتے تھے' تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف

بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ

سے بڑی آزمائش یا بڑا انعام تھا O اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا (یعنی اس میں راستے بنا دیئے) تو تمہیں بچا لیا

اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى

اور (فرعون اور) اس کے لوگوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا O اور جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے (کوہِ طور پر رہنے کے

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾

لیے) چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر تم نے ان کے پیچھے بچھڑا بنا کر (اس کی پوجا شروع کر دی) اور تم (اس پوجا میں) ظلم کرنے والے تھے O

یہودیت سے توبہ نہ کرو گے' ایمان نہ لاؤ گے تو یاد رکھو عذاب قیامت سے ڈرتے رہو جس دن کافروں کو کوئی نفع نہ دے سکے گا نہ ان کی کوئی شفاعت کرے گا۔ نہ ان سے فدیہ لیا جائے گا نہ کوئی ان کی مدد کر سکے گا غرض کسی طرح خدا کے عذاب سے پناہ نہ ملے گی۔

۴۹۔ اور یاد کرو کہ میں نے تم کو فرعون اور اس کی قوم قبط کے پھندے سے کیسے چھڑایا' وہ تم کو برے برے عذاب دیتے تھے' بچوں کو بے دریغ قتل کر دیتے تھے' عورتوں کو باندیاں بناتے تھے' طرح طرح کی خدمتیں لیتے تھے یعنی مرد' عورت چھوٹے بڑے سب ان کے سبب سے آفت میں مبتلا تھے۔ ''یستحیون'' کے معنی ''یستخدمون'' جامع نے لیے ہیں اور مفسرین کہتے ہیں کہ اس کے معنی ''یستبقون'' کے ہیں اور نساء سے مراد مجازاً لڑکیاں ہیں یعنی لڑکوں کو مار ڈالتے لڑکیوں کو باقی رکھتے اور یہ بات تم پر بڑی مصیبت تھی یا یہ کہ بچا لینا تم پر بڑی نعمت ہوئی' بلاء کے معنی نعمت کے بھی ہیں اور مصیبت کے بھی' یہاں پر دونوں ہو سکتے ہیں۔

۵۰۔ اور یاد کرو جب تم دریائے نیل یا بحر قلزم کے قریب پہنچے اور فرعون نے تمہارا تعاقب کیا اور اس وقت تم سخت مایوس' سراپا حسرت و افسوس ہو گئے' تب ہم نے تمہاری مدد کی اور دریا کو چیر دیا' تم بے دھڑک پار ہو گئے' فرعون کو مع لشکر ڈبو دیا' تم ان کو تین دن تک پانی پر بہتا ہوا دیکھتے رہے (اس زمانے میں دریائے نیل بحر قلزم کے ساتھ بہتا تھا)

۵۱۔ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے وعدہ کیا کہ کوہ طور پر ایک چلہ کیجئے تم کو توریت ملے گی' وہ چلہ کرنے گئے تم ادھر گوسالہ پرست بن بیٹھے' ایک بچھڑا بنا کر اس کو پوجنے لگے۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا

پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی تا کہ تم (ہمارا) احسان مانو ○ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

(علیہ السلام) کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کر دینے والا معجزہ عطا فرمایا تا کہ تم سیدھے راستے پر آ جاؤ ○ اور جب موسیٰ (علیہ السلام)

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ

نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو (لوٹو) تو

فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ

(اپنے لوگوں میں سے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی) انہیں قتل کر دو یہ (یعنی بچھڑے کے پجاریوں کو قتل کرنا) تمہارے پیدا

بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ

کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی' بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ اور جب

يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

تم نے کہا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کھلم کھلا خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھیں تو تمہیں دیکھتے

۵۲- تم نے اپنا ہی نقصان کیا مگر پھر ہم نے تمہارے گناہ سے درگزر کی' اس حرکت سے تم کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود نہ کر دیا تا کہ ہماری رحمت کا شکر ادا کرو۔

۵۳- اور جب ہم نے (حضرت) موسیٰ کو توریت دی جو حق و باطل میں فرق کرتی تھی' اس میں ہم نے حلال و حرام امر و نہی سب سکھا دیا یا یہ کہ فرعون کے حالاتِ غرق اور تمہاری شان تم کو سنا کر آگاہ کر دیا کہ کسی طرح گمراہی چھوڑ دو۔ ہدایت پر قائم ہو جاؤ۔

۵۴- جب حضرت موسیٰ توریت لے کر آئے تو تم کو بلائے گوسالہ پرستی میں شریک پایا' ان کو بڑا رنج ہوا' تم کو سمجھانے لگے کہ تم نے سخت حماقت کی' اپنے اوپر ظلم کیا جو غیر خدا کی عبادت کی' تب انہوں نے کہا کہ اچھا اب کیا کریں' اس کا کیا بدلہ دیں؟ (حضرت) موسیٰ نے کہا کہ توبہ کرو' عاجزی کرو' وہ بولے: کیسے کریں؟ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ تم میں جو گوسالہ پرست نہیں ہے وہ گوسالہ پرستوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تو توبہ قبول ہوگی' جو توبہ دل سے کرتا ہے اس پر مرتا ہے خدا اس سے درگزر کرتا ہے۔

۵۵- جب (حضرت) موسیٰ طور سے آئے تو تم نے کہا کہ اے موسیٰ! تم اللہ کو دیکھ کر آئے ہمیں بھی دکھاؤ' انہوں نے انکار کیا تب تم نے کہا کہ ہم تو توریت وغیرہ کی جب تصدیق کریں گے کہ تمہاری طرح ہم بھی خدا کو دیکھ لیں' اس بات

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

ہی دیکھتے کڑک نے آ لیا (اور تم مر گئے) O پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کیا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ

تاکہ تم شکر کرو (احسان مانو) O اور (بیابان میں) ہم نے تمہارے اوپر بادل کا سایہ کیا اور (تمہارے کھانے کے لیے)

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا

ہم نے تم پر من و سلویٰ اتارا (اور فرمایا:) ہماری دی ہوئی ستھری اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہوں نے

وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ

(ناشکری کر کے) ہمارا کچھ نہ بگاڑا اور لیکن وہ خود اپنی جانوں ہی پر ظلم کرتے تھے O اور جب ہم نے فرمایا: اس بستی

الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ

(اریحا یا بیت المقدس) میں جاؤ تو اس میں جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ پیو اور (شہر کے) دروازے میں سر

سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ

جھکائے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور یوں کہو کہ ہمارے گناہ معاف کیے جائیں تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکی

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ

کرنے والوں کو اور زیادہ عطا فرمائیں گے O تو ظالموں نے وہ بات جو ان سے کہی گئی تھی دوسری بات

سے تم پر بجلی گری، تم کو آتشِ قہر نے جلا کر خاک کر دیا اور تم نے اپنی آنکھوں سے اسے آتے دیکھا اور تم سب مر گئے۔

۵۶- مگر ہم نے اپنی رحمت سے تم کو دوبارہ زندہ کیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔

۵۷تا۵۹- جب تم تیہ (کے بیابان) میں گرفتار ہو گئے، دھوپ کی شدت سے بے قرار ہو گئے تو ہم نے تمہارے سایہ کو بادل بھیجا، کھانے کو من و سلویٰ بھیجا کہ ہمارے ان غیبی کھانوں کو مزے سے کھاؤ مگر جمع نہ کرو ذخیرہ نہ بناؤ، ہم پر بھروسہ رکھو، ہم روز بارو ز دیں گے، انہوں نے نہ مانا، چرانا شروع کیا، خود اپنا بگاڑا ہمارا کیا نقصان کیا، پھر وہ ان کو نہ ملا بند ہو گیا۔

پھر ہم نے ان سے کہا کہ تیہ سے اس اریحا گاؤں میں جاؤ، رہو سہو جو چاہو کھاؤ، جب دروازہ میں گھسو تو سجدہ کرو اور حِطہ حِطہ کہو یعنی اللہ ہمارے گناہ دور کرے (معاف کرے) یا یہ کلمہ پڑھتے جاؤ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور تم میں اچھے اچھے مرد زاہد پیدا کریں گے۔ ان کم بختوں نے استغفار و توحید کی بجائے کہنا شروع کیا: یا اللہ لال لال گیہوں دے، مسخرا پن کرنے لگے، تب ہم نے اس سبب سے کہ وہ فاسق تھے، حکم نہ مانتے تھے ان پر سخت عذاب اتارا۔

لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

سے بدل دی تو ہم نے ظالموں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ع ۵۹ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا

عذاب اتارا ○ اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا:

اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ط

اس پتھر پر اپنی لاٹھی مارو تو فوراً اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے' ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا'

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ط كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

(اور ہم نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ اور پیو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۶۰ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى

اور زمین میں فساد نہ اٹھاتے پھرو ○ اور (اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد!)

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا

جب تم نے کہا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم سے تو ایک قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے

تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَ

دعا کیجئے کہ وہ زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز'

۶۰- جب بیابان تیہ کے زمانے میں ہم سے موسیٰ نے پانی مانگا ہم نے کہا کہ تمہارے پاس جو یہ پتھر بارہ پھل کا ہے اور ہر پھل کی صورت مثل پستان عورت کے ہے وہ اسی وقت کے لیے دیا ہے' اس پر اپنی لکڑی مارو' ان کا لکڑی مارنا تھا کہ حکمِ الٰہی سے ہر پھل سے فوارہ آبِ شیریں جاری ہوا' بارہ قبیلے تھے ہر ایک نے اپنے لیے گھاٹ مقرر کر لیا' تب اللہ نے کہا: من وسلویٰ کھاؤ' غیبی پانی پیو' قدرت کا کارخانہ دیکھو جو موسیٰ کہیں اس کو مانو خلاف نہ کرو' زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

۶۱- جب بے ہاتھ پاؤں ہلائے من وسلویٰ ملنے لگا تو تم نے اس کی قدر نہ جانی' موسیٰ سے کہا: ہم سے روز روز ایک قسم کی چیز نہیں کھائی جاتی' من وسلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے' خدا سے کہو کہ زمین کی ترکاریاں' ساگ' ککڑی' لہسن' پیاز' مسور کی دال کھلائے' تب وہ بولے: افسوس تم تو سخت بیوقوف ہو کہ دنیا کی بے قدر چیزیں من وسلویٰ کے بدلے مول لیتے ہو خیر اگر یہ چیزیں ایسی ہی تم کو پسند ہیں تو جاؤ شہر مصر میں جہاں سے آئے تھے یا یہ کہ کسی شہر میں جاؤ وہاں یہ چیزیں ملیں گی' محنت اٹھاؤ اور کھاؤ' یہودیوں پر پھٹکار پڑ گئی' ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو گئے' ہمیشہ جزیہ دیتے رہیں گے' فقیر ہی رہیں گے' اس

بَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا بہتر چیز کے بدلے ناقص اور ادنیٰ

خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

چیز مانگتے ہو اچھا کسی شہر میں اترو تو (وہاں) تمہیں وہ ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر ذلت

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

و خواری اور ناداری مقرر کر دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے غضب میں لوٹے

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ

یہ سزا ان کو اس کے بدلے میں ملی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق شہید کرتے تھے

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ ع ۷/۲

یہ ان کی نافرمانیاں اور حد سے بڑھنے کا سبب تھا ○ بے شک ایمان کا دعویٰ کرنے والوں اور

الَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـــِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

یہودیوں اور عیسائیوں اور ستارہ پرستوں میں سے جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو گا اور نہ کچھ غم ○ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے

سبب سے کہ خدا کی آیتیں نہیں مانتے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے‘ ان پر خدا کا غصہ اور لعنت ہے اور نیز اس لیے کہ وہ پیغمبر کے احکام کی نافرمانیاں کرتے تھے نہ مانتے تھے‘ حد سے بڑھ گئے تھے‘ وہ گناہوں کو حلال سمجھتے تھے۔

۲۔ جو لوگ حضرت موسیٰ اور سب پیغمبروں پر ایمان لائے ان کو جنت میں اللہ کے پاس ثواب ملے گا‘ نہ آئندہ کا غم نہ گزشتہ کا افسوس‘ جب موت ذبح ہو گی اور دوزخ بند تو وہ خوش پھریں گے‘ ان کو کچھ غم نہ ہوگا۔ پھر کافروں کا بیان کیا کہ جو پیغمبروں پر ایمان نہیں لاتے یہودی بنتے ہیں یا نصاریٰ کہلائے جاتے ہیں۔ یا صابئی ہیں اگر یہ لوگ ایمان

وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَؕ خُذُوۡا مَآ اٰتَيۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّاذۡكُرُوۡا

اور (تورات پر ایمان لانے کا) عہد لیا اور (تمہارے انکار کرنے پر) تم پر کوہ طور اٹھایا (اور ہم نے فرمایا:) جو کچھ ہم تم کو دیتے

مَا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝۶۳ ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ۚ

ہیں وہ مضبوط پکڑو اور اس کے مضمون کو یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیز گاری ملے ۝ پھر اس (عہد) کے بعد تم پھر گئے

فَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ لَكُنۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۶۴

تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جاتے ۝

وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ الَّذِيۡنَ اعۡتَدَوۡا مِنۡكُمۡ فِى السَّبۡتِ فَقُلۡنَا لَهُمۡ

اور بے شک ضرور تم کو معلوم ہیں تم میں کے وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے بارے میں سرکشی کی تھی تو ہم نے (غضب میں) ان

كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـِٕيۡنَ ۚ ۝۶۵ فَجَعَلۡنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهَا

سے فرمایا کہ دھتکارے ہوئے ذلیل بندر ہو جاؤ ۝ (تو ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں اور وہ ہلاک ہو گئے) تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ

وَمَا خَلۡفَهَا وَمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝۶۶ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖۤ

اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرتناک کر دیا اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ۝ اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے

لائیں اور خدا کی اور قیامت کی تصدیق کریں اور برے عقیدے سے توبہ کریں تو ان کو بھی قیامت میں ثواب ملے گا' خلاصہ یہ کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے گا نجات پائے گا' جو سچا نہ جانے گا عذاب میں مبتلا رہے گا۔

۶۳- پھر عہد کا ذکر کیا کہ وہ وقت یاد کرو کہ ہم نے تم سے عہد لیا اور مضبوطی کے لیے تمہارے سر پر کوہ طور اٹھا لائے کہ خبردار اچھی طرح سے اللہ کے اوامر و نواہی سمجھو' توریت کو مضبوط پکڑو' اس کے حلال و حرام پر عمل کرو تاکہ اللہ کے غصے سے بچو۔

۶۴- تم نے اقرار کیا پھر عہد شکنی کی' اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہوتا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری ہدایت کو نہ پہنچتے تو تم ہمیشہ کے لیے خائب و خاسر ہو جاتے' نقصان میں پڑ جاتے۔

۶۵- جن لوگوں نے (حضرت) داؤد کے زمانے میں ہفتے کے دن کے احکام میں عہد شکنی کی تھی تم کو ان کا حال بھی خوب معلوم ہے کہ کیسی سخت سزا پائی' ہم نے ان کو بندر بنا دیا' وہ ذلیل و خوار پھرتے تھے اور چند دن زندہ رہ کر عذاب سے ہلاک ہو گئے۔

۶۶- تاکہ اور آدمی ہمارے عہد نہ توڑیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے نصیحت ہو جو بڑے پرہیز گار بندے ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ

اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ انہوں نے کہا: کیا آپ ہم سے

قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجٰهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ

مذاق کرتے ہیں؟ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ خدا کی پناہ ہے اس بات سے کہ میں جاہلوں سے بنوں O انہوں نے کہا

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا

کہ آپ اپنے رب سے دریافت کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے کہ وہ (گائے) کیسی ہو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ

فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ ۖ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ ایک گائے ہو! نہ بوڑھی اور نہ بچی بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ہو تو جس کام کا تمہیں حکم ہوتا ہے وہ کرو O

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ

انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے دریافت کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ ۙ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا

کہ وہ ایک پیلے رنگ کی گائے ہو جس کی رنگت بہت تیز (ڈہڈہاتی) ہو کہ دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہو O انہوں نے کہا کہ آپ اپنے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّا

رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے صاف صاف بیان فرما دے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ بے شک گایوں میں ہمیں شبہ پڑ گیا (کیونکہ اس قسم کی گائیں

۶۷- پھر گائے کا قصہ ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا اور قاتل ہی (حضرت) موسیٰ سے سوال کرتا تھا کہ اس کا قاتل کون ہے تا کہ اس پر کوئی شبہ نہ کرے تب (حضرت) موسیٰ نے کہا کہ ایک گائے ذبح کرو۔ اس سے قاتل معلوم ہو جائے گا اور ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ! تم ہمارے ساتھ مسخرا پن کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: خدا کی پناہ! کیا میں پیغمبر ہو کر جاہل ہو جاؤں اور آدمیوں کے ساتھ مسخرا پن کرنے لگوں مسخرا پن تو میرے منصب کے خلاف ہے۔

۶۸- تو انہوں نے (حضرت) موسیٰ سے کہا کہ وہ کونسی گائے ہے جس کے ذبح کا ہم کو حکم ہوا ہے چھوٹی بچھڑی ہے یا بوڑھی۔ انہوں نے کہا کہ چھوٹی ہے نہ بڑی ادھیڑ ہو یعنی درمیانی عمر کی ہو۔ ایک گائے ذبح کر لو فضول گفتگوئیں کیوں کرتے ہو، حکم کی تعمیل کرو۔

۶۹- باوجودیکہ (حضرت) موسیٰ نے منع کیا تھا مگر انہوں نے نہ مانا اور تفصیلیں پوچھیں کہ اچھا اب اللہ سے پوچھو کہ گائے کیسے رنگ کی ہے، تب اللہ نے کہا کہ اس کے کھر اور سینگ سیاہ اور سارا بدن زرد رنگ کا' صاف چمکتا' دیکھنے والا اس

إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ

بہت ہیں) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ہم (مطلوبہ گائے کی طرف) راہ پا جائیں گے O موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا

تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا

ہے کہ وہ ایک ایسی گائے ہو جس سے کوئی خدمت نہ لی جاتی ہو کہ زمین جوتتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو بے عیب ہو جس میں کوئی داغ نہ ہو قوم

قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع ۱۰/۸

نے کہا اب آپ نے ٹھیک بات فرمائی اور انہوں نے اسے ذبح کیا اور وہ (فضول سوالات کرنے کی وجہ سے) ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے O

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ

اور (یاد کرو) جب تم نے ایک خون کیا تو تم ایک دوسرے پر تہمت ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا تھا جو کچھ تم

تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ

چھپاتے تھے O تو ہم نے فرمایا: اس مقتول کو اس گائے کا ٹکڑا مارو (جب مارا تو مقتول زندہ ہو گیا) اسی طرح

الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ

اللہ تعالیٰ مردے زندہ فرمائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو O پھر اس کے بعد تمہارے دل

کی خوش نمائی سے تعجب کرے' اس کو پسند کرے۔

۷۰۔ پھر پوچھا کہ اب یہ بتاؤ کہ وہ گائے کہاں ہے' کھیتی باڑی میں بھی چلتی ہے یا نہیں' اس گائے میں ہم کو شبہ پڑ گیا ہے' خدا چاہے تو ہم سمجھ لیں گے اور کہیں نہ کہیں ڈھونڈ لیں گے۔ یا یہ کہ خدا چاہے تو ہمیں حال قاتل کا معلوم ہو جائے گا۔

۷۱۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ خدا کہتا ہے کہ وہ گائے نہ کھیتی میں چلتی ہے نہ پانی دیتی ہے' صاف ہے چکنی چکنی دغیلی نہیں چتکبری نہیں' تب کہا کہ اب تم نے ٹھیک بات بتائی۔ اب ہم کو معلوم ہو گیا۔ اتنی حجتوں کے بعد انہوں نے ذبح کیا مگر جی نہ چاہتا تھا یا نہ چاہتے تھے کہ مقتول کے قاتل کا حال معلوم ہو جائے۔

۷۲ تا ۷۳۔ پھر مقتول کا ذکر کیا کہ تم نے تو ایک آدمی کو مار ڈالا اور تم اس کے قتل میں اختلاف کرتے تھے قاتل کو چھپانا چاہتے تھے' اللہ کو اس کا ظاہر کر دینا منظور تھا تب اللہ تعالیٰ نے تم سے کہا: یہ جو گائے تم نے مول لی ہے اس کے ایک عضو کو مقتول کے بدن پر مارو' جب مارا وہ زندہ ہو گیا اور اپنا حال بیان کر دیا کہ مجھے فلاں شخص نے مارا ہے' اس کے عضو کی تفسیر میں اختلاف ہے' بعض دم کہتے ہیں' بعض زبان' جس طرح اللہ نے اس کو زندہ کیا اسی طرح قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرے گا' تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ تم سمجھو اور قیامت کا یقین کرو باوجودیکہ تم نے عامیل کا زندہ ہونا آنکھوں سے دیکھا مگر تم کو کچھ عبرت نہ آئی۔

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ

سخت ہو گئے تو وہ پتھر کی مثل ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت (کہ اتنی بڑی نشانیاں دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے) اور بے شک

مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ

پتھروں میں سے تو کچھ وہ ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں

فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ

تو ان میں سے تھوڑا تھوڑا پانی بہہ نکلتا ہے اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں

اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ○ تو (اے مسلمانو!) کیا تمہیں یہ

یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ

طمع (اور امید) ہے کہ وہ (بدکردار اہلِ کتاب) تمہارا یقین لائیں گے حالانکہ ان کا ایک گروہ تو وہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام

ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ

(توریت و انجیل) سنتے تھے پھر اس کے سمجھنے کے بعد اسے دیدہ دانستہ بدل دیتے تھے ○ اور

اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ

جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے اور جب اکیلے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو

۷۴۔ تمہارے دل کچھ ایسے سخت ہو گئے جیسے پتھر بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، پھر پتھر کے فائدے بیان کیے کہ پتھر اگرچہ سخت ہے مگر اتنا نہیں جتنے تمہارے دل کہ بعض ایسا پتھر ہوتا ہے جس میں سے نہر نکلتی ہے اور بعض پھٹ جاتے ہیں، شیریں پانی بہہ نکلتا ہے، لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے، بعض پتھر خدا کی ہیبت کے سبب پہاڑ سے نیچے گر پڑتے ہیں مگر تمہارے دل تو ذرا بھی نہیں پسیجتے، خیر خدا تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں غافل نہیں سزا پاؤ گے یا یہ کہ تم کیسا ہی چھپاؤ اس پر سب ظاہر ہے۔

۷۵۔ پھر اہلِ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا کہ تم کو ان کے اسلام لانے کا خیال ہے۔ یہ قوم ایسی شریر ہے کہ ان میں سے ستر (۷۰) آدمی جو موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ کوہ طور پر گئے اور خدا کا کلام (یعنی توریت) موسیٰ کی زبان سے سنا تھا پھر بھی اس میں اپنے دل سے ادھیڑ بن کرتے تھے۔ جھوٹی سچی باتیں بناتے تھے اور دیدہ و دانستہ تحریف وتبدیل کرتے تھے۔

إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

کہتے ہیں: کیا وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کھولا ہے مسلمانوں سے بیان کیے دیتے ہو تاکہ وہ اس سے تمہارے رب

لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ

کے سامنے تم ہی پر حجت لائیں، کیا تمہیں عقل نہیں ○ کیا وہ (اتنا بھی) نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور

أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ

جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں سب کچھ جانتا ہے ○ اور ان میں سے کچھ ان پڑھ جاہل ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے مگر (زبانی طوطے کی طرح

لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾

النصف

بے سمجھے) پڑھ لینا یا اپنی بناوٹی من گھڑت باتوں کو (کتاب سمجھتے ہیں) اور وہ صرف خیال اور گمان میں ہی ہیں (انہیں اصلیت کی کچھ بھی خبر نہیں) ○

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ

تو ہلاکت اور خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے (بناوٹی) کتاب لکھ لیتے ہیں پھر کہتے ہیں

هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم

یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے (آئی) ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑے سے دام حاصل کر لیں، پھر خرابی

مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا

اور ہلاکت ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے سے اور خرابی اور ہلاکت ہے ان کے لیے ان کی کمائی سے ○ اور

۷۶ تا ۷۷ - پھر اہل کتاب کے منافقین اور ان کی قوم کا ذکر کیا جب وہ حضرت ابوبکر و دیگر مسلمانوں سے ملتے ہیں تب اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفتیں توریت و انجیل میں موجود ہیں اور جب اپنے لوگوں میں جاتے ہیں تو ان کے سرداروں سے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے حضور کی تصدیق بحوالہ توریت و انجیل کیوں بیان کرتے ہو، کیا یہ چاہتے ہو کہ مسلمان ہم پر الزام لگائیں اور قائل کریں (پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا یہ اتنا نہیں جانتے کہ خدا کو سب معلوم ہے خواہ وہ چھپائیں خواہ ظاہر کریں)۔

۷۸ - بعض یہود ایسے ناواقف ہیں کہ نہ پڑھے نہ لکھے ہیں، توریت کا نام سن لیا ہے، بے ہودہ خیال پکاتے ہیں، ان کے رئیس چالاکی سے سمجھا دیتے ہیں وہ مان لیتے ہیں، اس کو اللہ کا فرمان گمان کر لیتے ہیں۔

۷۹ - پس خرابی ہو ان کم بختوں پر جو توریت کو بدلتے ہیں اور کچھ کا کچھ لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے تاکہ دنیا ملے اور متاعِ فانی پائیں۔ پس ان کو سخت خرابی اور عذاب ہے اس تبدیل و تغییر پر اس حرام کمائی پر، 'ویل' کے معنی عذاب

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ

(اہل کتاب نے) کہا: ہمیں تو آگ صرف چند گنتی کے دن چھو لے گی (پھر ہم کو نجات مل جائے گی) (اے نبی! فرمایئے!)

اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

کیا اللہ تعالیٰ سے تم نے کوئی عہد لے لیا ہے جب تو اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے عہد اور وعدہ کے خلاف نہ کرے گا یا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ

(بہتان باندھتے ہو) جس کا تمہیں کچھ علم ہی نہیں ۝ ہاں کیوں نہیں جو کوئی گناہ کمائے گا (خواہ اہل کتاب ہوں یا اور کوئی)

خَطِیْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور اس کی خطائیں اور گناہ اس کو گھیر لیں گے (یعنی کفر تک پہنچ جائے گا) تو وہ دوزخی ہیں' انہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے ۝

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے وہی جنت والے ہیں

هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ع ۹ ۱۱ ۹

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۝ اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ

ہیں یا ایک کنواں ہے جہنم میں جس میں نافرمانوں کو ڈالا جائے گا۔

۸۰- یہود کہتے ہیں کہ ہم کیوں ڈریں' دوزخ میں فقط اتنے دنوں کو جائیں گے جتنے دن ہم میں گوسالہ پرستی ہوئی ہے پھر نکل آئیں گے' خدا فرماتا ہے کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے پوچھو کہ کیا تم نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ وہ اب اس کے خلاف نہ کرے گا یا یونہی بے سمجھے بوجھے خدا پر افتراء کرتے چلے جاتے ہو بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ بڑے جھوٹے ہیں' وہ وہ باتیں تراشتے ہیں جن کا توریت میں پتہ بھی نہیں ہے۔

۸۱- پھر فرماتا ہے: کسی کو کچھ خصوصیت نہیں' جو برا کام کرے گا یعنی شرک اختیار کرے گا اور شرک اس کو گھیر لے گا اس پر مر جائے گا تو وہ بے شک ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جلے گا' نہ مرے گا نہ نکلے گا۔

۸۲- پھر مسلمانوں کا ذکر کیا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا' قرآن کی تصدیق کرے گا' اچھے کام کرے گا وہ جنت میں عیش دائمی پائے گا' کیسی بہار کہ پھر خزاں کا نام نہیں نہ تلخی' نہ اب موت چکھے گا نہ وہاں سے نکلے گا۔

۸۳- پھر بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا ذکر کیا کہ ہم نے ان سے باوجودیکہ عہد لیا کہ خدا کے سوا دوسروں کی پرستش نہ کرنا' شرک میں گرفتار نہ ہو جانا' ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا' قرابت داروں کا حق ماننا' صلہ رحم ادا کرنا' یتیموں غریبوں پر احسان کرنا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سچ کہنا' نماز اچھی طرح پڑھنا' مال کی زکوٰۃ دینا مگر تم نے عہد کو نہ مانا منہ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا

کے ساتھ بھلائی کرو اور سب لوگوں سے اچھی بات کہو (یعنی کلمۂ اسلام سب کو پہنچا دو) اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ

رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو تو (اے بنی اسرائیل!) تم (اس عہد سے) روگردانی کرتے ہوئے پھر گئے مگر تم میں کے

اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ

بہت تھوڑے (عہد پر قائم رہے) ○ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم اپنے (مسلمانوں کا ناحق)

دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ

خون نہ بہانا اور اپنے مسلمانوں کو اپنی بستیوں سے (مجبور کر کے) باہر نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ

اور تم خود اس پر گواہ ہو ○ پھر (اے لوگو!) تم وہی ہو جو اپنے بھائی مسلمانوں کو قتل کرنے لگے

پھیر لیا اور صاف انکار کیا۔ ہاں تھوڑے سے آدمیوں نے وفا کی یعنی حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ ایمان لائے' اس تقدیر پر میثاق لینے کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے یہود سے مجازی ہوگا یعنی وہ عہد جو ان کے باپ دادا سے لیا گیا تھا وہ کچھ انہیں پر منحصر نہ تھا بلکہ نسلاً بعد نسلٍ ہمیشہ کا تھا یہ اس وقت کا حال مذکور ہے کہ ہم نے جن سے حقیقتاً عہد لیا تھا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انہوں نے وفا نہ کی' اس تقدیر پر خطاب موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے یہود سے حقیقی ہوگا۔

۸۴- اور ہم نے تم سے یہ بھی عہد لیا تھا کہ اپنے آپس میں جنگ وجدال نہ کرنا' اپنے آپ کو یعنی اپنی قوم میں کسی کو قتل نہ کرنا' نہ اس کو شہر سے نکالنا' اتفاق ومحبت سے رہنا' اگر تمہاری قوم کا کوئی قید ہو جائے تو اس کو فدیہ دے کر چھڑا لینا' قومی ہمدردی کو آپس کی عداوتوں کے سبب نہ چھوڑ دینا تم نے ان عہدوں کا اقرار بھی کر لیا تھا اور گواہ بھی ہو گئے تھے۔

۸۵- مگر پھر بھی تم نے نہ مانا' وہی حرکتیں شروع کیں' آپس میں لڑتے جھگڑتے ہو' غیروں کے ساتھ ہو کر اپنی قوم کو برباد کرتے ہو' ان پر ظلم وستم کرتے ہو اور اگر کوئی اپنا قید ہو جاتا ہے تو فدیہ دے کر چھڑاتے ہو اور اگر تمہاری قوم بنی اسرائیل کے دوسرے قبیلے کا کوئی قید ہوتا ہے تو فدیہ دینے کو تیار نہیں ہوتے ہو حالانکہ ان کو شہر سے نکالنا بھی حرام تھا' یہ کیا کرتے ہو' آدھی کتاب کو مانتے ہو اور آدھی کو جھوٹ سمجھتے ہو' اپنے دوستوں کو چھڑاتے ہو دوسرے لوگوں کو اپنی قوم کے نہیں چھڑاتے۔ یا یہ کہ جو مسئلہ تمہارے دل کے موافق ہو وہ مانتے ہو اور جو نفس کے خلاف ہوتا ہے اسے نہیں مانتے' ایسے

تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۫ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ

اور اپنے ایک گروہ کو ان کے وطن سے مجبور کر کے نکالتے ہو (ان کے مخالف کو) ان کے خلاف گناہ

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ

اور زیادتی میں مدد دیتے ہو اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آتے ہیں تو بدلہ دے کر

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

تم انہیں چھڑا لیتے ہو حالانکہ ان کا وطن سے نکالنا بھی تم پر حرام ہے کیا کتاب

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ

کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حکموں سے انکار کرتے ہو؟ سو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں

اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

تو ان کا بدلہ تو صرف یہی ہے کہ دنیا میں ان کی رسوائی ہو اور قیامت کے

اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ

دن وہ سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ تمہارے کرتوتوں (کرداروں) سے بے خبر نہیں ہے O یہی ہیں وہ

الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ

لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلہ دنیا کی زندگی خرید لی (اور اپنی آخرت تباہ کر لی) تو نہ ان پر سے عذاب

نامعقولوں کی سوا اس کے اور کیا سزا ہے کہ دنیا میں قتل ہوں، لڑکے بالے باندی غلام بنیں، قیامت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں، اللہ ان کے کاموں سے غافل نہیں ہے، سب جانتا ہے سب کی سزا دے گا۔

۸۶- یہ ایسے کمبخت ہیں کہ انہوں نے ایمان بیچ کر کفر مول لیا، آخرت چھوڑی زندگانی دنیا اختیار کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے، چند روزہ زندگی کو جو بالکل ناپائیدار ہے آخرت کے عیش دائمی پر ترجیح دی، قیامت میں نہ ان کا عذاب دور ہوگا اور نہ اس میں تخفیف ہوگی نہ ان کی کوئی مدد کرے گا، نہ خدا کے عذاب سے نجات ملے گی

''وھو محرم علیکم اخراجھم'' کا تعلق ''تخرجون'' سے ہے اور ''ان یاتوکم اسری تفدوھم'' ''ارید'' کے عہود میں داخل ہے، اس لیے جامع تفسیر نے یہاں مقدم و مؤخر کا لفظ کہہ دیا اور یہاں پر اور اقوال بھی ہیں جو اور تفسیروں میں مفصل ہیں۔

ع ۱۰

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ○ اور بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام)

الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

کو کتاب (توریت) عطا فرمائی اور ان کے بعد پے درپے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ

اور پاک روح (جرائیل) کے ذریعے سے ان کی مدد کی تو کیا ایسا نہیں ہوا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ احکام لے کر آیا

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز

جن کو تمہارے دل نہیں چاہتے تھے اور تم نے (ان کے ماننے سے) انکار و تکبر کیا' پھر ان انبیاء میں کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ

اور ایک گروہ کو تم شہید کرتے تھے ○ اور اہل کتاب نے کہا: ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں (نہیں) بلکہ

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ

اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت (اور پھٹکار) بھیج دی ہے تو وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں ○ اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ

کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتابوں (توریت' انجیل وغیرہ) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی کتاب

۸۷- ہم نے موسیٰ کو توریت دی اور ان کے بعد بہت پیغمبر پے درپے ہدایت کو بھیجے' پھر حضرت عیسیٰ کو انجیل دے کر بھیجا' اس میں امرونہی صاف صاف بیان کیے' پھر ان کو عجیب عجیب معجزے عطا کیے' ان کی تائید ایک پاک روح جرائیل سے کی' مگر اے بنی اسرائیل! تمہارا عجیب حال ہے جب کوئی پیغمبر آتا ہے اور نیا دین لاتا ہے' تمہاری خوشی کے خلاف حکم لاتا ہے تو تم غرور میں آجاتے ہو' کسی کو جھٹلاتے ہو اور کسی کو موقع پا کر شہید کر دیتے ہو' حضرت یحییٰ اور زکریا کو مارا' حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی' جھٹلایا۔

۸۸- جب یہود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھاتے تو وہ کہتے کہ ہمارے دل تمہاری ہدایت سے نہ سمجھیں گے' ہم سب جانتے ہیں' ہمارے دل عمدہ عمدہ علموں سے بھرے ہیں تمہارے علم کی گنجائش نہیں' اتنی جگہ نہیں کہ تمہاری بات پر غور کریں' اس کا جواب ارشاد ہوا کہ کچھ نہیں' سچ تو یہ ہے کہ ان پر خدا کی پھٹکار ہے' خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے ان پر لعنت ہے' اب وہ نہ تھوڑے ایمان لائیں گے نہ بہت' یا یہ کہ تھوڑے قرآن کو مانیں گے۔ یہ غیب کی خبر ہے' یہودی بہت کم ایمان لائے۔

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا

(یعنی قرآن والے نبی علیہ السلام) کے وسیلے سے کافروں کے مقابلے میں فتح (اور کامیابی کی دعا) مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان

كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا

کے پاس وہ جانا پہچانا نبی (علیہ السلام) تو اس کا انہوں نے انکار کیا تو انکار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی (لعنت اور پھٹکار) ہو O کس قدر

بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ

بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب قرآن کا انکار صرف (اس جلن

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

اور) عداوت کی وجہ سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہتا ہے (وحی) اتارتا ہے (یعنی نبی کریم پر اور یہود کو

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾ وَ

آپ سے عداوت تھی اس لیے منکر ہو گئے) تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے O اور جب ان سے

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے (قرآن) اور دیگر کتب پر ایمان لاؤ وہ کہتے ہیں: جو ہم پر اترا ہے ہم تو اسی پر ایمان لاتے ہیں

۸۹- یہودیوں سے جب مشرک لڑتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ! نبی آخرالزمان جو امی ہیں اور قریب آئیں گے ان کے صدقے اور وسیلہ سے ہم کو فتح دے' اللہ ان کو فتح دیتا تھا اور قبیلہ اسد' غطفان' مزنیہ' جہینہ وغیرہ پر غالب ہوتے تھے اور حضور کی جو نشانیاں توریت میں تھیں وہ سب قرآن میں بیان ہوئیں اور توریت سے بعض فروع میں ملتا جلتا ہے تو دیکھ بھال کر کفر کرنے لگے اور اپنی عاقبت بگاڑنے لگے پس لعنت خدا کی ایسے کافروں پر یعنی یہود پر۔

۹۰- ان کم بختوں نے دیدہ و دانستہ مفت بیٹھے بٹھائے اپنی جانوں پر بڑی آفت مول لی کہ خدا کے سچے پاک رسول کی مخالفت کرتے ہیں قرآن کو نہیں مانتے' سارا رشک و حسد یہ ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر بنی اسمٰعیل میں کیوں آئی۔ اس حسد نے ان کو ہلاک کیا' اللہ کے غصہ بالائے غصہ کے مستحق ہو گئے' دوہری پھٹکار پڑی' ان کو ایسا عذاب ہے جو مجمع حشر میں ان کو بہت ذلیل کرے گا۔

۹۱- جب کوئی یہودیوں سے کہتا ہے کہ قرآن پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم توریت پر جو ہم پر اتری ہے ایمان لائیں گے قرآن کو نہ مانیں گے حالانکہ جس کو نہیں مانتے یعنی قرآن وہ توریت کے مخالف نہیں' اصول دین یعنی توحید وغیرہ میں اور بعض فروع میں دونوں متفق ہیں' قرآن اس کی اور وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے

عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ق وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ط

(یعنی توریت پر) اور باقی کتابوں کا انکار کرتے ہیں (جن میں قرآن بھی شامل ہے) حالانکہ وہ (قرآن) حق ہے ان کے پاس والی

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ

کتابوں کی بھی تصدیق فرماتا ہے (اور حقیقت میں وہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہیں لائے ہیں ورنہ دوسری کتابوں کو

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

نہ جھٹلاتے) (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے: اگر تم (اپنی کتاب پر) ایمان لائے تھے تو اگلے انبیاء (علیہم السلام) کو تم نے کیوں شہید کیا (معلوم ہوا کہ

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

تمہارے ایمان کا دعویٰ غلط ہے) ○ اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کھلی نشانیاں لے کر تشریف لائے پھر تم نے ان کے پیچھے بچھڑے کو

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ط خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ط

معبود بنالیا اور تم ظالم تھے ○ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے (توریت پر عمل کرنے کا) عہد و پیمان لیا اور کوہ طور کو ہم نے تمہارے سروں پر اٹھا لیا

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ق وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

(تاکہ تم انکار نہ کر سکو اور ہم نے فرمایا:) جو احکام ہم تم کو دیتے ہیں انہیں مضبوط پکڑو اور سنو (مانو) انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے کفر

بِكُفْرِهِمْ ط قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

کے سبب ان کے دلوں میں بچھڑے کی ہی محبت رچ رہی تھی (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے فرمایئے کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تمہیں کیا

باپ دادا پکے مسلمان ہوتے چلے آئے ہیں ہم ان کے راستے پر ہیں ہم ہمیشہ سے مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے باپ دادا کا کفر کئی طرح سے ثابت کرتا ہے کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے پوچھو کہ اگر وہ بڑے سچے مسلمان تھے تو پیغمبروں کو کیوں قتل کر ڈالتے تھے؟ حضرت زکریا اور یحیٰ کو شہید کیا گیا' مسلمانوں کے ایسے ہی کام ہوتے ہیں۔ نبیوں کی مخالفت کرنے والے یقیناً کافر ہیں۔

۹۲- اور سنو تمہارے باپ دادا کے پاس موسیٰ کتاب لے کر آئے' امر نہی بتائے اور جب وہ طور پر گئے تو تم گوسالہ پرست بن بیٹھے اور اپنی جانوں پر ظلم کیا' اس پر کہتے ہو کہ وہ بڑے اچھے مسلمان تھے۔

۹۳- یاد کرو جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور مضبوطی عہد کے لیے کوہ طور تمہارے سروں پر اٹھا کر معلق کر دیا اور کہا کہ توریت کو مضبوط پکڑو اور اس کتاب کی سب باتیں مانو نافرمانی نہ کرو' تب وہ بولے کہ ہم نے سن لیا مگر ہم نہ کریں گے یہ پہاڑ سر پر نہ ہوتا' اتنی سختی نہ ہوتی تو خیر کر بھی لیتے کہا مان بھی لیتے مگر ان کے دلوں میں گوسالہ پرستی کی محبت بھر گئی تھی' ان کو

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ

یہی برا حکم دیتا ہے (یعنی اگر تمہارے دلوں میں ایمان ہوتا تو تم بچھڑا ہرگز نہ پوجتے) O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے! اگر (تمہارے خیال میں)

خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

پچھلا گھر (جنت) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف خالص تمہارے ہی لیے ہیں (اوروں کے لیے نہیں) تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر تم (اس دعویٰ

صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ

میں) سچے ہو O (ہم خبر دیتے ہیں) وہ ہرگز کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے ان بد اعمالیوں کے سبب جو وہ پہلے

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ

کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے O اور بے شک تم انہیں دنیا کی زندگی پر

عَلٰى حَیٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ

سب لوگوں سے زیادہ حریص پاؤ گے اور مشرکوں سے (بھی زیادہ حریص) ان میں ہر ایک کو یہ

یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ

تمنا ہے کہ کاش اس کو ہزار برس کی عمر دے دی جائے (اگر بالفرض ان کو اتنی عمر بھی دے دی جائے تو بھی) انہیں اتنی عمر کا دیا

اَنْ یُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ع قُلْ مَنْ كَانَ

جانا ان کو عذاب سے دور نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں کو خوب دیکھ رہا ہے O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے:

معانقۃ ۲ عندالمتاخرین ۱۲ ع ۱۱

شامتِ کفر نے گھیر لیا تھا' اس کی سزا ان کو ملنی تھی۔ پس تم اے حبیب! کہہ دو کہ اگر گوسالہ پرستی کا نام ایمان ہے اور اسی معنی میں کہتے ہو کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے تو ایسی مسلمانی جو بری باتوں کا حکم دے اس پہ ہزار نفرین اور تم پر ہزار لعنتیں ہوں۔

۹۴- اے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے آپ کو پکا مسلمان اور خدا پرست سمجھتے ہو اور یہ جانتے ہو کہ قیامت میں عیشِ دائمی سوائے تمہارے اور کسی کو نہ ملے گا' اہل اسلام اس سے محروم رہیں گے تو اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو اور یقین رکھتے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جنت مرنے کے بعد ہی ملے گی۔

۹۵- پھر خبر دیتا ہے کہ انہوں نے چونکہ سینکڑوں نافرمانیاں کی ہیں اس لیے یہ ہرگز کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے' خدا کو ان ظالموں کا حال خوب معلوم ہے۔

۹۶- یہ لوگ موت کی کیونکر تمنا کر سکتے ہیں یہ تو دنیا کی لذتوں پر مرتے پھرتے ہیں' ان کا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مریں' مشرکوں سے بھی زائد حرص جینے کی ہے' ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ ہزار ہزار برس زندہ رہے مگر اتنا جینا بھی عذاب

عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

جو کوئی جبرائیل (علیہ السلام) کا دشمن ہو تو بے شک اس (جبرائیل) نے تو اس (قرآن) کو آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حکم

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۷﴾

سے اُتارا جو اگلی کتابوں کی بھی تصدیق فرماتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے O

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِیْلَ وَ

جو کوئی اللہ تعالیٰ کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل (علیہ السلام) اور میکائیل (علیہ السلام) کا (تو وہ کافر ہے)

مِیْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ

بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے O اور (اے نبی ﷺ!) بے شک

اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا

ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں اتاریں اور سوائے فاسق (نافرمان) لوگوں کے کوئی بھی ان کا انکار نہ کرے گا O اور کیا

عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

(ایسا نہیں) کہ جب کبھی اہل کتاب کوئی عہد کرتے ہیں ان میں کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ اکثر

سے نہ بچائے گا۔ ایک نہ ایک دن مر کر عذاب پائیں گے۔ اللہ ان کی سب باتیں دیکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعریف توریت میں چھپاتے ہیں اور سینکڑوں گناہ کرتے ہیں ان کو پوری سزا دے گا۔

۹۷- بعض یہود کہتے ہیں کہ ہم قرآن پر کیسے ایمان لائیں وہ تو جبرائیل لائے ہیں جو ہمارے دشمن ہیں۔ ہم پر عذاب لاتے تھے' اللہ نے فرمایا: آپ کہہ دیجئے کہ جبرائیل خدا کے فرمانبردار ہیں' برگزیدہ فرشتے ہیں' جو ان سے عداوت رکھے گا وہ حقیقت میں خدا سے عداوت رکھتا ہے۔ قرآن جبرائیل نے اپنے پاس سے نہیں اتارا کہ ان کی عداوت کے سبب نہ مانا جائے وہ تو فقط ایک ایلچی ہیں' اصل میں وہ خدا نے جبرائیل کے ذریعے سے تمہارے دل پر اتارا ہے' خدا کے حکم سے وہ تمہارے پاس لائے ہیں' وہ ایسا قرآن ہے جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے' توریت وغیرہ کے اصول دین میں موافق ہے' وہ سارے عالم کے لیے ہدایت اور مژدہ رحمت ہے۔

۹۸- جو جبرائیل اور میکائیل سے اور دوسرے فرشتوں اور رسولوں سے اور خدا سے عداوت رکھے گا تو خدا اس کا دشمن ہے' یہ سب فرشتے اور رسول ان کے دشمن ہیں کہ وہ کافر ہے اور خدا کافروں کا دشمن ہے۔

۹۹- بے شک ہم نے جبرائیل کے ہاتھ روشن آیتیں تم پر اتاریں جس کو دیکھ کر عقل والا سر تسلیم خم کرتا ہے سوائے چند فاسق یہودیوں کے اور کوئی عقل والا ان کا انکار نہیں کرتا۔

يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ

ان میں ایمان نہیں لاتے O اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے ایک عظیم الشان رسول (محمد مصطفےٰ) ان

لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ

کی کتابوں کی تصدیق فرماتے ہوئے تشریف لائے تو اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (توریت) اپنی پیٹھ

اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوا مَا

کے پیچھے پھینک دی گویا کہ انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں O اور اس (جادو وغیرہ)

تَتْلُوا الشَّيٰطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

کی پیروی کی جو سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت (کے زمانہ) میں شیطان پڑھا کرتے تھے (اور سلیمان علیہ السلام کی طرف اس جادو کی نسبت

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۖ وَمَآ

کیا کرتے تھے) حالانکہ سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہ کیا (کیونکہ وہ نبی تھے) لیکن شیطانوں نے کفر کیا (کہ خود جادو کرتے تھے اور

۱۰۰- کیا ایسا نہیں کہ جب عہد باندھتے ہیں اور رسولوں سے وعدہ کرتے ہیں توڑ دیتے ہیں' عہد کو پھینک دیتے ہیں مگر کچھ تھوڑے آدمی عہد پر قائم رہتے ہیں اور اکثر تو کافر ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔

۱۰۱- جب ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے جس کا ذکر صفت وسیرت پتہ نشان توریت میں بھی موجود ہوتا ہے تو اپنی کتاب کو پسِ پشت کر دیتے ہیں' ان کا کہا نہیں مانتے گویا انہوں نے توریت پڑھی ہی نہیں' کچھ جانتے ہی نہیں۔

۱۰۲- یہودی ان جادو اور بڑے منتروں کو جن کو شیطان نے جب حضرت سلیمان کا ملک چالیس دن کے لیے جاتا رہا تھا ان کی کرسی مملکت کے نیچے چھپا دیا تھا تاکہ لوگ گمراہ ہوں بڑی اچھی چیز سمجھتے ہیں اور اس کا اتباع کرتے ہیں کہ ان کو حضرت سلیمان کے اسرار جانتے ہیں حالانکہ حضرت سلیمان نے کفر نہیں کیا' جادو نہ سیکھا نہ سکھایا' پیغمبر کفر کی ناپاک باتوں سے منزہ ہیں' یہ تو شیطان نے مہلت پاکر حرکت کی اور فریب چلایا' وہ کافر ہیں لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں' اس پر ان کو بڑا ناز ہے۔ دو فرشتوں پر جادو وغیرہ کچھ خدا کی طرف سے نہ تھا' وہ ویسے ہی سکھاتے تھے جو شیطانوں سے چھپایا تھا (اس صورت میں ما انزل کا "ما" نافیہ ہوگا) یا وہ جادو جو فرشتوں پر امتحان کے لیے اترا تھا (اس صورت میں "ما" موصولہ ہوگا) یعنی شہر بابل میں وہ فرشتے آدمیوں کو سکھاتے تھے مگر شرط میں یہ کہہ دیتے تھے کہ ہم فتنہ ہیں' خدا کی طرف سے امتحان کے لیے آئے ہیں' بہ حکمتِ الٰہی جادو سے منع کرنے کو مقرر ہوئے ہیں' جادو کو اچھا نہ سمجھو تم لوگ ہم سے جادو سیکھ کر کافر نہ بنو' مگر اس وقت کے یہود وغیرہ نہ مانتے' ان سے جادو کے الفاظ نقل کرنے میں سیکھ لیتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے' ایسے ایسے جادو یاد کرتے جن کے ذریعہ سے میاں بیوی میں نفاق پڑ جائے جدائی ہو جائے مرد عورت پر قدرت نہ پائے' مگر وہ بغیر خدا کے ارادے اور حکم سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے' یہ یہود اور شیطان جادوگر آپس میں ایسی باتیں سیکھتے ہیں جس میں

اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا

دوسرے لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (اہل کتاب نے اس جادو کی پیروی کی) جو بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتہ یا فرشتہ صفت

يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ

انسانوں پر (لوگوں کو منع کرنے کے لیے) اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے یہاں تک کہ وہ کہتے تھے کہ ہم تو صرف تمہارے لیے

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ

آزمائش اور فتنہ ہیں تو (جادو سیکھ کر) اپنا ایمان نہ کھو (مگر اہل کتاب نہیں مانتے تھے) تو ان دونوں سے (منع کرنے کے لیے نقل کرنے میں)

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ

اہل کتاب وہ (جادو) سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعے وہ خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈلوا دیتے تھے اور وہ اس کے ذریعے بغیر خدا کے

مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَالَهٗ

ارادے اور حکم کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور سیکھتے تھے وہ باتیں جو انہیں نقصان دینے والی تھیں نہ نفع دینے والی' بے شک انہیں یقیناً

فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ قف وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ

معلوم تھا کہ جس نے یہ سودا خریدا (یعنی جادو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا جائز سمجھا) اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں (کیونکہ وہ کافر

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ

ہو گیا) اور بے شک وہ کیا ہی بُری چیز ہے جس کے بدلے میں انہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش کہ وہ اپنے علم سے کچھ کام لیتے O اور اگر وہ

آخرت کا نقصان ہے اور دنیا کا بھی کوئی فائدہ نہیں حالانکہ وہ یعنی یہود اپنی کتاب توریت میں جان چکے ہیں کہ جو جادو سیکھے گا اس کو آخرت میں کچھ حصہ نہ ملے گا مگر نہیں سنتے' یا یہ شیطان جادو کی برائی خوب جانتا ہے' یا یہ کہ فرشتے باوجود یکہ سکھاتے تھے مگر اس کو برا جانتے تھے۔ یہود بہت ہی بری چیز اپنے لیے اختیار کرتے ہیں اگر کچھ سمجھیں اور سوچیں مگر ان کو عقل کہاں جو یہ سمجھیں' یا یہ کہ وہ سمجھتے ہیں اور دیدہ و دانستہ حرکتیں کرتے ہیں اور خواہ مخواہ کافر بنتے ہیں۔

ف: ہاروت ماروت کے کسی عورت پر عاشق ہو کر اس کے کہنے پر شراب پینا اور زنا کرنا' پھر عورت کا زہرہ ستارہ بن جانا اور فرشتوں کا کنویں میں لٹک کر سزا پانا بے اصل جھوٹا قصہ ہے۔ فرشتے معصوم ہوتے ہیں' ان سے چھوٹا بڑا کوئی گناہ نہیں ہو سکتا' یہ قصہ یہودیوں کا گھڑا ہوا غلط ہے۔ (تفسیر خازن)۔

۱۰۳۔ اگر وہ یہ بے ہودہ باتیں چھوڑتے اور ایمان لاتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے' جادوگری اور یہودیت سے توبہ کرتے تو اللہ کے پاس ان کو بہت ثواب ملتا اگر وہ عقل رکھتے ہوتے یا یہ سمجھ کر وہ قصداً ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ۱۲ ع ۱۲

(بجائے جادو سیکھنے کے اللہ کی کتاب پر) ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو یقیناً انہیں اللہ تعالیٰ کے دربار سے بہتر بدلہ ملتا کاش کہ انہیں کچھ علم ہوتا O

اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ

اے ایمان والو! (جب نبی کریم ﷺ کو بلاؤ تو) لفظ راعنا نہ کہو بلکہ یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور (پہلے ہی سے) غور سے سنو (اور جو نبی

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کوادب کے خلاف لفظ کہہ کر پکارتے ہیں وہ کافر ہیں) اور کافروں کے لیے درد ناک عذاب ہے O اہل کتاب کے کافر اور مشرکین

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ

یہ نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے رب کے پاس سے تم پر کوئی بھلائی

مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ

(وحی) اترے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے (اپنی وحی کے لیے)

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ

خاص فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے O جب کوئی آیت (جس کا حکم میعادی ہوتا ہے)

۱۰۴- یہود حضور کو مسخراپن میں یوں پکارتے کہ اس میں ظاہر میں کوئی اعتراض نہ ہو اور فی الحقیقت برائی نکلے یعنی "راعنا یا محمد" کہتے تھے ظاہری معنی یہ ہیں کہ یا محمد! ہماری رعایت کرو اور حقیقت میں ان کی زبان میں یہ کلمہ بد دعا ہے' یعنی بات سن اور تو کبھی نہ سن سکے یعنی بہرا ہو جائے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی کہنے لگے ان کو منع کیا کہ اے مسلمانو! یہود کی طرح تم "راعنا" نہ کہو اس کے بدلے "انظرنا" کہو یعنی نظر عنایت کیجئے۔ ہمارا کہا مانو یہود کی بات نہ سنو' ان کو ایسا عذاب ہوگا جو ان کے دل کی خبر لے گا۔

۱۰۵- اہل اسلام کو نصیحت فرماتا ہے کہ یہودیوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ وہ تمہارے بڑے دشمن ہیں' یہ نہیں پسند کرتے کہ خدا تم پر رحمت اتارے اور جبرائیل کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھیج کر تم کو ہدایت دے' یہ چاہتے ہیں کہ دین اسلام کو فروغ نہ ہو' ان کو رشک وحسد ہے کہ نبوت ان میں کیوں آئی' وہ نہیں سمجھتے کہ خدا کو اختیار ہے جسے چاہے اپنی رحمت سے ممتاز کرے اور نبوت دے اس کا فضل بڑا ہے' یہود اور مشرکین دونوں اسی حسد میں مرتے ہیں جیسے کعب بن اشرف وغیرہ یہود میں سے اور ابوجہل مشرکین میں سے۔

۱۰۶- اور قریش وغیرہ قرآن کے نسخ پر اعتراض کرتے تھے کہ کبھی حکم دیتے ہو اور کبھی منع کرتے ہو ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں' اس کا جواب دیا کہ اگر ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں' اس کا عمل اور تلاوت اٹھا لیتے ہیں یا صرف تلاوت اٹھا لیتے

اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى

ہم منسوخ فرماتے ہیں یا آپ کو وہ آیت بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی (دوسری آیت)

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

لے آتے ہیں' کیا تمہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے O کیا تمہیں خبر نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہے اور نہ مددگار O

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ

(اے لوگو!) کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول (محمد مصطفیٰ علیہ السلام) سے ویسا ہی سوال کرو جیسا کہ اس سے پہلے (حضرت) موسیٰ

قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

(علیہ السلام) سے کیا گیا تھا اور جو کوئی ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے گا بے شک وہ سیدھے راستے سے

السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ

بھٹک گیا O بہت سے اہل کتاب نے چاہا کہ کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف

ہیں عمل باقی رہتا ہے اس میں ہزاروں فائدے اور حکمتیں ہیں۔ اس میں بہتری ہے۔ اس سے بہتر اچھا حکم ثواب میں اور آسانی میں اتارتے ہیں' اللہ سب باتوں پر قادر ہے جس کو چاہے نسخ کرے جس کو چاہے باقی رکھے۔ بعض احکام اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے میعادی نازل فرمائے تھے جب ان کی میعاد جو اس کے علم میں تھی ختم ہو جاتی تھی تو اس کی بجائے دوسرا حکم بھیج دیتا تھا جس میں بندوں کے لیے زیادہ ثواب اور آسانی ہوتی تھی جیسے رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد کھانا' پینا' جماع وغیرہ منع تھا' پھر رات بھر صبح صادق تک کھانا' پینا' بیویوں سے ہم بستری کرنے کی اجازت دے دی گئی اس کو نسخ کہا جاتا ہے' اس پر یہود وغیرہ نے اعتراض کیا' اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔

۱۰۷۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ خدا کے ہاتھ میں زمین آسمان کے ملک اور خزانے ہیں' جس میں بہتری ہوتی ہے وہ کرتا ہے' اے یہود اور اے قریش! خدا کے عذاب سے کوئی تمہارا بچانے والا یا مددگار نہیں ہے۔ وہ مالک ہے۔

۱۰۸۔ مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسا سوال کرنا چاہتے ہو جیسے یہود موسیٰ (علیہ السلام) سے کیا کرتے تھے کہ ہمیں خدا کو کھلم کھلا دکھاؤ وغیرہ وغیرہ' جو اسلام چھوڑ کر کافر ہو گا وہ گمراہ ہے سیدھا رستہ چھوڑ کر بے ایمانی میں پڑے گا۔

۱۰۹۔ حضرت عمار' حضرت حذیفہ' حضرت معاذ بن جبل کو یہود بہت دھمکاتے دھوکہ دیتے کہ کسی طرح یہ کافر ہو

بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ

پھیر دیں محض اپنے دلوں کی جلن اور ضد کی وجہ سے اس کے بعد کہ حق

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو (اے مسلمانو!) تم انہیں چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کے بارے

بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

میں) اپنا کوئی اور حکم لائے' بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے O اور (اے مسلمانو!) تم نماز قائم رکھو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ

اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں پاؤ گے

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ

(یعنی اس کا بدلہ ضرور ملے گا) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے O اور (اہل کتاب نے) کہا:

الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ

جنت میں تو سوائے یہودی یا نصرانی کے اور کوئی ہرگز نہ جائے گا' یہ محض ان کی خیال بندیاں اور من گھڑت باتیں ہیں'

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے: اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ O ہاں کیوں نہیں جس نے

جائیں تب یہ اترا کہ بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کہ وہ کسی طرح تم کو کافر کرلیں' تمہارا ایمان کھو دیں' یہ حسد ہے کہ عرب کے جاہلوں میں کیوں سچا دین آیا حالانکہ وہ حضور کا حق ہونا' حضور کی صفت وثناء توریت میں دیکھتے بھالتے ہیں مگر حسد کے مارے نہ آپ ایمان لاتے ہیں نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتے ہیں۔ اے مسلمانو! تم ان سے زبانی بحث چھوڑ دو' ان کی لغو باتوں سے منہ پھیر لو' یہ جب مانیں گے کہ جب اللہ اپنا دین پھیلائے گا اور ان کو مغلوب کرے گا اور قبیلہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کو غارت کرے گا' کچھ مریں گے اور کچھ قید ہوں گے اور اپنا قہر ان پر لائے گا۔ خدا ان سب باتوں پر قادر ہے۔

۱۱۰۔ اے مسلمانو! نماز اچھی طرح پڑھو زکوٰۃ دو جو بھلائی کرو گے خدا کے پاس ثواب پاؤ گے۔ وہ سب کام دیکھتا ہے۔

۱۱۱۔ یہودی کہتے ہیں کہ جنت یہودیوں کی ہے' ان کے سوا اس میں کوئی نہ جائے گا' نصاریٰ کہتے ہیں کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ ان دونوں کے خام خیال اور ناکارہ آرزوئیں ہیں' اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا

اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا منہ جھکایا (یعنی فرماں بردار ہوا) اور وہ نیکو کار ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور

ع ۱۳ ۹ ۱۲

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ

انہیں نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ کچھ غم ○ اور یہودیوں نے کہا کہ

النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ

عیسائی کچھ نہیں اور عیسائیوں نے کہا کہ یہودی کچھ نہیں (یعنی ان کا مذہب کچھ نہیں)

عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

حالانکہ وہ سب اپنی اپنی کتاب پڑھتے ہیں (اور تورات انجیل کی اور انجیل تورات کی تصدیق کرتی ہے) اسی طرح اور جاہلوں نے

لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان ہی کی سی بات کہی تھی تو جس بات میں وہ جھگڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ

کے دن اس کا فیصلہ فرما دے گا ○ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ

کہو کہ اگر سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو یا یونہی اٹ سٹ جو چاہا بک دیا۔

۱۱۲- ہاں جو سچا خالص مسلمان ہوگا اور اللہ کا پکا تابعدار اور نیک کردار ہوگا اس کو خدا کے یہاں سے ثواب ملے گا۔ اس کو نہ کچھ غم ہوگا نہ رنج، وہ دوزخ میں نہ جائیں گے۔ جنت میں ہمیشہ عیش منائیں گے۔

۱۱۳- یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا کچھ مذہب نہیں، نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کا کوئی دین نہیں اور دونوں اہل کتاب ہیں، دونوں اللہ کو مانتے ہیں مگر اپنی کتابوں کو نہیں سمجھتے اور بن دیکھے جی سے بنا کر وہ باتیں کہتے ہیں جن کا توریت، انجیل میں پتہ بھی نہیں۔ انہیں کی دیکھا دیکھی جو لوگ بت پرست جاہل ہیں کتاب آسمانی کا نام بھی نہیں جانتے یعنی کفار مکہ وغیرہ وہ بھی یہی کہنے لگے کہ ہمارے دین بت پرستی کے برابر کچھ نہیں توحید کوئی چیز نہیں، پس قیامت کو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے تھے اس میں فیصلہ فرمادے گا۔

۱۱۴- روم کا عیسائی بادشاہ نطوس بن ستیانوس ایک بڑا ظالم بادشاہ تھا، بیت المقدس کی سخت بے حرمتی کی، اس کا بیان کیا کہ اس سے زائد کمبخت اور ظالم اور گستاخ اور کون ہوگا جو خدا کے گھروں میں اللہ کا نام لینے سے منع کرتا ہے اور مسجدوں کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہماری یکتائی بیان کرنے کی ممانعت کرتا ہے یہاں تک ظلم کرتا ہے اور اسے نجاستوں سے آلودہ کرتا ہے، اس کمبخت ظالم نے یہ سب حرکتیں کی تھیں، گھوڑا اور مردار جانور ڈلوائے تھے۔ حضرت عمر فاروق

اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ

کی مسجدوں میں اللہ کا نام لیے جانے سے (لوگوں کو) روکتا ہے اور ان کی ویرانی میں کوشش

مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا

کرتا ہے' ان کو مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکنے والوں)

خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ

کے لیے دنیا میں بھی رسوائی (اور ذلت) ہے اور ان کے لیے آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے ○ اور پورب اور پچھم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے تو تم

وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ

جدھر بھی منہ کرو گے ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہو گی' بے شک اللہ تعالیٰ وسعت والا (اور) علم والا

عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ لَّہٗ مَا

ہے ○ (اہل کتاب) اور (مشرکوں نے) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے لیے) اولاد بنائی (حالانکہ) اللہ تعالیٰ (اولاد بنانے سے) پاک ہے' بلکہ جو کچھ آسمانوں اور

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ

زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے' کل مخلوق اس کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہے (تو اس کو اولاد کی کیا ضرورت ہے) ○ بے نمونہ

کے زمانہ تک بیت المقدس کی یہی حالت رہی' پھر خبر دیتا ہے کہ ان ظالم قوموں کی بھی یہی حالت ہو جائے گی کہ وہاں ڈر کے مارے قدم بھی نہ دھر سکیں گے اور اگر داخل بھی ہوں گے تو بھی ہانپتے کانپتے کہ ہمیں کوئی مسلمان دیکھ نہ لے مار نہ ڈالے' دنیا میں ذلیل ہوں گے' قسطنطنیہ ان کے قبضہ سے نکل جائے گا' رومیہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا' عمودیہ بھی نہ رہے گا' یہ تو دنیا میں حالت ہوگی باقی آخرت میں تو سخت عذاب ہوگا۔

۱۱۵- پھر قبلہ کا ذکر کیا کہ مشرق بھی اللہ کا ہے مغرب بھی اللہ کا' جب قبلہ معلوم نہ ہو تو سوچ کر جدھر منہ کیجئے ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے۔ اللہ تو دل کو دیکھتا ہے جب قبلہ نہ معلوم ہو تو مجبوری ہے۔ کچھ لوگ مسافر تھے' ان کو قبلہ نہ معلوم تھا' سوچ کر نماز پڑھ لی پھر وہ غلط نکلی تب یہ اترا کہ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں' دوسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا قبلہ مشرق و مغرب ہے یعنی کعبہ پس کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لو وہی خدا کا قبلہ ہو جائے گا یعنی خطاب مشرق و مغرب والوں سے ہے کہ مشرق والوں کا منہ مغرب کو ہوتا ہے اور مغرب والوں کا منہ مشرق کو۔ اللہ کا قبلہ وسیع ہے' وہ بڑا علیم ہے' سب دل کے ارادے جانتا ہے۔

۱۱۶- یہودی کہتے ہیں کہ خدا نے عزیر کو اپنا بیٹا بنایا' نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا نے عیسیٰ مسیح کو اپنا بیٹا بنایا۔ سبحان اللہ وہ سب سے برتر پاک سب سے اعلیٰ ہے' نہ اس کا کوئی بیٹا نہ باپ نہ شریک بلکہ زمین و آسمان میں سارے جہاں میں جو کچھ

وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

آسمانوں اور زمین کا ایجاد فرمانے والا ہے اور جب کسی بات کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً

فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ

ہو جاتی ہے ○ اور جاہلوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہم سے خود کلام کیوں نہیں فرماتا یا ہمارے پاس کوئی آیت آتی؟ اسی طرح ان سے

اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ

اگلوں نے بھی انہی کی سی بات کہی تھی (گویا) ان کے اور اُن کے دل (نافرمانی میں)

قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

ایک سے ہیں بے شک ہم نے یقین لانے والوں کے لیے اپنی نشانیاں کھول کر

يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا

بیان فرمائیں ○ (اے نبی ﷺ!) بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور

تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ

ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور آپ سے جہنم والوں کے متعلق سوال نہ ہو گا (کہ کیوں وہ ایمان نہ لائے) ○ اور (اے نبی ﷺ!)

ہے عزیر ہوں یا عیسیٰ مسیح ہوں سب اس کے مملوک ہیں' اس کی مخلوق ہیں' سب اس کے آگے عاجز ہیں اور اپنے آپ کو اس کا بندہ سمجھتے ہیں' اس کی عبادت کرتے ہیں۔

۱۱۷۔ وہ ایسا رب العالمین ہے کہ آسمان زمین ایجاد کیے اور نئے پیدا کیے' جب کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے اور حکم دیتا ہے تو ''کن'' کہتا ہے اور کن کہتے ہی وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے' اس کو بیٹے اور بیوی وغیرہ کی کیا ضرورت ہے۔

۱۱۸۔ جو لوگ توحید بھول گئے اس سے محض جاہل رہ گئے یعنی یہود وہ کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو ان کی گواہی خود اللہ ہمارے روبرو آ کر ہم سے بیان کیوں نہیں کرتا یا ایسی ہی کوئی نشانی کیوں نظر نہیں آتی یہ باتیں ہوں تو ہم ایمان لائیں' ایسی ہی باتیں اگلے زمانے میں ان کے باپ دادا اپنے پیغمبروں سے بکا کرتے تھے۔ باپ' دادوں' پوتوں اور پروتوں کے دل ایک سے ہیں کفر ہی بھرا ہوا ہے۔ ہم عقل اور یقین والوں کے لیے بہت سی نشانیاں دکھا چکے ہیں' جو باتیں کرنے کی ہیں وہ بتا دیں جو بری تھیں ان سے منع کر دیا' توریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب صفات و آثار علامات بیان کر چکے' یقین والوں نے مان ہی لیا۔ یہ کم بخت نہ مانیں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔

۱۱۹۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا: اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے تم کو رسول بنا کر بھیجا' تم ہمارے پیغمبر ہو' سچے قاصد ہو' جنت کی بشارت دیتے ہو دوزخ سے ڈراتے ہو' اپنا کام کیے جاؤ اگر کوئی مسلمان نہ ہو اور

الْيَهُودُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى

یہود اور نصاریٰ تو آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے (بناوٹی) دین کی پیروی نہ کریں (اور

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ

یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ غلط راہ پر ہیں) (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے فرمائیے کہ ہدایت تو صرف اللہ ہی کی ہدایت ہے اگر تو ان کی خواہشوں

جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ وقف منزل

کی پیروی کرے گا اس کے بعد کہ تیرے پاس سچا علم آ چکا تو اللہ تعالیٰ سے نہ تیرا کوئی بچانے والا ہو گا اور نہ کوئی مددگار O

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات اور انجیل) دی ہے وہ جیسی چاہیے (انصاف کے ساتھ بغیر تحریف کے) اس کو پڑھتے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۴ ع ۹ ۱۴

وہی قرآن پر (اور نبی آخر الزمان پر) ایمان لے آتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں وہی خود نقصان اٹھانے والے ہیں O

يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ

اے یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد! میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور وہ (بھی یاد کرو) جو میں نے اس

دوزخ میں جائے تو تم سے کچھ پرسش نہ ہوگی کہ یہ کیوں مسلمان نہ ہوئے' کیوں نہ بخشے گئے' دوزخ میں کیوں گئے۔

۱۲۰۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم سے نہ مدینہ کے یہودی راضی ہوں گے نہ نجران کے نصاریٰ جب تک کہ تم ان کا مذہب قبول نہ کرلو گے' ان کے قبلہ کا اتباع نہ کرو گے' تم کہہ دو کہ ہدایت وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہدایت ہو اور دین وہی ہے جو خدا کو پسند ہے اور قبلہ وہی سچا ہے جو اللہ کو مرغوب ہے' اگر تم ان کی خواہش بفرض محال پوری کرو گے بعد اس کے کہ ہم تم پر وحی بھیج کر یہ بتلا چکے کہ اللہ کا دین اسلام ہے' اللہ کا قبلہ کعبہ ہے' یعنی ان کا دین قبول کرلو گے تو ایسا تمہارا کوئی حمایتی نہیں جو فائدہ پہنچائے اور خدا سے بچائے' یہ خطاب بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد امت ہے کہ اپنے دین پر قائم رہے' نبیوں سے نافرمانی ممکن نہیں' اس قسم کے خطاب امت کی تعلیم کے لیے ہوتے ہیں۔

۱۲۱۔ پھر ان یہود کا جو توریت کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان نصاریٰ کا جو انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے جیسے نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا بیان کیا کہ جن کو ہم نے توریت و انجیل کا علم دیا ہے اور وہ خوب سمجھتے ہیں اور ایسا پڑھتے ہیں جو کہ اس کا حق ہے' اپنے جی سے گڑبڑ نہیں کرتے' اپنے حسد کو دخل نہیں دیتے' حلال کو حلال اور حرام کو حرام' محکم کو محکم' متشابہ کو متشابہ سمجھتے ہیں' وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور جو کفر کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں نقصان پائیں گے۔

اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ

زمانے کے سب لوگوں پر تم کو بزرگی دی O اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا

(کافر) جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی (یعنی ایک دوسرے کے بدلے میں سزا نہ بھگتے گی) اور نہ اس کو کچھ مال لے کر چھوڑا جائے گا

شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ

اور نہ (کافر) جان کو کوئی شفاعت نفع دے گی اور نہ ان کی مدد ہوگی O اور (یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں

بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ

سے آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دکھائیں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میں آپ کو لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں آپ نے عرض کی: اور

وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ

میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنانا) (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میرا عہد ظالموں (کافروں) کو نہیں پہنچتا (یعنی کافر امام نہیں ہو سکتا) O اور

۱۲۲- پھر بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلائے کہ اے اولاد یعقوب! میری نعمتیں یاد کرو احسان نہ بھولو دیکھو کیا کیا احسانات کیے، تمہارے باپ دادوں کو فرعون اور اس کی ذریت سے بچایا اور علاوہ ازیں بہت سے احسانات کیے اس زمانے کے سب آدمیوں پر ان کو فضیلت دی۔

۱۲۳- پس میرا شکر بجا لاؤ اور روز قیامت کے عذاب سے ڈرو کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا یعنی کوئی کافروں کو نفع نہ پہنچا سکے گا یا یہ کہ کسی شخص کو اپنی نیکیاں نہ دے سکے گا نہ اس کا گناہ اپنے ذمہ لے سکے گا، باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا، نہ یہ ہوگا کہ فدیہ دے کر چھوٹ جائے، نہ کافروں کے حق میں کسی کی سفارش کارگر ہوگی یعنی ان کی سفارش نہ کوئی پیغمبر کرے گا نہ فرشتہ نہ ولی اللہ، نہ وہاں ان کی کوئی مدد کرے گا غرض خدا کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔

۱۲۴- پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو احسان کیے اس کی شرح کی کہ ہم نے ابراہیم کو دس باتوں کا امتحاناً حکم دیا، پانچ سر کے متعلق تھیں اور پانچ باقی بدن کے متعلق، حضرت ابراہیم نے ان کو پورا کیا سب باتیں بجا لائے، کلمات سے مراد وہ دس حکم ہیں یا یہ کہ کلمات سے مراد وہ دعائیں ہیں جو حضرت ابراہیم نے قرآن میں مانگیں جن کا ذکر عنقریب آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ یہ دعائیں مانگو انہوں نے وہ دعائیں مانگیں، اللہ تعالیٰ سے وہ باتیں طلب کیں اور خدا نے پوری کیں تب خدا نے کہا کہ اے ابراہیم! میرا ارادہ ہے کہ میں تم کو عالم کا پیشوا پیغمبر بناؤں، اپنا خلیفہ لوگوں کا بادشاہ کروں، وہ بولے کہ یہ تیرا مجھ پر فضل ہے مگر میری اولاد کو بھی بادشاہت اور امامت دینا، ارشاد ہوا کہ میرا عہد میرا وعدہ میری رحمت میرا کرم جو تم سے متعلق ہے تمہاری سب اولاد سے نہیں کہ ان میں برے آدمی بھی ہیں، یہ باتیں بروں کو نہیں ملتیں، بروں کو دنیا میں دین کا بادشاہ نہ بناؤں گا، یا یہ کہ میرا عہد رحمت بروں سے نہیں، دنیا میں خیر بادشاہ ہو سکتے ہیں مگر اصل مقصود یعنی آخرت وہ

جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ

(یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (کعبہ) کو لوگوں کے لیے اکٹھا ہونے اور امن کی جگہ بنایا اور (ہم نے فرمایا:)

مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہما السلام) کو اس بات

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

کی تاکید فرمائی کہ طواف اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے میرا گھر (کعبہ) خوب صاف (اور ستھرا) رکھو ○

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ

اور (یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو جو ان میں

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

سے اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لائیں طرح طرح کے پھلوں سے روزی عطا فرما (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور جو کافر ہو گا

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ

تو اس کو بھی تھوڑا برتنے کو دوں گا پھر (اس کے کفر کی وجہ سے) اسے دوزخ کے عذاب کی طرف زبردستی لے جاؤں گا اور وہ واپس

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

ہونے کی بہت بری جگہ ہے ○ اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہما السلام) اس گھر (کعبہ) کی بنیادیں اٹھاتے تھے (تو

ان کو نہ ملے گی۔

۱۲۵- اور ہم نے کعبہ کو ملجائے خلائق اور مرجع عالم بنایا' جہاں وہاں دوڑا چلا آتا ہے' دل کھنچے آتے ہیں' شوق ولوں میں پڑ گیا اور اس کو جائے امن بنایا۔ جانور تک وہاں مامون ہیں شیر بکری کو حد حرم میں نہیں ستاتا۔ اے امت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کعبہ کو قبلہ کرو اور مقام ابراہیم میں جہاں حضرت ابراہیم والا پتھر رکھا ہوا ہے نماز پڑھا کرو یعنی طواف کے بعد جو رکعتیں پڑھتے ہو ان کو وہیں ادا کیا کرو اور ہم نے ابراہیم اور ان کے بیٹے اسمٰعیل سے یہ عہد لیا کہ ہمارا گھر ہمارے مہمانوں کے لیے خوب پاک صاف رکھو بتوں کی نجاست نہ آنے پائے۔ طواف کرنے والے اور اعتکاف کرنے والے' نماز پڑھنے والے' رکوع سجدہ کرنے والے یہاں آئیں اور ذوق وشوق میں مست شراب محبت ہو جائیں۔

۱۲۶- اور یاد کرو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے خدا! اس شہر کو ہر بلا سے امن دے' لڑائی جھگڑوں سے بچا' اس کے باشندوں کو طرح طرح کے میوے کھلا۔ خاص مسلمانوں کو ارشاد ہوا کہ کافر بھی اس نعمت دنیوی

وَإِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا

یہ کہتے ہوئے کہ) اے ہمارے رب! تو ہم سے یہ (کارِ خدمت) قبول فرما، بے شک تو ہی سب کچھ سنتا ہے جانتا ہے ○ اے

وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠

ہمارے رب! تو ہمیں اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھ اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتادے اور ہم پر (اپنی رحمت

وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾

کے ساتھ) رجوع (اور توجہ) فرما، بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ

اے رب ہمارے! اور ان میں ایک رسول (یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ) انہیں میں سے بھیج کہ وہ ان کو تیری آیتیں پڑھ

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ

کر سنائیں اور انہیں (تیری) کتاب اور پختہ علم (حلال وحرام کے احکام اور کتاب کے اسرار حقائق و معانی) سکھائیں اور انہیں پاک فرمائیں، بے شک تو ہی

الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرٰهٖمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ ۵ ع ۸ ۱۵

غالب، حکمت والا ہے ○ اور ابراہیم (علیہ السلام) کے دین سے سوائے اس شخص کے جو دل کا احمق ہے اور کون منہ پھیرے گا اور بے شک

سے محروم نہ رہیں گے جب تک جئیں گے کھائیں گے، پھر مرنے کے بعد ان کو سخت عذاب میں لے جاؤں گا اور بدلہ دوں گا دوزخ جو بہت ہی بری جگہ ہے اور سزا پائیں گے۔

۱۲۷- اور جب ابراہیم اپنے بیٹے اسمٰعیل کی مدد سے کعبہ کی دیواریں بلند کرتے جاتے تھے جب بنا چکے تو دونوں نے یہ دعا مانگی کہ یا خدا! یہ گھر ہم نے خاص تیری عبادت کے لیے بنایا، تو اپنی رحمت سے قبول کر، تو دعا کو سنتا ہے اور قبول عدم قبول کو جانتا ہے یا یہ کہ ہمارے اخلاص کو جانتا ہے۔

۱۲۸- اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا خاص سچا بندہ مخلص بنالے اور ہماری اولاد سے بھی ایک گروہ کو بڑا پاکیزہ بنا کر ہم کو حج کے طریقے اور قاعدے سکھا۔ ہمارے گناہ سے درگزر کر ہم کو یہ نصیب کر تو گناہوں سے درگزر کرتا ہے، مسلمانوں پر رحم کرتا ہے۔

۱۲۹- اے پروردگار! ہماری اولاد میں سے یعنی بنی اسماعیل میں انہیں کے نسب اور قبیلہ سے ایک ایسا پیغمبر عالی قدر بھیج جو ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر تیرا فرمانبردار بنا دے اور ان کو اسرار قرآن اور حلال و حرام سمجھا دے اور ان کے دلوں کو سچے دین اور پاک مذہب اور مبارک ملت اور خالص توحید کا سبق دے کر اور ان سے زکوٰۃ صدقے لے کر سب گناہوں سے پاک بنا دے۔ اے پروردگار! جو ایسے رسول کا انکار کرے گا تو اس کو مقہور کرے گا، وہ تیرے غضب میں مبتلا

نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

ہم نے دنیا میں انہیں (ابراہیم علیہ السلام کو) برگزیدہ کیا (چن لیا) اور بے شک وہ آخرت میں (بھی ہمارے خاص قرب کی) قابلیت والوں میں

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ

ہیں O جب کہ ان سے ان کے رب نے فرمایا کہ گردن جھکاؤ (میرے فرمانبردار ہو جاؤ) (انہوں نے) عرض کی: میں نے سارے جہان کے پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ وَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ

کے لیے اپنی گردن جھکائی (اور اس کا فرمانبردار ہوگیا) O اور اسی (دین پر چلنے) کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے (بھی اپنے بیٹوں کو)

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ ﴿۱۳۲﴾

(اور کہا کہ) اے میرے بیٹو! بے شک اللہ تعالیٰ نے یہی دین (اسلام) تمہارے لیے چن لیا اور پسند فرمایا تو تم نہ مرنا مگر مسلمان (ہونے کی حالت میں

ہوگا تو غالب ہے' تو بڑی حکمت والا ہے۔ خدا نے دعا قبول کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا' یہ دعائیں ہیں جن کو اوپر کلموں سے تعبیر کیا تھا کہ خدا کے حکم سے ابراہیم و اسمٰعیل نے مانگیں اور پائیں۔

۱۳۰- دین ابراہیمی اور ملت ابراہیمی سے کون انکار کرسکتا ہے ہاں جو نامعقول ہو بدبخت ہو پاگل ہو' عقل کی روشنی اس کے دماغ سے نکل گئی ہو اور بالکل بے وقوف ہو گیا ہو تو اس کا اعتبار نہیں' ابراہیم وہ شخص ہیں کہ ہم نے ان کو برگزیدہ کیا دنیا میں ان کو نبی کیا' سچا مذہب اسلام کا دیا' پاک اولاد دی' اپنا خلیل بنایا۔

۱۳۱- آخرت میں اپنے باپ دادے جو پیغمبر گزر گئے ہیں ان کے ہمراہ جنت قرب الٰہی میں سیر کریں گے۔ جب خدا نے ابراہیم سے کہا اے ابراہیم! تم اپنا دین خاص اللہ کے لیے کر دیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھو اور لوگوں کو سکھاؤ' تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ کی جو رب العالمین ہے توحید بیان کرتا ہوں اور لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں' یہ اس وقت کہا گیا جب وہ تہہ خانہ سے نکلے تھے۔ بعض کہتے ہیں: جب انہوں نے اپنی قوم کو دعوت کرنا چاہی تب حکم ہوا تھا کہ اپنی نیت خاص اللہ کے واسطے کرو۔ بعض کے نزدیک جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تب کہا گیا تب انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی جان اللہ کو سونپی' وہ میرا اور سب کا مالک ہے۔

۱۳۲- جتنے پیغمبر آئے سب توحید کے لیے آئے' ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنے مرتے وقت اولاد کو اس کی وصیت کی۔ یعقوب نے بھی آخری دم بیٹوں وغیرہ کو بلا کر وصیت کی کہ اے میرے پیارے لڑکو! خدا نے دین اسلام سب دینوں سے زائد برگزیدہ کیا' تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمایا' یہاں تک ایمان پر مستقیم رہو کہ اسی پر دنیا سے گزر جاؤ اور دین توحید اور خدا کی محبت اس عالم میں ساتھ لیجاؤ۔ یہود کہتے تھے کہ جب یعقوب مرنے لگے تو اپنی اولاد سے دین یہودیت کی وصیت کر گئے تھے کہ کبھی نہ چھوڑنا' اس کا رد فرمایا کہ جب یعقوب نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی تو تم وہاں موجود تھے جو تم اس گفتگو کا منصب رکھتے ہو اور جھوٹی تحقیق کرتے ہو کہ یہودیت کی وصیت کی تھی اسلام کی نہ کی تھی' تم کو اس کی کچھ خبر نہیں' انہوں نے اس وقت اپنے بیٹوں سے امتحاناً دریافت کیا کہ کیوں میرے پیارو! تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ

یعنی مرتے دم تک مسلمان رہنا) O کیا تم یعقوب (علیہ السلام) کے پاس اس وقت خود موجود تھے جب کہ یعقوب کو موت آئی جب کہ انہوں

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ

نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ (اے میرے بیٹو!) میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس خدا کی پوجا کریں گے جو آپ کا اور

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهُ

آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق (علیہم السلام) کا خدا ہے ایک ہی خدا اور ہم اسی کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں

مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ

(اور جھکائے رہیں گے) O یہ ایک گروہ تھا جو گزر گیا' ان کے لیے (اس کا بدلہ) ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے

مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوا كُونُوا

(اس کا بدلہ) ہے جو تم نے کمایا اور ان کے کاموں کی تم سے کچھ پوچھ گچھ نہ ہوگی O اور (یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں سے) کہا کہ

هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ

یہودی یا نصاریٰ ہو جاؤ تو تم سیدھی راہ پاؤ گے (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے: بلکہ ہم تو ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کرتے ہیں

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ

جو ہر باطل اور غلط بات سے جدا تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے O (اے مسلمانو!) تم یوں کہو کہ ہم تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے

انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے اور تمہارے باپ دادا ابراہیم' اسمٰعیل' اسحاق کے خدا کی عبادت کریں گے جس کی تم عبادت کرتے ہو اسی وحدہ لاشریک کو پوجیں گے' ہم بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں' اس کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔

۱۳۴- یہ اللہ کے بندے اچھے گروہ گزر گئے ان کا صلہ ان کو ملے گا اور تمہارا کیا تم کو ملے گا' ان کے کاموں کی باز پرس تم سے نہ ہوگی' پھر تم کو ان کے احوال کی تحقیق سے کیا فائدہ کہ مفت میں ان کو یہودی مشرک ٹھہراؤ۔

۱۳۵- یہود و نصاریٰ جو مسلمانوں سے مذہبی بحث کرتے مناظرے کرتے ان کا ذکر کیا کہ یہود مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم بھی یہود ہو جاؤ' موسیٰ کی امت بن جاؤ راہ راست پاؤ گے' نصاریٰ کہتے ہیں: دین مسیحی اختیار کرو تم کو ہدایت ہو جائے گی۔ اے حبیب! تم کہہ دو کہ دونوں جھوٹے ہو' اگر تم ہدایت کے خواہاں ہو تو ملت ابراہیمی کا اتباع کرو سچا دین پاک مذہب ہے' ابراہیم بڑے عالی قدر' بلند مرتبہ' خلیل اللہ' سچے مسلمان' پاک اللہ کے مخلص تھے' تمہاری طرح مشرک نہ تھے' خدا کا بیٹا نہ بناتے تھے' اللہ کی توحید بیان کرتے رہتے تھے۔

إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ

اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا (یعنی قرآن) اور جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام)

وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِىَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن

اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو دیا گیا اور جو کچھ باقی انبیاء کو ان کے رب کے پاس سے عطا کیا گیا، ہم ان میں کسی (پر

رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ فَإِنْ

ایمان لانے) میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں (مسلم ہیں) ○ پھر اگر وہ بھی (یہود و نصاریٰ وغیرہ) اسی طرح ایمان

ءَامَنُوا۟ بِمِثْلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِۦ فَقَدِ ٱهْتَدَوا۟ ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّمَا

لائیں جس طرح تم سب (نبیوں اور کتابوں) پر ایمان لاتے ہو تو وہ ہدایت پا جائیں گے اور اگر وہ منہ پھیریں (اور نہ مانیں) تو نری ضد اور ہٹ دھرمی میں ہیں

هُمْ فِى شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ ٱللَّهُ ۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾

تو (اے محبوب ﷺ!) عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا (وہی تمہارا ذمہ دار اور کارساز ہے) اور وہی سب کچھ سنتا جانتا ہے ○

صِبْغَةَ ٱللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُۥ

(تم کہہ دو: ہم تو) اللہ تعالیٰ (کی توحید اور اس کے دین) کے رنگ میں رنگ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ (کی توحید) کے رنگ سے کس کا رنگ

۱۳۶۔ پھر مسلمانوں کو مناظرے کا طریقہ بتایا اور توحید کا راستہ دکھایا کہ سب یہود و نصاریٰ سے کہہ دو کہ ہم تو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب قرآن اور ابراہیم اور ان کی کتاب پر، اسمٰعیل اور ان کی کتاب پر، اسحاق اور ان کی کتاب پر، یعقوب اور ان کی کتاب پر، یعقوب اور ان کی اولاد پر اور ان کی کتابوں پر اور موسیٰ اور توراۃ پر اور عیسیٰ اور ان کی انجیل پر اور سب پیغمبروں پر اور خدا کی سب کتابوں پر ایمان لائے، ہم تو کسی پیغمبر کو یہ نہیں کہتے کہ وہ غلط کہتے ہیں کہ محبوب خدا ہیں اور ان میں تفریق کریں یا یہ کہ ان کے آپس میں فرق نہیں سمجھتے، سب اللہ کے نبی تھے، دین توحید کا راستہ دکھاتے تھے ہم کسی کو برا نہیں کہتے۔ سب پر ایمان لائے، ان کی تعظیم کرتے ہیں، خدا کے پوجنے والے ہیں۔ اس کی توحید کرنے والے، سب رسولوں اور کتابوں کے ماننے والے ہیں۔ ہم سچے مسلمان مخلص ہیں۔

۱۳۷۔ اگر یہود و نصاریٰ بھی اسی طرح ایمان درست کریں اور سب کو مانیں، خدا کو جورو بیٹوں سے پاک جانیں تو تمہاری طرح راہ راست پائیں گے اور اگر نہ مانیں تو وہ گمراہ ہیں، توحید کے مخالف دین کا کیا اعتبار ہے، اے حبیب! اللہ ان کے شر سے تمہیں محفوظ رکھے گا۔ وہ تمہارے لیے کافی ہے اور وہ ان کی سب باتیں سنتا ہے، ان کا عذاب جانتا ہے۔

۱۳۸۔ تم سب اللہ کے دین کو مانو اور اس کی محبت کے رنگ میں رنگے جاؤ۔ خدا کی وحدت کے رنگ سے اور کون سا رنگ اچھا ہوسکتا ہے اور صاف صاف کہہ دو کہ ہم مسلمان سچے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں۔

عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ

بہتر ہوسکتا ہے اور ہم تو صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے: کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ

وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ اور تمہارے کرتوت تمہارے ساتھ ہوں گے اور ہم تو اسی کے مخلص بندے ہیں O

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

(اے یہود ونصاریٰ! بلکہ تم یوں کہتے ہو) کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کے بیٹے وغیرہ یہودی یا عیسائی تھے (اے

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ

نبی ﷺ!) آپ فرمائیے: کیا تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ تعالیٰ کو (اور اللہ تعالیٰ کی شہادت ان کے مسلمان ہونے کے اوپر گزر چکی) اور اس سے بڑھ کر

مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

ظالم کون ہوگا جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے (جیسا کہ اے یہود ونصاریٰ! تم چھپاتے ہو) اور اللہ تعالیٰ

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ

تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے O یہ ایک گروہ تھا جو گزر گیا' ان کے لیے ان کی کمائی ہے

ع ١٦ ١٢ ١٦ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ ع

اور تمہارے لیے تمہاری کمائی ہے اور ان کے کاموں کی تم سے کچھ پرسش نہ ہوگی (نہ تمہارے کاموں کی ان سے) O

١٣٩- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم یہود ونصاریٰ سے کہہ دو کہ یہ کیا معاملہ ہے اور بیکار بحث ہے' کیا جھگڑا ہے' کیا خدا کے بارے میں تم ہم سے جھگڑتے ہو اور اس کی توحید میں اختلاف پیدا کرتے ہو' یہ امر پیغمبروں کے اتباع کرنے والے کے لائق نہیں' خدا ہمارا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے اور اگر تم نہیں مانتے تو خیر جانے دو جھگڑے کی کون سی بات ہے' ہمارا مذہب توحید اور ہماری نماز روزہ ہمارے لیے ہیں تمہارا مذہب جس میں شرک کا میل جول ہے اور تمہارے ناکارہ کام تم کو مبارک رہیں۔ ہم تو خدا کو ایک ہی سمجھتے ہیں اسی کی عبادت کرتے ہیں' تم کو اختیار ہے کہ اس پاک نام کے پروردگار کو جو چاہو بناؤ کبھی باپ ٹھہراؤ کبھی بیٹا بتاؤ۔

١٤٠ تا ١٤١ - اے یہود ونصاریٰ! کیا تم حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد کو یہودی یا نصرانی سمجھتے ہو' اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہہ دو کہ تم خدا سے بھی بڑھ کر عالم ہو گئے۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی شہادت ہو اور وہ اس کو چھپائے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں' تم کو پوری پوری سزا دے

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ

عنقریب بیوقوف لوگ کہیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے اس قبلے سے جس پر وہ تھے (یعنی بیت المقدس) (کعبہ کی طرف)

الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ

کس نے پھیر دیا (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ پورب اور پچھم سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے (جس طرف چاہے اپنے بندوں

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

کا منہ پھیر دے) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ چلاتا ہے O اور (اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تم پر اور انعام کیے) اسی طرح ہم

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَ

نے تم کو سب امتوں میں افضل کیا تا کہ تم (دنیا اور آخرت میں) لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ) تمہارے نگہبان (اور گواہ) ہوں اور

مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

(اے نبی ﷺ!) آپ پہلے جس قبلے پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول (ﷺ) کی پیروی کرتا ہے اور کون

يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى

(ان کی اطاعت سے) الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بات (لوگوں پر) بھاری تھی مگر ان پر (نہیں) جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی اور

گا۔ یہ اچھوں کا ایک گروہ تھا جو گزر گیا' اس کی کمائی اس کے لیے تمہارے لیے تمہاری کمائی اور تم سے ان کے اعمال کے متعلق کچھ نہیں پوچھا جائے گا بلکہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش ہوگی اور اس کی جزاء سزا تم کو ملے گی۔

۱۴۲۔ قریب ہے کہ بے وقوف اور پاگل آدمی یعنی یہود اور مکہ کے مشرک مسلمانوں پر اعتراض کریں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب بیت المقدس سے منہ موڑ کر جو کعبہ کو پھیرتے ہیں تو فقط اسی لیے کہ اب یہ پھر اپنا دین قدیمی یعنی بت پرستی اختیار کریں گے' اس تقدیر پر ''ما'' نافیہ ہوگا اور مطلب یہ ہوگا ''ما ولهم عن قبلتهم شئی الا عليهم الى الرجوع الى ملة عبادة الاصنام'' ولهم کا فاعل محذوف ٹھہرے گا) یا یہ معنی کہ اہل اسلام کیوں بیت المقدس چھوڑتے ہیں (''ما'' اس تقدیر پر استفہامیہ ہوگا) پھر اس اعتراض کا جواب بتایا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیجئے کہ نماز مشرق کو یعنی کعبہ کو جو مدینہ سے مشرق کی جانب واقع ہے اور مغرب کو یعنی بیت المقدس کو جو مدینہ سے جانب مغرب ہے' سب خدا کے حکم سے ہے' مشرق و مغرب سب خدا کا ہے' وہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے' اچھے دین اور سچے قبلے پر ثابت کرتا ہے اس کی حکمتوں میں اور حکموں میں عقل کو دخل نہیں۔

۱۴۳۔ پھر امت مرحومہ سے خطاب کر کے ان کی تعریف کر کے اپنا احسان جتلاتا ہے کہ اے مسلمانو! جیسے ہم نے تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور ان کے قبلے کی ہدایت کی اسی طرح ہم نے تمہیں عدل وانصاف والا بنایا کہ

اللّٰہُ ؕ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تمہارے ایمان (اور اعمال) ضائع (اور اکارت) کر دے بے شک اللہ تعالیٰ آدمیوں پر بڑا مہربان نہایت

رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً

رحم والا ہے ○ (اے نبی ﷺ! وحی کے انتظار میں) آپ کا آسمان کی طرف بار بار منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم آپ کو

تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ

ضرور اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند فرماتے ہیں تو اب آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے اور (اے مسلمانو!)

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ

تم جہاں بھی ہو (نماز میں) اپنا منہ اسی کی طرف کرو اور اہل کتاب یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (قبلے کا پھرنا) ان کے رب کی

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَىِٕنْ

طرف سے حق ہے (مگر وہ صرف ہٹ دھرمی سے اعتراض کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ○ اور (اے

جب کافر قیامت میں کہیں گے کہ پیغمبروں نے ہمیں پیغام نہیں پہنچایا تو ہم تمہیں پیغمبروں کا گواہ بنائیں گے۔ تمہاری عدالت کے سبب اور تمہاری گواہی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ادا کریں گے کہ میری امت نے سچی گواہی دی۔

۱۴۳۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ جا کر انیس (۱۹) ماہ کے قریب بیت المقدس کو نماز پڑھی، پھر کعبہ کا حکم اترا تو کعبہ کی طرف نماز ادا کی۔ کافروں نے اعتراض کیا تب کعبہ کی طرف نماز پڑھنے میں جو مصلحتیں تھیں ان میں سے کچھ بیان کیں کہ ہم نے وہ قبلہ جس کی طرف تم نے انیس (۱۹) ماہ نماز پڑھی اس واسطے بدل دیا کہ لوگوں کا حال کھل جائے۔ بعض جھوٹے مسلمان جو منافق ہیں ان کا نفاق کھل جائے کہ کون رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم سنتے ہی بے چون و چرا مان لیتا ہے اور کون حجتیں نکال کر پھر کافر ہو جائے گا۔ یہ قبلے کا بدلنا ظاہر میں دلوں پر گراں معلوم ہوتا ہے مگر جن کے دل ہدایت پائے ہوئے ہیں ان کا حافظ خود خدا ہے ان کو کچھ گراں معلوم نہیں ہوتا۔

۱۴۳۔ بعضوں کا خیال تھا کہ جب قبلہ بدل گیا تو ایمان بھی بدل گیا پہلا والا ایمان باطل ہو گیا۔ بعض کہتے تھے کہ اب شاید توحید بھی منسوخ ہو جائے ان سب کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ایسا حکم نہ کرے گا جس سے تمہارا ایمان خراب ہو، یہ تو شرائع یعنی شرعی احکام ہیں جن میں تغیر و تبدل ہو سکتا ہے ان سے ایمان میں نقصان نہیں آتا، یا یہ کہ ایمان منسوخ ہونے کی چیز نہیں فروع کا قیاس اصول پر نہیں ہو سکتا، یا یہ معنی کہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ کر دیا اس کے قبلہ ہونے کا ایمان منسوخ نہیں کیا، اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم کرنے والا ہے حکموں کے منسوخ کرنے سے ایمان میں نقصان نہیں ڈالے گا۔

۱۴۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کو پھر جائے، حکم الٰہی کے منتظر رہا کرتے تھے، جبرائیل علیہ السلام کے آنے کے خیال سے اکثر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے کہ کب یہ حکم لے کر جبرائیل علیہ السلام

اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ

نبی علیہ ﷺ!) اگر آپ اہل کتاب کے پاس ہر نشانی اور دلیل لے کر آئیں گے تب بھی وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہ کریں گے

بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

اور نہ آپ ان کے قبلے کی پیروی کریں گے اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی نہیں کرتے (یہود کا قبلہ اور

اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

ہے اور نصاریٰ کا اور) اور اے سننے والے! اس کے بعد کہ تجھے حق بات کا علم مل چکا اگر تو ان لوگوں کی خواہشوں پر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

چلے گا تو اس وقت تو ضرور ظالموں میں سے ہو جائے گا O جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے (یعنی علماء یہود و نصاریٰ)

اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

وہ اس (نبی علیہ ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں کچھ لوگ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں O

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ

(اے سننے والے! یہ) تیرے رب کی طرف سے حق ہے (یا حق وہی ہے جو رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو ہرگز شک نہ کرنا O اور ہر ایک کے

وقف لازم وقف منزل ع ۱۷

آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جو آسمان کی طرف منہ اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں اب ہم آپ کی خاطر قبلہ وہ مقرر کرتے ہیں جس میں آپ کی خوشی ہے آپ کے دادا ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ۔ بس آج سے اسی کی طرف نماز پڑھا کیجئے اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہوا کرو جنگل میں یا دریا میں یا زمین و آسمان کی فضاؤں میں اسی کی طرف منہ کیا کرو، اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اس کے حق ہونے سے بخوبی واقف ہیں مگر کم بخت حسد کے مارے چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے غافل نہیں سب جانتا ہے۔

۱۴۵- اور اگر آپ یہود و نصاریٰ کو دنیا بھر کے معجزے، ساری نشانیاں جو وہ مانگیں دکھائیں گے تب بھی وہ مسلمان نہ ہوں گے اور بیت المقدس چھوڑ کر کعبہ کو نماز نہ پڑھیں گے اور نہ آپ ان کے قبلہ کو کبھی نماز پڑھیں گے۔ پس یہ اختلاف تو اب اٹھتا نہیں۔ مگر بعد اس کے کہ وحی آ گئی اور حق ظاہر ہو گیا اور حرم کعبہ قبلہ ٹھہر گیا، پھر اس بیت المقدس کو ان کی خوشی کے لیے نماز پڑھو گے تو خدا کا کیا کرو گے اپنا نقصان کرو گے، اپنی جان پر ظلم کرو گے۔ یہاں پر خطاب بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور حقیقت میں یہ خطاب امت مرحومہ سے ہے کیونکہ نبیوں سے احکام شریعت میں خطاء ممکن نہیں، وہ معصوم ہوتے ہیں۔

۱۴۶ تا ۱۴۷- اس آیت میں اہل کتاب میں سے اچھوں کا ذکر کیا ہے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ کہ جنہیں ہم نے توریت وغیرہ کتب سماویہ کا علم دیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی ثناء وصفت کو اور ان کی رسالت کو ایسے سچے پکے یقین سے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

لیے منہ کرنے کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو (اے مسلمانو!) تم نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جانے کی کوشش کرو

جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

تم کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو اکٹھا کر کے (میدان محشر میں) لے آئے گا' بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے O اور اے محبوب! تم

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

جہاں سے بھی آؤ (سفر کے لیے نکلو) تو (نماز میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لو اور بے شک یہ یقینا تمہارے رب کی

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

طرف سے حق ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے O اور (اے نبی ﷺ!) آپ جہاں سے بھی آئیں

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

(سفر کے لیے نکلیں) تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیں اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو تو اپنا منہ اسی کی طرف کرو تاکہ

جانتے ہیں کہ اس میں کچھ شبہ نہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں کہ ہزار آدمیوں میں برابر پہچان لیں گے اور بعض اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت اور پیش گوئی رسالت جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ یقیناً میرے نبی مرسل ہیں۔ آپ کا دین سچا' آپ سچے خاص خدا کے مقبول ہیں۔ ان کے جھٹلانے کا رنج و ملال اور کچھ خیال نہ کیجئے ان کے پاگل اور احمق ہونے میں کچھ شک نہ کیجئے۔

۱۴۸- اور ہر شخص کا ایک قبلہ ہے کہ اسی کی طرف خواہش نفسانی سے منہ کرتا ہے خواہ حق ہو خواہ باطل' یا یہ مراد ہو کہ ہر پیغمبر کا الگ الگ قبلہ ہے کہ خدا نے اس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تمہارے نبی کا قبلہ کعبہ ہے تم اس کی طرف منہ کرو اور خدا کی عبادت میں سب اگلی امتوں پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے دریا کی موج میں یا پہاڑ کی چوٹی پر یا زمین و آسمان کی فضاؤں میں اور نیکی کرو گے خدا تم کو جمع کرے گا اور نیکی کا ثواب دے گا' خدا سب باتوں پر قدرت والا ہے۔

۱۴۹- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جہاں کہیں بھی ہوں حضر میں (بستی میں یعنی قیام کی حالت میں) یا سفر میں مسجد حرام ہی کو منہ کیجئے' مسجد حرام کی طرف نماز پڑھیے' یہ آپ کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اور یہی حق ہے' آپ کے خدا کا حکم ہے۔ اے اہل کتاب! تم جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت اور قبلہ کی پیش گوئی چھپاتے ہو خدا اس سے بے خبر اور غافل نہیں' وہ سب کچھ جانتا ہے تم کو پوری سزا دے گا۔

۱۵۰- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جہاں ہوں اور اے مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو نماز پڑھو تاکہ یہود وغیرہ اہل کتاب کا جو سچے ہیں تم پر اعتراض نہ ہو کہ ان کی کتاب میں یعنی توریت میں لکھا ہے کہ

شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۚ

لوگوں کو تم پر کوئی حجت (کرنے کا موقع) نہ رہے مگر جو ان میں نا انصاف ظالم ہیں (وہ ہٹ دھرمی سے اعتراض کرتے رہیں گے)

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۚ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

تو تم ان کا کچھ خوف نہ کرو اور مجھ ہی سے ڈرو اور یہ (اس لیے ہے) کہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کروں اور تاکہ تم سیدھے راستے پر

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا

رہو ○ (یہ انعام ہم نے تم پر اسی طرح کیا) جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ) تمہیں میں سے بھیجا وہ تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے

وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

اور تمہیں (کفر و شرک وغیرہ سے) پاک فرماتا ہے اور تمہیں کتاب (قرآن) اور پختہ علم (حدیث و فقہ) سکھاتا ہے اور تمہیں وہ باتیں تعلیم فرماتا ہے جن کا

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع

تمہیں علم نہ تھا ○ تو تم (میری اطاعت کر کے) میری یاد کرو میں (اپنی رحمت سے) تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو (حق مانو) اور میری ناشکری نہ کرو ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ تعالیٰ (مدد کے لیے) صبر کرنے والوں

معانقہ م عند المتأخرین ۱۲ ع ۵/۲

ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کعبہ ہے جب تم اس کی طرف نماز پڑھو گے تو تم پر اعتراض نہ ہو سکے گا۔ ہاں مگر جو ظالم نامعقول ہیں جیسے کہ کعب بن اشرف وغیرہ کہتے تھے: اب پھر مسلمان بت پرست بن جائیں گے' مکہ کے لوگوں کی طرح مشرک ہو جائیں گے تو ان کی بے ہودہ باتوں سے کچھ خوف نہ کرو۔ کتوں کی طرح بھونکنے دو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو' کعبہ کی طرف منہ کرو تاکہ تم پر میری نعمت پوری ہو جائے۔ جیسے تم کو ملتِ ابراہیمی جیسی اچھی عطا کی اسی طرح قبلہ ابراہیمی کی راہ پاؤ اور تاکہ تم سیدھے راستہ پر قائم رہو۔

۱۵۱ تا ۱۵۲- اے مسلمانو! مجھ کو یاد کرو میرا شکر ادا کرو۔ دیکھو تم پر کیسا رسول بھیجا جو تمہاری قرابت اور برادری سے ہے۔ تمہارے نسب میں شریک ہے۔ تم کو قرآن کے احکام اوامر و نواہی پڑھ کر سناتا ہے۔ دین توحید اور زکوٰۃ و صدقہ کے ذریعے سے تمہیں گناہوں سے پاک کرتا ہے' قرآن کی نصیحتیں اور حکمتیں اور حلال و حرام کے احکام اور اگلی امتوں کے سچے قصے جو تمہارے کانوں نے کبھی نہ سنے تھے تمہیں سناتا ہے۔ پس تم میرا ذکر کرو میری عبادت بجا لاؤ میں تمہیں جنت دوں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ میرا ذکر عیش و آرام کے وقت زیادہ کرو میں آفتوں اور بلاؤں سے تمہیں بچاؤں گا اور میری نعمتوں کا شکر بجا لاؤ ناشکری نہ کرو۔

۱۵۳- اے مسلمانو! احکام الٰہی بجا لانے میں اور گناہ پُر لذت چھوڑنے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس پر صبر

الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ

کے ساتھ ہے O اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تمہیں ان کا شعور

اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

نہیں (اور ان کے حال کی خبر نہیں) O اور (اے مسلمانو!) ہم تمہیں کچھ ڈر

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ

اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ضرور ضرور آزمائیں گے (تو تم کو ہر حال میں

الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ

صبر کرنا چاہیے) اور (اے نبی ﷺ!) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنائیے O وہ کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی

اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَ

اللہ تعالیٰ کے مال ہیں اور ہم سب کو اسی کی طرف پھرنا ہے O یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درودیں اور رحمتیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

(نازل ہوتی) ہیں اور یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں O بے شک صفا اور مروہ (دو پہاڑیاں) اللہ تعالیٰ کی (دین کی) نشانیوں میں سے ہیں تو

کرو اور نفل نماز رات دن میں بہت پڑھو' یہ دو چیزیں تمہیں گناہوں سے پاک کرنے میں بہت مدد دیں گی۔ ان سے مدد مانگو یعنی یہ باتیں ادا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے' جو مصیبتوں میں صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا یار و مددگار رہے۔

۱۵۴- غزوہ بدر اور احد میں جو صحابہ شہید ہوئے منافق ان کا ذکر اور ان کی یاد مسلمانوں سے بڑے حسرت و افسوس سے کرتے اور جھوٹے دل سے افسوس کرتے' ان کے مرثیے پڑھتے تھے' کیسی دنیا کی نعمت اور مزے میں تھا سب دم کے دم میں جاتا رہا۔ ہائے کیسا عیش و نشاط کا کارخانہ تباہ ہو گیا۔ تاکہ یہ سن کر مسلمانوں کے زخم ہرے ہوں اور غم زیادہ حاصل ہو اور جہاد سے دل سرد ہو جائیں' تب یہ حکم اترا کہ جو خدا کے لیے بدر اور دوسری لڑائیوں میں سر کٹا گئے ان کو مردہ مت کہو وہ تو خدا کے پاس زندوں کی طرح ہیں اور جنت کے میوے کھاتے ہیں مگر تمہیں ان کی عزت اور بزرگی کی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی عزت اور بڑی نعمتیں فرمائی ہیں جن کو تم سمجھ نہیں سکتے۔

۱۵۵ تا ۱۵۷- مسلمانوں پر جو مصیبت آنے کو تھی اس کی خبر پہلے سے دے دی اور ہوشیار کر دیا کہ اے مسلمانو! ہم تمہارا طرح طرح سے امتحان لیں گے' دشمنوں سے تمہارا مقابلہ کرائیں گے' وہ تمہیں خوب ڈرائیں گے' قحط آئے گا خوب ستائے گا' مال ضائع ہوگا۔ جانیں تلف ہوں گی' کچھ بیماریوں سے مریں گے کچھ کافروں کے ہاتھوں شہید ہوں گے'

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ

جو کوئی اس گھر (کعبہ) کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں پہاڑیوں کے طواف (اور پھیرے) کرے اور جو کوئی اپنی

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ

طرف سے نیکی (اور بھلائی) زیادہ کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ بدلہ دینے والا (اور) خبردار ہے O بے شک وہ لوگ جو ہماری اتاری

مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي

ہوئی روشن آیتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں (جیسے یہود و نصاریٰ) اس کے بعد کہ ان لوگوں کے لیے ہم نے (ان کی) کتاب (تورات و انجیل)

الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ

میں کھول کر بیان فرما دیا ہے' انہی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہے O مگر وہ جو (اپنی

تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ

حرکتوں سے) توبہ کرلیں اور اپنے آپ کو سنوار لیں اور (جو چھپاتے ہیں اسے) ظاہر کردیں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی بڑا توبہ

الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ

قبول کرنے والا' مہربان ہوں O بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر اللہ تعالیٰ

باغات میں نقصان ہوگا۔ پھل پھول کم ہوں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو ان مصیبتوں پر صبر کریں گے اور یہ کہیں گے: ہم سب خدا کے بندے ہیں جو چاہے کرے' ہمیں لوٹ کر اس کے پاس جانا ہے۔ اگر ہم اس کی قضاء سے راضی نہ ہوں تو وہ بھی ہم سے راضی نہ ہوگا ایسوں کو بشارت اور خوشخبری دے دو کہ ان پر خدا کی رحمت اور مغفرت ہے۔ دین و دنیا اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے۔ وہ ہدایت پانے والے ہیں کہ انہیں "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہنے کی توفیق ملی اور ہدایت پر قائم رہے۔ شاکر و صابر رہے۔

۱۵۸- اسلام سے قبل صفا و مروہ پر جو مکہ کے دو پہاڑ ہیں بت رکھے تھے' کفار ان کی پرستش کرتے تھے۔ جب حج فرض ہوا' صفا و مروہ کی سعی و طواف واجب ہوئی تو مسلمانوں کے دلوں کو مکروہ معلوم ہوا تب یہ آیت اتری کہ صفا و مروہ کا طواف اللہ کا حکم ہے اور حج کی نشانی اور اچھا طریقہ ہے' پس اگر کوئی حج یا عمرہ کرے تو ان کا طواف کرنا کچھ گناہ نہیں اور جو طواف واجب سے زائد نفلی طواف کرے گا تو اللہ تعالیٰ شاکر ہے۔ قبول کرے گا' علیم ہے نیتوں کا حال جانتا ہے۔ یا یہ معنی کہ شاکر ہے تھوڑی چیز پر ثواب بہت زیادہ دیتا ہے۔

۱۵۹ تا ۱۶۲- ہم نے جو حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ثناء وصفت اور نشانیاں صاف صاف توریت میں بیان کی تھیں اور اس میں ہم نے جو حکم اتارے تھے انہیں جو یہود چھپاتے ہیں' تو اللہ انہیں قبر میں عذاب دے گا۔ ان پر لعنت

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (١٦١) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی لعنت ہے O اور وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (١٦٢) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

گے نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو گا اور نہ انہیں (عذر کرنے کی) مہلت دی جائے گی O اور تمہارا معبود ایک ہی

١٩ ع ١١ ٣ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (١٦٣) اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت ہی رحم والا ہے O بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي

میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور کشتیوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر چلتی ہیں اور اس

الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے سے مردہ خشک زمین کو

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

زندہ (سرسبز) کر دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور (پیدا کر کے) پھیلائے اور ہواؤں کی گردش

اتارے گا اور ان کے چیخنے کی آواز سوائے جن وانس کے اور سب مخلوق سنے گی وہ بھی ان پر لعنت بھیجے گی۔ مگر جو ان میں مسلمان ہو گئے یہودیت سے توبہ کر لی توحید اختیار کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ثناء وصفت سب بیان کی تو ان سے میں درگزر کرتا ہوں۔ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ جو توبہ کر کے مرتا ہے اس پر رحمت اتارتا ہوں جو کافر کفر پر مرتے ہیں خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرتے ہوئے دنیا سے گزر گئے تو ان پر خدا کا عذاب خدا کی لعنت خدا کے فرشتوں کی لعنت جو آپس میں کرتے ہیں وہ ان کافروں پر لوٹتی ہے وہ ہمیشہ لعنت ہی میں رہیں گے ان کے عذاب میں کبھی کمی نہ ہوگی۔ ان سے عذاب کبھی نہ اٹھے گا۔ نہ ہلکا ہوگا نہ مہلت ملے گی کہ وہ دنیا میں واپس آ کر ایمان لائیں۔

١٦٣- کافر خدا کی وحدانیت کا انکار کرتے تھے۔ اس کا بیان کیا کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے نہ اس کی اولاد ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ سوائے اس کے خدا کوئی نہیں۔ وہ مہربان اور بڑی رحمت والا ہے کہ منکروں کافروں کو فوراً جلد سزا نہیں دیتا۔ مہلت دیتا ہے جو توبہ کرتا ہے اس کو بخش دیتا ہے۔

١٦٤- اس آیت میں اپنی وحدانیت کی نشانی اور دلیل بیان کی کہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں اور گردش لیل و نہار میں اور ان کی کمی بیشی میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو دریاؤں میں آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر آتے جاتے ہیں ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچاتے ہیں اور پانی میں جو خدا آسمان سے اتارتا ہے اور اس سے زمین خشک وقحط زدہ

وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور (لوٹ و پھیر) میں اور بادل میں کہ جو آسمان و زمین کے بیچ میں (اللہ تعالیٰ کے حکم کا باندھا ہوا) معلق ہے (ان سب میں)

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ

عقل مندوں کے لیے یقینا (قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں O اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور دوسرے معبود بنا لیتے ہیں کہ ان

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ

سے اللہ تعالیٰ کی طرح محبت کرتے ہیں اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں (کیا حالت ہو) اگر

حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ

ظالم (وہ وقت اپنی آنکھوں سے) دیکھیں جب کہ ان کی آنکھوں کے سامنے عذاب آئے گا (اس لیے کہ) ساری

الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ

قوت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور (اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے O جب قوم کے پیشوا

کو ہرا بھرا لہلہاتا سبزہ زار بنا دیتا ہے اور طرح طرح کے ہزاروں قسم کے نر و مادہ جانور پیدا کرتا ہے اور ہواؤں کے طرح طرح سے چلنے میں کبھی سیدھی کبھی الٹی کبھی بندوں کے حق میں رحمت کبھی عذاب اور کبھی بادلوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان معلق ہیں، فرمانبردار ہیں، اس کے حکم سے دوڑتے پھرتے ہیں ان سب چیزوں میں اللہ کے عقلمند بندوں کو خدا کی وحدانیت اور قدرت کی بے شمار نشانیاں نظر آتی ہیں۔ اسی کا جلوہ سارے جہان میں دکھائی دیتا ہے۔ ہر چیز اس کی گواہی دیتی ہے اور ہر چیز اس کی فرمانبردار نظر آتی ہے۔

''ان فی خلق السموت'' کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان میں جو خدا کی مخلوقات ہیں اس میں اللہ کی نشانیاں ظاہر ہیں، تقدیر اول پر خلق معروف اپنے معنی پر رہے گا اور بہ تقدیر ثانی بمعنی مفعول یعنی مخلوق کے ہوگا۔

۱۶۵- باوجود ان دلیلوں کے کافر جو اپنے معبودانِ باطل پر دنیا میں مٹے جاتے ہیں، ان کے نام پر جان دیتے ہیں، وہ قیامت میں ان کی صورت سے بیزار ہوں گے۔ اس کا ذکر کیا کہ کچھ آدمی یعنی کافر بعض چیزوں کو خدا کا شریک بناتے ہیں یعنی بت پوجتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی مسلمان خدا سے رکھتے ہیں سو یہ دنیا ہی میں ہے اور مسلمانوں کی محبت سارے جہان کے خدا کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ بعض کے نزدیک یہ آیت منافقوں کے بارے میں اتری ہے جو روپے پیسے کو اپنا محبوب رکھتے تھے جیسے مسلمان خدا کو۔ وہ دنیا کے پیچھے ایمان کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ خدا کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ دنیا کی عزت و مال کو سب مرتبوں کا منتہا اور اعلیٰ سمجھتے تھے۔

۱۶۵ تا ۱۶۷- اور اگر مشرکوں کو قیامت کا حال معلوم ہوتا اور اس پر یقین ہوتا کہ جس دن عذاب دیکھیں گے کہ قدرت اور قوت اور زور سب خدا ہی کا ہوگا اور کسی کی یعنی بتوں وغیرہ کی کچھ نہ چلے گی اور اس دن خدا کا عذاب سخت ہو

اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

(اور لیڈر) اپنے پیروؤں (تابع داروں) سے بیزار ہوں گے اور عذاب (سامنے) دیکھیں گے اور ان کے (دنیا کے) سب تعلقات

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ

(اور رشتے) کٹ جائیں گے ○ اور ان کی پیروی کرنے والے کہیں گے کہ کاش! ہمیں دنیا میں لوٹ کر جانا نصیب ہوتا تو ہم ان

كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ

(پیشواؤں) سے اسی طرح بیزار ہوتے جیسے کہ وہ آج ہم سے بیزار ہوئے (لیکن یہ سب باتیں اس وقت بیکار ہوں گی) اللہ تعالیٰ انہیں

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ ع ۲۰

ان کے اعمال یونہی ان پر حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نہ نکل سکیں گے ○ اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اور پاکیزہ چیزیں ہیں کھاؤ اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو (یعنی اس کے وسوسے سے حلال کو حرام نہ سمجھو) بے شک وہ

مُّبِينٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

تمہارا کھلا دشمن ہے ○ بے شک وہ تو تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا (وسوسے ڈالے گا) اور اس بات کا (حکم دے گا)

گا تو دنیا میں وہ ایمان ضرور قبول کر لیتے مگر وہ کیا کریں ان کو تو یقین ہی نہیں آتا۔ وہ ایسا وقت ہوگا کہ اس دن ان کے گرو گھنٹال جھوٹے سردار اور راہنما اپنے چیلوں سے بیزار ہوں گے اور سب کے سب خدا کا عذاب روبرو دیکھیں گے اور آپس کے عہد و پیمان اور دنیا کی محبتیں اور سب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ ان کے چیلوں مریدوں کے دلوں میں حسرت و ارمان ہوگا کہ اے کاش! ہم پھر دنیا میں جائیں اور وہاں اپنے گروؤں اور سرداروں کے منہ پر تھوکیں اور ان سے بیزار ہوں جیسے یہ وقت پر ہمیں چھوڑ گئے آخرت میں ہمارا ساتھ نہ دیا مگر اس وقت یہ حسرت کچھ کام نہ دے گی' اپنے اعمال دیکھ دیکھ کر خون جگر پئیں گے۔ کوئی کسی کو آگ سے نہ نکال سکے گا نہ کوئی مدد کر سکے گا۔

۱۶۸ تا ۱۷۰۔ عرب کے بعض لوگوں نے اپنے اوپر اپنے خیالات سے کچھ چیزیں حرام کر لی تھیں۔ بعضوں نے بتوں کے نام پر چھوڑ کر اپنے اوپر حرام کر لی تھیں کسی نے کھیتی کسی نے جانور۔ اس بارے میں فرمایا کہ اے مکہ کے آدمیو! زمین کی چیزیں جو تم پر حلال ہیں اور پاک ہیں جیسے کھیتی اور جانور ان کو مزے سے کھاؤ۔ شیطان کے وسوسوں کا اتباع نہ کرو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے' کوئی دشمن کا کہا مانتا ہے جو تم مانتے ہو' وہ تمہیں برے کاموں اور خراب باتوں کا حکم دیتا ہے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم خدا پر جھوٹا بہتان باندھو' بے علموں اور جاہلوں کی سی باتیں کرو۔ جب ان سے کوئی کہتا ہے کہ یہ چیزیں حلال ہیں تم وہ حکم مانو جو خدا نے اتارا ہے تو کہتے ہیں: ہم تو اسی راستہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا' بات کیسے

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کہ تم اللہ تعالیٰ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں ○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے (احکام)

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

پر چلو تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا (کیا وہ اپنے باپ دادا ہی کی پیروی کریں گے)

لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اگرچہ ان کے باپ دادا میں نہ کچھ عقل ہو اور نہ وہ سیدھی راہ پر ہوں ○ اور کافروں کی کہاوت اس شخص کی سی ہے

كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جو ایسی شے کو پکارتا ہے کہ جو چیخ و پکار کے سوا کچھ نہیں سنتی (جیسے جانور) وہ بہرے گونگے اندھے بن گئے

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

ہیں تو وہ کچھ نہ سمجھیں گے ○ اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ (اور ستھری) چیزیں کھاؤ

مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا

اور اللہ تعالیٰ کا احسان مانو (اس کا شکر کرو) اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو ○ اس نے تو تم پر (صرف) مردار اور (بہتا ہوا)

مان لیں۔ ہائے افسوس کہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان کے باپ دادا تو بے عقل اور بے وقوف تھے' ان پر کوئی پیغمبر نہ آیا تھا۔ پھر یہ ان کا کیونکر اتباع کرتے ہیں' یا یہ کہ ان سے سوال ہے کہ کیا اگر ان کے باپ دادا بے عقل جاہل اور گمراہ ہوں تو بھی یہ ان کا اتباع کریں گے۔ نہیں حاشا نہیں۔ یہ نہ چاہیے۔ اچھی بات اگرچہ نئی ہو کرنا چاہیے اور بری بات اگرچہ پرانی چلی آ رہی ہو چھوڑنا چاہیے۔

۱۷۱۔ پھر کافروں کی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مثل بیان فرمائی کہ کافر مثل جانور کے ہیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مثل مالک کے ہیں کہ جیسے مالک اپنے بیل' بکریوں' اونٹوں کو چراتا ہے ان سے کھانے پینے کو کہتا ہے مگر وہ سوائے ایک آواز کے اور کچھ نہیں سنتے' اس آواز کا مطلب نہیں سمجھتے اسی طرح یہ کافر ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے نفع کی بات بتلاتے ہیں مگر وہ غور نہیں کرتے جیسے کوئی گونگا ہوتا ہے کہ حق کی بات بولتے ہی نہیں اور بہرا ہوتا ہے کہ حق بات سنتے ہی نہیں یا اندھا ہوتا ہے کہ سیدھا راستہ دیکھتے ہی نہیں۔ بالکل اونٹ' گائے' بھیڑ' بکریوں کی طرح بے وقوف بن گئے ہیں نہ خدا کا حکم مانیں نہ پیغمبر کا کہا مانیں۔

۱۷۲۔ پھر جانور اور کھیتی کی حالت بیان کی' فرمایا کہ اے مسلمانو! خدا نے جو تم کو چیزیں عطا کی ہیں اور وہ پاک ہیں ان کو بے دھڑک کھاؤ اور خدا کا شکر بجا لاؤ کہ تم اس کی عبادت کرتے ہو اس کا کہا مانتے ہو' یا یہ معنی ہوں کہ اگر کافر

حُرِّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ

خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے حرام کیے ہیں' پھر جو کوئی ناچار و مجبور ہو(جان جانے

لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کا خطرہ ہو) ایسا نہ ہو کہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے زائد کھائے تو اس پر(جان بچانے کی مقدار ان حرام چیزوں کے کھانے پر)

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

کچھ گناہ نہیں' بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے O بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب (کے احکام) چھپاتے ہیں

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا

اور اس کے بدلے دنیا کی ذلیل قیمت لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں صرف آگ ہی بھرتے ہیں اور قیامت

ان کے حرام سمجھنے میں خدا ہی کی پرستش کا خیال کرتے ہیں تو یہ بھی غلط ہے کہ خدا تو حلال کرتا ہے تو خدا کی عبادت ان کا حلال سمجھنا ہے نہ کہ حرام۔

۱۷۳- پھر حرام چیزوں کا ذکر کیا کہ خدا نے تم پر مردار جانور حرام کیے جو ذبح ہو سکتے ہیں اور بے ذبح مر گئے۔ اس شق میں مچھلی اور ٹڈی شامل نہیں کہ وہ بے ذبح ہی حلال ہیں اور بہتا ہوا خون حرام ہے اور سور کا گوشت اور اس کے بال ہڈیاں وغیرہ سب اجزاء حرام ونجس ہیں ان کا کھانا اور کسی چیز میں ان کا استعمال کرنا حرام' اس کے بالوں کا برش بنانا حرام ہے۔ اور وہ جانور جو بتوں کے نام پر ذبح ہوا ہو' خدا کے نام کے بدلے وقتِ ذبح بتوں کا نام لیا ہو۔ پس جس کو ہلاک ہونے کا خطرہ ہو سوائے ان کے اور کوئی حلال غذا اس کو نہ مل سکے ایسے شخص کے لیے وہ حرام حلال کیا گیا۔ بشرطیکہ باغی یعنی ٹھگ اور بادشاہ کے مقابل لڑنے والا اور عادی یعنی حد سے زیادہ اَناپ شناپ بے ضرورت کھانے والا نہ ہو یعنی حلال سمجھ کر بھوک سے زائد مزے میں آ کر نہ کھا جائے۔ جو بقدرِ ضرورت کھائے گا زائد نہ کھائے گا اور دوسری دفعہ کھانے کے لیے نہ چھوڑے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے کہ قوت سے زائد کھانا پیٹ تک بخش دے گا۔ رحمت والا ہے کہ جان بچانے کے لیے مردار وغیرہ ضرورت کے وقت حلال کر دیئے۔

ف: ''وما اهل به لغير الله'' ترجمہ: یعنی تم پر مردار اور بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بت وغیرہ کا نام پکارا جائے وہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس آیت کا شان نزول جانوروں کے بارے میں ہے۔ لہٰذا اگر کسی جانور کو ذبح سے پہلے کسی کے ایصال ثواب کی نیت سے نامزد کر دیا جائے جیسے گیارھویں شریف کا بکرا وغیرہ یا عقیقے کا جانور یا قربانی کا جانور وغیرہ کہ وہ کسی نہ کسی کے نام سے پکارا جاتا ہے اگر اس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے یعنی بسم الله الله اكبر کہہ لیا جائے تو وہ حلال ہوگا اور اس آیت کے تحت میں داخل نہیں۔

ف: بعض لوگوں نے ''اهل'' کا لغوی ترجمہ ''پکارا گیا'' کر کے جانور وغیرہ اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء جو ایصال ثواب کی غرض سے کسی بزرگ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں جیسے داتا صاحب اور خواجہ صاحب کا ختم وغیرہ اور ان کو نذر و نیاز

النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے (رحمت سے) کلام فرمائے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک فرمائے گا اور ان کے لیے درد ناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ

عذاب ہے O یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس قدر انہیں

بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ

آگ پر صبر اور برداشت ہے O یہ (عذاب) اس لیے (ہو گا) کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری

بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع ربع ۱۲ ع ۹ ۵

اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے درجے کے جھگڑالو ہیں O

دینا ادب کے طور پر کہا جاتا ہے۔ یہ نذر شرعی نہیں ہے ان کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ منشاء قرآن کے خلاف تفسیر بالرائے ہے اور غلط ہے' اس آیت کا ترجمہ وتفسیر تفسیر خازن و مدارک وجلالین واحمدی و بیضاوی وصاوی وتفسیر کبیرو فتح الخبیر وغیرہ تمام تفاسیر میں اسی طرح لکھا ہے کہ اگر کسی جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو وہ حرام ہوگا چونکہ کفار بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے اور مردہ جانور اور بہتا ہوا خون اور ان سب کو حلال سمجھتے تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام قرار دیا۔ ایصال ثواب کے لیے تو خود حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کنویں کو سعد کی ماں کی طرف منسوب فرمایا اور فرمایا: ''**ھذا لام سعد**'' یعنی یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے یعنی ان کو اس کا ثواب ملے گا' اس سے ظاہر ہے کہ صرف کسی کا نام ایصال ثواب کے لیے لیا جائے تو وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ جس طرح حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قربانی کا دنبہ ذبح کرنے سے پہلے اپنا نام پکارا اور فرمایا: ''ھذہ منی'' یہ میری طرف سے ہے پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح فرمایا' اس سے ثابت ہوا کہ کوئی چیز کسی غیر اللہ کے نام کے ساتھ نسبت کر دینے سے حرام نہیں ہوتی جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے ان کی رائے غلط ہے۔ تفسیر احمدی شیخ احمد عرف ملا جیون استاذ عالمگیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ جو گائے وغیرہ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز ان کو ایصال ثواب کی نیت سے ذبح کی جاتی ہے وہ حلال وطیب ہے جبکہ ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے۔

۱۷۴ تا ۱۷۶- جو یہودی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت کو جو ہم نے توریت میں اتاری ہے چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے کم درجہ کے لوگوں سے کچھ دنیا کے تھوڑے دام کما لیتے ہیں یعنی حیی بن اخطب اور جدی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ یہودی' تو یہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں یعنی حرام کھاتے ہیں۔ یا یہ مطلب کہ قیامت میں ان کے شکموں میں آگ بھر جائے گی۔ خدا ان سے اچھی طرح بات بھی نہ کرے گا نہ قیامت میں ان کو گناہوں سے پاک کرے گا' ان کو ایسا سخت عذاب ہوگا جو ان کے دل کی خبر لے گا۔ انہوں نے ہدایت بیچ کر گمراہی خرید لی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب مول لیا یعنی اسلام ترک کیا اور یہودی بنے رہے۔ مغفرت سے مراد اسلام' عذاب سے مراد یہودیت ہے' یا یہ کہ ایسی چیز جس سے مستحق مغفرت ہو چھوڑ دی اور جس سے مستحق عذاب ہوئے اختیار کی پس ان

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ

اصل میں یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کو کر لو (جب تک کہ عقائد درست نہ ہوں) ہاں اصل نیکی یہ ہے

الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ

کہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور

النَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنا (عزیز) مال رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں کو اور

الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَ

غلاموں (یا قرض داروں) کی گردنیں چھڑانے میں دے اور نماز قائم رکھے

اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

اور زکوٰۃ ادا کرے اور اپنا قول و قرار پورا کرنے والے جب کسی سے قول قرار (عہد و پیمان) کریں

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ

اور مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے یہی وہ

الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

لوگ ہیں جنہوں نے اپنی سچی بات کہی اور یہی پرہیز گار ہیں ○ اے ایمان والو! جو ناحق

لوگوں کو آگ کے عذاب پر کتنا صبر ہے، کیسے بے دھڑک عذاب کو اختیار کرتے ہیں یا یہ کہ دوزخیوں کے کام کس بے باکی سے کرتے ہیں۔ یہ عذاب اس سبب سے ہوگا کہ خدا نے جو کتاب اتاری یعنی قرآن اس کو انہوں نے نہ مانا اور جنہوں نے توریت کے خلاف کیا یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو ثنا و صفت لکھی تھی اس کو سچ نہ جانا وہ بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

۱۷۷- فقط کعبہ کو یا بیت المقدس کو منہ کر لینے میں ہی اچھائی منحصر نہیں یا بر سے مراد ایمان ہو یعنی فقط ان چیزوں کی طرف منہ کر لینے سے ہی ایمان حاصل نہیں ہو جاتا بلکہ ایمان تو اس کا ہے جو خدا پر ایمان لائے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی تصدیق کرے، سب فرشتوں اور سب نبیوں کو مانے، سب الہامی کتابوں کو سچ جانے۔ یہ چیزیں ایمان کا رکن ہیں۔ پھر ان کے بعد واجبات جن سے ایمان کامل ہوتا ہے ادا کرے یعنی قرابت والوں اور مسلمانوں کے یتیم بچوں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں اور مہمانوں کو اور بھیک مانگنے والوں کو اور بے کس غلاموں کو جو مکاتب ہیں اور قرض داروں کو اور غازیوں کو جو جہاد میں جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں ان کو مال دیں اور خدا کا ہر وقت خیال کریں۔ مال کی محبت چھوڑیں۔

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ

مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ تم پر فرض ہے' آزاد کے بدلے آزاد (سے) اور غلام کے بدلے غلام (سے)

الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ

اور عورت کے بدلے عورت (سے) بدلہ (لیا جائے)' پھر جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی

شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ

سے تقاضا کرنا چاہیے (اور ادا کرنے والے کو) اچھی طرح ادا کرنا چاہیے' یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر اس کی رحمت

تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

ہے' پھر جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے گا (یعنی فدیہ قبول کر کے پھر اسے قتل کرے گا) اس کے لیے دردناک عذاب ہے ○ اور اے

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

عقل مندو! خون کا بدلہ لینے میں تمہارے لیے بڑی زندگی ہے تاکہ تم (قتل سے) بچو (کیونکہ بدلہ لیے جانے کے ڈر کی وجہ سے لوگ قتل کرنے سے باز رہیں گے) ○

پھر اس کے بعد ہر شخص شریعت کے دیگر احکام بجا لائے' اس کی یاد سے غافل نہ ہو کہ پنج وقتہ نماز ادا کرے' زکوٰۃ صدقہ وغیرہ دے' خدا کے سب عہد وعدے اور بندوں کے عہد وعدے وفا کرے اور خوف اور مصیبت وشدت اور امراض و درد و قحط و بھوک اور ہنگامۂ کارزارِ جہاد میں جوانمردی کو کام میں لائے' صبر کرے تو یہ لوگ سچے مسلمان ہیں اور یہ ہی تقوٰی والے ہیں۔ ''لکن البر من امن'' میں ''البر'' کی خبر ''من امن'' نہیں ہو سکتی اس سبب سے یا تو من امن سے قبل مضاف مخدوف مانا جائے یعنی ''لکن الایمان اقرار من امن بالبر'' سے مراد فاعل ہو یعنی ''لکن البر من امن'' الخ۔ اس آیت میں پہلے ارکان نماز کا ذکر ہے' پھر مکملات ایمان کا' پھر شرائع واحکام کا۔ یعنی فرضی احکام واعمال کا جن سے ایمان مکمل اور مضبوط ہوتا ہے۔

۱۷۸ تا ۱۷۹- عرب کے دو قبیلوں میں لڑائی ہوئی' ایک قبیلہ جو اپنے آپ کو زیادہ شریف (عزت والا) سمجھتا تھا اس نے دوسرے سے کہا کہ ہم اپنے غلام کے بدلے تمہارے آزاد کو قتل کریں گے اور عورتوں کے بدلے تمہارے مردوں کو اور ایک کے بدلے دو یا زائد کو۔ تب یہ آیت اتری کہ اے مسلمانو! مردوں میں تم پر قصاص واجب کر دیا گیا ہے۔ آزاد' آزاد کے بدلے مارا جائے گا اور غلام' غلام کے بدلے اور عورت' عورت کے بدلے اگر انہوں نے قصداً مار ڈالا ہوگا۔ اس آیت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد غلام کے بدلے نہ مارا جائے گا۔ مگر یہ آیت ''النفس بالنفس'' سے جو اس کے بعد اتری ہے منسوخ ہے۔ اب اگر آزاد غلام کو مارے گا تو قتل کیا جائے گا۔ پس جس قاتل کو مقتول جان کے بدلے اس کے وارث قتل نہ کریں بلکہ جان کے بدلے پیسے لینے پر راضی ہو جائیں اور اپنا حق یعنی قاتل کو قتل کرنا چھوڑ دیں تو ان کے وارثوں کو چاہیے کہ اپنا حق دیت خون کا بدلہ اس سے بآسانی وصول کریں' پوری دیت تین برس میں لیں یا دو تہائی یا آدھی دو برس میں لیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ

(اے مسلمانو!) تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو اپنے

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ (١٨٠) فَمَنْ

ماں باپ کے لیے اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے دستور شرعی کے موافق وصیت کر جائے' یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے ○ تو جو کوئی

بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ

وصیت کو سن سنا کر (اپنی طرف سے) بدل دے تو اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہے' بے شک

اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (١٨١) فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا

اللہ تعالیٰ سب سنتا (اور) جانتا ہے ○ پھر جس کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا

فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (١٨٢) يَا أَيُّهَا

گناہ کیا ہے تو اس نے ان کے درمیان صلح کرا دی تو اس پر کوئی گناہ نہیں' بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ○ اے

ایک تہائی ایک سال میں لیں اور قاتل کو چاہیے کہ سیدھی طرح ان وارثوں کو دے دے بہت سا تقاضا نہ کرائے۔ دیر نہ لگائے۔ یہ دیت اور معافی خدا کی طرف سے تخفیف و آسانی ہے اور قاتل کے حق میں رحمت ہے۔ پس اگر کوئی بعد دیت وصول کرنے کے قاتل کو قتل کر ڈالے گا تو اس کو سخت عذاب ہوگا' نہ اس کو معافی ہوگی نہ دیت لی جائے گی بلکہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ اے عقل مندو! قصاص کا حکم بھی تمہارے حق میں ایک قسم کی زندگی ہے کہ تم اس کے ڈر سے آپس میں ناحق قتل و قتال نہ کرو گے۔

۱۸۰ تا ۱۸۲- اے مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال دار ہو تو اس پر واجب ہے کہ ماں باپ اور دوسرے قرابت داروں کے لیے وصیت کر جائے۔ عدل و انصاف سے یعنی ماں' باپ کو زائد۔ پس اگر کوئی وصیت کر جائے اور بعد والے سن کر پھر اس میں کوئی تغیر و تبدل کر دیں تو گناہ میت پر نہ ہوگا بلکہ بدلنے والوں پر ہوگا۔ اگر ٹھیک وصیت کی ہے یا غلط کی ہے تو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے اور مردہ کی وصیت بھی سنتا ہے اور بعد والوں کے تغیر و تبدل بھی جانتا ہے۔ جب یہ آیت اتری تو اگر کوئی خلاف انصاف بھی وصیت کرتا تو بھی اس کی وصیت اس کے وارث جاری کرتے تھے۔ اس لیے دوسری آیت نازل ہوئی کہ اگر کسی کو وصیت کرنے والے یعنی میت کی خطا سہواً یا عمداً ثابت ہو۔ یعنی کسی کو تہائی سے زائد کی مثلاً وصیت کی ہو اور وہ صلح کرا دے یعنی وارثوں اور جس کے لیے وصیت کی ہے ان دونوں میں یعنی زیادتی چھوڑ کر ایک تہائی پر قصہ طے کرا دے تو اس خلاف میں کوئی گناہ نہیں' اگرچہ مردے نے غلطی کی مگر خدا اس کو بخشنے والا ہے یا یہ کہ غفور اور رحیم موصی سے متعلق ہوں کہ اس نے جو وصیت کی خلاف شرع (غلط) کی ثلث کی طرف یا جو لائق تھا اس کی طرف پھیر دیا تو اللہ تعالیٰ غفور ہے' اس سے مواخذہ نہ کرے گا کہ اس نے اس امر کی اجازت دی۔ یہ وصیت میراث کے حصے مقرر ہونے سے پہلے واجب تھی اب منسوخ ہوگئی۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

ایمان والو! تم پر چند گنتی کے دنوں میں روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے اگلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

تمہیں پرہیز گاری ملے O پھر جو کوئی تم میں سے (ایسا) بیمار ہو (کہ روزے نہ رکھ سکتا ہو) یا سفر میں ہو تو (جتنے روزے قضاء ہوئے

مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ

ہوں اتنے ہی روزے ان کی بجائے) اور دنوں میں رکھ لے اور ایسے بوڑھے جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (اور نہ آئندہ طاقت کی امید ہو) تو

يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ

وہ (ہر روزے کے بدلے) ایک مسکین کو (دونوں وقت کا) کھانا دیں' پھر جو (اپنی طرف سے) نیکی زیادہ کرے گا تو اس کے لیے

لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ

بہتر ہوگا اور روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے' اگر تم جانو (کہ رمضان میں روزہ رکھنے کی کیا فضیلت ہے) O رمضان کا مہینہ

۱۸۳ تا ۱۸۴- اے مسلمانو! تم پر روزہ فرض ہے جیسے اگلی امتوں پر فرض تھا۔ یہ مشابہت یا تو عدد میں ہے کہ جتنے دنوں کا ان پر فرض تھا اتنا ہی تم پر ہے۔ یا یہ کہ جیسے ان پر کھانا پینا' جماع کرنا عشاء کے بعد ہی حرام ہو جاتا ویسا ہی تم پر ہے یا جیسے قبل عشاء سونا ان پر حرام تھا یونہی تم پر ہے تاکہ تم بھی انہی کی طرح ان باتوں سے بچو۔ یہ روزے فرض چند دن ہیں یعنی تیس دن یا انتیس دن' اول یہ باتیں حرام تھیں پھر "احل لکم لیلة الصیام الرفث" اور "کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض" جب یہ آیات اتریں تو یہ سب باتیں حلال ہوگئیں "ایام معدودات" کتب سے متعلق ہے آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ مطلب یوں ہے "کتب علیکم الصیام ایاما معدودات کما کتب علی الذین من قبلکم" الخ "فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر" الخ روزوں کے دنوں میں اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو افطار کرلے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کرے "وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین" اور جو امیر ہیں وہ اگرچہ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں پھر روزہ نہ رکھیں تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کھانا کھلائیں پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی "من شهد منکم الشهر فلیصمه" سے' دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں روزہ کی نہیں رکھتے جیسے کمزور بوڑھے مرد' عورت تو وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو نصف صاع گندم یعنی سوا دو سیر گندم دیں۔ "یطیقونه" کی ضمیر فدیہ کی طرف راجع ہوگی۔ "فمن تطوع خیرا فهو خیر له" اور جو نصف صاع یعنی سوا دو سیر سے زائد صدقہ کرے تو وہ زائد بہتر ہے اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ "وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون" اور باوجود بے طاقتی بھی روزہ رکھنا بہتر ہے اگر تم سمجھو کہ رمضان المبارک کی سی برکت دوسرے دنوں میں حاصل نہیں ہو سکتی۔

۱۸۵- رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید اترا یعنی جبرائیل علیہ السلام اسی مہینہ میں سارا قرآن لوحِ محفوظ

الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

وہ ہے جس میں قرآن پاک اتارا گیا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی کی کھلی ہوئی آیتیں اور حق و باطل میں

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا

خوب فرق کرنے والا ہے تو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ (رمضان کا) پائے تو ضرور اس کے (پورے) روزے رکھے اور جو کوئی (ایسا) بیمار ہو (کہ

اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا

روزے نہ رکھ سکے) یا سفر میں ہو تو اتنے ہی روزے اور دنوں میں رکھ لے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی فرمانا چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور

يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا

اس لیے (تم کو یہ حکم دیا) کہ تم مہینے کی گنتی پوری کرو اور اس نعمت پر کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت کی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو (اور یہ حکم

هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٥﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ

اس لیے دیا) تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو ○ اور (اے نبی ﷺ!) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت

قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا

کریں تو (ان سے فرمائیں کہ) بے شک میں ان کے نزدیک ہوں' پکارنے والے کی دعا قبول فرماتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے تو ان

سے آسمان دنیا پر لائے اور دوسرے فرشتوں کو لکھایا پھر وقتاً فوقتاً بقدر حاجت کبھی آیت کبھی دو آیتیں کبھی پوری سورت لاتے رہے' وہ قرآن جو مخلوق کو گمراہی سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے اور ہدایت کی کھلی کھلی نشانیاں پیش کرتا ہے' حلال وحرام میں فرق کرتا ہے' احکام اور حدود سکھاتا ہے' شبہات اور شکوں سے نکالتا ہے' جو اس مبارک ماہ میں آسانی سے روزہ نہ رکھ سکے یعنی اگر کوئی بیمار ہو تو پھر قضاء کرے۔ خدا آسانی کا ارادہ فرماتا ہے کہ افطار کی رخصت دیتا ہے' یا آسانی سے مراد خود افطار ہے۔ یعنی ان حالتوں میں خدا کو افطار ہی پسند ہے' مشکل پسند نہیں یہ روزہ رکھنا ہے اور اپنے اوپر مشکل اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ روزے جو قضاء کرو گن لو کہ پھر بعد میں اتنے ہی پورے کرسکو اور اللہ کی تکبیر کہو' اس کی عظمت بجالاؤ کہ اس نے کیسے اچھے دین کی ہدایت کی اور اس کا شکر ادا کرو۔

۱۸۶۔ بعض اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ ہم سے قریب ہے یا بعید' اگر قریب ہو تو اسے آہستہ پکاریں اگر بعید ہو تو چلا چلا کر پکاریں؟ تب یہ آیت اتری کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب یہ لوگ میرا قریب یا بعید ہونا دریافت کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں ان سے بہت قریب ہوں' جو دعا مانگتا ہے قبول کرتا ہوں' ان کو چاہیے کہ میرا حکم قبول کریں' میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں' ایمان لائیں پھر دعا مانگیں تاکہ وہ ہدایت والے ہو جائیں اور ان کی دعا قبول ہو۔

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿١٨٦﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى

(بندوں) کو بھی چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے راستے پر آ جائیں O (اے لوگو!) روزے کی راتوں میں

نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ

اپنی بیویوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا (اور) وہ تمہارے لباس (اور پردہ) ہیں اور تم ان کے لباس (اور پردہ ہو) اللہ تعالیٰ

اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج

کو (ازل سے) معلوم تھا کہ تم خود اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف فرمایا

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ص وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

لہٰذا اب تم ان سے صحبت کر سکتے ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں (اولاد) لکھی ہے اسے طلب کرو اور کھاؤ اور پیو

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

یہاں تک کہ صبح کی سفیدی کا ڈورا رات کی سیاہی کے ڈورے سے تمہارے لیے ظاہر ہو جائے (یعنی صبح صادق ہو جائے) پھر

الْفَجْرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ

صبح سے رات آنے تک روزے پورے کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو اپنی عورتوں سے صحبت نہ کرو،

۱۸۷- اوّل اوّل جب روزہ فرض ہوا تھا تو عشاء کے بعد جماع' کھانا پینا حرام کیا گیا۔ عشاء کے قبل سونا ممنوع ہوا اور یہ ٹھہرا کہ جو قبل عشاء سو جائے بغیر روزہ افطار کیے تو پھر وہ اگلے روز یعنی دوسرے دن افطار کرے۔ رات میں کچھ نہ کھائے پیے نہ جماع کرے یہ سب باتیں حرام ہیں۔ اتفاقاً حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے غلطی سرزد ہوئی۔ رات کو جماع کر لیا۔ صرمہ بن مالک بن عدی بے کھائے سو گئے' دو دن کا فاقہ تھا' نوبت بہ غشی پہنچی تب یہ آیت اتری اور رات بھر کھانا پینا و جماع بیوی سے حلال کیا گیا۔ یعنی اے مسلمانو! روزوں کی راتوں میں تمہارے لیے جماع حلال کیا گیا۔ عورتیں تمہارا اوڑھنا بچھونا ہیں تم ان کے یعنی جیسے آدمی ان سے آرام پاتا ہے ایسے ہی مرد عورتوں سے اور عورت مردوں سے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے باعث تسکین ہیں۔ تم اپنی جانوں کے ساتھ چوری کرنے والے تھے۔ اسے اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ خیر اب تمہاری توبہ قبول کی۔ خیانت سے درگزر کی اور تم کو معاف کیا' اب تم ان سے صحبت کر سکتے ہو اور جو اولاد تمہاری تقدیر میں ہے اس کی تلاش کرو اور کھاؤ اور پیو جب تک دن کی سفیدی رات کی تاریکی سے جدا نہ ہو جائے یعنی طلوع صبح صادق تک پھر شام تک روزہ پورا کرو۔ رات کی تاریکی کو خیط اسود یعنی سیاہ ڈورا اور دن کی روشنی کو خیط ابیض یعنی سفید ڈورے سے تشبیہ دی۔

۱۸۷- چند صحابہ مثل حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما حالتِ اعتکاف میں گھر چلے جاتے اور جماع کر کے نہا

عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ

یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں تو ان کے قریب (بھی) نہ جاؤ' اللہ تعالیٰ لوگوں

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا

سے اپنی آیتیں یوں ہی بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیز گار ہو جائیں ○ اور (اے لوگو!) آپس میں ایک دوسرے کا

اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا

مال ناحق (رشوت' سود' دھوکے وغیرہ کے ذریعے) نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ

ع ۲۳ فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

کہ تم لوگوں کا کچھ مال (حکام کو رشوت دے کر جان بوجھ کر) ناجائز طور پر کھاؤ ○

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ

(اے نبی (ﷺ)!) لوگ آپ سے چاند کے (گھٹنے بڑھنے کے) متعلق پوچھتے ہیں' آپ فرمائیے: وہ لوگوں کے لیے (وقت

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ

پہچاننے کی) علامتیں ہیں اور حج کے لیے بھی اور یہ کچھ نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پیچھے سے (پچھیت توڑ کر) آؤ ہاں نیکی تو

مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

پرہیز گاری ہے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ

دھو کر پھر چلے آتے ان کو منع کیا کہ جماع نہ کرو جب تک تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہوا کرو۔ نہ رات میں نہ دن میں' یہ خدا نے حدیں مقرر کر دی ہیں ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ اعتکاف کے بعد جو چاہو کرو' دیکھو خدا کیسی کیسی امر و نہی لوگوں کو سکھاتا ہے تاکہ لوگ خدا کی نافرمانی سے بچیں۔

۱۸۸۔ اے مسلمانو! لوگوں کے مال حرام طور نہ لو ظلم سے یا چوری سے یا غصب سے یا جھوٹی قسم کھا کر اور حاکموں کو رشوت دے کر مت بہکاؤ کہ لوگوں کے مال تم کو ناجائز طریقہ سے مل جائیں یا جھوٹی قسم کھا لو باوجود اس علم کے کہ یہ مال پرایا ہے۔ امرؤ القیس نے اس قسم کا دعویٰ کیا تھا جب یہ آیت اتری اس نے اقرار کر لیا اور تسلیم کر لیا کہ میں نے جھوٹی قسم کھائی تھی اور حق حق دار کو مل گیا۔

۱۸۹۔ معاذ بن جبل نے پوچھا: چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟ ارشاد ہوا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیجیے کہ یہ اللہ نے وقتوں کی نشانیاں بنا دی ہیں کہ وقت مقرر ہیں۔ قرضوں کی مدتیں' عورتوں کی عدتیں' روزے' افطار'

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

فلاح پاؤ O اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ

(یعنی معاہدے کے خلاف نہ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا O اور (جنگ کے اعلان کے بعد)

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ

کافروں کو جہاں پاؤ مارو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا تم بھی ان کو (مار کر) نکال دو اور (ان کا)

الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

فتنہ فساد تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے اس

الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

وقت تک نہ لڑو، جب تک وہ تم سے نہ لڑیں، پس اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں قتل کرو، کافروں کی یہی

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

سزا ہے O پھر اگر وہ (جنگ سے) باز آ جائیں (ایمان لے آئیں یا صلح کرلیں) تو (تم بھی ہاتھ روک لو) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے O

حج وغیرہ سب اسی پر موقوف ہیں۔

۱۸۹- جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ حالت احرام میں گھروں میں دروازوں سے نہ گھستے، کوئی چھت پر سے آتا کوئی پیچھے سے، جب اسلام آیا تو بعض اصحاب نے جو کہ قبیلہ کنانہ اور خزاعہ سے تھے یہ کرنا چاہا۔ تب یہ اترا کہ پیچھے سے گھر میں گھسنا یہ کوئی تقویٰ اور عبادت نہیں فضول بات ہے۔ نیکی تو خدا کے نزدیک گناہ سے بچنا ہے۔ سو حالتِ احرام میں شکار وغیرہ سے بچو اور گھروں میں دروازوں ہی سے داخل ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم کو فلاح دو جہاں حاصل ہو۔

۱۹۰ تا ۱۹۳- اور جو کافر تمہیں ماریں تم بھی انہیں مارو۔ ہاں اپنی طرف سے ابتداء نہ کرو، اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا جو اپنی طرف سے شروع کرتے ہیں۔ اگر وہ مارنا شروع کریں تو تم بھی برابر مارو۔ حل وحرم کا کچھ خیال نہ کرو جہاں پاؤ ان کو بے دریغ قتل کرو۔ جیسے انہوں نے تمہیں مکہ معظمہ سے نکالا تھا تم بھی انہیں نکال دو۔ کافروں کا فتنہ یعنی شرک اور بت پرستی تو حرم میں کافروں کے قتل کرنے سے کہیں زائد گناہ ہے۔ ہاں حرم کے پاس ان کو قتل کرنے کی ابتداء مت کرو اور اگر وہ ماریں تو مجبوراً تم بھی مارو اور کافروں کی سزا قتل ہی ہے پس اگر وہ کفر وشرک سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، جو توبہ کر کے مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے اور اس پر رحمت اتارتا ہے اور اگر وہ ابتداء کریں تو خواہ حل ہو خواہ حرم ہو یہاں تک ان سے لڑو کہ فتنہ یعنی کفر و شرک مٹ جائے اور حرم میں اللہ تعالیٰ ہی کا دین اور عبادت رہ جائے

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ

اور ان سے برابر لڑتے رہو یہاں تک کہ (کفر وشرک اور قتل وغارت کا) کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا دین قائم رہے (اور اسی

انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ

کی پوجا ہو) پھر اگر وہ (کفر وغیرہ سے) باز آجائیں تو پھر سوائے ظالموں کے کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیے ○ محرم کے مہینے

بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

کے بدلے محرم مہینہ ہے اور ادب کے بدلے ادب ہے، پھر جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

جتنی اس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ

اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

ڈرنے والوں کے ساتھ ہے ○ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور

لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۖ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور نیکی کرتے رہو بے شک نیکی کرنے والے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ○ اور (جب احرام باندھو تو) حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو،

مع۔ عند المتقین ۱۲

پس اگر وہ حرم میں قتل سے ہاتھ روک لیں تو تمہیں بھی قتل کرنے کا حق نہیں۔ مگر جو پھر ابتداء کرے تو تم بھی اس کو قتل کرو اور کفر وشرک مٹانے کی کوشش کرو۔

۱۹۴ تا ۱۹۵۔ کافروں نے تمہیں اگلے سال شہر حرام میں ہی مکہ معظمہ آنے سے روکا تھا۔ سو اس کے بدلے تم اس سال جاتے رہو پس ایک ماہِ حرام دوسرے ماہِ حرام کا بدلہ ہوگیا۔ اب اگر تم پر کوئی ظلم کرے یعنی حرم میں قتل وغارت کرے تو تم بھی اس کا بدلہ لو مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ ابتداء نہ کرو اور یہ جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے انہیں کی مدد کرے گا اور عمرہ کی قضاء کے لیے خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں آپ ہلاکت میں نہ پڑو۔ یا جہاد میں خرچ کرو اسلحہ وغیرہ خریدو بے خرچ و بے سامان جنگ میں نہ کھڑے ہو اور دشمن کے ہاتھ سے نہ مارے جاؤ۔ یا یہ کہ اللہ کی رحمت سے (مایوس) ناامید نہ ہو ورنہ ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ خدا کی راہ میں اچھی طرح خرچ کرو اللہ تعالیٰ اچھوں کو دوست رکھتا ہے۔
ابتدائے اسلام میں محترم مہینوں یعنی محرم، رجب، ذیقعد اور ذی الحجہ میں کافروں سے جنگ ممنوع تھی بعد میں یہ حکم منسوخ

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ

پھر اگر تم کو (مکے جانے سے) روک دیا جائے تو جو قربانی میسر آئے (اسے مکے بھیجو) اور جب قربانی

الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ

اپنے ذبح ہونے کی جگہ (یعنی حرم) میں پہنچ جائے تو اپنے سر منڈواؤ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر

رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۛ وقفۃ

میں کوئی تکلیف ہو جائے (جس کی وجہ سے سر منڈانا پڑے) تو وہ اس کا بدلہ روزے رکھ کر یا خیرات یا

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ

قربانی سے ادا کرے پھر جب تم امن و اطمینان سے ہو جاؤ تو جو کوئی حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے تو جو کچھ

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ

قربانی میسر آئے (اس پر واجب ہے) پھر جسے قربانی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب (اپنے گھر) پلٹ جاؤ

ہو گیا۔ اب جائز ہے یعنی اگر محترم مہینوں میں کفار جنگ کریں تو تم بھی جنگ کرو۔

۱۹۶- جب عمرہ یا حج شروع کرو تو خالصاً للہ اسے انجام تک پہنچاؤ۔ عمرہ طواف کعبہ و سعی سے مکمل ہو جاتا ہے اور حج پورے ارکان مکمل کر لینے پر پورا ہو جاتا ہے۔ پس اگر شروع کرنے کے بعد تم کسی سبب سے رک جاؤ یا بیمار ہو جاؤ یا دشمن روک لے تو احرام سے باہر ہونے کے لیے جو قربانی بھی میسر ہو کسی کے ہاتھ مکہ معظمہ بھیج دو خواہ بکری ہو خواہ گائے خواہ اونٹ اور جب تک قربانی اپنے مقام یعنی مقام منیٰ میں نہ پہنچے جہاں ذبح ہوتی ہے تم احرام باندھے رہو سر نہ منڈواؤ ہاں اگر کوئی بیمار ہو جائے اس مدت تک احرام میں نہ رہ سکتا ہو یا گھر لوٹنا اسے سخت ضروری ہو اور قربانی پہنچنے کا انتظار نہ کر سکتا ہو یا اس کے سر کے بالوں میں جوئیں کاٹتی ہوں تو وہ شخص احرام سے باہر نکل سکتا ہے۔ یہ آیت کعب بن عجرہ کے حق میں اتری کہ ان کے سر میں جوئیں تھیں اور انہوں نے سر منڈا ڈالا تھا۔ الغرض ایسا شخص جو احرام سے باہر نکلے تو اس کا بدلہ دے یا تین روزے رکھے یا مکہ معظمہ کے چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا قربانی کے لیے ایک اور بکری مکہ معظمہ بھیجے اور جب آرام ہو جائے یعنی بیماری جاتی رہے یا دشمن کا کھٹکا نہ رہے تو اگلے سال جو حج یا عمرہ واجب تھا اس کی قضاء کرے۔ پس اگر کوئی شخص تمتع کرے یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے اور اس کے احرام سے نکل کر دوسرا احرام حج کا باندھے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ تمتع میں بھی ایک بکری یا گائے یا اونٹ کی قربانی واجب ہے اور قران میں بھی۔ دونوں میں برابر قربانی ہے جو ان تینوں جانوروں میں کچھ نہ کر سکے تو وہ ایام حج میں مسلسل تین روزے رکھے۔ ساتویں آٹھویں اور نویں تاریخ' تیسرا روزہ عرفہ کے دن ہو اور باقی سات روزے بعد میں رکھے خواہ راستے میں خواہ گھر پہنچ کر تا کہ پورے دس ہو جائیں۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لیے جائز ہے جو مکہ کے رہنے والے نہیں کیونکہ مکہ والوں کے لیے تمتع کی اجازت نہیں۔ تمتع صرف میقات کے باہر سے آنے والوں کے لیے ہے

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ

(تو رکھ لو) یہ پورے دس ہوئے یہ (عمرہ سے حج کو ملانے کا حکم) ان لوگوں کے لیے ہے جو مکے کے رہنے والوں نہ ہوں (یعنی جس کے بال بچے مکے

الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ

میں مقیم نہ ہوں) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانو بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب (نافرمانوں کے لیے) بہت سخت ہے ○ حج کے مہینے معلوم

اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ

(مشہور) ہیں (یعنی شوال ذی القعدہ اور ذی الحجہ) تو جو کوئی ان میں حج کی نیت کرے اور (احرام باندھے) تو حج کے ختم ہونے تک نہ بیویوں سے صحبت کرے

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا

(نہ ان کے سامنے صحبت کا تذکرہ کرے) نہ کوئی اور گناہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑا کرے اور جو کچھ تم بھلائی کرو گے اس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور توشہ

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ

(سفر خرچ) بقدر ضرورت ساتھ لے لو بے شک سب سے بہتر توشہ (اتنا ہے کہ کسی دوسرے سے سوال کرنے سے بچ جائے) یا پرہیزگاری ہے اور اے

یعنی جو لوگ حدود حرم اور میقات سے باہر رہنے والے ہوں ان کو تمتع کی اجازت ہے اور ان پر تمتع کی قربانی واجب ہے۔ خدا کے احکام مانو اور نافرمانی سے بچو اور جانتے رہو کہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے۔ جو واجب قربانی یا واجب روزہ چھوڑے گا اسے عذاب میں بتلا کرے گا۔ حج کی تین قسمیں ہیں، ایک افراد یعنی میقات سے فقط حج کا احرام باندھے۔ دوسری قران یعنی احرام کے وقت حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے۔ تیسری تمتع یعنی ایام حج میں عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ سے فارغ ہو کر پھر حج کا احرام باندھے اور حج ادا کرے۔ قران اور تمتع میں قربانی واجب ہے افراد میں واجب نہیں یعنی صرف تنہا حج کرنے والے پر قربانی واجب نہیں۔

۱۹۷- حج کے تین مہینے مشہور ہیں کہ ان میں حج کا احرام بندھتا ہے شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن۔ جو کوئی ان میں حج کا احرام باندھے وہ گالی گلوچ، بے ہودہ باتوں اور ساتھیوں سے لڑائی جھگڑے سے بچے، یا جدال کے یہ معنی ہیں کہ حج کے فرض ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں اور کچھ جھگڑا نہیں۔ حج یقیناً فرض ہے اور تم میں سے جو کوئی نیک کام کرے گا اور ان باتوں سے بچے گا جن سے بچنے کا حکم ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا حال جانتا ہے۔ قبول کرے گا۔ یمن کے لوگ جب حج کے لیے گھر سے چلتے تو کچھ زادِ سفر ساتھ نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو متوکل ہیں۔ مگر راستہ میں مسافروں کو ستاتے تھے۔ تب یہ آیت اتری کہ اے عقل مندو! اپنے ساتھ زاد یعنی سفر خرچ ضرور لیا کرو کہ بھیک مانگنے اور لوگوں پر ظلم کرنے کی حاجت نہ ہو اور کوئی توکل کرتے ہو تو پورا توکل کرو اور ان باتوں سے بچو کہ توکل کا توشہ دنیا کے توشہ سے بہتر ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر مرتبۂ توکل حاصل ہے تو زاد و راحلہ سفر خرچ و سواری کی کچھ حاجت نہیں ورنہ ضرور ہے۔ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ تقدیر یوں ہے "وتزودوا یا اولی الالباب والا توکلوا علی اللہ فان خیر الزاد التقوی"۔

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

عقل والو! مجھ سے ہی ڈرتے رہو O (اور اے حج کرنے والو! اس بات میں) تم پر کوئی گناہ نہیں کہ (حج کے سفر میں) اپنے رب کا فضل (بھی) تلاش کرو

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ

(یعنی تجارت وغیرہ کر سکتے ہو) پھر جب تم عرفات سے پلٹو تو (مزدلفہ میں) مشعر حرام (جبل قزح) کے پاس اللہ تعالیٰ کی یاد کرو اور (ہر وقت) اس

كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ

کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک تم اس سے پہلے بھٹکے ہوئے تھے (عبادت وغیرہ کچھ نہ جانتے تھے) O پھر (اے قریش

اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ

کے لوگو!) تم بھی (عرفات میں ٹھہر کر) وہیں سے پلٹو جہاں سے اور لوگ پلٹتے ہیں (یعنی سب کے ساتھ مل کر حج کرو) اور اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا

سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے O پھر جب تم اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو

اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے تو اسی طرح (اس کی بجائے) اللہ تعالیٰ کا (منیٰ میں) ذکر کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ کرو پھر کچھ لوگ وہ ہیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ

جو (صرف دنیا ہی چاہتے ہیں وہ) یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں ہی بھلائی دے دے اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں O اور

۱۹۸ تا ۲۰۲۔ بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ تجارت حج کے موسم میں اچھی نہیں، حرم میں خرید و فروخت مناسب نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس موسم میں خرید و فروخت و تجارت کرنے میں کوئی گناہ نہیں اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی مال میں نفع ڈھونڈنے میں کوئی گناہ نہیں۔ پھر حج کے لیے عرفات جاؤ جب وہاں سے مشعر حرام یعنی مزدلفہ جاؤ تو زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کرو اور یاد کرو کہ اس نے تمہیں کیسی ہدایت کی اور تم (پہلے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے تھے، قرآن پاک نہ اترا تھا، اسلام نہ آیا تھا) بڑے گمراہ تھے۔ قریش کے بعض قبیلے کہتے تھے کہ ہم تو مکہ مکرمہ کے رئیس ہیں اور کعبہ شریف کے مجاور، ہم عرفات کیوں جانے لگے اور وہ خمسیون کے نام سے مشہور ہو گئے تھے ان کے لیے یہ آیت اتری کہ جہاں تک سب لوگ یعنی اہل یمن وغیرہ جائیں عرفات تک وہاں تک تم بھی جاؤ اور وہیں سے لوٹو اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو۔ توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے جو توبہ کرے اس پر رحم فرماتا ہے، پھر تم جب اپنا حج کر چکو تو جیسی کمیٹیاں بنا بنا کر جلسے کر کر کے اپنے باپ دادوں کو یاد کیا کرتے تھے اسی طرح اب خدا تعالیٰ کو یاد کیا کرو بلکہ خدا تعالیٰ کو اس سے بھی زائد یاد کرو۔

مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ

عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا O ایسے ہی لوگوں کو ان کے کمائے ہوئے اعمال سے (آخرت میں) حصہ ملے گا

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ

اور اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنے والا ہے (تو بندوں کو چاہیے کہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں جلدی کریں) O اور گنے ہوئے دنوں (ایام تشریق)

تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ج وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ

میں (نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو (تکبیریں پکارو) اور جو کوئی جلدی کر کے دو دن میں (مکہ چلا جائے) تو اس پر کچھ

عَلَيْهِ لا لِمَنِ اتَّقٰى ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

گناہ نہیں اور جو کوئی وہیں ٹھہرا رہے تو پرہیز گاری کرنے والے پر کچھ گناہ نہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ تم سب کو اسی کی طرف اٹھنا ہے O

عرفات میں بعض لوگ تو خدا تعالیٰ سے صرف دنیا کی دعا مانگتے ہیں آخرت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے' کہتے ہیں: اے بار خدا تعالیٰ! ہمیں امیر کر اونٹ' گائے' بکریاں' باندیاں' غلام بہت سا مال عطا کر تو ایسوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہ ملے گا۔ ان کا حج آخرت میں قبول نہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر' علم دین عطا کر' اپنی عبادت کی توفیق دے' گناہوں سے بچا' اپنی راہ میں شہادت عطا کر' غنیمت دے' آخرت میں جنت اور اس کی لذتیں ملیں' قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا' ایسوں کو اپنے اعمال کا پورا پورا حصہ ملے گا۔ جنت میں ثواب پائیں گے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ان کو جلد بدلہ ملے گا یا یہ معنی کہ ہر بات ظاہر کر دیتا ہے یعنی اسے سب معلوم ہے یا یہ کہ دکھاوا کرنے والوں کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

۲۰۳۔ ایام تشریق میں یعنی عرفہ کے دن نویں تاریخ اور عید کے دن' دسویں تاریخ اور گیارھویں' بارھویں' تیرھویں تاریخوں میں اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کرو اور نمازوں کے بعد تکبیر وتہلیل وتمجید ادا کرو۔ عرب کے بعض لوگ دو دن سے زائد منیٰ میں ٹھہرنے کو گناہ سمجھتے تھے' بعض زائد ٹھہرنے کو برا سمجھتے تھے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کوئی دو دن ٹھہر کر قربانی کے بعد مکہ کو چلا آیا یا جلد ہی گھر چلا آیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور تیسرے دن بھی ٹھہرا اس پر بھی کوئی مواخذہ نہیں وہ بھی مغفور ہے مگر جو جلد ہی چلا آئے وہ بھی تیسرے دن شکار سے بچے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اس دن بھی شکار نہ کرو اور یہ یقین رکھو کہ موت کے بعد تمہیں اسی کے پاس جانا ہے۔

ف: احرام کی حالت میں مذہب حنفی میں شکار حرام ہے' جب (احرام کی حالت میں) پہلے ہی دن دسویں تاریخ قربانی کرنے کے بعد سر منڈوایا یا احرام سے باہر ہوگیا تو اب شکار وغیرہ سب محرمات سوائے عورتوں کے حلال ہوگئے۔ پس ہمارے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ

اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ دنیا کی زندگی میں ان کی باتیں تمہیں اچھی لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں

اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي

(تاکہ تمہیں یقین ہو جائے) حالانکہ وہ سب سے بڑے جھگڑالو ہیں O اور جب وہ (آپ کے پاس سے) پیٹھ پھیر جاتے ہیں

الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا

تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور کھیتی وغیرہ اور جانیں تباہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ

فساد سے ناراض ہے O اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو انہیں گناہ کرنے پر

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ

اور ضد چڑھتی ہے اور ایسوں (کی سزا) کے لیے دوزخ کافی ہے اور یقیناً وہ بہت بُرا بچھونا ہے O اور کچھ لوگ وہ ہیں جو

نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا

اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہنے میں اپنی جان بیچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے فرمانبردار) بندوں پر بڑا مہربان ہے O اے ایمان

ہاں یعنی حنفیوں کے نزدیک تیسرے دن شکار سے بچنا کچھ ضروری نہیں۔ احرام سے باہر ہوتے ہی شکار کھیلنا جائز ہے۔

۲۰۴ تا ۲۰۶۔ اخنس بن شریق منافق تھا' حسین' وجیہ' خوش گفتار' شیریں زبان و زبان دراز زمانہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھاتا اور بڑی محبت جتاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہر دیکھ کر اسے برا نہ سمجھتے تھے۔ جب وہ اپنے گھر کو جانے لگا تو راستے میں مسلمانوں کی کھیتی باڑی جلادی اور ان کے جانور گدھوں کو بھی مار ڈالا۔ تب یہ اترا کہ بعض لوگ بنظر ظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اچھے لگتے ہیں بڑے دنیا ساز ہیں دنیا میں ان کی پیاری جھوٹی باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں اور اس کی قسم کھاتے ہیں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سرور کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے حد محبت ہے حالانکہ وہ بڑے جھگڑالو ہیں۔ جب غصہ میں آتے ہیں اور کہیں جاتے ہیں تو کوشش یہ کرتے ہیں کہ زمین پر فساد پھیلائیں اور کفر وغیرہ ظاہر ہوں' مسلمانوں کی کھیتی باڑی خراب ہو' جانور ہلاک ہوں۔ خدا تعالیٰ ایسے جعلسازوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جب کوئی اس سے یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر' ایسے کام نہ کر تو اسے غرور اور تکبر آ کر گھیر لیتا ہے تو بس اس کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے جو اس کے لیے بہت برا بچھونا ہے یعنی جہنم کی آگ اس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اس کو چاروں طرف سے آگ گھیر لے گی ہمیشہ جلتا رہے گا۔ کافروں فسادیوں کی یہی سزا ہے۔

۲۰۷۔ مکہ مکرمہ میں جو ضعیف مسلمان رہ گئے تھے ان میں سے بعضوں کو کافروں نے مار ڈالا چنانچہ حضرت عمار بن یاسر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو (اس کا کہنا نہ مانو) بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

دشمن ہے ○ اور اگر اس کے بعد بھی کہ تمہارے پاس واضح اور روشن احکام آ چکے پھسل جاؤ (گمراہ ہو جاؤ) تو اسلام کو کچھ نقصان

جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ

نہیں پہنچا سکتے) یقیناً جانو کہ بے شک اللہ زبردست ہے (اور سزا میں دیر لگانے میں) حکمت والا ہے ○ (واضح

يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

احکام آنے کے بعد اب یہ کافر) صرف اس انتظار میں ہیں کہ ان پر چھائے ہوئے بادلوں میں اللہ تعالیٰ (کا عذاب) آ جائے اور (عذاب کے) فرشتے

۲۵ ع ۱۴ ۹ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اتریں اور ان کا کام تمام کر دیا جائے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے) ○ (اے نبی ﷺ!)

کے والدین یعنی حضرت یاسر اور حضرت سمیہ کو اور بعضوں نے مال دے کر اپنی جان چھڑائی جیسے حضرت صہیب بن سنان' ان کے حق میں اترا کہ بعض اللہ تعالیٰ کے وہ اچھے بندے ہیں جو اپنی جان اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے مول لیتے ہیں اور کافروں سے اپنا دامن پاک کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر رحم کرے گا جو مارے گئے ان پر بھی اور جو زندہ رہے۔ سب پر وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

۲۰۸ تا ۲۰۹۔ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ یہود جو مشرف بہ اسلام ہوئے انہیں اپنے پہلے دین سے بھی کچھ محبت تھی۔ مثلاً ہفتہ یعنی سنیچر کے دن کی تعظیم کرتے تھے' اونٹ کا گوشت کھانے سے بچتے تھے تب یہ اترا کہ اے مسلمانو! دین اسلام میں سب کے سب پوری طرح داخل ہو جاؤ۔ شیطان کے دھوکوں کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے بعد کہ تمہارے پاس ہماری نشانیاں آ گئیں۔ پھر بھی اس سچے پاک دین سے اپنا قدم پھسلاؤ گے تو یہ جانتے رہو کہ خدا تعالیٰ غالب ہے' جو اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پورا پورا اتباع نہ کرے گا اس کو سزا دے گا۔ وہ حکمت والا ہے جو شریعت چاہتا ہے منسوخ کرتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔

۲۱۰۔ مکہ مکرمہ کے مشرک جو شرک نہیں چھوڑتے تو کیا ان کو یہ انتظار ہے کہ قیامت قائم ہو جائے اور رب جبار کی بلا کیف تجلی ظاہر ہو جائے اور فرشتے بادلوں کے سایہ میں اتریں اور حساب کتاب ہو کر دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں پہنچ جائیں' کیا یہ جب ایمان لائیں گے جب کچھ بھی نہ ہو سکے گا اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف قیامت میں سب کاموں کے نتیجے رجوع کریں گے' وہ جو کچھ چاہے گا سزا دے گا۔

ف: صاحب تفسیر نے مقدم و مؤخر سے یہ اشارہ کیا کہ ''فی ظلل من الغمام'' کا تعلق ملائکہ سے ہے اگرچہ لفظوں

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ

آپ بنی اسرائیل سے پوچھئے' ہم نے انہیں کتنی ہی روشن نشانیاں (آپ کی نبوت کی سچائی کے متعلق) عطا فرمائیں (لیکن انہوں نے ان کو

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ

چھپایا) اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی آئی ہوئی نعمت کو (اپنی طرف سے) بدل دے تو بے شک (اس کے لیے) اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے O کافروں کی

كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ

نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ہے اور وہ مسلمانوں سے (ان کی دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے ہنستے اور) ان کا مذاق بناتے ہیں اور (سن لو)

اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے قیامت کے دن ان سے درجوں میں (بہت اوپر) ہوں گے (اور کفار دوزخ میں ذلیل ہوں گے) اور اللہ تعالیٰ جسے

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ

چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے O (آدم علیہ السلام کے زمانے سے نوح علیہ السلام کے زمانے سے کچھ پہلے

میں مقدم ہے اور ''یاتیھم اللہ'' کے بعد بلا کیف کہہ کر یہ بتلایا کہ وہ ذات مقدس' مجی اور نزول و ذہاب سے پاک ہے یعنی آنے جانے چڑھنے اترنے سے پاک ہے۔ یعنی ان الفاظ کے ظاہری معنی مراد نہیں اور یہ صفات تشبیہ ہم کو غیر معلوم الحقیقت ہیں۔ ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ ان کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کو معلوم ہیں' مسلمانوں کو ان پر ایمان لانا فرض ہے۔

۲۱۱- اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! بنی اسرائیل سے یعنی اولاد یعقوب علیہ السلام سے پوچھیے تو کہ ہم نے ان کو کس قدر کھلی کھلی نشانیاں دیں تھیں اور امر و نہی سکھائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کو کیسا اچھا دین دیا تھا اور انہوں نے کتنی مرتبہ کفر اختیار کیا۔ جو خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر نہیں جانتا اور اس کے دین اور کتاب کو بدلتا ہے اور ان پر یقین نہیں کرتا یعنی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہیں ایمان نہیں لاتا تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

۲۱۲- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام مفلس اور غریب تھے' ابوجہل وغیرہ کافر مالداران سے مسخراپن کرتے تھے۔ تب یہ آیت اتری کہ کافروں کی آنکھوں میں دنیا کی زندگی بزرگی امیری کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے اور یہ روپیہ پیسہ پا کر کیسے پھول گئے ہیں غریب مسلمانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور قیامت کے دن متقی یعنی غریب مسلمان ہی مرتبے اور عزت اور منزلت میں ان کافروں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مال زائد دے دیتا ہے۔ دنیا میں یا یہ کہ قیامت میں جسے چاہے گا بے حساب رزق و بے گنتی مال و عزت و نعمت عطا فرمائے گا یعنی مسلمانوں کو۔

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

تک) لوگ ایک ہی دین پر تھے (پھر ان میں اختلاف ہو گیا' بت پرستی شروع ہو گئی) تو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈر

بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا

سنانے والے بہت سے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تا کہ وہ (کتاب) لوگوں کے درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ

الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ

کر دے اور (کتاب میں) اختلاف انہیں لوگوں نے ڈالا جن کو وہ کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن (واضح) احکام

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ

آ چکے تھے محض آپس کی دشمنی و سرکشی کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حکم سے وہ حق بات سمجھا دی جس میں وہ جھگڑ

بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

رہے تھے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے ○

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ

(اے مسلمانو!) کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں یوں ہی چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر اگلے لوگوں کی طرح روداد اور مصیبت نہ آئی'

۲۱۳- اگلے زمانے میں سب ایک ہی مذہب (اسلام) پر تھے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں' کچھ کافر ہو گئے ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے یا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں سب مسلمان تھے' اس کے بعد جب انہوں نے کفر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے جو مسلمانوں کو جنت کی بشارت دیتے تھے کافروں کو دوزخ سے ڈراتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے ان پر کتابیں اتاریں سچی کہ ہر نبی اپنی کتاب کے مطابق آدمیوں میں فیصلہ کرے اور ان کے مذہبی اختلافات دور کرے' یا ''لیحکم'' کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہو یعنی ہر کتاب فیصلہ کرے' بعض قرأتوں میں ''لیحکم'' بہ صیغہ خطاب ہے کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان میں فیصلہ کرو اور دین اسلام اور شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے اہل کتاب کے اور کسی نے جھگڑا نہ نکالا' حالانکہ ان اہل کتاب پر اپنی کتابوں میں اسلام کے حق ہونے کی نشانیاں ظاہر ہو چکی تھیں۔ انہوں نے فقط حسد کے مارے اختلاف کیا اس سچے دین کو نہ مانا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اختلاف میں مسلمانوں کو سچے اچھے پاک مبارک دین کی خالص دین توحید کی ہدایت کی' یا یہ معنی کہ مسلمانوں کو اس اختلاف سے اپنی حفاظت میں رکھا اور اپنے ارادے اور قدرت سے ان کی حمایت کی' خدا جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے اس پر کسی کا جبر نہیں۔

۲۱۴- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ جب کافروں سے ایذاء پاتے اور بہت تکلیف اٹھاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى

تم سے اگلے لوگوں کو سختی اور شدت اور تکلیف پہنچی اور ان کو زور سے ہلایا گیا (وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں ڈالے گئے)

يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ

یہاں تک کہ اس زمانے کے رسول اور ان کے ساتھ ایمان والے پکار اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی (تو انہیں تسلی دی گئی کہ)

اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ

خبردار ہو جاؤ' بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد بہت قریب ہے O (اے نبی ﷺ! لوگ) آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَ

آپ فرمایئے: جو کچھ مال تم نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور

الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

مسافروں کے لیے ہے (ان پر خرچ کرو) اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسے

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى

خوب جانتا ہے O (اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی راہ میں) تم پر لڑنا فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور ممکن ہے کہ کوئی بات تمہیں ناگوار ہو اور وہ

سے شکایت کرتے تھے تب یہ اترا کہ اے مسلمانو! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے' تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی جیسے اگلی امتوں کو پہنچی تھیں' ان لوگوں کو ایسی ایسی سخت تکلیفیں دشمن کا خوف' مصیبتیں' امراض اور قحط وغیرہ پہنچے تھے کہ خدا کی پناہ' رسول اور امتی سب گھبرا اٹھتے تھے' رسول خدا سے التجا کرتے تھے کہ اے بار خدا! تو کب مدد بھیجے گا اور امت بھی یہی کہتی تھی تب خدا نے کہا کہ خدا کی مدد قریب ہے اتنا نہ گھبراؤ۔ تو اس کے مثل تمہیں بھی ایسی آفتوں کا سامنا ہوگا۔ تم ابھی سے گھبراؤ گے تو کیا ٹھیک ہے۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ صابروں کی مدد فرماتا ہے۔

۲۱۵۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ صدقہ کس کو دیں اور کیا خرچ کریں۔ آپ کہہ دیں کہ جو صدقہ دیں تو پہلے ماں باپ کو دو' پھر قرابت داروں کو دو' یتیم بچوں کو' غریبوں کو' مسافروں کو' مہمانوں کو دو' جو اچھا کام کرو گے خیر خیرات دو گے خدا کو اس کی اور تمہاری نیتوں کی سب کی خبر ہے وہ تمہیں بدلہ دے گا۔ ماں باپ کو صدقہ دینا اب منسوخ ہو گیا (یعنی اب ماں باپ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے) ویسے ان کی خدمت کرنی' اپنا مال خرچ کرنا اولاد پر لازم ہے۔ میراث کی آیت سے زکوٰۃ دینا منسوخ ہو گیا۔ زکوٰۃ انہی لوگوں کو دی جائے گی جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔

''انما الصدقات للفقراء والمساکین''. (الخ پارہ ۱۰)

۲۱۶۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کو اٹھیں اور تمہیں بلائیں تو اس وقت جہاد تم پر فرض عین ہو جاتا ہے۔

أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا

تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور (انجام میں) وہ تمہارے حق میں بُری ہو

وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ يَسْأَلُونَكَ ۲۶ع(۲) ۱۰

اور اللہ تعالیٰ (تمہاری بھلائی اور برائی سب کچھ) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے لہٰذا اس کے حکم کی اطاعت کرو)○

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَ

(اے نبی (ﷺ)!) لوگ آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑنے کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمائیے کہ ماہِ حرام میں (بلاوجہ)

صَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ

لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے (دوسروں کو) روکنا اور اللہ تعالیٰ پر خود ایمان نہ لانا اور مسجد حرام (میں لوگوں کو عبادت)

أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا

سے روکنا اور وہاں کے بسنے والوں کو وہاں سے (بلاوجہ) نکال دینا (جیسا کہ کفارِ مکہ نے کیا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی (یعنی

يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ

ماہِ حرام میں لڑنے سے بھی) بڑے (اور سخت) ہیں اور (کفر و شرک کا) فتنہ و فساد قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور (اے مسلمانو!) وہ (کافر) تم سے

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ

ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر انہیں طاقت ہو تو وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیں گے

جہاد تمہارے دلوں پر گراں ہے حالانکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تمہیں مکروہ معلوم ہوتی ہیں مگر تمہارے لیے انہی چیزوں میں بڑی بہتری ہوگی۔ اسی طرح جہاد ہے کہ اگر مر گئے تو شہادت ملی اور بچے تو غازی اور مالِ غنیمت، اگر کافروں کے ہاتھ میں قید ہوئے تو ثواب ملتا ہے اور قریب ہے کہ تم نفع کی چیز کو برا سمجھو اور بری چیز کو اچھا سمجھو یعنی جہاد نہ کرنے کو اچھا سمجھو کہ وہ تمہارے حق میں برا ہے شر ہے۔ نہ شہادت ملتی ہے نہ غنیمت۔ جہاد کی بہتری خدا جانتا ہے، تم نہیں جانتے کہ جہاد نہ کرنے میں کیا کیا (برائیاں ہیں) خرابیاں اور نقصان ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہما کی شان میں یہ آیت اتری۔ مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ جہاد میں تمہارے دشمن مغلوب ہوتے ہیں، ان پر تمہارا رعب غالب ہوتا ہے اور شہادت اور غنیمت بھی ملتی ہے اور دنیا میں امن و امان قائم ہوتا ہے، اگر جہاد نہ کیا جائے تو کافر شر و فساد پھیلا کر امن و امان میں خلل ڈالتے ہیں اس لیے جہاد ضروری ہے۔

۲۱۷ تا ۲۱۸- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع چند آدمیوں کے

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

پھر کافر ہو کر مر جائیں گے تو ان لوگوں کے سب اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع (اور اکارت) ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہیں

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

انہیں اس میں ہمیشہ رہنا پڑے گا O بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے گھر بار

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ

چھوڑے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ

اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے O (اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)!) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں' آپ فرمایئے

کافروں سے لڑنے کو بھیجا تو انہوں نے ایک کافر کو مار ڈالا دو کو قید کر ڈالا۔ شام کو رجب کا چاند ہوا۔ رجب محترم مہینہ تھا کہ اس میں لڑائی وغیرہ حرام تھی اور اہل عرب محترم مہینوں میں چین سے بسر کرتے تھے' لڑائیاں بند رہتی تھیں' تب تو کافروں نے بڑا واویلا کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام کی بھی قدر نہیں جانتے اور مسلمان یہ سن کر پریشان ہوئے تب یہ اترا کہ کافر ماہ حرام میں قتل و جہاد کرنے کا فتویٰ پوچھتے ہیں اور مسلمانوں کو طعن کرتے ہیں تو تم کہو کہ ہاں بے شک محترم مہینے میں قتل کرنا' لڑنا' جہاد کرنا برا ہے مگر لوگوں کو خدا کے دین اور عبادت سے روکنا اور کفر کرنا' مسجد حرام سے روکنا' مسجد حرام والوں کو وہاں سے نکال دینا یہ باتیں اس سے بھی زیادہ بری ہیں اور کفر و شرک کا فتنہ تو قتل سے بھی ہزاروں درجہ بدتر ہے۔ اے اہلِ اسلام! اہلِ مکہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے جب تک ان کے دم میں دم ہے' ایسا لڑیں گے کہ اگر ان میں طاقت ہو تو تم لوگوں کو پھر کافر کر لیں اور جو کفر کرے گا مرتد ہو جائے گا اور کفر ہی پر مرے گا تو اس کی نیکیاں دنیا و آخرت میں بے کار ہو جائیں گی اور وہ دوزخی ہوگا کہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ نہ مرے گا نہ نکلے گا اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور انہوں نے خدا کی راہ میں جہاد کیا یعنی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ وغیرہ کہ انہوں نے عمرو بن حضرمی کافر کو مارا تھا تو وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں' ان کو یقیناً خدا کی رحمت اور جنت ملے گی۔ اللہ ان کے پچھلے گناہ بخشنے والا ہے' ان کو عذاب نہ کرے گا۔ وہ رحمت والا ہے۔

۲۱۹۔ ابتدائے اسلام میں شراب اور جوا دونوں حلال تھے۔ پھر درجہ بدرجہ حرام ہوئے' پہلے شراب نماز کے وقت پینا حرام ہوئی' القصہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بار خدایا! شراب کی حلت یا حرمت جو تیرے نزدیک ہو وہ ہمیں صاف صاف ارشاد فرما تب یہ اترا کہ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگرچہ ان میں کچھ نفع تھا' تجارت ہوتی تھی مال کو ترقی تھی مگر اب یہ نفع حرام ہو گئے تو ان کا گناہ ان کے اس نفع سے جو پہلے تھا زائد ہوگا۔ نفع ونقصان ان میں دونوں ہیں مگر چونکہ ان کا نقصان غالب تھا اس لیے دونوں حرام کیے گئے۔ اب ان کا گناہ اور نقصان نفع سے کہیں بڑھ کر ہے لہٰذا ان سے بچو' جوئے اور شراب کی کمائی نجس ہے یعنی شراب کی قیمت اور جوئے میں جیتے ہوئے

قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ
کہ ان دونوں میں بڑا گناہ و نقصان ہے اور لوگوں کے کچھ (دنیاوی) فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ اور نقصان اس کے

مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ
فائدے سے بہت زیادہ بڑا ہے اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں' آپ فرمائیے: جو اپنے خرچ سے فاضل بچے

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِي
(وہ خرچ کریں) اس طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ
دنیا اور آخرت کا کام سوچ سمجھ کر کرو اور لوگ آپ سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں' آپ فرمائیے کہ ان کی اصلاح (اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا)

لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ
بہتر ہے اگر اپنا اور ان کا خرچ ملا لو تو (کوئی حرج نہیں کیونکہ) وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ بگاڑنے والے اور سنوارنے والے کو خوب جانتا

مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾
ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا (اور ملانے کی اجازت نہ دیتا) بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے' حکمت والا ہے O

پیسے سب نجس اور حرام ہیں ان سے بچو۔

۲۱۹ تا ۲۲۰۔ عمرو بن جموح کے پاس خدا کا دیا ہوا مال بہت کچھ تھا۔ انہوں نے سوال کیا کہ مجھے اپنے مال سے خدا کی راہ میں کتنا خرچ کرنا چاہیے' تب یہ اترا کہ کہہ دیجئے کہ جو بچے' بیوی اور اپنے کھانے پینے سے یعنی حاجت اصلیہ سے باقی رہے وہ سب خدا کی راہ میں خیرات کر دو۔ خدا اپنی آیتیں نشانیاں اسی طرح صاف صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو کہ دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا یعنی سارا مال خیرات کر دینا منسوخ ہوگیا۔

۲۲۰۔ زمانہ جہالت میں یہ دستور تھا کہ یتیم کا مال بے دھڑک کھاتے اڑاتے تھے' یتیم کا کچھ خیال نہ کرتے تھے' اس لیے ''ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا'' وغیرہ آیتیں اتریں تب صحابہ نے یتیموں سے علیحدگی شروع کی۔ اگر ان کے کھانے سے کچھ بچ رہتا تھا تو وہ خراب ہو جاتا تھا' ان کے لیے الگ مکان بنائے' جب یہ تکلیف واقع ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم کیا کریں؟ تب یہ اترا کہ آپ سے یتیموں کا حکم دریافت کرتے ہیں' آپ کہہ دیجئے کہ ان کے حق میں اصلاح اور بھلائی کا قصد کرو نہ یہ کہ بالکل ان سے ملنا جلنا ہی چھوڑ دو۔ اگر ان سے مل کر رہو گے کھانا' پینا' گھربار شامل رہے گا تو اچھا ہے وہ تمہارے دینی

وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ

اور(اے مسلمانو!) مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی آزاد مشرکہ

مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ ۚ وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى

سے بہتر ہے (اچھی ہے) اگر چہ وہ (مشرکہ) تمہیں (بظاہر) اچھی معلوم ہوتی ہو اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں نہ دو

يُؤۡمِنُوۡا ؕ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ ؕ

جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر (اور اچھا) ہے اگر چہ وہ (مشرک) بظاہر تمہیں

اُولٰٓئِكَ يَدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلَى الۡجَـنَّةِ وَ

اچھا معلوم ہوتا ہو (کیونکہ) وہ (مشرک اور مشرکہ لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں (لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے) اور

۲۷ ع ۵ ۱۱ الۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۲۱﴾

اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت مانیں ○

وَيَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ ؕ قُلۡ هُوَ اَذًى ۙ فَاعۡتَزِلُوا

اور (اے نبی ﷺ!) لوگ آپ سے حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمایئے کہ وہ گندگی (اور ناپاکی) ہے تو حیض کے

بھائی ہیں مگر انصاف ہاتھ سے نہ دو، خدا تعالیٰ فسادی اور مصلح خیر خواہ کو خوب پہچانتا ہے۔ اگر خدا چاہتا تو سختی ڈالتا، ملنا بالکل حرام کر دیتا مگر نہیں کیا۔ ہاں جو یتیم کا مال خراب کرے گا تو اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔ وہ غالب ہے، اس نے یتیم کے مال کی اصلاح اور سنوارنے اور اس کے ساتھ خیر خواہی کا حکم دیا، وہ حکیم ہے اس کے ہر حکم میں حکمت اور فائدہ ہے۔

۲۲۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی کو بھیجا کہ مکے سے مسلمانوں کو لے آئیں، جب یہ مکہ آئے تو انہیں اپنی پرانی معشوقہ سے جس کا نام عناق تھا اور ان کا دل اس کا بے حد مشتاق تھا ملاقات ہوئی تو خود وصال کی سائل ہوئی اور اس نے نکاح کی خواہش کی۔ انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے استفسار کیا، فرمان اترا کہ مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو۔ مسلمان باندی، مشرکہ آزاد عورت سے اگر چہ وہ آزاد شریف الخاندان عالی قدر ہو اچھی ہے، وہ کیسی ہی خوبصورت ہو اور تمہیں کیسی ہی اچھی لگتی ہو اور مشرکوں کو اپنی لڑکیاں بھی نکاح میں نہ دو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ مسلمان غلام، مشرک آزاد عالی درجہ سے ہزار درجہ بہتر و اچھا ہے۔ اگر چہ مشرک کیسا ہی تمہیں اچھا لگے۔ مشرک تمہیں دوزخ اور دوزخیوں کے اعمال کی طرف بلاتے ہیں اور خدا تم کو جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے اور تم سے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اس کا حکم مانو۔

۲۲۲ تا ۲۲۳- یہود و مجوس عورتوں کو حالتِ حیض میں گھروں سے نکال دیتے تھے بالکل علیحدہ رکھتے تھے۔ مگر عیسائی

النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا

دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے صحبت نہ کرو' پھر جب وہ پاک ہو جائیں (حیض ختم ہو جائے)

تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے پاس جانے کی اجازت دی ہے وہاں سے ان کے پاس جاؤ (یعنی سامنے سے صحبت کرو) بے شک

التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور اچھی طرح پاکی (اور ستھرائی) کرنے والوں کو بھی پسند فرماتا ہے ○ (اے لوگو!) تمہاری عورتیں

فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

تمہاری کھیتیاں ہیں (لہٰذا ان کے پاس افزائشِ نسل کے ارادہ سے جاؤ) تو اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آسکتے ہو اور اپنی بھلائی کا کام پہلے کرو

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾ وَلَا تَجْعَلُوا

(یعنی بسم اللہ پڑھ کر) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ بے شک تمہیں اس سے ضرور ملنا ہے اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) ایمان والوں کو

اللّٰهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ

خوشخبری دے دیجئے ○ اور (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو (بلاوجہ قسم نہ کھایا کرو) کہ احسان کرنے اور پرہیزگاری کرنے اور لوگوں میں

صحبت بھی کرتے تھے' اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا تب یہ اترا کہ لوگ حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ حیض ناپاکی ہے' اس میں عورتوں سے الگ رہو یعنی صحبت نہ کرو جب تک پاک نہ ہوں جماع نہ کرو۔ جب پاک ہو جائیں نہا دھولیں تو جہاں سے خدا نے تمہیں بتایا ہے وہاں سے ان سے صحبت کرو (یعنی آگے کے مقام فرج میں) اللہ توبہ کرنے والوں اور گناہوں اور ناپاکیوں سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تمہاری عورتیں تمہارے لیے مثل کھیتی کے ہیں کہ جیسے کھیتی سے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں ان سے اولاد حاصل ہوتی ہے جو زندگانی کا پھل سمجھی جاتی ہے۔ پس اپنی کھیتیوں کو جیسے چاہو جوتو یعنی آگے سے قُبل میں صحبت کرو اور اپنے لیے اولاد صالح نیک تلاش کرو جو آخرت میں تمہیں نفع دے اور خدا سے ڈرو حالت حیض میں صحبت نہ کرو اور عورتوں سے پاخانے کے مقام دبر میں اغلام نہ کرو اور یقین کرو کہ مرنے کے بعد خدا سے ملنا ہے' وہ تمہیں ہر کام کا بدلہ دے گا اور اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان مسلمانوں کو جو ان باتوں سے بچتے ہیں' خدا کے احکام کی پابندی کرتے ہیں انہیں جنت کی خوشخبری دیجئے کہ وہ جنت کے مستحق ہیں۔

۲۲۴- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کسی بات پر غصہ میں آکر یہ قسم کھائی کہ اب میں اپنی بہن اور بہنوئی کو کچھ نہ دوں گا' نہ کبھی ان سے بولوں گا' نہ کبھی ان کے آپس کے جھگڑے میں صلح کراؤں گا۔ پھر جب کوئی کہتا کہ اب ان کا قصور معاف کر دو اب ان سے بولو تو کہتے کہ میں تو قسم کھا چکا ہوں تب یہ اترا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ اور

النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ

صلح کرانے کے خلاف قسم کھالو (ایسا نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے O اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ان قسموں پر جو بے ارادہ

اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

زبان سے نکل جائیں نہیں پکڑتا ہے ہاں جو کام تمہارے دلوں نے کیے (یعنی قصداً قسم کھائی) اس (کے توڑنے پر یا جھوٹی قسم کھانے) پر تم کو

حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ

پکڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' حلم والا ہے O جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی (یعنی ان سے صحبت نہ کرنے کی قسم) کھا بیٹھتے ہیں ان

اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا

کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے' پھر اگر اس (مدت میں اپنی قسم سے) پھر جائیں (یعنی قسم توڑ دیں) تو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے (صرف ان

الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ

پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا) O اور اگر انہوں نے اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کا پکا ارادہ کرلیا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے (چار مہینے

روک نہ بناؤ اور قسمیں کھا کھا کر نیکی کرنا نہ چھوڑ دو اور رشتہ توڑنے سے ڈرو اور لوگوں کے آپس میں صلح کراؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری قسمیں سنتا ہے تمہاری نیتیں جانتا ہے' تبروا وتتقوا وتصلحوا '' ان سب کے پہلے ''لا'' مقدر ہوا اور باقی دو فعل امر ٹھہرے یعنی کہ احسان کرنا نہ چھوڑ دو بلکہ تقوی اور اصلاح کرنا اور پرہیزگاری اختیار کرو پھر قسموں کا حکم بیان کیا۔

۲۲۵- تمہارے منہ سے جو لغو قسمیں نکل جاتی ہیں خدا ان پر مواخذہ نہ کرے گا۔ لغو کے دو مطلب ہیں' ایک تو یہ کہ محاورہ میں عادت کے طور پر لا واللہ اور واللہ زبان سے نکلتا ہے اور دل میں قسم کی نیت نہیں ہوتی ہے' دوسری یہ کہ کسی گناہ پر قسم کھائی اور پھر اس کو توڑ دیا اور کفارہ دے دیا تو خدا اس پر مواخذہ نہ کرے گا' اگر وہ گناہ کرے گا جس کی قسم کھائی تھی تو مواخذہ ہوگا' گناہ کے کام پر قسم کھائی ہو تو اس کا توڑنا ضروری ہے اور توڑ کر اس کا کفارہ دے دے تو مواخذہ سے بچ جائے گا۔ بالجملہ لغو قسموں کا مواخذہ نہ ہوگا بلکہ ان قسموں کا مواخذہ ہوگا جن کی تمہارے دلوں میں نیت ہے کہ اگر توڑو گے تو خدا مواخذہ کرے گا اور اللہ غفور ہے لغو قسم کا گناہ بخشتا ہے۔ بردبار ہے سزا میں جلدی نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے کہ بندہ توبہ کر لے۔

۲۲۶ تا ۲۲۷- عرب میں آدمی عورتوں کے نقصان اور ان کو تکلیف دینے کے لیے قسمیں کھا لیا کرتے تھے کہ ہم تجھ سے اتنی مدت تک صحبت ہم بستری نہ کریں گے' وہ بے چاریاں پریشان ہوتی تھیں' اس کو ایلاء کہتے تھے۔ خدا نے اس کی ایک مدت اور میعاد مقرر کردی کہ جو چار مہینے یا اس سے زائد کی قسم کھائے گا تو اگر اس عرصہ میں وہ اپنی قسم توڑ دے گا اور عورت سے صحبت کرلے گا تو خیر اللہ بخشنے والا ہے رحمت والا ہے کہ اس پر فقط کفارہ ہی واجب کیا اور اگر واقعی بقصد طلاق چار مہینے تک اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ بیہودہ حرکت جانتا ہے اور اس کی قسم سنتا ہے' اس کی عورت

بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا

گزرنے پر ان کی بیویوں کو ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی) ○ اور جن عورتوں کو طلاق ہو گئی ہے وہ (دوسروں سے نکاح میں) تین حیض تک اپنے آپ

خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

کو روکے رکھیں (تین حیض گزرنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے) اور جو حمل اللہ تعالیٰ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہو انہیں اس کا چھپانا جائز نہیں اگر وہ

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ

اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر (یعنی عدت کے اندر اگر ان کو طلاق رجعی دی ہے) ان کے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ

لینے کا (یعنی طلاق واپس لینے کا) حق پہنچتا ہے اگر وہ صلاح (اور ملاپ) چاہیں اور ان عورتوں کا حق (مردوں پر) ایسا ہی ہے جیسا (مردوں کا) ان پر

ع ۲۸ ۷ ۱۲ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪

شریعت کے دستور سے اور مردوں کو عورتوں پر ایک گنا فضیلت (اور بزرگی) حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والا ہے ○ یہ طلاق (یعنی واپس

کو خود ایک طلاق بائن ہو جائے گی خواہ وہ دے یا نہ دے، پس قسم کے بعد چار مہینے تک نزدیک نہ ہونا یہی طلاق ٹھہرے گا مگر اس وقت میں کفارہ نہ آئے گا کہ اس نے قسم کو پورا کیا توڑا تو نہیں اور اگر اندر میعاد صحبت کرے گا تو کفارہ آئے گا طلاق نہ ہوگی۔

۲۲۸- جن عورتوں کو ایک یا دو طلاقیں دی گئی ہیں تو وہ عدت تک یعنی تین حیض تک ٹھہریں۔ اس عرصہ میں کہیں نکاح نہیں کر سکتیں۔ اگر ان کے پیٹ میں بچہ ہو تو انہیں ضروری ہے کہ صاف بیان کر دیں چھپانا کسی طرح جائز نہیں اگر خدا اور رسول پر ایمان لائی ہیں تو نہ چھپائیں۔ عدت کے اندر اندر یعنی تین حیضوں کے یا وضع حمل کے اندر ان کے خاوندوں کو طلاق واپس لینے کا حق حاصل ہے۔ اگر اصلاح اور محبت کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر نقصان دینا مقصود ہے کہ طلاق واپس کر لی اور عورت کو ضرر پہنچایا تو یہ حرام ہے اور یہ طلاق واپس کرنا دو ہی طلاقوں میں ہے۔ ابتدائے اسلام میں یہ تھا کہ "طلقوھن" کے اندر اگر ہزار طلاقیں بھی دے تب بھی طلاق واپس کر سکتا تھا۔ جب "طلقوھن" اور تین آیت اتری تب یہ منسوخ ہو گیا۔ اب ایک یا دو طلاق میں تو طلاق واپس ہو سکتی ہے تیسری کے بعد واپس نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ مردوں کا حق عورتوں پر اطاعت و خدمت و تعظیم و گھر کی اور اپنی پاک دامنی کی حفاظت اور شوہر کی عزت وغیرہ ہے۔ اسی طرح مردوں پر عورتوں کا بھی حق ہے کہ اچھی طرح معاشرت کریں، خوش طور سے زندگی گزاریں۔ ان کی خامیوں سے درگزر کریں۔ ان کے ساتھ احسان کریں کیونکہ ان کی عقل زائد ہے۔ میراث میں بھی ان کا حصہ زائد ہے۔ قوت بھی ان کی زاید ہے۔ گواہی کے بارے میں مردوں کا درجہ بڑا ہے، عورتوں کے نان و نفقے مہر وغیرہ اور خبر گیری بھی مردوں کے ذمہ ہے، جو خاوند عورتوں کے حقوق زوجیت میں خلل ڈالے گا تو اللہ غالب ہے اسے سزا دے گا، جو حکم کرتا ہے حکمت سے کرتا ہے، وہ بڑا حکیم ہے۔

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ

ہونے والی) دوبار تک ہے، پھر (اس کے بعد) بھلائی کے ساتھ (طلاق واپس کر کے) عورت کو روک لینا ہے یا بھلائی (اور خوش

اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا

اخلاقی) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے (عدت گزرنے کے بعد وہ طلاق بائنہ ہو جائے گی) اور (اے لوگو!) تمہیں جائز نہیں کہ جو کچھ

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ

(مہر) تم نے عورتوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو مگر جب دونوں کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے (اے

عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

مسلمانو!) پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہیں گے تو ان پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ عورت کچھ بدلہ دے کر خاوند سے

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ

طلاق لے لے، یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھیں گے تو وہی ظالم ہیں ○ پھر اگر عورت کو

۲۲۹۔ طلاق رجعی دو مرتبہ ہے، اگر تیسری مرتبہ دے گا یا تین طلاقیں ایک ساتھ دے گا پھر واپس کرنے کا اختیار نہ رہے گا، طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔ دو کے بعد واپس ہونے والی یا تو عدت کے اندر یعنی تیسرے حیض کے غسل سے قبل پھر واپس کر لے اور آئندہ اچھی طرح معاشرت کرے یا سیدھی طرح سے چھوڑ دے یعنی تیسری طلاق بھی دے دے اور اس کا حق پوری طرح ادا کرے۔ تیسری طلاق کے بعد بغیر حلالہ کیے دوبارہ آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔

۲۲۹۔ ثابت بن قیس کی بی بی جمیلہ نامی جی سے چاہتی تھیں کہ یہ مجھے چھوڑ دیں، ان سے سخت بیزار تھیں مگر یہ ان پر مرتے تھے، کسی طرح چھوڑنا گوارا نہ کرتے تھے، جی جان سے اس پر فدا تھے۔ انہیں مہر میں ایک بڑا باغ دیا تھا وہ طلاق مانگتیں یہ نہ دیتے تھے۔ آخر انہوں نے کہا کہ تم باغ پھیر لو میں نے مہر چھوڑا۔ مجھے کسی طرح چھوڑ دو، انہوں نے وہ باغ لے کر مجبور ہو کر انہیں چھوڑ دیا تب یہ اترا کہ تم نے جو مہر عورتوں کو دیا ہے وہ یوں تو پھر واپس لینا حلال نہیں مگر جب آپس میں نااتفاقی ہو اور یہ ثابت ہو کہ میاں بی بی میں خدا کے حکم کے مطابق نباہ نہ ہو سکے گا۔ جب یہ حالت ہو جائے اور جھگڑے کا ڈر ہو تو ان دونوں پر انہیں لینے دینے میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ خوش ہو کر اپنی چیز دے کر اپنی جان چھڑاتی ہے، اس طلاق کا نام خلع ہے اور یہ طلاق بائن ہوتی ہے یعنی واپسی کا اختیار نہیں رہتا پھر نکاح جدید کر سکتا ہے۔ یہ خدا کے حکم اور حدیں ہیں، ان سے سر مونہ ہٹو، جو کوئی خدا کی حدوں سے تجاوز کرتا ہے اور خدا کا فرمان نہیں مانتا تو وہ ظالم ہے خود اپنا نقصان کرتا ہے خدا کا کیا حرج ہے۔ اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے، وہ اپنے کیے کی سزا پائے گا۔

۲۳۰۔ پہلے دو طلاقوں کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد طلاق خلع کا ذکر فرمایا، اب تین کا ذکر کرتا ہے کہ دو دے کر اگر تیسری بھی دے دی تو اب عورت حرام ہوگئی، اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ ہو

طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۗ

(تیسری) طلاق (خواہ دو کے ساتھ ملا کر دی یا دو کے بعد) دی تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہوگی (یعنی اس سے نکاح نہ کر سکے گی) جب تک

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ

کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے (یعنی جب تک اس دوسرے خاوند سے صحبت نہ ہو جائے) پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) اسے طلاق دے دے تو ان

يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر آپس میں (نکاح کر کے) مل جائیں اگر یہ سمجھتے ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرماتا ہے O اور (اے لوگو!) جب تم عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور ان کی عدت کی میعاد ختم ہونے کے

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا

قریب ہو تو اس وقت بھلائی سے طلاق واپس کر کے ان کو روک لو یا بھلائی کے ساتھ انہیں چھوڑ دو (کہ عدت گزار کر

لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ وَلَا

وہ آزاد ہو جائیں) اور انہیں نقصان دینے کے لیے (طلاق واپس کر کے) نہ روکو تاکہ حد سے بڑھ جاؤ (اور ظلم کرنے لگو) اور جو ایسا

تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

کرے گا وہ خود اپنا ہی نقصان کرے گا (اس کی سزا بھگتے گا) اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا ٹھٹھا نہ بناؤ (کہ ان کی پروا نہ کرو)

آئے اور وہ اس سے صحبت نہ کر لے۔ پس اگر وہ دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے اور عدت گزر جائے اور پہلا خاوند اب دوسرا نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اگر وہ مرد و عورت یہ خیال کریں کہ اب احکام الٰہی اور حقوق زوجیت اچھے طریقے سے بجا لائیں گے اور پہلے کی طرح فساد نہ کریں گے تو یہ کوئی گناہ اور برائی نہیں۔ یہ خدا کے احکام ہیں کہ اچھے لوگوں یعنی مسلمان عالموں کے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں اور عمل کریں۔

۲۳۱- بعضوں کی عادت تھی کہ پہلے طلاق دیتے پھر واپس کر لیتے، پھر طلاق دیتے، ایذاء رسانی مقصود ہوتی تھی، اس کی ممانعت آئی کہ جب عورتوں کو رجعی طلاق دو اور ان کی عدت گزرنے لگے اور ختم کے قریب پہنچے تو یا تو اس وقت طلاق واپس کر لو ایمان اور انصاف سے خوش گزران کرنے اور نیک نیتی سے یا انہیں چھوڑ دو کہ نہا دھو کر عدت سے نکل کر اپنا راستہ لیں اور ان کا حق ادا کرو۔ ان کو نقصان پہنچانے اور ایذاء دینے کے لیے انہیں نہ روکو کہ ان کی عدت دراز ہو اور اس طرح سے ان پر ظلم کرو۔ جو ایسا کرے گا تو وہ بڑا ظالم ہے خود اپنا نقصان کرتا ہے، اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ اور خدا کے حکموں کو ہنسی

عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

اور اللہ تعالیٰ کا احسان جو تم پر ہے اور جو تمہیں نصیحت دینے کے لیے تم پر کتاب اور حکمت (یعنی احکام اور سنت اللہ تعالیٰ نے)

يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اتاری اس کو یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ سے (ہمیشہ) ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ سب

عَلِيْمٌ ع ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا الربع ۲۹ ع ۳ ۱۳

کچھ جانتا ہے O اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد (یعنی عدت) پوری ہو

تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا

جائے تو (اے ولیو!) تم انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو (خواہ وہ پہلے شوہر ہوں یا نئے) جب کہ وہ آپس میں

بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ

شریعت کے موافق رضا مند ہو جائیں‘ یہ نصیحت کی جاتی ہے ان لوگوں کو جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں‘

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ

یہی تمہارے لیے زیادہ ستھری اور پاکیزہ بات ہے (کہ عورتوں کو ان کی مرضی کے موافق نکاح کرنے سے نہ روکو)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ

اور اللہ تعالیٰ (اس کی حکمت) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو O اور مائیں

مذاق نہ سمجھو اور خدا نے جو تمہیں مشرف بایمان کیا ہے تم پر کتاب اتاری امرونہی سکھائے حلال حرام سمجھایا اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔ خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ عورتوں کی ضرر رسانی سے ڈراتا ہے‘ خدا سے ڈرو اور جانتے رہو کہ وہ سب باتیں جانتا ہے جو اس کے خلاف کرے گا اسے سزا دے گا۔

۲۳۲۔ معقل بن زمری کی ہمشیرہ جمیلہ نامی عبداللہ بن عاصم کو بیاہی تھی۔ کسی بات پر انہوں نے طلاق دے دی یہاں تک کہ عدت گزر گئی‘ پھر وہ پشیمان ہوئے اور نکاح جدید کے خواستگار ہوئے تو ان کی بیوی جمیلہ راضی ہوگئی مگر ان کے بھائی معقل مانع ہوئے کہ پہلے کیوں طلاق دی تھی جواب نکاح کرنا چاہتے ہو‘ تب یہ اترا کہ جب عورتوں کی عدت گزر جائے اور پھر ان دونوں میں رضامندی ہو جائے اور پھر نکاح کا ازسرنو ارادہ کریں تو تم ان کو منع نہ کرو‘ تعجب نہیں کہ اب وہ اچھی طرح نئے نکاح نئے مہر سے پھر مل جائیں اور محبت قائم ہو جائے۔ یہ حکم اور نصیحت ان لوگوں کو ہے جو خدا اور رسول اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ یہ کام بہت اچھا ہے اور تمہارے دلوں کی پاکی کا باعث ہے اور ان مرد عورتوں میں ازسرِ نو ملاپ

أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

(خواہ طلاق شدہ ہوں یا نکاح میں ہوں) اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں اس شخص کے لیے جو دودھ کی مدت

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ؕ لَا

پوری کرنا چاہتا ہے (یہ دودھ پلانا ماؤں پر واجب ہے) اور بچے کے باپ پر دودھ پلانے والی عورتوں کا کھانا اور کپڑا دینا

تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا

شریعت کے دستور کے مطابق واجب ہے کسی جان پر اس کے مقدور سے زیادہ بوجھ نہ رکھا جائے گا' نہ ماں کو اس کے بچے کی

مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۚ فَإِنْ

وجہ سے نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے گا (یا ماں اپنے بچے کو نقصان نہ پہنچائے

أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو) اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسے ہی واجب ہے' پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا مندی

ہو جانے سے تمہارا کیا نقصان ہوگا۔ خدا اس کی مصلحتیں اور فائدے جانتا ہے تم کچھ نہیں جانتے' تم اس کے حکم کی تعمیل کرو۔

۲۳۳- جب خاوند نے عورت کو طلاق دی اور اس کے شیر خوار بچہ ہے یا بعد طلاق کے پیدائش ہوئی تو ماں اس کو دو برس تک دودھ پلائے اگر رضاعت پوری کرنا چاہے اور اس مدت کا روٹی' کپڑا اس عورت کے بچے کے باپ پر واجب ہوگا اور وہ درمیانی ہوگا۔ نہ بہت زیادہ نہ بہت کم۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دی جاتی ہے۔ جتنا اسے خدا نے مال دیا ہے اتنا نفقہ دے گا' امیر ہوگا تو وہ امیروں کا سا دے گا۔ اگر غریب ہوگا تو وہ غریبوں کا سا۔ نہ تو ماں کو خواہ مخواہ بچے کے سبب نقصان دیا جائے گا کہ اس کا بچہ اس سے چھڑایا جائے یعنی وہ اتنی ہی تنخواہ پر راضی ہے جتنا اوروں کو دیتے ہیں اور پھر بھی اس سے دودھ نہ پلایا جائے ایسا نہ کیا جائے گا' یعنی مثلاً بچہ ماں کو پہچان گیا ہے دوسرے کی چوچی منہ میں ہی نہیں لیتا اور پھر بھی وہ دودھ نہ پلائے یا باپ بالکل غریب ہے تنخواہ بالکل مقدور ہی نہیں ہے تو ماں ہی پلائے گی۔ اگر باپ مرگیا تو باپ کا جو قائم مقام ہوگا وہ روٹی کپڑا دے گا اور بچہ کی پرورش کرائے گا۔ اور بعض کہتے ہیں: اس بچے کا جو وارث ہوگا وہ دے گا۔ اگر فرضاً وہ مر جائے تو جو اس کے وارث اس وقت ہوں گے وہ دیں گے۔ پھر اگر وہ دونوں ماں باپ رضا مندی سے مشورہ سے بچے کا دودھ قبل دو برس چھڑانا چاہیں تو بھی کوئی برائی نہیں' مگر پھر ماں کو روٹی کپڑا نہیں ملے گا اور اگر ماں نے دوسری جگہ نکاح کا ارادہ کیا اور تم نے بچے کو دوسری دایہ سے دودھ پلایا تو بھی کوئی برائی نہیں جبکہ تم اس دایہ کو خوش کرو اور جو کچھ دینا ہے دے دو۔ خدا سے ڈرو۔ جھگڑا نہ کرو اور یقین کرو کہ خدا تمہاری سب باتیں موافقت یا مخالفت کی جانتا ہے۔ اس کی تم کو جزا دے گا۔ مذہب حنفیہ میں مدت رضاعت ڈھائی برس ہے اور یہاں اس مدت کا بیان ہے جس کا نفقہ واجب ہے کہ عورت کو دو برس کے بعد نفقہ روٹی' کپڑا نہیں دیا جائے گا۔ ''علی الوارث'' سے مراد یا تو باپ کا وارث ہے یا بچے کا وارث' مگر حنفیہ کے مذہب

عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ

اور مشورے سے (دو سال سے پہلے) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اور (اے اولاد والو!) اگر تم اپنے بچوں کو

عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

(ان کی ماؤں کے علاوہ دوسری دائیوں سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ مضائقہ نہیں جب کہ آپس میں جو کچھ دینا ٹھہرا تھا

وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ

بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کردو' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے ○ اور جو لوگ تم میں سے

مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

مر جائیں اور وہ اپنی بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو (کسی دوسرے سے نکاح کرنے سے) روکے رکھیں

وَّعَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

(جب کہ وہ حاملہ نہ ہوں) پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو (اے ولیو!) اس کام میں جو عورتیں اپنے نفسوں کے معاملے

فَعَلْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

میں شریعت کے موافق (نکاح وغیرہ) کرنا چاہیں تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے ○

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ

اور تم پر اس بات میں کچھ گناہ نہیں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا (عدت کے اندر ان کو اشارتاً) پیغام دو یا اپنے دل

میں نابالغ چھوٹی لڑکی کے وارث کا ذی رحم محرم ہونا بھی شرط ہے یعنی ایسا رشتہ دار ہو جس سے اس کا نکاح حرام ہے جیسے چچا' ماموں' بھائی' بھتیجا' بھانجہ وغیرہ۔

۲۳۴۔ تم میں سے جو مرد مر جاتے ہیں اور ان کی عورتیں بیوہ رہ جاتی ہیں وہ چار مہینے دس دن عدت کریں جب عدت گزر چکے اور وہ بناؤ سنگھار کریں تو پھر کچھ گناہ نہیں' جو چاہیں کرنے دو۔ میت کے وارثوں کو کچھ غرض نہیں۔ جہاں چاہیں نکاح کریں اور اللہ تعالیٰ جو تم اچھا یا برا کرتے ہو سب جانتا ہے' اسے سب کی خبر ہے۔ یعنی عدت کے بعد میت کے رشتہ داروں کو عورت کو نکاح کرنے سے روکنے کا حق نہیں ہے۔

۲۳۵۔ بیواؤں کو حالتِ عدت میں نکاح کا پیغام کھلم کھلا نہ دینا چاہیے۔ کنایہ اشارہ سے کوئی ایک آدھ بات کہہ دو تو کوئی گناہ نہیں مثلاً یوں کہہ دو کہ اے سبحان اللہ کیا ہی خوش رہیں گے اگر خدا ہم تم میں حلال طرح سے وصال فرما دے' یا اس قسم کی کوئی اور بات تو کوئی قباحت نہیں ہے یا دل میں ان کا خیال رکھو خدا جانتا ہے کہ اب عنقریب جب عدت

أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ

میں چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے کہ تم ان کی (یعنی عورتوں کی) یاد کرو گے (ان سے نکاح کی خواہش کرو گے) ہاں

وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ

(عدت کے اندر) ان سے پوشیدہ نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو (شریعت میں) معروف و مشہور ہے اور نکاح کی گرہیں پکی نہ کرو

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَ

(یعنی نکاح نہ کرو) جب تک کہ لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ جائے (یعنی عدت نہ گزر جائے) اور یقین جانو کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا

دلوں کے بھید جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور یقین جانو

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ ع ۳۰ ۱۴

کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا حلم والا ہے ○ اور اگر تم عورتوں کو (اس حالت میں) جب تک کہ تم نے ان

النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ

کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا ان کے لیے کوئی مہر نہ مقرر کیا ہو طلاق دو تو تم پر (مہر کا) کچھ مطالبہ نہیں اور ان کو کچھ برتنے کو دو

وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ

(یعنی کم از کم کپڑوں کا ایک جوڑا) مقدور والے پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِن

شریعت کے دستور کے مطابق کچھ برتنے کی چیز (دینی لازم ہے) یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے ○ اور اگر

گزر جائے گی تو نکاح کا ذکر کرو گے مگر چھپ چھپ کر وعدے نہ کرو کہ اس میں ان کے دل پریشان ہوں گے ہاں مگر وہ ہی کنایہ اشارہ جو اوپر گزرا ہے کہہ دو۔ عدت کے اندر نکاح کا قصد نہ کرو اور یقین کرو کہ تمہارے دلوں میں جو بات ہے اسے خدا خوب جانتا ہے اور اس کی مخالفت سے ڈرو اور جانو کہ خدا توبہ کرنے والے کو بخش دیتا ہے۔ حلیم ہے جلدی عذاب نہیں دیتا۔

۲۳۶ تا ۲۳۷۔ جن عورتوں کے ساتھ تم نے نکاح کیا اور ان کا مہر مقرر نہ کیا اور بغیر صحبت کیے انہیں طلاق دے دی تو کوئی برائی نہیں ہے۔ مہر بھی تم پر واجب نہ ہوگا۔ فقط انہیں متعہ (یعنی تین کپڑے دوپٹہ، قمیص اور شلوار) دے دو۔ امیر پر امیروں کا سا فرض ہے اور غریب پر غریبوں کا سا فرض ہے۔ متعہ اچھی طرح سے دو، بخوشی خاطر عورتوں کی اجرت

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ

تم نے عورتوں کو چھونے سے پہلے طلاق دے دی تو تم ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر ٹھہرا تھا

لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ

اس کا آدھا دینا واجب ہے مگر یہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا خود معاف کر دیں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے

يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ

(یعنی خاوند) وہ کچھ زیادہ دے دے اور (اے مردو!) تمہارا زیادہ دے دینا پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے

لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھ

بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق

رہا ہے ○ (اے لوگو!) سب نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً بیچ والی نماز کی (یعنی عصر کی)

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ج

اور اللہ تعالیٰ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو ○ پھر اگر تم کو دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے

مہر سے زائد ادا کرو' ایک کرتہ ایک چادر ایک اوڑھنی مسلمانوں پر واجب ہے اس لیے کہ مہر کے بدلے میں ہے۔ جب مہر مقرر نہ ہو تو یہ واجب ہوگا اور اگر مہر مقرر ہوا اور بغیر صحبت کے طلاق دے دی تو آدھا مہر واجب ہوگا مگر یہ کہ عورتیں اپنا حق بخش دیں۔ یا وہ شخص کہ جس کے ساتھ نکاح کا اختیار ہے یعنی خاوند اپنا حق بخش دے یعنی پورا مہر دے دے' آپس میں ایک دوسرے کو اپنا حق بخش دینا بہت ہی اچھا ہے۔ بڑے تقویٰ کی بات ہے۔ ان دونوں میں سے جو کوئی اپنا حق نہ لے گا وہ بہت اچھا ہے۔ آپس میں فضل واحسان اور سلوک کرنا اور اچھی بات کرنا نہ بھولو۔ تم جو اچھائی کرو گے خدا کو اس کی سب خبر ہے' وہ سب دیکھتا ہے اس کا بدلہ دے گا۔ کیونکہ جب آپس کے معاملات درست ہوتے ہیں تو انسان کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے پھر نماز و دیگر عبادات اچھے طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ اس لیے پہلے معاملات کی درستی کے احکام ذکر کیے گئے پھر نماز کے بیان کا حکم دیا۔

۲۳۸ تا ۲۳۹- آپس کے معاملات اور خاوند بیوی کے حقوق بیان کرنے کے بعد نماز کی تاکید فرمائی کہ پنج وقتی نماز اچھی طرح ادا کرو۔ وضو درست کرو' رکوع سجود ٹھہر ٹھہر کر ادا کرو' وقتوں کا لحاظ کرو' خاص طور پر عصر کی نماز کا بہت لحاظ رکھو کہ قضاء نہ ہو جائے اور نماز میں خدا کے لیے ادب سے کھڑے ہو کر رکوع سجود قیام سے نماز ادا کرو۔ یا یہ کہ خوب اطاعت اور عاجزی سے نماز ادا کرو۔ اگر لڑائی کا وقت ہو اور دشمن کا خوف ہو تو جیسے بنے ویسے ہی پڑھو۔ کھڑے کھڑے

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

(نماز ادا کرو) پھر جب اطمینان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد اسی طرح کرو جیسے کہ اس نے تمہیں وہ مسائل سکھائے جو تم نہ

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ

جانتے تھے (یعنی زمین پر اتر کر ادا کرو) O اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کو

وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ

سال بھر تک نان و نفقہ دینے کے لیے بغیر ان کے نکالے ہوئے (اپنے وارث وغیرہ کو) وصیت کر جائیں، پھر اگر وہ بیویاں

فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ

خود نکل جائیں تو تم پر اس کا کچھ مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے نفسوں کے معاملے میں مناسب طور

اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ

پر کر لیا اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے O اور طلاق

لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

والیوں کے لیے بھی (عدت ختم ہونے تک) دستور کے مطابق نان و نفقہ دینا ہے، یہ پرہیز گاروں پر واجب ہے O

۳۱ ع ۱۵
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں (احکام) بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو O

اشاروں سے پڑھ لو۔ گھوڑوں پر پڑھ لو یا کسی اور چیز پر سوار ہو تو اس پر اشاروں سے پڑھ لو۔ جانور پر کسی بھی طرف جاؤ تم پڑھے جاؤ۔ جب امن ہو جائے تو جیسے خدا نے بتایا ہے رکوع، سجود سے نماز پڑھو۔ مسافر دو رکعتیں اور مقیم چار پڑھے۔ خدا نے تمہیں وہ سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے یعنی نماز وغیرہ عبادات و معاملات سب تم کو سکھائے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔

۲۴۰ تا ۲۴۲۔ تم میں سے جو لوگ مر جاتے ہیں اور اپنی عورتیں چھوڑ جاتے ہیں تو ان پر فرض ہے کہ مرتے وقت برس بھر کی روٹی کپڑے اور مکان کی ان کے لیے وصیت کر جائیں اور کہہ جائیں کہ ان کے وارث ایک برس تک انہیں نہ نکالیں، اگر وہ عورتیں برس سے پہلے خود ہی نکل جائیں یا نکاح کر لیں تو وارثوں پر گناہ نہیں۔ پھر وارثوں پر نفقہ اور مکان بھی دینا لازم نہ ہوگا۔ انہوں نے جو کیا وہ جانیں اپنی جانوں کا انہیں اختیار ہے۔ اگر انہوں نے زینت اور بناؤ سنگھار کیا یا نکاح کر لیا کرنے دو، جو خدا کا حکم نہ مانے گا سزا پائے گا۔ خدا غالب ہے، حکمت والا ہے۔ وصیت کا حکم اوّل اوّل تھا، پھر جب میراث کے حصے مقرر ہو گئے تو وصیت منسوخ ہو گئی۔ اب بیویوں کا روٹی، کپڑا اور نفقہ منسوخ ہو گیا، وہ آٹھواں یا چوتھائی حصہ خاوند کی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ

(اے نبی ﷺ!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے بھاگ نکلے

حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ

حالانکہ وہ تعداد میں ہزاروں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ مر جاؤ (اور بھاگ کر وہ موت سے نہ بچ سکے)

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

پھر (حزقیل نبی علیہ السلام کی دعا سے) اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا' بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ

ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں O اور (اے مسلمانو!) اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے رہو (اور موت سے نہ بھاگو) اور یقین جانو کہ

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا' جانتا ہے O کوئی ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے (یعنی اخلاص سے اس کی راہ میں

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ

خرچ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کا اجر بہت زیادہ بڑھا دے گا اور اللہ تعالیٰ

جائداد کا لیں گی۔''وصیۃ'' پیش سے بھی ہے۔یعنی''علیھم وصیۃ''اور زبر سے بھی یعنی''یوصون وصیۃ''مفعول مطلق ہوگا اور مطلقات یعنی جنہیں طلاق ہوئی ہے انہیں سوائے مہر کے کچھ اور بھی احسان کے طور پر دے دو تو یہ بات بہت اچھی ہے' یہ بات متقیوں پر لازم ہے یعنی مستحب ہے کہ متعہ بھی دیں کیونکہ وہ تو مہر سے زائد ہے۔جیسے یہ حکم بیان ہوئے اسی طرح خدا اپنی آیات اور امرونہی بیان فرماتا ہے تاکہ تم اے مسلمانو! یہ حکمتیں سمجھو اور ان پر عمل کرو۔

۲۴۳ تا ۲۴۴۔ پھر بنی اسرائیل کے غازیوں کا حال بیان کیا کہ تم نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جو ہزاروں تھے یعنی آٹھ ہزار تھے اور موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔تب خدا نے یہ فرمایا تھا کہ تم سب مر جاؤ' وہ سب کے سب دم بھر میں مر گئے اور آٹھ دن تک مرے پڑے رہے۔پھر خدا نے انہیں زندہ کیا۔خدا آدمیوں پر بڑے فضل اور احسان کرنے والا ہے مگر اکثر آدمی خدا کا شکر ادا نہیں کرتے' پھر جب زندہ ہوگئے تو خدا نے ان سے کہا کہ اب تم خدا کی راہ میں کافروں سے لڑو اور یہ یقین جانو کہ خدا تمہاری باتیں سنتا ہے' تمہاری نیتیں جانتا ہے' اگر تم خدا تعالیٰ کا کہا نہ مانو گے تو وہ تمہیں عذاب میں مبتلا کر دے گا۔لہٰذا اس کی نافرمانی سے بچو' اس کے حکم کی تعمیل کرو۔

۲۴۵۔ حضرت ابو جراح کے دو باغ تھے۔انہوں نے ایک عمدہ باغ خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔تب اترا کہ کون ہے جو اپنا مال خدا تعالیٰ کو بطور قرض اچھی طرح سے دے دے یعنی بخوشی خاطر راہِ خدا میں صدقہ دے دے

يَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

ہی تنگی اور فراخی دیتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو پھر جانا ہے O (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا آپ نے بنی اسرائیل کے ایک

اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ

وقف لازم

گروہ کو جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا نہ دیکھا کہ جب اس نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے آپ ایک بادشاہ

لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ

کھڑا کر دیجئے (تاکہ ہم اس کے ماتحت ہو کر) اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں (نبی علیہ السلام نے) فرمایا:

اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ

کیا تمہارے انداز ایسے نہیں معلوم ہوتے ہیں کہ اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم جہاد نہ کرو، اس گروہ نے کہا کہ ہمیں

اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا

کیا ہوا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ لڑیں گے حالانکہ ہم اپنے وطن سے نکالے گئے اور اپنی اولاد سے

وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا

(جدا کر دیئے گئے ہیں) پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو سوائے تھوڑوں کے باقی سب منہ

مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

پھیر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے O اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بے شک

سچے دل سے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک کے بدلے دوگنا، چوگنا بلکہ بہت حصے زائد بیس لاکھ گنا تک دے گا۔ خدا جسے چاہتا ہے کم مال دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بہت زیادہ مال دیتا ہے، وہ مالک ہے مختار ہے جو چاہے کرے اس سے کسی کو پوچھنے کا حق نہیں اور تم سب اسی کی طرف لوٹو گے اور اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پاؤ گے۔

۲۴۶۔ کیا تمہیں بنی اسرائیل کے اس گروہ کا حال معلوم نہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنے وقت کے پیغمبر یعنی شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ کافروں سے لڑنے کے لیے ہم میں سے ایک کو بادشاہ بنا دیجئے کہ ہم سب اس کے ساتھ ہو کر جہاد کریں۔ انہوں نے کہا: کیا تمہارا ایسا حال نہیں کہ جب تم پر جہاد فرض ہو جائے تو اس وقت نہ کرو بلکہ منہ موڑ لو۔ ابھی تو تم تمنا کرتے ہو جب فرض ہو جائے گا بیٹھ رہو گے۔ تب وہ بولے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور ہمیں کیا ہو جائے گا کہ جہاد نہ کریں گے، یہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ کافروں نے ہمیں ہمارے گھروں سے بے گھر کر دیا، ہماری اولاد باندی غلام بنا لی، جب ان کی تمنا سے ان پر جہاد فرض ہوا بیٹھ رہے، بہت تھوڑے سے آدمیوں کو توفیق ہوئی یعنی تین سو تیرہ کو باقی نہ لڑے

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ

اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے' انہوں نے کہا: طالوت کی بادشاہی ہم پر کیوں

لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ

کر ہو گی حالانکہ ہم حکومت و سلطنت کے اس سے زیادہ مستحق ہیں اور اسے کچھ مال بھی

سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ

زیادہ نہیں دیا گیا ہے' (نبی علیہ السلام نے) فرمایا: اسے اللہ تعالیٰ نے تم پر چن لیا ہے (اور منتخب فرما

زَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ

لیا ہے) اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ہے (جس کی حکومت کے لیے ضرورت ہے) اور اللہ تعالیٰ جسے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ

چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا' علم والا ہے O اور ان سے ان کے نبی (علیہ السلام) نے فرمایا: طالوت کی

مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق جس میں تمہارے رب کی طرف سے (دلوں کا) چین ہے اور کچھ بچی ہوئی

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ

چیزیں عزت والے موسیٰ (علیہ السلام) اور عزت والے ہارون (علیہ السلام) کے ترکہ کی ہیں آ جائے گا' اس کو فرشتے

سست و بزدل ہو کر بیٹھ رہے' اللہ تعالیٰ ان ظالموں کا حال خوب جانتا ہے جو نافرمانی کرتے ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ ''عسیتم'' یہاں پر سین کی زیر اور زبر دونوں سے ہے۔

۲۴۷- اور شموئیل پیغمبر نے کہا کہ خدا نے تمہارا بادشاہ طالوت کو بنایا تب وہ بگڑے اور کہنے لگے: واہ وہ طالوت ہمارا افسر بادشاہ کیونکر ہوسکتا ہے جو شاہی خاندان سے نہیں ہے' ہم اس سے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم شاہی خاندان سے ہیں یعنی ہمارے باپ دادا بادشاہ گزرے ہیں اور اس کے پاس کچھ زیادہ مال بھی نہیں ہے۔ پھر وہ بادشاہ کیسے ہوگا۔ شموئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے اسی کو بادشاہ بنایا ہے اور فنون جنگ و سپہ گری و پہلوانی اور شجاعت میں اسے تم پر فضیلت دی ہے خدا اپنا ملک جسے چاہتا ہے اس کو دیتا ہے' وہ واسع ہے اور بڑا علم والا ہے' جانتا ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے۔ لہٰذا اس کا حکم مانو اور طالوت کو بادشاہ تسلیم کرو۔

۲۴۷ تا ۲۴۸- جب بنی اسرائیل نے انکار کیا کہ وہ ہم پر افسری نہیں کر سکتے اور شموئیل علیہ السلام (پیغمبر)

۳۲ ع ۲ ۱۶

الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع

اٹھا کر لائیں گے، بے شک اس میں (طالوت کی حکومت کی) تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم مومن ہو ○

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ

پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوئے تو ان سے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے

بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ

(جو تمہیں راستے میں ملے گی) تو جو کوئی اس کا پانی (ایک چلو سے زیادہ) پئے گا وہ میرا نہیں (یعنی میرے گروہ میں سے نہیں) اور جو اپنے

فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ

ہاتھ میں لے کر ایک چلو سے زیادہ نہ پئے وہ میرا ہے تو سوائے تھوڑے لوگوں کے اور سب باقی لوگوں نے (طالوت کے حکم کے خلاف اس نہر

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ

سے چلو سے زیادہ) پیا (اور بوجھل ہو کر پڑ گئے) پھر جب طالوت اور ان کے ساتھ کے مسلمان (جنہوں نے ایک چلو سے زیادہ نہیں پیا تھا)

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

نہر کے پاس ہو گئے تو (پیٹ بھر کر پینے والے) کہنے لگے: ہم میں آج جالوت (کافر بادشاہ) اور اس کے لشکروں کے ساتھ لڑنے کی

نے کہا کہ وہ خدا کی طرف سے بادشاہ ہیں۔ تب وہ چپ ہوئے اور سوچ کر کہنے لگے کہ آپ نے اپنی طرف سے انہیں بادشاہ مقرر کر دیا ہے اگر خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے تو کوئی نشانی دکھلائیے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا کہ تابوت سکینہ جس میں رحمت ہے اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات ہیں۔ کچھ توریت کے ٹکڑے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی، حضرت ہارون علیہ السلام کی چادر، ان کا عمامہ وغیرہ جس کی وجہ سے تم دشمن پر فتح پایا کرتے تھے اور اب وہ تمہارے پاس سے جاتا رہا ہے طالوت کے سبب پھر تمہارے پاس آ جائے گا۔ تم دیکھو گے کہ فرشتے اسے اٹھا لائیں گے۔ ان کی بادشاہت کی یہ کھلی نشانی ہے، اگر تم مسلمان ہو تو ضرور قبول کرو گے۔ ورنہ خیر تم خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اپنا ہی نقصان کرو گے۔

۲۴۹- آخرکار جب تابوت سکینہ انہیں مل گیا تب انہوں نے متفق ہو کر ان کی بادشاہت قبول کی۔ پس جب طالوت نے لشکر بنا کر وہاں سے کوچ کیا تو راستہ میں جنگل پڑا، دھوپ اور پیاس نے انہیں بے دم کیا، پانی مانگا تب طالوت نے کہا کہ خدا اس وقت ایک نہر ظاہر کر کے تمہارا امتحان لے گا جو اس سے خوب سیر ہو کر پئے گا تو وہ میرے ساتھ نہ رہے گا دشمن سے لڑ نہ سکے گا اور جو خوب نہ پئے گا ایک چلو لے کر پی لے گا تو وہ میرے ساتھ ہو گا دشمن کا مقابلہ کرے گا۔ بالجملہ جب وہ نہر نظر آئی سب دوڑ پڑے اور خوب پیٹ بھر کر پانی پی لیا، ان کا کہا نہ مانا۔ تھوڑے آدمی یعنی تین سو تیرہ رکے رہے، انہوں

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ

طاقت نہیں (مگر) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا یقین تھا انہوں نے کہا: بارہا کتنی ہی چھوٹی چھوٹی (مسلمانوں کی) جماعتیں اللہ تعالیٰ

فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا

کے حکم سے (کافروں کی) بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ گئی ہیں (تو ہمیں ان بیٹھ رہنے والوں کی کوئی پروا نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ (مدد کے لیے)

لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ

صابروں کے ساتھ ہے ○ پھر جب وہ مسلمان جالوت اور اس کے لشکروں کے سامنے مقابلے میں آئے تو (اللہ تعالیٰ سے) عرض کی کہ اے

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ

ہمارے رب! ہمارے دلوں میں بہت صبر ڈال دے اور (کفار کے مقابلہ میں) ہمارے قدم ثابت رکھ اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما ○

اللّٰهِ ۙ قف وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَ

(پھر انہوں نے حملہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کافروں کو بھگا دیا اور داؤد نے (جو مسلمانوں کے لشکر میں تھے) جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے

عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ

داؤد (علیہ السلام) کو سلطنت اور حکمت (ونبوت) عطا فرمائی اور جو کچھ چاہا (صنعت وغیرہ) اس کو سکھایا اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں میں بعض کو بعض سے دفع نہ کرتا

نے ایک چلو پانی پی لیا۔ خدا کی قدرت جنہوں نے بے صبری سے پیٹ بھر کر پیا تھا ان کی پیاس ہی نہ بجھی۔ جنہوں نے ایک ایک چلو لیا تھا وہ ایک ہی چلو ان کو ان کے جانوروں کو ان کی سب حاجتوں کو کافی ہوا۔ جب طالوت اور ان کے ساتھ مسلمان نہر سے پار اترے تو آپس میں کہنے لگے: جالوت کا مقابلہ اور ہم؟ اس کا لشکر بے انتہا ہے، ہم میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن جو اللہ والے تھے اور ان کو یقین تھا کہ مر کے خدا کے پاس جانا ہے انہوں نے کہا: ابھی سے گھبراہٹ کیا ہے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑے سے مسلمان آدمی خدا کے حکم سے کافروں کے بڑے بڑے لشکر عظیم الشان پر غالب آئے ہیں۔ جو صبر کرتا ہے خدا مدد کے لیے اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ غُرفہ بالضم ایک چلو اور بالفتح مقدار تو مفعول مطلق ہوگا۔

۲۵۰- جب جانبین سے صف بندی ہوئی اور مسلمان جالوت کے لشکر کے سامنے پہنچے تو مسلمانوں نے یہ دعا کی کہ بارخدا! ہمارے دلوں میں صبر ڈال، ہمارے قدم میدان جنگ میں ثابت رکھ اور ہمیں کافروں پر غالب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور کافروں پر فتح دی۔

۲۵۱ تا ۲۵۲- جب مقابلہ ہوا تو پہلے ہی حملہ میں کافروں کو شکست ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت بادشاہ کو مارا، انہیں خدا نے بادشاہت بھی دی اور نبوت بھی عطا کی اور انہیں جو چاہا سکھایا۔ یعنی زرہ بنانا بتلایا۔ اگر خدا آپس میں ایک دوسرے کو لڑا کر مفسدوں کا شر کم نہ کرے تو یہ دنیا بھر کو تباہ و برباد کر دیں، دیکھو اگر داؤد علیہ السلام کے ہاتھ

لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۲۵۱) تِلْكَ

(یعنی ظالموں کا قلع قمع نہ کراتا) تو ضرور زمین تباہ ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ سارے جہان پر فضل فرمانے والا ہے (تو مظلوموں کی امداد فرماتا ہے) O یہ اللہ تعالیٰ

اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۵۲)

کی آیتیں ہیں (اے محبوب ﷺ!) ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں اور (ہم گواہی دیتے ہیں کہ) بے شک آپ (ہمارے) رسولوں میں سے ہیں O

سے جالوت کو قتل نہ کرواتا تو وہ کیا کرتا اور پیغمبروں کے سبب خدا اگر مسلمانوں پر سے کفار کا شر دفع نہ کرے تو ان کا کیا حال ہو۔ اگر مسلمان غازی کافروں کو نہ ماریں تو وہ کمزور مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ تو یہ خدا کی شان ہے کہ آپس میں لڑاتا ہے' ایک خدا کا ماننے والا فریق غالب ہو جاتا ہے کفار کا فساد کم ہو جاتا ہے' یہ بھی خدا کا بڑا فضل ہے تمام عالم کے اوپر۔ یہ قرآن خدا کی آیات ہیں۔ ان میں پرانی امتوں کے عبرت انگیز واقعے سناتا ہے۔ اے رسول اللہ! دیکھئے ہم جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر آپ پر کیسی کیسی باتیں اتارتے ہیں اور آپ بے شک خدا کے سچے رسول ہیں جن وانس کو ہدایت کیجئے۔ یہ غیب کی خبریں دینا آپ کی نبوت اور رسالت کی دلیلیں ہیں۔ کیونکہ غیب کی سچی خبر رسول ہی دے سکتے ہیں اور ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ سارے عالم کی طرف ہماری طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

وقف لازم

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا' ان میں سے کسی

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

سے اللہ تعالیٰ نے (بلاواسطہ) کلام فرمایا اور (کوئی وہ ہے) جسے (سب پر) درجوں میں بلند کیا اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام)

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ

کو کھلی ہوئی نشانیاں (معجزے دیئے) اور پاکیزہ روح (جبرائیل علیہ السلام) سے اس کی مدد کی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

تو ان کے (یعنی رسولوں کے) بعد والے آپس میں نہ لڑتے اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکیں

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا قف

لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا ٣٣ ع ٥ ١

مگر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے O اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے' میں سے (ہماری

٢٥٣- یہ رسول جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ آدم علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک یا جن کا علم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ نبوت کے علاوہ دیگر خصوصیات کے نظریہ سے' کیونکہ (اصل نبوت میں سب برابر ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ کلام فرمایا اور کسی کو سب سے درجوں میں بلند فرمایا اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کو ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور بہت زیادہ معجزات عطا کیے گئے جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے جیسے چاند کا پھٹ جانا' پتھروں اور درختوں کا سلام کرنا' جانوروں کا کلام کرنا اور بے شمار معجزات آپ کو دیے گئے' آپ کا سب سے بڑا معجزہ جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے وہ قرآن مجید ہے اور ہم نے مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھلی کھلی نشانیاں دیں۔ جیسے مردوں کا زندہ کرنا اور مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں وغیرہ کو اچھا کرنا اور ہم نے پاکیزہ روح یعنی جبرائیل کے ذریعہ سے ان کی مدد کی اور اگر اللہ چاہتا تو رسولوں کے آنے کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکیں۔ لیکن انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تو ان میں سے کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ آپس میں اختلاف نہ کرتے یعنی ان کو زبردستی ہدایت پر قائم رکھتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے یعنی اس کے علم ازلی میں تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے آنے کے بعد کوئی اسلام پر رہے گا کوئی اپنے اختیار سے خود کافر ہو جائے گا۔

مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّ

راہ میں) خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ (کافروں کے لیے) دوستی اور نہ شفاعت

لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ

اور کافر خود ہی ظالم ہیں O اللہ نے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (آپ)

الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

زندہ ہے (اور مخلوق کا) قائم رکھنے والا ہے اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

میں ہے سب اسی کا ہے وہ کون ہے جو اس کے دربار میں بغیر اس کے حکم کے سفارش کر سکے وہ جانتا ہے جو کچھ

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ (بندے) اس کے علم میں سے کچھ نہیں پا سکتے مگر

شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

جتنا وہ چاہے (جس کو دے دے) اس کی کرسی (یعنی علم و قدرت) میں آسمان اور زمین سمائے ہوئے ہیں اور ان کی نگہبانی

۲۵۴- اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا کہ اے ایمان والو! ہمارے دیے ہوئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے اور نہ کافروں کے لیے کسی کی دوستی اور کسی کی سفارش کارآمد ہے اور کافر خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں کہ وہ قیامت کا انکار کرتے ہیں۔

۲۵۵- اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کا ذکر فرماتا ہے۔ اللہ نے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ خود حیات حقیقی دائمی کے ساتھ زندہ ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں اور ساری مخلوق کا انتظام کرنے والا اور اس کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ کیونکہ جس کو نیند یا اونگھ آ جائے وہ آسمان و زمین کو کس طرح قائم رکھ سکتا ہے اور جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور اسی کا مُلک ہے۔ وہ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے دربار میں کسی کی سفارش کر سکے (اس سے ثابت ہوا کہ اس کی اجازت سے مومنوں کی سفارش ہوگی) جو کچھ ان کے آگے ہے وہ بھی جانتا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ بھی جانتا ہے اور بندے اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر وہ جتنا چاہے جس کو چاہے اپنے علم سے حصہ عطا فرمائے۔ اس کی حکومت کی کرسی میں آسمان و زمین سب سمائے ہوئے ہیں یا اس کا علم آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے ہے اور ان کی نگہبانی اس پر بھاری نہیں اور وہی بڑائی والا اور عظمت والا ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ

اسے بھاری نہیں اور وہی بلند مرتبہ (اور) بڑائی والا ہے O دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت،

الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

گمراہی سے خوب جدا ہو گئی ہے پس جو کوئی شیطان کو نہ مانے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اس نے ایسی مضبوط

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

کڑی پکڑ لی جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی اور اللہ تعالیٰ سنتا (اور) جانتا ہے O

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ

اللہ مسلمانوں کا والی ہے، انہیں (کفر کی) اندھیریوں سے نکال کر نور (ایمان) کی طرف لاتا ہے اور کافروں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ

کے حمایتی شیطان ہیں جو انہیں نور (ہدایت) سے (گمراہی کی) اندھیریوں کی طرف لے جاتے ہیں

اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع ۳۴ ۲

یہی لوگ دوزخی ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے O

۲۵۶- کفار عرب سے جزیہ نہ لیا جاتا تھا کہ عرب کا کفر وشرک سے پاک کر دینا مقصود تھا۔ جب وہ مسلمان ہو گئے اور ملک عرب شرک کی نجاست سے پاک ہوگیا، خدا کے سچے دین کے نور نے کفر کی گھٹا کو دور کر دیا تو یہ اترا کہ یہود و نصاریٰ اور مجوس اگر جزیہ پر راضی ہوں یعنی ٹیکس دیں تو اسلام لانے پر انہیں مجبور نہ کرو۔ حق باطل سے اور باطل حق سے خوب جدا ہو گئے۔ دین اسلام کی حقانیت سب پر ظاہر ہوگئی، اسلام کی حقانیت ایسی نہیں کہ کسی پر مخفی رہ گئی ہو۔ اب بھی اگر یہ قومیں مسلمان نہ ہوں تو یہ جانیں اور خدا جانے۔ تم کسی پر جبر نہ کرو، پس جو خدا کا بندہ شیطان کا کہا نہ مانے اور بت پرستی چھوڑ دے اور ایمان لائے، دین توحید قبول کر لے پس اس نے بڑی مضبوط زنجیر پکڑ لی جو ٹوٹ نہیں سکتی۔ یعنی پاک کلمہ لا الٰہ الا اللہ قبول کر لیا تو وہ کبھی جنت سے نہ نکلے گا اور دوزخ کے عذاب ابدی میں ہلاک نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاک مبارک کلمہ کو سنتا ہے، اس کا ثواب خوب جانتا ہے، اسے ثواب دے گا۔ یہ آیت منذر بن ساوی کی شان میں اتری۔

۲۵۷- اللہ پاک ہے، ایمان لانے والوں کا حافظ و ناصر ہے، انہیں گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آتا ہے، ان سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے اور جو کافر ہیں یعنی کعب بن اشرف یہودی وغیرہ ان کا سرپرست اور گرو اور سردار شیطان ہے، وہ انہیں ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کی تاریکی میں ڈالتا ہے وہ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ جلیں گے، نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

(اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)!) کیا آپ نے اس شخص کو نہ دیکھا جس نے ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ

بارے میں مناظرہ کیا اس (گھمنڈ) پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی تھی جب کہ ابراہیم (علیہ السلام)

وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ

نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا (زندہ کرتا) ہے اور مارتا ہے' اس نے کہا کہ میں بھی جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اور مارتا ہوں'

فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا

ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا تو اللہ سورج کو پورب سے لاتا ہے تو تُو اس کو پچھم سے لے آ تو اس کافر کے ہوش اڑ گئے

يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ ج اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا O یا اس (شخص) کے واقعہ کی طرح جو ایک تباہ شدہ

هِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

بستی پر گزرا جو اپنی چھتوں کے بل گری پڑی تھی تو اس نے (اپنے دل میں غور کیا) کہا: اللہ اسے اس کی بربادی و موت

مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ

کے بعد کیوں کر جلائے (زندہ کرے) گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال تک مردہ رکھا' پھر اس کو زندہ کر دیا' (اس سے) فرمایا: تو (یہاں)

۲۵۸- یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود مردود کے مباحثہ کی بھی خبر ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہمارے بارے میں جھگڑتا تھا۔ گویا وہ اس کا عوض دیتا تھا کہ ہم نے اسے اتنا بڑا ملک دے دیا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود مردود کو سجدہ نہ کیا تو اس نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ سجدہ صرف خدا کی ذات کو کرنا چاہیے' اس نے کہا کہ میں خدا ہوں' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مار ڈالتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی مارتا اور جلاتا ہوں اور قیدی قید خانہ سے بلائے جو مستحق رہائی تھا اسے مروا ڈالا جو قابل قتل تھا اسے چھوڑ دیا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا بزرگ و برتر آفتاب مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال تب وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اس سے کچھ جواب نہ بن آیا۔ مگر ایمان نہ لایا۔ دلیل دیکھنے کے بعد ایمان لانا چاہیے تھا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہٹ دھرم ضدی کافروں کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتا ہے' ان کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔

۲۵۹- پھر حضرت عزیر بن شرحیا علیہ السلام کا قصہ بیان کیا کہ جب بخت نصر بادشاہ نے بنی اسرائیل کو تباہ کر دیا'

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ

(مرنے کے بعد) کتنا ٹھہرا (کتنے دن ٹھہرا) اس نے عرض کی کہ ایک دن ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم (اللہ نے)

عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

فرمایا نہیں بلکہ تو سو برس ٹھہرا ہے تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک اس میں بُو بھی نہ آئی اور اپنے

اِلٰى حِمَارِكَ ۫ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ

گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) (اور یہ سب کچھ ہم نے اس لیے کیا) کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے (مر کر زندہ

كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ

ہونے کی) دلیل بنائیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھا دیتے ہیں، پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

(یعنی مردہ زندہ ہونے کا) اس پر ظاہر ہو گیا تو بولا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے O اور جب ابراہیم (علیہ السلام)

توریت کے چند ہزار حافظوں کو قتل کروا ڈالا۔ یہ بچ رہے تھے جب وہاں سے لوٹے رہے تھے تو راہ میں ایک گاؤں نظر پڑا، اس کا نام دیرۂ ہرقل تھا، اس کی یہ حالت دیکھی کہ چھتیں مکانوں کی گر کر ٹوٹ گئیں۔ سارا گاؤں سنسان ویران پڑا ہے نہ کوئی آدم نہ آدم زاد یا وہ وقت تھا کہ خوب آباد و شاداب تھا۔ تب انہوں نے حسرت کی نظر سے کہا کہ اگر اب خدا اسے آباد کرے تو کیا ہی اچھا ہو مگر اب یہ کہاں اور آبادی کہاں، چونکہ اس کلمہ میں ایک انتہائی تعجب تھا لہٰذا خدا تعالیٰ نے چاہا کہ انہیں کوئی نشانی دکھائے جب وہ وہاں سے چلے آخر وقت کچھ انگور کچھ انجیر کا پانی اپنے گدھے پر رکھ لیا تو جب تھک گئے تو دوپہر سے کچھ پہلے اپنے گدھے کو ایک درخت کی جڑ سے باندھ کر سو رہے۔ گدھا مر سڑ کے خاک ہو گیا۔ جب پورے سو برس گزر گئے تو قریب عصر اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر زندہ کیا، پوچھا: کتنا سوئے ہو؟ بولے: ایک دن مگر جب دیکھا کہ آفتاب باقی ہے تو کہا کہ کچھ کم۔ فرمان آیا کہ تم یہاں سو برس مرے پڑے رہے ہو مگر دیکھو تمہارے انگور اور انجیر کا شربت ویسا ہی ہے بگڑا بھی نہیں۔ گدھے کی ہڈیاں کیسی چمکتی ہیں۔ ہم تمہیں اپنی ایک نشانی بتائیں گے قیامت کے منکرین کے لیے، (قیامت کے منکرین کو قائل کریں گے کہ وہ جوان ہی مرے تھے پھر جوان ہی اٹھے، چالیس سال کی عمر تھی) جوان ہی اٹھے چالیس برس کی عمر کے۔ بیٹے بوڑھے تھے، ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ دیکھو ہم گدھے کی ہڈیاں کیسے جمع کرتے ہیں اور انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ یہ کہنا تھا کہ ایک ہڈی دوسری سے مل گئی رگ پٹھے پیدا ہوئے، گوشت بنا، کھال جمی، بال اُگے، روح پڑی گدھا بولنے لگا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ مجھے یہ نشانی دکھائی گئی ہے سجدہ میں گر پڑے اور کہا کہ بار خدایا! میں یقین کرتا ہوں کہ تو سب باتوں پر قادر ہے، جسے چاہے مارے جسے چاہے جلائے۔ ''ننشزھا'' براء مہملہ بھی ہے اور بزاء معجمہ بھی ہے۔

۲۶۰- ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے بار خدا! مجھے مردوں کو زندہ کر کے دکھا دے کہ تو کس طرح

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ

نے عرض کی کہ اے رب! مجھے دکھا دے تو کس طرح مردے جلائے (زندہ کرے) گا (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ آپ نے

بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ

عرض کی: یقین کیوں نہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو مزید اطمینان (وقرار) آ جائے فرمایا: تو چار پرندے

فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا (سامنے کے) ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ

ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع ٣٥ ٣/٣

تیرے پاس (زندہ ہو کر) دوڑے چلے آئیں گے اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے ○

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ

ان لوگوں کی مثال (کہاوت) جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے

حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط

سات بالیں اگائیں، ہر بال میں سو دانے (پیدا ہوئے) اور اللہ جس کے لیے چاہے

زندہ کرتا ہے اور اس کی متفرق ہڈیاں کیونکر جمع کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں قیامت میں شک ہے میری قدرت پر ایمان و یقین نہیں؟ عرض کی ہاں یقین ہے انکار نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ مجھے اعلیٰ درجہ اطمینان اور ایمان کا حاصل ہو اور تیری قدرت اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور جانوں کہ تیرا خلیل ہوں کہ تو میری دعا قبول کر لیتا ہے۔ حکم ہوا کہ چار مختلف پرند لو مرغ، کوا، کبوتر، مور لو اور ان کے ٹکڑے کر کے چار پہاڑوں پر پھینک دو اور پھر انہیں نام لے کر پکارو وہ میری قدرت سے زندہ ہو جائیں گے اور تمہارے پاس دوڑتے آئیں گے اور اے ابراہیم (علیہ السلام)! یہ یقین کرو کہ خدا غالب ہے، زبردست قدرت والا ہے، مردے زندہ کرنا اس کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں، جو قیامت پر ایمان نہ لائے گا اسے سزا دے گا۔ بڑی حکمت والا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یونہی کیا اور خدا نے انہیں مردے زندہ کر کے تماشا دکھایا۔

صاحب تفسیر کہتے ہیں کہ عبارت میں تقدیم تاخیر ہے 'الیک' فصرھن'' سے متعلق ہے اور 'صرھن'' کے معنی 'قطعن'' کے ہیں اور دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ 'صرھن'' بمعنی 'منھن'' ہے اور 'وقطعن'' یہاں سے محذوف ہے۔

۲۶۱۔ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے مال خدا تعالیٰ کے پاس یوں بڑھتے ہیں جیسے ایک دانہ بوتے ہیں اور اس کی سات شاخیں نکلتی ہیں، ہر شاخ میں سو دانے تک پیدا ہوتے ہیں پس اس ایک دانہ سے سات سو دانے پیدا ہوتے ہیں اور خدا جسے چاہتا ہے اس سے بھی زائد ثواب دیتا ہے یعنی جو اس کے لائق ہیں انہیں بہت ثواب ملتا ہے

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ

(اس سے بھی) زیادہ بڑھا دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے O جو لوگ اپنا

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں نہ (طعنہ دے

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

کر تکلیف) دیتے ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم O اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد

صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(طعنہ دے کر) دکھ پہنچایا جائے اور اللہ بے پروا (اور) حلم والا ہے O اے ایمان والو! احسان جتا کر

یا یہ کہ خدا تعالیٰ جس سے قبول کرتا ہے اسے بہت زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ خدا کا خوانِ احسان وسیع ہے اسے مسلمانوں کے دلوں کی خبر ہے جیسی نیت ہو ویسا ہی پھل دیتا ہے۔

۲۶۲- جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور پھر خدا پر یا فقیر پر احسان نہیں جتاتے اور فقیر کو برا بھلا کہہ کر اس کا دل میلا کر کے نہیں دیتے بلکہ خوشی سے دیتے ہیں تو ان کا ثواب خدا کے پاس جنت ہے' وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ انہیں ڈر ہوگا نہ کچھ رنج و غم ہوگا۔ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما دو صحابی عشرہ مبشرہ سے ہیں' بڑے امیر تھے خوب خیرات کرتے تھے خدا تعالیٰ نے قبولیت کی خبر سنائی اور آیت کا حکم عام ہوا' جو مسلمان اللہ کی رضامندی کے لیے اپنا مال خوشی سے خرچ کرتے ہیں وہ سب جنت کے مستحق ہیں۔

۲۶۳- بھائی مسلمان کا دل خوش کر دینا' نرم آواز سے بات کہنا' پیٹھ پیچھے اس کی تعریف کرنا' دعا دینا اور اس سے کوئی قصور ہو جائے تو بخش دینا یہ باتیں اس صدقہ سے جس کے بعد احسان جتایا جائے اور فقیر کو ایذاء پہنچائی جائے ہزار درجے بہتر ہیں۔ خدا کو ایسی فضول خیرات کی پروا نہیں' وہ غنی ہے' حلم والا ہے' برداشت کرتا ہے جو ایسی خیرات پر تمہیں عذاب نہیں دیتا۔

۲۶۴- اے مسلمانو! اپنے صدقوں کا ثواب خدا تعالیٰ پر احسان کر کے اور فقیر کو ایذاء دے کر باطل نہ کرو یعنی صدقہ دے کر یہ باتیں نہ کرو کہ ثواب نہ ملے گا جیسے ریاکاروں کا صدقہ کہ لوگوں کو دکھانے کو دیتے ہیں اور کافروں کا صدقہ کہ خدا پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے کہ یہ ان کے صدقے بالکل بیکار ہیں' جب تک وہ ایمان نہ لائیں گے ان کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔

ان صدقوں کی مثل یوں سمجھو کہ پتھر کی چٹان پر مٹی کی گرد جم گئی' پھر اس پر زور کا مینہ برسا وہ صاف ہو کر رہ گیا۔ غبار کا نشان

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ

اور ایذاء پہنچا کر اپنے صدقے ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے

رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتا ہے تو اس کی

صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا

کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان پر مٹی (اکٹھی) ہو اور پھر اس پر زور کا پانی پڑے جو اسے (دھو کر) نرا صاف پتھر کر دے

یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶۴﴾

انہیں اپنی کمائی سے کوئی چیز ہاتھ نہ آئے اور اللہ (ازلی) کافروں کو راہ نہیں دکھاتا ہے O

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے اور اپنے دلی

تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ

اعتقاد مضبوط کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں اس باغ کی سی ہے جو بلند جگہ نرم زمین

فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ

پر ہو اس پر زور کا مینہ برسے تو وہ دگنے پھل لائے، پھر اگر اس پر زور کا مینہ نہ پڑے تو اوس (شبنم) ہی کافی ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال خوب دیکھ رہا ہے O کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اس کے لیے

باقی نہیں رہا اس طرح ان کے صدقے ہیں کہ جب قیامت ہوگی اور کھرا کھوٹا پرکھا جائے گا تو انہیں صدقے کا ثواب نہ ملے گا اور خدا کافروں کو ثواب نہیں دیتا ہے، اسی طرح ریاکاروں، دکھاوا کرنے والوں اور احسان جتانے والوں اور ایذاء دینے والوں کو کچھ ثواب نہ دے گا۔

۲۶۵- جو لوگ خاص خدا کی راہ میں اس کی خوشی کے لیے سچے دل اور ایمان اور یقین سے ثواب کی امید پر خیرات کرتے ہیں تو اس صدقے کی مثل یوں ہے جیسے اونچے ٹیلے پر باغ ہوتا ہے کہ جب اسے خوب پانی زور سے مل جاتا ہے تب تو دوگنا پھل آتا ہے اور اگر ایک آدھ چھینٹا ہی پڑ جاتا ہے یا اس پر اوس یعنی شبنم پڑ جاتی ہے تب بھی کچھ نہ کچھ ہو ہی جاتا

نَخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

کھجوروں اور انگوروں کا ایک ایسا باغ ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں' اس میں اس کے لیے ہر قسم

الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ

کے میوے ہوں اور اسے بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے کمزور بال بچے ہوں' پھر اس باغ پر تیز ہوا کا ایسا جھونکا چل

اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

جائے جس میں آگ ہو جس سے وہ باغ جل جائے' اللہ تعالیٰ یوں ہی اپنی آیتیں

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا ع ۳۶ ۴

کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور کرو ○ اے ایمان والو! اپنی حلال کمائی میں سے پاک چیزیں اور وہ چیزیں

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے اگائی ہیں (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دیا کرو اور ایسی ناقص چیز کے دینے کا

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ

ارادہ بھی نہ کرو کہ جسے تم خود بھی بغیر چشم پوشی کے نہ لے سکتے ہو

ہے اس طرح ان کا صدقہ ہے کہ اگر نیت پوری پوری سالم رہے تو کہنا ہی کیا ورنہ پھر بھی تھوڑا بہت ثواب ملے گا ہی۔ تم جو کچھ کام کرو گے خدا تعالیٰ وہ سب دیکھتا ہے سب کا بدلہ دے گا۔

۲۶۶۔ کیا کسی کو یہ بات پسند آ سکتی ہے کہ اس کا باغ ہو سرسبز و شاداب چھوارے اور انگوروں کا۔ نہریں اس کے درختوں کے نیچے جاری ہوں' ہر قسم کے پھل پھول اس میں موجود ہوں اور اب وہ شخص اتنا بوڑھا ہو گیا ہو کہ لب گور ہی پہنچ گیا ہو کہ آئندہ کھانے کمانے کی امید منقطع ہو چکی ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں جن کا اس کے بعد کوئی والی وارث نہ ہو اور ان کا بھی دارومدار فقط اسی باغ پر ہو اور وہ اس باغ کے سبب خوش گزران کرتا ہو کہ یکایک گرم ہوا اسے جلا کر خاک سیاہ کر دے اور ایسے زمانے میں اس کی کمر ٹوٹ جائے کہ پھر بندوبست بھی نہ کر سکے۔ حاشا یہ بات کوئی بھی پسند نہیں کر سکتا پس یہی مثال کافروں کی ہے کہ ان کا سارا مال قیامت میں جو سب سے زیادہ خوفناک وقت ہے کام نہ آئے گا اور خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔ دیکھو غور کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں کیسے امر و نہی سکھاتا ہے تاکہ تم اپنے دل میں غور کرو اور قرآن مجید کی مثلوں کو سمجھو اور ان کے مطابق عمل کرو۔

۲۶۷۔ اے اہل اسلام! خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی اچھی کمائی سے خرچ کرو اور اسی اناج' پھل میوے وغیرہ جو ہم زمین سے تمہارے لیے پیدا کرتے ہیں ان میں سے حلال خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا کرو اور حلال میں سے بھی اچھا دیا کرو اور برا دینے کا قصد

أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۲۶۷﴾

اور جانو کہ بے شک اللہ تعالیٰ بے پروا (اور) خوبیوں والا ہے ○

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ

شیطان تو تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بری باتوں کا حکم (یعنی ترغیب) دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ

يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۶۸﴾

تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا جاننے والا ہے ○

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

وہ جس کو چاہتا ہے دانائی عطا کرتا ہے اور جس کو دانائی (اور حکمت) دی گئی اس کو بہت بھلائی

أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

دی گئی اور نصیحت وہی مانتے ہیں جو عقلمند ہیں ○

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ

اور جو کچھ تم خیرات کرتے ہو یا کوئی نذر و نیاز مانتے ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ

بھی نہ کیا کرو' کیونکہ اگر تمہارا حق کسی پر آتا ہے اور وہ تمہیں برا مال دے دے تو تمہارے دل کو کیسا ناگوار گزرے گا' اول تو تم لوگے ہی نہیں اور اگر لے ہی لو تو اپنا حق چھوڑ کر برے دل سے دل پر جبر کر کے لیتے ہو' اسی طرح خدا تعالیٰ بھی بری چیز قبول نہیں کرتا۔ خوب جانو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری خیرات کی پروا اور ضرورت نہیں وہ غنی ہے اس کے سب کام اچھے ہیں' وہ حمید ہے' تعریفوں والا ہے' غنی ہے کہ تھوڑا بھی قبول کر لیتا ہے۔ حمید ہے کہ تھوڑے کا بدلہ بہت دیتا ہے۔ مدینہ میں ایک شخص تھے کہ برے برے چھوارے خدا کی راہ میں دیتے تھے اچھے اچھے آپ کھاتے ان کے بارے میں یہ آیت اتری اور سب لوگوں کو آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نام اچھی چیز دینی چاہیے۔

۲۶۸- شیطان تمہیں بہکاتا ہے۔ صدقہ دینے میں فقیر ہو جانے کا خوف دلاتا ہے۔ بری باتوں کی جیسے زکوٰۃ وغیرہ نہ دینے کی رغبت دلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کا سامان بناتا ہے۔ اپنے فضل کا وعدہ سناتا ہے کہ صدقے کا زکوٰۃ کا دنیا میں الگ بدلہ ملے گا اور آخرت میں الگ ثواب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے۔ دنیا میں بھی دے گا آخرت میں بھی دے گا۔ گناہ بھی بخشے گا' وہ تمہارے صدقے اور تمہارے دل کے ارادے سب جانتا ہے کہ کس نیت سے دیتے ہو۔

۲۶۹- خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسے یہ دولت دیتا ہے اسے بڑی بہتری ملتی ہے اور قرآن مجید کی مثلوں سے عقلمندوں کو ہی نفع ہوتا ہے ورنہ جو بے وقوف ہیں وہ تو ہمیشہ خبط میں مبتلا رہتے ہیں۔ حکمت سے مراد یا تفسیر قرآن

يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا

اسے جانتا ہے اور ظالموں کا (جو ناجائز طریقوں سے خرچ کرتے ہیں) کوئی مددگار نہیں O اگر تم خیرات ظاہر کر کے

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا

دو تو بھی اچھا ہے اور اگر اسے چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور یہ تمہارے کچھ

الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ

گناہوں کو مٹا دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ

کو اس کی سب خبر ہے O (اے نبی ﷺ!) انہیں راہ راست پر لے آنا آپ کے ذمے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

لازم نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے راہِ راست پر لاتا ہے اور (اے لوگو!) تم جو کچھ بھی اچھی چیز خیرات

فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَ

کرتے ہو تو اپنے ہی (بھلے کے) لیے کرتے ہو اور تم تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے

مجید ہے یا عقل سلیم یا ذہن مستقیم ہے' اس سے ہر کام اور ہر رائے صحیح صادر ہوتی ہے۔

۲۷۰۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جو تم خرچ کرو گے یا اچھی بات کی منت مان کر پوری کرو گے۔ خدا تعالیٰ سب جانتا ہے' اگر خدا تعالیٰ کے لیے کرو ثواب ملے گا اور جو مشرک ظالم ہیں خدا تعالیٰ کے عذاب سے انہیں کوئی نہ روک سکے گا اور نہ ان کی قیامت میں کوئی مدد کرے گا۔

۲۷۱۔ بعض آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ صدقہ کھلم کھلا دینا بہتر ہے یا مخفی' اس بارے میں یہ آیت اتری کہ نیت پر دارومدار ہے' اگر ظاہر وظہور دو گے تو بھی اچھا ہے اور اگر مخفی کرو گے تو وہ اس سے بہتر ہے۔ صدقہ جو خاص خدا کے لیے ہو وہ ہر طرح مقبول ہے' مگر زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ جیسے صدقہ فطر وغیرہ کو ظاہر ظہور دینے چاہئیں تا کہ اوروں کو رغبت ہو نفلی صدقہ چھپا کر دے کہ ریا کا دخل نہ آئے نہ لینے والا شرمائے۔ القصہ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ بقدر صدقہ گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔ گناہ بخش دے گا اور اسے تمہارے صدقوں کی سب خبر ہے۔ بعض صحابہ ظاہر صدقے دیتے تھے اور بعض چھپ کر اہل صفہ کو دے دیتے تھے وہ زیادہ بہتر ٹھہرے۔

۲۷۲۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کو مکہ تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی یا ابونصرہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی ان کی ماں اور دادی کافر تھیں ان سے ملنے کو

مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

کے لیے خرچ کرتے ہو اور جو کچھ تم خیرات کرو گے تو تم کو اس کا پورا پورا (بدلہ) ملے گا اور تمہیں نقصان نہ دیا جائے گا ○

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

(خیرات تو) ان فقیروں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں روکے گئے ہوں، زمین میں (کسب معاش کے لیے)

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ

کہیں جا نہیں سکتے ناواقف تو ان کو سوال نہ کرنے کے سبب سے مال دار سمجھتا ہے

التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ج لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ

(اے سننے والے!) تو ان کو ان کی صورت سے پہچان سکتا ہے، وہ کسی سے (اس وجہ سے) کچھ نہیں

اِلْحَافًا ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع

مانگتے کہ ان کو گڑگڑانا نہ پڑے اور تم جو کچھ خیرات کرو گے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے ○

آئیں اور کچھ مانگا، وہ بولیں: کافروں کو دینے سے مجھے کیا ثواب حاصل ہوگا۔ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تب یہ اترا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فقط راہ بتانے والے ہیں منزل تک پہنچ جانا اور ساری دنیا کا مسلمان ہو جانا آپ کا کام نہیں۔ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے مسلمان کرتا ہے، پس اگر کوئی کافر فقیر ہو تو اسے دینا بھی ثواب میں داخل ہے وہ بھی خدا کا بندہ ہے کہ تم جو خیرات دیتے ہو تو خدا تعالیٰ کے لیے دیتے ہو ثواب ان کو دینے سے بھی مل جائے گا۔ تم تو خدا کی رضا چاہتے ہو سو کافر فقیروں کو دینے سے بھی خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے، پس جو نہیں دو گے اس کا ثواب ملے گا اور جو مسلمان فقیر اہل صفہ وغیرہ کو دو گے اس کا بھی پورا ثواب پاؤ گے تم پر ظلم نہ ہوگا کہ ثواب کم کر دیا جائے یا بے کیے گناہ قائم ہو جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کافروں کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے، زکوٰۃ اور صدقات واجبہ جیسے صدقہ فطر و نذر و منت مانی ہوئی چیز یا قسم کا کفارہ وغیرہ دینا کافروں کو جائز نہیں۔

۲۷۳- جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مکہ سے مدینہ آئے تو صحابہ کرام بھی اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ حاضر ہوگئے، نہ کچھ نقدی ساتھ لی نہ جنس، ہاں متاع محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور پاس تھی جس نے ہر چیز سے بے پروا کر دیا تھا، یہاں آ کر بعض نے تجارت کی، بعضوں نے کوئی پیشہ اختیار کر لیا، کچھ صحابہ نے خیال کیا کہ ہم سے یہ بکھیڑے کہاں ہو سکتے ہیں وہ مسجد نبوی میں رہنے لگے، جو مل گیا وہ کھا لیا نہ ملا تو نہ سہی نہ کسی سے کچھ مانگنا نہ اپنا حال بتلانا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان فقیروں کو دو جو سلسلۂ محبت میں ایسے قید ہیں کہ کہیں جا نہیں سکتے تجارت نہیں کر سکتے، جاہل آدمی انہیں بڑا امیر سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کے پاس بہت روپیہ ہے جو بیٹھے بٹھائے کھاتے ہیں کسی سے مانگتے نہیں۔ مگر اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کا حالِ زار اور بھوک کی شدت کا اثر ان کے چہروں سے پہچان لیتے ہیں، وہ شرم

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ

جو لوگ رات اور دن چھپے اور کھلے اپنے مال (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ان کا بدلہ

عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

ان کے رب کے پاس ہے انہیں نہ کچھ خوف ہو گا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت میں) کھڑے نہ

لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ

ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان چھو کر دیوانہ کر دیتا ہے یہ (۱۰۰)

مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ

اس لیے ہے کہ انہوں نے کہا کہ خرید و فروخت کرنا بھی تو سود ہی جیسا ہے

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خریدو فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام' تو جس کے پاس

وقف منزل

وقف لازم

کے مارے کسی سے مانگتے نہیں کسی کی خوشامد نہیں کرتے تو اے مسلمانو! انہیں دو اور خوب یقین کرو کہ تم جو مال خدا کی راہ میں دو گے تو خدا کو سب معلوم ہے وہ ضائع نہ کرے گا۔ تمہارے دلوں کا حال بھی اسے معلوم ہے۔

۲۷۴- جب صدقے کی آیتیں اتریں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ دینار تھے آپ نے ایک دن کو خیرات کیا ایک رات کو ایک ظاہر ایک پوشیدہ تب یہ اترا کہ جو اپنا مال رات دن چھپے ظاہر ہر طرح دیتے ہیں تو خدا کے یہاں ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔ جنت ہے اور لوگ ڈر اور رنج میں گرفتار ہوں گے مگر قیامت میں نہ انہیں خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا۔

۲۷۵- جو سود کو حلال سمجھتے ہیں وہ قیامت کو ایسے اٹھیں گے جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے کسی جن کا اس پر سایہ ہوتا ہے کبھی ادھر گر پڑتا ہے کبھی ادھر گر پڑتا ہے یہ ان کی وہاں نشانی ہوگی' وہ سود کو اور بیع کو ایک جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخر کی زیادتی اور اول کی زیادتی میں فرق کیا ہے۔ یعنی مثلاً زید نے عمرو کے ہاتھ ایک چیز ادھار بیچی دس روپے کو چار ماہ بعد چار آنے سود کے لیے اور کسی نے گیارہ کو بیچ دیا اور روپے بعد میں لیے تو ان دونوں صورتوں میں فرق کون سا ہے' جب دونوں راضی ہیں تو کیا گناہ ہے اس کا فرق بتلایا کہ بیع کو خدا تعالیٰ نے حلال کیا سود حرام کیا دونوں ایک سے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ پس اب جو توبہ کرے گا اور سود سے بچے گا تو ہم گزشتہ سے درگزر کریں گے اور معاف کریں گے اور اگر اب پھر سود لے گا تو اختیار ہے کہ خواہ اس کو بخشش دیں یا سزا چکھائیں' ہاں اگر کوئی حلال جانے گا اور وہی کفر کا کلمہ ''البیع مثل الربوا''

مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ

اس کے رب کی طرف سے (یہ) نصیحت پہنچ جائے اور وہ (سود سے) باز آ جائے تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا

مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

اس کے لیے (حلال) ہے اور اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے اور جو پھر بھی سود لیں وہ دوزخی ہیں (اور) وہ اس میں مدتوں رہیں گے ○

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ

اور اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی نا شکرے گنہگار کو

كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا

پسند نہیں فرماتا ○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

اور نماز پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان کو کوئی خوف

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

ہو گا اور نہ وہ کبھی رنجیدہ ہوں گے ○ اے ایمان والو! اللہ (تعالیٰ) سے ڈرو اور جو کچھ سود

اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ

لینا باقی ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم سچے مومن ہو ○ پھر اگر

پھر کہے گا تو وہ کافر ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلے گا' اس کو کبھی چھٹکارا نہ ملے گا۔

۲۷۶- خدا تعالیٰ سود خوروں کے مال کی برکت کھو دیتا ہے۔ نہ دنیا میں پھلتا ہے نہ آخرت میں نفع ملتا ہے۔ صدقوں کو خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے' دوگنا چوگنا بلکہ ہزار گنا کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کافروں کو جو سود کو حلال سمجھیں اور فاسقوں کو جو حرام سمجھ کر کھائیں دونوں کو دوست نہیں رکھتا۔ دونوں سزا کے مستحق ہیں۔

۲۷۷- جو خدا اور رسول اور قرآن مجید پر ایمان لائے اور سود کو حرام سمجھا اور اچھے کام کرتے ہیں حقوق اللہ ادا کرتے ہیں' نماز اچھی طرح پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں تو ان کو روز حشر جنت میں جگہ ملے گی اس کا ثواب خدا کے پاس محفوظ رہے گا' قیامت کو پائے گا۔ جب موت ذبح ہوگی اور دوزخ کے کواڑ بند ہوں گے تو اس وقت نہ اسے کچھ ڈر ہو گا نہ غم' وہ بے خوف آرام کی زندگی گزارے گا۔

۲۷۸ تا ۲۷۹- سود کے حرام ہونے سے پہلے سود خوری عرب میں خوب رائج تھی' جب وہ حرام ہوا بنی ثقیف و بنی

لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ

تم یہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ

اور اگر تم توبہ کرو تو تم اصل رقم لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان پہنچایا جائے O اور اگر

كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ

قرض دار تنگ دست ہو تو اس کو آسانی (مال دار ہونے) تک مہلت دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ

بالکل معاف کر دینا ہی تمہارے لیے بہتر ہے O اور اس دن سے ڈرو کہ جس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف

اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۳۸ ۶

لوٹائے جاؤ گے پھر جس کسی نے جو کچھ کمایا تھا اس کو پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا اور کسی کا کوئی حق دبایا نہ جائے گا O

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اے ایمان والو! جب تم ادھار پر کسی میعاد معین تک لین دین کیا کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور چاہیے

مسعود و بنی مخزوم کے لوگوں پر سود باقی رہ گیا تھا قرض خواہ یہ سمجھے کہ جب اگلا لیا ہوا معاف ہو گیا تو شاید اگلا ٹھہرا ہوا لینا بھی جائز ہوگا۔ تب یہ اترا کہ اے مسلمانو! قرض خواہو! اللہ تعالیٰ اور رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ آخرت میں عذاب دے گا' اس کے رسول دنیا میں تمہاری خبر تلوار سے لیں گے' اگر تم کہا مانتے ہو اور توبہ کرتے ہو تو فقط اصل روپیہ لے لو کہ اس میں نہ تم پر ظلم ہوگا اور نہ ان پر۔ جتنا مال تم نے ان کو دیا وہ تمہیں واپس ملے گا جتنا انہوں نے لیا اتنا ہی دیا۔ یا یہ کہ نہ تمہاری طرف سے ظلم کہ اگلا چڑھا ہوا سود لو اور نہ ان کی طرف سے کہ اگلا دیا ہوا اصل میں کاٹیں۔

۲۸۰ تا ۲۸۱- اگر تمہارے قرض دار بنی مخزوم وغیرہ فقیر ہوں تو جلدی نہ کرو' ان کو مہلت دو قسطیں مقرر کرو۔ اگر اصل میں سے بھی کچھ چھوڑ دو تو تمہارے لیے اور بھی بہتر ہے۔ اگر سمجھتے ہو تو اپنے لیے بہتری اختیار کرو اور اس دن کے سخت عذاب سے ڈرو جب خدا تعالیٰ کے پاس جاؤ گے۔ ہر شخص کو اس کے نیک و بد کی جزا و سزا ملے گی۔ کسی پر ظلم نہ ہوگا یعنی ایسا نہ ہوگا کہ اچھی بات کا ثواب نہ ملے یا بن کیے گناہ کا عذاب ہو ایسا نہ ہوگا۔

۲۸۲- پھر اللہ تعالیٰ نے لین دین کا حکم بیان کیا کہ جب تم آپس میں قرض یا ادھار لو یعنی کوئی چیز مول لو اور دام قرض رہیں یا دام پہلے دے دو اور وہ چیز قرض رہے یعنی بیع سلم جسے بدنی یا کٹوتی کہتے ہیں وہ کرو اور ادا کے لیے ایک میعاد مقرر کر لو' اسے صاف طور سے لکھ لو سب باتیں لکھ لو' مقدار نقد زر یا بیع سلم کی تاریخ تحریر تمسک' تاریخ وعدہ وصول اور لکھنے

فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ

کہ تم میں سے کوئی کاتب پورا پورا لکھے اور لکھنے والے کو لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے

يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ

جیسا کہ اس کو اللہ نے سکھایا ہے، پس اس کو لکھ دینا چاہیے اور مضمون وہ بتائے جس پر حق آتا ہے

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور اس میں کوئی کسر نہ چھوڑے پھر

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ

جس پر حق آتا ہے اگر وہ بے وقوف یا معذور و کمزور ہو یا وہ مضمون نہ بتا سکتا ہو تو اس کا ولی

وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ

انصاف سے مضمون لکھوائے اور اپنے لوگوں میں سے دو مرد گواہ بنا لیا کرو اور اگر

لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو گواہوں میں پسند کرتے ہو

والے کو چاہیے کہ احتیاط کرے زیادہ یا کم نہ لکھ جائے مجمل یا مشتبہ بات نہ لکھ جائے کہ بعد کو جھگڑا ہو کسی کی طرفداری ضمناً اشارتاً کنایتہً نہ کرے، جسے لکھنا آتا ہے اسے انکار نہ کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے لکھنا بتایا ہے اس سے مخلوق کو نفع پہنچائے، دستاویز قرض دار کی طرف سے ہو، وہی بتاتا جائے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں، فلاں چیز فلاں بن فلاں سے خریدی کہ بہ صحت عقل و حواس اقرار کرتا ہوں کہ فلاں تاریخ فلاں جگہ اس کی قیمت کہ اس قدر ہے بلا عذر ادا کروں گا۔ لکھاتے وقت خدا تعالیٰ سے ڈرے، کچھ کا کچھ نہ لکھائے۔ کمی بیشی نہ کرے، اگر قرض دار جاہل ہو بتانا نہ جانتا ہو یا بہت بوڑھا ہو تو قرض دینے والا ہی بتلاتا جائے وہی لکھائے کمی بیشی نہ کرے۔ جب دستاویز لکھی جائے دو مسلمان آزاد نیک چلن و متقی و پرہیزگار مردوں کی گواہی کرا لو، دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنا لو کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری بتلا دے، جب گواہ بن گئے اور بوقت ضرورت حاکم انہیں بلائے تو انہیں عذر نہیں کرنا چاہیے بلکہ گواہی دینا ان پر فرض ہے، اگر وہ گواہی نہ دیں گے تو حق دار کا حق مارا جائے گا۔ اس کا گناہ ان پر ہوگا لہٰذا گواہی سے انکار نہ کریں۔

۲۸۲- جب دستاویز لکھو تو لکھنے سے نہ گھبراؤ، تھوڑا معاملہ ہو یا بہت لکھ ضرور لو، مدت وغیرہ سب باتوں کی وضاحت کر لو۔ لکھ لینا بہت ہی عمدہ بات ہے۔ بڑے انصاف کی دلیل ہے۔ معاملہ کی صفائی ہے، گواہوں کی یادداشت ہے، ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ تم شک و شبہ میں نہ پڑو گے۔ مقدار قرض، تاریخ واپس دینے کی، گواہوں کے نام وغیرہ سب معلوم رہے گا۔ ہاں

الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ

کیونکہ اگر ان میں سے ایک بھولے گی تو دوسری اس کو یاد دلائے گی اور جب گواہوں کو طلب

لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

کیا جائے تو ان کو (گواہی سے) انکار نہ کرنا چاہیے (میعادی) معاملہ کے لکھنے میں

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ

کاہلی نہ کرو خواہ (معاملہ) چھوٹا ہو یا بڑا یہ اللہ کے نزدیک بڑے انصاف

لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

کی بات ہے اور گواہی کے لیے بھی مضبوطی ہے اور یہ اس کے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

جب کہ وہ معاملہ دست بدست (نقد) تجارت کا ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ

اس کے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لیا کرو

وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ

اور نہ لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو اور جو ایسا کرو گے تو یہ بدکاری و نافرمانی ہو گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور

اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ

اللہ تعالیٰ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ (تعالیٰ) ہر چیز کو خوب جانتا ہے O اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو قرض خواہ

اگر نقد یا تھوڑی دیر کا قرض ہو کہ اس ہاتھ دیا اور اس ہاتھ لیا تو خیر نہ لکھو۔ اس کا لکھنا کچھ فرض نہیں مگر گواہ جب بھی بنا لو۔ لکھنے والے پر جبر نہ کرو کہ خواہ مخواہ لکھ دے علیٰ ہذا القیاس، اسی طرح گواہوں پر جبر نہیں کہ خواہ مخواہ گواہ بن جائیں، جبر کرنا فسق ہے نافرمانی ہے، خدا تعالیٰ سے ڈرو، ظلم نہ کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں وہ باتیں اور حکمتیں سکھاتا ہے جن میں اصلاح اور نفع ہے، اسے تمہاری سب خبر ہے، وہ سب باتوں کا جاننے والا ہے۔

۲۸۳۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ ہو تو اپنی کوئی چیز قرض دار قرض دینے والے کے پاس گروی میں رکھ دے ہاں اگر قرض دینے والے کو اطمینان ہو اور رہن کی ضرورت نہ سمجھے ویسے ہی قرض دے دے تو خیر اور قرض دار کو جلد حق ادا کرنا

وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ

کے ہاتھ میں کوئی چیز گروی کر دو اور جو تم میں سے کوئی کسی کے پاس امانت رکھے تو اس کو چاہیے کہ اس

بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا

کی امانت واپس کر دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور گواہی

تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپاتا ہے تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو

ع ۳۹ ۷

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے ○ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ

سب اللہ ہی کا ہے اور جو تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اس کو ظاہر کرو

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جس کو چاہے معاف کرے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ تعالیٰ

شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

ہر چیز پر قادر ہے ○ جو کچھ رسول پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر رسول اور

چاہیے' خدا تعالیٰ سے ڈرے' دینے سے انکار نہ کرے' کمی بیشی دھوکہ بازی نہ کرے' گواہ گواہی کو نہ چھپائے' کسی کی رعایت نہ کرے' جو گواہی چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے' وہ گنہگار فاسق فاجر ہے۔ تم جو کرو گے گواہی چھپاؤ گے یا ادا کرو گے خدا تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے' وہ تم کو سزا دے گا' پس اس رب العالمین سے ڈرنا چاہیے۔ گواہی کے معاملہ میں بہت احتیاط لازم ہے۔

۲۸۴- آسمانوں میں جو عجائب انوار ہیں اور زمین میں عجیب وغریب اسرار ہیں یہ سب خدا تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں' اسی کی قدرت کے جلوے آشکار ہیں' اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اے مسلمانو! تم جو کوئی بات اپنے دل میں ارادہ کرو گے اس کا تمہیں بدلہ ملے گا خواہ ظاہر کرو یا مخفی رکھو۔ آدمی کے کام کی دو قسمیں ہیں' ایک قلبی یعنی دل میں وسوسہ آیا خیال اور ارادہ ہوا مگر کیا نہیں' دوسرے یہ کہ وہ کام کر بھی لیا وہ تین طرح کے ہیں یا قصداً کرے یا بھول کر کرے یا کسی کی زبردستی سے کرے۔ پہلے ان سب قسم کے کاموں کا مواخذہ تھا سب کے محاسبے کی خبر دی تھی یعنی تمہاری ہر بات کی گرفت ہوگی۔ دل کے ارادے کی بھی' بھول کی بھی' غلطی کی بھی' قصداً کی بھی یعنی حساب ضرور ہوگا' پھر چاہے بخش دے یا

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ

ایمان والے یقین لے آئے ہر ایک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ

(یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے کسی رسول (پر ایمان لانے) میں فرق نہیں کرتے (کہ سب کو برحق جانتے ہیں) اور عرض کیا کہ ہم نے

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

سنا اور مانا اے ہمارے پروردگار! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف پھر کر جانا ہے O اللہ تعالیٰ کسی کو

اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا

اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے جس نے اچھے کام کیے تو اپنے لیے اور جس نے برے کام

عذاب دے یعنی جس نے توبہ کی وہ بخشا جائے گا جو بے توبہ مرگیا اسے عذاب ہوگا خدا تعالیٰ کو سب قدرت ہے وہ جو چاہے کرے سزا دے یا معاف کرے۔

۲۸۵- جب اوپر والی آیت اتری تو صحابہ پریشان ہوئے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم دلوں کو کیا کریں ہمارے قابو میں نہیں ہم وسوسوں کو دور کرتے ہیں مگر وہ پھر بھی آتے ہیں ہم مجبور ہیں سخت معذور ہیں قصداً گناہ نہ کریں مگر بھول جانے کا کیا علاج۔ عمداً نہ کریں مگر غلطی ہو جاتی ہے اپنے آپ نہ کریں دوسرا جبراً کرالے ہمیں بے اختیار کردے اگر ان سب باتوں پر مواخذہ ہوگا تو سخت مشکل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں جلوہ فرمایا جبینِ نیاز جھکائی اور سجدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان فرمائی فرشتوں کو سنائی من جملہ اس کے یہ کہا کہ میرا سچا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر اور میری کتاب پر جو حق ایمان لانے کا تھا بجا لایا اس وقت امت مرحومہ یاد آئی اور کہا: یا اللہ! تیرے بندے مسلمان مجھ پر اور تیرے فرشتوں پر اور تیرے رسولوں پر اور تیری کتابوں پر ایمان لائے وہ سب کا اقرار کرتے ہیں تو جو حکم اتارتا ہے بسر و چشم ہم نے سنا اور مانا کہہ کر قبول کرتے ہیں کچھ چون و چرا نہیں کرتے۔ یا اللہ! تو ان باتوں سے مواخذہ نہ فرمانا ان کاموں کا حساب نہ لینا یہ بڑی مشقت کے امر ہیں تو ہمارے گناہ بخش ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں تجھ ہی سے فضل کی امید ہے ہم سب قیامت کو تیرے پاس حاضر ہوں گے۔

۲۸۶- تب خدا نے فرمایا کہ کسی کو اللہ ایسی تکلیف نہیں دیتا ہے جس کو وہ برداشت نہ کرسکے پس جو ان میں سے نیکی کرے گا وہ ہمہ تن خیر و نیک ہو جائے گا بڑے گناہ سے بچے گا بھولے سے بھی ادھر کا رخ نہ کرے گا کسی کی زبردستی کا اثر نہ مانے گا اسے ثواب ملے گا اور جو برا کام کرے گا یا دل میں اس کا پکا ارادہ کرے گا پختہ خیال لائے گا یا بھولے سے کرے گا یا کسی کی زبردستی سے کرے گا تو اس سے مواخذہ ہوگا۔

۲۸۶- مگر جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پائی تو معافی ٹھہرائی۔ ارشاد ہوا کہ اپنی امت سے کہہ دو کہ یہ دعا بہ خضوع و خشوع ورد کریں ہم قبول کریں گے یعنی دعا یہ مانگیں کہ: یا خدا! ہماری بھول چوک کا مواخذہ نہ کر جو امر کہ ہم

تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ

کیے تو اپنے لیے (ان کا وبال اسی پر ہو گا) اے ہمارے رب! اگر ہم بھول چوک جائیں یا خطا کریں تو

اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

ہم کو نہ پکڑ' اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے اگلے لوگوں پر رکھا تھا' اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ

نہ رکھ جس کی ہم کو طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا کارساز

اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ ع

ہے تو ہم کو کافروں پر فتح یابی عطا فرماO

آیاتہا ۲۰۰　سورۃ آل عمران　مدنیۃ ۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رکوعاتہا ۲۰

سورۂ آل عمران مدنی ہے　　　اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے　　　اس میں دوسو آیات' بیس رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿١﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

الم O اللہ ہے' اس کے سوا کوئی پوجا کرنے کے لائق نہیں' وہ (خود) زندہ ہے' (دوسروں کا) قائم رکھنے والا ہے O اس نے آپ پر (یہ) سچی

دھوکے سے غلطی سے کرلیں اس سے درگزر کر۔ ہم پر اس قسم کے احکام کی تکلیف فرض نہ کر جو مشکل ہوں اور وہ ہم سے نہ ہو سکیں اور ان کے سبب ہم تیرے غصے کے مستحق ہوں اور اچھی چیزیں ہم پر حرام ہو جائیں جیسے یہود پر ہوا تھا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حکم چھوڑ دیے تو ان پر اونٹ کا گوشت' گائے' بکری کی چربی حرام ہوگئی تھی تو ایسے مشکل حکم نہ دے جیسے اوروں کو دیے تھے' وہ بات جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اس کی ہدایت نہ ہو' اگر کوئی ہم پر جبر کر کے کوئی برائی کرالے تو ہم سے اس کا حساب نہ لے' اس کا مواخذہ اٹھالے' ہمیں ایسے کاموں کی ہدایت فرما جس میں دین و دنیا کا نفع ہو۔ یا اللہ! ہم گنہگار ہیں ہمارے گناہ بخش دے' ہم خطا کار ہیں ہم سے درگزر کر معاف فرما' ہم پر رحمت کر تو رحمٰن ہے۔ رحمت تیرے شایان شان ہے' ہم بندے ہیں تو مالک ہے' ہمیں دشمنوں پر فتح یاب کر' بعض کے نزدیک ''واعف عنا'' سے اشارہ ہے کہ ہمیں مسخ سے نجات دے یعنی صورت تبدیل ہونے سے بچا اور ''اغفر لنا'' یعنی زمین میں دھنسنے سے بچالے اور ''وارحمنا'' یعنی پتھر برسانے سے امان بخش' یعنی وہ عذاب جو اگلی امتوں پر آئے تھے ہم پر نہ بھیج۔ جب حسب الحکم یہ دعا کی رو رو کر التجا کی' بحر کرم جوش میں آیا' تیر آرزو ہدف مقصود پر پہنچا۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور مذکورہ آیت یعنی ''لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا'' نازل ہوئی۔

۱۔ اب اس سورت کی تفسیر مذکور ہے' جس میں آل عمران کا ذکر ہے' یہ ساری سورت مدینہ شریف میں نازل ہوئی ہے' مفسر اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتا ہے کہ ''الم'' سے مراد ہے ''انا اعلم'' یعنی میں اس گروہ کا حال جو

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ﴿٣﴾

کتاب اتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل (بھی) اتاری ○

مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

لوگوں کو راہ دکھانے والی اور اس نے حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا (قرآن) بھی اتارا بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ

بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٤﴾

کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لیے بڑا (ہی) سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والا ہے ○

نجران سے مباحثہ ومناظرہ کو آئے ہیں خوب جانتا ہوں' بعض کے نزدیک ''الم'' قسم ہے یعنی قسم ہے ان حرفوں کی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے' اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ اس کی اولاد۔ روم کا بادشاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نصرانی تھا' اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا غلغلہ اور شہرہ سنا اور وہ انجیل کی خبر سے جانتا تھا کہ آفتاب دین محمدی ضرور چمک کر روئے زمین کو منور کرے گا اور سب دینوں پر غالب آئے گا' نجران کے صوبے دار کو جو عرب کے متصل تھا فرمان لکھا کہ تم بڑے بڑے عالم عیسائی پادری چن کر اور دوسرے نیک آدمی بھی ان کے ساتھ کر کے عرب بھیجو کہ جا کر امتحان لیں کہ آیا یہ وہی شخص نبی موعود ہیں جن کی تعریف ہماری کتاب میں موجود ہے یا کوئی اور ہیں' اس نے حسب حکم شاہی ساٹھ آدمی روانہ کیے' چودہ بڑے بڑے عقلاء اور اشرافِ قوم وملت تھے جب مدینہ آئے مناظرے کو تین آدمی تجویز ہوئے' سب کا سردار عبدالمسیح نام سب سے بڑا پادری اور دو اس کے مشیر رائے دہندہ تھے۔ غرض یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مباحثہ کیا' پہلے الوہیت میں' پھر نبوت میں' ہر بار ہر پہلو سے وہ ہارتے تھے' منہ کی کھاتے تھے باوجودیکہ آپ کا لوہا مان گئے اور حقیقت دین محمدی پہچان گئے مگر اپنی بات پر اڑے رہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ عناد و مجادلہ یعنی بے جا جھگڑا کرتے ہیں چاہا کہ ان کا روئے زمین سے فیصلہ ہو جائے تب مباہلہ کی ٹھہرائی کہ ہم تم پر بددعا کریں تم ہم پر' حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت علیؓ و سیدہ خاتون جنت اور حضرات حسنین تشریف لائے' انہیں یقین تھا کہ بے شک یہ سچے پیغمبر ہیں' اگر ہم مباہلہ کریں گے' عیسائی دین ہمیشہ کے لیے جاتا رہے گا۔ الٹے پاؤں بھاگے اور صلح کر لی اور جزیہ دینے کا اقرار کر گئے ایک ہزار حلے صفر میں' ایک ہزار رجب میں' تیس زرہیں ہر سال میں۔ اس بیان میں اس سورت کی اول آیتیں اتری ہیں۔

۲ تا ۴۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے کہ سوا اس کے کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' وہ اولاد سے پاک ہے ایسا زندہ ہے کہ کبھی فنا نہیں ہوگا۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' آسمان زمین اس کے حکم سے قائم ہیں' اس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر آپ پر پاک اور سچ کتاب اتاری جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے۔ توحید بیان کرنے میں اگلی کتابوں کے مطابق ہے' ان کی تصدیق کرتی ہے۔ اسی نے ایک زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری تھی اور بنی اسرائیل کو ہدایت کی تھی۔ اسی نے یہ کتاب اتاری جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے حلال وحرام بتاتی ہے' پس جو لوگ اس کتاب کو نہیں مانتے انہیں سخت عذاب ہوگا۔ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوں گے اور آخرت میں بھی ہم ان کو کندہ دوزخ بنائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے پر قادر ہے' وہ بڑا بدلہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٥﴾

(اور) اللہ تعالیٰ سے آسمان اور زمین میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ○

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

وہی جس طرح چاہتا ہے (ماؤں کے) پیٹ میں تمہاری صورتیں بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زبردست

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ

(اور) حکمت والا ہے ○ (اے نبی ﷺ!) وہی تو ہے جس نے آپ پر (یہ) کتاب اتاری کہ جس کی کچھ آیتوں کے معنی

مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ

محکم (واضح اور صاف) ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے کئی کئی معنی ایک دوسرے سے ملتے

فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ

جلتے ہیں، پھر جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کتاب کی ان ہی آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جن کے کئی کئی

لینے والا ہے یعنی نجران والوں کو عذاب ہوگا کہ دیدہ و دانستہ کتاب کو جھٹلاتے ہیں اور سچے نبی کو بھی جھٹلاتے ہیں۔

۵ تا ۶- خدا تعالیٰ سے زمین و آسمان کی کوئی بات پوشیدہ نہیں وہ سب جانتا ہے، نجران والے جو مناظرہ کرنے آئے تھے ان کا حال بھی خوب جانتا ہے۔ اس کی وہ ذات ہے جو ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری طرح طرح کی صورتیں بناتا ہے، قسم قسم کے رنگ دکھاتا ہے کہ کوئی کالا کوئی گورا، کوئی پری پیکر کوئی بدصورت، کوئی کوتاہ قامت بدنما کوئی سرو قامت بلند و بالا، کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی نیک بخت کوئی شقی بدقسمت۔ ان سب کی ایک ہی طرح کے پانی سے صورت گری فرماتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ کوئی خالق ہے۔ وہ غالب ہے کافروں کو سزا دینے والا ہے۔ بڑی حکمت والا ہے کہ آدمی کے ہر عضو بدن میں لاکھوں حکمتیں بھر دی ہیں کہ عقل دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔

۷- اسی خدا تعالیٰ نے تم پر جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر قرآن مجید اتارا، اس میں دو قسم کی آیتیں ہیں ایک محکم دوسری متشابہ۔ محکم سے مراد وہ ہیں جن کا عملدرآمد منسوخ نہیں ہوا اور ان کا حکم صاف ظاہر ہے یا وہ ہیں کہ ہر کتاب آسمانی میں ان پر ایمان لانا ضروری ٹھہرایا جیسے اللہ تعالیٰ کی حیات و توحید وغیرہ۔ متشابہ سے مراد یا تو آیات منسوخہ ہیں یا وہ آیات ہیں جن کے معنی ظاہری مراد نہیں ہیں اور یہودی ان کی تفصیل میں شبہ میں پڑ گئے جیسے حروف مقطعات جیسے الم، الر، حم وغیرہ سورتوں کے شروع میں کہ یہودیوں کی عقل ان کے سمجھنے میں حیران تھی۔

قرآن کریم میں دو قسم کی آیتیں ہیں، بعض وہ ہیں جن کے معنی آشکارا ہیں اور بعض ایسی ہیں جو اسرار ہیں جیسے حروف مقطعات ہیں، جن کے دلوں میں کج روی اور نابکاری کی خو ہے اور شک اور نفاق بھرا ہے وہ ان کے معنی تلاش کرتے ہیں اور بے وجہ بے سمجھے خراش تراش کرتے ہیں، کفر و شرک پر استقامت چاہتے ہیں یعنی کعب بن اشرف یہودی اور حیی اور جدی

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ

معنی ملتے جلتے مشتبہ ہیں صرف فتنہ اور گمراہی برپا کرنے کی غرض سے اور ان کی حقیقی مراد (ڈھونڈنے کی غرض سے حالانکہ

الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

وہ اس کے اہل نہیں) اور ان کی حقیقی مراد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور پختہ علم والے تو یہی کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے'

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

یہ سب ہمارے رب کی طرف سے (برحق) ہے اور نصیحت تو عقل مند ہی مانتے ہیں O (اور وہ یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب!

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸

ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا نہ کرنا اور خاص اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرمانا' بے شک تو ہی بہت بڑا دینے والا ہے O

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

اے ہمارے رب! بے شک تو ایک دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک شبہ نہیں سب کو جمع کرے گا' بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی

الْمِيْعَادَ ۝۹ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ ع ۱ ۹ ۹

نہیں کرتا ہے O بے شک جن لوگوں نے انکار کیا ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ سے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم — وقف لازم — وقف منزل

بن اخطب ان کی تاویلیں ڈھونڈتے ہیں۔ حساب نکالتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین (معاذ اللہ) کچھ مدت رہے گا پھر جاتا رہے گا۔ یہودیت جاری ہوگی۔ حالانکہ ان کے معنی ذاتی طور پر سوا خدا تعالیٰ کوئی نہیں جانتا اور اچھے اچھے عالم یعنی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ تو اپنی نارسائی کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سارے قرآن مجید پر ایمان لائے' محکم کو بھی مانتے ہیں متشابہ پر بھی بے سمجھے یقین لاتے ہیں اور سر تسلیم خم کرتے ہیں' قرآن مجید کو اور اس کی حکمتوں کو سوائے عقلمندوں کے اور کوئی جاہل نامعقول نہیں سمجھ سکتا۔ سو اس مقام پر یعنی متشابہات کے بارے میں ان کی اچھی سمجھ یہی ہے کہ بے حقیقت سمجھے ایمان لے آئے اور بے وجہ جھگڑا نہ کیا۔

۸ تا ۹- اور عقل والے لوگ خدا تعالیٰ سے عاجزی سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! تو نے ہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہمیں ورطۂ خیالات و گمراہی سے نکالا ہے اب تو ہی اپنے فضل سے ہمارے دلوں کو اس سچے دین پر ثابت قدم رکھنا اس راستے سے ہٹنے نہ دینا۔ ہم پر ایسی رحمت کر اور اپنے خزانہ فضل سے ایسی بخشش کر کہ ہم اسی مبارک دین پر ثابت قدم رہیں' تو بڑا وہاب ہے کہ تو نے اگلے مسلمانوں کو بھی ثابت قدم رکھا' یا یہ کہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و اسلام عطا فرمایا' اس کے صدقے میں ہمیں بھی ثبات عطا فرما کہ تو ہمیں مرنے کے بعد عرصہ محشر میں جمع کرے گا یعنی قبر سے اٹھائے گا۔ ہم ایمان لائے' اللہ کا وعدہ بھی سچا ہے اور وہ بھی سچا ہے۔ وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتا ہے۔ حساب کتاب' پل صراط' ترازو و

اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِۙ ﴿۱۰﴾ كَدَاۡبِ

انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں O (ان کی بھی)

اٰلِ فِرۡعَوۡنَۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ‌ۚ فَاَخَذَهُمُ

فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں جیسی عادت ہے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جس پر اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ‏ ﴿۱۱﴾ قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

ان کے گناہوں کے سبب ان کو پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے O (اے نبی ﷺ!) کافروں سے فرما دیجئے کہ تم بہت

سَتُغۡلَبُوۡنَ وَتُحۡشَرُوۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدۡ كَانَ

جلد مغلوب ہو گے (فرعون کی طرح) اور (مرنے کے بعد) جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے O بے شک

دوزخ جنت سب حق ہیں۔

۱۰ تا ۱۱- بے شک جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے اور دنیا میں اپنے مال ومتاع، اولاد، قوم برادری کے گھمنڈ پر پھولے ہوئے ہیں سو یہ چیزیں قیامت میں جب خدا تعالیٰ کا عذاب آ پہنچے گا کچھ نفع نہ دیں گی، سب خاک کی طرح اڑ جائیں گی۔ وہ کافر دوزخ کا ایندھن ہو جائیں گے جیسے فرعون اور اس کے تابعداروں کا حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ وہی ان کافروں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برا کہتے تھے یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ جھٹلاتے ہیں، تہمتیں لگا کر گالیاں دے کر اپنے منہ میں خاک بھرتے ہیں، جو فرعون کا حال ہوا وہی ان کا ہونے والا ہے، نہ ان کے مال نے فائدہ دیا نہ ان کے اتفاق نے، کتنے زور کے بادشاہ تھے۔ سب مال واسباب، سب فوج وغیرہ غرقاب وفنا ہوگئی بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو کافر تھے وہ بھی اپنے رسولوں کی تکذیب کیا کرتے تھے، ان کا بھی یہی حال ہوا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں پکڑا اور سخت عذاب میں جکڑا، یہ انہی کے کاموں اور جرموں کا بدلہ دیا، خدا تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔ یہ آیت یہود مدینہ کے بارے میں اتری، بعض کے نزدیک مشرکین مکہ کے بارے میں، جب یہ آیت اتری تو مسلمان بیچارے غربت میں گرفتار اور پریشان روزگار تھے، اس پیشین گوئی سے ڈھارس بندھی، چند روز میں خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا کہ جنگ بدر کے دن کافروں کے سرداروں کو مارا، قید کیا، غنیمت ہاتھ آئی، دین برحق روز بروز ترقی پر رہا۔ مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ نصیب ہوا، کافر ذلت سے مارے گئے۔

۱۲- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ بطور پیش گوئی مکہ کے کافروں سے کہہ دیجئے کہ اب وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے کہ تم سب مغلوب ہو جاؤ گے اور قتل کیے جاؤ گے اور پھر روز قیامت دوبارہ زندہ ہو کر دوزخ میں جاؤ گے جو کافروں کے لیے بہت بری جگہ ہے۔

۱۳- اگر یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں ہے تو ان سے خطاب ہے کہ ہم تمہیں پہلے سے بہ معجزہ غیب گوئی کے تمہارے مغلوب ومقتول ہونے کی خبر دے چکے ہیں، اب وہ واقعہ ظاہر ہوا اور ہماری خبر سچی ہوئی کہ مقام بدر میں ہنگامہ

لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى

تمہارے لیے ان دو گروہوں میں جو (بدر کے دن) باہم مقابل ہوئے (اسلام کے برحق ہونے کی) قدرت کی ایک بڑی

كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

دلیل تھی، ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے سے دگنا

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ

دیکھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے، بے شک اس (واقعہ) میں عقل مندوں کے لیے بڑی عبرت ہے ○ لوگوں کو

لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ

ان کی خواہشوں کی محبت اچھی کر کے دکھائی گئی ہے عورتوں کی اور اولاد کی اور سونے

الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

چاندی کے چنے ہوئے ڈھیروں اور نشان دار (پلے ہوئے) گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتی

وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

کی، یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے

جنگ و پیکار گرم ہوا اور وہاں تم نے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق یہ معجزہ دیکھا کہ جس وقت دونوں طرف سے صف آرائی ہوئی اور دونوں گروہ آپس میں لڑنے لگے اس وقت کیا غیبی معجزہ فتح کا ظاہر ہوا۔ یعنی ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ وہ بیچارے کل تین سو تیرہ آدمی تھے، لشکر میں دو گھوڑے، ایک اونٹ، کل چھ زرہ، سولہ تلواریں تھیں، دوسرے گروہ کفار مکہ کے پاس نو سو پچاس پہلوان مسلح جنگ آزمودہ، ان کے پاس سو گھوڑے تیز رفتار بادپا تھے، سات سو اونٹ، ہزاروں ہتھیار۔ وہ کافر دیکھتے تھے کہ ہم مسلمانوں سے دوگنے ہیں بلکہ کچھ زائد اور یہ بات کچھ پوشیدہ نہ تھی ظاہر ظہور تھی۔ جب دونوں آپس میں ملے، تلوار و تیر و نیزے چلے خدا تعالیٰ نے مدد غیبی فرشتوں کو بھیج کر دم بھر میں مغلوب کر دیا۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے فتح یاب کرتا ہے۔ تھوڑے سے آدمی وہ بھی شکستہ حال پریشان اتنے پہلوانوں پر غالب آ گئے یہ بڑا معجزہ ہے اور مسلمانوں کے لیے بڑی عبرت کی جگہ ہے اور اگر یہود کے متعلق ہے تو ان سے خطاب ہے کہ اے یہودیو! ہم نے تم سے پہلے کہہ دیا تھا کہ تم مغلوب ہو گے اور جلاوطن کیے جاؤ گے اور پھر قیامت میں دوزخ میں جاؤ گے، واقعہ بدر سے دو برس پہلے انہیں خبر دی تھی، جب بدر کی جنگ واقع ہوئی تو پھر انہیں سمجھایا، اس وقت میں ''ترونہم'' بصیغہ خطاب ہو سکتا ہے ایک مضمون کے شان نزول میں کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۴۔ آدمیوں کے دلوں میں دنیا فانی کی لذت ناپائیدار کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ اس پر لوٹ ہیں۔

الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

پاس ہے O (اے نبی ﷺ! ان سے) آپ فرمایئے کہ میں تم کو اس دنیا سے بہت بہتر چیز بتاؤں (وہ یہ ہے) کہ پرہیز گاروں

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

کے لیے ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ ج

لیے) پاک بیویاں ہیں اور (سب سے بڑی نعمت) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے O

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا

(یہ ان کے لیے ہے) جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہمیں آگ کے

یہی چاہتے ہیں کہ بہت سی خوبصورت باندیاں ہوں' اچھی اچھی بیویاں ہوں' غلام ہوں' لڑکے ہوں' گھر میں بہت سا سامان ہو' سونے چاندی کی بوریاں بھری ہوں' روپے اشرفی ہاتھ میں ہوں' عمدہ گھوڑے طویلے میں بندھے ہوں' بہت سے چارپائے کام میں چلتے ہوں اور بکری' گائے دودھ دیتی ہوں' اونٹ' بیل وغیرہ کام میں آتے ہوں۔ کھیتی باڑی کا کام جاری ہو۔ خلاصہ یہ کہ آدمی ان چیزوں کو اعلیٰ مرتبہ سمجھتے ہیں لیکن یہ دنیا کی جھوٹی منفعت اور سامان ہے' اس کے پیچھے مرے جاتے ہیں۔ متاع سے مراد دنیا کا نفع ہے کہ دنیا کی نفع کی چیز زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی یا متاع سے مراد کام دھندے کے برتن وغیرہ ہیں' چند دن رہیں گے پھر ٹوٹ پھوٹ جائیں گے' اسی طرح یہ دنیا کی سب نعمتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے پاس جنت میں اچھوں کو اچھی اچھی نعمتیں ملیں گی جو کبھی فنا نہ ہوں گی قناطیر خواہ سونا' چاندی کے سکے مراد ہوں خواہ روپے اشرفی' یہ قنطار کی جمع ہے' اس کا وزن معین نہیں ہے' اس میں بہت سے اقوال ہیں' مفسر نے دو قول بیان کیے' ایک اونٹ کی کھال بھر سونا چاندی دوسرے بارہ (۱۲) سو مثقال سونا' قناطیر قنطار کی جمع ہے' مقنطرہ کہنے سے اور زیادتی نکلی جیسے الف مؤلفہ بلا بل مو بلہ' ادنیٰ عدد جمع تین ہوتے ہیں اور تین تیے (یعنی ۳×۳) نو مگر یہاں بہت سا بے شمار سونا چاندی وغیرہ مراد ہے۔

۱۵- پھر جنت کا بیان کیا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہو کہ اے دنیا پر مرنے والو! کیا تم کو ان سب نعمتوں سے زائد عمدہ اور بہتر نعمت نہ بتا دوں۔ ہاں سنو مسلمان پرہیز گاروں کو خدا تعالیٰ کے پاس جنت ملے گی کہ اس کے درختوں اور مکانوں کے نیچے شہد اور شراب خالص اور دودھ صاف ستھرا اور پانی پاکیزہ خوشگوار کی نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ ان کو وہاں ایسی عورتیں ملیں گی جو حیض و نفاس کی نجاستوں اور بداخلاقی وغیرہ سے پاک ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ ان کے اچھے اچھے کام دیکھتا ہے' اس کا ثواب و بدلہ آخرت میں بہت زیادہ دے گا۔

۱۶ تا ۱۷- یہ آخرت کی نعمتیں ان کو ملیں گی جو عاجزی کرتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم تیرے اوپر ایمان لائے اور تیرے رسول کی تصدیق کی تو ہمارے گناہ اور شرک وغیرہ جو ہم زمانہ کفر میں جہالت سے کرتے رہے بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے' وہ اچھے لوگ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور گناہ اور نافرمانی سے بچتے

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَ

عذاب سے بچا O جو صبر کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور بندگی میں لگے رہتے ہیں اور

الْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ

(اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور صبح کے وقت اپنے پروردگار سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتے ہیں O اللہ اور فرشتے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ

اور علم والے انصاف کے ساتھ گواہی دے چکے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ؕ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

النصف

زبردست' حکمت والا ہے O بے شک دین تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اسلام

الْاِسْلَامُ ۣ وقف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

ہی ہے اور اہل کتاب نے اس کے معلوم ہونے کے بعد جو اختلاف کیا تو صرف آپس کی ضد کی وجہ

ہیں۔ عبادت میں جو نفس کو مشقت ہوتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں یا یہ کہ تمام مصیبتوں میں صبر کرتے ہیں خدا کی شکایت نہیں کرتے' اپنے ایمان میں سچے' خدا تعالیٰ کے تابع دار بندے ہیں اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرتے ہیں' صبح تڑکے اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو آخرت کی نعمتیں ان کو ملیں گی۔

۱۸ تا ۱۹- اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی وحدانیت بیان فرمائی کہ خدا تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں اگر چہ کوئی گواہی نہ دے اور نابکار بندے انکار کریں' وہ خود گواہی دیتا ہے اور اس کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اور علم والے لوگ' پیغمبر اور مسلمان گواہی دیتے ہیں کہ وہی ایک اللہ ہے' حکمت والا ہے' انصاف والا ہے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں' وہ سب پر غالب ہے' سب اس کے تابع ہیں' جو ایمان نہ لائے گا اس کو سخت عذاب دے گا۔ بڑا حکیم ہے۔ غیر کی عبادت حرام ہے اور یہ سب لوگ بھی گواہی دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک سچا و مقبول دین صرف اسلام ہی ہے' باقی سب ادیان منسوخ ہو گئے' "ان الدین عنداللہ الاسلام" بھی شہادت کے نیچے داخل ہے یعنی اس کی بھی سب فرشتے اور مسلمان گواہی دیتے ہیں کہ اسلام ہی سچا دین ہے۔ ملک شام سے دو یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کو آئے تھے' آپ سے کہا کہ تمہارے سچا ہونے کا کون گواہ ہے تب یہ آیت اتری اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

۱۹- حقیقت دین محمدی کی سب گواہی دیتے ہیں' اگلی کتابوں میں توریت' انجیل' زبور میں سب حال صاف صاف لکھ دیا گیا ہے پس اب جو یہود اور نصاریٰ نہیں مانتے اس میں اختلاف کرتے ہیں اور شاخیں نکالتے ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ ان کے دل میں حسد گھسا ہوا ہے' جو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کو یعنی قرآن پاک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے تو نہ مانیں' اللہ تعالیٰ کا عذاب جلد آنے والا ہے' وہ بہت سخت ہے۔

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

سے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ

فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

بہت جلد حساب لینے والا ہے ○ (اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)!) پس اگر وہ آپ سے حجت

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے اور میرے ماننے والوں نے تو اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا ہے اور آپ

وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۗ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

اہل کتاب اوران پڑھوں عربوں سے پوچھئے: کیاتم بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے) منہ جھکاتے ہو پس اگر وہ بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے) سر جھکائیں تو وہ

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع اِنَّ

(بھی) ہدایت پا جائیں گے اور اگر وہ نہ مانیں تو آپ کے ذمہ صرف (حکم) پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں کو خود دیکھ رہا ہے ○ بے شک

اِلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں

حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ

اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم کرنے والوں کو بھی قتل کرتے ہیں تو ان کو درد ناک

۲۰- یہود ونصاریٰ جو اپنے مذہب میں جھگڑتے تھے اس کا بیان کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ میں بیکار اور فضول باتوں میں پڑنا نہیں چاہتا اور میں اپنا دین اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص کرتا ہوں اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں' میں نے اور میرے تابع داروں نے اسی دین توحید یعنی اسلام کو قبول کیا ہے۔ یہ کہہ دیجئے اور ان سے پوچھئے کہ کیا تم بھی دین توحید پر ایمان لائے یا نہیں اگر وہ قبول کریں اور اسلام لائیں تو ان کو بھی ہدایت مل گئی اور اگر دینِ توحید الٰہی کو نہ مانیں تو تم کیا کرو گے' تم پر تو فقط پیغام پہنچانا ہے کوئی مانے یا نہ مانے' باقی اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کا حال دیکھتا ہے' وہ سب کو بدلہ دے گا۔

۲۱ تا ۲۲- جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں کو نہیں مانتے' قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں' پیغمبروں کو قتل کرتے ہیں تو تم اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کو خدا تعالیٰ کے سخت عذاب کی خبر سناؤ جو ان کے دل تک کی خبر لے گا' ان کی نیکیاں

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ

عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے ○ یہی وہ لوگ ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

ہو گئے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ○

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى

(اے نبی ﷺ!) آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا' ان کو اللہ کی کتاب کی طرف اس لیے

كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

بلایا جاتا ہے کہ وہ (کتاب) ان (کے آپس کے جھگڑے) کا فیصلہ کر دے اس پر ابھی ان میں ایک فریق منہ موڑ کر پھر جاتا ہے ○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ

یہ جرأت انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو دوزخ کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند روز تک اور ان کو

فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا

ان کی مذہبی بناوٹی باتوں نے مغرور کر دیا ہے ○ پھر (ان کا) کیا حال ہوگا جب کہ ہم ان کو اکٹھا کریں گے اس دن کہ جس (کے آنے)

بالکل بیکار ہوں گی۔ نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں کچھ نفع' نہ قیامت میں ان کو کوئی عذاب سے بچائے گا۔

۲۳ تا ۲۵- خیبر کے یہود میں سے ایک شخص نے زنا کیا' ان کے یہاں بھی سنگسار کرنا حد رجم مقرر تھی مگر انہوں نے خود اپنے دین میں خلل ڈال رکھا تھا۔ مال دار بڑے لوگوں کو حد نہ مارتے تھے' غریبوں پر حد جاری کرتے۔ جب اپنی توریت میں ہی حد رجم دیکھی تو گھبرا گئے' خیال کیا کہ شاید اہل اسلام کے ہاں کوئی آسان امر مقرر ہو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجم ہی ہمارے یہاں بھی ہے۔ وہ بولے: ہمارے یہاں تو رجم نہیں ہے۔ جب توریت منگائی گئی اس میں رجم نکلا تب قائل ہوئے اور یہ آیت اتری کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم نے ان نامعقول جاہلوں کا حال بھی دیکھا جن کو خدا تعالیٰ نے علم دین دیا ہے اور رجم وغیرہ کے متعلق سب احکام سکھائے ہیں مگر جب کوئی ان سے کہتا ہے کہ آؤ جو اللہ تعالیٰ کا حکم توریت اور قرآن پاک دونوں میں ہے اس کو مانو یعنی رجم کرو تو وہ منہ پھیر لیتے ہیں یعنی بنی قریظہ خدا تعالیٰ کے حکم کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ بے وقوف جاہل بے باک اور نڈر اس سبب سے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو آتش دوزخ سوائے چند روز کے زیادہ نہ جلائے گی یعنی چالیس دن اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے سات دن جلائے گی' ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔ جتنے دن ان کے باپ دادا نے گوسالہ پرستی کی تھی' پھر ہمیشہ جنت میں رہیں گے پس انہی لغو باتوں نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے' اسی وجہ سے وہ یہودیت و جاہلیت نہیں چھوڑتے ہیں۔ جس دن کہ خدا تعالیٰ ان کو جمع کرے گا'

رَيۡبَ فِيۡهِ ۚ وَوُفِّيَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾

میں کوئی شک و شبہ نہیں اور جس نے جو کچھ کیا ہے اس کو پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا اور کسی کی حق تلفی نہیں کی جائے گی ○

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ

(اے نبی ﷺ!) آپ یوں دعا کیجیے: اے اللہ! ملک کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے بادشاہی دیتا ہے

الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۚ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ

اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، ساری

الۡخَيۡرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۶﴾ تُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ

بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے، بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے ○ تو ہی رات کو دن میں

دوبارہ زندہ کرے گا یعنی قیامت میں جس میں کوئی شک نہیں۔ ان کو حساب کے لیے بلائے گا اور ہر شخص کو اچھا یا برا اپنے اپنے کام کا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر مطلق ظلم نہ ہوگا اس دن یہ کیا کریں گے اور کس منہ سے خدا تعالیٰ کے پاس جائیں گے اور ان لغو باتوں کا کیا جواب دیں گے، سوائے شرمندگی کے اور کیا ہوگا، جھوٹ کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

۲۶- جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خوشخبری سنائی کہ اب عنقریب تمہارے ہاتھوں سے ملک فارس، روم و شام بھی فتح ہوگا۔ دین اسلام کے جھنڈے ایران کے ملکوں میں اڑیں گے، ان کے بے انتہا خزانے قیصر و کسریٰ کے مال سب تمہارے قبضے میں آ جائیں گے۔ یہ خبر منافقوں نے سنی، وہ مذاق اور طعن سے کہنے لگے کہ مکہ فتح کر لینا اور بات ہے اور ملک فارس اور روم و شام اور چیزیں ہیں، تب یہ آیت اتری کہ میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ کہو کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمارے ساتھ بہتری کا قصد فرما تو ساری دنیا کا اور تمام ملک کا اور سب بادشاہوں کا مالک اور بادشاہ ہے، تو جسے چاہتا ہے بادشاہت دے دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ذلت کا طوق پہنا تا ہے۔ عزت، ذلت، حکومت، دولت، بادشاہت سب تیرے قبضہ میں ہے، تو ہر بات پر قادر ہے جو چاہے سو کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ روم، فارس، شام والوں سے حکومت چھین لی صحابہ کرام کو دے دی۔ اہل اسلام کو عزت ملی۔ کافروں، یہودیوں اور منافقوں کو ذلت نصیب ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ قریش نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہیں، فقیر ہیں، نہ ان کے پاس مال ہے نہ دولت، کسریٰ و قیصر بڑے آرام سے رہتے ہیں، کیسے جلوس شاہی ہیں۔ اگر یہ پیغمبر ہوتے تو دنیا میں زندگی فقیری سے نہ گزارتے۔ اس کے جواب میں یہ پیشین گوئی آئی کہ عنقریب روم، فارس، شام ان کے غلاموں کو دیں گے چنانچہ معجزہ غائب ظاہر ہوا اور آج تک یہ سب ممالک انہیں کے غلاموں کے ہاتھ میں ہیں۔ کہنے والے، طعن مارنے والے اور دشمنی کرنے والے سب خاک میں مل گئے اور یونہی مل جائیں گے والحمد للہ۔ ''اللھم'' کے معنی مفسر نے ''یا اللہ ام بالخیر'' کیے ہیں مطابق مذہب کوفیوں کے، اور بصریوں کے نزدیک اس کی اصل ''یا اللہ'' تھی، یا کے بدلے میم آخر میں زیادہ کر دی گئی، یا کو شروع سے حذف کر دیا گیا ''اللھم'' ہو گیا۔

وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور تو مردوں سے زندہ اور زندوں سے مردہ

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ

پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے O مسلمان مسلمانوں

الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ

کے سوا کافروں کو (اپنا ولی) دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ

تو اس کا اللہ تعالیٰ سے کچھ علاقہ (تعلق) نہ رہے گا مگر یہ کہ ان کا تمہیں کچھ خوف ہو (توظاہری طور پر مل سکتے ہو)

تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ

اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور (آخر کار سب کو) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پھر جانا ہے O (اے نبی!) ان سے

تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا

فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ گے یا ظاہر کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے اور جو کچھ

۲۷- اللہ تعالیٰ کی وہ قدرت ہے کہ رات کو دن میں شامل کرتا ہے دن بڑھ جاتا ہے اور کبھی دن کو رات میں شامل کرتا ہے رات بڑھ جاتی ہے' مردہ سے زندہ نکالتا ہے یعنی مٹی سے آدمی کو پیدا کرتا ہے' زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے یعنی نطفہ کو آدمی سے یا یہ کہ مرغی سے انڈا نکالتا ہے اور انڈے سے مرغی' یا یہ کہ خوشہ ہرا بھرا اس کو دانہ سے نکالتا ہے اور دانہ خوشہ سے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے یعنی بہت' یا یہ کہ قیامت میں دے گا جس کا حساب بھی نہ ہوگا۔

۲۸- مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں اور ان کو اپنا ذریعہ عزت سمجھیں اور مسلمانوں کو چھوڑ کر ان سے یاری کریں' جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرامت سے دور رہے گا' ہاں اگر جان یا مال بچانے کے لیے ظاہر داری کر لیں تو معاف ہے بشرطیکہ دل میں وہی عداوت ہو اور ان کے ہمراہ کسی گناہ میں شریک نہ ہوں جیسے قتل یا زنا یا شراب خوری یا جھوٹی گواہی یا شرک' غرضیکہ اپنا کام نکال لے کوئی گناہ نہ کرے' خدا تعالیٰ تم کو سمجھاتا ہے اور اپنے آپ سے تم کو ڈراتا ہے' اسی سے ڈرو اور سمجھو کہ تم کو عنقریب اس کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔

۲۹- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان منافقوں اور یہودیوں کے کان کھول کر کہہ دو کہ تم خواہ اپنے دل کی بات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور بغض ظاہر کرو یعنی اہل اسلام کو کھلم کھلا سناؤ' گالیاں دو' خواہ چھپاؤ اور موقع تکتے رہو خدا تعالیٰ کو سب کی خبر ہے' وہ سب جانتا ہے۔ تم کو سب کا بدلہ دے گا۔ خدا تعالیٰ زمین و آسمان کی باتیں اچھی بری

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

آسمان و زمین میں ہے وہ سب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے O

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ

اس دن کو یاد کرو جس نے جو کچھ نیکی بدی کی ہے اس کو (دفتر) میں موجود پائے گا تو چاہے گا کہ کاش! برائی میں اور اس میں

سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ

دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے (عذاب) سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ

نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

(اپنے) بندوں پر بڑا مہربان ہے O (اے نبی ﷺ! سب لوگوں سے) آپ فرما دیجئے کہ (اے لوگو!) تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرے

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

فرمانبردار ہو جاؤ (اگر تم میری تابعداری کرو گے تو) اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے O

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کہ (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ تعالیٰ بھی کافروں کو دوست

ظاہر چھپی سب جانتا ہے اور وہ سب باتوں پر قادر بھی ہے۔

۳۰- قیامت کے دن ہر آدمی اپنے کیے کو اپنی آنکھوں کے روبرو دیکھے گا' ساری عمر کی نیکیوں کے اور برائیوں کے دفتر الگ الگ کھلے نظر آئیں گے' برائیاں دیکھ کر تمنا کرے گا کہ اے کاش! مجھ میں اور اس برے عمل میں سینکڑوں کوس کی دوری ہوتی۔ مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ دست حسرت و افسوس ملے گا مگر اس وقت افسوس کرنا بیکار ہوگا۔ خدا تعالیٰ تم کو سمجھاتا ہے اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے کہ ان کو سمجھاتا ہے ان پر ایک دم عذاب نہیں بھیجتا ہے۔

۳۱- یہودی کہتے تھے کہ ہم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے ہیں جیسے باپ کے نزدیک بیٹا' ہم اسے دوست رکھتے ہیں وہ ہمیں دوست رکھتا ہے' ہم کو آپ کے اتباع کی اور اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے' اس آیت میں ان کا رد کیا اور فرمایا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی محبت کا دم بھرتے ہو تو تم کو چاہیے کہ میری پیروی کرو اس واسطے کہ خدا کی محبت بغیر رسول کی محبت اور اتباع کے ناممکن ہے۔ تم کو چاہیے کہ میری پیروی کرو تو تم خدا تعالیٰ کے محبوب ہو جاؤ گے' وہ تمہارے سب گناہ بخش دے گا۔ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے گناہ بخش دیتا ہے' جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے۔

۳۲- جب آیت مذکورہ اتری تب انہوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ کی طرح ان کو خدا

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ

نہیں رکھتا ○ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور ابراہیم کے خاندان اور عمران کے خاندان کو

عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

تمام عالم پر برگزیدہ کیا ○ جو ایک دوسرے کی اولاد سے تھے اور اللہ تعالیٰ سنتا ہے

عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ

جانتا ہے ○ جب کہ عمران کی بیوی نے عرض کی کہ اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے

بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

تیری خدمت کے لیے نذر کیا تو تُو مجھ سے قبول فرما' بے شک تو ہی سنتا' جانتا ہے ○ پھر جب

وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ

اس نے لڑکی جنی تو کہنے لگی: اے میرے رب! میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو اس نے جنا تھا

تعالیٰ سمجھیں' ان کی عبادت کریں جیسے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھا تھا' یہ بھی خدا کا دعویٰ کرتے ہیں' ان کے جواب میں اترا کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرو' اس کے رسول کا کہا مانو' فرائض وسنن بجالاؤ' میرا حکم اس لیے مانو کہ میں خدا کا رسول ہوں' اس کا حکم تمہیں پہنچاتا ہوں۔ پس اگر وہ نہ مانیں اور انکار کریں تو کرنے دو' خدا تعالیٰ ایسے کمینوں' نافرمانوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۳۳ تا ۳۴۔ جب آیت سابقہ اتری تو یہودیوں نے کہا: ہم تو آدم علیہ السلام کے دین پر ہیں' اگر ہم مسلمان نہیں تو اور کون ہے۔ ان کا رد اترا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد اور آل عمران یعنی موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو بے شک اپنا پیغمبر بنایا' ان کو ان کے وقتوں میں سب سے افضل کیا' وہ سب اگلے پچھلے باپ دادا پوتے پروتے ایک مذہب حق پر تھے' یہود جیسے مشرک نہ تھے۔ خدا تعالیٰ ان کے جھوٹے دعوے سنتا ہے اور وہ ان کی ساری حقیقت جانتا ہے اور اسی کا بدلہ دے گا۔

۳۵ تا ۳۶۔ پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ بیان کیا کہ جب عمران کی بیوی حنا مریم کی ماں نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میں منت مانتی ہوں کہ جو چیز میرے پیٹ میں ہے وہ جیتی جاگتی پیدا ہو تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں' تیری عبادت کے لیے وقف کروں' امور دنیا سے آزاد کروں تو میری نذر قبول کر' تو دعا کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ جب ان کے مریم لڑکی پیدا ہوئی تو کہنے لگی: یا اللہ! یہ تو لڑکی ہے مرد ہوتا تو خوب خدمت بجالاتا' عورت مرد کا کام نہیں دے سکتی' حالانکہ خدا خود جانتا تھا کہ لڑکی ہوئی اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور دعا کی کہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان ملعون کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں کہ تو اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے بچا اور محفوظ رکھ۔

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۚ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا

اور (وہ) لڑکا (جو اس نے مانگا تھا) اس جیسا نہ تھا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد

بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ

کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں O تو اس کے رب نے اچھی طرح قبول فرمایا

حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا

اور اچھی طرح پرورش کیا اور اسے زکریا نے اپنی نگہبانی میں لے لیا' جب کبھی زکریا (علیہ السلام) اس کے پاس (اس کی)

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ

نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس نیا رزق پاتے (پھر زکریا نے مریم سے) پوچھا کہ اے مریم! یہ (رزق) تیرے

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾

پاس کہاں سے آیا؟ مریم نے جواب دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا' بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے O

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً

اس جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! مجھ کو اپنے دربار سے پاک اولاد عطا فرما

۳۷- پھر جب مریم علیہا السلام پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے ان کو بڑی اچھی طرح قبول کیا اور اچھی طرح پرورش کیا اور وہ دن دگنی بڑھتی تھیں' ہر وقت عبادت میں مشغول رہتیں' ہر وقتِ ضرورت غیب سے غذا آتی تھی' حضرت زکریا علیہ السلام پیغمبر کے ظلِ عاطفت اور کفالت میں پرورش پاتیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جوان کے خالو تھے جب کہیں جاتے تھے' تو ان کو بند کر جاتے تھے جب آتے تو ان کے پاس غیبی میوے بے موسم کے پاتے۔ گرمی کے جاڑے (سردی) میں اور جاڑے (سردی) کے گرمی میں' تب پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس سے جبرائیل علیہ السلام لائے' خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے جس وقت چاہتا ہے کھلاتا پلاتا ہے۔

۳۸ تا ۳۹- جب زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ بے موسم کے میوے پہنچاتا ہے' یہ بوڑھے ہو گئے تھے' اولاد نہ تھی خیال آ گیا کہ کاش! خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد عطا فرما دے' تب یہ دعا کی کہ بار خدایا! مجھے اپنی رحمت سے اچھی نیک اولاد عطا کر تو دعا کو سنتا ہے قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا' انہوں نے جب زکریا نماز کو محراب میں کھڑے ہوئے آ کر کہا: خدا تعالیٰ تم کو اولاد کی خوشخبری دیتا ہے' اس کا نام یحییٰ رکھا گیا ہے' وہ خدا تعالیٰ کے پاک کلمے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو بن باپ کے پیدا ہوں گے تصدیق کریں گے اور ان کے کلمۃ اللہ تعالیٰ ہونے کی اور ان کی والدہ کی پاکدامنی کی گواہی دیں گے' سردار عالی مقام ہوں گے۔ بردبار ہوں گے اور عورتوں کی طرف رغبت نہ

طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ

بے شک تو دعا کا سننے والا ہے ○ تو فرشتوں نے ان کو آواز دی جب کہ وہ محراب میں (نماز پڑھنے کی جگہ)

يُّصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۙ أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ

نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ تم کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ (علیہ السلام) کی (پیدا ہونے کی) وہ تصدیق کریں گے خدا کے

مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُورًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ

ایک کلمہ کی (یعنی عیسیٰ کی) اور (قوم کے) سردار ہوں گے اور ہمیشہ کے لیے (عورتوں سے) بچنے والے اور نیک نبی ہوں گے ○ زکریا (علیہ السلام)

أَنّٰى يَكُونُ لِي غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۭ قَالَ

نے عرض کی کہ اے میرے رب! میرے لڑکا کہاں سے ہوگا؟ مجھ پر تو بڑھاپا آ گیا اور میری عورت بھی بانجھ ہے (فرشتہ) نے کہا:

كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ

اسی طرح (ہوگا) اللہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے ○ زکریا (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے میرے رب میرے لیے کوئی

اٰيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

نشانی مقرر کر دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لیے نشانی یہ ہے کہ آپ تین روز تک بجز اشارہ کے لوگوں سے بات چیت نہ

كَثِيرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ ع ۱۲

کر سکیں گے اور اپنے رب کو بہت یاد کیجئے اور شام اور صبح اس کی پاکی بیان کیجئے ○ اور (یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا: اے مریم!

کریں گے، پیغمبر خدا ہوں گے اور دنیا و آخرت میں نیک بخت ہوں گے۔

۴۰ تا ۴۱۔ حضرت زکریا علیہ السلام بشارت سن کر خوش ہوئے مگر اپنی حالت دیکھ کر مایوس سے ہونے لگے اور پوچھا کہ اے جبرائیل! میرے تربیت کرنے والے، خوشخبری دینے والے! یہ تو بتاؤ کہ میرے لڑکا کیونکر ہوگا، میں بالکل بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: خدا تعالیٰ ایسی ہی باتیں اپنی قدرت سے دکھلاتا ہے اس پر بھروسہ رکھو، تب وہ بولے: میں چاہتا ہوں کہ کوئی نشانی اس کی پیدائش کے وقت ایسی ہو جس سے مجھ کو معلوم ہو جائے، ارشاد ہوا کہ نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک کسی آدمی سے دنیا کی بات نہ کر سکو گے، آنکھوں اور ہونٹوں اور ہاتھوں کے اشاروں سے گفتگو کرو گے مگر خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کی حمد و ثناء کر سکو گے، خوب خدا کا ذکر کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح و عبادت میں مشغول رہنا۔

۴۲ تا ۴۳۔ پھر حضرت مریم علیہ السلام کے قصے کی طرف رجوع کیا کہ جب مریم علیہا السلام جوان ہوئیں تو اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے مریم! خدا نے تجھے برگزیدہ بنایا اور اپنی عبادت کے لیے تجھ کو ممتاز کیا اور کفر و شرک اور دوسری

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى

تم کو خدا نے برگزیدہ کیا اور (گناہوں کی آلائشوں سے خوب) ستھرا کیا اور تم کو (اپنے زمانہ میں) سارے جہان کی

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ

عورتوں پر فضیلت دی O اے مریم! تو خشوع اور عاجزی سے اپنے رب کی عبادت کرتی رہو اور نمازیوں کے ساتھ سجدہ

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا

اور رکوع کرتی رہو O یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم آپ کو (اے نبی! خفیہ طور پر) بذریعہ وحی بتاتے ہیں اور آپ ان کے

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا

پاس موجود نہ تھے جب کہ وہ اپنے قلموں سے قرعہ ڈال رہے تھے کہ ان میں سے مریم کس کی پرورش میں رہیں؟ اور

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

آپ ان کے پاس اس وقت بھی موجود نہ تھے جب کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے O اور (یاد کیجئے) جب فرشتوں نے کہا: اے مریم!

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ قلے اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ تعالیٰ تم کو اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا

نجاستوں سے تجھ کو پاک کیا یا قتل سے بچایا اور اس زمانہ کی سب عورتوں سے تجھ کو خاص اور برگزیدہ بنایا کہ حضرت عیسیٰ کو تجھ سے بن باپ کے پیدا کریں گے۔ اے مریم (علیہا السلام)! تو اپنے پروردگار کی اطاعت کر اس کا شکر ادا کر اور رکوع و سجدہ کر نماز پڑھ اس میں قیام بہت دیر تک کر اور جماعت کے ساتھ رکوع و سجدے سے اچھی طرح نماز ادا کرتی رہو۔

۴۴- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! زکریا (علیہ السلام) کے قصے اور مریم (علیہا السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کے حال یہ سب غیبی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف اتارتے ہیں اور جبرائیل کو بھیج کر تم کو سناتے ہیں، تم وہاں کب تھے۔ جب مریم (علیہا السلام) کی تربیت میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ کون پرورش کرے گا اور سب لوگوں کا دریا کے کنارے ہجوم تھا ہر شخص اپنی قلم دلیل کے طور پر نکالتا تھا اور آخر کو حضرت زکریا (علیہ السلام) کو ان کی پرورش سپرد ہوئی تھی، ان کے نام قرعہ نکل آیا تھا۔

۴۵ تا ۴۶- اور وہ وقت بھی یاد کریں جب جبرائیل (علیہ السلام) نے مریم (علیہا السلام) سے کہا کہ خدا تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو کلمۃ اللہ ہے یعنی فقط کلمہ کن سے بن باپ کے پیدا ہوگا اس کا نام مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم ہوگا دنیا و آخرت دونوں میں صاحب عزت و وقار و منزلت ہوگا قیامت کو جنت عدن میں دربار الٰہی میں مقرب ہوگا۔ بچپن میں باتیں کرے گا (چنانچہ جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) چالیس روز کے تھے تو اپنی ماں کی پاکی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی تھی) اور تیس برس کے بعد نبوت پائے گا اور پیغمبروں اور صالحین سے ہوگا۔ لفظ مسیح میں اختلاف ہے بعض عربی لفظ بتلاتے ہیں مشتق سیاحت سے یعنی بہت

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ

جو دنیا اور آخرت میں بڑا باوقار اور (اللہ کے) مقرب لوگوں میں سے ہو گا O اور لوگوں سے پنگوڑے میں اور (یعنی ماں

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ

کی گود میں بچپن میں اور) ادھیڑ عمر میں یکساں طور پر باتیں کرے گا اور (اللہ کے) خاص بندوں میں سے ہوگا O (مریم نے) عرض کیا:

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ

اے میرے رب! میرے لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یوں ہی

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس سے یہ فرماتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے O

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى

اور اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائے گا O اور (وہ) بنی اسرائیل

بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْۤ اَخْلُقُ

کی طرف رسول بنا کر بھیجا جائے گا (اور وہ انہیں سے کہے گا کہ) بے شک میں تمہاری طرف تمہارے رب

لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ

کی طرف سے ایک عظیم الشان نشانی لے کر آیا ہوں (وہ یہ کہ) میں تمہارے لیے گارے سے پرندوں کی سی صورتیں بنا کر

زیادہ سفر کرنے والا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عمر سفر و سیاحت میں گزاری' مکان تک بھی نہ بنایا۔ یا مسح سے بہ معنی چھونے کے یعنی برکت نے ان کو چھوا یا یہ کہ جس کو وہ چھوتے تھے اس کو برکت ہوتی تھی۔ بعض عبرانی بتلاتے ہیں۔ اصل میں مشیما تھا یعنی سردار نیک کردار۔

۴۷- جب حضرت مریم علیہا السلام نے اولاد کا نام سنا تو حیران ہوئیں اور کہا کہ اے میرے خدا! میرے لڑکا کیونکر ہوسکتا ہے مجھ کو تو کسی مرد نے ہاتھ بھی نہیں لگایا نہ بطور حلال نہ بطور حرام۔ جبرائیل علیہ السلام بولے کہ یونہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے جب کسی بات کا حکم کرتا ہے اور بن باپ کے اولاد کرتا ہے تو کن کہتا ہے فوراً وہ بات ہو جاتی ہے۔

۴۸ تا ۵۱- خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب سکھائے گا یعنی اگلے پیغمبروں کی کتاب کا علم دے گا یا یہ کہ لکھنا سکھائے گا اور حکمت بتلائے گا یعنی حلال حرام کے احکام یا مذاہب انبیاء السابقین و توریت کا حافظ کرے گا۔ ماں کے پیٹ سے توریت یاد ہوگی۔ جب پیغمبر ہوگا انجیل پائے گا' تیس (۳۰) برس کے بعد رسول ہوگا' بالجملہ جب عیسیٰ علیہ السلام رسول

اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ

اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگتے ہیں اور میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور میں خدا کے

اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

حکم سے مردہ بھی زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو وہ

لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ

تم کو بتا دیتا ہوں‘ بے شک ان سب باتوں میں تمہارے لیے (میری نبوت کی) بڑی نشانی ہے اگر تم میں ایمان ہے ○ اور (میں) اپنے سے

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ

اگلی کتاب توریت کی تصدیق کرنے آیا ہوں اور (میں اس لیے بھی آیا ہوں کہ) جو چیزیں تم پر حرام کر دی گئی تھیں ان میں سے کچھ تمہارے لیے حلال

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

کر دوں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ○ بے شک

فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ

اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا سب کا رب ہے‘ اسی کی پوجا کرو‘ یہی ہے سیدھا راستہ ○ پھر جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کی

ہوئے اور انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ دیکھو میں خدا تعالیٰ کے پاس سے معجزہ لایا ہوں کہ مٹی سے پرندہ کی صورت بناتا ہوں‘ اس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اڑنے لگتا ہے اور ان کو چمگادڑ بنا کر دکھایا‘ وہ بولے: یہ جادو ہے اس کے سوا اور لاؤ‘ تب انہوں نے کہا: مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اللہ تعالیٰ کے نام سے اچھا کر دیتا ہوں چنانچہ یا حیی یا قیوم کہہ کر اچھا کر دیا‘ اس کو بھی جادو بتلایا تب کہا کہ تم کو تمہارے صبح و شام کے کھانوں کی جو ایک وقت سے دوسرے وقت کے لیے اٹھا رکھتے ہو بذریعہ علم غیب خبر دیتا ہوں۔ ان باتوں میں کیسا معجزہ ہے‘ اگر تم یقین لاتے ہو تو مان لو میں رسول ہوں‘ توحید بیان کرنے میں اگلی کتاب یعنی توریت کے مطابق ہوں‘ اس کا تصدیق کرنے والا ہوں اور میں اس واسطے آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تم حرام ہو گئی ہیں جیسے اونٹ کا گوشت‘ گائے‘ بکری کی چربی‘ سنیچر کا دن ان کو حلال کر دوں۔ خدا تعالیٰ کا معجزہ نشانی لایا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی طرف توبہ کرو‘ میری اطاعت کرو‘ خدا تعالیٰ میرا اور تمہارا پروردگار ہے‘ اسی کی عبادت کرو‘ اسی کی توحید بیان کرو۔ یہ دین توحید سیدھا راستہ اور سچا دین ہے‘ اسے قبول کرو۔

۵۲ تا ۵۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو بہت کچھ سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہ مانی‘ آپ کے قتل پر آمادہ ہو گئے‘ جب عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ قتل کرتے ہیں یا یہ کہ بے ہودہ کلمات کفریہ کہتے ہیں تو بولے: اے خدا تعالیٰ کے بندو! کوئی تم میں ایسا بھی ہے کہ میری مدد کرے اور خدا تعالیٰ کے دین کی طرف نظر کر کے اس کے رسول کو بچائے‘ حواریین یعنی خالص

الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِيٓ إِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ

طرف سے انکار معلوم کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے تو حواریوں (دوستوں)

أَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

نے کہا: ہم ہیں خدا کے (دین کے) مددگار، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار مسلمان ہیں ○ اے ہمارے رب!

بِمَآ أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

جو کچھ تو نے نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور (تیرے) رسول کی پیروی کی تو ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں میں لکھ دے ○

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع إِذْ قَالَ اللّٰهُ النصف ع ۵ ۱۳ ۱۳

اور کافروں (یہودیوں) نے (عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف) داؤ اور تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے (ان کو ہلاک کرنے کی) پوشیدہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ

يٰعِيْسٰىٓ إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ

سب سے بہتر (اچھی) تدبیر کرنے والا ہے ○ (اے نبی! اس وقت کو یاد کرو کہ) جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تمہاری عمر پوری

دوست سچے مسلمان بارہ آدمی تھے، کپڑے دھویا کرتے تھے، وہ بولے: ہم خدا کے دین کی مدد کریں گے۔ ہم ایمان لائے، تم بھی ہمارے اسلام پر گواہ رہو، ہم موحد اور مسلمان ہیں، پھر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! ہم تیری کتاب یعنی انجیل پر ایمان لائے اور تیرے رسول عیسیٰ (علیہ السلام) مسیح کی تصدیق کی، تو ہم کو شاہدین سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں لکھ یا یہ کہ ہم کو قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان کی امت میں اٹھا۔

۵۴- جب یہود نے دیکھا کہ بعض آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں تو ڈرے کہ ہمارے دین یہودیت میں فرق نہ آ جائے، ان کے قتل کا ارادہ کیا اور مکر کرنے لگے، خدا تعالیٰ نے ان کے بادشاہ قطیانوس نامی کے قتل کا ارادہ کیا اور خدا سب مکر کرنے والوں سے زائد قوی غالب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر بلا لیا اور قطیانوس پر روم کے بادشاہ پرطیارس کو اور اس کے بعد طیطن کو مسلط کیا کہ انہوں نے یہودیوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔ اس زمانہ میں بنی قریظہ اور بنی نضیر عرب کو بھاگ آئے، یہاں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، دوہری پھٹکار پڑی، قیامت تک کے لیے محتاجی و ذلت و بدنامی مسلط ہوگئی۔

۵۵ تا ۵۸- جب یہود قتل پر آمادہ ہوگئے تو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! میں تمہاری عمر پوری کروں گا اور تمہیں پورا پورا اپنے قبضے میں رکھوں گا اور کافروں کے ہاتھ تم تک نہ پہنچنے دوں گا کہ وہ تم کو قتل کر سکیں۔ اب میں تم کو آسمان پر اٹھائے لیتا ہوں اور تمہارے تابع داروں کو قیامت تک کافروں پر غالب رکھوں گا، پھر قریب قیامت تم کو زمین پر اتاروں گا، پھر تم کو ماروں گا۔ پھر تم کو اور سارے عالم کو بروز حشر زندہ کر کے اٹھاؤں گا، پھر جن باتوں میں تم لڑتے جھگڑتے تھے ان میں فیصلہ کروں گا۔ پس جو خدا کے رسولوں کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں

كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ

پوری کروں گا (یعنی ان کے ہاتھ تمہارے جسم تک نہ پہنچنے دوں گا کہ وہ تم کو قتل کر سکیں) اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور

يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ

تمہارے ماننے والوں کو منکروں پر قیامت تک غلبہ (اور فوقیت) دوں گا پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے تو جس بات میں تم اختلاف کر رہے تھے

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۵۵﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اس میں تمہارا فیصلہ کر دوں گا ○ پھر جنہوں نے انکار کیا تو ان کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿۵۶﴾ وَأَمَّا

سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہو گا ○ اور جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کا پورا پورا بدلہ دے گا اور

اللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۵۷﴾ ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَ

اللہ تعالیٰ کو ناانصاف لوگ پسند نہیں آتے ○ یہ آیتیں ہیں اور حکمت والی نصیحت جو ہم آپ کو

ماننے میں ان کو عذاب دوں گا۔ دنیا میں جزیہ مقرر کر کے یا تلوار سے' قیامت میں دوزخ اور لعنت اور پھٹکار سے۔ خدا تعالیٰ کے عذاب سے ان کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی کتابوں کو یعنی قرآن مجید و انجیل وغیرہ کو مانے' اس کے سب رسولوں خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانے' خالص توحید اختیار کرے تو خدا تعالیٰ ان کو پورا پورا ثواب دے گا۔ خدا تعالیٰ توحید والوں کو دوست رکھتا ہے اور مشرکین کو ان کے ظلم کے سبب دوست نہیں رکھتا۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اور مریم (علیہا السلام) کے سچے قصے ہم جبرائیل امین کی زبانی تمہیں سناتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی اچھی آیتیں امر و نہی' حلال و حرام بتاتے ہیں۔ ذکر حکیم اتارتے ہیں یعنی عمدہ موافق حکمت کے یا موافق اگلی کتابوں کے یعنی تورات و انجیل کے یا لوح محفوظ کے' احادیث مشہورہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت پھر آئیں گے۔ قرآن کریم میں ''متوفیک'' کا لفظ پہلے ہے اور ''رافعک'' کا پیچھے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انتقال کر گئے' پھر وہ آسمان پر بلائے گئے اور اس سے مرنا ثابت ہوتا ہے' اسی لیے مفسر نے مقدم و مؤخر کہہ دیا۔ یعنی اصل میں یوں تھا: ''رافعک و متوفیک''۔ اور اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ واؤ ترتیب کو نہیں چاہتی' دوسرے یہ کہ ''متوفیک'' کے معنی یہ بھی ہیں کہ دنیا کی محبت سے تمہارے دل کو پاک کروں گا جیسے مردے ہوتے ہیں اور صفات ملکوتی سے آراستہ کروں گا۔ پھر آسمان پر

الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝۵۸ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ

پڑھ کر سناتے ہیں O بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی کہاوت اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی طرح ہے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا

جن کو مٹی سے بنایا' پھر ان سے کہا کہ ہو جاؤ' وہ ہو گئے O حق تو وہی ہے جو آپ کے رب کی

تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ

طرف سے ہے تو آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں O پھر اگر آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد بھی (عیسیٰ

مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَ

کے بارے میں) لوگ آپ سے حجت کریں تو آپ فرما دیجئے کہ آؤ ہم اور تم اپنے اپنے لڑکوں کو

نِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ

بلائیں اور اپنی اپنی لڑکیوں کو بھی بلائیں اور خود ہم اور تم بھی جمع ہو جائیں' پھر گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں' جھوٹوں پر

بلاؤں گا یا یہ کہ میں تمہاری عمر پوری کروں گا اور تم کو اب آسمانوں پر زندہ اٹھا لوں گا۔

۵۹ تا ۶۳۔ نجران کے پادری جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث مناظرہ کرنے آئے تھے انہوں نے کہا: آپ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے پر انکار کرتے ہیں قرآن کریم میں اس کی کوئی دلیل بھی لکھی ہے یا نہیں' اگر وہ خدا تعالیٰ کے بیٹے نہیں تو ان کے باپ کا نام بتلاؤ' اس کا جواب اترا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مثل خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہے کہ جیسے آدم علیہ السلام کی پیدائش کہ وہ بھی بے باپ پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ بلکہ آدم علیہ السلام کی ماں بھی نہ تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تھی۔ ان کی ماں کے پیٹ میں ''کُن'' کہہ کر ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو پیدا کر دیا تو چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدرجہ اولیٰ خدا کا بیٹا کہو ورنہ ان کے باپ کا نام بتاؤ۔ یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بندے ہیں نہ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہی صحیح ہے اور یہ ہی امر حق ہے پس کسی کو اس امر میں شک نہ چاہیے۔

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بتلائی تو انہوں نے انکار کیا۔ ہٹ دھرمی کی اور اپنی بے ہودہ بات پر اصرار کرنے لگے۔ تب یہ اترا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ہی امر حق ہے جو ہم نے فرمایا۔ اگر اب بھی یہ لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں آپ سے بحث و مناظرہ کریں تو آپ بحث نہ کریں بلکہ مباہلہ کے واسطے تیاری کریں اور کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو اپنے ساتھ نکالیں اور تم بھی اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آؤ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ سے عاجزی کریں کہ یا اللہ! جو جھوٹا ہو اس پر اپنی لعنت بھیج۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہا السلام کے قصے اور وفد نجران کی بحثیں سب صحیح اور سچی باتیں ہیں' سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں' نہ اس کے جورو نہ لڑکا نہ اس کا کوئی شریک' وہ بڑی عزت والا ہے اور غالب ہے اور حکیم ہے' کبھی غیر کی عبادت کا حکم

عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا
اللہ کی لعنت ڈالیں ○ بے شک یہی سچا بیان ہے اور خدا کے سوا
مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾
کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی زبردست' حکمت والا ہے ○
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلْ يٰۤاَهْلَ
ع ۹ ۱۴
پھر (اس پر بھی) اگر وہ نہ مانیں تو اللہ تعالیٰ مفسدوں کو خوب جانتا ہے ○ (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے
الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا
کہ اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ کہ جس کو ہم اور تم برابر مانتے ہیں
اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا
وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾
کے سوا رب بنائے' پھر اگر وہ (اس کو بھی) نہ مانیں تو آپ فرما دیں کہ تم اس بات پر گواہ رہو کہ بے شک ہم تو (اللہ کے ماننے والے) مسلمان ہیں ○

نہ کرے گا یا یہ کہ اس نے مباہلہ کا حکم کیا اس میں بڑی حکمت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کو آمادہ ہوئے چونکہ وہ دل میں سب خوب یقین رکھتے تھے کہ یہ نبی برحق ہیں اور جو نبی سے مباہلہ وملاعنہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے تو گھبرا گئے اور کہا کہ ہم سوچ کر جواب دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسب وعدہ حضرت حسین کو گود میں لیے ہوئے اور حضرت حسن کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے' حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیچھے چلیں۔ حضرت مولا علی ان کے پیچھے اور ایک جگہ جو مقرر ہوئی تھی بیٹھے۔ جب پادری اکٹھے ہو کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اہل بیت کرام دیکھا تو کانپ گئے اور کہنے لگے کہ قسم خدا کی اگر یہ چاند سے چہرے پہاڑ الٹ جانے کی دعا کریں تو بھی قبول ہو جائے اور مباہلہ سے انکار کیا' جزیہ دینا قبول کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر یہ اس وقت مباہلہ سے انکار کرتے ہیں تو اس وقت ان کا عذاب موقوف رہا' خدا تعالیٰ مفسدوں کا حال خوب جانتا ہے' جب وقت آئے گا یہ اپنی سزا کو پہنچیں گے۔

۶۴۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ اے اہل کتاب! اس پاک مبارک کلمہ توحید کو جو ہم اور تم دونوں میں مشترک ہے مانو اور اس پر یقین لاؤ۔ آؤ ہم تم دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کریں' سوائے اس کے کسی کی عبادت نہ کریں' کسی کو اس کا شریک نہ جانیں' آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم مثل خدا تعالیٰ نہ کریں کہ کسی کی خاطر اللہ تعالیٰ کا حکم چھوڑ دیں' ہم بھی دین آسمانی اور کتاب آسمانی کے قائل ہیں اور تم بھی پھر آپس میں اختلاف کیوں کریں۔ شریک پر خاک

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰٮةُ

اے اہلِ کتاب! تم ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو (کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے) حالانکہ توریت

وَالۡاِنۡجِيۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝٦٥ هٰۤاَنۡتُمۡ

اور انجیل ان کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں اور (ان میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں بتایا گیا) کیا تم میں ذرا بھی عقل نہیں O دیکھو تم

هٰۤؤُلَاۤءِ حَاجَجۡتُمۡ فِيۡمَا لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ

ایسے لوگ ہو کہ جس بات میں تمہیں کچھ علم تھا اس میں بھی تم نے جھگڑا کیا لیکن جس کا تمہیں علم ہی نہیں اس میں کیوں

فِيۡمَا لَـيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا

جھگڑے ہو اور (اس معاملہ کو) اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اور تم کچھ

تَعۡلَمُوۡنَ ۝٦٦ مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا

نہیں جانتے O ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ (حق پرست) ہر باطل سے جدا

وَّلٰـكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝٦٧

ہو کر (اللہ تعالیٰ کے) فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں سے بھی نہ تھے O

ڈالیں۔ انہوں نے نہ مانا تب خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہہ دو اگر تم انکار ہی کرو تو ہم تو مسلمان ہی ہیں، تم بھی ہمارے مسلمان ہونے کے گواہ رہو۔

۶۵ تا ۶۶- یہود کہتے تھے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، وہ بھی یہودی تھے۔ نصاریٰ کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی تھے، ان کا رد اترا کہ اے اہل کتاب! تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، توریت و انجیل دونوں ان کے بعد اتری ہیں، وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو سکتے ہیں، اتنا بھی نہیں سمجھتے، تم ان باتوں میں جو تمہاری کتابوں میں لکھی ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری اور حضرت ابراہیم کا موحد ہونا ان میں جھگڑا کرتے تھے۔ یہ بھی اگرچہ غلط تھا مگر اب جو تم ان باتوں میں گفتگو کرنے لگے جو ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصرانی بتلانے لگے ہو یا یہ کہ ان باتوں میں گفتگو کرتے ہو جن کا تم کو علم نہیں یہ کیوں کرتے ہو۔ بالکل غلط اور بے ہودگی کرتے ہو، خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو۔ ''فیما لکم بہ علم'' سے یا تو یہ مراد ہے کہ جو تمہاری کتابوں میں ہے اور تم اس کو جانتے ہو جیسا کہ ظاہر ہے یا یہ کہ جو تم نہیں جانتے اور اس کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہو اس تقدیر پر ''فلم تحاجون'' الگ ہوگا۔ یہ استفہام توبیخی ہوگا یعنی ان کو ڈانٹ کے لیے سوال کیا گیا۔

۶۷- اس آیت میں ان کا رد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے نہ مشرک تھے کہ خدا تعالیٰ کے لیے بیٹا یا شریک ٹھہراتے بلکہ وہ تو موحّد مسلم تھے۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا

بے شک سب سے زیادہ یگانگت (اور نزدیکی) ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ ان لوگوں کو ہے جنہوں نے آپ کی

النَّبِيُّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا ط وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۶۸

پیروی کی اور اس نبی (محمد ﷺ) اور ایمانداروں کو ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا حامی ہے O

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ ط وَمَا

اہل کتاب کے ایک گروہ کی تو دلی خواہش یہی ہے کہ کسی طرح تم کو گمراہ کر دیں اور

يُضِلُّونَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۶۹ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

گمراہ تو وہ اپنے آپ ہی کو کر رہے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں O اے اہل کتاب! تم

لِمَ تَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۷۰ يٰٓاَهْلَ

کس لیے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو (اور دل میں ان کے قائل ہو) O اے اہل کتاب!

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ

حق بات میں جھوٹ کیوں ملاتے ہو اور جان بوجھ کر حق

۶۸- یہودی ونصرانی جو کہتے ہیں کہ ابراہیم یہودی یا نصرانی تھے تو یہ بالکل ہی غلط ہے اور سچ بات یہ ہے کہ سب سے زائد دین ابراہیم سے قریب اور ملتا جلتا دین اسلام ہے اور امر توحید میں ابراہیم کے اصل تابع تو وہ تھے جو ان کے زمانہ میں تھے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے بعد اور پیغمبر اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے تابع دار مسلمان' انہوں نے ملت ابراہیمی میں ازسرنو جان ڈالی اور اس کو زندہ کیا کہ یہ امر توحید میں خالص خدا تعالیٰ کے تابع فرمان ہیں اور خدا تعالیٰ ان کا حافظ وناصر ہے۔

۶۹ تا ۷۱- جب احد کی لڑائی میں اہل اسلام کو اپنی غلطی سے شکست حاصل ہوئی تو کعب بن اشرف وغیرہ یہودیوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہودی ہو جاؤ ورنہ ایسی ہی شکستیں کھاؤ گے۔ تب یہ اترا کہ اہل کتاب کا ایک گروہ تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے حالانکہ فی الحقیقت یہ سچے دین سے انحراف کر کے اپنے آپ گمراہ ہوتے ہیں مگر کمبخت سمجھتے نہیں' یا یہ کہ ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سب باتوں کی خبر بذریعہ علم غیب اپنے نبی کو پہنچا دیتا ہے۔ پھر ان سے خطاب کیا کہ اے اہل کتاب! خدا تعالیٰ کی آیتوں کو کیوں نہیں مانتے۔ دیدہ و دانستہ کیوں کفر کرتے ہو باوجودیکہ اپنی کتاب توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں دیکھ چکے ہو اور پھر انکار کرتے ہوئے اہل کتاب! سچی باتوں میں جھوٹی باتیں ملا کر کیوں دھوکہ دیتے ہو' دجال کی نشانی جو توریت میں لکھی ہے اس کو زبردستی کیوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کر کے حق کو چھپاتے ہو' دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوتے ہو۔

ع ۸ / ۱۵

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ

کی بات کیوں چھپاتے ہو O اور اہل کتاب کا ایک گروہ یوں بولا کہ مسلمانوں پر جو کچھ

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

نازل کیا گیا ہے صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو انکار کر دو تاکہ کچھ مسلمان بھی (تمہارے ساتھ اسلام سے)

یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى

پھر جائیں O اور (یہ بھی کہا کہ) بجز اس کے جو تمہارے دین پر چلے کسی کی بات نہ مانو (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ اصل ہدایت تو اللہ تعالیٰ ہی کی

هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ

ہدایت ہے (تم مانو یا نہ مانو صرف حسد کی وجہ سے اپنی قوم کو ایمان لانے سے روکتے تھے اور کہتے کہ) یہ تسلیم نہ کرو کہ جیسا دین تمہیں دیا گیا ہے

عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ویسا ہی کسی اور کو بھی دیا گیا ہے اور یہ بھی تسلیم نہ کرو کہ یہ لوگ تم سے تمہارے خدا کے سامنے جھگڑا کریں گے (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ بے شک فضل

وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

(وحی) تو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ (کی رحمت) بہت وسیع ہے (اور وہ) بڑے علم والا ہے O (اور وہ سب کچھ

خدا کے قہر سے نہیں ڈرتے۔

۷۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیت المقدس کو نماز پڑھتے تھے۔ جب کعبہ کا حکم ہوا ظہر کا وقت تھا تب کعب وغیرہ نے ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہا کہ صبح کو جو قبلہ کا حکم مسلمانوں پر اترا تھا اور اس کی طرف انہوں نے نماز پڑھی تھی یعنی بیت المقدس کی طرف اس کی تصدیق کرو اور جس طرف کو ظہر کی نماز پڑھی اس کو جھٹلاؤ اور کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ تعالیٰ) بے حکم الٰہی خود قبلہ بدل دیا کہ شاید اس دھوکے سے مسلمان کافر ہو جائیں اور یہودیت قبول کر لیں۔

۷۳۔ کعب بن اشرف یہودی وغیرہ اپنے ماننے والے ادنیٰ درجہ کے یہودیوں کو سکھاتے تھے کہ مسلمانوں کو دھوکہ دو اور جو تمہارا قبلہ قبول نہ کرے، دین یہودیت نہ مانے، اس کا اتباع نہ کرو۔

۷۳ تا ۷۴۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) تم ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہہ دو کہ اصل ہدایت خدا تعالیٰ کی ہدایت ہی ہے اور سچا قبلہ وہی ہے جس کا اس نے حکم دیا ہے یعنی کعبہ، جو اس کے برخلاف ہوگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس مغلوب و مردود و معتوب ہوگا یعنی یہود بروز قیامت خدا تعالیٰ کے روبرو قائل اور شرمندہ ہوں گے اور ان پر خدا کا غصہ اور غضب ہوگا اور یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی اور فضیلت خدا تعالیٰ کے قبضے میں ہے، جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، فقط زبان سے کہہ لینے سے بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ واسع الفضل ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دے کر تمام عالم

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ

جانتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت (وحی) سے خاص کرتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے O اور اہل کتاب میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر

بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهٖٓ إِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا

ان کے پاس (مال کا) ایک ڈھیر بھی امانت رکھیں تو وہ آپ کو بعینہ واپس دے دیں گے اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ

يُؤَدِّهٖٓ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا

اگر آپ ان کے پاس ایک دینار (اشرفی) بھی امانت رکھیں تو وہ بغیر اس کے کہ آپ ان کے سر پر کھڑے رہیں

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيّٖنَ سَبِيلٌ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

آپ کو کبھی واپس نہ دیں گے' یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملہ میں (بددیانتی کرنے میں) ہم پر کوئی مواخذہ نہیں

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ بَلٰى مَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اور وہ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں O ہاں جو کوئی اپنا عہد پورا کرتا ہے اور (خدا سے) ڈرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ

الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

ڈرنے والوں سے محبت فرماتا ہے O بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑے سے داموں میں بیچ

میں اپنی رحمت کی شان دکھلائی اور وہ عالم ہے ہر بات کا' جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دی اور عالم کو شرک و کفر سے بچایا۔

۷۵ تا ۷۶- پھر بڑے یہودیوں کی خیانت کا ذکر کیا اور ان میں سے جو اچھے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ ان کی دیانت داری اور دین داری کا بیان کیا کہ بعض تو ایسے ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک بڑا ڈھیر قنطار رکھ دو تو ویسا ہی بجنسہٖ ادا کر دیں ذرا بھی خیانت نہ کریں اور بعض تو ایسے ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک دینار بھی رکھو تو بھی تقاضوں اور اصراروں سے دیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ اہل عرب کے مال کی خیانت میں کوئی گناہ نہیں خواہ چرالو خواہ لوٹ لو سب جائز ہے' وہ خدا تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں اور دیدہ و دانستہ جھوٹے بہتان جوڑتے ہیں' خدا تعالیٰ نے کبھی ان باتوں کی اجازت نہیں دی۔ ہاں جو ان میں اچھے ہیں اپنے عہد و وعدے پورے کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے حق اور بندوں کے حق پوری طرح ادا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں' گناہوں اور عہد توڑنے سے بچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست رکھتا ہے' ان کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔

۷۷- پھر یہودیوں کے عذاب کا ذکر کیا کہ جو خدا تعالیٰ کے عہد توڑتے ہیں اور اپنے ایمان اور اپنے دین کو بیچ کر دنیا کا تھوڑا سا مال و متاع مول لیتے ہیں تو ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں ملے گا اور خدا تعالیٰ ان سے نرمی سے بات بھی

قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا

ڈالتے ہیں (یعنی عہد اور قسم توڑ دیتے ہیں) ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے (رحمت کا) کلام

يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

فرمائے گا اور نہ (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کو درد ناک عذاب ہو گا O

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

اور ان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو کتاب کو زبان مروڑ کر پڑھتا (ہوا اس میں جھوٹ ملاتا ہے) تاکہ تم اس کو

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ

کتاب الٰہی سمجھو حالانکہ وہ کتاب میں نہیں اور وہ (گروہ) کہتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ ہرگز

اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ

خدا کی طرف سے نہیں اور وہ (گروہ) دیدہ دانستہ اللہ پر جھوٹ

هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ

باندھتا ہے O کسی ایسے بشر کا یہ کام نہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور پیغمبری دے پھر وہ لوگوں

نہ کرے گا' ان کی طرف نظر رحمت بھی نہ کرے گا' ان کو گناہوں سے بھی پاک نہ کرے گا اور ان کو جہنم میں سخت عذاب دے گا جو ان کے دل تک کی خبر لے گا۔ یہ آیت ابدان بن اشوع یہودی اور امرؤ القیس کے بارے میں اتری کہ ان کے آپس میں جھگڑا تھا جس کا ذکر پہلے گزرا ہے۔

۷۸- یہود کے بارے میں یہ بھی اترا کہ بعض یہودی ایسے ہیں جو توریت میں تبدیلی کرتے ہیں' زبان درازی اور چالاکی سے دجال کے حال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہیں اور توریت کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ کم علم جاہل سچ سمجھیں' حالانکہ وہ ہرگز توریت میں نہیں' وہ کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کے فرمان ہیں حالانکہ وہ ہرگز خدا تعالیٰ کے فرمان نہیں' وہ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولتے ہیں۔ دو یہودی عالم فقیر مدینہ طیبہ میں آئے تھے۔ کعب یہودی جو بڑا روپیہ والا تھا اس کی خاطر انہوں نے توریت میں تبدیلی کی تھی' ان کی شان میں یہ آیت اتری۔

۷۹ تا ۸۰- یہود کہتے تھے کہ ہم ملت ابراہیمی کے خاص وارث ہیں' عیسائی کہتے کہ ہم ان کے سچے تابع دار ہیں' دونوں یہی کہتے تھے کہ ہم کو ابراہیم نے ہمارا مذہب بتلایا ہے۔ ان کا رد اترا کہ کوئی آدمی جس کو خدا تعالیٰ کتاب دے اور حکم دے اور اپنا پیغمبر بنائے ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ شرک کا حکم کرے اور لوگوں سے کہے کہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت کرو' وہ تو یہی حکم کرے گا کہ تم خدا والے ہو جاؤ' دین کے عالم وفقیہ و فاضل ہو جاؤ' خود بھی علم دین سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ اور اس پر

الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن

سے (یہ) کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا:) تم اللہ والے ہو جاؤ' (اسی

دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَٰبَ

کی عبادت کرو) (اس لیے) کہ تم کتاب (دوسروں کو) پڑھاتے ہو اور خود

وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝٧٩ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا

بھی پڑھتے ہو O اور نہ وہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ تم فرشتوں کو اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو' کیا (یہ ممکن ہے کہ)

الْمَلَٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ

تم کو اسلام لانے کے بعد وہ کفر کرنے کا حکم دے

أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝٨٠ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ

٨ ع ٩ ١٦

(ہرگز نہیں)O اور (اے نبی! اس وقت کو یاد کرو کہ) جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء (علیہم السلام) سے عہد لیا کہ جب میں تم کو

ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ

کتاب اور دانائی عطا فرماؤں' پھر جو کچھ تمہارے پاس ہو اس کی تصدیق کے لیے ایک (عظیم الشان) رسول

خود بھی عمل کرو۔ جب کہ تم لوگوں کو کتاب تورات وانجیل سکھاتے پڑھاتے ہو تو خود بھی اس پر عمل کرو' وہ کبھی یہ حکم نہ کرے گا کہ فرشتوں کو معبود یا خدا تعالیٰ کی لڑکیاں سمجھ لو۔ کیا وہ تم کو اس کے بعد کہ اسلام سکھایا ہے پھر کفر کا حکم کرے گا یعنی تم کہتے ہو کہ پیغمبروں نے تم کو تمہارا مذہب بتایا ہے تو تم یہ جو شرک کرتے ہو' کہیں خدا کی جورو بتاتے ہو' کہیں لڑکا ثابت کرتے ہو' کیا یہ بھی انہوں نے ہی حکم دیا ہے' وہ تو ایسا حکم کبھی نہ کریں گے کہ شرک کی تعلیم کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب یہود نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنی عبادت کا حکم کرتے ہیں جیسے نصاریٰ عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور یہی مشرکین ونصاریٰ نے کہا تب یہ اترا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہیں اور پیغمبر ایسا حکم نہیں کر سکتے تم پیغمبروں پر جھوٹے بہتان باندھتے ہو۔

۸۱ تا ۸۲- پھر اللہ تعالیٰ پاک اپنے اس عہد کا ذکر کرتا ہے جو اس نے اپنے سب پیغمبروں سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا تھا اور فرمایا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو پیغمبر بناؤں اور کتاب دوں اور اس میں حکمت یعنی حلال وحرام سکھاؤں اور میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تمہارے وقت میں آ جائیں تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور اپنی اپنی امتوں کو تاکید کرنا کہ ان کو سب سے افضل سمجھیں' ان کی مدد کریں' ان کے دشمنوں کو قتل کریں' یہ بیان کر کے خدا تعالیٰ نے سوال کیا کہ آیا تم سب اس بات کو قبول کرتے ہو اور میرا عہد بجا لانے کا اقرار کرتے ہو؟ وہ بولے: ہم نے اقرار کیا اور عہد قبول کیا۔

لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ

تشریف لائے تو تم اس پر ضرور بہ ضرور ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (ابھی کسی نے جواب نہ دیا تھا کہ) اللہ تعالیٰ

عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ

نے فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا' تب سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا (تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: پھر تم

مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں O پھر جو لوگ (بفرض محال) اس (مضبوط اقرار) کے بعد پھر

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی

جائیں تو وہی نافرمان ہیں O کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش کر رہے ہیں حالانکہ آسمان والے اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

والے خوشی سے اور مجبوری سے اسی کے سامنے گردن جھکاتے ہیں اور (بالآخر) سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے O

خدا تعالیٰ نے کہا: تم بھی گواہ رہو میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔ ہر نبی نے خدا تعالیٰ کا عہد پورا کیا' اپنی اپنی امتوں کو تاکید کر دی اور ہر ایک کو دوسرے پر گواہ کر دیا اور یہ خود بھی گواہ ہو گئے' اس پر بھی اگر کوئی نہ مانے اور عہد شکنی کرے تو اس سے بڑھ کر فاسد و نافرمان کم بخت و کم نصیب اور کون ہوگا۔

۸۳ تا ۸۵- یہود و نصاریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم ہم دونوں میں سے کسی کو حق پر نہیں بتاتے یہ کیا بات ہے۔ کسی کو تو بتلاؤ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دونوں باطل پر ہو اور توحید سے دور۔ اس پر انہوں نے کہا: تم اپنے سوا سب کو برا جانتے ہو۔ آپ اچھے ہو اور سب برے ہیں۔ ہم تمہارے دین سے کبھی راضی نہ ہوں گے۔ تب یہ اترا کہ کیا یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے دین کو چھوڑتے ہیں اور دوسرے غلط دینوں کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا آسمان کے فرشتے اور زمین کی مخلوق سب اقرار کرتے ہیں اور اس کے آگے چارو ناچار سب گردن جھکاتے ہیں۔ آسمان والے عادتاً اور مسلمان اس کے حکم کی تعمیل میں عبادت کرتے ہیں یا یہ کہ سچے مسلمان تو خود بخود خوشی سے مسلمان ہوئے' وہ خوشی سے عبادت کرتے ہیں یعنی خود بخود اور جو پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہوئے وہ زبردستی سے عبادت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ پھر ایمان کا طریقہ بتلایا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! خواہ ایمان لائیں یا نہ لائیں آپ ان سے صاف کہہ دیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے اور جو ہم پر اترا یعنی قرآن مجید اور ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کے صحیفے پر اور اسمٰعیل علیہ السلام پر اور ان کی کتاب پر اور اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد کو جو دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب یعنی انجیل پر اور سب پیغمبروں پر اور ان کی کتابوں پر ایمان لائے' ہم کسی کے ساتھ کفر نہیں کرتے ہیں یا یہ کہ ہم کسی پیغمبر کو کافر نہیں کہتے' ہم خدا تعالیٰ کے تابع دار ہیں' اسی کی توحید اور عبادت کا اقرار کرتے ہیں اور جو سوائے

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ

آپ فرما دیجئے: ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور (اس پر) جو ہماری طرف اترا اور جو کچھ (حضرت) ابراہیم اور

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ

اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور (ان کی) اولاد پر اترا اور جو کچھ (حضرت) موسیٰ اور عیسیٰ اور (دیگر) انبیاء (علیہم السلام)

عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ

کو ان کے رب کی طرف سے ملا (ہم سب پر ایمان لائے اور) ہم ان میں کسی (پر ایمان لانے میں) فرق نہیں کرتے اور ہم نے اسی (ایک

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ

خدا) کے آگے سر جھکا دیا ہے O اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا

اور وہ (شخص) آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا O اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کس طرح ہدایت دے کہ جو

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ

ایمان لا کر اور رسول کے برحق ہونے کی شہادت دے کر ان کے منکر ہو گئے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں بھی آ چکیں

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ

اور اللہ تعالیٰ (ایسے) بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ہے O ایسے لوگوں کی یہی سزا ہے کہ

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾

ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی ایسی لعنت ہو O

اسلام کے دوسرا دین اختیار کرے گا تو خدا تعالیٰ اس سے ہرگز قبول نہ کرے گا اور وہ آخرت میں نامراد اور نقصان اٹھانے والا ہوگا' اس کو جنت نہ ملے گی اور ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جائے گا۔

۸۶تا۸۹- جو ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر کے پھر مکر گئے اور جو نشانیاں اور معجزے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے وہ سب انہوں نے دیکھے اور پھر آپ کو پیغمبر نہ جانا اور ہٹ دھرمی سے انکار کرتے رہے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کیونکر ہدایت کرے گا۔ کبھی نہ کرے گا' وہ ظالم' مشرک' کم بختوں' ضدیوں کو ہدایت نہیں کرتا' ان کی جزاء یہ ہے کہ ان پر خدا تعالیٰ کی لعنت یعنی عذاب ہے اور سب فرشتوں اور مسلمانوں کی پھٹکار ہے۔ وہ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ ۙ

کہ جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں نہ ان کے عذاب میں کمی ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے O

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور وہ سدھر گئے تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا

مہربان ہے O بے شک جو لوگ ایمان لا کر کافر ہو گئے پھر کفر میں اور بڑھتے گئے ان

كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾

کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی اور وہی گمراہ بھی ہیں O

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ

بے شک جو لوگ کافر ہو گئے اور کفر میں ہی مر گئے تو وہ اگر (تاوان میں) زمین بھر کر سونا دیں تو

اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور ان ہی کے لیے درد ناک

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ / ۱۱ / ۱۷

عذاب ہے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہو گا O

ہمیشہ اسی پھٹکار میں رہیں گے، ان سے کبھی عذاب کم نہ ہوگا، نہ ان کو مہلت ملے گی کہ وہ توبہ کرلیں۔ ہاں جو دنیا میں توبہ کرے اور کفر وشرک کو چھوڑے اور توحید اختیار کرے اور اچھے کام کرے تو خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بخش دے گا۔ جو کوئی توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے۔

۹۰ تا ۹۱- جو مسلمان ہو کر پھر کافر ہو گئے اور پھر کفر پر مستقیم و مضبوط ہو گئے تو اب ان کی ظاہری توبہ قبول نہ ہوگی۔ جب تک وہ دل سے کفر پر ثابت رہیں گے خدا تعالیٰ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا، وہ گمراہ ہیں، نہ ہی وہ راہ حق پر ہیں اور نہ دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق۔ ہاں اگر سچی توبہ کریں تو خیر اور جنہوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی پر مرے بھی تو قیامت میں اگر دنیا بھر کا سونا بھی اپنی جانوں کے بدلے دیں تو بھی قبول نہ ہوگا اور ان کو سخت عذاب ہوگا جو دل کی خبر لے گا، وہاں ان کا مددگار حمایتی بھی کوئی نہ ہوگا۔ کچھ منافق تھے جو مدینے سے مرتد ہو کر مکہ چلے گئے تھے۔ دس آدمی تھے، بعض کفر پر مر گئے، بعض قتل ہوئے، بعض نے توبہ کی ''من یبتغ'' سے لے کر یہاں تک آیتیں ان کے حق میں اتریں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا

اے لوگو! تم کو ہرگز نیکی نہیں ملے گی جب تک کہ تم خدا کی راہ میں اپنی پیاری چیزوں میں سے

مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ

خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ○ ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کو حلال تھا

اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ

مگر جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا (اے نبی!)

تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

آپ (بنی اسرائیل سے) فرمائیے کہ توریت لا کر پڑھو تو سہی اگر تم

صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

سچے ہو ○ اس کے بعد بھی جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے تو وہی

۹۲- اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صدقہ کی رغبت دلاتا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے کہ بہتری اور ثواب' جنت اور بزرگی تم کو ہرگز نہ ملے گی جب تک وہ چیز جو تم کو محبوب ہے یعنی مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے' یا توکل وتقویٰ کا مرتبہ تم کو نہ ملے گا جب تک کہ تم مال کی محبت نہ چھوڑو گے' اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ دو گے اور تم جو چیز خدا تعالیٰ کی راہ میں دو گے تو خدا تعالیٰ کو اس کا اور تمہاری نیتوں کا حال معلوم ہے کہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے دیتے ہو یا لوگوں کے دکھانے کو' ہر ایک کو علی حسب مراتب ان کی نیتوں کے مطابق ثواب دے گا۔ جو لوگوں کے دکھاوے کے لیے دیتے ہیں ان کو کچھ ثواب نہ ملے گا بلکہ وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے' ان سے کہا جائے گا: تم نے دکھاوے کے لیے یہ کام کیا' لوگوں نے تمہاری تعریف کر دی تھی' جیسا کیا ویسا تم کو دنیا میں بدلہ مل گیا' یعنی لوگوں کی تعریف' اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے نیکی کرتے تو تم کو اس کے دربار سے ثواب ملتا۔ وہ افسوس کریں گے مگر افسوس بے کار ہو گا۔

۹۳ تا ۹۴- یہود نسخ کے قائل نہ تھے اور اس کو ناجائز جانتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اعتراض کرتے تھے کہ آپ کی شریعت نے بہت سے احکام سابقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس کا رد اترا کہ نسخ جائز ہے۔ دیکھو جتنی چیزیں آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حلال ہیں یہ سب ہمیشہ سے حلال تھیں' بنی اسرائیل بھی ان کو حلال ہی جانتے تھے۔ مگر وہ چند چیزیں جن کو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر نذر مان کر حرام کر لیا تھا توریت اترنے سے پہلے یعنی اونٹ کا گوشت دودھ وغیرہ تو دیکھو یہ نسخ ہوا' جب یہ اترا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بطور امتحان پوچھا تھا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کیا کیا حرام کر لیا تھا؟ انہوں نے انکار کیا اور کہا: اونٹ کا گوشت' دودھ' گائے' بکری کی چربی وغیرہ آدم علیہ السلام کے وقت سے اب تک حرام ہیں یہ چیزیں کبھی حلال نہ تھیں' توریت میں بھی ان کے حرام ہونے کا بیان ہے۔ تب یہ اترا کہ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

بے انصاف ہیں O (اے نبی!) آپ فرمایئے: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تو (اس کے فرمانے کے بموجب) ابراہیم (علیہ السلام)

حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے O بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے

لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ

لیے (عبادت گاہ) بنایا گیا وہ وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت والا اور دنیا بھر کے لیے رہنما ہے O اس میں بہت سی نشانیاں

اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ

ظاہر ہیں (منجملہ ان کے) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور جو اس میں چلا جاتا ہے تو وہ امن پاتا ہے

الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (قصد) کرنا فرض ہے ان پر جو وہاں پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں اور جو منکر ہوا تو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کو بھی مخلوقات میں کسی کی کچھ پروا نہیں O (اے نبی!) آپ فرمایئے کہ اے کتاب والو! اللہ کی آیتوں کا انکار

اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہو کہ لاؤ توریت پڑھو‘ اگر سچے ہو تو دکھاؤ‘ وہ جانتے تھے کہ توریت لائیں گے تو جھوٹ ظاہر ہو جائے گا لہٰذا وہ توریت نہ لائے‘ تب یہ اترا کہ جو خدا تعالیٰ پر بہتان اٹھائے اور اس کے بعد کہ ہم اس کو ہدایت کر دیں پھر گمراہ ہو جائے تو وہ بڑا ظالم اور کافر ہے‘ جہنم کا مستحق ہے۔

۹۵- یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ تم کہہ دو کہ ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ مسلمان موحد تھے۔ خدا تعالیٰ سچا‘ اس کی آیات سچی‘ پس تم کو چاہیے کہ ملت ابراہیمی کا اتباع کرو۔ وہ سچے موحد مسلمان تھے‘ تم جیسے مشرک نہ تھے یا یہ کہ حرام وحلال‘ تحریم وتحلیل کے بارے میں جو خدا تعالیٰ نے اتارا وہی سچا ہے۔ باقی تمہاری سب باتیں غلط اور جھوٹ ہیں۔

۹۶ تا ۹۷- سب سے اول گھر اور مسجد جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے زمین پر بنائی گئی وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے یعنی کعبہ شریف‘ وہ مبارک گھر ہے یعنی اس میں مغفرت اور رحمت ہے اور سارے جہان کے لیے سیدھی راہ ہدایت کی بنیاد ہے‘ سب رسولوں ولیوں مسلمانوں کی قبلہ گاہ ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی عمدہ عمدہ نشانیاں ہیں‘ ایک نشانی مقام ابراہیم ہے‘ دوسری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حطیم ہے‘ تیسری حجر اسود وغیرہ ہے‘ جو مکہ میں داخل ہوگا فساد ولڑائی وغیرہ سے امن میں رہے گا۔

ف: مکہ کو مکہ اس لیے کہتے ہیں کہ طواف میں ازدحام ہوتا ہے‘ اس میں آدمی آپس میں ٹکریں کھاتے ہیں اور ہجوم

وقف جبریل علیہ السلام

شَهِيدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُونَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ

کیوں کر رہے ہو اور اللہ کے سامنے ہے جو کچھ بھی تم کر رہے ہو O (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ اے کتاب والو!

سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ

ایمان والوں کو جان بوجھ کر خدا کی راہ سے کیوں روکتے ہو اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو اور تم خود گواہ ہو (کہ اس میں کچھ ٹیڑھا پن نہیں) اور اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا اِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا

تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں O اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب میں سے کسی

مِّنَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ كٰفِرِينَ ﴿۱۰۰﴾

گروہ کا بھی کہنا مانو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر ہی بنا کر چھوڑیں گے O

کے مارے کندھے چھلتے ہیں اور مکہ کے معنی ہیں آپس میں ٹکرانے کے۔

۹۷- اور ان مسلمانوں پر جو سفر خرچ وسواری رکھتے ہیں ان کو حج کی طاقت ہے اور اتنا روپیہ موجود ہو کہ جانے آنے کا خرچ ہو سکے اور گھر پر اتنا چھوڑ جائیں کہ ان کے آنے تک ان کے بال بچے کھاتے پیتے رہیں خدا تعالیٰ کے گھر کا حج کرنا فرض ہے اور جو خدا تعالیٰ اور رسول کو نہ مانے اور قرآن پاک کو غلط جانے اور حج کو فرض نہ سمجھے وہ کافر ہے' خدا تعالیٰ ان کے ایمان اور ان کے حج سے بے پرواہ ہے' اس کو کسی کی ضرورت نہیں' اس میں بندوں ہی کے فائدے ہیں کہ وہ حج کر کے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

۹۸ تا ۹۹- اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اہل کتاب سے کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہیں مانتے' کیوں کفر کرتے ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء اور صفت جو توریت میں ہے وہ دیدہ و دانستہ کیوں چھپاتے ہو' خدا تعالیٰ تمہاری سب باتیں دیکھتا ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ حاضر و ناظر ہے۔ اے اہل کتاب! مسلمان لوگوں کو خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے کیوں روکتے ہو' کیا برا راستہ اور گمراہی کا طریقہ پھیلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم اپنی کتاب میں دین محمدی کی سچائی جان چکے ہو اور خدا تعالیٰ تم کو دیکھتا ہے' تمہارے حال سے غافل نہیں۔ تم کو سخت سزا دے گا۔ بعض یہودی حضرت عمار رضی اللہ عنہ وغیرہ سے کہتے تھے کہ یہودی ہو جاؤ ان کے حق میں یہ آیتیں اتریں۔

۱۰۰ تا ۱۰۱- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بھی کافر چاہتے تھے کہ اسلام سے پھیر لیں۔ ان سے خطاب کیا کہ اے مسلمانو! اگر تم کافروں کے دھوکے میں آ کر اور یہودی اہل کتاب وغیرہ کے پھندے میں پھنس کر ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو پھر کافر بنا لیں گے اور پھر تم کافر ہو جاؤ گے تو بڑے تعجب کی بات ہے' رات دن قرآن پاک کی آیتیں تمہارے سامنے پڑھی

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ط

اور تم کیونکر کفر کرو گے حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰٓاَيُّهَا

بھی تشریف فرما ہیں اور جو کوئی خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر لیتا ہے تو بے شک اس کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی گئی ہے ○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم مسلمان

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا

ہی رہ کر مرنا ○ اور تم سب مل کر اللہ (کے دین) کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے (وہ یہ کہ) جب تمہاری آپس میں دشمنی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں

جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے امر و نہی تم سیکھتے رہتے ہو اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ تم میں موجود ہیں، پس باوجود ان باتوں کے تم کیونکر کافر ہو جاؤ گے اور جو خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے گا اور اس کی پاک کتاب اور سچے دین کو مضبوط کر کے پکڑے گا تو وہ سیدھے راستہ پر ہے یعنی ملت توحید پر ہے کیونکہ اور سب دینوں میں سوائے اسلام کے شرک ملا ہوا ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس اسلام پر ثابت قدم رہے گا۔

۱۰۲ تا ۱۰۳- اوس و خزرج جو انصار کے دو قبیلے تھے ان میں آپس میں ایام جاہلیت میں سخت سخت لڑائیاں ہوئی تھیں، جب اسلام کا نور چمکا، ان کے دل صاف ہو گئے، وہ مسلمان ہو کر سب آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ یہود کو یہ بہت برا معلوم ہوا۔ ایک دن وہ سب اکٹھے تھے، ایک آدمی نے بغاوت کی لڑائی کا ذکر چھیڑا، پہلے تو جانبین سے فخریہ باتیں شروع ہو گئیں، پھر لڑائی پر نوبت آ گئی، ثعلبہ بن غنم اور سعید بن ابی زیاد میں قتل و غارت جو جاہلیت میں ہوئی تھی اس پر بحث شروع ہوئی تب یہ آیت اتری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی تب وہ ہوش میں آئے اور وہ سمجھے کہ یہ کافروں کا شوشہ ہے کہ ہمیں لڑانا چاہتے ہیں۔ تب سب روئے اور آپس میں گلے ملے اور یہ خطاب ہوا کہ اے مسلمانو! خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی تابع داری کرو اور جو تقویٰ کا حق ہے وہ بجا لاؤ یعنی ایسی اطاعت کرو کہ پھر نافرمانی نہ ہو، اس کا شکر کرو کہ پھر کفران نعمت نہ ہو، یاد کرو اور پھر نہ بھولو یا یہ کہ جیسی اطاعت کرنی چاہیے ایسی کامل اطاعت کرو اور یہ قصد کرو کہ جب تمہیں موت آئے تو ایمان پر ہی آئے۔ اللہ کی توحید اور عبادت کرتے ہوئے دنیا سے گزر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو، قرآن کو حرز جان کرو۔ سب مل جل کر ایک رہو متفرق نہ ہو، ورنہ کافر تم پر غلبہ پالیں گے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ پہلے تم میں آپس میں کیسی کیسی عداوتیں اور لڑائیاں تھیں، اسلام کی محبت نے تمہارے دلوں میں کیسی الفت بھر

بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ

محبت پیدا کر دی تو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے کنارہ پر پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ

اس سے بچا لیا' اللہ تعالیٰ تم سے اپنی آیتیں اس طرح بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ O اور تم میں

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

سے ایک جماعت ایسی بھی ہونی ضروری ہے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلاتی رہے اور نیک باتوں

عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

کا حکم کرتی رہے اور بُری باتوں سے روکتی رہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں O (اے مسلمانو!) تم ان لوگوں کی

تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

طرح نہ ہو جانا جو آپس میں پھٹ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی اس کے بعد کہ ان کے پاس نشانیاں آ چکی تھیں اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ لا يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا

لیے بڑا عذاب ہے O جس دن کہ کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ ہوں گے تو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے

دی۔ تم خدا تعالیٰ کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ پہلے دوزخ کے کنارے پر پہنچ گئے تھے اور کفر و شرک اور جنگ و جدال میں مشغول تھے۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں کیسی نجات دی۔ خدا تعالیٰ یونہی تمہیں اپنی نشانیاں صاف صاف بتاتا ہے اور اپنے امر و نہی سکھاتا ہے تاکہ تم سیدھی ہی راہ پر قائم رہو۔ سیدھی راہ سے تمہارا قدم پھسلنے نہ پائے۔

۱۰۴ تا ۱۰۸۔ پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کیا۔ صلح کی تاکید کی کہ تم سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ ہمیشہ لوگوں کو خیر کا راستہ دکھاتے رہیں' اچھی بات کا حکم کرتے رہیں' اللہ کی توحید و اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دیتے رہیں۔ بری باتوں سے یعنی شرک و کفر و فسق سے منع کرتے رہیں۔ جو ایسے ہوں گے اور یہ کام کریں گے تو وہ دونوں جہان میں فلاح اور کامیابی پائیں گے۔ اللہ کے عذاب و غصہ سے نجات پائیں گے۔ آپس میں مل کر رہو یہود و نصاریٰ کی طرح متفرق و مختلف نہ رہو کہ انہوں نے اس کے بعد کہ ان کی کتابوں میں صاف بیان ہو چکا پھر بھی انہوں نے اختلاف نکالے۔ لہٰذا ان کو اس دن کہ کچھ منہ نور الٰہی سے چمکتے ہوں گے اور کچھ آتش و غضب سے مثل کوئلے کے سیاہ ہوں گے سے ڈرنا چاہیے یعنی قیامت میں سخت عذاب ہو گا' سیاہ روؤں کو دوزخ کے موکل فرشتے سخت عذاب دیں گے اور کہیں گے کہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیا پس لو آج اپنے کفر کا بدلہ عذاب خوب چکھو اور نورانی چہرے والے خدا تعالیٰ کی رحمت یعنی جنت میں عیش دوام کریں گے' نہ نکلیں گے نہ مریں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کی آیتیں یعنی قرآن پاک ہم جبرائیل علیہ السلام کی زبانی تم کو سناتے

الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ قف أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا

(ان سے کہا جائے گا:) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے تو (اب) اپنے

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ

کفر کا بدلہ عذاب کا مزہ چکھو O اور وہ جن کے چہرے سفید ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے

فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ط هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ

اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے O یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں

نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾

جنہیں ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جہان والوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا O

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف

الْأُمُورُ ع ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ ع ١١ ٨ ٢

سب باتیں لوٹتی ہیں O (اے مسلمانو!) تم ان سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں (اس لیے کہ) تم

بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط وَلَوْ

(لوگوں کو) بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب

ہیں اور خدا تعالیٰ اپنی مخلوق پر جنوں اور آدمیوں وغیرہ پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا ہے' ہر کام کا بدلہ دے گا اچھا یا برا جیسا بھی ہوگا وہ ویسا ہی بدلہ دے گا۔ اس کے یہاں ناانصافی ہرگز نہ ہوگی۔

۱۰۹- آسمان زمین میں جو کچھ بھی عجیب وغریب چیزیں ہیں اور جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے' وہ سب کا حقیقی مالک ہے اور بروز قیامت سب اس کی طرف لوٹیں گے' سب کو جزاء سزا دے گا۔

۱۱۰- یہ صحابہ کرام سے خطاب ہے کہ اے مسلمانو! تم ان سب امتوں سے بہتر اور افضل ہو جتنی اور آدمیوں کی یعنی دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتیں گزر چکیں تم ان سب سے افضل وبہتر ہو' تم تو اللہ تعالیٰ کی توحید واتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سب نیک باتوں کا حکم کرتے ہو' کفر وشرک اور گناہ سے منع کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ اور سب رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاتے ہو' اگر یہود ونصاریٰ بھی اسی طرح ایمان لائیں تو ان کے حق میں بھی بہتر ہوتا مگر ان میں سے بعض تو مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور اکثر نافرمان عہد توڑنے والے کافر ہی ہیں' ان کو اپنے عہد توڑنے کی

مِنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ
بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بھی بہتر ہوتا' کچھ ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ
نافرمان (کافر) ہیں ○ وہ تمہیں سوائے ستانے کے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ
الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا
پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی ○ ان پر ذلت ڈال دی گئی وہ جہاں کہیں
ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ
پائے جائیں گے تو صرف اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی امان (پناہ) سے پائے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق
مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا
ہوئے اور ان پر محتاجی ڈال دی گئی ہے یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ
يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ
کی آیات کا انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے تھے یہ ان کی
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ
نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ ہے ○ سب برابر نہیں' اہل کتاب میں سے ایک جماعت (حق پر
ضرور سزا ملے گی۔

۱۱۱ تا ۱۱۲۔ اے اہل اسلام! یہود سوائے اس کے کہ تم کو گالیاں دے لیں' برا بھلا کہہ لیں' زبان درازی کر لیں اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے' ان میں اتنی طاقت نہیں کہ تم سے مقابلہ کریں۔ اگر کبھی لڑیں گے بھی تو بھی الٹی منہ کی کھائیں گے۔ دم بھر میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے' تم پر کبھی فتح نہ پائیں گے' تم ان کو قتل کرو گے' ان کو غلام' باندیاں بناؤ گے' ان پر ذلت کا سکہ لگا دیا گیا ہے' جہاں کہیں بھی ہوں گے ذلیل وخوار ہو کر رہیں گے' جزیہ یعنی ٹیکس ادا کریں گے' ہاں اگر ایمان لے آئیں تو جان بچ جائے گی یا بادشاہ اسلام کی اطاعت کر لیں جزیہ دے دیں تو ان کی جان بچ جائے گی۔ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہو گئے' ان پر فقیری کا نشان چھپ گیا' یہ باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی آیتوں کو یعنی قرآن کریم کو وہ نہیں مانتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے باپ دادا بھی رسولوں کو قتل کرتے تھے' ان کو ناحق ستاتے تھے اور ہفتہ کے احکام بھی نہ مانتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ سو یہ پیشین گوئی' معجزہ قرآن پاک کا ظاہر ہے کہ آج تک کوئی یہودی بھی

الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ

بھی قائم) ہے جو رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور

يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ

سجدے کرتے ہیں O (اور) اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور اچھی

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي

باتوں کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیکیوں پر دوڑتے ہیں

الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ

اور یہی لوگ نیک (اور لائق) ہیں O اور وہ جو کچھ بھلائی

خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ

کریں گے ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے O بے شک جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

لوگ کافر ہوئے ان کے مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ

اہل اسلام سے نہیں لڑا اور ہر جگہ ذلیل ہی رہے اور شکستیں کھاتے رہے۔

۱۱۳ تا ۱۱۵- ہاں سب اہل کتاب برابر نہیں' وہ اچھے لوگ کافروں کی طرح کیونکر ہو سکتے ہیں جو عادل انصاف پسند ہیں' صراط مستقیم پر قائم ہو چکے ہیں' توحید کا نور ان کے دلوں میں چمک رہا ہے یعنی عبداللہ بن سلام وغیرہ کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کی آیتیں یعنی قرآن پڑھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سامنے سر نیاز رکھتے ہیں اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اور سب رسولوں اور سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ قیامت کے دن کو اور جنت اور دوزخ کو مانتے ہیں۔ اللہ کی توحید اور اتباع رسول کا اور سب نیک باتوں کا حکم کرتے ہیں' کفر و شرک' بت پرستی اور سب بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ اچھے کام کی طرف دوڑتے ہیں اور اچھے لوگوں میں سے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے زمرہ میں شامل ہیں۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا دوسرے صحابہ کرام وغیرہ' یا اہل کتاب جو ایمان لائے اور اچھی بات کرتے ہیں تو اس کا ثواب ان کو ملے گا۔ خیر سے مراد وہ سب اعمال ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا یا خصوصاً فقراء صحابہ کو صدقہ دینا مراد ہو۔ یہ نہ ہوگا کہ ان کا ثواب ضائع ہو جائے' خدا تعالیٰ ان متقیوں کا حال خوب جانتا ہے۔

۱۱۶- جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کو نہیں مانتے جیسے کعب بن اشرف وغیرہ کافر یہودی تو ان کے مال اور اولاد قیامت میں عذاب الٰہی سے کچھ نفع نہ دیں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے' ان کو عذاب الٰہی سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

بچا سکیں گے اور وہ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝

مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا

جو کچھ کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں سخت

صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَ مَا

سردی ہو، وہ ان لوگوں کی کھیتی پر پڑی جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو اس (ہوا) نے اس کو برباد کر دیا اور اللہ تعالیٰ

ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

نے ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۝ اے ایمان والو! (غیر مسلموں کو)

لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا

اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی میں کچھ کمی نہ کریں گے، وہ چاہتے ہیں کہ تم پر کوئی (تکلیف اور) آفت

۱۱۷- یہود وغیرہ کافر جو خیرات کرتے ہیں تو اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے کسی قوم نے زمین جوتی، دانہ ڈالا، پودے اُگے، اس کو پانی دیا، جب وہ ہرا بھرا ہوگیا تو اس کو ایسی ہوا پہنچی کہ سب جل کر خاک سیاہ ہوگیا۔ یا تو لو (گرمیوں میں چلنے والی گرم ہوا) پہنچی کہ جل گیا یا سردی زیادہ ہوئی کہ گل گیا۔ اسی طرح ان کا شرک ان کے صدقوں اور خیرات کو باطل کر دیتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی کو نہ مانا تو پھر صدقے کس کے نام پر اور کس کی راہ میں دیتے ہیں۔ ان کا صدقہ جو بیکار ہے تو خدا تعالیٰ کا کوئی ظلم نہیں، وہ خود شرک سے اپنا نقصان کرتے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں کہ کفر کرتے ہیں اور زراعت کھیتی وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے، جو کچھ کرتے ہیں وہ بتوں کے لیے یا دنیا کے مقاصد کے لیے، جب خدا پر ایمان نہ لائے تو کسی نیکی کا بدلہ خدا سے کیونکر پا سکتے ہیں۔

۱۱۸ تا ۱۲۰- بعض صحابہ قبیلہ انصار کے یہود سے بہت میل جول، پیار و رغبت، ربط و ضبط رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے بھید ان کی باتوں میں آ آ کر دھوکہ کھا کر بتلا دیا کرتے تھے، ان سے خطاب کیا کہ اے مسلمانو! غیر قوموں کو سوائے مسلمانوں کے اپنا دلی رازدار و دوست نہ بناؤ، وہ تو حتی المقدور تمہاری خرابی میں کوشش کرتے ہیں، کوئی بات لگی لپٹی نہیں رکھتے ہیں، تم ان پر مرے جاتے ہو، ان کی یہ آرزو ہے کہ تم مشقت اور تکلیف میں پڑ جاؤ، پھر مشرک اور کافر بن جاؤ، ان کی زبانوں سے اکثر تمہاری برائی ہی نکلتی ہے اور دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ تم کو گالیاں وغیرہ دیتے ہیں اور جو ان کے دل میں عداوت ہے وہ تو بہت ہی سخت ہے، جو عداوت وہ ظاہر کرتے ہیں وہ اس کا ایک شمہ بھی نہیں۔ تم کو ہم نے اپنی نشانیاں بتلا دیں اور اپنی آیتیں پڑھ کر سنا دیں اور تم کو آگاہ کر دیا، اگر تم کو کچھ عقل ہو تو سمجھ جاؤ۔ یا یہ کہ ہم نے جو آیتیں اتاریں، اوامر و نواہی بتائے تو اس لیے کہ تم سمجھو اور عمل کرو۔ تم تو ان کو بوجہ قرابت داری کے دوست رکھتے ہو اور کسی کی ان کے سسرال سے رشتہ داری ہے، کسی کی شیر خواری کی رشتہ

عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ

آئے ان کی باتوں سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ بڑا ہے' اگر

اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ

تمہیں عقل ہے تو ہم نے تمہارے لیے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں O دیکھو تم تو ان سے محبت کرتے ہو

تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ

اور وہ تم سے بالکل محبت نہیں رکھتے اور تم ساری کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڰ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ

کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں (اپنی مجلسوں میں) تو تم پر غصے کے مارے اپنی انگلیاں چباتے ہیں'

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ

آپ فرما دیجئے کہ تم اپنے غصے میں (گھٹ کر) مر جاؤ' بے شک جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے O اگر تم

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا

کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو رنج ہوتا ہے اور اگر تم پر کوئی سختی آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم

بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ

صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو ان کا داؤ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' بے شک

اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ ع ۱۲ ۱۱ ۴

ان کے سب کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بس میں کر رکھے ہیں O اور (اے نبی! آپ یاد کیجئے) جب کہ آپ صبح کو اپنے

داری ہے' کسی کا کوئی بھائی ہے وغیر ذالک' مگر بایں ہمہ وہ تم کو بوجہ دین کے دشمن سمجھتے ہیں' تم تو خدا کی سب کتابوں کو مانتے ہو وہ تمہارے قرآن کو نہیں مانتے' ان میں کے منافق جب تم کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کا ذکر ہماری کتاب میں ہے اور جب اپنے شیطان ساتھیوں میں جاتے ہیں تو تمہاری عزت و غلبہ دیکھ کر اپنے ہاتھ غصہ کے مارے دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم غصہ کے مارے جل جل کر مر جاؤ' مسلمانوں کو خدا تعالیٰ ہمیشہ ایسی ہی عزت دے گا' ایسے ہی غلبہ دے گا۔ جو ان کے دلوں میں عداوت و بغض ہے خدا تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔ جب تم کو بھلائی ملتی ہے فتح یا غنیمت پاتے ہو تو وہ جل جاتے ہیں۔ اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے قحط و خشک

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾

گھر سے باہر تشریف لا کر مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے O

اِذْ هَمَّتْ طَّاۤىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى

(اے مسلمانو!) جب تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہارنی چاہی تھی (مگر پھر سنبھل گئے کیونکہ) اللہ ان کا سنبھالنے

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ

والا تھا اور ایمان داروں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے O اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر (کی لڑائی) میں تمہاری مدد فرمائی جبکہ

سالی یا شکست تو وہ خوش ہوتے ہیں اگر تم ان کی ایذاء اور بے ہودگی پر صبر کرو گے اور خدا تعالیٰ سے ڈرو گے تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔ جو کچھ کرتے ہو خدا تعالیٰ سب کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے ان کو پوری سزا دے گا۔

۱۲۱ تا ۱۲۲- غزوہ بدر کے بعد کفار مدینہ پر چڑھائی کرنے آئے اور کوہ احد کے قریب لڑنے کو اترے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہ سے مشورہ کیا اکثر انصار کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ کے اندر ہی رہیں باہر نہ نکلیں کہ جب کبھی ہم باہر جا کر لڑے ہیں تو شکست پائی ہے اندر لڑیں گے تو ہمارے مرد ماریں گے ہماری عورتیں پتھر پھینکیں گی۔ مگر جن کو بدر میں لڑائی کا اتفاق نہیں ہوا تھا وہ بولے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! باہر ہی چلیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ارادہ سے ہتھیار اپنے زیب تن کیے تب انہوں نے کہا کہ اب جیسے آپ کی رائے ہو۔ آپ نے فرمایا: پیغمبر ہتھیار لگا کر پھر اتارتے نہیں ہیں۔ القصہ مقام جنگ پر گئے لشکر کو درست کیا۔ کوہ احد میں ایک درہ تھا وہاں چند صحابہ مقرر کر دیئے ان کا سردار عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا ان سے کہہ دیا کہ کچھ بھی ہو تم یہاں سے نہ ہٹنا پھر لڑائی ہوئی۔ دو تین حملوں میں سب کافر بھاگ گئے درہ والے درہ چھوڑ کر لوٹ میں مشغول ہو گئے کافر مقام خالی پا کر لوٹ پڑے اہل اسلام کا لشکر متفرق ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک پر نور زخمی ہوا۔ دندان مبارک شہید ہوا۔ سوائے چند صحابہ کبار کے اور کوئی حضور کے پاس باقی نہ رہا۔ میدان میں مشہور ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نصیب دشمناں خاک بدہن گستاخ شہید ہو گئے۔ صحابہ حیران پھرتے پھرے کچھ دیر بعد صحابہ جمع ہوئے اور کافر چلے گئے۔ انصار کے دو قبیلے بنوسلمہ اور بنو حارثہ بھی چاہتے تھے کہ بھاگ جائیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو روکا۔ اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ وہ وقت یاد کرو جب تم اتوار کے دن مدینہ سے چل کر قریب احد مسلمانوں کے لیے قتال کے لیے لڑائی کے مقامات درست کرتے تھے اور خدا تعالیٰ تمہاری باتیں سنتا تھا کہ تم درہ والوں سے کہتے تھے کہ یہاں سے نہ ہٹنا اور ان کا کہنا نہ ماننا اور درہ چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا تھا اور وہ بھی یاد کرو کہ تمہارے دو قبیلوں نے بھاگنے کا قصد کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ ان کا مددگار و نگہبان تھا وہ نہ بھاگے اور اللہ تعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا کرنا چاہیے وہ ہی فتح و نصرت دینے والا ہے۔

۱۲۳- پھر اپنا احسان جتایا کہ اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے تمہاری غزوہ بدر میں کیسی مدد کی حالانکہ تم کمزور اور تھوڑے سے تھے کل تین سو تیرہ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور امر جنگ میں جلدی اور خلاف حکم نہ کیا کرو تاکہ تم توفیق شکر حاصل کرو۔

أَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ

تم (بالکل بے سروسامان) کمزور تھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (اس کی نافرمانی نہ کرو) تا کہ تم شکر گزار بنو O (اے نبی!) جب کہ آپ

هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾

مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری

مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ

مدد فرمائے O ہاں کیوں نہیں اگر تم جمے رہو اور (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر پھر اسی دم چڑھ آئیں

هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾

تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان دار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد فرمائے گا O

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا

اور یہ (فرشتے بھیج کر فتح دینا) تو صرف اللہ تعالیٰ نے تمہاری خوشی اور تمہارے دلوں کے اطمینان کے لیے کیا

النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ

ورنہ مدد (اور فتح) تو صرف اللہ تعالیٰ زبردست' حکمت والے کی طرف سے ہے O یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

۱۲۴ تا ۱۲۵- یہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا کہ اے حبیب! یاد کرو احد کے دن جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم کو خدا تعالیٰ کی غیبی مدد کا بھروسہ نہیں' کیا تم کو خدا تعالیٰ کا تین ہزار فرشتے مدد کو بھیجنے کا وعدہ حق نہیں' یوں سمجھے کہ وہ آسمان سے بحکم الٰہی مدد کے لیے اترے ہیں' ہاں بے شک اس کا وعدہ کافی وحق ہے۔ اسی کی مدد چاہیے بلکہ اگر تم صبر کرو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو اور کہا مانو اور سب کافر مکہ کی طرف سے تمہارے مقابلے کو آ جائیں تو خدا تعالیٰ پانچ ہزار فرشتے جن کے ساتھ نشان ہوں بھیجے یا یہ کہ جن کے عمامے صوف کے بندھے ہوں تمہاری مدد کے لیے بھیج دے' اس کا وعدہ برحق ہے۔

۱۲۶- خدا تعالیٰ نے فرشتے بھیجے اور اس کا وعدہ کیا تو فقط اس لیے کہ تم کو پہلے سے فتح کی بشارت ہو اور تمہارے دل مضبوط اور قوی رہیں۔ تم کو تسکین اور اطمینان حاصل ہو' ورنہ اصل فتح تو اللہ کی طرف سے ہے جو غالب ہے۔ کافروں کو سزا دیتا ہے اور حکیم ہے کہ جس کو چاہتا ہے فتح دیتا ہے یا یہ کہ بروز احد جو تم کو ایک قسم کی ظاہری شکست ہوئی تو اس میں بھی اس کی بہت حکمتیں ہیں۔

۱۲۷- یعنی اگر تم صبر کرو اور خلاف حکم نہ کرو اور کافر اکٹھے ہو کر تم پر آ پڑیں تو خدا تعالیٰ پانچ ہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیج دے تا کہ کافروں کی ساری جماعت کو قتل کروا دے یا وہ الٹے پاؤں بھاگ جائیں' ناکامیاب ذلیل ہو کر لوٹ جائیں۔

ف: مدد کا وعدہ یعنی پانچ ہزار فرشتوں کے آنے کا اقرار کب ہوا اس میں اختلاف ہے۔ اکثر غزوہ بدر میں بتلاتے ہیں اور

الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ

کافروں کی ایک جماعت کو کاٹ ڈالے یا ان کو ذلیل کرے کہ وہ نامراد ہو کر واپس جائیں O (اے نبی!) یہ بات

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾

آپ کے اختیار میں نہیں (اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے) یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں O

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَ

اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جس کو چاہے بخشے اور جس

يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کو چاہے عذاب دے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے O اے ایمان والو!

۳۳ ع ۹ / ۴

آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا

دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ

اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ ج وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

تم فلاح (چھٹکارا) پاؤ O اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار

بعض غزوہ احد میں۔ انہیں میں سے بعض مفسر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جب یہ تینوں شرطیں موجود نہ ہوئیں تو پانچ ہزار نہ آئے' تین ہزار کا آنا بعض ثابت کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے مگر فرشتوں کا لڑنا سوائے بدر کی جنگ کے اور جنگوں میں ثابت نہیں فقط تقویت قلوب اہل اسلام اور القاء' جنگوں میں فرشتوں کا آنا صرف مسلمانوں کے دل مضبوط کرنے کے لیے اور کافروں پر رعب ڈالنے کے لیے تھا۔ کذا فی التفاسیر واللہ اعلم بالصواب۔

۱۲۸ تا ۱۲۹- قبیلہ عصیہ اور ذکوان نے چند صحابہ کو قتل کر ڈالا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی' تب یہ اترا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کسی کو بددعا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ ان کے ظلم اور کفر پر عذاب دے یا توفیق توبہ عطا فرمائے' خدا تعالیٰ ساری زمین و آسمان کا مالک ہے۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے' جسے چاہے گا عذاب دے گا جسے چاہے گا بخشے گا اور جو توبہ کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے بخشتا ہے' جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان میں سے کچھ ایمان لانے والے تھے اس لیے حضور کو بددعا سے منع کیا' اگر حضور بددعا کرتے تو وہ سب ہلاک ہو جاتے۔ بعض مفسر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کا ارادہ کیا تھا جنہوں نے غزوہ احد میں درہ چھوڑ دیا تھا' پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بددعا سے منع کر دیا گیا کیونکہ درہ والے توبہ کر چکے تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کو معافی دے دی۔

۱۳۰ تا ۱۳۲- قبیلہ ثقیف کے لوگ جو سود خور تھے ان سے خطاب کیا کہ اے مسلمانو! سود خوری چھوڑ دو' دوگنا' چوگنا

لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

کی گئی ہے ○ اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ○

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

اور اپنے رب کی بخشش اور (ایسی) جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی میں سب آسمان

وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

اور زمین آسکتے ہیں (وہ ان) پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے ○ جو فراخی اور تنگی میں (اللہ تعالیٰ

وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ

کی راہ میں اپنا مال) خرچ کرتے ہیں اور جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور نیکی کرنے والوں

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے ○ اور وہ جو (کبھی کوئی) بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں

سود جو کھاتے ہو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو' سود خوری چھوڑ دو عذاب سے نجات پاؤ گے' فلاح دارین حاصل ہوگی' اس دوزخ سے جو کافروں کے لیے خدا نے تیار کی ہے اپنے آپ کو بچاؤ۔ جو خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے' سود کو حلال جانتے ہیں' وہ اس میں جلیں گے۔ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانو' سود حرام سمجھو اور اس کو چھوڑ دو کہ تم پر خدا تعالیٰ رحمت کرے' عذاب سے نجات عطا کرے۔

۱۳۳ تا ۱۳۴۔ اے مسلمانو! خدا تعالیٰ کی بخشش لینے کو دوڑو' سود اور دوسرے گناہوں سے توبہ کرو۔ بری باتیں چھوڑ کر اچھے کام کر کے جنت لینے میں جلدی کرو۔ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین آپس میں ملائے جائیں تو اس کے برابر نہ ہوں' جو خدا تعالیٰ کے اچھے بندوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ جو کفر و شرک اور فحش باتوں سے بچتے ہیں اور خاص کر سود سے پرہیز کرتے ہیں' اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں خواہ اپنے اوپر آسانی ہو خواہ تنگی ہو' ہر وقت خدا تعالیٰ کا خیال رکھتے ہیں۔ غصے کو بے جا نہیں نکالتے روک لیتے ہیں۔ غلام باندیوں پر بخشش کرتے ہیں۔ سب آدمیوں پر احسان کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔

۱۳۵ تا ۱۳۶۔ ایک انصاری سے غفلت سے یہ خطا سرزد ہوئی کہ ایک ثقفی عورت سے بوس و کنار کر لیا۔ پھر اس نے توبہ کی۔ خدا تعالیٰ نے بخشا تب یہ اترا کہ جنت کی نعمت ان کے واسطے ہے جو اگر کبھی بھولے سے بھی کوئی گناہ (بری بات) کر بھی لیتے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اسی وقت خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈر بھی جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں' گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ مغفرت چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بخشش نہ چاہیں تو اور کس سے چاہیں' سوائے خدا تعالیٰ کے اور کون گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر وہ اصرار نہیں کرتے' بے دھڑک ہو کر گناہ نہیں کرتے تو ایسے کی جزاء

أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ قف وَمَن يَغْفِرُ

تو (اسی وقت) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور

الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اللہ تعالیٰ کے سوا گناہ کون معاف کر سکتا ہے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر

يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَ

اڑتے نہیں ○ ایسے لوگوں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش اور

جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط وَنِعْمَ

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور اچھے

أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ لا فَسِيرُوا فِي

کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے ○ تم سے پہلے (بہت سے) واقعات گزر چکے ہیں تو زمین

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١٣٧﴾ هَٰذَا

میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ○ یہ لوگوں

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٨﴾ وَلَا تَهِنُوا

کے لیے بتانا اور راہ دکھانا ہے اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ہے ○ اور ہمت نہ ہارو

خدا تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت ہے اور جنت ہے، جس کے نیچے شراب خالص وآب رواں وشہد خالص اور میٹھے دودھ کی نہریں رواں ہوں گی، وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے نہ مریں گے نہ نکلیں گے اور یہ جنت اچھے کام والوں کے لیے کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

۱۳۷ تا ۱۳۸- تم سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکیں اور ان میں ہر طرح کے طریقے ہو چکے جنھوں نے بری باتوں سے توبہ کی ثواب پایا۔ جو سرشارِ خوابِ غفلت رہے وہ مبتلائے عذاب ہوئے۔ یونہی اب بھی ہوگا۔ پس تم ذرا گھر سے نکل کر زمین کی سیر تو کرو اور نظرِ عبرت سے ان لوگوں کا حال دیکھو کہ کیا ہوا یعنی ہلاک ہو گئے۔ یہ قرآن تم کو حلال وحرام سکھاتا ہے سب آدمیوں کو راہ راست دکھاتا ہے۔ جو کفر وشرک اور برے کاموں سے بچتے ہیں وہ اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور جو اپنی غفلت میں مبتلا ہیں وہ کب سنتے ہیں۔ وہ اپنے کیے کی سزا پائیں گے مسلمانوں کو ان کے واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

۱۳۹ تا ۱۴۱- احد میں جو مسلمانوں کو ظاہری شکست ہوئی ان کی تسلّی اور تعزیت اتری اور اس میں حکمتیں بیان ہوئیں

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ

اور غم نہ کرو اگر تم سچے مسلمان ہو تو تم ہی غالب ہو کر رہو گے ○ اگر تم کو

يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ

کوئی زخم پہنچا ہے تو (ان) لوگوں کو بھی ویسا ہی زخم پہنچا ہے اور ان دنوں کو تو ہم

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگوں میں پھراتے رہتے ہیں (اور یہ زخم اس لیے پہنچا) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی پہچان کرا دے

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ عطا فرمادے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے ○

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ

اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نکھار دے (پاک کر دے) اور کافروں کو مٹا دے ○ کیا تم

حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا

یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں یوں ہی چلے جاؤ گے اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں

کہ مسلمانوں کے دل تسلی پائیں۔ پس فرمایا کہ اس شکست سے دلوں کو کمزور نہ کرو۔ اگر غنیمت نہ ملی تو رنج نہ کرو۔ تم کو آخرت میں سب کا ثواب ملے گا۔ اگر تمہارے آدمی کام آئے اور شہید ہوئے، بعض زخمی ہوئے تو بھی غم نہ کرو کہ عنقریب تم فتح پاؤ گے اور آخر کار تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تم سچے مسلمان ہو تو تم پر کوئی غالب نہ ہوگا۔ رنج کی کون سی بات ہے، اگر تم جنگ احد میں مغلوب ہوئے، زخمی ہوئے، تو قوم کفار اہل مکہ کو یہی حالت پیش آچکی ہے۔ اس دنیا میں تو ہمارا یہی قاعدہ ہے کبھی کسی کو شکست دی کبھی کسی کو فتح، کبھی کسی کو غالب کیا کبھی کسی کو مغلوب۔ کبھی مسلمان غالب کبھی مغلوب۔ وعلیٰ ہذا القیاس کافر کبھی غالب ہوئے کہ تم میں سے بعض آدمیوں کو مرتبہ شہادت مل جائے۔ ورنہ یوں تو خدا کبھی مغلوب اس لیے کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں کا امتحان ہو کہ کیسے خدا تعالیٰ کی راہ میں سر کٹاتے ہیں اور منافق کیسے الگ ہو جاتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ مشرکوں کو اور ان کی سلطنت کو پسند نہیں فرماتا ہے مگر اس کی ہر بات میں مصلحت وحکمت ہے اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دنیا کی تکلیف دے کر ان کو گناہوں سے پاک کر دے اور اس لیے کہ جب ان کو شکست ہوگی تو وہ اور زائد سامان لڑائی کا درست کریں گے اور خدا تعالیٰ ان کے ہاتھوں دوبارہ خوب کافروں کو ہلاک کرے گا۔

۱۴۲۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ یونہی مفت میں جنت میں چلے جاؤ گے اور کچھ تکلیف قتل وقتال نہ اٹھانا پڑے گی اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر لڑتے نہ دیکھے گا اور صابرین غیر صابرین سے جدا

مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ

اور صبر کرنے والوں کا امتحان بھی نہ لیا ○ اور تم موت کے آنے سے پہلے (خدا کی راہ میں)

قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ ع وَمَا

مرنے کی آرزو کیا کرتے تھے تو (اب) تم نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا (تو اب کیوں جی چراتے ہو) ○ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ

تو ایک رسول ہیں' ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید

مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى

ہو جائیں تو تم (دین سے) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان

عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔـا ۭ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

نہیں کر سکتا اور شکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بہت جلد بدلہ دے گا ○

ع ۱۴ ۵

نہ ہو جائیں گے۔ نہیں یہ نہیں ہوگا بلکہ جب تک مرتبہ شہادت نہ پاؤ گے اور جو کچھ خدا تعالیٰ کے علم میں ہے یعنی تمہارا مرنا شہید ہونا وہ ظاہر نہ ہولے گا تم کو بڑے بڑے مرتبے جنت میں نہ ملیں گے۔ پس اس مرنے پر رنج نہ کرو' یہ بھی بڑی نعمت ہے' اس کا شکر ادا کرو۔

۱۴۳- جب غزوہ بدر واقع ہوا تھا تو اس میں بعض صحابہ شرکت سے محروم رہ گئے تھے' وہ تمنا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ایسا کرے کہ ہم شہید ہوں۔ جب جنگ احد واقع ہوئی تو صحابہ شہید ہوئے اور شکست ہوئی اور افسوس کرنے لگے تب یہ اترا کہ تم تو پہلے سے موت وشہادت کی تمنا کرتے تھے سو آج احد میں تم نے اپنی آنکھوں سے اس کا تماشہ دیکھ لیا کہ جنگ ایسی چیز ہے کہ تم بھاگ ہی نکلے اس کا سامنا نہ کر سکے۔

۱۴۴ تا ۱۴۵- جب مسلمانوں نے بھاگنے کا عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! لشکر میں یہ خبر اڑ گئی تھی کہ خدانخواستہ نصیب دشمناں آپ شہید ہو گئے ہیں اس سبب سے ہم لوگ بھاگ نکلے۔ ورنہ ہم کبھی نہ ہٹتے۔ تب یہ اترا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فقط اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغامبر ہیں اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ لڑتے تو تم خدا تعالیٰ کی راہ میں ہو' وہ تو زندہ ہے' اس کو کبھی موت نہیں۔ فرض کرو کہ پیغمبر انتقال پا گئے یا معرکہ جنگ میں شہید ہو گئے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر کر کافر ہو جاؤ گے اور اسلام چھوڑ کر دین بت پرستی اختیار کر لو گے' تم کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے اور جو پھر کافر ہو جائے گا تو وہ اپنا ہی بگاڑے گا' خدا تعالیٰ کا کیا نقصان کرے گا اور جو خدا تعالیٰ پر ایمان لائے گا' اس کے لیے لڑے گا تو خدا تعالیٰ اس کو بدلہ دے گا۔ ہر جاندار اپنے اپنے وقت پر ضرور مرے گا خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نہ مرے گا۔ نہ ایک آن پہلے نہ ایک آن پیچھے۔ جب موت کا وعدہ جو خدا تعالیٰ کے پاس لکھا ہوا ہے اور وقت بتایا ہوا ہے آ جائے گا تو آدمی چل

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا

اور کوئی جان اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتی (سب کی موت کا) وقت لکھا ہوا ہے اور جو دنیا ہی کا بدلہ چاہتے

مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ

ہیں تو ہم ان کو (دنیا ہی میں) اس سے کچھ دے دیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کا بدلہ

يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت ہی کا بدلہ دیں گے اور شکر کرنے والوں کو تو ہم بہت جلد بدلہ عطا فرمائیں گے ○

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ

اور کتنے ہی انبیاء (علیہم السلام ہو گزرے) ہیں کہ ان کے ساتھ ہو کر بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا تو جو مصیبتیں ان

اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ

کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچتی تھیں ان سے نہ تو انہوں نے ہمت ہاری اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے اور صبر

دے گا۔ آدمی کی موت اور رزق برابر ہیں' ایک ساتھ منقطع اور بند ہوں گے اور جو کافروں سے اس لیے لڑتا ہے کہ دنیا کا مال روپیہ پیسہ ملے تو ہم اسے وہی دیتے ہیں' آخرت میں اس کو کچھ نہ ملے گا اور جو ثواب اخروی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو ہم وہی دیتے ہیں اور ہم ان مسلمانوں کو جو شکر گزار ہیں اچھا بدلہ دیتے ہیں اور دیں گے۔

۱۴۶ تا ۱۴۸- اگلے زمانے میں بہت سے پیغمبر ایسے گزرے ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھ والے بڑے بڑے اچھے لوگ گروہ کے گروہ اور مابقی کو کچھ ضعف لاحق ہو گیا' کافروں سے لڑتے رہے اور بہت سے شہید ہو گئے اور جو باقی رہے ان کو کچھ کمزوری اور بزدلی پیدا نہ ہوئی' وہ برابر لڑتے رہے۔ دشمن سے نہ دبے خوب صبر کیا اور اللہ تعالیٰ ایسوں کو جو اپنے پیغمبر کے ساتھ ہو کر کافروں کی لڑائی میں صبر کرتے ہیں دوست رکھتا ہے اور باوجود یکہ عمدہ عمدہ جماعتیں بھی شہید ہو گئیں اور جو باقی رہے وہ یہی کہتے رہے کہ یا اللہ! تو ہمارے گناہ چھوٹے و بڑے اپنے لطف و کرم سے سب بخش دے' ہم نے جو اپنے دین میں کچھ سستی و کمزوری اختیار کی ہے اور کچھ گناہ کیے ہیں اس سے درگزر کر اور لڑائی میں ہم کو ثابت قدم رکھ' کافروں پر ہم کو غالب کر۔ خدا تعالیٰ نے ان کو دنیا کا نفع بھی دیا یعنی فتح دی۔ غنیمت عطا کی اور آخرت کا ثواب یعنی جنت بھی عطا کی اور خدا ایسوں کو جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان لڑاتے ہیں دوست رکھتا ہے۔ ''قتل'' مجرد بصیغہ مجہول کی تقدیر پر معنی مذکور تھے یعنی اور ان کے ساتھی شہید ہوئے اور ''قاتل'' مفاعلۃ سے ہو تو یہ معنی ہے کہ پیغمبروں کے ہمراہ ہو کر بہت سے اچھے لوگ لڑتے رہے' مجہول کی تقدیر پر یوں بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ بہت سے پیغمبروں کے ہمراہ بہت اچھی اچھی جماعتیں شہید ہو گئیں لیکن پیغمبروں کا قتل لازم نہیں آتا۔ لیکن مفسر نے دو معنی پہلے لکھے ہیں یعنی قتل مجہول کے پہلے معنی جس سے پیغمبروں کا مرنا بھی نکلتا ہے دوسرے قاتل والے' اور دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ کسی پیغمبر کا معرکہ جنگ میں شہید ہونا ثابت نہیں فافهم یعنی

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ

کرنے والوں (ثابت قدم لوگوں) سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے O اور وہ (دشمن کے مقابلہ کے وقت) سوائے اس دعا کے

قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا

اور کچھ نہ کہتے تھے کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ اور ہم نے جو زیادتیاں اپنے کام میں کی ہیں

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

انہیں بخش دے اور ہمارے قدم جما دے اور کافروں پر ہم کو فتح عطا فرما O

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا بھی اچھا بدلہ دیا اور آخرت کا بھی اچھا بدلہ دے گا اور نیکی کرنے والے

۱۵ع۵ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں O اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے

تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

تو وہ تم کو (تمہارے دین سے) الٹے پاؤں واپس کر دیں گے پھر تم نقصان اٹھا کر

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

واپس ہو گے O بلکہ تمہارا مولا (کارساز) تو اللہ تعالیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے O

جنگ میں کوئی پیغمبر شہید نہیں ہوا ورنہ دین میں رخنہ پڑ جاتا' کافر کہتے کہ اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو مارے نہ جاتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کسی پیغمبر کو قتل نہ ہونے دیا' اپنی حفاظت میں رکھا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے ہاتھ سے محفوظ رکھا۔

۱۴۹ تا ۱۵۰- اے مسلمانو! تم کو جو کافر اہل کتاب یعنی کعب وغیرہ کفر کی طرف بلاتے ہیں تو اگر تم ان کی اطاعت کرلو گے تو یہ پھر تم کو اسی شرک میں گرفتار کرلیں گے۔ پس تم خائب وخاسر ہو جاؤ گے' دونوں دین سے جاتے رہو گے' نہ دنیا ملے گی نہ آخرت' عذاب الٰہی میں گرفتار رہو گے۔ نہیں نہیں۔ خدا چاہے تو تم کبھی کافر نہ ہو گے کیونکہ خدا تمہارا حافظ و مددگار ہے' وہ سب مددگاروں سے اعلیٰ وافضل ہے' تمہارے ہاتھوں سے ان کو قتل کرائے گا۔ حضرت حذیفہ وعمار وغیرہ کی شان میں یہ آیت اتری۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا

(اطمینان رکھو) ہم ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَ

کو شریک بنایا کہ جن کے لیے اس نے کوئی سند نہیں اتاری (یہ تو دنیا کی سزا ہے اور آخرت میں) ان کا ٹھکانہ

بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ

جہنم ہے اور ظالموں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے O اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا

اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓي اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

جب کہ تم ان (کافروں) کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم خود اکھڑ گئے اور حکم میں جھگڑنے

فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ

لگے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) نافرمانی کی اس کے بعد کہ جو کچھ (فتح) تم چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے تم کو دکھا دی

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ

تھی، کچھ تو تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور کچھ آخرت چاہتے تھے

۱۵۱- بروز احد جب کافر اہل اسلام کو شکست دے کر کچھ دور گئے تھے خیال تو آ گیا کہ اگر ہم ان مسلمانوں کو بالکل مار آتے تو جھگڑا ختم ہو جاتا اور آدھا کام کر آنے پر افسوس کرنے لگے' تب پھر لوٹے' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ کچھ نہ کر سکے' پھر ویسے ہی ناکامیاب مکہ کو واپس چلے گئے۔ اس کا ذکر فرمایا کہ قریب ہے کہ ہم کافروں کے دل میں رعب و ہیبت اسلام کی ڈال دیں۔ اس سبب سے کہ وہ خدا کو نہیں مانتے' خدا کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جن کا نہ خدا اور رسول نے کہیں ذکر کیا' نہ کوئی اس پر دلیل ہے' ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ ان کمبخت ظالموں کی بری خواب گاہ ہے۔

۱۵۲- جنگ احد میں مسلمانوں سے خدا نے وعدہ فتح کر لیا تھا اور اتباع رسول کا حکم تھا۔ اس کا ذکر فرمایا کہ پہلے پہل جب کافروں کا سامنا ہوا خدا نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا' یاد کرو تم ان کو کیسے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینکتے تھے اور خدا کے حکم سے ان کو مارتے تھے یہاں تک کہ کافر بالکل بھاگ گئے اور مال و متاع چھوڑ گئے تب تم نامردی کرنے لگے اور بے صبری دکھانے لگے اور آپس میں اختلاف کرنے لگے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم پر عبداللہ بن جبیر کو حاکم کر دیا تھا وہ تم کو منع کرتے رہے کہ ابھی نہ جاؤ۔ مگر تم غنیمت کے لالچ سے ان کو اکیلا چھوڑ کر لوٹ میں شریک ہو گئے' تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ فتح ہو گئی تھی اور تم خوش ہو گئے تھے' تم میں سے یعنی درہ کے تیراندازوں میں سے دو فریق ہو گئے۔ بعضے تو دنیا کا لالچ کرتے تھے' لوٹ کا لالچ تھا کہ نہ تھم سکے اور بعضے یعنی جو کھڑے رہے یعنی عبداللہ بن

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ج وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ط وَ

پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارا منہ ان سے (کافروں کے قتل کرنے سے) پھیر دیا تاکہ تم کو آزمائے اور بے شک

اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا

اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف فرما دیا اور اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا فضل ہے O جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر

تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ

کسی کو نہ دیکھتے تھے اور (دوسری جماعت میں ہمارے) رسول (ﷺ) تمہیں پکار رہے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ

فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

نے تمہیں غم کا بدلہ غم دیا (اور معافی اس لیے دی) کہ جو چیز ہاتھ سے جاتی رہی اور جو مصیبت

وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

پیش آئی اس پر غم نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے O

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے غم کے بعد تم پر چین کی نیند اتاری کہ جو تمہاری ایک جماعت پر چھا رہی تھی

جبیر وغیرہ یہاں تک کہ شہید ہو گئے' وہ آخرت کا ثواب چاہتے تھے' پھر جب تم لوٹ میں مشغول ہوئے اور ہم نے تم کو ان کافروں سے غافل کر دیا وہ لوٹ پڑے اور مسلمانوں کو مارنے لگے' یہ اس لیے کیا کہ تمہارا امتحان ہو۔ مگر خیر خدا نے بخش دیا اور احسان کیا کہ اس نے تم سب کو نہ مار ڈالا' خدا مسلمانوں پر بڑا احسان اور فضل والا ہے۔

۱۵۳- یاد کرو جب تم بھاگے جاتے تھے یا یہ کہ ڈر کے مارے پہاڑ پر چڑھتے تھے اور کسی طرف التفات نہ کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو پکارتے رہے اور پیچھے کھڑے تم کو بلاتے رہے مگر تم نہ آتے تھے۔ پس اللہ نے غم پر غم دوبالا کر دیا' ایک تو قتل کا غم دوسرے مال نہ ملنے کا غم' تیسرے شکست کا غم جو خالد نے تم کو دی تاکہ اب کبھی غنیمت کے لالچ کے لیے غافل نہ ہو جاؤ اور اس کے نہ ملنے سے' اعزہ واحباب کے مر جانے سے غم نہ کرو کہ اگر غنیمت کے لینے میں یا قتل قتال کے غم وافسوس میں رہو گے تو سب سے بڑا غم شکست کا آ جائے گا۔ لڑائی کے وقت نہ مال کا خیال ہونا چاہیے نہ جان کا' صرف دین اور ایمان کا۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے جہاد وعزیمت کی سب خبر ہے۔

۱۵۴- پھر اپنا احسان مسلمانوں پر بیان فرماتا ہے کہ باوجود اس شکست کے ہم نے سچے مسلمانوں پر نیند کو ایسے ہنگامۂ خوفناک میں غالب کر دیا' وہ رحمت اور اطمینان کی خواب تھی جو تم میں سے ایک اچھے گروہ کو آ کر دل کو تسکین دیتی تھی۔ تم میں سے دوسرا گروہ وہ تھا یعنی معتب بن قشیر وغیرہ منافقین کا جو بے ہودہ بک رہے تھے اور کہتے تھے: کیا ہم کو بھی خدا کی فتح

مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

اور ایک جماعت کو اپنی جان کی پڑی تھی جو اللہ تعالیٰ پر جاہلیت کی سی بدگمانی کر رہی تھی، کہتی تھی:

ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ

کیا اس کام میں ہمارا کچھ اختیار ہے (سو ان سے) آپ فرمائیے کہ اختیارات تو سب اللہ تعالیٰ ہی کو ہیں،

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ

وہ اپنے دلوں میں وہ باتیں چھپاتے تھے جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے تھے، وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی بات بھی ہمارے اختیار

لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

میں ہوتی تو ہم یہاں قتل نہیں کیے جاتے، آپ فرمائیے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ

تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا وہ ضرور اپنے قتل ہونے کی جگہ نکل کر آ جاتے (یہ اس لیے ہوا) کہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ تعالیٰ تو دلوں کی بات

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ

خوب جانتا ہے O بے شک جو لوگ تم میں سے دونوں لشکروں کے مقابلہ کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے

اور دولت ملے گی یا سب کافروں کا ہی حصہ ہے، خدا کے ساتھ بدگمانی کرتے تھے کہ اب وہ ہماری مدد نہ کرے گا، جیسے ایام جاہلیت میں خدا سے بے اطمینانی تھی ویسے ہی اب بھی خیالات پکاتے تھے۔ اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ فتح وشکست سب خدا کے ہاتھ میں ہے، جسے جو چاہے دے بلکہ یہ تو دل میں بہت کچھ کفر چھپاتے ہیں، جو ظاہر کرتے ہیں اس کفر مخفی کا ایک حصہ بھی نہیں۔ قتل کے خوف سے ظاہر نہیں کرتے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مسلمان سچے ہوتے اور خدا کا وعدہ فتح کا سچا ہوتا اور فتح ہمارے نام لکھی ہوتی تو ہم یہاں کیوں مارے جاتے، اس کا جواب ان کو دیجئے کہ موت تو ایسی چیز نہیں کہ وقت سے ٹل جائے، اگر تم اس لڑائی میں نہ آتے اور گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہتے تو بھی موت تم کو خواہ مخواہ مقتل میں کھینچ لاتی اور مرنے والے لامحالہ چلے آتے۔ خدا نے یہ شکست اس لیے ڈالی کہ تمہارا امتحان ہو جائے اور تمہارے دل کا کفر ظاہر ہو جائے اور حال کھل جائے اور خدا کو تمہاری نیکی بدی کی سب خبر ہے۔

۱۵۵- جنگِ احد میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضور پاک نصیب دشمناں شہید ہو گئے صحابہ گھبرا گئے، بعض بھاگ

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ

ان کو شیطان نے ان کے بعض اعمال کی (شامت کی) وجہ سے لغزش دی تھی اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا

عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا ۱۶ ع ۷

بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) بڑی برداشت والا ہے ○ اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ

كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ

جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت جب کہ وہ سفر میں یا جہاد میں گئے تو یہ کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے

اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ

اور نہ مارے جاتے (یہ باتیں ان سے اس لیے سرزد ہوتی ہیں) کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو ان کے

اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَ

دلوں میں افسوس بنا کر رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی جلاتا (زندہ کرتا) اور مارتا ہے اور

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ○ (بے شک) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یا مر جاؤ (تو کیا غم ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت (جو ایسے شہیدوں کے لیے ہے) ان کی تمام کمائی سے بہتر ہے ○

نکلے' ان میں سے حضرت عثمان بھی تھے کہ بہت دور بھاگتے چلے گئے۔ ان کے بارے میں معافی اتری کہ جو لوگ احد میں بھاگ نکلے تھے جس دن دو لشکر جمع ہوئے تھے تو ان کو شیطان نے بہکایا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر سنا کر پریشان کیا تھا اور وہ دور تک بھاگتے چلے گئے تھے' ان کے بعض گناہوں کے سبب سے شیطان ان پر غالب ہو گیا تھا۔ مگر خدا نے گناہ معاف کیا' ان کو قتل نہ کیا' خدا غفور و رحیم ہے توبہ والوں کو بخشتا ہے' جلدی سزا نہیں دیتا۔

۱۵۶ تا ۱۵۸- جنگ احد میں عبداللہ بن ابی منافق راہ میں سے لوٹ گیا تھا اور بہت سے آدمیوں کو لوٹا لے گیا تھا۔ وہ مسلمانوں کے سامنے کہتا تھا کہ دیکھو ہم بچ رہے ہیں' اگر ہم تمہارے ساتھ ہوتے تو ہم بھی مارے جاتے' اس بارے میں یہ اترا کہ اے مسلمانو! تم ان منافقوں کافروں جیسے نہ ہو جانا کہ اپنے بھائی منافقوں سے جب وہ مسلمانوں کے ساتھ سفر لڑائی میں جاتے ہیں اور کوئی ایک آدھ مر جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو کاہے کو مرتے اور کیوں قتل ہوتے' اس خیال سے خدا ان کے دلوں میں حسرت اور افسوس زائد کرتا ہے' ورنہ زندہ کرنا اور مارنا خدا کا کام ہے۔ سفر میں بہت

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

(مسلمانو!) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ تو سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف اٹھائے جاؤ گے ○ تو اللہ کی بڑی

اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ

مہربانی ہی ہے جو (اے نبی!) آپ ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر آپ تیز مزاج (اور) سخت دل ہوتے تو (یہ لوگ کبھی کے) آپ سے

حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ

جدا ہو گئے ہوتے تو آپ ان کو معافی دیجئے اور ان کی بخشش کی (اللہ تعالیٰ سے) سفارش کیجئے اور کاموں میں ان سے مشورہ بھی لے

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

لیا کیجئے اور جب کسی کام کا آپ پکا ارادہ کر لیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کیجئے' بے شک اللہ تعالیٰ کو توکل کرنے والے پیارے ہیں ○

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ (تمہاری مدد کرنا) چھوڑ دے تو پھر ایسا کون

يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا

ہے جو تمہاری مدد کر سکے اور ایمان داروں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ○ اور کسی

سے جیتے ہیں اور وطن میں بہت سے مر جاتے ہیں' وہ جسے چاہتا ہے مارتا ہے جسے چاہتا ہے زندہ رکھتا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو خدا سب جانتا ہے۔ اے منافقین! اگر تم خدا کی راہ میں قتل کیے جاؤ یا ایمان پر اپنے گھروں میں ہی مر جاؤ اور خدا تم کو بخشے تو اس کی بخشش اور رحمت اس دنیائے فانی کے جمع کرنے سے ہزاروں درجے بہتر ہیں اور اگر تم مرو گے یا قتل کیے جاؤ گے تو سب اسی کی طرف لوٹو گے' وہ ان کے سب کاموں کا بدلہ دے گا۔

۱۵۹- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! خدا کا آپ پر فضل و کرم اور بڑی رحمت ہے کہ تم نرم مزاج' خوش خلق' رحمدل ہو اور ان لوگوں کے ساتھ بہ آسانی پیش آتے ہو۔ اگر آپ کا مزاج سخت ہوتا اور آپ سخت زبان سے ان سے گفتگو فرماتے تو یہ آپ کے پاس سے ڈر اور ہیبت کے مارے بھاگ جاتے۔ اگر ان سے کوئی قصور ہو جایا کرے تو آپ بخش دیا کریں اور ان سے لڑائی وغیرہ میں مشورہ کیا کریں اور جس کام پر سب کی رائے ٹھہر جایا کرے اور آپ قصد مصمم کر لیا کریں تو بس اللہ پر بھروسہ کر کے وہ کام شروع کر دیا کریں۔ خدا توکل والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۱۶۰- اگر خدا تمہاری مدد کرے گا جیسی بدر کے دن کی تو تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا اور اگر خدا اپنا مدد کا ہاتھ تم پر سے اٹھا لے گا جیسے احد کے دن تو تمہاری کون مدد کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا پر ہر حال میں بھروسہ کریں۔

كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ خیانت کرے (کچھ چھپا رکھے) اور جو کوئی خیانت کرے گا (کچھ چھپائے گا) تو وہ قیامت

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ

کے دن اپنی چھپائی ہوئی چیز لے کر آئے گا' پھر ہر جان کو اپنے کیے کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہو گا O تو کیا

اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کا غصہ حاصل کیا ہو اور اس کا ٹھکانہ بھی جہنم ہو

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

اور وہ بہت ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے O اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں کے مختلف درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کام

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

دیکھ رہا ہے O بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا جب کہ ان میں ان ہی میں سے ایک (عظیم الشان)

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں (ہر برائی سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب

۱۶۱ تا ۱۶۳- احد کے درہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو کھڑا کر دیا تھا ان میں سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کا حصہ ہم کو نہ دیں گے ہم تو فقط کھڑے ہی رہے ہیں۔ اس لیے وہ لوٹنے لگے ان کو یہ بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ اپنی امت کا حق غنیمت میں مار رکھیں اور کسی شخص کا حق اس کو نہ دیں۔ جو خیانت کرے گا قیامت میں وہ چیز اپنی گردن پر رکھ کر مجمع حشر میں لائے گا۔ پھر ہر اس شخص کو اس کے عمل کا پورا بدلہ دیا جائے گا' کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ کیا جو لوگ خدا کی مرضی کے تابع ہیں' اچھے کام کرتے ہیں' غلول خیانت نہیں کرتے ان کا حال ویسا ہو سکتا ہے جیسے خیانت کرنے والوں کا کہ ان پر خدا کا غصہ ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اچھوں کے لیے قیامت میں خدا کے پاس درجات بلند ہوں گے اور بروں کے لیے نار کے درجے۔ جو کوئی جو کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب دیکھ رہا ہے۔ ایک قرأت میں ''ان یغل'' مجہول ہے' اس کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ ان کو خائن سمجھا جائے کیونکہ ان کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ دوسرے یہ کہ لائق نہیں کہ نبی کے مال کی خیانت کی جائے کیونکہ ان پر خدا بذریعہ علم غیب سب حال ظاہر کر دے گا۔ واللہ اعلم۔

۱۶۴- اس آیت میں اپنا احسان جتلاتا ہے کہ خدا نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جو ان پر رسول بھیجا انہیں کے حسب نسب اور قبیلہ سے۔ وہ ان کو خدا کی آیتیں سناتا ہے' امر و نہی بتلاتا ہے' قرآن اور حکمت و توحید و صراط مستقیم سکھاتا ہے۔

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۱۶۴) أَوَلَمَّا

اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے O کیا جب تم

أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ

پر کوئی مصیبت آ پڑے حالانکہ اس سے دوگنی مصیبت تم ان کو پہنچا چکے ہو تو یہ کہنے لگو گے کہ یہ کہاں سے آئی (اے نبی!)

هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱۶۵)

آپ فرمایئے: مصیبت تو تمہارے اپنے ہی کرتوتوں سے آتی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے O

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ

اور جو کچھ مصیبت تم کو دونوں لشکروں کے مقابلہ کے دن پہنچی تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے پہنچی اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان داروں

الْمُؤْمِنِينَ (۱۶۶) وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا

کی پہچان کرا دے O اور اس لیے کہ منافقوں کی بھی پہچان کرا دے اور ان سے کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ تعالیٰ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ

کی راہ میں لڑو یا (دشمنوں) کو ہٹاؤ تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارے پیچھے ہو لیتے (تمہارا ساتھ دیتے)

بذریعہ توحید ان کو شرک سے اور بذریعہ زکوٰۃ ان کو گناہوں سے پاک کرتا ہے، یہ لوگ اگرچہ پہلے سے گمراہی میں پھنسے ہیں مگر اب اس رسول کے طفیل سے مرتبۂ کمال کو پہنچ جائیں گے۔

۱۶۵ تا ۱۶۸- یہ کیا ہے کہ جب تم کو کوئی مصیبت آتی ہے جیسے بروز احد شکست ہوئی تو تم خدا پر اعتراض کرنے لگتے ہو کہ ہم تو مسلمان ہیں پھر ہم کو کیوں شکست ہوئی۔ حالانکہ تم اس سے دگنا فائدہ بھی پہلے پا چکے ہو یعنی بروز بدر۔ اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ یہ جو شکست ہوئی تو یہ بھی تمہاری ہی طرف سے ہے کہ تم نے خلاف حکم رسول درہ چھوڑ دیا۔ خدا سب باتوں پر قادر ہے۔ یہ جو تم کو شکست حاصل ہوئی ہے یعنی بروز احد جس دن کہ دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تھا تو ہمیشہ سے یونہی تمہارے مقدر میں لکھا ہوا تھا اور خدا کا حکم یونہی تھا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ جو مسلمان خدا کے علم میں سچے ہیں وہ ان سے ممتاز ہو جائیں جو ظاہر میں مسلمان ہیں اور حقیقت میں منافق یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ کہ جب ان سے عبداللہ بن جبیر وغیرہ صحابہ نے کہا تھا کہ چلو جنگ میں شریک ہو کر کافروں کو خدا کے لیے قتل کرو ورنہ یونہی لشکر اسلام کی رونق کے لیے ساتھ ہو لو اور کافروں کو فقط اس نیت سے مارو کہ تم کو اور تمہاری آل اولاد کو نہ لوٹ لیں تو وہ بولے: لڑائی کہاں ہے، اگر قتال ہوتا تو ہم بھی چلتے، یہ تو دیدہ و دانستہ ہلاکت میں پڑنا ہے کہ ہماری رائے کے خلاف مدینہ کے باہر جاتے ہو۔ تو یہ منافق لوگ ایمان سے بہت دور اور کفر سے بہت قریب ہیں۔ یا یہ کہ عنقریب یہ کافر ہو جائیں، ظاہر میں منہ سے کلمہ پڑھتے ہیں اور وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں مگر

لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم

اور وہ اس دن بسبب (ظاہری) ایمان کے کھلے ہوئے کفر کے زیادہ قریب تھے، وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں

مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا

جو ان کے دلوں میں نہیں اور وہ جو کچھ دل میں چھپا رہے ہیں اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے O یہ وہی لوگ ہیں

لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ

جنہوں نے (گھروں میں) بیٹھ کر اپنے بھائیوں کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہیں کیے جاتے (اے نبی!) آپ

أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

(ان سے) فرمایئے کہ ذرا تم اپنے اوپر سے ہی موت ٹال دو اگر تم سچے ہو O (اے سننے والے!) اور جو لوگ اللہ

قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾

کی راہ میں مارے گئے ہیں ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں O

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ

اور جو کچھ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے اس پر وہ خوش ہیں اور ان لوگوں کی طرف سے بھی جو (ان کے پیچھے دنیا میں

يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾

وقف لازم

زندہ ہیں اور) ابھی ان میں جا کر شامل نہیں ہوئے ہیں خوشیاں مناتے ہیں کہ ان پر کچھ بھی خوف نہیں اور نہ ان پر غم ہوگا O

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

وہ اللہ کی نعمت اور (اس کے) فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایمان دار کا اجر ضائع نہیں فرماتا ہے

خدا کو ان کے دلوں کے کفر کی خبر ہے وہ اور دوسرے منافقوں سے کہتے ہیں کہ دیکھو ہم کیسے بچ گئے۔ اسی طرح اگر یہ لوگ بھی نہ جاتے تو کیوں مرتے۔ اے رسول! آپ فرمادیں کہ اگر تم سچے ہو اور موت لڑائی ہی پر موقوف ہے تو اب تم موت کو نہ آنے دینا اور اپنے آپ کو اس سے دور کر دینا۔

۱۶۹ تا ۱۷۱۔ وہ منافقین شہداء کا ذکر کر کے صحابہ کرام کو رنج دلاتے تھے کہ وہ بھوکے پیاسے مر گئے، تم نعمت میں ہو وغیر ذالک۔ اس بارے میں یہ اترا کہ جو بدر اور احد میں شہید ہوئے ان کو مردہ نہ سمجھو وہ تو اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں، مزے مزے کے جنت کے تحفے کھاتے ہیں، خدا نے ان کو جو نعمتیں دی ہیں وہ دیکھ دیکھ کر خوش ہیں اور خدا نے جو باقی ماندوں کے عنقریب

أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۱﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ

خوشیاں مناتے ہیں O جن لوگوں نے زخم پہنچنے کے بعد (بھی) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (ﷺ) کا حکم مانا

مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾

ان میں سے جنہوں نے نیکی اور پرہیز گاری کی ان کے لیے بڑا ثواب ہے O

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

یہ وہی لوگ ہیں جن سے لوگوں نے (آ کر) کہا کہ تمہارے لیے لوگ (دشمن) جمع ہوئے ہیں تو ان سے ڈرو تو (اس سے) ان کا

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾

ایمان (اور بھی) بڑھ گیا (مضبوط ہو گیا) اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو کافی ہے اور (وہی) اچھا کارساز ہے O

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ ۙ وَاتَّبَعُوا

تو یہ (ایمان والے) خدا کی نعمت اور (اس کے) فضل کے ساتھ واپس ہوئے (اور) ان کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا اور وہ

رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾ إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ

اللہ تعالیٰ کی خوشی پر چلے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے O یہ (خبر دینے والا) تو صرف ایک شیطان تھا

ملنے کی بشارت دی ہے اس سبب سے وہ آپس میں خوشیاں مناتے ہیں اور ان کو یہ خوشی سب سے بڑی ہے کہ قیامت میں جب آدمی غم اور ڈر میں گرفتار ہوں گے تو ان کو نہ ڈر ہوگا نہ غم' اس دن بھی خدا کی نعمت اور فضل دیکھ کر خوشیاں منائیں گے' خدا مسلمانوں کا ثواب کبھی باطل نہ کرے گا۔

۱۷۲ تا ۱۷۴۔ جب غزوہ احد تمام ہوا اور ابوسفیان وعدہ جنگ آئندہ کا کر گئے اور موسم بدر صغریٰ مقرر ہوا' جب وہ دن آئے تو ابوسفیان مع سب کفار مرالظہر ان تک نکلے تب ان کے دلوں میں رعب پڑ گیا' سب لوٹ گئے مگر اپنی ذلت کا خیال آیا۔ نعیم ابن مسعود سے کہا کہ اب ہم کیا کریں؟ اس نے کہا کہ میں صحابہ کو ڈراؤں گا۔ نعیم جب مدینہ پہنچا دیکھا کہ صحابہ لڑائی کے لیے نکلنا چاہتے ہیں۔ تب بولا کہ جب وہ یہاں آئے تھے تو تم کو کیسا مار گئے تھے' اب تم کیا کر سکتے ہو۔ بعض آدمی ڈرنے لگے مگر پھر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' کہتے ہوئے لڑنے کے لیے نکلے اور موقع پر پہنچے مگر کسی کو نہ پایا۔ بازار میں خوب چیزیں فروخت کیں بڑا نفع کمایا۔ اس کا ذکر ہے کہ جن لوگوں نے خدا اور رسول کی اطاعت کی اور باوجود یکہ احد میں زخم پر زخم کھا چکے تھے مگر پھر بھی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور بدر صغریٰ کو گئے تو ان میں سے جو مخلص ہیں اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے۔ وہ اچھے لوگ جن کو بعض آدمیوں نے ڈرایا کہ کافر جمع ہو رہے ہیں تم ڈرو' بچو تو وہ اور بھی زائد دلیر ہو گئے' ان کا ایمان زائد ہو گیا اور بولے کہ خدا ہم کو کافی ہے' وہ ہمارے لیے اچھا مددگار ہے اور

يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ ۖ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾

جو اپنے دوستوں کو ڈراتا تھا تو اگر تم ایمان دار ہو تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو O

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ

اور (اے نبی!) ان لوگوں سے کچھ غم نہ کرو جو کفر میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ تعالیٰ

يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾

چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے O

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ

ان کے لیے درد ناک عذاب ہے O اور کافر ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ جو ہم ان کو ڈھیل دے رہے ہیں کچھ ان کے حق میں بہتر

لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۱۷۸﴾

ہے، ہم صرف اس لیے انہیں ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں اور بڑھ جائیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے O

وہاں گئے اور آخرت کا ثواب اور نفع دنیا اور غنیمت سب چیزیں ساتھ لے کر آئے' ان کو کوئی مصیبت نہ پڑی' خدا کی مرضی کا اتباع کیا' اس سے یہ فلاح پائی اور اللہ کا فضل عظیم الشان ہے' وہ مسلمانوں پر بڑا فضل فرماتا ہے۔

۱۷۵- اے مسلمانو! یہ شیطان اپنے دوستوں کو خدا کی راہ سے بہکاتا ہے اور خوف دلاتا ہے' تم ہرگز نہ ڈرنا' تم مجھ ہی سے ڈرو کہ تم تو مسلمان ہو۔ اللہ نے نعیم بن مسعود کو شیطان سے تعبیر کیا اس لیے کہ اس نے شیطان کے وسوسے کا اتباع کیا' جو انسان کی صورت ہو کر شیطانی کام کرتا ہے وہ بھی شیطان ہی ہوتا ہے۔

۱۷۶- پھر منافقوں کا ذکر کیا جو یہود سے خوب میل رکھتے تھے کہ اے نبی! تم ان منافقوں کے کافروں سے ملنے اور کفر میں پڑ جانے کا غم نہ کرو۔ یہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں' خدا کا کیا کر سکتے ہیں۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہ ملے اور ان کو سخت عذاب ہو' سو وہ ہو کر رہے گا۔

۱۷۷- بے شک منافق جو ایمان کے بدلے کفر مول لیتے ہیں تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے' اپنا ہی نقصان کرتے ہیں' ان کو ایسا عذاب ہوگا جو ان کے دلوں کی خبر لے گا۔

۱۷۸- کافروں کو جو دنیا میں مال' اولاد' امیری ملتی ہے تو یہ خیال نہ کریں کہ ان کے حق میں کچھ بھلائی ہے۔ یہ تو ہم اس لیے دیتے ہیں کہ وہ اور ہم سے دور ہو جائیں اور خوب غافل ہو جائیں اور بے دھڑک گناہ کریں' یہ چند روز کی مہلت ہے اور

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ

اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ مسلمانوں کو اسی حال پر چھوڑ دے کہ جس پر اب تم ہو تاوقتیکہ وہ ناپاک کو

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ

پاک سے جدا نہ کر دے اور اللہ کی شان یہ بھی نہیں کہ (اے عام لوگو!) تمہیں غیب کا علم دے دے (غیب کی اطلاع دینے

لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

کے لیے) اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ (اور رسولوں

آخرت میں ان پر وہ عذاب ہوگا جو انہیں ہمیشہ ذلیل کرتا رہے گا۔ ''لا یحزنک'' سے یہاں تک منافقوں کے حق میں اترا اور بعض کے نزدیک کفار مکہ کی شان میں اور دونوں ہی کی حالت کا بیان ہے۔

۱۷۹۔ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا تم کہتے ہو کہ بعض کافر مسلمان ہو جائیں گے، جنت میں جائیں گے اور بعض دوزخ میں، وہ سب ہم کو بتلا دو۔ تب یہ اترا کہ اللہ جو اس کے علم میں ہے کرے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ تم کو اس حال پر چھوڑ دے کہ جس پر ہو بلکہ جس کو چاہے گا اسلام بخشے گا اور جس کو چاہے گا کفر پر چھوڑ دے گا اور ناپاک کو پاک سے جدا فرما دے گا۔ شقی اور سعید، مومن اور منافق سب الگ الگ ہو جائیں گے۔ خدا تم سب کو غیب کی تعلیم کر دے یہ نہ ہوگا۔ ہاں غیب کی تعلیم کے لیے خدا جسے چاہتا ہے برگزیدہ کر لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے' یعنی اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیب بتائے ہیں' تم سب کو بتا دے یہ نہ ہوگا' پس تم سب اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اگر تم ایمان لاؤ گے اور کفر اور شرک سے بچو گے تو تم کو خدا کے ہاں بہت ثواب ملے گا۔ اس آیت کا شان نزول خازن میں یہ ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرے سامنے اللہ تعالیٰ نے میری ساری امت پیش کر دی ہے جس طرح آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی ساری ذریت جو قیامت تک ہونے والی تھی پیش کی تھی۔ لہٰذا میں جانتا ہوں کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ یہ بات جب منافقوں نے سنی تو اپنی مجلسوں میں مذاق اڑانے لگے اور کہنے لگے کہ دیکھو ایسے لوگوں کے متعلق جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے خبر دے رہے ہیں کہ میں ان کے ایمان و کفر کو جانتا ہوں اور ہم ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں نیز دوسرے کاموں میں بھی شریک ہوتے ہیں ہمیں آج تک نہیں پہچانا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ میرے علم پر اعتراض کرتے ہیں' اللہ کی قسم! آؤ مجھ سے پوچھو جو کچھ ہوا اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا۔ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرے باپ کا کیا نام ہے؟ حضور نے فرمایا: تیرے باپ کا نام حذافہ ہے' پوچھنے والے کا نام عبداللہ تھا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوزانو کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے سے راضی ہیں اور آپ کے نبی ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور قرآن کے امام ہونے سے راضی ہیں تو ہم میں سے جو کسی نے سوال کیا ہے غلط فہمی کی بناء پر کیا ہمیں اس کے لیے معافی عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت بڑھائے یعنی ہم تو حضور کو نبی مانتے ہیں اور نبیوں کو علم غیب ہوتا ہے' ہمیں آپ کے علم میں نہ کوئی شک وشبہ ہے اور نہ ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے۔ تب حضور نے فرمایا کہ اب تو تم باز رہو گے تین مرتبہ یہی فقرہ

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۱۷۹) وَلَا يَحْسَبَنَّ

کے عطائی علمِ غیب پر یقین رکھو) اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے O اور جو لوگ اس چیز میں

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا

جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی بخل کرتے ہیں وہ ہرگز اپنے لیے اسے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے

لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ

بہت بری ہے، بہت جلد وہ چیز جس میں انہوں نے بخل کیا تھا قیامت کے دن ان (کے گلے) کا طوق بنائی جائے گی

۱۸ ع ۹ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۸۰) ع

اور اللہ ہی زمین اور آسمان کا وارث ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں سے خبردار ہے O

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات بھی سن لی جنہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مال دار ہم

وقف لازم اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ لا

ان کی یہ بات اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا ابھی لکھے لیتے ہیں اور (قیامت کے دن اس کے جواب میں) ہم ان سے

دہرایا۔ یہ فرما کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس حال میں نہیں چھوڑے گا جس حال میں تم اب ہو یعنی مومن اور منافق ملے جلے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ناپاک یعنی منافقوں کو پاک یعنی مومنوں سے جدا نہ کر دے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں ہے کہ تم سب کو عام طریقے سے غیب پر اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ غیب کے علم کے لیے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ یعنی جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس پر یقین کرو۔ یعنی منافق اور مومنوں اور کافر کے بارے میں انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ درست ہے، ہم نے ان کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

ف: اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوا۔

۱۸۰- یہود اور منافقین جو مال کی محبت کرتے کسی کو کچھ نہ دیتے ان کے حق میں یہ اترا کہ یہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور خدا نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے وہ کسی کو نہیں دیتے' یہ ان کے حق میں بہتر نہ سمجھنا چاہیے' یہ ان کے حق میں بڑی خرابی ہے' ان کا سونا' چاندی روپیہ پیسہ قیامت میں ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا اور تمام آسمان اور زمین کے خزانے سب خدا کی طرف لوٹیں گے۔ آسمان کے خزانے مینہ اور زمین کا خزانہ نباتات۔ یا یہ کہ اللہ ہی باقی رہے گا' سب مال دار مر جائیں گے اور جو تم کام کرتے رہے ہو سخاوت یا بخیلی اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔ سب کو جزاء سزا دے گا۔

۱۸۱ تا ۱۸۲- بعض آیتوں میں اترا کہ خدا کو قرض دو یعنی خیرات دو قیامت میں پاؤ گے تو فخاص بن عازورا

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

کہیں گے کہ بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھو O یہ بدلہ تمہارے اعمال کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا

بھیجے اور اللہ تعالیٰ بندوں پر کچھ ظلم نہیں فرماتا O انہوں نے (یہ بھی) کہا کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم ہرگز کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ

(کا حکم) نہ لائے کہ جس کو آگ کھا جائے (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول تمہارے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

کھلی نشانیاں اور وہ (حکم) لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر اگر تم (اپنے عہد کے دعوے میں) سچے ہو تو تم نے ان کو شہید کیوں کیا O

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ

(اے نبی!) پھر اگر انہوں نے آپ کو (بھی) جھٹلایا تو (کوئی بات نہیں کیونکہ) آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہیں

یہودی بولا کہ خدا (معاذ اللہ) فقیر ہے، ہم امیر ہیں، ہم سے قرض مانگتا ہے، تب یہ اترا کہ اللہ نے یہود کم بختوں کا یہ کہنا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں سنا اور ہم ان کا کہا یاد رکھیں گے اور نامۂ اعمال میں درج کریں گے، ان کے باپ دادوں نے جو پیغمبروں کو قتل کیا وہ بھی لکھ لیا ہے عنقریب ہم ان کو حکم سنائیں گے کہ لو عذاب شدید کا مزہ چکھو اور تم نے دنیا میں جو کام کیے ہیں ان کی سزا بھگتو، خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

۱۸۳ تا ۱۸۴۔ یہ وہی یہود ہیں جو آپ کی تکذیب کے لیے یہ کہتے ہیں کہ ہم سے خدا کا عہد ہے اور توریت میں یہ وعدہ ہے کہ کسی رسول کی تصدیق نہ کریں جب تک وہ قربانی کو غیبی آگ سے نہ جلا دے جیسا کہ زمانۂ بنی اسرائیل میں تھا کہ قربانی رکھ دیتے، اس کو غیبی آگ کھا جاتی تھی، پس ہم تم پر کیونکر ایمان لائیں، آگ آئے کھا جائے تو ایمان لائیں گے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم یہ کہہ دو کہ ایسا بھی ہو چکا۔ ایسے رسول بھی آئے کہ تم کو امر و نہی سکھاتے تھے اور قربانی بھی آگ کو کھلا دیتے تھے پھر تم ان پر ایمان کیوں نہیں لائے اور ان کو کیوں قتل کیا، اگر سچے ہو تو اس کا جواب دو، یعنی حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو قتل کیا تو وہ بولے: ہمارے اجداد نے کوئی رسول قتل نہیں کیا تب یہ اترا کہ اگر یہ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو تم غم نہ کرو تم سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہیں کہ خدا کی نشانیاں، امر و نہی اور معجزے اور کتاب روشن سبھی کچھ لائے تھے مگر ضدی ہٹ دھرم لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

جو کھلی ہوئی آیات (معجزات) اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے O ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے

الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ

اور تم کو قیامت کے روز تمہارے (اعمال کے) پورے پورے بدلے ملیں گے، پھر جو شخص آگ سے بچایا گیا اور جنت میں

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ

داخل کیا گیا تو وہ اپنی دلی مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ قف

مال و اسباب ہے O تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں (کے نقصان) میں یقیناً

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

تمہاری آزمائش کی جائے گی اور بے شک ضرور تم کو ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ

دی گئی ہے اور مشرکوں سے بھی بہت کچھ بری باتیں سننی پڑیں گی اور اگر تم (اس پر) صبر اور پرہیز گاری اختیار کرو

تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے O اور (اے نبی! اہل کتاب کو وہ وقت یاد دلائیے)

۱۸۵- ہر جان موت کا ذائقہ چکھے گی اور تم سب اپنے کاموں کے بدلے پورے پورے پاؤ گے۔ کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پس جو قیامت میں بسبب توحید وعمل صالح آگ سے دور ہوا اور جنت میں داخل ہوا تو اس نے فلاح پائی، پھر اسے کچھ غم نہ ہوگا۔ دنیا نعمت اخروی کے مقابل ایسی ہے جیسے دھوکے کی چیز، گھر کی کمزور چیزیں شیشہ، مٹی کا برتن کہ ابھی ہے اور ابھی ٹوٹ گیا۔ فنا ہوگیا۔

۱۸۶- پھر کافروں کے ستانے کا ذکر کیا کہ تمہارا طرح طرح سے امتحان لیا جائے گا۔ مالوں میں بھی نقصان ہوگا، جانیں بھی ضائع ہوں گی، بیماریاں، درد، قتل، زخم اور ہزاروں آفتیں ہوں گی، اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ تم کو گالیاں بھی دیں گے، ماریں گے، ستائیں گے بھی، ان کی بری باتیں تمہیں سننا پڑیں گی۔ وہ اللہ پر افتراء اٹھائیں گے اور مشرک بھی طرح طرح سے ستائیں گے اور بہت ایذاء دیں گے۔ تم اگر ان سب باتوں پر صبر کرو گے اور اللہ کی نافرمانی نہ کرو گے تو یہ بات بڑی ہمت اور لیاقت کی ہے۔

۱۸۷- پھر خدا نے جو عہد اہل کتاب سے لیا تھا اس کا ذکر کیا کہ ہم نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے توریت

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ز ق

جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ اس (کتاب) کو لوگوں سے ضرور بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط

اس (عہد) کو اپنے پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا (بھلا دیا) اور اس کے بدلہ تھوڑے سے (ذلیل) دام وصول کیے

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ

تو وہ کیا ہی بُرا سودا کر رہے ہیں O (اے نبی!) جو لوگ اپنے برے کرتوتوں

بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا

پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بے (بغیر) اچھے کام کیے ان کی جھوٹی تعریف کی جائے

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

تو ان کو ہرگز عذاب سے دور نہ سمجھنا اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے O

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور آسمان اور زمین کی بادشاہی (صرف) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز

قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ ع ۱۹ ۹ ۱۰

پر قادر ہے O بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے بدلنے میں

وانجیل میں عہد لیا تھا کہ تم میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور ثناء جو تمہاری کتابوں میں ہے بیان کرنا' اس کو حسد کے مارے مخفی نہ کرنا۔ سوانہوں نے ہمارا عہد پس پشت ڈال دیا اور کتاب اللہ کو نہ مانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء و صفت چھپا کر دنیا کے تھوڑے دام اپنی قوم کے عام آدمیوں سے مول لیتے ہیں اور یہودیت اختیار کرتے ہیں' ہائے افسوس یہ کیسا برا کام کرتے ہیں۔

۱۸۸ تا ۱۸۹- انہوں نے جو ثناء وصفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چھپائی تو یہ اس پر بہت خوش ہیں کہ ان کے جاہل جو ان کی تعریفیں کر دیتے ہیں کہ تم ایسے ہو ویسے ہو' دین ابراہیم پر مضبوط ہو' سخی ہو وغیرہ وغیرہ تو یہ پھولے نہیں سماتے۔ تم ان کو عذاب سے دور نہ سمجھو' ان کو سخت عذاب ہوگا۔ سب زمین آسمان اور ان کے خزانے پیسہ اور گھاس خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ان کا مالک ہے اور وہ سب باتوں پر قادر ہے۔

۱۹۰ تا ۱۹۵- خدا کے عجائب قدرت اور اس کے غرائب حکمت اور اس کی وحدانیت کی نشانیاں آسمان کی

الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ

عقل مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ○ جو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر

اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ

(لیٹے ہوئے) اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش (بناوٹ) میں

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ

غور کرتے ہیں (اور کہتے ہیں:) اے ہمارے رب! تو نے یہ بے کار نہ بنائے تو (عیبوں سے) پاک ہے

سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ

تو ہم کو آگ کے عذاب سے بچا لے ○ اے ہمارے رب! بے شک جس کو تو نے

النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

دوزخ میں داخل کیا تو بے شک اس کو رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ○

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ

اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو جو ایمان کے لیے منادی کر رہا تھا (یہ پکارتے) سنا کہ (اے لوگو!) اپنے

اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

رب پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں

مخلوقات میں ظاہر ہیں۔ لاکھوں فرشتے' آفتاب' ماہتاب' ان گنت تارے بینہ وغیرذالک سب اس کے نشان ہیں۔ زمین کی مخلوقات میں بھی اس کا جلوہ نمایاں ہے۔ پہاڑ' دریا' موجیں' درخت' گھاس چوپائے وغیرہ سب اس کی گواہی دیتے ہیں۔ رات کا دن ہونا' دن کا رات ہونا اس کی دلیل ہے' مگر یہ دلیلیں عقل والوں کے لیے ہیں جو خدا کی ہر طرح یاد کرتے ہیں۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں' اگر نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر ورنہ لیٹ کر اگر یہ بھی نہیں تو معاف ہے اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تو ہم کو عذاب دوزخ سے بچانا' اے پروردگار! جسے تو دوزخ میں ڈالے گا تو اسے ہلاک کرے گا اور عذاب دے گا اور وہاں کافروں کا عذاب سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرے پیغام لانے والے کو یعنی جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ ہمیں تیرے ایمان کی طرف بلاتے ہیں اور توحید کی دعوت کرتے ہیں تو ہم تجھ پر اور تیری کتاب پر ایمان لائے' اب تو ہمارے گناہ کبیرہ وصغیرہ سب بخش دے۔ ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ ہم کو ایمان پر اٹھا۔ رسولوں اور صالحوں کے زمرہ میں ہم کو شامل کر دے۔ اے پروردگار! تو نے جس نعمت کا وعدہ کیا' اپنے رسول کی

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ ج

مٹا دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر (ہم اچھوں کے ساتھ رہیں) O

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

اے ہمارے رب! تو نے جن نعمتوں کا ہم سے اپنے رسول کی معرفت وعدہ فرمایا وہ ہمیں عنایت فرما اور ہم کو قیامت

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ

کے دن رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے O تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی (اور فرمایا کہ)

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ج بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج

بے شک میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کی محنت اکارت نہیں کرتا ہوں خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ

(جنس) ہو، تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ان کو تکلیفیں دی گئیں اور لڑے

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

اور شہید ہو گئے (تو ان کے یہ اعمال بے کار نہ جائیں گے بلکہ) میں ضرور ان کے تمام گناہ اتار دوں گا

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ

(مٹا دوں گا) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ان کا) ثواب

عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي

ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا بدلہ ہے O (اے سننے والے!) ملک میں کافروں کے اکڑ کر چلنے پھرنے سے ہرگز دھوکا

زبانی اقرار کیا وہ ہمیں دے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا' قیامت میں ہم نقصان میں نہ پڑیں' بے شک تو وعدہ خلافی سے پاک ہے' یعنی ضرور قیامت برپا کرے گا اور اچھوں کو ثواب اور بروں کو عذاب دے گا۔ خدا نے ان کی دعا قبول کی' جو مانگا ان کو دیا اور عہد کیا کہ میں تمہارے نیک کام خواہ مرد ہو خواہ عورت ضائع نہ کروں گا' ہر بات کا ثواب دوں گا' پس یہ لوگ جو مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے' میرے لیے انہوں نے اپنا گھر بار چھوڑا' میری راہ میں ستائے گئے' ایذاء پہنچائے گئے قتال کیا' قتل کیے گئے تو میں ان کے سب کے گناہ بخش دوں گا اور جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے دودھ' شہد' شراب' پانی کی نہریں رواں ہوں گی۔ یہ ان کو خدا کا ثواب ملے گا اور خدا کا ثواب بہت اچھا ہے۔

الۡبِلَادِؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾

نہ کھانا ○ یہ تو تھوڑا سا (دنیا کا) اسباب ہے، پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا بچھونا ہے ○

لٰكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۸﴾

ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کی مہمانی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس نیکوں کے لیے ہے وہ سب سے بہتر ہے ○

وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ

اور بے شک کچھ اہل کتاب ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے (قرآن) اور اس پر جو ان کی

وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا

طرف اتارا گیا ہے (توریت و انجیل وغیرہ) اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ایمان لاتے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑے سے ذلیل

قَلِيۡلًا ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

داموں میں نہیں بیچتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا وَاتَّقُوا

اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں (دشمنوں سے) آگے رہو اور (اسلامی سرحد کی) نگہبانی کرو

۱۹۶ تا ۱۹۸- کافر جو ملک ملک میں تجارتیں کرتے پھرتے ہیں، ادھر سے اُدھر، اُدھر سے ادھر آتے جاتے ہیں، خوب کھاتے کماتے ہیں اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے کہ یہ دنیا کی متاع قلیل عنقریب فنا ہوگی، پھر وہ جہنم میں جائیں گے، وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ لیکن ان میں سے جو کوئی توبہ کرے گا، اسلام لائے گا، توحید اختیار کرے گا، خدا سے ڈرے گا تو ان کو جنت ملے گی جس کے درختوں اور محلوں کے نیچے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں رواں ہوں گی، وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے، نہ مریں گے نہ نکلیں گے، یہ خدا کا تحفہ ان کو ملے گا اور خدا کے پاس اچھوں کے لیے بڑی اچھی اچھی چیزیں تیار ہیں۔

۱۹۹- بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں کہ خدا اور رسول پر ایمان لائے، اپنی کتاب اور تمہاری کتاب دونوں کی تصدیق کی، خدا کے ساتھ نہایت عاجزی اور خضوع و خشوع سے پیش آتے ہیں، خدا کی آیتیں چھپا کر دنیا مول نہیں لیتے ہیں تو ان کو ثواب (اچھا بدلہ) ملے گا۔ خدا کے پاس رحمت ہوگی۔ اللہ سب کا حساب جلد لینے والا ہے۔

۲۰۰- پھر مسلمانوں کو جہاد پر اور دوسری تکالیف دنیوی پر صبر کا حکم دیا کہ اے مسلمانو! اپنے رسول کے ساتھ جہاد

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو O

سورۃ النساء مدنیۃ ۹۲ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیاتہا ۱۷۶ رکوعاتہا ۲۴

سورۂ نساء مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحمت والا ہے اس میں ایک سو چھہتر آیات، چوبیس رکوع ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا

وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

بھی پیدا کیا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ

جس کا واسطہ دے کر آپس میں مانگا کرتے ہو اور رشتوں کا بھی لحاظ رکھو

پر صبر کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرو اور اتفاق رکھو اور دشمن پر غالب رہو۔ اپنے نفسوں کو دشمن کے مقابلہ سے نہ ہٹاؤ۔ اپنے آپ کو ان کے مقابلہ پر جماؤ اور خدا سے ڈرو اس کی اطاعت کرو تاکہ فلاح دارین پاؤ اور عذاب سے نجات ملے۔ یا ''اصبروا'' سے یہ مراد ہو کہ اللہ کے فرائض ادا کرنے میں اور گناہوں سے بچنے میں جو مشقت ہوتی ہے اس پر صبر کرو اور ''صابروا'' سے یہ کہ گمراہ لوگوں اور بدعتیوں اور بدمذہبوں پر غالب رہو اور ''رابطوا'' یہ کہ گھوڑے جہاد کے لیے باندھو اور کفار سے لڑنے کی تیاری کرتے رہو۔ واللہ اعلم۔

سورۃ النسآء

اس سورت میں عورتوں کا ذکر ہے، یہ ساری سورت مدینہ شریف میں اتری، اس کی تفسیر بھی اسناد گزشتہ سے حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔

۱- اے آدمیو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے کہ پہلے ان کو بنایا اور انہی سے ان کی بیوی حوا علیہا السلام کو بنایا اور ان دونوں سے توالد تناسل جاری کر کے ہزاروں مرد اور عورتیں بنا ڈالیں، وہ خدا جس کی تم ایک دوسرے کو قسم دیتے ہو اور اس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو کہ فلاں کام خدا کے لیے کر دو اور فلاں چیز خدا کے واسطے دے دو۔ ارحام یعنی قرابت کے واسطے سے سوال کرتے ہو۔ خدا تمہارا حافظ ہے یعنی تمہارے سب کام دیکھتا ہے سب کا سوال کرے گا ''ارحام'' کو زبر بھی ہے اور زیر بھی، زبر ہوگا تو اللہ پر معطوف ہوگا۔ یعنی اللہ سے ڈرو کہ اس کی نافرمانی نہ کرو۔ ارحام قرابت سے ڈرو کہ اس کو نہ توڑو صلہ رحم کرو۔ ''یایھا الناس'' سے یہاں پر عام مراد ہے یعنی تمام انسانوں سے خطاب ہے بعض جگہ حسب قرینۂ مقام خاص مراد ہوتی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے ○ اور یتیموں کو ان کے مال (واپس) دے دیا کرو

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ

اور بری چیز کو اچھی سے نہ بدلا کرو اور ان کے مال اپنے

إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ﴿٢﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

مالوں میں (ملا کر) ہڑپ نہ کیا کرو‘ بے شک یہ بڑا گناہ ہے ○ اور اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو

تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ

کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر جو (اور) عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کر لو‘ دو

النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا

دو سے‘ تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تم کو اس بات کا ڈر ہو کہ (دو بیویوں میں) انصاف نہ کر سکو گے

فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ﴿٣﴾

تو ایک ہی (پر بس کرو) یا اپنی لونڈیوں پر جن کے تم مالک ہو‘ یہ تمہاری ناانصافی سے بچنے کے زیادہ قریب ہے ○

۲- رشتہ داروں سے صلہ رحم کرو‘ اگر تم میں سے کوئی مر جائے اور نابالغ بچے چھوڑے تو جب وہ جوان ہوں‘ عاقل بالغ ہوں ان کے مال اسباب ان کو دے دو‘ امانت میں خیانت نہ کرو‘ اپنی حلال چیز چھوڑ کر ان کی چیز نہ کھاؤ جو تمہارے حق میں حرام اور خبیث ہے‘ اچھی چیز بری سے نہ بدلو‘ ان کے مال اپنے مالوں سے الگ رکھو ساتھ ساتھ میں ملا کر حیلے سے ان کے مال نہ کھاؤ‘ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔ قبیلہ غطفان میں ایک آدمی تھے‘ ان کا بھتیجا جب بالغ ہوا تو اپنے باپ کا ترکہ مانگا‘ چچا نے انکار کیا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ آیا تو یہ آیت اتری۔ انہوں نے سب مال دے دیا۔

۳ تا ۴- جب آیت سابقہ اتری لوگ ڈرے‘ یتیموں کے مال اپنے مال سے الگ کر دیے تب یہ اترا کہ جیسے یتیموں کے بارے میں عدل و انصاف ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے بارے میں بھی عدل و انصاف ضروری ہے یعنی باری مقرر کرنے میں برابری رکھو‘ کمی زیادتی نہ ہونے پائے۔ پس تم کو چاہیے کہ ایک‘ دو‘ تین‘ چار تک جتنے نکاح چاہو کرو زائد نہ کرو اور یہ بھی کہ جب کرو عدل کی طاقت ہو اور اگر خیال ہو کہ عدل نہ ہو سکے گا تو بس ایک ہی رکھو یعنی اگر آزاد عورت ہو تو ایک ہی رکھو۔ ہاں باندیاں جتنی چاہو رکھو کہ ان میں برابری ضروری نہیں ہے‘ نہ ہی ان کی عدت ہے‘ نہ ان کا عدد مقرر ہے‘ نہ ان کو منصب تقسیم ہے یعنی باری مقرر کرنا۔ بالجملہ ایک ہی نکاح کرنا اولیٰ ہے تاکہ تم ظلم نہ کرنے لگو اور نفقہ و قسمت میں زیادتی کمی نہ کرو اور عورتوں کے مہر پورے پورے دے دو۔ یہ خدا کا فرض ہے ہاں اگر وہ اپنے مہر سے کچھ تم کو بخش دیں تو کچھ برائی نہیں حلال ہے اس کو کھاؤ پیو۔ عرب

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو، پھر اگر وہ اس میں سے کچھ

شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۴ وَلَا تُؤْتُوا

اپنی خوشی سے تمہیں دے دیں تو اسے شوق سے کھاؤ پیو O اور تم اپنے مال

السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ

جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے گزارہ بنایا ہے بیوقوفوں (یتیموں) کے حوالے نہ کیا کرو، ہاں انہیں

فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۵

اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو O

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ج فَاِنْ اٰنَسْتُمْ

اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہو جائیں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو

مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ج وَلَا تَاْكُلُوْهَآ

تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور تکبر کرتے ہوئے فضول خرچی کر کے اور (ان کے) بڑے ہو جانے کے خوف سے (جلدی

اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ج

کر کے ان کے مال) ہڑپ نہ کر جاؤ اور جو (سرپرست) مال دار ہو تو اس کو (یتیم کے مال سے) بچنا چاہیے اور جو محتاج ہو۔

والے جتنے نکاح چاہتے تھے کرتے تھے نو، دس، گیارہ، قیس بن حارث کی آٹھ عورتیں تھیں، اسلام میں چار سے زائد حرام ہیں۔

۵ تا ۶۔ عورتوں اور لڑکوں کو جو بے وقوف ہوں، کام دھندہ نہ جانتے ہوں ان کے مال جو تمہارے پاس ہیں نہ دو بلکہ اپنے تصرف میں رکھ کر ان کو کھلاؤ پہناؤ ورنہ وہ خراب کر کے اڑا دیں گے اور ان کو سمجھاؤ، عقل سکھاؤ اور ان سے اچھی طرح نرمی سے پیش آؤ، وعدہ کرو کہ جب تم کو عقل آئے گی تب تم کو دے دیں گے، یتیموں کو لکھاؤ پڑھاؤ، ان کی عقل کا امتحان لو، جب بالغ ہو جائیں اور آثار صلاحیت کے ان میں ظاہر ہوں تو ان کے مال ان کو دے دو، ان کے مال نابالغی کی حالت میں نہ کھا کھلا ڈالو، اس ڈر سے کہ جب وہ جوان ہو جائیں گے تو ہمارے ہاتھ سے ان کا روپیہ نکل جائے گا، جلدی جلدی بہت بہت سا نہ اڑا دو۔ تم میں سے جو امیر ہو وہ یتیم کے مال سے بچے، اس میں سے کچھ نہ کھائے جیسا اس کا ہو ویسا ہی اس کو بعد بلوغ سونپ دے اور اگر وہ آدمی فقیر ہو اور اس کے پاس تھوڑا سا مال ہو تو اپنے مال کو کم خرچ کرے کہ یتیم کے مال کھانے کی حاجت نہ پڑے، یا یہ کہ یتیم کا مال بقدر اپنی اجرت عمل ایمانداری سے کھا لے تو

وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ط فَاِذَا دَفَعْتُمْ
وہ دستور کے مطابق (اپنی خدمت کا حق لے کر) کھا لے (اور) پھر جب تم ان کے مال ان کے سپرد
اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۞ ۶
کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لیے کافی ہے ○
لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ص
مردوں کا بھی ماں باپ اور قرابت داروں کے ترکہ میں سے حصہ ہے
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ
اور عورتوں کا بھی ماں باپ اور قرابت داروں کے ترکہ میں سے حصہ ہے خواہ
مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۞ ۷ وَ
(ترکہ) کم ہو یا زیادہ (اس میں سے) حصہ مقرر کیا گیا ہے ○ اور اگر
اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ
بانٹتے وقت (وہ) قرابت والے (جن کا کوئی حصہ نہ ہو) اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو ان
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۞ ۸
کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو اور ان سے اچھی بات کہو ○

کچھ برا نہیں، یا یہ کہ یتیم کا مال ساتھ احسان کے کھائے یعنی بطور قرض بہ نیت ادا۔ بالجملہ جب وہ جوان ہو تو تم ان کو ان کا مال دے دو تو گواہی کر لو اور حقیقت میں خدا ہی گواہی کے لیے کافی ہے، سب کا حساب لے گا۔ یہ آیت ثابت بن رفاعہ انصاری کی شان میں اتری ہے۔

۷- عرب کا دستور تھا کہ نہ لڑکیوں کو کچھ مال دیتے نہ چھوٹے لڑکوں کو، بڑے لڑکوں کو سب ملتا۔ اوس مرے، ان کی عورت ام کحہ اور تین لڑکیاں تھیں۔ چچا نے اور چچا زاد لڑکوں نے سب مال لے لیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ میں ان لڑکیوں کو کہاں سے پالوں۔ نہ مجھے کچھ حصہ ملا نہ لڑکیوں کو، تب یہ اترا کہ ماں باپ کے مال سے اور دوسرے قرابت داروں اور ذوی الارحام مردوں کو بھی حصہ ملے گا عورتوں کو بھی، خواہ تھوڑا مال ہو خواہ بہت۔ ایک حصہ خاص سب کا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا، پھر بعد کو سب حصے مقرر ہو گئے۔

۸- اگر تقسیم مال کے وقت وہ قرابت دار موجود ہوں جن کو حصہ نہ ملے گا اور کوئی یتیم یا فقیر حاضر ہو تو ان کو بھی کچھ

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے (ننھے ننھے) کمزور بچے چھوڑ (کر مر) جاتے

ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا

تو ان (کی حالت) پر ان کو کیسا ترس آتا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور ٹھیک

سَدِيْدًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

بات کہنی چاہیے ○ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ ع

تو وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب جہنم میں ڈالے جائیں گے ○

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِىْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ

(اور) اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد (کے حصہ کی) بابت یہ حکم دیتا ہے کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے حصہ کے برابر ہے

ع ۱ / ۱۲

دے دو اگر سب وارث بالغ ہوں اور اگر وارث نابالغ ہوں تو ان سے بہ نرمی پھر کے لیے وعدہ کرو کہ جب یہ بالغ ہوگا تو ہم اس سے دلوا دیں گے۔

۹۔ جو لوگ بیمار کے پاس بیماری میں قریب نزع آتے ہیں اور وصیت کی رائے دیتے ہیں تو ان کو خدا کا خوف چاہیے کہ ثلث سے زائد نہ کرا دیں۔ بیچارے وارثوں کا لحاظ رکھیں، وہ خود اس کا خیال کریں کہ اگر وہ ضعیف' فقیر' بے کس اولاد چھوڑیں گے تو کیا سب مال دوسروں کو دے دیں گے' ہرگز نہیں دیں گے۔ پس ان کو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور مریض سے اچھی بات کہیں۔ عرب کا دستور تھا کہ بیماری میں نام کے لیے سب مال اٹھوا دیتے تھے بعد کو اس کی آل اولاد غریب رہ جاتی تھی۔ اس سے منع کیا گیا۔

۱۰۔ جو یتیم بچوں کا مال غصب اور ظلم سے کھا لیتے ہیں وہ تو اپنے شکم میں آگ کھاتے ہیں یعنی حرام جو سبب آگ کا ہے' یا یہ کہ وہ مال بروز قیامت آگ بن جائے گا اور دوزخ میں خوب جلیں گے۔ یہ آیت حنظلہ بن شموذل کی شان میں اتری۔

۱۱۔ اس میں سب کے حصے مقرر فرمائے کہ اللہ تم کو اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ اگر لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہیں تو مرد کو عورت کے حصے کا دوگنا ملے گا مثلاً ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہو تو مال تین حصے پر ہوگا دو پسر کو ایک دختر کو۔ اور جو لڑکا نہیں فقط لڑکیاں ہیں تو اگر ایک ہے تب تو اس کو آدھا مال ملے گا اور اگر دو یا دو سے زائد ہیں تو ان کو دو حصے ملیں گے تین حصوں میں سے یعنی دو تہائی مال ملے گا۔

پھر ماں باپ کا حصہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی مرے اور ماں باپ وارث چھوڑے تو اگر اس کا کوئی لڑکا یا لڑکی ہے تب تو ان دونوں کا چھٹا چھٹا حصہ ہے' باپ کا بھی چھٹا ماں کا بھی چھٹا اور اس کے اگر کوئی اولاد نہیں صرف ماں اور باپ ہیں

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ

پھر اگر دو یا دو سے زیادہ تنہا لڑکیاں ہوں تو ان سب کے لیے ترکہ کی دو تہائی ہے اور اگر ایک لڑکی ہے تو اس کا (کل ترکہ

كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

میں سے) آدھا ہے اور اگر میت کے کوئی اولاد بھی ہو تو اس کے ماں باپ ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا

السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ

حصہ ہے، پھر اگر میت کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین ہی وارث ہوں تو میت کی ماں کے لیے

وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ

(کل ترکہ سے) ایک تہائی ہے (اور باقی باپ کا) پھر اگر (لاولد) میت کی (اولاد نہ ہونے کی صورت میں) کئی بہن

السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ

بھائی ہوں تو میت کی ماں کا (اس کے ترکہ میں) چھٹا حصہ ہے میت نے جو وصیت کی ہو اسے پوری کرنے اور قرض (کے ادا کرنے)

وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً

کے بعد، تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے باپ دادا اور بیٹے پوتوں میں سے تمہیں زیادہ نفع دینے والا کون ہے، یہ حصوں کا مقرر کرنا

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، حکمت والا ہے O اور اگر تمہاری بیویوں کی (تم سے یا

اور اس کا بھائی کسی طرح کا نہیں ہے نہ حقیقی، نہ ماں کا شریک، نہ باپ کا شریک، تو ماں کو تہائی اور باقی باپ کو اور اگر اس کا ایک بھائی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہیں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا باقی باپ کو۔ یہ سب تقسیم بعد اس کے ہوگی کہ وصیت جو کی ہے وہ بھی ادا کر دی جائے یعنی تہائی تک اور قرض بھی دے دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ قیامت میں کون تم میں سے درجوں کے اعتبار سے قریب ہوگا یا یہ کہ دنیا میں کس کو زائد حصہ ملنا چاہیے کس کو کم۔ پس جو فرض مقرر کیا ہوا اللہ کا ہے وہ ادا کرو اور اسی طرح تقسیم ترکہ کرو جیسے اس نے بتلا دیا، وہ عالم ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

۱۲- اگر تمہاری بیویاں مر جائیں اور ان کے کوئی لڑکا یا لڑکی نہ ہو تم سے یا کسی اور پہلے خاوند سے تو تم کو ان کے متروکہ سے آدھا حصہ ملے گا اور اگر کوئی اولاد ہو تو تم کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ یہ تقسیم متروکہ کے بعد اخراج مقدار وصیت و ادائے دیون (قرض) ہوگی۔

۱۲- اگر تم میں سے کوئی مرد مر جائے تو اگر اس کے کوئی اولاد نہیں تو اس کی بیوی کو ربع (چوتھا حصہ) ملے گا ورنہ

أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

دوسرے خاوند سے) کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے میں سے تمہارا آدھا (حصہ) ہے' پھر اگر ان کی کوئی اولاد

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَآ أَوْ

ہو تو ان کے ترکہ سے تمہارا چوتھائی (حصہ) ہے ان کی وصیت (پوری کرنے) کے بعد جو انہوں نے

دَيْنٍ ۗ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ

وصیت کی ہو اور قرض (ادا کرنے) کے بعد اور اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ سے تمہاری (کل) بیویوں کے لیے

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

چوتھائی حصہ ہے اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو ان کے لیے تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ہے جو وصیت تم نے کی ہو

تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ

اسے پورا کرنے کے بعد اور قرض (ادا کرنے) کے بعد اور اگر (کسی ایسے) مرد یا عورت کا ترکہ (تقسیم ہوتا) ہو

وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ

(جس نے ماں باپ اور اولاد کچھ نہ چھوڑے ہوں) اور (ماں کی طرف سے) اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا

مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَآ

حصہ ملے گا' پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی حصہ میں شریک ہیں میت کی' کی ہوئی وصیت اور قرض (نکالنے) کے بعد

آٹھواں حصہ بعد اس کے کہ تمہاری وصیت ادا کی جائے۔

۱۲ تا ۱۴- اگر کسی مرد یا عورت کے نہ ماں ہو نہ باپ نہ کوئی اولاد ہو اس کو کلالہ کہتے ہیں اور اس کے ماں میں شریک بھائی یا بہن ہے تو اس کو سدس (چھٹا) حصہ ملے گا اور اگر زائد ہوں تو سب ثلث (تہائی) میں شریک ہوں گے' عورت کو مرد کے برابر حصہ ملے گا' اخراج وصیت اور دَین (قرض) ادا کرنے کے بعد' کسی ضرر اور نقصان کے بغیر۔ یہ خدا کا حکم ہے کہ بندوں پر اس کا اتباع فرض کیا گیا' خدا عالم و دانا ہے۔ بردبار ہے' جو گناہ کرتا ہے اسے مہلت دیتا ہے جلدی نہیں پکڑتا۔ یہ خدا کے حکم ہیں اور فرض ہیں' جو خدا اور رسول کا کہا مانے گا وہ جنت میں جائے گا جس کے نیچے دودھ' پانی' شہد' شراب کی نہریں رواں ہوں گی اور جو نافرمانی کرے گا اور حکم عدولی کرے گا خدا اسے دوزخ میں داخل کرے گا' وہ وہاں ہمیشہ رہے گا اور اسے بڑی ذلت کا عذاب ہوگا یا سخت عذاب ہوگا۔ (کلالہ سے مراد وہ بھائی بہن ہیں جو ماں میں شریک ہوں ورنہ لغت میں کلالہ عام ہے' ماں باپ اولاد کے سوا سب کو کہتے ہیں اور کلالہ مال کو بھی کہتے ہیں جس کے ماں باپ وارث ابوین (والدین) و

أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ؕ

جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے حلم والا (برداشت والا) ہے O

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

یہ اللہ تعالیٰ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا حکم مانے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور یہی بڑی کامیابی ہے O اور جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے آگے بڑھے گا تو

ع ۲ ۱۴

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَالّٰتِيْ

اللہ تعالیٰ اسے آگ میں لے جائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہو گا O اور تمہاری عورتوں

يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ

میں سے جو بدکاری کریں تو ان پر اپنے لوگوں میں سے (مسلمانوں میں سے) چار (دین دار) گواہ لاؤ، پھر اگر وہ گواہی

اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي

دے دیں تو ان (عورتوں) کو گھروں میں بند رکھو (تاکہ وہ بدکاری سے بچیں)

الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ

یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی (اور قانون)

اولاد نہ ہوں اور کلالہ اس میت کو بھی کہتے ہیں جو نہ ماں باپ وارث چھوڑے نہ اولاد)

۱۵- جو آزاد عورتیں ہوں اور خاوند کے پاس رہ چکی ہوں اگر وہ زنا کریں تو ان عورتوں پر چار گواہ کر لو۔ اگر یہ امر ثابت ہو جائے اور معائنے کی پوری گواہی دیں تو ان کو قید رکھو یہاں تک کہ مر جائیں یا خدا کوئی اور حکم بتلائے تو اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پھر قید منسوخ ہو گئی، رجم کا حکم اترا یعنی مرد محصن یا عورت محصنہ زنا کرے وہ یہاں تک پتھروں سے مارا جائے کہ مر جائے۔ محصن محصنہ شادی شدہ کو کہتے ہیں۔

سَبِيۡلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا‌ ۚ فَاِنۡ تَابَا

راہ نکالے ○ اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو ان کو سزا دو (جو مناسب ہو) پھر اگر وہ

وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۶﴾

توبہ کر لیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ

انہیں لوگوں کی توبہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل سے) اپنے ذمہ کرم پر لازم کر لیا ہے جو نادانی سے

ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓـئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ‌ ؕ

گناہ کر بیٹھے ہیں پھر (یاد آنے پر موت سے پہلے) توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں کی توبہ (اپنی رحمت سے)

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ

قبول کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے ○ اور ان لوگوں کی توبہ

لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ

قبول نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہنے

۱۶- اگر غیر محصن مرد یا عورت زنا کرے یعنی مرد جس نے بہ نکاح صحیح عورت سے وطی نہ کی ہو وعلیٰ ہذا القیاس عورت غیر محصنہ تو ان کی یہ سزا ہے کہ ان کو ایذاء دو' گالی' طعن' تشنیع سناؤ۔ اگر توبہ کریں اور دل کو صاف کر لیں' سچے دل سے توبہ کر لیں تو ان کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا' رحم کرنے والا ہے۔ ابن بحر اور مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت لواطت کے بارہ میں ہے یعنی اگر دو مرد آپس میں بدفعلی کریں تو ان کو ایذاء دو' اس میں کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ ان کی سزا حکام کے سپرد کی گئی ہے کیونکہ یہ فعل زنا سے بھی بدتر ہے' اس واسطے حاکموں کو اختیار دیا گیا کہ وہ جو سزا چاہیں ان دونوں کو دے سکتے ہیں۔ زبان سے برا بھلا کہنا یا ہاتھ سے مار پیٹ کرنا یا پتھروں سے مار کر ہلاک کر دینا یا تلوار سے قتل کر ڈالنا جو سزا مناسب سمجھیں ان کو دے سکتے ہیں۔ (تفسیر مدارک)

۱۷ تا ۱۸- خدا ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو برا کام اپنی جہالت کے سبب کر لیتے ہیں یعنی یہ نہیں جانتے کہ اس پر خدا نے یہ عذاب مقرر فرمایا ہے اور پھر عنقریب توبہ کرتے ہیں یعنی نزع سے پہلے قبل اس کے کہ عذاب الٰہی معائنہ کر لیں توبہ کر لیتے ہیں تو خدا ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ وہ عالم و دانا ہے اور حکمت والا ہے اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب موت آ جاتی ہے اور فرشتے عذاب کے نظر آتے ہیں تو مجبوری سے ڈر کے مارے توبہ کا نام لینے لگتے ہیں اور نہ کافروں کا ایمان اور ان کی توبہ ایسے وقت میں مقبول ہے کہ مرتے جائیں اور مجبوراً

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ

لگے کہ میں نے اب توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں ان کے لیے ہم

وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ﴿۱۸﴾

ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا

اے ایمان والو! تمہیں یہ حلال نہیں کہ زبردستی تم عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو (اس نیت سے) نہ روکو کہ جو تم نے

تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ

انہیں (مہر) دیا تھا (انہیں تنگ کر کر) اس میں سے کچھ واپس لے لو مگر جب کہ وہ کھلم کھلا بدکاری کریں (تو ان کو برائی سے بچانے

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ

کے لیے روکنا جائز ہے) اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پھر اگر وہ تمہیں (کسی سبب سے) پسند نہ ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں

فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ

کوئی چیز ناپسند ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بڑی خیر و برکت دے دے (لہٰذا صبر کرو) ○ اور اگر

ایمان لائیں۔ ہم نے ان کافروں کے لیے سخت عذاب مقرر کر رکھا ہے۔ یہ آیت طعمہ وغیرہ مرتدین کی شان میں اتری۔

۱۹- زمانہ جاہلیت میں بعض قبائل عرب کا دستور تھا کہ جب باپ مر جاتا تو اس کا بڑا بیٹا اس کے مال کا وارث ہوتا' یوں ہی اس کی عورت کا بھی وارث ہوتا' پس اگر وہ مالدار جوان خوبصورت ہوتی تب تو وہ اس کو اپنی جورو (بیوی) بناتا ورنہ اس کو روکے رہتا' کہیں نکاح نہ کرنے دیتا یہاں تک کہ وہ مال دے کر اپنے آپ کو چھڑاتی اور بعض قبائل کا یہ دستور تھا کہ جو اس پر اپنا کپڑا ڈال کر کہہ دیتا کہ میں نے اس کو لیا وہ اس کی زوجہ ہو جاتی۔ ان سب باتوں کو حرام کیا گیا اور ان کو اختیار دیا گیا کہ خاوند کی موت کے بعد جہاں چاہیں نکاح کریں۔ اے مسلمانو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو وراثت میں لے لو اور ان کو نکاح سے روک تاکہ جو مال ان کو تمہارے مورثوں نے دیا ہے وہ ان سے پھیر لو' اگر وہ کھلے حرام کریں اور ثابت ہو جائے تو حبس قید دوام ہونا چاہیے۔ اب یہ بھی منسوخ ہو گیا۔ نکاحی عورت جو زنا کرے تو اس کو رجم ہو گا یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کیا جائے گا۔

۱۹- عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہو۔ پیار محبت ملاپ سے بسر کرو' ان پر احسان کیا کرو۔ اگر تم ان کی صحبت اور آپس کی الفت کو برا سمجھو گے تو تم ایسی چیز کو برا سمجھو گے جس میں خدا نے تمہارے لیے خیر کثیر اور ہزاروں طرح کے نفع بنائے ہیں یعنی اولاد صالح پیدا ہوتی ہے۔

أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا

تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بدلنا ہی چاہو اور اسے بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ (واپس) نہ لو کیا

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَ

بہتان باندھ کر اور بے جا الزام دے کر (کھلا گناہ کر کے) اس کو واپس لو گے O اور

كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ

تم اسے کیوں کر (واپس) لو گے حالانکہ تم ایک دوسرے سے بے پردہ ہو کر مل چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ

پکا قول و قرار بھی لے لیا ہے O اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا' نانا' نکاح کر چکے ہوں ان سے نکاح نہ کرو

سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ع ۳/۸ ۱۴

مگر جو گزر چکا' بے شک وہ بے حیائی اور (اللہ کو) غضب ناک کرنے کا کام ہے اور بہت برا طریقہ ہے O حرام ہوئیں

اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ

تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں

۲۰ تا ۲۱- عرب کا قاعدہ تھا کہ جب چاہتے کہ دوسری عورت کے ساتھ نکاح کریں یا کسی کو طلاق دیں تو یا تو اسے تہمت لگاتے یا اس پر سختی کرتے بالجملہ خلع کر لیتے اور جو دیا تھا وہ پھیر کر اسے چھوڑتے۔ اس کو حرام کیا گیا کہ اگر تم ایک کی جگہ دوسری عورت کرنا چاہو یا اس کے اوپر دوسری بیوی سوتن لانا چاہو اور تم نے پہلی کو مہر دے دیا ہو تو اس کو اس لیے نہ ستاؤ کہ اس سے مہر واپس لے لو اگرچہ تم نے اسے ہزاروں ہی روپے مہر میں دیئے ہوں' اس لیے کہ وہ تو اس کا حق ہو چکے اور تم ان کا بدلہ لے چکے' اب جو لو گے تو کیا حرام اور گناہ کو اختیار کرو گے کہ یہ ظلم ہے اور سخت حرام ہے۔ اب تم کیونکر لے سکتے ہو حالانکہ تم دونوں میں خلوت صحیحہ واقع ہو چکی جس سے مہر دینا لازم ہو جاتا ہے اور تم آپس میں مل چکے اور بوقت نکاح انہوں نے تم سے مضبوط عہد و پیمان مہر کی بابت لے لیا تھا۔

۲۲- اور تمہارے باپ نے جس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا اب وہ تم پر حرام ہو گئی' اس کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ جاہلیت میں جو ہوا وہ ہوا اب وہ حرام اور بہت بری بات ہے اور خراب طریقہ ہے۔ یہ بات حصین محصن ابن ابی قیس کی شان میں اتری کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔

۲۳- پھر جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے ان کا ذکر کیا کہ تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں خواہ سوتیلی ہوں خواہ ماں میں شریک ہوں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں بھانجیاں تینوں طرح کی یعنی ماں باپ دونوں میں

الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ

جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری

اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ

بیویوں کی مائیں اور تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی ہو

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ ۫

جو تمہاری گود میں پلتی ہیں، پھر اگر تم نے اپنی بیویوں سے صحبت نہ کی ہو (صرف نکاح کیا ہو) تو (ان کو طلاق دینے کے بعد

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ

ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں اور (حرام ہوئیں تم پر) تمہارے نسلی (حقیقی) بیٹوں (پوتوں) کی بیبیاں

الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۙ ﴿۲۳﴾

اور دو بہنیں نکاح میں اکٹھی کرنا مگر جو کچھ گزر چکا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ○

شریک یا فقط باپ یا فقط ماں میں شریک ہوں اور رضاعی مائیں جنہوں نے تمہیں مدت رضاعت یعنی دو سال کے اندر دودھ پلایا ہے اور رضاعی بہنیں اور رضاعی ساسیں یعنی تمہاری بیویوں کی رضاعی مائیں خواہ تم نے ان کی رضاعی لڑکیوں سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور تمہاری ان عورتوں کی لڑکیاں جن کے ساتھ تم وطی کر چکے ہو سب تم پر حرام ہیں، ہاں اگر عورت کے ساتھ وطی نہ کی ہو تو اسے طلاق دے کر اس کی پہلے خاوند کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہو اس میں کچھ برائی نہیں اور جب وطی کر لی تو اب وہ حرام ہوگئی اور تمہارے ان لڑکوں کی عورتیں جو تمہاری پیٹھ سے ہیں تم پر حرام ہیں اور یہ بھی حرام ہے کہ دو بہنیں تمہارے نکاح میں یا ملک میں ہوں اور تم ان دونوں سے وطی کرتے ہو مگر جو جاہلیت میں گزر چکا اس کا ذکر نہیں، خدا غفور ہے اس نے بخش دیا، رحیم ہے اگر ایسا کبھی واقع ہو جائے گا اور پھر توبہ کی جائے گی تو معاف فرمائے گا۔ صحیح حدیث سے خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ

اور تم پر حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر (حربی کافروں کی بیویاں) جو تمہاری ملک میں (جہاد وغیرہ میں)

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

آ جائیں' یہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا ہے تمہارے اور ان کے سوا (سب عورتیں) تمہارے لیے حلال ہیں بشرطیکہ تم مال (مہر) کے معاوضہ میں

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

پاک دامنی کے لیے (ہمیشہ روک کے رکھنے کے لیے) نہ صرف شہوت رانی کے لیے (ان کو ہمیشہ کے لیے نکاح میں) لانا چاہو اور تم

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ

نے جن سے (صحبت کا) فائدہ اٹھا لیا ہو تو ان کے بندھے ہوئے (واجبی) مہر انہیں ادا کر دو اور مقررہ مہر میں جو (کچھ کمی بیشی آپس

الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

میں) رضا مندی سے قرار پائے تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں' بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا' حکمت والا ہے O اور جس کو تم

۲۴۔ جن عورتوں کے خاوند زندہ اور وہ ان کے نکاح میں ہیں وہ تم پر حرام ہیں مگر باندیاں اگرچہ ان کے خاوند دارالحرب میں زندہ ہوں' مگر وہ تم پر حلال ہیں یعنی بعد اس کے کہ تم ایک حیض تک ان سے الگ رہو۔ یہ جتنی محرمات تم کو بتلائیں یہ سب اللہ نے اپنی کتاب میں تم پر حرام کیں' ان کے سوا چار تک جن عورتوں سے چاہو مہر ٹھہرا کر نکاح کرو' زنا نہ کرو۔ پس جب تم ان سے نفع اٹھا لو یعنی خلوت صحیحہ ہو جائے اور وہ اپنی جان تم کو سونپ دیں تو تم ان کے مہر ان کو پورے دو کمی نہ کرو' یہ خدا کا تم پر فرض ہے جس کا ماننا تم پر ضروری ہے' ہاں اگر مہر کی کمی بیشی پر آپس میں راضی ہو جاؤ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ علیم ہے' جانتا ہے' حکمت والا ہے۔ "ماوراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم" ظاہر میں نفی عدد معین پر دلالت کرتا ہے' اس کی مفسر نے تین تاویلیں بیان کیں ہیں' ایک یہ کہ اگرچہ لفظ عام ہے مگر مراد بنظر آیہ متقدمہ چار ہی ہیں یعنی چار تک جن سے چاہو مہر ٹھہرا کر نکاح کرو۔ دوسرے یہ کہ مراد باندیاں ہیں یعنی جتنی باندیاں چاہو روپیہ ڈال کر مول لے لو کوئی حد نہیں۔ تیسرے یہ کہ جتنی عورتوں سے نکاح متعہ چاہو کر لو یعنی میعادی نکاح اور اس تقدیر پر یہ آیت منسوخ ٹھہرے گی کہ ایک وقت بوجہ ضرورت متعہ کی اجازت دی تھی پھر حرام ابدی کر دیا۔ پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ اللہ علیم ہے یعنی متعہ کی ضرورت کا کہ کچھ دنوں کو حلال کر دیا۔ حکیم ہے جب اس کی حکمت نے چاہا حرام کر دیا' خدا کے حکموں میں مجال دم زدن نہیں۔ آیت "احل لکم ماوراء ذالکم" میں "محصنین غیر مسافحین" کے لفظ سے متعہ کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے' "محصنین" کے معنی ہیں کہ پاک دامنی اختیار کرنے کے لیے اور ان کو ہمیشہ روک رکھنے کے لیے نکاح کرو نہ صرف خواہش نفسانی پوری کرنے کے لیے' چونکہ متعہ میعادی نکاح تھا اور صرف خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیے تھا اس لیے "محصنین غیر مسافحین" فرما کر اس کو منع کر دیا گیا۔

۲۵۔ جس کو آزاد عورتوں کے نکاح کا مقدور نہ ہو تو وہ مسلمان باندیوں سے نکاح کر لیں کہ ان کا مہر بہ نسبت آزاد

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ

میں سے (اتنا) مقدور نہ ہو کہ وہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے تو پھر جو تمہارے قبضہ میں مسلمان لونڈیاں ہوں

فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ

(ان سے ہی نکاح کرلو) اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمانوں کو خوب جانتا ہے، تم آپس میں (آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے)

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

ایک ہو، تو ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور دستور کے موافق ان کے مہر انہیں دے دو (اور ان کو ہمیشہ کے

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

لیے) نکاح کی پابندی میں لایا جائے نہ صرف مستی نکالنے کے لیے اور نہ پوشیدہ آشنائی کے لیے، پھر جب وہ

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ

نکاح کی پابندی میں آ جائیں اور وہ برا کام کریں تو جو سزا آزاد عورتوں کی ہے اس کی آدھی سزا ان پر ہے (لونڈیوں سے

لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

نکاح کی اجازت) اس کے لیے ہے کہ جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ

عورتوں کے کم مقرر ہوتا ہے، خدا تمہارے ایمان کا حال خوب جانتا ہے کہ کون مسلمان کون کافر ہے، اس کو سب دلوں کی خبر ہے، تم سب آپس میں ایک ہی ہو یعنی باندیاں بھی آدمی ہی ہیں پس تم مسلمان باندیوں سے باجازت ان کے مالکوں کے نکاح کرو اور ان کے مہر آزاد عورتوں سے کم اور زنا کی اجرت سے زائد ان کو سیدھی طرح دے دو۔ ان سے جب نکاح کرو کہ وہ عفیف ہوں، فاحشہ زانیہ نہ ہوں، لوگوں سے درپردہ دوستی بھی نہ کرتی ہوں۔ جب وہ نکاح کرلیں اور پھر زنا کریں تو ان کی حد پچاس کوڑے ہے، آزاد عورتوں کا آدھا عذاب مقرر ہے، یہ نکاح یعنی باندیوں کی اجازت اس شخص کو ہے جسے آزاد عورتوں کے نکاح کا مقدور نہیں اور بے نکاح کے اسے زنا کا خوف ہے تو وہ کرلے مگر تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو یعنی تاکہ تمہاری اولاد آزاد پیدا ہو۔ دوسروں کی باندی سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی غلام مملوک ہی رہے گی، اللہ گناہ بخشنے والا ہے، رحمت والا ہے کہ بوقت ضرورت باندیوں کا نکاح جائز کردیا۔

ف: امام شافعی کے نزدیک باندیوں کا نکاح اس شخص کو جائز ہے جس کے پاس اتنا مال ہو کہ حرہ (آزاد عورت) سے نکاح کرسکے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باوجود قدرت نکاح حرہ (آزاد عورت) باندی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ یعنی اگر پہلے آزاد عورت سے نکاح کیا ہوا ہے تو اس پر کسی کی باندی سے نکاح نہیں کرسکتا۔

ف: باندیوں کے زنا کی حد پچاس کوڑے ہیں ان پر رجم نہیں۔

ع ۴
۱

رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے O اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے (اپنے احکام) بیان فرمائے اور اگلوں کا طریقہ تم کو بتائے (اور ان کے رستہ

وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ قف

پر تم کو چلائے) اور تم پر (اپنی رحمت سے) رجوع فرمائے اور اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے O اور اللہ تعالیٰ تم پر اپنی مہربانی

وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

کرنا چاہتا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (سیدھے راستے سے) بہت دور جا پڑو O

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

(اور) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے احکام تم پر ہلکے کر دے اور انسان تو کمزور پیدا ہی کیا گیا ہے O

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ

اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری رضا مندی کا ہو (تو کچھ

تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ

مضائقہ نہیں) اور آپس میں خونریزی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ

۲۶- خدا چاہتا ہے کہ تم کو سب عمدہ باتیں بتلا دے' دیکھو یہ بتلایا کہ باندی سے نکاح بہتر نہیں۔ مگر بوقت ضرورت اجازت دے دی اور یہ چاہتا ہے کہ اگلی امتوں کے طریقے تم کو سکھائے کہ ان میں باندیوں سے نکاح حرام تھا اور تم کو توبہ بخشی اور ایام جاہلیت کی خطاؤں سے درگزر کی۔ خدا کو تمہارے وقت ضرورت کا علم ہے کہ اس وقت نکاح ان سے جائز ہو جاتا ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے کہ بے ضرورت اولیٰ اور بہتر نہیں رکھا۔ شافعی کے ہاں بے ضرورت نکاح حرام ہے' ہمارے حنفیوں کے یہاں خلاف اولیٰ ہے مگر جائز ہے۔

۲۷- یہود کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں سوتیلی بہنوں سے نکاح جائز ہے اس بارے میں اترا کہ خدا تم کو بخشا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تم حرام فعلوں سے توبہ کرو اور جو شہوت نفسانی میں پھنسے ہیں یعنی یہودی وہ چاہتے ہیں کہ تم صراط مستقیم سے بہت دور پڑ جاؤ اور دین حق سے منحرف ہو جاؤ۔ یعنی یہودی کہ وہ سوتیلی بہنوں سے نکاح حلال سمجھتے ہیں اور ہم نے تم پر سوتیلی بہنوں سے بھی نکاح حرام کر دیا ہے۔

۲۸- خدا تخفیف اور آسانی کا ارادہ کرتا ہے جبھی تو اس نے باندیوں سے نکاح حلال کر دیا اور آدمی عورتوں کے معاملے میں بڑا ضعیف اور بے صبر پیدا کیا گیا ہے۔

۲۹ تا ۳۰- اے مسلمانو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ظلم یا غصب' جھوٹی گواہی یا چوری سے کہ یہ

اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا

تم پر بڑا مہربان ہے O اور جو کوئی سرکشی اور ظلم (اور زیادتی) سے ایسا کام کرے گا تو عنقریب ہم اسے

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

آگ میں ڈالیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ پر (بہت) آسان ہے O اگر تم بڑے گناہوں سے جن سے تم کو

كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾

روکا گیا ہے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے (اور) گناہ (خود) معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ (جنت میں) لے جائیں گے O

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ

اور جس چیز میں خدا تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس

نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا

نہ کیا کرو مردوں کے لیے اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے اپنی کمائی کا حصہ ہے

اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٣٢﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا

اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے O اور ہم نے ماں باپ

سب باتیں اس اچھے مذہب میں حرام ہوئیں۔ ہاں آپس میں کوئی تجارت ہو اور اپنا حق چھوڑ دے یا راضی برضا کچھ زائد دے دے تو مضائقہ نہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو' خدا نے ان باتوں کی تم کو جو ہدایت کی اور توفیق دی تو اس کی رحمت ہے' وہ رحمت والا ہے' جو بطور ظلم و خلاف حق ان باتوں سے کوئی بات کرے گا ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات کوئی مشکل نہیں' آسان ہے۔

۳۱۔ اس صورت میں جن گناہوں کا ذکر ہے وہ کبائر ہیں' اگر ان سے بچتے رہو گے تو ہم چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے اور تم کو اچھی جگہ یعنی جنت میں داخل کریں گے اور نماز سے دوسری نماز تک اور ایک جمعہ سے دوسرے تک اور ایک رمضان سے دوسرے تک سب صغائر چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳۲۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کسی کو فضیلت دی ہے تو تم اس شخص سے حسد نہ کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ اس کا مال یا اس کی جورو (لڑکی) یا کوئی چیز ہمیں مل جائے' یہ خدا کی تقدیر ہے' ہر شخص کو جو ملنا سب جانا دیا۔ خدا سے مانگو وہ تم کو بھی دے گا۔ یہ کہو: ''اللھم ارزقنا مثلہ او خیرا منہ بالتقویم'' یعنی یا اللہ! ہمیں ایسی ہی چیز یا جو اس سے بھی عمدہ ہو اور ہمارے لائق ہو درستی کے ساتھ ہمیں دے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آرزو کی تھی کہ کاش! ہم عورتوں پر بھی جمعہ' جماعت' لڑائی' جہاد و امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہوتا تو ہم کو بھی مردوں کی طرح ثواب ملتا۔ تب یہ اترا کہ ایک

مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ

اور دوسرے رشتہ داروں کے ترکہ میں ہر ایک کے لیے وارث بنا دیئے اور جن سے تم نے عہد باندھ لیا ہے ان کو

اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ ع

(بھی) ان کا حصہ دے دیا کرو بے شک ہر چیز اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہے ○

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے بھی کہ وہ (مرد)

بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

(ان پر) اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو نیک بخت عورتیں وہ ہیں جو (اپنے خاوندوں کی) تابعدار رہیں اور (خاوند کے) پیچھے اسی طرح

لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

(اپنی عفت وغیرہ کی) حفاظت کرتی رہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا حکم دیا ہے اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں

دوسرے کی حرص نہ کرے۔ ہر شخص وہی پائے گا جو تقدیر غیبی کے نزدیک اس کا مستحق ہوگا۔

جو کام مرد خالصاً للہ کریں اس کا وہ ثواب پائیں گے' جو عورتیں کریں گی وہ اس کا ثواب پائیں گی یعنی ان کو جہاد اور امر بالمعروف' جماعت کرنے کی حاجت نہیں' گھر میں رہ کر جو نیکی کریں گی ثواب ملے گا۔ تم سب اللہ سے فضل اور توفیق خیر اور عصمت مانگا کرو۔ اللہ کو ہر شخص کے خیر و شر اور ثواب و عذاب اور ہدایت اور گمراہی سب معلوم ہے۔

۳۳۔ ہم نے ہر شخص کا حصہ مقرر کر دیا ہے اور ہر شخص کے مال کے مستحق بتلا دیے اور وارث ٹھہرا دیے کہ ماں باپ کے ترکہ کا کون وارث ہوگا اور جو کوئی قرابت داروں میں سے مرجائے گا تو اس کا مال کسے ملے گا اور جن سے تم نے عہد باندھا ہے یا کسی کو متبنیٰ کیا ہے تو ان کو بھی ان کا حصہ دو۔ اللہ ہر شے کا عالم ہے یا تو یہ حکم منسوخ ہے کہ پہلے جس سے آپس میں عہد کر لیتے تھے وہ بھی وارث ہوتا تھا یا یہ کہ مراد وصیت ثلث مال ہے یعنی ان کو وصیت کر دو کہ ثلث سے کچھ مل جائے یعنی ایک تہائی کی وصیت کر سکتے ہو۔

۳۴۔ (ا) مرد عورتوں پر غالب ہیں اور مسلط ہیں' ان کے حاکم ہیں اور ان کے امر کا قیام مردوں سے وابستہ ہے اس لیے کہ مردوں کو خدا نے فضیلت دی ہے۔ عقل ان کی زیادہ ہے' غنیمت میں' میراث میں حصہ ان کا زیادہ ہے اور نیز بسبب اس کے کہ وہ اپنا مال عورتوں کو کھلاتے ہیں' مہر نفقہ سب خرچ ان کا مردوں کے ذمہ ہے۔

۳۴۔ (ب) پس جو عورتیں خدا کی تابع دار ہیں' خاوندوں کے حق ادا کرتی ہیں' اپنی جان اور خاوندوں کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے پیچھے سارا گھر بار درست کرتی ہیں۔ اس سبب سے کہ خدا نے شیطان سے ان کی حفاظت کی

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

اندیشہ ہو تو (اول مرتبہ) انہیں سمجھاؤ (نصیحت کرو) اور (اگر نہ سمجھیں تو) ان سے الگ سوؤ اور (پھر بھی نہ سمجھیں تو) ان کو ہلکی مار

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

مارو' پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ ڈھونڈو' بے شک اللہ (سب سے) بلند (اور) بڑا ہے O

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ

اور (اے لوگو!) اگر تم کو میاں بیوی کے آپس میں جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد کی طرف والوں میں سے اور

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ

ایک پنچ بیوی کی طرف والوں میں سے بھیجو' اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں میل (محبت) پیدا کر دے گا'

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ

بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا' ہر چیز سے خبردار ہے O اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

ہے' وہ اچھی عورتیں ہیں۔

۳۴ تا ۳۵۔ (ج) اور جو عورتیں خاوندوں کا حکم نہیں مانتیں اور تم کو خوف ہے کہ کہیں بالکل قابو سے نہ نکل جائیں تو پہلے ان کو نصیحت کرو۔ قرآن حدیث سناؤ اور ان سے خفا ہو جاؤ' بولنا چھوڑ دو۔ ان کی طرف کروٹ لے کر نہ لیٹو۔ اس سے ڈر کر تمہارا کہا مان لیں گی۔ اور پھر بھی نہ مانیں تو تنبیہ کے لیے ایسا مارو کہ بہت چوٹ بھی نہ لگے' زخم بھی نہ ہو' صورت پر بھی اس کا کچھ اثر نہ آئے۔ اب اگر اطاعت کریں اور وقت جماع اور ہر وقت اطاعت کریں تو ٹھیک اور ان پر کسی اور بات کے جبر کا تم کو مطلق منصب نہیں پہنچتا۔ اللہ سب سے اعلیٰ حاکم ہے اور سب سے بڑا ہے' تم کو جو بتاتا ہے وہ مانو۔ عورتوں کو حد سے زائد تکلیف نہ دو' اگر ان کو تمہاری محبت نہیں تو کیا اختیار ہے کہ وہ محبت پیدا نہ کر لیں گی۔ یہ زبردستی نہیں ہو سکتی کہ تو خواہ مخواہ مجھ سے محبت کر۔ اگر سیدھی طرح حقوق ادا کیے جائیں تو خیر اور اگر مخالفت سے باز نہ آئیں اور بات معلوم نہ ہو کہ لڑائی کا کیا سبب ہے' اصل فساد کس کا ہے تو تم کو اے مسلمانو! چاہیے کہ ایک رشتہ دار مرد کا جو اس سے پوری کیفیت دریافت کر لے اور ایک عورت کا جو اس سے پوری تحقیق کر لے بلاؤ اور آپس میں دونوں کے دعوے سن کر صلح اصلاح کرا دو' اگر یہ دونوں صلح چاہیں گے تو اللہ میاں بیوی میں اتفاق بخشے گا۔ اللہ کو ان دونوں پنچوں کے دلوں کی خبر ہو گی کہ ان کے دلوں کی موافقت ہے یا مخالفت اور عورت مرد کے دل کی بھی خبر ہو گی' محمد بن اسامہ کی لڑکی اسامہ بن ربیع کے نکاح میں تھی' انہوں نے غصہ میں اپنی عورت کے طمانچہ مارا' انہوں نے قصاص چاہا تب یہ اترا کہ مرد کو تھوڑا مارنے کا اختیار ہے اس لیے کہ اس کو حق حاصل ہے اس میں قصاص نہیں ہاں اگر کوئی عضو ٹوٹ جائے تو دیت آئے گی۔

۳۶۔ خدا کی توحید کرو' اسی کی عبادت بجا لاؤ۔ بتوں کو یا اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ

شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور (دیگر) رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

پڑوسیوں اور دور کے ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں (دوستوں وغیرہ) اور مسافروں

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

اور اپنی باندی غلاموں سے بھی (بھلائی کرو) بے شک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے

يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

اور بڑائی مارنے والے سے خوش نہیں ہے ○ جو (خود) بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنا

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ

سکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ ج وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ○ اور جو (لوگ) اپنا

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں

احسان کرو‘ ان کی اطاعت کرو‘ ذوی القربیٰ (رشتہ داروں) کے ساتھ احسان کرو‘ ان کے مالوں کی حفاظت کرو۔ فقیروں کو صدقے دو خیرات کرو۔ قرابت والا جو پڑوسی بھی ہو اس کے تین حق تمہارے ذمہ ہیں‘ حق اسلام‘ حق قرابت‘ حق جوار (پڑوس) اور اجنبی آدمی جو پڑوسی ہو اس کے دو حق ہیں اور سفر میں جو رفیق ساتھ ہو اس کے بھی دو حق ہیں۔ حق اسلام‘ حق صحبت‘ تو ان حقوق کو بجالاؤ۔ بعض صاحب ”بالجنب“ سے بیوی مراد لیتے ہیں یعنی اس کے حقوق بجالاؤ‘ مسافروں کی خاطر داری کرو‘ مہمان نوازی کرو۔ مہمانداری کا حق تین روز تک ہے باقی صدقے میں داخل ہے۔ غلام باندیوں پر احسان کرو‘ اللہ غرور والوں کو‘ ریاکاروں اور فخر و ناز والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۳۷ تا ۳۸۔ جو بخل کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت جو ان کی کتابوں میں ہے چھپاتے ہیں‘ ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ آپ بخل کرتے ہیں دوسروں کو بخل کا حکم کرتے ہیں‘ خدا نے اپنے فضل سے جو غیبی خبر یعنی ثناء وصفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے دے رکھی تھی اب واقع ہونے پر اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے ہیں‘ ہم نے ان یہود و

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ

اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو وہ بُرا ہی ساتھی ہے ○ اور ان کا کیا (نقصان)

لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ

ہوتا اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے (اس کی راہ میں) کچھ خرچ کرتے اور

اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ

اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے ○ بے شک اللہ تعالیٰ تو (کسی پر) ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ

اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا بدلہ دیتا ہے ○ پھر کیا حال

اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ﴿۴۱﴾

ہوگا جب ہم ہرامت سے ایک گواہی دینے والا لائیں گے اور (اے نبی!) آپ کو ان سب پر گواہ (اور نگہبان بنا کر) لائیں گے ○

کعب وغیرہ کے لیے بڑی ذلت کا عذاب مقرر کیا ہے اور اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' ان کو صرف نام آوری اور شہرت سے غرض ہے کہ لوگ کہیں کہ یہ بڑے سخی ہیں۔ ملت ابراہیم کے خوب پابند ہیں۔ نہ خدا پر ایمان لاتے ہیں نہ خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' نہ خدا کی کتاب قرآن پر' نہ قیامت کے دن پر' نہ دوزخ پر' نہ جنت پر۔ شیطان ان کا دوست ہے۔ یہ اس کی راہ پر چلتے ہیں' شیطان آدمی کے لیے بہت برا ساتھی ہے' جس کے ساتھ ہوا بس اس کو دوزخ دکھاتا ہے۔

۳۹۔ اگر یہود خدا اور رسول پر ایمان لاتے' اپنے وعدوں کو پورا کرتے' آخرت اور دوزخ جنت کو مانتے' اخلاص سے خدا کی راہ میں خیرات کرتے تو سوائے فائدہ کے ان کا نقصان کیا ہوتا۔ اللہ کو سب خبر ہے کہ ان میں سے کون ایمان لائے گا اور کون نہ لائے گا۔

۴۰۔ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا' رتی برابر بھی کسی کا نقصان نہیں کرتا۔ کافروں کے عمل جب خدا کے لیے نہیں ہیں تو آخرت میں کیونکر نفع دے سکتے ہیں' دنیا کے لیے کیے دنیا میں بدلہ پا لیا' اب آخرت میں نہ نفع ہوگا' نہ ان کے دشمنوں کے اور ان لوگوں کے راضی کرنے کے کام آئیں گے جن کا ان پر حق تھا۔ اگر ذرا سی بھی نیکی ہوتی ہے' خدا اس کا کم سے کم ثواب دس حصہ زائد دیتا ہے یعنی مسلمانوں کو جب ان کی نیکیاں حقوق کے عوض میں کم ہو جائیں گی اللہ ایک ایک نیکی کو دوگنا کر دے گا اور اس کے علاوہ جنت میں اپنی طرف سے جو ثواب بے انتہا دے گا اس کا تو ذکر ہی کیا۔

۴۱ تا ۴۲۔ کافر اس دن کیا کریں گے جب حساب کتاب ہوگا اور امتیں انکار کریں گی' ہم ہرامت پر گواہ لائیں گے یعنی ہرامت کا پیغمبر گواہی دے گا کہ میں نے خدا کا حکم پہنچایا' انہوں نے نہ مانا' وہ تکذیب کریں گے۔ تب امت مرحومہ محمدیہ یہ گواہی دے گی کہ یہ پیغمبر سچے ہیں' اس امت کی سچائی اور پاکی کے گواہ ہم تم کو بنائیں گے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دفن النبی علیہ السلام

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى

اس دن تو کافر اور جنہوں نے رسول کی نافرمانی کی ہے یہی آرزو کریں گے کہ کاش! انہیں مٹی میں (دبا کر زمین کے)

بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع ۶ ۹ ۴

برابر کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے ○ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا

نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ (نماز نہ پڑھو) جب تک کہ (اتنا ہوش نہ ہو کہ) اپنی بات سمجھنے لگو اور نہ

مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

ناپاکی کی حالت میں (بے نہائے) مگر سفر میں (پانی نہ ملے تو تیمم کر کے پڑھ سکتے ہو) اور اگر

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ

تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے پاخانہ ہو کر آئے یا تم نے عورتوں

الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

سے ہمبستری کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے (غسل اور وضو کی نیت سے)

اپنی امت کی عدالت ثابت کریں گے۔ اس دن وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول کو جھٹلایا اور کفر کیا اور ان کا کہنا نہ مانا یہ آرزو کریں گے کہ کاش! ہم اس سے پہلے خاک ہو گئے ہوتے کہ جانوروں کے ساتھ مٹی میں مل کر برابر ہو چکے ہوتے' خدا کے سامنے جھوٹ نہ بولے ہوتے کہ ہم دنیا میں مشرک نہ تھے یا کوئی رسول نہ آیا تھا۔

۴۳۔ جب شراب حلال تھی تو بعض آدمی نشہ کی حالت میں نماز کو کھڑے ہو جاتے اور کچھ کا کچھ پڑھنے لگتے۔ اس بارے میں اترا کہ اے ایمان والو! رسول اللہ کی مسجد میں حضور کے ساتھ نشہ کی حالت میں نماز کو کھڑے نہ ہو جایا کرو یہاں تک کہ تم کو ہوش آ جایا کرے اور بات سمجھنے لگ جایا کرو اور نہ جنابت کی حالت میں مسجد میں سے گزرا کرو مگر کوئی ضرورت واقع ہو جیسے ڈول یا رسی مسجد میں رکھا ہو یا کہیں جانا ہو اور جلدی جلدی مسجد میں گزر جاؤ تو یہ کوئی برا نہیں بالجملہ قبل غسل مسجد میں جانا ناجائز ہے۔ اگر تم بیمار ہو یا پانی ضرر کرتا ہو یا سفر میں ہو یا پانی نہ ملتا ہو اور پاخانہ میں گئے ہوں یا عورتوں سے صحبت کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو خاک پاک سے تیمم کر لو۔ ایک بار ہاتھ مار کر منہ پر ملو اور دوسری بار دونوں ہاتھوں پر۔ یہ تیمم وضو کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اللہ تم پر مہربان ہے' سہل سہل باتیں تمہیں بتاتا ہے اور غفور ہے' اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو بخش دیتا ہے۔

ف: امام شافعی کے نزدیک حالت جنابت میں مسجد میں رستہ چلنا جائز ہے ٹھہرنا ممنوع۔ حنفیہ دونوں ناجائز بتاتے ہیں مگر بہ ضرورت ڈول وغیرہ نکالنے کے لیے جائز کہتے ہیں فقط۔

طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا

تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو، بے شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا

غَفُورًا ﴿٤٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ

بخشنے والا ہے O (اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے ایک

الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

حصہ ملا، وہ خود گمراہی مول لیتے ہیں اور تم کو بھی راہ سے بہکانا چاہتے ہیں O اور اللہ تعالیٰ تمہارے

بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿٤٥﴾

دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ (تمہاری) حمایت کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ مدد کے لیے کافی ہے O

مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَ

کچھ یہودی ایسے بھی ہیں جو کلموں کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے سنا اور نہ مانا

۴۴ تا ۴۵۔ تم کو یہودیوں کی خبر نہیں جن کو علم توریت کا ملا۔ وہ گمراہی مول لیتے ہیں۔ یہودیت اختیار کرتے ہیں، دین توحید یعنی اسلام اختیار نہیں کرتے، وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ اور دین اسلام چھوڑ دو۔ خدا کو تمہارے دشمنوں کی سب خبر ہے، خدا کی حفاظت اور حمایت کافی ہے۔ یسع اور رافع یہود کے دو عالم حضرت عبداللہ بن سلام کو یہودیت کی طرف بلاتے تھے۔ اس بارے میں یہ آیت اتری۔

۴۶۔ بعض یہود ایسے ہیں کہ خدا کے کلموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں یعنی توریت میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت لکھی ہوئی ہے اس کی تغیر وتبدل کرتے ہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارا بیان سنا اور نافرمانی کی۔ اب تم ہمارا قول سنو اور خدا کرے تمہاری بات کوئی نہ مانے اور ہماری رعایت کرو۔ یہ اپنی زبان درازی کنایہ اشارہ کی باتوں میں گالیاں دیتے ہیں اور دین میں طعن نکالتے ہیں۔ اگر ان کلموں کی جگہ یوں کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، آپ ہماری خبر سنیئے اور حالت دیکھیے تو ان کے حق میں بہتر اور نافع تھا مگر خدا نے تو ان پر کفر کے سبب سے لعنت کر دی ہے اب یہ کیسے ایمان لائیں۔ ان میں سے تھوڑے آدمی ایمان لائیں گے باقی اکثر کافر رہیں گے۔

ف: ''اسمع غیر مسمع'' کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ آپ ہماری بات سنیے اور آپ کبھی بری بات نہ سنیں یعنی آپ ہمیشہ عزیز اور ہیبت والے رہیں۔ یہ تعریف نکلی اور دوسرے یہ کہ ''غیر مسمع'' کے معنی یہ ہیں کہ نہ سنائے گئے یعنی آپ کسی کی بات نہ سن سکیں، یہ بددعا ہے کہ بہرے ہو جائیں یا یہ کہ آپ کی بات کوئی نہ سنے۔ آپ کا کہا کوئی نہ مانے۔ ''راعنا'' کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ آپ ہماری رعایت کریں اور یہود کی زبانوں میں ''راعنا'' ایک کلمہ تھا، مراد اس سے گالی ہوتی تھی یا یہ کہ

يَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا

اور آپ سنیں سنائے نہ جائیں اور زبانیں توڑ مروڑ کر راعنا کہتے ہیں

لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا

اور دین میں طعنہ (اور عیب) لگاتے ہیں اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا

وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ ۙ وَ

اور حضور ہماری بات سنیں اور ہم پر نظر و توجہ فرمائیں تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا لیکن ان پر تو اللہ تعالیٰ نے

لَٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾

ان کے پیہم کفر کی وجہ سے لعنت کی ہے تو (اس لیے) وہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں ○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا

اے اہل کتاب! اس (دن) سے پہلے کہ ہم کچھ چہرے بگاڑ کے انہیں پیٹھ کی طرف کو پھیر دیں یا ان پر ایسی

مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا

لعنت کریں جیسے ہفتہ والوں پر کی تھی (سو ان کی صورتیں بندروں و خنزیروں کی سی کر دی تھیں) اس (کتاب) پر ایمان لے

أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٤٧﴾

آؤ جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو تمہارے پاس والی کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کر رہتا ہے ○

''راعی'' بہ معنی چرانے والے بکریوں کے ہو یا یہ کہ اس کا اشتقاق رعونت سے ہو بالجملہ وہ کمبخت ذو معنی باتیں کہتے کہ عام مسلمان نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی اور ایسے کلمات بولنے کی ممانعت کی۔

۴۷۔ اے اہل کتاب! ہم نے جو قرآن اتارا اس کو مانو وہ قرآن جو تمہاری کتاب یعنی توریت کے مطابق اصول شریعت توحید وغیرہ میں اور نیز ثناء وصفت رسول اللہ میں ہے، پس اس کو سچ جانو قبل اس کے کہ ہم تمہارے دلوں کو اندھا کر دیں اور ان میں شقاوت بھر جائے کہ وہ حق نہ دیکھ سکیں اور قبل اس کے کہ ہم تمہارے منہ اوندھے کر دیں کہ جو بات بدیہی ہو اور آنکھوں کے سامنے مثل آفتاب ظاہر ہو تم اس کو جھوٹ سمجھو یا ہم تم پر لعنت اتار دیں جیسے ہفتہ کے حکم نہ ماننے والی قوم پر اتری تھی کہ بندر اور سؤر ہو گئی تھی، اللہ تعالیٰ جو مقدر کر چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جب یہ آیت اتری تو حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ چند یہود مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو تو نہیں بخشے گا اور اس کے سوا (جو گناہ بھی ہو) جس کو چاہے گا بخش دے گا

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ أَلَمْ تَرَ

اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا O (اے نبی ﷺ!) کیا

إِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ أَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا

آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو مقدس ٹھہراتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جس کو چاہتا ہے مقدس (اور پاک) کرتا ہے

يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ أُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ

اور کسی پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا O دیکھو اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹے بہتان باندھتے ہیں اور کھلی ہوئی

ع ۸/۷ وَكَفٰى بِهٖٓ إِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ۧ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ أُوْتُوْا نَصِيْبًا

گناہ گاری کے لیے تو یہی کافی ہے O (اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب

۴۸- خدا شرک کبھی نہ بخشے گا' جو شرک پر مرے گا وہ ابدالا باد دوزخ میں جلے گا' سوائے شرک کے اور جو گناہ جس کا چاہے گا بخش دے گا۔ جس نے شرک کیا اس کمبخت نے خدا پر بڑا افتراء اٹھایا' اس کی سزا یہی ہے کہ اس کی کبھی بخشش نہ ہوگی۔

ف: شرک سے مراد کفر ہے' کوئی کافر بخشا نہ جائے گا۔ حضرت وحشی جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں ان کو کافروں نے لالچ دیا کہ اگر تم امیر حمزہ کو شہید کر ڈالو گے تو تم کو آزاد کر دیں گے' جب انہوں نے شہید کر ڈالا وہ مکر گئے۔ وعدہ وفا نہ کیا۔ تب انہوں نے ایمان لانے کا ارادہ کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ کے ایمان کی بہت سخت شرطیں ہیں وہ ہم سے ادا نہ ہوں گی تو ہم مستحق دوزخ ہو جائیں گے پھر ایمان سے کیا فائدہ۔ تب یہ اترا کہ جب کفر چھوڑ دو گے تو گناہ کا عذاب ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ملے ہی۔ خدا کو اختیار رہے گا' چاہے بخشے یا نہ بخشے' یہ تو کفر ہی ایسی چیز ہے کہ اس کا نہ بخشنا خدا نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

۴۹- کیا تم نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جو اپنی بڑی تعریفیں کرتے ہیں اور اپنے آپ کو گناہوں سے مبرا جانتے ہیں گویا کہ بڑے متقی ہیں' اس سے کیا ہوتا ہے' یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے گناہ سے پاک کرے خدا ان پر فتیل (دھاگہ) برابر بھر ظلم نہ کرے گا۔ فتیل اس رطوبت کو بھی کہتے ہیں جو گٹھلی کے بیچ میں ہوتی ہے' یا وہ میل جو انگلی کو ملنے سے ذرا سا پیدا ہوتا ہے اور آدمی اس کو انگلیوں میں ملتا ہے یعنی مطلق ظلم نہ ہوگا' بحر بن عمر اور مرحب بن زید کے حق یہ آیت اتری۔

۵۰- دیکھیے تو کیسا کھلا جھوٹ خدا پر باندھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دن کے گناہ خدا رات کو بخش دیتا ہے اور رات کے دن کو۔ یہ جھوٹ ہی ان کے عذاب کے لیے کافی گناہ ہے۔

۵۱ تا ۵۴- کیا تم نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جن کو علم توریت کا ایک اچھا حصہ دیا گیا ہے اور تمہاری ثناء وصفت

مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں کی نسبت (تو) یہی

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾

کہتے ہیں کہ (یہ کافر) مسلمانوں سے زیادہ سیدھی راہ پر ہیں O

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ

انہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے تو اس کے لیے تو کوئی بھی

لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ ۭ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ

مددگار نہ پائے گا O کیا ان کا بادشاہی میں کچھ حصہ ہے؟ تو کسی کو رائی کے

النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ

برابر بھی نہ دیں O کیا وہ لوگوں (مسلمانوں) پر اس بات سے جلے مرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

اپنے فضل سے نعمت دی تو بے شک ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی

ان کو بتلا دی گئی ہے اور آیت رجم ان پر اتار دی گئی ہے اور پھر وہ انکار کرتے ہیں' خدا کو نہیں مانتے' بتوں کو اچھا سمجھتے ہیں۔ جبت یعنی حیی بن اخطب وغیرہ شیاطین اور طاغوت یعنی کعب بن اشرف وغیرہ ناپاک یہود کم بختوں کا کہا مانتے ہیں اور ان پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ کافروں کو مسلمانوں سے اچھا اور زائد راہ پایا ہوا بتلاتے ہیں تو ان کو خدا نے ملعون کیا' جس پر خدا لعنت کرتا ہے اس کو کوئی مددگار نہ ملے گا کہ عذاب الٰہی سے بچائے' کیا یہودیوں کے ہاتھ میں ملک ہے جسے چاہیں دیں گے' اگر ایسا ہوتا تو یہ کسی کو خاص اہل اسلام کو ذرا بھی نہ دیتے' نقیر برابر یعنی گٹھلی کے چھلکے برابر بھی نہ دیتے بلکہ ہم نے جو اپنے رسول کو اور ان کے اصحاب کو عزت دی ہے اس پر یہ حسد کرتے ہیں۔ اس کا رشک ہے کہ ان کو کتاب و نبوت کیوں ملی۔ ہم اپنے رسولوں کو دنیا بھی دیتے ہیں' دین بھی دیتے ہیں۔ ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد میں جو پیغمبر ہوئے ان کو سب کچھ دیا۔ داؤد کی سو عورتیں مہر والی تھیں اور سلیمان (علیہ السلام) کی سات سو باندیاں اور تین سو مہر والی عورتیں تھیں اور ان کو ہم نے کتاب اور حکمت و عقل بھی دی تھی اور ملک عظیم عنایت کیا تھا۔ یہ آیت مالک بن حنیف وغیرہ ستر آدمیوں کے بارے میں اتری' وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف چھپاتے اور آپ کی کثرت ازواج پر اعتراض کرتے تھے' ان کا یہ رد اترا کہ دیکھو اگلے پیغمبروں کو۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ

اور ان کو بڑا ملک عطا فرمایا O پھر ان میں سے کچھ تو اس (کتاب) پر ایمان لے آئے اور کچھ

مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اس سے رک گئے (اس سے منہ پھیرا) اور ان کے (جلانے کے) لیے بھڑکتی ہوئی آگ والی جہنم کافی ہے O بے شک جن لوگوں

بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو جہنم میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی تو

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ان کے بدلے ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب کا مزہ (خوب) چکھیں بے شک اللہ تعالی

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

زبردست حکمت والا ہے O اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام (بھی) کیے تو ہم ان کو بہت جلد ایسے باغوں

الربع

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ

میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ

ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو ٹھنڈے سائے میں بٹھائیں گے O بے شک اللہ تعالی تم کو

۵۵- بعض ان پیغمبروں پر ایمان لائے تھے بعض نے ان سے انکار کیا تھا' کافروں کے لیے دوزخ کی آگ کافی و وافی ہے۔

۵۶- جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے' قرآن کی تکذیب کرتے ہیں' ان کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ جب جل جایا کریں گے اور بدن گل جایا کریں گے تو ان کی بجائے نئی کھالیں نیچے سے بدل دیا کریں گے تاکہ ہمیشہ عذاب پاتے رہیں' اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے' جو کچھ چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔

۵۷- مسلمانوں کو جو پیغمبر خدا پہ اور قرآن پر اور سب کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے' اخلاص کیا' ہم جنت میں لے جائیں گے جس کے درختوں اور محلوں کے نیچے دودھ' شراب' شہد' پانی کی نہریں رواں ہوں گی' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے' وہاں ان کو پاک عورتیں ملیں گی جن کو کبھی حیض نفاس نہ آئے گا اور ہم ان کو سایہ میں اپنی رحمت کے رکھیں گے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔

اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ

حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں ان کو سپرد کرو اور جب لوگوں میں کسی (جھگڑے) کا فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ

اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بہت اچھی نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ

سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۵۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا

سب کچھ سنتا (اور) دیکھتا ہے O اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم مانو

الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ

اور ان کا جو تم میں حکومت والے (اور اجتہاد والے) ہیں' پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اس کو اللہ تعالیٰ

اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لے جاؤ' اگر اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر تمہارا ایمان ہے یہ بہت

ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾ؑ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ ع ۹ / ۵

اچھی بات ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے O کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو یہ دعویٰ

۵۸- عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کعبہ کے دربان تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ساقی زمزم' جب مکہ فتح ہوا تو حضرت عباس نے کنجی کی درخواست کی کہ دربانی بھی مجھے ہی مل جائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان سے کنجی مانگی انہوں نے نہ دی۔ آخر کو جب کنجی دینے لگے تو یہ کہا کہ اللہ کو درمیان کر کے امانۃً دیتا ہوں۔ تب یہ اترا کہ خدا تم کو حکم کرتا ہے کہ لوگوں کو ان کی امانتیں پھیر دو' جب لوگوں میں حکم (فیصلہ) کرو تو انصاف سے کرو یعنی چابی عثمان کو اور سقایہ عباس کو دو۔ خدا کیا اچھا حکم کرتا ہے کہ امانت پھیر دو اور انصاف کرو۔ خدا سننے والا ہے' جس وقت عباس نے کنجی مانگی تھی وہ سنتا تھا اور دیکھنے والا ہے' جب عثمان نے کنجی نہ دی تو وہ دیکھتا تھا۔

۵۹- اے مسلمانو! خدا کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کا کہنا مانو اور اولی الامر سے مراد بادشاہ ہیں یعنی قوم کے حاکم۔ حضور کے وقت اولی الامر وہ ہوتے تھے جن کو حضور ایک قوم پر حاکم کر کے لڑائی کو بھیجتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس آیت سے علماء اور مجتہدین کی تقلید کا حکم ثابت ہے۔ اولی الامر سے مراد علماء و مجتہدین ہیں یعنی اگر تم قرآن و حدیث کو اچھی طرح نہیں جانتے اور نہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہو تو علماء اور مجتہدین کی اطاعت و تقلید کرو' جو کچھ وہ تم کو سمجھائیں اس پر عمل کرو' اسی لیے تمام دنیا کے مسلمان کسی نہ کسی مجتہد کے مقلد ہیں' کوئی حنفی' کوئی شافعی' کوئی مالکی' کوئی حنبلی۔ پس اگر کسی امر میں جھگڑا واقع ہو اور اس بارے میں حکم نامعلوم ہو تو خدا اور رسول کی طرف رجوع لاؤ۔ قرآن میں یا حدیث میں اس کو

اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ

کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس پر کہ جو آپ پر اتارا گیا اور اس پر جو آپ سے پہلے اتارا گیا (اور) پھر چاہتے

اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا

ہیں کہ شیطانوں کو اپنا پنچ (فیصلہ کرنے والا) بنائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ انہیں (بالکل) نہ

بِهٖ ؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾

مانیں اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہت دور بہکا دے ○

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف

رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ ج فَكَیْفَ اِذَآ

(فیصلہ کرانے کے لیے) آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ آپ سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں○ پھر (اس وقت) کیا ہوتا ہے

دیکھو جو نکلے اس پر عمل کرو، اگر خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہو تو ہمارا کہنا مانو۔ کتاب وسنت کا اتباع بہتر اور اچھی بات ہے۔ اس کا مآل انجام اچھی بات ہے یعنی جنت ملے گی۔

۶۰- کیا آپ نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور تم پر اور تمہارے قرآن اور کتابوں پر جو اگلی امتوں پر آئی تھیں ایمان لانا ظاہر کرتے ہیں اور دل میں کفر ہے، وہ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ شیطان کو اپنا حاکم اور سردار بنائیں حالانکہ قرآن میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس سے بیزار ہوں۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ پورا گمراہ کر دے کہ کبھی راستہ نہ پائیں۔ شیطان سے مراد کعب بن اشرف ہے۔ ایک شخص تھا بشر نامی منافق اس میں اور یہودی میں کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی اس بات میں حق پر تھا، اس لیے یہودی کہتا تھا کہ رسول اللہ کے پاس چلو، وہ منافق کہتا تھا کہ کعب بن اشرف کے پاس چلو۔ مگر یہودی آخر کو حضور ہی کے پاس لے آیا، حضور نے اس کا حق اس کو دلایا مگر وہ منافق نہ مانا، کہا: حضرت عمر کے پاس چلو۔ وہ دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور منافق نے کہا: تم جو حکم دو گے مانوں گا۔ وہ گھر میں گئے اور تلوار لا کر منافق کو قتل کر ڈالا اور کہا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانے تو اس کے لیے میرے پاس یہی حکم ہے۔

۶۱ تا ۶۳- حضرت زبیر اور حاطب بن بلتعہ میں جھگڑا تھا نہر کے پانی پر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: پہلے زبیر پانی لے لیں پھر تیری زمین میں چھوڑ دیں۔ وہ کہنے لگا کہ زبیر آخر تیری پھوپھی کے بیٹے تھے جبھی ان کی رعایت کی اور خلاف انصاف میرا حق ان کو دلوا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اے زبیر! جب تک تیری زمین پوری نہ بھر جائے پانی نہ چھوڑ کہ تیرا حق مقدم ہے۔ اس بارے میں یہ آیت اتری کہ جب منافقوں سے کوئی کہتا ہے کہ آؤ رسول اللہ کے پاس چل کر قرآن کے مطابق حکم لیں تو اس وقت ان کو دیکھو کہ کیسے کیسے حیلے نکالتے ہیں اور

أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ

جب ان کی بداعمالی سے جو وہ پہلے کر چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے پھر تو وہ آپ کے

يَحْلِفُونَ ۖق بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَٰٓئِكَ

پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں (اور کہتے ہیں:) کہ ہم نے تو صرف بھلائی اور ملاپ ہی چاہا تھا O ان کے

الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ ق فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ

دلوں کی بات تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تو آپ ان سے درگزر کیجئے اور انہیں سمجھایئے

وَقُل لَّهُمْ فِيٓ أَنفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن

اور ان کے حق میں بڑی مؤثر (اثر کرنے والی) بات کہہ دیجئے O اور ہم نے ہر رسول کو اسی لیے بھیجا

رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ط وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ

کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور کاش! وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے

جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

آپ کے پاس آتے اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ (ﷺ) بھی ان کی سفارش فرماتے تو ضرور

تمہارے حکم سے اعراض کرنا چاہتے ہیں اور کنایہ اشارہ میں بے ہودہ بک بک کرتے ہیں۔ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ان کو مصیبت پہنچے گی اور اس بے ہودگی کی سزا ملے گی تو پھر تمہارے پاس آ کر عاجزی کریں گے اور قسمیں کھائیں گے کہ ہم سے غلطی ہوئی، ہمارا ارادہ برا نہ تھا، ہم نے تو اچھائی اور اصلاح کا ارادہ کیا تھا مگر برائی سمجھی گئی۔ تو خدا ان لوگوں کے دلوں کا حال خوب جانتا ہے جو چبا چبا کر لغو باتیں کرتے ہیں پھر ظاہر میں قسمیں کھاتے ہیں پس آپ ان سے اعراض کیجئے۔ اس مرتبہ ان کو سزا نہ دیجئے، زبان سے نصیحت کر دیجئے اور خوب کان کھول کر کہہ دیجئے اور سنا دیجئے کہ اگر کبھی آئندہ ایسا کرو گے تو سخت سزا پاؤ گے۔ بعض کہتے ہیں کہ منافقوں نے ایک مسجد بنوائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ وہاں جلسے کریں۔ دین کی خرابی کے مشورے کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گرا دیا۔ تب کہنے لگے اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے تو خالصاً للہ بنائی تھی کہ آپ ہم کو ایک امام دے دیں، وہ نماز پڑھایا کرے، دین کو ترقی ہو۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار ہوا یعنی دین کو ضرر پہنچانے والی مسجد۔ اس مسجد کے قصے میں آ کر جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں وہ حاطب اور ثعلبہ تھے۔

۶۴۔ ہم جو رسول اپنے بندوں پر بھیجتے ہیں تو اسی لیے کہ وہ اس کا اتباع کریں اور وہ جو حکم خدا بتلائے اسے مانیں نہ یہ کہ اسے خلاف عدل سمجھیں اور ان کے سامنے چبا چبا کر باتیں بنائیں۔ اگر یہ مسجد ضرار والے اور حاطب جب انہوں نے غلطی کی تھی اور آپ کے سامنے بے ہودہ باتیں کی تھیں اس کی توبہ کے لیے آپ کے پاس آتے اور مغفرت چاہتے اور

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ تعالیٰ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان پاتے O (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مسلمان

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس جھگڑے پر آپ کو حاکم نہ بنائیں پھر اپنے دلوں میں

حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا

آپ کے فیصلہ سے کچھ ناراضگی نہ پائیں اور اس کو (بخوشی خاطر) قبول کر لیں O اور اگر ان پر ہم یہ بات فرض کر دیتے

عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا

کہ تم اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے

فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

اور جس بات کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے اسی کو کرتے تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ

اور (ان کے حق میں ایمان پر) زیادہ ثابت قدمی کا ذریعہ ہوتا O اور ایسا ہوتا تو بے شک ہم انہیں

آپ بھی ہم سے ان کی مغفرت کی دعا کرتے تو خدا ان کی خطا بخش دیتا اور یہ خدا کو بڑا رحیم، کریم اور توبہ قبول کرنے والا پالیتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی کتنا ہی بڑا گناہ کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر آپ کا وسیلہ دے کر دعا کرے اور معافی مانگے اور حضور بھی اس کے لیے دعا فرمائیں تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔

۶۵- اے میرے حبیب! میری شان کی اور تیری جان کی قسم! ان کو کبھی ایمان کا لطف حاصل نہ ہوگا اور کبھی سچے مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ بالکل آپ کو اپنی جان و مال کا اختیار نہ دیں گے اور اپنے جھگڑوں کے فیصلے کرنے کے لیے آپ کو پورا پورا حاکم نہ بنالیں گے اور آپ جو حکم دیں گے اس کو بسر و چشم قبول نہ کریں گے ذرا بھی دل میں میل نہ لائیں گے اور اپنے سب امور تم کو تسلیم کر دیں گے، جب یہ باتیں کریں گے اس وقت سچے مسلمان ہوں گے۔

۶۶ تا ۶۸- جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو حق دلوا دیا اور حاطب جا رہے تھے۔ ادھر سے مقداد اور ایک یہودی آ رہا تھا۔ مقداد نے پوچھا کہ کیا فیصلہ ہوا، حاطب نے ہونٹوں سے اشارہ کر کے کہا کہ اپنی پھوپھی کے بیٹے کو دلوا دیا۔ اس یہودی نے کہا کہ کیسے مسلمان ہیں پیغمبر بھی جانتے ہیں اور ذرا سا حکم بھی نہیں مانتے، ہم نے تو جانیں عبادت عمل کے بدلے قربان کر دی ہیں۔ اس پر ثابت بن قیس بن شماس اور دوسرے صحابہ نے کہا کہ اگر یہ حکم ہم کو ہو تو ہم بھی بجالانے کو موجود ہیں۔ تب یہ اترا کہ یہ لوگ ذرا سا حکم نہیں مانتے۔ اگر ہم ان پر مثل بنی اسرائیل یہ حکم لگا دیتے کہ اپنے آپ کو قتل

لَدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾

اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے O اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے O

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرتے ہیں انہیں ان کے ساتھ

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

رکھا جائے گا کہ جن پر خود اللہ تعالیٰ نے انعام (فضل) کیا (یعنی) انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى

اور وہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں O یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کافی

بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ع ۹ ۱۱ ۶

ہے جاننے والا O اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو پھر (دشمن کی طرف) تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا سب

کر ڈالو یا خالی ہاتھ گھروں سے نکل جاؤ تو سوائے چند آدمیوں کے جیسے ثابت وغیرہ ہیں کوئی بھی بجا نہ لاتا' خیر وہ تو بڑی بات ہے اگر یہ وہی باتیں مانیں جو آسان اور سہل ہیں یعنی توبہ' استغفار اور اتباع رسول کریں تو ان کے حق میں بہت بہتر ہے' آخرت میں فلاح' دنیا میں بھلائی اور دین حق پر ثبات حاصل ہو اور ہم ان کو قیامت میں اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائیں گے' جنت میں داخل کریں اور صراط مستقیم اور ملت توحید پر ثابت قدم رکھیں گے۔

۶۹ تا ۷۰- جو خدا کے احکام بجالائے گا اور رسول کا اتباع کرے گا' فرض وسنت سب ادا کرے گا تو وہ جنت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر خدا کا فضل و انعام ہے' یعنی پیغمبران کرام بالخصوص جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقین یعنی بڑے بڑے اصحاب جلیل القدر اور شہداء جو خدا کی راہ میں جان قربان کر گئے اور صالحین یعنی اولیائے امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ ہونا کیا ہی عمدہ مرتبہ اور اعلیٰ منصب ہے' یہ خدا کا فضل واحسان ہے' خدا کو سب کا علم ہے اور اس کا علم کافی ووافی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے' بے دیکھے ان کو کل نہ پڑتی' جب گھر جاتے بے قرار ہو جاتے' ایک دن خیال آیا کہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیونکر ہوگی' وہ عرش نشیں ہوں گے ہم بے چارے فرش ندامت پر پڑے ہوں گے۔ اس خیال سے یہ حال ہوگیا کہ رنگ زرد' لب پر آہ سرد بلکہ تاب وتو ان نے جواب دے دیا۔ دل دھڑکنے لگا۔ ہوش رخصت ہونے لگا حتی کہ خود دلدار جان نواز یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حال پوچھا۔ انہوں نے سارا خیال سنایا۔ تب یہ آیت اتری اور وعدہ ہوگیا۔ اللھم اجعلنا منھم۔

۷۱- اے مسلمانو! خدا کی راہ میں جہاد کو جاؤ تو دشمن سے اپنی حفاظت خوب کر لیا کرو' اگر موقع ہوا کرے تو گروہ گروہ الگ الگ جایا کرو یا سب مل کر اپنے پیغمبر کے ساتھ جہاد کو نکلا کرو۔

ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ج فَاِنْ

مل کر چلو (جیسا موقع ہو ویسا کرو) ○ اور بے شک تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو (نکلنے

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ

میں) دیر لگاتے ہیں (سستی کرتے ہیں) پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ خدا کا ہم پر بڑا احسان تھا

شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ

جو ان کے ساتھ ہم موجود نہ تھے ○ اور اگر تم پر خدائے تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے (فتح اور غنیمت دے کر) تو ضرور کہتے ہیں

تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ

(ایسے بن کر کہ) گویا تم میں اور ان میں کوئی دوستی ہی نہ تھی' اے کاش! کہ ہم ان کے ساتھ

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

ہوتے تو بڑی مراد پاتے ○ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں کو لڑنا چاہیے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

مول لیتے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ

آئے تو عنقریب ہم اس کو بڑا ثواب عطا فرمائیں گے ○ اور (اے مسلمانو!) تمہیں

۷۲ تا ۷۳- تم میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ جہاد کے نام سے دل چراتے ہیں' بیٹھ رہتے ہیں جیسے عبداللہ بن ابی' منافق انتظار کرتے رہتے تھے کہ دیکھیے مسلمانوں کو کب شکست ہوتی ہے' پس اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے قتل یا شکست تو خوشی مناتے ہیں' کہتے ہیں کہ خدا کا شکر کہ ہم ان کے ساتھ نہ تھے۔ یہ اس طرح کہتے ہیں کہ گویا کبھی ان میں اور تم میں جان پہچان بھی نہ تھی اور دوستی اور دیکھی بھالی بھی نہ تھی اور اگر تم کو فتح حاصل ہوتی ہے' غنیمت ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ کاش! ہم نہ ہوئے' ہم ہوتے تو ہم بھی حصہ پاتے اور خوب مزا اڑاتے۔

۷۴- جو دنیا کو آخرت کے بدلے مول لیتے ہیں ان کو چاہیے کہ توبہ کریں اور خالصاً اللہ کی راہ میں جہاد کریں' یا یہ کہ جو آخرت مول لیتے ہیں دنیا چھوڑتے ہیں یعنی سچے مسلمان' ان کو چاہیے کہ کافروں کو خوب ماریں۔ ''شراء'' کے معنی اوّل تقدیر پر خرید کے ہوں گے اور دوسری تقدیر پر فروخت کے۔

۷۴- جو خدا کی راہ میں خالص دل سے لڑے گا ہم اس کو جنت میں ثواب عظیم دیں گے۔ خواہ شہید ہو جائے خواہ

لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ

کیا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں لڑتے اور ناتواں (کمزور) مردوں اور عورتوں

وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

اور بچوں (کے چھڑانے) کے لیے نہیں لڑتے جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب!

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

ہم کو ظالم لوگوں کے اس شہر سے نکال دے اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی کھڑا

لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾

کر دے اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کسی کو مددگار بنا دے ○

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا

جو ایمان دار ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں

یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ

تو (اے مسلمانو!) تم شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان

دشمن پر فتح یاب ہو (غازی ہو)۔

۷۵- اے مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا جو مکہ کے کافروں کو خدا کی راہ میں قتل نہیں کرتے اور بے چارے غریب مسلمانوں کے خیال سے ان سے نہیں لڑتے۔ ضعیف مرد، عورتیں، بچے مسلمان جن کو انہوں نے قید کر رکھا ہے اور مکہ سے مدینہ نہیں آنے دیتے وہ وہاں ذلیل خوار، حیران پریشان ہیں۔ طرح طرح کی ایذائیں پاتے ہیں، ستم اٹھاتے ہیں اور خدا سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس جگہ سے نکال اور ان مشرکوں سے ہمارا جلد پیچھا چھڑا۔ اس جگہ سے کہ یہاں بالکل ظلم وشرک ہے نکال کر اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں کی زیارت عطا فرما، ہمارا کوئی غیب سے محافظ اور مسلمان حاکم بنا۔ ہماری مدد کے لیے کسی کو بھیج۔ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا مددگار بنایا، عتاب بن اسید صحابی ان کے حاکم ہوئے اور مکہ فتح ہوا۔ والحمدللہ۔

۷۶- مسلمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، ثواب پاتے ہیں، کافر شیطان کی راہ میں اس کمبخت کے بہکانے سے اپنی جانیں کھوتے ہیں۔ ''خسر الدنیا و الاخرة'' ہوتے ہیں۔ اے مسلمانو! شیطانوں کے دوستوں کو بہ حکم خدا خوب قتل کرو۔ شیطان کا مکر ضعیف ہے، نصرتِ الٰہی کے سامنے کچھ نہیں چل سکتا۔ چنانچہ بدر میں کافر خوب مخذول و ذلیل ہوئے حالانکہ تگنے (تین گنا زیادہ) تھے۔

ع

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ

کا داؤ کمزور ہے ○ (اے نبی!) کیا آپ نے ان کو

لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ

نہیں دیکھا جن سے کہا گیا کہ (چند دن) لڑائی سے ہاتھ روکے رکھو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ

ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے ایسا ڈرنے لگا کہ جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے

اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ

بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے: اے رب ہمارے! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کیا

لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ

تھوڑی دیر تک ہمیں اور مہلت کیوں نہیں دی (اے نبی!) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ دنیا کا سامان بہت ہی کم ہے اور آخرت

خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۗ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا

(کی نعمتیں) پرہیز گاروں کے لیے بہت ہی بہتر ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ○ تم جہاں کہیں بھی ہوگے

۷۷ تا ۷۸- کیا آپ نے اپنے اصحاب کا حال نہیں دیکھا کہ جب ان سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو، کافروں سے نہ لڑو، نماز وقت پر اچھی طرح پڑھتے رہو، وضو، رکوع، سجدہ، قیام، قعود درست کرو اور زکوٰۃ دیے جاؤ، تم تو تمنا جہاد کی کرتے تھے اور جب جہاد فرض ہوا تو ان میں سے بعض آدمی کفار اہل مکہ سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے مسلمان اللہ تعالیٰ سے بلکہ اس سے بھی زائد اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم پر ابھی سے جہاد کیوں فرض کر دیا۔ ابھی دنیا میں ہم کو عیش کر لینے دیا ہوتا اور اپنی موت ہم کو مارا ہوتا۔ اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ دنیا فانی ہے چند روزہ ہے۔ آخرت کا ثواب سب سے بڑھ کر ہے جو شرک و کفر سے بچتے ہیں ان کو ملے گا اور تم میں سے کسی پر فتیل بھر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ فتیل وہ چھلکا جو گٹھلی کے بیچ ذرا سا ہوتا ہے یا وہ میل جو انگلیوں میں ملنے سے لگ جاتا ہے۔ اے مسلمانو اور اے منافقو! اگر تم بڑے قلعوں میں چھپ رہو گے تو بھی موت کبھی نہ کبھی آ کر پکڑ ہی لے گی، اس سے بچنا محال ہے پھر مرنے سے کیا ڈرنا۔ یہ آیت بعض صحابہ کی شان میں اتری جو مکہ میں جہاد کی اجازت مانگتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت قدامہ بن مظعون جمحی، حضرت مقداد بن اسود کندی، حضرت طلحہ بن عبیداللہ۔ جب جہاد فرض ہوا تو طلحہ بن عبیداللہ نے کاہلی کی باتیں کیں معرکۂ بدر صغریٰ میں اور بعض کہتے ہیں کہ منافقین کی شان میں اتری۔

جب کوئی بہتری آتی ہے، مینہ برستا ہے، غلہ ارزاں ہوتا ہے تو منافق اور یہودی کہتے ہیں کہ ہم میں بہتری اور اچھائی

يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط وَاِنْ تُصِبْهُمْ

تمہیں موت ضرور آئے گی اگرچہ مضبوط قلعوں ہی میں ہو اور اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو

حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ج وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ (اے نبی!) یہ آپ کی طرف سے ہے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ط قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط فَمَالِ

(آپ کے سبب سے ہے) (اے نبی!) آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں

هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ

کو کیا ہو گیا ہے جو کوئی بات ہی سمجھتے نہیں معلوم ہوتے ○ (اے انسان!) جو کچھ تجھ کو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط وَ

(اس کے فضل سے) ہے اور جو کچھ برائی (تکلیف) پہنچتی ہے وہ تیرے (اپنے) نفس کی طرف سے ہے (یعنی تیرے نفس کی شامت سے ہے)

اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ

اور (اے نبی!) ہم نے آپ کو سب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور (اس پر) اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے ○ جس نے رسول (ﷺ)

ہے کہ ایسی ایسی نعمتیں خدا کے پاس سے ہم کو آتی ہیں اور اگر کوئی مصیبت آتی ہے قحط' گرانی' خشک سالی' تو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی نحوست ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہیں کہ تمہاری وجہ سے یہ بلا ہم پر آئی ہے۔ اے رسول! تم کہہ دو کہ دنیا میں جو بات ہوتی ہے سب خدا کی طرف سے ہے۔ آفت' مصیبت ہو یا عیش و راحت ہو سب وہی دیتا ہے' ان نامعقولوں کو کیا ہوا ہے کہ کوئی بات نہیں سمجھتے۔

۷۹- یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور مراد سب مسلمان ہیں کہ جو تم کو بہتری' ارزانی' بارش ملتی ہے یہ سب خدا کا تم پر فضل و احسان ہے' جو مصیبت آتی ہے قحط' خشک سالی' گرانی' یہ تمہارے گناہوں کے دور کرنے کے لیے ہے کہ تم تکلیف پا کر گناہوں سے پاک ہو جاؤ۔ یا یہ کہ جو بھلائی ملتی ہے یعنی فتح' غنیمت تو یہ اللہ کی کرامت اور نعمت ہے اور تمہارے حال پر اس کا فضل و احسان ہے اور جو شکست ہوتی ہے یہ بظاہر اسباب تمہاری ہی غفلت سے' جیسے بروز احد درہ چھوڑ دیا۔ یا یہ کہ جو تم اچھا کام کرتے ہو نماز' روزہ' زکوٰۃ تو خدا کی توفیق اور ہدایت سے اور جو برا کام کرتے ہو وہ نفس کے دھوکے سے۔ اے حبیب! ہم نے تم کو ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور خدا ان کی باتیں سنتا ہے یہ جو کہتے ہیں کہ برائی مسلمانوں کی نحوست سے ہے۔ خدا اس کا گواہ ہے' سب کچھ دیکھ رہا ہے' اس کا بدلہ قیامت میں دے گا یا یہ کہ بعض کہتے ہیں کہ کوئی گواہ لاؤ تو تمہارا کہا مانیں تب یہ اترا کہ خدا کی گواہی کافی ہے۔

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ ؕ

کی اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے بھی آپ کو ان کا نگہبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا ○

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ

اور (منافق) کہتے ہیں: (ہمارا کام) مان لینا ہے پھر جب آپ کے پاس سے (باہر نکل) کر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ

منصوبے باندھنے لگتا ہے (یعنی اقرار سے پھر جاتا ہے) اور جو کچھ وہ راتوں کو باتیں بنایا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو لکھتا رہتا ہے (فرشتوں کے

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

ذریعہ) تو (اے نبی!) ان سے درگزر کیجئے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ تعالیٰ (آپ کا کام بنانے کے لیے) کافی ہے ○ تو کیا وہ قرآن میں

الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا

غور نہیں کرتے اور اگر وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ

كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ

اختلاف پاتے ○ اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی بات پہنچتی ہے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں

۸۰- جب ''وما ارسلنا من رسول الا لیطاع'' آیت مذکورہ اتری تو عبداللہ بن ابی نے کہا کہ محمد اپنی اطاعت کروانا چاہتے ہیں، ہم تو خدا کی اطاعت کریں گے، تب یہ اترا کہ محمد خدا سے جدا نہیں ہیں، جو ان کی اطاعت کرے گا وہ خدا کا مطیع ہے۔ اے رسول! جو تیرا کہا نہ مانے نہ مانے، ہم نے آپ کو رسول بنایا ہے، ان کا نگہبان اور چوکیدار نہیں بنایا، وہ کفر کریں گے سزا پائیں گے۔ آپ ان کو زبردستی مسلمان بنانے پر مجبور نہ کریں۔

۸۱تا۸۲- منافق جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مطیع و تابع دار ہیں، جو آپ فرمائیں ہم بجا لائیں، جب آپ کے پاس سے جاتے ہیں تو وہ باتیں آپ پر بہتان و افتراء کرتے ہیں جو آپ نے نہ بتلائی ہیں نہ ان کا حکم دیا ہے۔ خدا ان کا افتراء لکھتا ہے، آپ ان کی طرف توجہ نہ کریں، خدا پر بھروسہ رکھیں، خدا کی مدد آپ کے لیے کافی ہے وہ آپ کا وکیل ہے۔ کیا یہ قرآن کو نہیں سوچتے یعنی اس کی آیتوں کی ترتیب اور موافقت اور ایک سا ہونا نہیں دیکھتے کہ اول سے آخر تک توحید و ایمان و نور یقین سے مملو ہیں۔ آپس میں ایک مقام دوسرے مقام کا مفسر و مصدق ہے، کہیں اختلاف و جائے اعتراض نہیں۔ اگر یہ قرآن خدا کا نہ ہوتا تو اس میں ہزاروں اختلافات ہوتے کہ آدمی میں ایسا کلام منتظم بدیع بلیغ تالیف کرنے کی طاقت ہرگز نہیں ہے۔

۸۳تا۸۴- پھر منافقوں کا ذکر کیا کہ جب کوئی خبر امن اور فتح کی یا شکست اور خوف کی سن پاتے ہیں تو اس کو جلدی

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ

اور اگر اس کو رسول کریم (ﷺ) اور اپنے بااختیار لوگوں (یا مجتہدین) کی طرف

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ

لوٹاتے تو ضرور ان میں سے تحقیق کرنے والے جان لیتے اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو سوائے چند

الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا

لوگوں کے تم (سب کے سب) شیطان کے تابع ہو جاتے O تو (اے نبی!) آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں' آپ پر بجز آپ کی

نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ

ذات کے کسی کی ذمہ داری نہیں اور مسلمانوں کو (لڑائی کے لیے) آمادہ کیجئے' قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ (سختی) کو

كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

روک دے اور اللہ تعالیٰ کی لڑائی سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کی سزا (عذاب) بھی سخت ہے O جو کوئی اچھی سفارش کرتا

حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ

ہے تو اس میں سے اس کو بھی ایک حصہ ملتا ہے اور جو بُری سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس کے

سے مشہور کر دیتے ہیں' یا یہ کہ جب خبر فتح کی سنتے ہیں تو حسد سے چھپاتے ہیں اور خبر خوف کی مشہور کرتے ہیں مگر چند آدمی کہ یکا یک مشہور نہیں کرتے اور اگر یہ لوگ پہلے اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں یا بڑے بڑے عقلمند ہوشیار صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اس کا ذکر کریں تو وہ لوگ اس کو اچھے طور سے سمجھیں اور مطلب غور کر کے نکالیں' اگر تم پر خدا کا فضل و احسان نہ ہوتا اور وہ رحمت نہ کرتا تو تم دھوکے میں پڑ کر شیطان کا اتباع کرنے لگتے' مگر وہ لوگ جو خبر کو ظاہر نہیں کرتے وہ اس کے فریب اور فتنہ سے محفوظ ہیں' پس آپ خود خدا کی راہ میں لڑیئے' آپ کو اپنے نفس سے غرض ہے کوئی لڑے یا نہ لڑے' آپ اکیلے خدا کا دین بلند کیجئے' ہاں اور مسلمانوں کو جہاد کا شوق دلایئے' عنقریب اللہ تعالیٰ کافروں کا زور گھٹائے دیتا ہے اور ان کا غلبہ روکے دیتا ہے' خدا کا حکم غالب ہے اور اس کی پکڑ اور عذاب بہت سخت ہے۔ ''الا قلیلا'' کچھ لوگوں نے مشہور کر دیا تھا کہ کافر لوٹ پڑے مسلمان لڑنے کو تیار ہوئے بعض کاہلی کرنے لگے تب یہ اترا کہ آپ اکیلے خدا کی راہ میں لڑیں کسی کی پرواہ نہ کریں' پھر مسلمان بھی لڑنے کو گئے اس کو بدر صغریٰ کہتے ہیں۔

۸۵- پھر مسلمانوں کے ثواب اور کافروں کے عذاب کا ذکر کیا کہ جو توحید اختیار کرے گا' آپس میں سفارش کر کے صلح و اصلاح کروائے گا تو قیامت میں اس کا ثواب پائے گا اور جو شرک کرے گا' لڑائی فساد ڈلوائے گا تو اس کو سزا ملے گی' اللہ تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے' جزاء دینے والا ہے یا یہ کہ سب کو روزی پہنچانے پر قادر ہے۔

لَهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ

وبال کا ایک حصہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ○ (اے مسلمانو!) جب تم کو کوئی

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي

کسی لفظ سے سلام کرے تو تم بھی اس کے جواب میں اس سے بہتر یا ویسا ہی جواب دو، بے شک اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ

ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ○ اللہ تعالیٰ ہے (اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) وہ تمہیں قیامت کے دن ضرور اکٹھا

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع

کرے گا (جس کے آنے میں) کوئی شک شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے ○

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ

(اے مسلمانو!) تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں تمہارے دو گروہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال بد کی وجہ سے

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

ان کو اوندھا کر دیا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اس کو ہدایت پر لے آؤ اور اللہ تعالیٰ جس کو گمراہی میں

۸۶- بعض آدمی سلام میں کاہلی کرتے تھے جواب دینا ضروری نہیں سمجھتے تھے تب یہ اترا کہ جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس کا جواب ضرور دو۔ اگر سلام کرنے والا مسلمان ہو تو اس کو زائد بڑھا کر دو یعنی علیکم السلام ورحمۃ اللہ اور اگر دوسری قوم سے ہو تو اتنا ہی جواب دو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے اور بدلہ دینے والا ہے۔

۸۷- پھر اپنی توحید بیان فرمائی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تم سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا' اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ خدا سے بڑھ کر کون سچا ہوگا (کوئی نہیں ہوسکتا)

۸۸- دس آدمی منافق مرتد ہو کر مکہ کو بھاگ گئے تھے۔ ان میں اختلاف ہوا کہ ان کا مال لے لینا چاہیے یا نہیں کہ شاید پھر لوٹ کر آ جائیں' تب یہ اترا کہ منافقوں کے حق میں تم دو فرقے کیوں ہوئے جاتے ہو' کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ خدا نے ان کو ان کے کاموں کی سزا دی' ان کا نفاق کھول دیا اور پھر شرک کی طرف پھیر دیا اور جس کو خدا نے گمراہ قرار دے دیا تم اس کو پھر ہدایت دینا چاہتے ہو۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا جس کو خدا گمراہی میں چھوڑتا ہے اس کو کوئی راستہ ہدایت کا نہیں رہتا' اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا۔

ف: ''فمالکم'' سے خطاب بعض کہتے ہیں کہ صحابہ سے ہے' مفسر نے کہا کہ منافقین سے ہے کہ صحابہ میں سے کوئی ان کے بارے میں مختلف نہ ہوا تھا۔

النصف ع ۱۱/۸

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

چھوڑتا ہے تو (اے سننے والے!) تو ہرگز اس کے لیے راہ نہ پائے گا○ وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم بھی اسی طرح کافر ہو جاؤ

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا

جیسے کہ وہ کافر ہوئے تاکہ تم سب ایک سے ہو جاؤ تو ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

ہجرت نہ کریں، پھر اگر وہ نہ مانیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا

اور ان میں سے کسی کو اپنے دوست اور مددگار نہ بناؤ ○ مگر جو لوگ

الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ

اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں کہ ان میں اور تم میں معاہدہ ہے یا وہ تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے

جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا

تنگدل ہو کر تمہارے پاس آ گئے ہوں (تو ان سے میل جول کرنے میں مضائقہ نہیں) اور اگر اللہ تعالیٰ

قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ

چاہتا تو انہیں تم پر غلبہ دیتا تو بے شک وہ تم سے لڑتے، پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور تم سے نہ لڑیں

۸۹ تا ۹۰- یہ منافق تمنا کرتے ہیں کہ کاش! تم بھی ان کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ساتھ کفر کرو۔ تو تم اور وہ ایک ملت کفر پر مستقیم ہو جاؤ پس تم اب ان سے دوستی نہ کرو اور ان سے مدد نہ چاہو یہاں تک کہ پھر مسلمان ہو کر اور توبہ کر کے مدینہ کو تمہارے پاس ہجرت نہ کر آئیں، اگر وہ ایمان نہ لائیں اور ارتداد پر قائم رہیں تو ان کو پکڑو اور قید کرو جہاں پاؤ خواہ حل میں خواہ حرم میں، بے دھڑک مار ڈالو اور ان میں سے کسی سے دوستی نہ کرو اور نہ کسی سے مدد چاہو۔ ہاں مگر وہ لوگ جو ایسی قوم سے جا کر مل گئے ہیں اور ایسے قبیلہ کی پناہ میں آ گئے ہیں جن سے تم سے پہلے عہد و پیمان ہیں یعنی قوم ہلال بن عویمر سلمی کہ ان سے اور تم سے معاہدہ صلح کا ہے اور جب ان کی سفارش کو وہ قوم تمہارے پاس آئی یعنی قوم ہلال اس حال میں کہ وہ پریشان ہوں کہ نہ تو وہ تم سے بہ سبب عہد کے لڑ سکتے ہیں اور نہ ان لوگوں کو بسبب قرابت کے مار سکتے ہیں تو تم کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر خدا چاہتا تو قوم ہلال کو بروز فتح مکہ تم پر مسلط کر دیتا، وہ تم کو مار ڈالتے کہ قوی گروہ تھے پس جب وہ تم سے نہیں لڑے اور تم سے لڑنے والوں کو مدد نہ دی اور تم سے عاجزی اور صلح سے پیش آئے اور عہد کی وفا کی تو اب خدا تم کو

اُعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا

اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے

جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ

ان پر کوئی الزام کا راستہ نہیں رکھا ہے O عنقریب تم کو ایسے لوگ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى

بھی ملیں گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں

الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ

لیکن جب وہ (اپنی قوم کی طرف سے) فساد کے لیے بلائے جاتے ہیں تو اس میں اوندھے ہو کر کود

السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

پڑتے ہیں، پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح پیش نہ کریں اور تم سے اپنے ہاتھ نہ روکیں تو ان کو پکڑو

ع ١٢ ٩ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾ ع

اور جہاں کہیں پاؤ قتل کرو، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صاف حجت قائم فرما دی ہے O

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ

اور کسی مومن کا یہ کام نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے (ہاتھ بہک کر) اور جو کوئی کسی مومن کو (نادانستہ) غلطی سے قتل

ان سے لڑنے کی اجازت نہیں دیتا اور کوئی راہ ان سے مخالفت کی نہیں بتلاتا۔

۹۱- اسد اور غطفان وغیرہ قبیلوں کا عنقریب حال دیکھو گے کہ وہ ظاہر میں کلمہ پڑھ کر تم سے امن پا لیتے ہیں اور جب ان کو ان کی قوم کفر کی طرف بلاتی ہے تو کفر ظاہر کر کے ہر مرتبہ شرک کی نجاست میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنی قوم سے امن میں ہو جاتے ہیں، بروز فتح مکہ یہ اپنی قوم کا ساتھ دیں اور تم کو قتل کا ارادہ کریں اور تم سے عاجزی نہ کریں اور بہ صلح پیش نہ آئیں اور ہاتھ نہ روکیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ پکڑو اور قتل کرو۔ ان پر جو چاہو کرو۔ ان کے قتل کا منصب تم کو ہر طرح حاصل ہے۔

۹۲- عیاش بن ربیعہ نے غلطی سے حارث بن زید کو کافر سمجھ کر مار ڈالا۔ ان کو ان کے اسلام کی خبر نہ تھی۔ بعد علم نادم ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تب یہ اترا کہ مسلمان کو یہ کبھی زیبا نہیں کہ مسلمان کو قتل کر ڈالے اگر غلطی ہو جائے تو یہ مجبوری ہے۔ جو مسلمان کو خطا اور غلطی سے قتل کر دے تو ایک غلام مسلمان آزاد کرے اور پوری دیت خون بہا اس کے وارثوں کو ادا کرے اگر وہ معاف کر دیں نہ لیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر وہ مقتول دار الحرب میں ہو یعنی اس کے وارث حربی ہیں اور وہ

مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

کرے تو (اس پر) ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا لازم ہے اور مقتول کے وارثوں کو پوری دیت (خون بہا) دینا

يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

یہ کہ وہ (مقتول کے وارث) معاف کر دیں پھر اگر وہ مسلمان (مقتول) اس قوم کا ہو جو تمہاری دشمن ہے تو (صرف) ایک

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

مسلمان غلام آزاد کرنا لازم ہے اور اگر وہ (مسلمان مقتول) اس قوم میں سے ہو کہ اس میں اور تم میں باہم معاہدہ ہے تو اس

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

کے وارثوں کو پورا خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا لازم ہے، پھر جس کو (غلام) میسر نہ ہو تو وہ (توبہ کرنے

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

کے لیے) دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے، یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں (اس کی) توبہ ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے O

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَ

اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے، اس میں (اس کو) مدتوں رہنا ہو گا

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو گا اور اس کی لعنت ہو گی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے O اے ایمان والو!

مقتول مسلمان ہے تو دیت نہیں ہے فقط غلام کا آزاد کرنا چاہیے اور اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہے جن کے اور تمہارے درمیان میں عہد و میثاق ہے تو دیت بھی ہے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا بھی ہے اور جو آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھے تو دو مہینہ کے متواتر روزے رکھے، یہ خدا کی طرف سے توبہ منظور ہونے کا قانون ہے اور خدا علیم و حکیم ہے جو کچھ فرماتا ہے اس میں اس کی حکمت ہے۔

۹۳۔ مقیس بن زبابہ کے بھائی ہشام بن زبابہ مرے ہوئے ملے، قاتل معلوم نہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ قاصد بھیجا کہ قوم سے دریافت کرے، انہوں نے کہا کہ ہم مطلق نہیں جانتے، دیت ادا کی، وہ قاصد اور مقیس دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ رہے تھے کہ مقیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو مار ڈالا اور دیت کے اونٹ لے کر بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا، اس کو بعد فتح مکہ مار ڈالا گیا تب یہ اترا کہ جو مسلمانوں کو قصداً مار ڈالے اس کا بدلہ دنیا میں یہ ہے کہ اس کو مار ڈالو اور آخرت میں جہنم، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اس سبب سے کہ وہ مقیس مشرک ہے، خدا کا اس پر غصہ ہے کہ اس نے دیت لے لی اور پھر غیر شخص کو۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا

جب تم جہاد کے لیے چلو تو (پہلے) تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے تم جتنی

لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ

دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، تم بھی پہلے ایسے ہی تھے (کہ تم کو کوئی پہچانتا نہ تھا)

الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ

پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل کیا (تمہارا مسلمان ہونا مشہور کیا) پس تم (حملہ سے پہلے)

اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا

تحقیق کر لیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی سب خبر ہے ○ برابر نہیں

يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ

ہیں وہ مسلمان کہ بے (بغیر) عذر جہاد سے بیٹھ رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

اور جان سے جہاد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور

قتل کر ڈالا اس پر لعنت ہے، خدا نے اس کے لیے بڑا سخت عذاب مقرر کیا ہے کہ وہ سرکش تھا۔

۹۴- اسامہ بن زید نے مرداس بن عمر کو جو مسلمان تھے مار ڈالا اور وہ کلمہ پڑھتے جاتے تھے، اسامہ نے یہ سمجھ کر کہ وہ کافر ہے اور جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھتا ہے غلطی سے ان کو مار ڈالا تب یہ اترا کہ اے مسلمانو! جب تم سفر کرو اور جہاد کو نکلو تو غور کرو، مسلمان اور کافر کو پہچانو، جو کلمہ پڑھے اور سلام کرے اس کا مال لینے کے لیے اس کو کافر نہ کہو، تم دنیا کا مال لینا چاہتے ہو خدا کے پاس ثواب کے خزانے بے انتہا ہیں۔ تم یہ بھول گئے کہ پہلے تم بھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور کلمہ پڑھ کر اپنی جان بچا لیتے تھے، پھر خدا نے اپنا احسان کیا، تم کو ایمان دیا، ہجرت کی نعمت بخشی پس تم کو چاہیے کہ غور کرو، تم جو کام کرو گے خدا کو سب کی خبر ہے۔

۹۵ تا ۹۶- جو مسلمان لڑائی میں نہیں جاتے، جہاد فی سبیل اللہ نہیں کرتے وہ ان لوگوں کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے جو اپنی جان خدا کی راہ میں فدا کرتے ہیں اور مال لٹاتے ہیں، ہاں اگر وہ معذور ہوں، آنکھوں سے نظر نہ آتا ہو یا کوئی اور بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ لڑ نہ سکیں تو مجبوری ہے، ورنہ خدا نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر بڑی فضیلت اور بڑا درجہ عطا فرمایا ہے، قیامت میں ان کے مرتبے بدرجہا بلند ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو یوں تو جنت کا وعدہ کیا ہے خواہ مجاہدین ہوں یا غیر مجاہدین مگر اللہ نے مجاہدین کو بڑی فضیلت دی ہے اور ان کو بڑا ثواب دیا ہے، اللہ نے ان سے خاص مغفرت کا وعدہ کیا ہے اور عذاب سے حفاظت کا اور رحمت دینے کا خاص وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ (جو کاہلی چھوڑتے ہیں

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو (جہاد سے) بیٹھے رہنے والوں پر درجہ میں بہت بلند کیا ہے اور اللہ تعالیٰ

الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا

نے بھلائی (جنت) کا وعدہ سب سے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو (جہاد سے) بیٹھے رہنے والوں پر بڑے ثواب

عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

سے فضیلت دی ہے○ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بڑے درجے ہیں اور (اس کی) بخشش اور رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ ع ۱۳/۵

بخشنے والا مہربان ہے○ بے شک وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے

اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ

(اور) فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حالت میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ

تو فرشتے (ان سے) کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم کہیں ہجرت کر کے چلے جاتے

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے○ مگر جو مرد اور عورتیں

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا

اور لڑکے لڑکیاں بے بس ہیں، جنہیں نہ کوئی نکلنے کی تدبیریں پڑتی ہیں اور نہ

اور جہاد کو نکلتے ہیں) بخشتا ہے، جو توبہ کرتا ہے اور اس پر مرتا ہے اس پر رحمت کرتا ہے۔

۹۷ تا ۹۹- پچاس آدمی تھے جو مکہ میں مرتد ہو کر رہ گئے تھے، ہجرت نہ کی تھی۔ بدر کی لڑائی میں ان میں سے اکثر مارے گئے۔ ان کی شان میں یہ اترا کہ جن کی فرشتوں نے کفر پر جان نکالی اس وقت ان سے سوال کیا کہ تم دنیا میں کیا کرتے تھے؟ تمہیں کیا ہو گیا تھا جو کفر اختیار کر کے مکہ میں رہ گئے تھے؟ جواب دیا کہ ہم تو مسلمان تھے مگر کافروں نے ہم کو زبردستی روک رکھا تھا، ہم وہاں ضعیف تھے نکل نہ سکتے تھے۔ فرشتوں نے کہا: کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی، کیا مدینہ ہجرت گاہ موجود نہ تھا کہ وہاں چلے جاتے پس ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ ہاں جو واقعی ضعیف تھے طاقت نہ

يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ط

ان کو کوئی راستہ ملتا ہے ○ تو ان کے لیے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف فرمانے والا (اور) بخشنے والا ہے ○ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر

يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ط وَمَنْ يَّخْرُجْ

نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش (فراخ دستی) پائے گا اور جو اپنے گھر سے

مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ

اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت آ جائے

الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا

١٤ع رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ ع وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

مہربان ہے ○ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ کچھ نمازیں

پاتے تھے' کچھ مرد بوڑھے اور عورتیں اور بچے کافروں کے پھندے میں تھے' کافر ان کو نہ چھوڑتے تھے' ان کو کوئی حیلہ نہ تھا کہ بھاگ جاتے' نہ راستہ معلوم تھا نہ ان کا کوئی ہمراہی تھا تو خدا ان کو بخش دے گا۔ خدا ان سے بخشش کا وعدہ کرتا ہے اور اس کا وعدہ ضروری ہے کہ پورا ہو۔ اللہ توبہ کرنے والوں کا بخشنے والا ہے اور ان سے درگزر کرنے والا ہے۔ "عسیٰ" کا لفظ جب اللہ کے کلام میں آتا ہے مفید وعدہ یقینی و حتمی ہوتا ہے۔

۱۰۰- جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے گا تو زمین میں اس کو بہت سے ایسے مقام ملیں گے جہاں وہ پناہ اور مال و دولت پائے گا اور امن سے رہ کر اللہ کی عبادت کرے گا۔ یہ اکثم بن صیفی کی شان میں اترا ہے۔

۱۰۰- مکہ میں ایک صاحب جندب تھے بہت بوڑھے طاقت نہ تھی' ان کی شان میں اترا کہ جو اپنے گھر سے خدا اور رسول کی راہ میں ہجرت کے لیے نکلے اور راستہ میں مر جائے تو اس نے اپنا کام پورا کیا اور اس کا ثواب اللہ پر لازم ہو گیا' وہ ضرور دے گا اور شرک کے زمانہ کے گناہ بخش دے گا اور اس پر اپنی خاص رحمت اتارے گا۔

۱۰۱- جب تم خدا کی زمین میں سفر کرو اگر نماز کو قصر کر لو اور چار رکعت کی دو پڑھو تو کوئی برائی نہیں۔ اگر یہ خوف ہو کہ کافر نماز میں تم کو ستائیں گے تو دو ہی رکعتیں ادا کر لو۔ کافر تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک سفر میں نماز تمام کرنا یعنی چار رکعت پڑھنا نہیں چاہیے' دو ہی رکعت ادا کرے۔ دوسرے مجتہد عالم اختیار دیتے ہیں۔ "ان خفتم" کی قید اتفاقی ہے

اَنۡ تَقۡصُرُوۡا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ يَّفۡتِنَكُمُ

(یعنی چار رکعت والے فرض) قصر سے پڑھو اگر تمہیں اس بات کا خوف

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ اِنَّ الۡكٰفِرِيۡنَ كَانُوۡا لَـكُمۡ عَدُوًّا مُّبِيۡنًا ﴿۱۰۱﴾

ہو کہ کافر تمہیں تکلیف دیں گے (ستائیں گے) کیونکہ بے شک کافر تمہارے کھلم کھلا دشمن ہیں ○

وَاِذَا كُنۡتَ فِيۡهِمۡ فَاَقَمۡتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلۡتَقُمۡ طَآٮِٕفَةٌ مِّنۡهُمۡ

اور (اے نبی ﷺ!) جب آپ (سفر میں) ان (مسلمانوں) کے ساتھ ہوں تو پھر نماز میں ان کی امامت فرمائیں

مَّعَكَ وَلۡيَاۡخُذُوۡۤا اَسۡلِحَتَهُمۡ ۟ قف فَاِذَا سَجَدُوۡا فَلۡيَكُوۡنُوۡا

تو چاہیے کہ ایک گروہ ان میں سے آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار بھی

مِنۡ وَّرَآٮِٕكُمۡ ۖ وَلۡتَاۡتِ طَآٮِٕفَةٌ اُخۡرٰى لَمۡ يُصَلُّوۡا فَلۡيُصَلُّوۡا

اپنے ساتھ لیے رہے' پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو چاہیے کہ وہ ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور پھر دوسرا

مَعَكَ وَلۡيَاۡخُذُوۡا حِذۡرَهُمۡ وَاَسۡلِحَتَهُمۡ ۚ وَدَّ الَّذِيۡنَ

گروہ (آپ کے پیچھے) آ جائے جس نے (آپ کے پیچھے) نماز نہ پڑھی تھی اب وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں

حالت امن میں بھی مسافر دو ہی رکعت ادا کرے۔ صاحب تفسیر کہتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت صلوٰۃ خوف کی جو بعد کو مذکور ہے تمہید ہے اور اس سے بھی وہی مراد ہے۔

۱۰۲- پھر صلوٰۃ خوف کا ذکر کیا کہ اے حبیب! جب تم کافروں کی لڑائی میں موجود ہو اور نماز پڑھاؤ تو دو گروہ ہو جانا چاہیے' ایک تو ایک رکعت آپ کے ساتھ ادا کرے مگر ہتھیار اپنے بدن پر لگائے رہے اور دوسرا فریق دشمن کے مقابل کھڑا رہے' جب پہلا گروہ ایک رکعت پڑھ لے تو دشمن کے مقابل چلا جائے اور دوسرا گروہ وہاں سے آ کر آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور اپنے ساز و سامان ہتھیار وغیرہ سے تیار رہے۔ کافروں کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں سے غافل ہو جاؤ تو دفعتاً تم پر حملہ کر دیں' پھر ہتھیار نہ لینے کی بھی اجازت دے دی کہ جیسا موقع ہو ویسا کرو۔ اگر بارش ہو یا بیماری ہو یا اور کوئی وجہ ہو جس سبب سے ہتھیار نہ اٹھا سکو تو خیر نہ اٹھاؤ۔ مگر اپنے سامان جنگ سے غافل نہ ہو جاؤ۔ خدا نے کافروں کے لیے سخت عذاب جو ان کو بڑی ذلت دے گا مقرر کیا ہے۔ صلوٰۃ خوف میں اختلافات ہیں' حنفیہ کے نزدیک یوں دستور ہے کہ امام پہلے ایک فریق کو ایک رکعت پڑھا دے' پھر یہ مقابلہ میں چلے جائیں۔ دوسرا گروہ آئے اور امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کر لے' اب امام تو سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو گیا' پہلا گروہ دوسری رکعت ادا کرنے کو مقابلہ سے ہٹ کر آئے اور دوسرا وہاں چلا جائے' پھر یہ نماز بے قرأت پڑھ کر فارغ ہو کر مقابلہ میں جائیں اور دوسرا آئے اور ایک رکعت قرأت

كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ

اور چاہیے کہ وہ اپنے بچاؤ کی چیزیں اور ہتھیار اپنے ساتھ لیے رہیں (کیونکہ) کافروں کی یہی خواہش ہے کہ اگر تم

عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ

اپنے ہتھیاروں اور اپنے جنگ کے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑیں اور تم پر کوئی مضائقہ نہیں

اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ

کہ اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو (اور ہوشیاری رکھو) اور بچاؤ کی چیزیں لیے رہو

خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ○

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى

پھر جب تم نماز سے فارغ ہو چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو پھر جب تم کو اطمینان

جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ

ہو جائے تو (حسب دستور) نماز قائم کرو بے شک نماز

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِى

ایمان داروں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے ○ اور (اے مسلمانو!) کافروں

کے ساتھ پڑھ کر نماز سے فارغ ہو کیونکہ دوسرا گروہ مسبوق ہو گیا۔

۱۰۳- جب نماز خوف سے فارغ ہو جاؤ اور لڑائی ہو چکے تو اچھے آدمی نماز کھڑے ہو کر پڑھیں اور کم بیمار جن میں طاقت قیام نہ ہو بیٹھ کر، اور جو بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکیں زخمی ہوں یا بیمار تو لیٹ کر۔ نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کے معین وقت ہیں سفر حضر میں سب قاعدے بندھے ہوئے ہیں یعنی مسافر دو اور مقیم چار پڑھے۔

۱۰۴- بروز احد جب کافر چلے گئے اور پھر آنے کا ارادہ کیا تھا تب مسلمانوں کو ترغیب دی کہ تم کافروں سے مقابلہ میں عاجز نہ ہو۔ ضعیفی اور زخمی ہونے کا خیال نہ کرو اور قوم کے یعنی کافروں کے تعاقب کرنے میں کاہلی نہ کرو۔ اگر تم زخمی ہو، درد و مصیبت میں گرفتار ہو تو وہ بھی ایسے ہی ہیں، مگر تم میں اتنی زیادتی ہے کہ تم خدا کے پاس ثواب کے امیدوار ہو، اس کے عذاب سے ڈرتے ہو، اللہ کے فضل کی امید کرتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ علم والا ہے، تمہارا ضعیف ہونا جانتا ہے، حکمت والا ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ

کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو' اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو تو انہیں بھی تمہاری طرح

كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

دکھ پہنچ رہا ہے اور تم کو اللہ تعالیٰ سے وہ امید ہے جو ان کو نہیں اور اللہ تعالیٰ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ

ع ۱۵ / ۱۲

جاننے والا' حکمت والا ہے O (اے نبی ﷺ!) بے شک ہم نے آپ پر سچی کتاب اتاری تاکہ جو کچھ خدائے تعالیٰ

النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ لا

نے آپ کو (اس میں) دکھایا ہے اس کے مطابق لوگوں (کے جھگڑوں) کا فیصلہ کیا کریں اور دغا بازوں کی طرف داری نہ کریں O

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ ۚ وَلَا تُجَادِلْ

اور اللہ تعالیٰ سے (بھول چوک کی) معافی مانگیں' بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا' مہربان ہے O اور جو لوگ اپنی

عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ

جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں ان کی طرف سے نہ جھگڑیں' بے شک اللہ تعالیٰ کسی بڑے دغا باز

۱۰۵ تا ۱۰۶- ایک شخص نے جس کا نام طعمہ بن ابیرق تھا اپنے پڑوسی نعمان کے گھر سے زرہ چرائی' آٹے میں رکھ کر ایک یہودی جس کا نام زید بن سمین تھا کے پاس لے گیا اور رکھوا دی' جب تلاش ہوئی تو آٹا جو بکھرتا گیا تھا اس کے ذریعے سے یہودی کا پتہ لگا' اس نے کہا: مجھے تو طعمہ نے رکھنے کو دی ہے' یہودی پکڑا گیا' رسول اللہ کے پاس لائے' کچھ گواہوں نے یہودی پر گواہی بھی دی۔ طعمہ جب تک مسلمان تھا اس سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد ہوا کہ یہودی کا ہاتھ کاٹیں' تب یہ اترا' بعد کو معلوم ہوا کہ حرکت طعمہ کی تھی جب اس کو پکڑنا چاہا تو مرتد ہو کر بھاگ گیا' وہاں چوری کے لیے ایک دیوار میں نقب لگاتا تھا' دیوار گر پڑی مر گیا۔ اس بارے میں یہ اترا کہ اے حبیب! ہم نے جبرائیل کو بھیج کر سچا قرآن تم پر اتارا' حق و باطل میں جدائی کرتا ہے کہ تم آدمیوں میں انصاف کرو' غور سے اس کے مطابق جو خدا نے تم کو بتلایا فیصلہ کرو' یعنی طعمہ اور زید میں انصاف کرو اور بوجہ اظہار اسلام کے ان چوروں کی جو فی الحقیقت کافر ہیں طرفداری کا خیال نہ کرو اور اللہ سے چھوٹی چوک سے بچنے کی حفاظت طلب کرو' تم نے زید بن سمین کو گواہی کی بناء پر سزا دینا چاہی تھی۔ اللہ غفور و رحیم ہے' جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحمت کرتا ہے۔ یا یہ کہ اس نے آپ کے اس خیال سے درگزر کی اور اپنی رحمت آپ کے اوپر اتاری۔ صرف خیال آ جانا کوئی گناہ نہیں ہوتا' نبی معصوم ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاء اجتہادی سے بچنے کی دعا کا حکم فرمایا۔

۱۰۷ تا ۱۰۸- تم ان لوگوں کی طرف سے گفتگو نہ کرو جو چوری کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

گنہگار کو پسند نہیں فرماتا O (وہ) آدمیوں سے تو چھپتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپتے

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى

(حیاء نہیں کرتے) حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ہے جب کہ وہ راتوں کو دل میں ایسی بیہودہ باتیں

مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ

تجویز کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے علم سے) ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے O بھلا دیکھو

هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ

تو دنیا میں تو تم ان کی طرف سے لڑتے ہو (لیکن) قیامت میں ان کی طرف سے

اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَ

کون، جھگڑے گا اللہ سے یا کون، ان کا وکیل (ذمہ دار) ہو گا O اور

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ

جس نے کوئی برا کام کیا یا اپنی جان پر ظلم کیا' پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی تو وہ اللہ تعالیٰ کو

اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى

(بھی) معاف کرنے والا' مہربان پائے گا O اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اس کی خرابی اپنی جان پر ہی

خدا چور کو اور جھوٹی قسم کھانے والے کو اور سچے آدمی پر تہمت لگانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور گناہ گاروں کو دوست نہیں رکھتا' یہ آدمیوں سے تو شرم کرتے ہیں اور خدا سے ان کو شرم نہیں آتی۔ آدمیوں سے اپنے عیب چھپاتے ہیں اور خدا کا جو ہر وقت ان کو دیکھتا ہے خیال نہیں کرتے۔ جب یہ بے ہودہ باتیں کرتے ہیں اور جھوٹی چالاکیاں سوچ کر بناتے ہیں اور جن باتوں کو خدا برا جانتا ہے یعنی مکرو فریب ان کو گھڑتے ہیں اس وقت بھی خدا ان کو دیکھتا ہے' یہ جو کام کرتے ہیں خدا کو سب کا علم ہے' سارے جہان پر اس کا احاطہ ہے' "یبیتون مالا یرضی من القول" اصل میں "یبیتون من القول مالا یرضی" ہے تقدیم تاخیر بسبب رعایت بلاغت واقع ہوئی۔

۱۰۹ تا ۱۱۳- اے قوم بنی ظفر! تم ان چوروں کی طرف سے دنیا میں تو جھگڑا کرتے ہو اور ان کی بات بناتے ہو قیامت میں ان کی طرفداری خدا کے سامنے کون کرے گا' ان کا وہاں تم میں سے کون وکیل ہوگا جو ان کو خدا کے عذاب سے بچا لے۔ جو شخص کوئی برا کام کرے مثلاً چوری یا اپنی جان پر ظلم کرے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا کیا دوسرے کے ذمہ دھرے' پھر بعد کو توبہ کرے اور استغفار کرے تو خدا کو اپنے حق میں غفور و رحیم پائے گا اور جو کوئی گناہ کرے' چوری' جھوٹی قسم اور افتراء

نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً

ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے ○ اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر اسے کسی بے گناہ

اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع

کے ذمہ لگائے تو بے شک وہ بڑا بہتان اور صریح گناہ اٹھاتا ہے ○

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اور (اے نبی!) اگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان کی ایک جماعت

اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ

نے تو آپ کو بہکانے کا قصد ہی کر لیا تھا (وہ آپ کو کیا بہکا سکتے ہیں) وہ تو اپنے آپ کو ہی بہکا رہے ہیں

مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

اور وہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی اور آپ

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

کو وہ علوم (غیبیہ اور احکام شرع) سکھائے جن کو آپ خود نہیں جان سکتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے ○

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ

اور ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں ہے مگر جو خیرات یا

تہمت وغیرہ لگائے تو اس کا عذاب اسی کو ملے گا۔ اس لیے کہ اللہ جاننے والا ہے اور بڑی حکمت اور علم والا ہے' اسی لیے اس نے طعمہ کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جو آپ خطا کرے' گناہ میں مبتلا ہو' چوری حلف دروغ کرے' نا کردہ گناہ تہمت لگا دے جیسے طعمہ نے زید پر تہمت لگا دی تو اس نے اپنے آپ کو بڑی عقوبت اور سزا کا مستحق بنایا یعنی اس کو سزائے تہمت ملے گی جو بہت سخت ہے۔ اے حبیب! اگر تم پر خدا کا فضل و کرم نہ ہوتا اور تاج محبوبیت اور رسالت سے تم تخت عزت پر مسند نشین نہ ہوتے اور ہم جبرائیل کو بھیج کر تم کو اپنا پیغام نہ پہنچاتے تو ان لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ تم کو بہکا کر خلاف انصاف حکم دلوائیں۔ یہ قوم خود اپنے آپ کو گمراہ کرتی ہے' تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی کہ اگر جھوٹے گواہوں پر آپ حکم دے دیتے تو مواخذہ انہی پر تھا۔ اللہ نے تم پر جبرائیل بھیج کر کتاب اتاری' اس میں حکمت اور حلال حرام بیان کیا اور تم کو وہ باتیں سکھائیں یعنی احکام شریعت اور علوم غیبیہ اور حدود وغیرہ جو اس سے پہلے خود بخود نہ جانتے تھے اور خدا کا تمہارے اوپر بڑا فضل ہے۔

۱۱۴- یہ لوگ جو تم میں سے سرگوشی کرتے ہیں اور چھپ چھپ کر باتیں کرتے ہیں تو اکثر ایسے ہی امور ہوتے ہیں جن

أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ

اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے (اس میں بہتری ہے) اور جو ایسی باتیں خدائے تعالیٰ کی مرضی

ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾

حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے ○

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ

اور جو کوئی ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول اللہ (ﷺ) کی نافرمانی کرتا ہے اور مسلمانوں کے طریقہ کے برخلاف

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ

چلتا ہے تو ہم بھی اس کو اسی رستہ پر چلائے جائیں گے جس کی طرف وہ پھر گیا (یعنی اس کے حال پر چھوڑ دیں گے)

جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ع إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ ع ۱۷/۲/۱۴

اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ واپس ہونے کی بہت ہی بری جگہ ہے ○ بے شک اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشتا

بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ

ہے کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہوں میں سے) جو کچھ جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو کوئی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا

اللہ تعالیٰ کا (کسی کو) شریک ٹھہرائے تو بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑا ہے ○ یہ (شرک کرنے والے) اللہ تعالیٰ کے سوا

میں بہتری نہیں ہوتی، ہاں اگر کوئی فقیروں کے صدقے دینے کا مشورہ دے یا کسی پر احسان کرنے یا صلح کرا دینے کا مشورہ دے تو بے شک اچھا ہے، جو ایسا مشورہ خدا کی خوشی کے لیے دے گا تو قریب ہے ہم اسے اجر عظیم جنت میں عطا کریں۔

۱۱۵- جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا اور توحید چھوڑ دے گا اور بعد اس کے کہ اس پر دین حق ظاہر ہو گیا اور اس کو حقیقت دین اسلام معلوم ہو گئی اسلام سے پھر جائے گا اور مسلمانوں کا دین چھوڑ کر مشرکوں کا مذہب اختیار کرے گا، تو ہم دنیا میں تو اس سے اور اس کے مذہب سے تعرض نہ کریں گے اور جو اختیار کرے گا کرنے دیں گے لیکن قیامت میں دوزخ میں پہنچائیں گے کہ وہ برا ٹھکانہ ہے۔

۱۱۶- بے شک خدا شرک کو نہیں بخشے گا، جو مثل طعمہ کے شرک پر مرے گا وہ کبھی مغفور نہ ہوگا، شرک کے سوا جس گناہ کو چاہے گا بخش دے گا، جو شرک کرتا ہے سب سے بڑا گمراہ ہے، صراط مستقیم سے بہت ہی دور ہے، اس کی بخشش ہرگز نہیں ہوگی۔

۱۱۷ تا ۱۲۲- مشرک بت پوجتے ہیں اور مجسموں اصنام (بتوں) کی جن کو نہ شعور ہے، نہ تمیز، نہ روح ہے، نہ ادراک،

إِنٰثًا ۚ وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

صرف کچھ عورتوں کو پوجتے ہیں اور سرکش شیطان کو پوجتے ہیں ○ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ ۙ

کی ہے اور اس (شیطان) نے کہا تھا کہ (قسم ہے) میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرا ہوا حصہ لوں گا ○

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ

اور (قسم ہے) میں ضرور انہیں بہکاؤں گا اور ضرور انہیں (ناجائز) آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور ان سے کہوں گا تو وہ

الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ

چوپاؤں کا کان چیریں گے (اور بتوں کے نام پر چھوڑیں گے) اور میں ضرور ان سے کہوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ ۗ

بدل دیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا وہ کھلے ہوئے نقصان میں پڑے گا ○

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾

شیطان تو ان سے (جھوٹے) وعدے کرتا ہے اور انہیں (جھوٹی) آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان تو ان سے صرف دھوکہ ہی کے وعدے کرتا ہے ○

أُولٰئِكَ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١٢١﴾

ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے' اس سے (بچنے کی) وہ کوئی جگہ نہ پائیں گے

عبادت کرتے ہیں' وہ شیطان کی جو بڑا متمرد اور سرکش ہے عبادت کرتے ہیں' وہی شرک کے وسوسے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے' خدا نے اس کو ملعون کیا ہے' ہر خیر سے محروم کیا' اپنی درگاہ سے مردود کیا۔ شیطان نے یہ کہا ہے کہ بخدا میں تیرے بندوں میں سے اپنا حصہ لے لوں گا اور ان سے اپنی عبادت کراؤں گا' وہ میری بات فرض سمجھ کر مانیں گے اور اطاعت کریں گے۔ یا یہ کہ ایک حصہ مقرر ہے کہ وہ میری اطاعت کرے گا یعنی ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے شیطان کے بندے ہوں گے باقی ایک خدا کا سچا بندہ ہوگا' وہ سب دوزخ میں جائیں گے اور وہ ایک شخص جنت میں جائے گا۔ میں ان کو گمراہ کروں گا' ان کے دلوں میں ارمان ناجائز خواہشیں ڈالوں گا کہ وہ جنت' دوزخ کو خیالی سمجھیں گے اور ان کا انکار کریں گے' میں ان کو حکم دوں گا وہ بتوں کے نام پر جانوروں کے کان کاٹیں گے اور خدا کی پیدائش کو اور دین کو بدلیں گے۔ جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی بنائے گا وہ بڑے ٹوٹے نقصان اور خسارہ میں پڑے گا۔ دنیا بھی غارت دین بھی برباد' شیطان ان کو دنیا میں ارمانوں میں پھنساتا ہے' ان کے دلوں میں حسرتیں ڈالتا ہے کہ وہ دوزخ جنت کا انکار کرنے لگتے ہیں' حقیقت میں شیطان کا وعدہ اور وسوسہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں ایسے باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ

اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے ○ نہ کچھ تمہارے خیالوں

وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ

پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی ہوس پر، جو کوئی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور

لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی پائے گا اور نہ کوئی مددگار ○ اور جو کوئی اچھے کام

مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ

کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مسلمان (بھی) ہو وہ جنت میں داخل ہوں گے

سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں، ان کافروں کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہاں سے بھاگنے کی جگہ کہیں نہ ملے گی اور جو مسلمان ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم ان کو جنتوں میں داخل کریں گے جن کے محلوں کے نیچے نہریں دودھ اور شہد اور پاک شراب اور پانی کی رواں ہوں گی، وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے، نہ مریں گے نہ نکلیں گے، یہ خدا کا سچا اور یقینی وعدہ ہے اور خدا سے بڑھ کر کس کا قول سچا ہو سکتا ہے۔

۱۲۳ تا ۱۲۴۔ پھر مسلمانوں سے خطاب کیا کہ آخرت کا حال آدمیوں کے خیالوں اور ہوسوں کے اوپر نہ ہوگا، نہ تمہارے یہ خیال کہ جب ہم مسلمان ہو گئے تو اب کوئی ڈر نہیں رہا، جو گناہ چاہیں کریں ہم کو عذاب نہ ہوگا، سچے ہوں گے، نہ یہود کے یہ وہم کہ ہمارے دن کے گناہ رات کو بخش دیے جاتے ہیں اور رات کے دن کو، صحیح نکلیں گے۔ بلکہ جو گناہ کرے گا سزا پائے گا، اتنا فرق ہے کہ مسلمان کو برائی کا بدلہ تو دنیا میں مل جائے گا، کوئی مصیبت یا بیماری ہو جائے گی یا موت کے بعد قبل دخول جنت کے قبر میں، پھر ہمیشہ جنت میں رہے گا اور کافر ہر وقت عذاب میں مبتلا رہیں گے، قبل دخول جنت قبر میں اور پھر دوزخ میں۔ کافروں کو عذاب الٰہی سے کوئی قرابت دار نہ بچا سکے گا اور نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور جو مسلمان ہوگا اور اچھے کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا کہ ان کا نیک کام بے کار کر دیا جائے۔ نقیر وہ چھلکا جو گٹھلی پر ہوتا ہے یعنی اس قدر بھی ظلم نہ ہوگا۔

يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنۡ اَحۡسَنُ

اور انہیں تل برابر بھی نقصان نہ دیا جائے گا ○ اور اس سے بہتر

دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ

کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا دیا (اس کا حکم مان لیا) اور وہ نیکی کرنے والا بھی ہے

اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى

اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے دین پر ہے جو ہر باطل سے جدا تھے اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو (اپنا) گہرا دوست بنایا تھا ○ اللہ تعالیٰ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطًا ﴿۱۲۶﴾ ع ۱۸ / ۱۱ / ۱۵

ہی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا قبضہ (و قابو) ہے ○

وَيَسۡتَفۡتُوۡنَكَ فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِيۡهِنَّ ۙ وَمَا

(اور اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام!) لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں آپ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ

يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فِى الۡكِتٰبِ فِىۡ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىۡ لَا

تم کو ان کے بارے میں اور ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں جن کا حکم تم کو قرآن میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے

۱۲۵- اس شخص سے بڑھ کر اچھا اور عمدہ اور مبارک دین کس کا ہو سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو خدا کو سونپ دیا اور بالکل اسی کی طرف متوجہ ہو گیا، دین میں درست اور عمل بھی اچھے، نیک کام کرنے والا، توحید الٰہی سے سرشار، ملت ابراہیم کا تابع جو (یعنی ابراہیم علیہ السلام) سچے مسلمان تھے۔ ابراہیم علیہ السلام وہ شخص ہیں جن کو خدا نے اپنا سچا دوست بنایا ہے تو جو شخص ایسا ہے یعنی دین ابراہیم کا تابع مسلمان، اس کے دین سے اچھا دین کس کا دین ہو سکتا ہے۔

۱۲۶- زمین کے آدمی اور آسمان کے فرشتے سب خدا کے بندے ہیں اور اس کی باندیاں، اور جو کچھ ان میں (زمین و آسمان میں) عجائب و غرائب ہیں وہ سب خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور وہ سب کا مالک ہے اور خدا سارے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے علم و قدرت سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۱۲۷- اے رسول! لوگ تم سے عورتوں کی میراث کا سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ تم کو فتویٰ دیتا ہے اور مسئلہ بتاتا ہے اور عورتوں کا حق سکھاتا ہے (یعنی جس کا ذکر اوپر گزرا کہ ام کحہ کی لڑکیاں تھیں، جب ان کو حصہ نہ ملا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، پھر بعد کو ان کو میراث ملی) اور وہ آیات جو یتیم لڑکیوں کے بارے میں اتری ہیں تم کو حکم بتاتی ہیں، وہ یتیم لڑکیاں جن کو تم کچھ حصہ نہیں دینا چاہتے تھے اور جو ہم نے فرض کیا اور ان کا حصہ مقرر کیا تم چاہتے تھے کہ ان کو نہ ملے اور ان سے نکاح کرنے کو بھی جی نہ چاہتا تھا یعنی تم کو یہ خیال تھا کہ اگر ان کا نکاح کہیں اور کر دیں تو شرعاً ان کا حصہ ان کو ملے گا، پھر ان سے

تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

جن کا مقرر کیا ہوا حق (مہر وغیرہ) تو تم ادا کرنا نہیں چاہتے اور ان سے

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

نکاح کی رغبت رکھتے ہو اور کمزور و بے کس بچوں کے بارے میں (بھی وہی حکم دیتا ہے جو سنایا جا چکا ہے) اور یہ بھی

بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

(حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف سے کرتے رہو اور تم جو کچھ نیکی کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے O

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں صلح

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ

کر لیں اور صلح (ہر طرح) بہتر ہے اور لوگوں کے دل لالچ میں پڑ گئے (گویا لالچ ان کی جبلّت ہو گیا ہے)

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا

کو تمہارے سب عملوں کی خبر ہے O اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو (محبت میں) برابر رکھ سکو

ان کے خاوندوں کو اور بوجہ ان کے خوبصورت نہ ہونے کے ان سے نکاح کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ پس تم کو چاہیے کہ ان کے مال ان کو دو تا کہ بوجہ مال پھر ان سے نکاح کرنے کو تمہارا جی چاہے اور اللہ نے تم کو لڑکوں کا بھی حصہ بتلا دیا اور یہ حکم کر دیا کہ یتیموں کے مال کا بڑا لحاظ رکھو اور بہت حفاظت کرو۔ تم جو نیک کام کرو گے اور یتیموں کا حق مانو گے خدا کو اس کی خبر ہو گی ثواب دے گا۔ ایک عورت حسینہ نے لڑکیوں کے حصہ کے متعلق سوال کیا' اس کا جواب آیا کہ یہ مسئلہ ہم پہلے بتلا چکے ہیں اس کے مطابق عمل کرو۔

۱۲۸- اسعد ابن ربیعہ اور ان کی زوجہ عمیرہ میں ناموافقت ہو گئی' بی بی سے بولنا چھوڑ دیا' اس بارے میں اترا کہ اگر کسی عورت کو یہ خوف ہو کہ اس کا خاوند اس سے ناخوش ہو جائے گا اور اس سے بول چال ترک کر دے گا تو اگر وہ عورت اس کو راضی کر لے اور اپنا حق چھوڑ دے اور وہ دونوں آپس میں ملاپ کر لیں تو کوئی برائی نہیں' صلح ہر طرح سے بہتر ہے' لڑائی فساد جہاں تک ہو سکے ضرور دفع کیا جائے' آدمیوں کے دلوں میں بخیلی گھس گئی ہے' جب وہ عورت دیکھے گی کہ اگر میں اپنا حق نہ چھوڑوں گی یہ خاوند مجھے چھوڑ دے گا اور یہ گوارا نہیں تو اس لالچ سے راضی ہو جائے گی۔ یا یہ کہ چونکہ دلوں میں بخل

بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

اگرچہ تم کو (عورتوں کی) کتنی ہی حرص ہو' پھر یہ تو نہ کرو کہ (ایک ہی طرف) بالکل جھک جاؤ اور دوسری کو بیچ میں لٹکتا ہوا چھوڑ دو

كَالْمُعَلَّقَةِ ط وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

(کہ اس کا حق ادا نہ کرو) اور اگر تم نیکی کرو اور (بے انصافی سے) بچو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا' رحمت والا

رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَكَانَ

ہے O اور اگر میاں بیوی (نااتفاقی کی وجہ سے) ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی کشائش (اور فضل) سے دونوں کو ایک دوسرے سے

اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط

بے نیاز کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کشائش والا (اور اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے O اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ

میں ہے اور بے شک ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور خود تم کو بھی یہ تاکیدی حکم

گھسا ہوا ہے اس وجہ سے اپنا حق چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتی' اگر راضی ہو جائے اور صلح واقع ہو تو بہتر ہے' اگر تم احسان کرو اور سب عورتوں میں برابری کرو' نفقہ میں' پاس سونے میں اور تقویٰ اختیار کرو خدا سے ڈرو تو خدا کو تمہارے کاموں کی خبر ہے' اس کا ثواب دے گا۔ مرد کسی سبب سے چاہتا ہے کہ عورت کو چھوڑ دے مثلاً ایک عورت بوڑھی ہوتی ہے' وہ دوسری جوان سے شادی کرتا ہے تو پہلی کہتی ہے کہ میں نے اپنی باری چھوڑی' تم اسی کے پاس رہنا مگر مجھے طلاق نہ دینا تو یہ بات بری نہیں' آپس میں صلح کرنا بہتر ہے۔

۱۲۹- بوڑھی اور جوان عورت میں باعتبار محبت تم برابری نہیں کر سکتے' اگر تم کو حرص ہے کہ خواہ مخواہ دوسرا نکاح کرو اور عدل میں مبالغہ کرنا چاہو تو دل سے تم مجبور ہو مگر خلافِ عدلِ ظاہری تو نہ کرو' دونوں کے پاس برابری ہو چیز دینے میں' برتاوا کرنے میں' برابری کا لحاظ رکھو' جس سے دلی محبت نہ ہو اس کو بالکل نہ چھوڑ دو کہ وہ نکاحی بے نکاحی برابر ہو جائے جیسے قیدی کہ نہ اس کا خاوند ہے اور نہ بیوہ' بلکہ اس کے پاس رہنا جوان کے برابر چاہیے۔ اگر اصلاح کرو گے تو خدا بخشنے والا ہے' جو توبہ کرتا ہے اس کو بخشتا ہے' جو توبہ پر مرتا ہے' اس پر رحمت فرماتا ہے۔

۱۳۰- اور اگر دونوں میں جدائی ہو جائے گی' خاوند عورت کو طلاق دے دے گا تو خدا دونوں کا مالک ہے' دونوں کو اور کہیں اپنا فضل دے دے گا' عورت کو اور خاوند مل جائے گا اور خاوند کو اور عورت مل جائے گی۔ اللہ کا خوان فضل وسیع ہے' وہ بڑی حکمت والا ہے۔ اسعد بن ربیعہ کی دو عورتیں تھیں' ایک عمیرہ وہ بوڑھی تھیں دوسری جوان۔ وہ جوان کی طرف زیادہ میل کرتے تھے' پاس رہنے میں عدل نہ کرتے تھے' ان کو منع کیا گیا اور برابری کا حکم دیا گیا۔

۱۳۱ تا ۱۳۳- زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب خدا کا ہے اور ہم نے توریت و انجیل میں یہود و نصاریٰ کو اور ان

اتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

دیا کہ اللہ تعالیٰ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور اگر اس کا حکم نہ مانو گے تو (خود ہی نقصان اٹھاؤ گے کیونکہ) جو کچھ آسمانوں

الْاَرْضِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے (اور) سب خوبیوں والا ہے O اور اللہ ہی کے لیے ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور (فرمانبرداروں کے لیے تو) اللہ تعالیٰ کارساز کافی ہے O (اے لوگو!) اگر وہ چاہے

اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

تو تمہیں لے جائے (موت دے کر یا اقبال چھین کر) اور (تمہاری جگہ) دوسروں کو لے آئے اور بے شک اللہ تعالیٰ ایسا

قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

کرنے پر قادر ہے O جو کوئی دنیا کا انعام چاہتا ہے تو (اسے معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ۱۹ ع ۸ ۱۲

آخرت کا (دونوں کا) انعام موجود ہے اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے O

کو جن کو ہم نے تم سے پہلے کتاب دی تھی حکم دیا تھا اور اب تم کو تمہاری کتاب یعنی قرآن میں اپنے رسول کی زبانی حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اس کی اطاعت کرو۔ اگر کفر کرو گے خدا کا کیا کرو گے۔ تمام زمین و آسمان خدا کا ہے۔ زمین و آسمان میں جو مخلوقات ہیں، فرشتوں کے لشکر، آدمیوں، جنوں، جانوروں کی انواع انواع کی مخلوق، یہ سب خدا کے بندے ہیں۔ خدا تمہارے ایمان سے بے پرواہ ہے، وہ حمید ہے یعنی جو اس کی تعریف کرتا ہے تو خدا اس کو قبول کرتا ہے، اس کی تعریف کرتا ہے۔ یا یہ کہ وہ اپنے افعال میں محمود ہے یعنی اس کے سب کام اچھے ہیں، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کا ہے اور اللہ اپنے بندوں کا اچھا وکیل ہے، وہی کافی ہے۔ اگر خدا چاہے تو تم سب کو دم بھر میں ہلاک کر ڈالے اور تم سے اچھے اور متقی لوگ پیدا کر دے۔ خدا تمہارے مارنے پر اور دوسروں کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔

۱۳۴۔ جو فرض ادا کرنے سے اور خدا کی عبادت کرنے سے یہ خیال رکھتا ہے کہ مجھے دنیا مل جائے جیسے مجاہد کہ غنیمت چاہتا ہے تو یہ بات ٹھیک نہیں، وہ خالص خدا کے لیے کام کرے تو اسے دین و دنیا دونوں مل جائیں گے کہ خدا کے پاس تو کچھ کمی نہیں، دنیا و آخرت کے مرتبے سب موجود ہیں۔ اللہ تمہاری باتوں کو سنتا ہے، تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے یعنی تم سب کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کرو، دنیا بھی ملے گی دین بھی، اگر صرف دنیا کے لیے کرو گے تو آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

اے ایمان والو! انصاف پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے (سچی) گواہی دینے والے بن کر اگرچہ اس میں خود تمہارا اپنا

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ

نقصان ہو یا تمہارے ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا (تم جس پر گواہی دو) خواہ وہ مال دار ہو یا محتاج ہو بہرحال اللہ تعالیٰ کو اس کا

غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

سب سے زیادہ اختیار ہے تو تم انصاف کرنے میں نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو اور اگر تم بات کو گھما پھرا کر کہو گے (یعنی حق چھپاؤ گے)

وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٣٥﴾

یا گواہی دینے سے منہ پھیرو گے تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے (وہ تم کو پوری جزاء دے گا) ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ

اے (زبان سے) ایمان کا دعویٰ کرنے والو! (سچے دل سے) اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ

نے اپنے رسول (محمد مصطفےٰ ﷺ) پر اتاری اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے (دوسرے پیغمبروں پر) اتاریں ایمان لاؤ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور

١٣٥- مقیس بن صبابہ کے باپ پر مقدمہ تھا' ان کو اس کا حال معلوم تھا اور یہ اس بات کے گواہ تھے اور ان کی گواہی کی رو سے ان کے باپ ہارتے تھے' اس سبب سے ان کو گواہی دینے میں تامل تھا' تب یہ اترا کہ اے مسلمانو! راستی اختیار کرو۔ عدل وانصاف پر قائم رہو۔ خدا لگتی کہا کرو۔ اللہ کے خوف سے ہمیشہ سچی گواہی دیا کرو اگرچہ اس کا نقصان خود تم پر یا تمہارے ماں باپ یا قرابت والوں پر پڑے' نہ ماں باپ کی فقیری پر ترس کھاؤ نہ ان کی امیری کا لحاظ کرو۔ سچی گواہی ادا کرو۔ اللہ جانے اور وہ فقیر' تو خدا ان کو اگر چاہے گا امیر کر دے گا' اللہ ان کا بھی والی ہے۔ تم اپنی خواہش نفس کا اتباع نہ کرو اور ہوا و ہوس کو غالب کر کے یہ نہ کرو کہ عدل کو ہاتھ سے دے دو۔ اگر تم گواہی میں کچھ فریب داخل کرو گے یا اس سے انکار کرو گے تو خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے' وہ سب کا بدلہ دے گا۔

١٣٦- اے ایمان والو! ایمان لاؤ یعنی اے وہ لوگو جو روز ازل وقت میثاق ایمان لائے تھے اور اب دنیا میں کفر کرنے لگے ہو ایمان لاؤ۔ یا یہ کہ اے مسلمانوں کی اولاد! ایمان لاؤ' باعتبار باپ دادوں کے اولاد کو بھی مومن کہہ دیا۔ عبداللہ بن سلام اور اسد اور اسید دونوں کعب کے لڑکے اور ثعلبہ بن قیس بن اخت عبداللہ بن سلام اور سلمہ برادر زادۂ عبداللہ اور یامین بن یامین وغیرہ مراد ہیں کہ ان کے دادا پردادا یہودی مسلمان تھے یعنی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے' ان سے خطاب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اس کی کتاب یعنی قرآن کو مانو جو اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ

اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کو نہ مانے تو بے شک وہ بھٹک کر (راستہ سے) بہت دور

بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

جا پڑا ○ بے شک (جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ) پہلے وہ ایمان لائے' پھر کافر ہو گئے' پھر ایمان لائے' پھر کافر ہو گئے اور پھر برابر کفر میں بڑھتے ہی

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾

رہے تو یہ ان کی دھوکہ بازی تھی' ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ہی انہیں (کامیابی کی) راہ دکھائے گا (کیونکہ وہ منافق ہیں) ○

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ

(اے نبی ﷺ!) منافقوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لیے درد ناک عذاب ہے ○ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ

کر کافروں کو دوست اور مددگار بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟

علیہ وسلم پر اتاری ہے اور اس کی سب کتابوں کو مانو جو اس سے پہلے اتری ہیں' جو خدا کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو نہ مانے گا اور کفر کرے گا وہ سخت گمراہ ہوگا کہ کہیں راہِ نجات نہ ملے گی۔ جب یہ آیت آئی تو وہ لوگ مشرف باسلام ہو گئے۔

۱۳۷- جو مسلمان ہوئے پھر کافر ہوئے اور پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے' پھر ان کا کفر خوب ترقی پکڑ گیا اور زائد ہو گیا تو خدا تعالیٰ ان کو بخشنے کا نہیں اور نہ ان کو سیدھی راہ اور سچا طریقہ دکھائے گا۔ یعنی یہود کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے' ان کے مرنے کے بعد پھر کافر ہو گئے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا' پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے' خوب کفر پر مستقیم ہو گئے۔

۱۳۸ تا ۱۴۰- عبداللہ بن ابی وغیرہ سب منافقوں کی شان میں اترا کہ اے رسول! تم ان منافقوں کو عذاب الیم کی خبر ابھی سے سنا دو کہ قیامت میں آن کے دل تک کی خبر لے گا۔ یہ منافق کافروں کو یعنی یہود وغیرہ کو اپنا دوست اور حمایتی جانتے ہیں' مسلمانوں کو ترک کر کے ان سے ملتے ہیں' کیا یہ ان میں مل کر عزت لینا چاہتے ہیں' اگر ایسا ہے تو خوب سمجھ لیں کہ عزت اور غلبہ اور قدرت سب خدا کے ہاتھ ہے' ہم نے تو تم سے پہلے کہہ دیا ہے اور جب سے تم مکہ میں تھے تب ہی سے یہ حکم سنا چکے ہیں کہ جب تم کہیں کفر ہوتے ہوئے اور خدا کی آیتوں کی تکذیب ہوتے ہوئے سنو اور قرآن اور رسول پر اعتراض کرتے ہوئے کسی کو دیکھو یا دین توحید پر کسی کو ہنستے مسخرا پن کرتے ہوئے دیکھو تو وہاں دم بھر نہ ٹھہرو اور ان کم بختوں سے دور بھاگو اور ایسے جلسوں میں ہرگز نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اور دنیا کی باتوں میں مشغول ہو جائیں۔ اگر تم ان کے پاس خوشی سے بیٹھو گے اور کفریات سنو گے تو تمہارا اور ان کا ایک ہی حکم ہوگا۔ تم بھی انہی میں شمار کیے جاؤ گے' خدا کافروں اور

الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ

عزت تو سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے (وہ جسے چاہے عطا فرمائے) ○ اور بے شک اللہ تعالیٰ کتاب میں

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا

تمہارے لیے (یہ حکم) نازل فرما چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی

مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ

بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو (بلکہ وہاں سے اٹھ جاؤ) جب تک وہ (ایسی باتیں چھوڑ کر) دوسری باتوں میں نہ لگ

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾

جائیں، ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے، بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے ○

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا

وہ جو تمہاری حالت کا انتظار کرتے رہتے ہیں تو اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح ملتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (یعنی ہماری بدولت تم کو فتح نصیب ہوئی) اور اگر کافروں کو کچھ حصہ ملتا ہے تو کہتے ہیں

نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

کہ کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور ہم نے تم کو مسلمانوں سے نہ بچا لیا تھا تو اللہ تعالیٰ ہی تم سب میں قیامت کے دن

منافقوں کو یعنی عبداللہ بن ابی اور ابوجہل اور کعب وغیرہ کو سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

۱۴۱- مدینہ کے منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ تمہاری فتح یا شکست کی راہ دیکھتے رہتے ہیں اور دل میں تمنا رکھتے ہیں کہ کسی طرح تم مغلوب ہو جاؤ۔ اگر خدا تعالیٰ کے کرم سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے، غنیمت ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم کو بھی حصہ ملنا چاہیے، کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، کیا ہم مسلمان نہیں اور جب یہودی کافر غالب ہو جاتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھید تم کو نہ بتلائے تھے اور سب خبریں تم کو نہ دی تھیں اور تم پر غالب ہو کر پھر تم کو چھوڑ نہ دیا تھا اور مسلمانوں کے قتل کر ڈالنے سے کیا ہم نے تم کو نہ بچایا تھا اب ہم کو حصہ دو۔ غرض جدھر فتح دیکھتے ہیں ادھر ہو جاتے ہیں، ایمان اور مذہب سے کچھ غرض نہیں۔ اے یہودیو اور منافقو! عنقریب قیامت میں خدا تعالیٰ تم سب کے درمیان فیصلہ کرے گا اور سچا حکم دے گا اور خدا تعالیٰ کبھی یہود کو اسلام پر جیسا تمہارا خیال ہے ایسا غلبہ نہ دے گا۔ اسلام ہی سب دینوں پر غالب رہے گا۔

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

فیصلہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے مسلمانوں پر (غلبہ کا) ہرگز کوئی راستہ پیدا نہ

ع ۲۰ ۱۷ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا

کرے گا O بے شک منافق (اپنے خیال میں) اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ (انہیں ڈھیل دے کر) ان کے

قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ

دھوکہ کی سزا دینے والا ہے اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں' صرف لوگوں کے

اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ڰ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ

دکھاوے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی یاد تو بہت ہی کم کرتے ہیں O کفر اور ایمان کے بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ اِن ہی کی طرف ہیں

اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

نہ اُن ہی کی طرف ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے (تو اے سننے والے!) تو اس کے لیے کوئی راستہ (ہدایت کا) نہ پائے گا O اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ

مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ' کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر

۱۴۲ تا ۱۴۳- عبداللہ بن ابی اور منافق ظاہر میں کلمہ پڑھتے ہیں اور دل میں کفر ہے' خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم کفر چھپا کر دھوکہ دے لیں گے' خدا تعالیٰ خود ان کو دھوکہ کا بدلہ دے گا اور قیامت میں ان کے دھوکے کی جزا دے گا کہ جب مسلمان اور منافق دونوں صراط پر چلیں گے' منافق مسلمانوں سے کہیں گے: آہستہ آہستہ چلو ہم بھی تمہاری روشنی میں چلتے ہیں' وہ کہیں گے کہ تم دنیا میں لوٹ کر روشنی لے آؤ جب ہی لوٹیں گے' مسلمانوں اور ان کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی۔ اندھیرے میں رہ جائیں گے۔ یا یہ کہ مسلمان ان سے بطور استہزاء کہیں گے کہ دنیا میں جا کر نور لے آؤ۔ حالانکہ وہ جانتے ہوں گے کہ اب دنیا میں نہیں جا سکتے۔ منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑے سست ہو کر جیسے سر پر بوجھ دھرا ہوا ہے۔ لوگوں کو دکھانے کو نماز پڑھتے ہیں' جب کوئی سامنے ہوا پڑھ لی نہ ہوا نہ سہی۔ خدا کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا اور جو کچھ کرتے ہیں وہ بھی دکھاوے کے لیے' نہ تو سچے مسلمان ہیں کہ فلاح دارین پائیں اور نہ کھلم کھلا کافر ہی ہیں کہ مارے جائیں' کبھی ادھر کبھی ادھر۔ ظاہر کچھ باطن کچھ' مذبذب ہیں۔ گمراہ ہیں' جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اور مذہب حق نہ دکھائے اسے ہرگز کوئی راہ حق نہیں دکھا سکتا اور نہ دلیل و حجت سے سمجھا سکتا ہے۔

۱۴۴- اے ظاہری مسلمانو! عبداللہ بن ابی وغیرہ یہودیوں کو اپنا سردار اور مددگار نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر ان کو اپنا یار نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور رسول کی تم پر ظاہری دلیل بھی قائم ہو جائے یعنی اگر ایسا کرو گے تو تم بھی کفار میں

الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَن تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿١٤٤﴾

اللہ تعالیٰ کی کھلی حجت قائم کر لو ○

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور تم کو ان کا ہرگز کوئی

لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ

مددگار نہ ملے گا ○ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت درست کر لی اور اللہ کی رسّی

وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ

مضبوط پکڑ لی اور اپنا دین خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کر لیا تو وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں

يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ

اور عنقریب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بڑا ثواب عطا فرمائے گا ○ اور اگر تم شکر کرو

بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾

(حق مانو اور ایمان لاؤ) تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تعالیٰ بدلہ دینے والا خوب جاننے والا ہے ○

ظاہر اُشار ہو کر قتل کیے جاؤ گے حالانکہ یہ بات تمہارے نفاق کے خلاف ہے۔

۱۴۵ تا ۱۴۷- عبداللہ بن ابی وغیرہ منافق سب سے نیچے کے درجے میں دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور ان کے شر اور مکر اور خیانت اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا سب فنا ہو جائے گا اور وہاں ان کو کوئی مددگار نہ ملے گا۔ جن لوگوں نے توبہ کر لی اور نفاق چھوڑا اور سچے مسلمان بن گئے اور اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف کر لیا' مکر و خیانت سے باز رہے' توحید کا وسیلہ پکڑا' اپنا دین اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا' وہ سچے مسلمان ہیں۔ سچے مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے' سچائی اور ایمان میں یا وعدۂ رحمت میں یا ''مع'' بمعنی ''من'' ہو یعنی وہ مسلمانوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے' عنقریب خدا تعالیٰ سب مسلمانوں کو جنت میں ثواب عظیم عنایت کرے گا اور اپنی رحمت میں جگہ دے گا۔ اگر تم شکر کرو اور توحید کو مانو اور سچے مسلمان ہو جاؤ تو خدا تعالیٰ کو کیا غرض ہے کہ تم کو بلا وجہ عذاب دے اور مفت ستائے' خدا تعالیٰ تو شاکر ہے' تھوڑے کو بھی قبول کرتا ہے اور اس کا بدلہ ست زیادہ دیتا ہے اور علیم و دانا ہے کہ کون اچھا شکر کرتا ہے اس کو قبول کرے اور کون برا ناشکرا ہے کہ اسے مردود کرے' وہ سب باتوں سے خوب آگاہ ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ط

اور اللہ تعالیٰ کو بری بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں ہے مگر مظلوم سے

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا جانتا ہے O اگر تم علانیہ کوئی نیکی کرو یا چھپ کر یا (کسی کی) کوئی برائی معاف کرو تو

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف فرمانے والا قدرت والا ہے O بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ

اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور اللہ اور اس کے رسولوں کو (ایمان لانے میں) جدا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لاتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ لا وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ

اور کسی کا انکار کرتے ہیں اور ایمان اور کفر کے درمیان کوئی

١٤٨۔ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص دوسرے کو برا کہے یا اس کے منہ پر اس کو کھلم کھلا گالی دے یا بددعا کرے یعنی کوسے، مگر جو شخص مظلوم ہو اس کو بددعا کی اور جواب دے لینے کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے' مظلوم کی فریاد سنتا ہے اس کی مدد کرے گا' ظالم کی جو سزا ہے وہ جانتا ہے اس کو پہنچائے گا۔ ''الا من ظلم'' کے معنی بعضوں نے یوں کہا کہ خدا نہ تو برا کہنے کو دوست رکھتا ہے نہ ظلم کرنے والے کو' اس تقدیر پر ''ظلم'' معروف ہوگا اور الا بمعنی لکن یعنی ''لکن الظالم لایحبه''. حضرت ابوبکر کو ایک شخص برا کہتا تھا' گالیاں دیتا تھا' آپ چپکے سن رہے تھے' کچھ جواب نہ دیتے تھے۔ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف رکھتے تھے' جب اس نے بار بار ان کو فحش گالیوں سے یاد کیا' ان کو تاب نہ رہی' اس کو جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جب یہ شخص مجھ کو برا کہتا تھا تب آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے بدلہ لے لیا آپ ناخوش اٹھ کھڑے ہوئے' فرمایا: جب تک تم چپ تھے فرشتے تمہاری طرف سے لعنت کرتے اور اس کی ہر بات کا جواب دیتے تھے' جب تم نے گفتگو شروع کی فرشتہ ہٹ گیا۔ اس بارے میں یہ آیت اتری۔

١٤٩۔ اگر تم برائی کے بدلے بھلائی کرو گے یا کوئی تمہیں برا کہے گا تم اس سے اچھا جواب دو گے' یا اپنے دل میں اس کو حقیر نہ سمجھو گے یا اس کی خطا و ظلم سے درگزر کرو گے تو خداوند تعالیٰ بخشنے والا ہے' مظلوم کے گناہ بخش دے گا' قادر ہے ظالم کو سزا دے گا۔

١٥٠ تا ١٥٢۔ جو خدا تعالیٰ اور رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور رسولوں میں تفریق کرتے ہیں کہ فلاں سچے ہیں اور فلاں جھوٹے' بعض مسلمان بعض کا فر اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پیغمبر اور کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور یہ بھی وہ کہتے ہیں کہ اسلام اور کفر کے درمیان ایک اور راستہ نکالیں اور کچھ پیغمبروں کو مانیں اور بعض کو نہ

يَتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ

تیسرا راستہ نکالنا چاہتے ہیں O یہ لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

کے لیے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے O اور جو لوگ اللہ اور اس کے (سب) رسولوں پر

رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ

ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی (ایمان لانے میں) دوسروں سے جدا نہ کیا تو ان لوگوں کو عنقریب

اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ ع ۲۱ ۱۱ ۱

اللہ تعالیٰ ان کے ثواب عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے O (اے نبی ﷺ!) اہل کتاب آپ سے سوال

تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ

کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب (لکھی ہوئی ایک دم) اتار دیں تو انہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے اس

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ

سے بھی بڑھ کر سوال کیا تھا کہ انہوں نے کہا (کہ اے موسیٰ علیہ السلام!) ہمیں اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھا دیجئے تو ان کو ان کے ظلم

مانیں تو حقیقت میں یہ بڑے پکے کافر ہیں کہ جب انہوں نے ایک کو نہ مانا تو گویا کسی کو نہ مانا۔ ہم نے ان کافروں یعنی یہود و کعب وغیرہ کے لیے سخت ذلت کا عذاب مقرر کیا ہے جو ان کو ذلیل کرے گا یا بڑا شدید عذاب مقرر کیا ہے اور جو مسلمان ہوئے اللہ اور اس کے سب رسولوں کو مانا' کسی پیغمبر اور خدا تعالیٰ کے درمیان میں جدائی کا اعتقاد نہ رکھا یعنی سب رسولوں کو رسول سمجھا اور ان کے آپس میں فرق نہ سمجھا جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ تو ان کے نیک کاموں کے اجر خدا تعالیٰ ان کو بروز قیامت جنت میں دے گا' خدا تعالیٰ تائبین کو بخشتا ہے' جو تائب مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے۔

۱۵۳- کعب وغیرہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ جیسے ہم پر توریت ایک دفعہ اکٹھی اتری اسی طرح تم بھی قرآن پاک اکٹھا اترواؤ۔ بعض کہتے کہ آسمان سے ایک ایسی کتاب اتارو جس میں ہمارا سارا حال لکھا ہو۔ اچھائی' برائی' عذاب' ثواب درج ہو تب اترا کہ اہل کتاب تم سے یہ فرمائش کرتے ہیں کہ تم ان کے لیے آسمان سے کتاب اتارو' یہ کوئی تعجب نہیں انہوں نے تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے یہ سوال کیا تھا کہ ہم کو کھلم کھلا خداوند تعالیٰ کو دکھلا دو ورنہ ہم تم کو جھٹلائیں گے' تب ان کو بجلی نے گر کر جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا اور ان کو تکذیب پیغمبر اور جرأت اور اللہ کو کھلم کھلا دیکھنے کی طلب کرنے کا بدلہ دے دیا تھا۔ باوجودیکہ یہ عذاب دیکھا پھر بھی گوسالہ پرستی اختیار کی۔ سب باتیں سمجھ چکے' امر و نہی دریافت ہو گیا پھر بھی کافر ہو گئے۔ مگر ہم نے ان کو معاف کیا' سب کو ایک ساتھ ہلاک نہ کر دیا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ

کی وجہ سے بجلی نے پکڑ لیا تھا' پھر کھلی ہوئی نشانیاں آنے کے بعد انہوں نے بچھڑا بنا لیا (اور اس کی پوجا کرنے لگے) تو ہم

ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ

نے ان سے (توبہ کرا کر) اس کی بھی معافی دے دی اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کھلا ہوا غلبہ دیا O اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لینے کے

الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا

لیے ان کے سروں پر کوہ طور اٹھا لیا (تاکہ ان کے انکار پر اسے ان پر گرا دیا جائے) اور ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ اس شہر کے دروازہ میں سجدہ

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾

کرتے ہوئے جاؤ اور ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ کے بارے میں زیادتی نہ کرو (اس کا احترام کرو) اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا تھا O

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ

پھر ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے اور انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور ان کے

بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف پڑے ہیں (ہم نے ان پر اپنا قہر نازل کیا) (ان پر غلاف نہیں تھا) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾ ۠ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا

وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی تھی اس لیے وہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں O اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم (علیہا السلام)

ہم نے بڑی دلیل اور عمدہ عمدہ معجزے دیے تھے جیسے ید بیضا اور لکڑی کہ اژدھا بن جاتی تھی۔

١٥٤ تا ١٥٨۔ اور ہم نے ان سے جب عہد لیا تو مضبوطی کے لیے کوہ طور ان کے سروں پر اٹھا کر ہوا میں معلق کیا' انہوں نے اقرار کیا اور ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ دروازۂ اریحا میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو وہ برخلاف حکم داخل ہوئے اور یہ حکم دیا کہ ہفتہ کے دن کی حرمت بجالاؤ اور مچھلیوں کا شکار نہ کرو انہوں نے نہ مانا اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کے بارے میں سخت عہد و پیمان لیا تھا وہ بھی توڑا پس عہد کے توڑنے کے سبب سے ان پر عذاب اتارا اور کیا جو کچھ کہ کیا اور اس سبب سے کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہ لائے اور قرآن کو جھٹلایا ان پر جزیہ مقرر کیا اور اس سبب سے کہ انہوں نے پیغمبروں کو بے خطا ناحق مار ڈالا ان کو ہلاک کر دیا اور اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل تو خود علم کی پوٹ ہیں ان میں تمہارا علم نہ سمائے گا حالانکہ خدا نے ان پر مہر لگا دی کہ ان کے دلوں میں سوائے چند لوگوں کے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ ہیں ایمان داخل نہ ہوگا اور نیز بہ سبب اس کے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانا اور

عَظِيمًا ﴿١٥٦﴾ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ

پر بڑا بہتان اٹھانے کی وجہ سے O اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم کو شہید کر دیا (قتل کر دیا) اور (واقعہ یہ

اللَّهِ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ

ہے کہ) نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی دے سکے بلکہ ان کے لیے عیسیٰ (علیہ السلام) کی صورت کا ایک اور بنا دیا گیا

اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ

(اور ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا) اور جن لوگوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں اختلاف کیا (یعنی عیسائی و یہودی) وہ ان کی طرف سے یقیناً

الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس کا کوئی یقینی علم نہیں سوائے اپنے خیال کی پیروی کے اور انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہرگز قتل نہیں کیا O بلکہ

عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف (آسمان پر زندہ) اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والا ہے O اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے تمام

بی بی مریم پر زنا کی تہمت لگائی اور اتہام لگایا ہم نے ان کو سؤر بنا دیا اور نیز اس سبب سے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالا ہم نے ان کے آدمی (نطیانوس) کو مروا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھا لیا اور اس نطیانوس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا' حالانکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو مارا نہ سولی دی' نطیانوس کو ان کی مشابہت کے سبب قتل کیا۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ کے قتل میں جھگڑتے ہیں وہ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اپنی عقل سے خیالی باتیں جوڑتے ہیں۔ ان کو یقین نہیں' گمان سے جو چاہتے ہیں کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں پر اٹھا لیا' خدا تعالیٰ غالب ہے' دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے' حکمت والا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔ انہی یہودیوں کے آدمی کو مروا دیا۔

۱۵۹- جتنے اہل کتاب ہیں خواہ یہود ہیں خواہ نصاریٰ قبل موت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے' یہود جو ان کو ساحر کہتے ہیں اس سے توبہ کریں گے اور نصاریٰ جو ان کو خدا یا خدا کا بیٹا یا خدا کا شریک جانتے ہیں اس سے دستبردار ہوں گے۔ غرض یہود و نصاریٰ میں سے ہر شخص کو اس کے نزع کے وقت یہ حال معلوم ہو جائے گا اور ان کو ان کا جھوٹ معلوم ہو جائے گا' یا یہ کہ یہود و نصاریٰ کو قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے جب وہ آسمان سے اتریں گے ان کا سچا رسول اور بندۂ خدا ہونا معلوم ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں' یہودی عیسائی اب تک ان پر ایمان نہیں لائے یعنی خدا کا بندہ اور رسول نہیں مانا۔ پھر بعد کو ایک یہودی ان کو مار ڈالے گا۔ پھر وہ قیامت کے دن ان کی گواہی دیں گے کہ میں نے اپنا رسول ہونا اور بندہ ہونا بتا دیا تھا۔ ان لوگوں نے بعد میں مجھ پر افتراء باندھی اور مجھے خدا کا بیٹا یا خدا بنایا۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

اہل کتاب (یہودی و نصاریٰ) ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے اور وہ عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے O پھر ہم نے یہودیوں

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کے ظلم کی وجہ سے کتنی ہی پاک چیزیں جو ان کو حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے

كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ

بہت کچھ روکتے تھے O اور ان کی سود خواری کی وجہ سے بھی حالانکہ ان کو سود خواری سے منع کیا گیا تھا اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگوں کے مال ناحق

بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ

(سود، رشوت وغیرہ کے ذریعہ سے) کھاتے تھے اور ان میں سے کافروں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے O لیکن ان میں

الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

سے جو علم میں ماہر (اور ثابت قدم) اور مومن ہیں وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتارا گیا ہے

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ

اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہے (انجیل، زبور اور توریت وغیرہ) اور نمازیں قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا

۱۶۰ تا ۱۶۱- یہودیوں نے جو کہا نہ مانا، ہماری نافرمانی کی، اس سبب سے ہم نے ان پر اپنی نعمتیں جو پہلے حلال تھیں حرام کر دیں اور پاکیزہ غذاؤں سے ان کو محروم کر دیا اور نیز اس سبب سے کہ وہ خود دین توحید پر قائم رہے اور نہ اوروں کو دین اسلام قبول کرنے دیتے تھے اور خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور سود کو حلال سمجھتے تھے، خوب لیتے تھے حالانکہ توریت میں سود کی سخت ممانعت تھی اور آدمیوں کا مال حرام اور ناجائز طریقے سے کھاتے تھے، ظلم کرتے تھے، رشوت لیتے تھے، ان اسباب سے دنیا میں مزے کی چیزوں سے محروم کر دیے گئے، چربی اور اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ جو پہلے حلال تھا ان پر حرام کر دیا گیا اور ان کافروں کے لیے قیامت میں ہم نے سخت عذاب مقرر کیا ہے۔

۱۶۲- مگر جو بنی اسرائیل میں سے توریت کو ٹھیک ٹھیک سمجھے ہوئے ہیں اور علم و عقل میں ثابت قدم ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ سب نبیوں کو مانتے ہیں اور قرآن کو اور سب کتابوں کو حق جانتے ہیں، اسی طرح وہ مسلمان کہ تم پر اور تمہارے قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں اور ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم سے پہلے اور پیغمبران کرام پر اتری ہیں، یہ لوگ حقانیت کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ یہود انکار کریں اور یہ مسلمان جو نماز پنج وقتہ پڑھتے ہیں یہ بھی سب کا اقرار کرتے ہیں، جو زکوٰۃ دیتے ہیں وہ بھی سب کا اقرار کرتے ہیں، جو خدا تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ سب کا اقرار کرتے ہیں، بالجملہ ایسے ایسے لوگ جن میں ایسی ایسی صفات حمیدہ ہیں وہ سب تمہارا اقرار کرتے ہیں، ہم ان لوگوں کو

الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع ۲۲/۲

کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے ٥

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ

بے شک ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جیسے نوح (علیہ السلام) کی طرف اور ان کے بعد والے انبیاء (علیہم السلام)

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

کی طرف (بھیجی تھی) اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام)

وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ

اور (ان کی) اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف بھی وحی بھیجی تھی اور ہم نے

وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ

داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی تھی ٥ اور بہت سے رسولوں کا (حال قرآن پاک میں) ہم آپ سے اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے رسول

قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى

ایسے ہیں کہ جن کا مفصل ذکر ابھی تک ہم نے آپ سے (قرآن میں) بیان نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے تو واقعی

عنقریب بڑا ثواب دینے والے ہیں اور جنت میں داخل کرنے والے ہیں' یہودی انکار کریں تو کرنے دو تمہارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

۱۶۳ تا ۱۶۵۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی جیسے تم سے پہلے حضرت نوح (علیہ السلام) کی طرف اور ان پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی جو ان کے بعد آئے تھے اور ہم نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو' حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کو' حضرت اسحاق (علیہ السلام) کو' حضرت یعقوب (علیہ السلام) کو اور اسباط یعنی اولاد یعقوب اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت ایوب (علیہ السلام) اور حضرت یونس (علیہ السلام) اور حضرت ہارون (علیہ السلام) اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی اور ان کے سوا اور بہت سے رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے پہلے تم پر پڑھا ہے اور ان کے قصے سنائے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا قصہ تم کو نہیں سنایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ عزت بخشی کہ ان سے کلام کیا۔ یہ سب رسول مسلمانوں کو جنت کی بشارت دیتے تھے اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے تھے' ہم نے یہ رسول اس لیے بھیجے تھے کہ آدمیوں کی حجت اللہ تعالیٰ پر قائم نہ ہو یعنی یہ نہ کہنے پائیں کہ ہم ایمان کیونکر لاتے تو نے کوئی رسول تو بھیجا ہی نہ تھا۔ جب رسول ہم نے بھیجے اور انہوں نے نہ مانا تو ان کی حجت نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے' جو رسولوں کو نہ مانے گا اس کو سزا دے گا اور حکیم ہے کہ سب پر رسولوں کی اطاعت کا حکم کیا ہے۔

تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ

حقیقتاً خود کلام فرمایا O یہ سب رسول خوشخبری سنانے اور ڈر سنانے کے لیے بھیجے تھے تاکہ رسولوں کے (آنے کے) بعد

عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾

اللہ تعالیٰ کے سامنے لوگوں کو کوئی عذر (کرنے کا موقع باقی) نہ رہے اور اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والا ہے O

لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ

(یہ منکر اگرچہ گواہی نہ دیں) لیکن (اے محبوب!) اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے کہ جو کچھ اس نے آپ پر اتارا وہ اپنے علم سے

يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

اتارا ہے اور (اس کے) فرشتے بھی گواہ ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی گواہی کافی ہے O بے شک جن لوگوں نے خود کفر کیا

صَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ

اور (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا وہ یقیناً دور کی گمراہی میں جا پڑے O بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

جنہوں نے کفر کیا اور حد سے بڑھ گئے انہیں اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا اور نہ سوائے جہنم کے اور کوئی راستہ

طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ

دکھائے گا O وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ

١٦٦ تا ١٦٩- مکہ کے کافر کہتے تھے کہ ہم نے تو سب اہل کتاب سے دریافت کرلیا ہے اے محمد! کسی نے بھی تمہارے دین کی گواہی نہ دی، پھر ہم تمہیں کیسے سچا جانیں تب یہ اترا کہ کوئی گواہی دے یا نہ دے لیکن اللہ تعالیٰ خود گواہ ہے کہ اس نے تم پر جبرائیل علیہ السلام کی معرفت قرآن پاک اتارا ہے، وہ حق ہے، اس نے قرآن پاک اپنے علم اور حکم سے اتارا ہے، وہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے، کوئی گواہی دے یا نہ دے۔ جو حضور پاک جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کو نہیں مانتے کفر کرتے ہیں اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں تو وہ بڑے گمراہ ہیں اور ہدایت سے بہت ہی دور ہیں۔ جو کافر ہیں، قرآن پاک اور رسول پاک کو نہیں مانتے اور ظلم کرتے ہیں یعنی مشرک ہیں تو خدا تعالیٰ کبھی بھی ان کو نہ بخشے گا یعنی اگر کفر پر مرے اور نہ ان کو راہ دکھائے گا، وہ گمراہ ہی رہیں گے، ہاں اگر راہ پائیں گے بھی تو بھی جہنم کی راہ پائیں گے کہ اس میں سیدھے چلے جائیں اور پھر وہاں ہمیشہ جلیں گے نہ مریں گے نہ نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مشکل نہیں اس کے نزدیک سب آسان ہے۔

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ

کو آسان ہے O اے لوگو! بے شک یہ رسول (پیغمبر اسلام) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس سچائی کے

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

ساتھ تشریف لائے تو تم ان پر ایمان لاؤ (اگر ایمان لاؤ گے تو) تمہارے لیے بہتری ہوگی اور اگر تم انکار کرو گے تو (اللہ کو کچھ پروا نہیں)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾ يٰۤاَهْلَ

جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (وہ سب سے بے نیاز ہے) وہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے O اے اہل کتاب!

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو مسیح عیسیٰ (علیہ السلام)

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ

مریم (علیہا السلام) کے بیٹے تو صرف اللہ کے رسول اور اس کے ایک کلمہ (کن کا ظہور) ہیں

١٧٠- اے مکہ کے کافرو! تمہاری ہدایت کو سچے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی طرف سے آئے ہیں جو تم کو توحید کی دعوت کرتے ہیں اور قرآن پاک سناتے ہیں، تمہارے پروردگار نے رسول بھیجا ہے تم ان پر ایمان لاؤ۔ اب جس حالت میں تم گرفتار ہو اس سے تمہارے لیے ہزاروں درجے بہتری ہوگی اور اگر کفر کرو گے، رسول اور قرآن پاک کو نہ مانو گے تو خدا تعالیٰ کا کیا کرو گے، زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، سب اس کے غلام بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون کافر۔ وہ حکیم یہ حکم کرتا ہے کہ تم سوائے اس کے کسی کو نہ پوجو۔

١٧١- اے کتاب والو! اپنے دین میں اس قدر ہٹ دھرمی نہ کرو، حد سے باہر نہ نکلے جاؤ، خدا تعالیٰ پر جھوٹے افتراء نہ اٹھاؤ۔ صدق و راستی کو ہاتھ سے نہ دو۔ حضرت عیسیٰ مسیح کے بارے میں جھوٹی باتیں نہ بناؤ۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بی بی مریم کے بیٹے ہیں، خدا تعالیٰ کے رسول ہیں، اس کے کلمہ کن سے بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں، اس کا کلمہ ہے جو اس نے بی بی مریم کی طرف حضرت جبرائیل کی معرفت بھیجا، خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی روح ہیں جو اس نے بی بی مریم میں پھونک دی کہ بن باپ کے پیدا ہو گئے، تم سب خدا تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ ٹھہراؤ، ایک باپ، ایک بی بی، ایک لڑکا، اپنے اس ناپاک شرک سے باز رہو اور توبہ کرو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ وہ پاک ذات ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کا کوئی ساجھی، نہ اس کے بی بی، نہ بیٹا، وہ اکیلا ہے، وہ لڑکے بیوی وغیرہ سے پاک ہے، اس کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ لڑکے وغیرہ کا محتاج ہو، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اس کے بندے اور محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت پر خود کافی گواہ ہے۔ نجران کے نصاریٰ جو مناظرہ کو آئے تھے ان میں کئی مذہب والے فرقے تھے۔ ایک نسطوریہ، وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں، ایک یعقوبیہ، وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ خدا ہیں، ایک

أَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۫ قف وَلَا

جو مریم کی طرف بھیجا (یعنی کن فرمایا اور ان کو بے باپ کے پیدا کر دیا) اور اس کی (پیدا کی ہوئی) روح ہیں (خدا یا خدا

تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

کے بیٹے نہیں) اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو اس سے باز آ جاؤ تو تمہارے لیے بہتری

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

ہو گی معبود تو صرف ایک اللہ ہی ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے کوئی اولاد ہو اور جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب

الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ

اسی کا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہر کام کے لیے کافی کارساز ہے (پھر اس کو اولاد کی کیا ضرورت) ○ مسیح (علیہ السلام) کو اللہ کا بندہ بننے

يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ

سے کچھ عار و نفرت نہیں ہے اور نہ مقرب فرشتوں کو اور جو کوئی اللہ کی عبادت سے عار و نفرت اور تکبر

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا

کرے تو عنقریب وہ ان کو اکٹھا کرے گا (اور سزا دے گا) ○ پھر جو

منزل ۱ — ع ۲۳ / ۹ / ۲۴

مرقوسیہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ تین خداؤں میں سے ایک ہیں، ایک ملکانیہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ مسیح خدا کی ربوبیت میں شریک ہیں، ان سب سے خطاب ہے کہ ان خیالوں سے توبہ کرو یہ بات توحید کے خلاف ہے۔

۱۷۲ تا ۱۷۳۔ جب آیت سابقہ اتری تو انہوں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم عیسیٰ مسیح کو بہت بے قدر سمجھتے ہو۔ اگر وہ خدا نہیں اور نہ اس کے بیٹے ہیں تو تم جیسے اس کے بندے ہوں، اس میں ان کی حقارت و توہین ہے، تم پیغمبر بھی کہتے ہو اور ان کی حقارت بھی کرتے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام تو بندۂ خدا ہونے سے سرکشی نہیں کرتے اور اپنے بندہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ بندہ ہونا ان کی حقارت نہیں اور نہ ہی کوئی عار کی بات ہے، بڑے بڑے فرشتے عالیشان جو مقربان بارگاہ ہیں وہ بھی اس کا بندہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے جو عرش اعظم کے اٹھانے والے ہیں اور ملاء الاعلیٰ کے رہنے والے ہیں، وہ عاجزی سے اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں۔ جو بندہ ہونے سے عار کرے گا اور غرور کرے گا اور ایمان سے تکبر برتے گا خدا کا کیا کرے گا، خدا تعالیٰ سب کو عنقریب قیامت میں جمع کرے گا، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پاک پر ایمان لائے ہیں اور خالصاً اللہ کے لیے اچھے کام کیے ہیں ان کو وہاں پورا پورا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو اور زیادہ چیزیں دے گا اور جو غرور کرتے ہیں اور ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں ان کو سخت عذاب دے گا۔ وہ وہاں کوئی عزیز قریبی مددگار اور ناصر اور خدا کے عذاب سے بچانے والا نہ پائیں گے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو ان کو ان کا پورا بدلہ دے کر اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے گا لیکن

يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا

جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تو ان کو درد ناک عذاب دے گا اور وہ

فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ کے مقابلہ میں نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ

نہ مددگار ○ اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی ہوئی دلیل آ گئی

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

(یعنی نبی کریم) اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور نازل کیا (قرآن کریم و نبی کریم) ○ پھر وہ جو اللہ تعالیٰ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ

پر ایمان لائے اور اس (کے دین) کو مضبوط پکڑا تو عنقریب وہ ان کو اپنی رحمت

مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ ط

اور فضل (جنت) میں داخل فرمائے گا اور اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھائے گا ○

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ

(اے نبی!) لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں فتویٰ (حکم) دیتا ہے اگر کوئی ایسا

۱۷۴ تا ۱۷۵- اے مکہ کے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن دلیل اتری ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور ہم نے تمہاری طرف چمکتا ہوا نور اور صاف دلیل بھیجی ہے یعنی قرآن پاک جو حلال وحرام میں تمیز بیان کرتا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور قرآن پاک پر ایمان لایا اور اس نے اس دین کو مضبوط پکڑا یعنی توحید کو اختیار کیا تو خدا اس کو اپنی رحمت میں اور جنت میں اپنے فضل و کرم سے داخل کرے گا اور اس کو صراط مستقیم پر ثابت رکھے گا۔ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی دنیا میں راہ ہدایت دکھلائے گا اور پھر بعد میں جنت میں داخل کرے گا۔

۱۷۶- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے سوال کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری ایک بہن ہے اگر وہ مر

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ج وَهُوَ يَرِثُهَآ

شخص مرا جس کی کوئی اولاد نہ ہو (نہ باپ ہو) اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور (اسی طرح)

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا

مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر کلالہ کی دو بہنیں ہوں (یا دو سے زیادہ) تو ان کو کلالہ کے ترکہ سے

تَرَكَ ط وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی تو مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا (یعنی دوگنا) اللہ تعالیٰ تمہارے

ع ۲۴ ۵ ۴ الْاُنْثَيَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ع (۱۷٦)

لیے صاف صاف بیان فرماتا ہے کہ تم بہک نہ جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حکمت) کو خوب جانتا ہے O

(٥) سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۲)	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۱۲۰ رُكُوْعَاتُهَا ۱٦
سورۂ مائدہ مدنی ہے	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحمت والا ہے	اس میں ایک سو بیس آیات، سولہ رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

اے ایمان والو! اپنے قول و اقرار پورے کرو (خواہ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوں یا بندوں سے کیے ہوں) تمہارے لیے چرنے والے

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط اِنَّ اللّٰهَ

جانور چارپائے حلال کر دیئے گئے سوا ان کے جن کو آگے تم سے بیان کیا جائے گا لیکن جب تم حالت احرام میں ہو تو (خشکی کا) شکار

المنزل الثانی ۲

جائے تو مجھے کیا ورثہ ملے گا، تب یہ آیت اتری کہ لوگ تم سے کلالہ کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اگر کوئی شخص مر جائے، اس کے اولاد نہ ہو، نہ ماں ہو نہ باپ ہو تو اگر فقط ایک بہن ہے تو اس کو کل ترکہ سے آدھا حصہ ملے گا اور اگر وہ مرجائے گی اور اس کے کوئی لڑکا لڑکی نہ ہوگا تو اس کا وہ بھائی اس کا وارث ہوگا، اگر بہنیں خواہ حقیقی خواہ علاتی دو یا دو سے زائد ہوں گی تو ان کو متروکۂ برادر سے دو ثلث ملیں گے۔ اگر بھائی بہن بہت سے ہوں گے خواہ حقیقی ہوں خواہ علاتی تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ خدا تعالیٰ میراث میں اپنے حکم تم کو بتلاتا ہے تاکہ تم ان پر چلو اور راہ نہ بھولو اور خدا تعالیٰ کو ساری باتوں کی میراث وغیرہ کی خبر ہے، اس کو سب کا علم ہے، اس نے جو کچھ جس کے لیے مقرر کیا، اپنے علم و حکمت سے مقرر کیا ہے، اس میں کسی کو چون و چرا کرنے کا حق نہیں امنّا و صدقنا کہنا چاہیے۔

سورۃ المائدہ

۱- اے ایمان والو! تم جو عہد کرو کوئی عقد باندھو خواہ متعلق حقوق العباد ہو یا متعلق حقوق اللہ، سب کی وفا اپنے ذمے

يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ① يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا

حلال نہ سمجھو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے حکم فرماتا ہے O اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی (حرمت والی) نشانیوں

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

کو حلال نہ ٹھہراؤ اور نہ عزت والے مہینہ کو اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں کو اور نہ قربانی

يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ط وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ط

کے ان جانوروں کو جن کے گلے میں نشانیاں لٹکا دی گئی ہوں اور نہ ان لوگوں کا مال و آبرو جو اپنے

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

رب کا فضل اوراس کی خوشی چاہتے ہوئے عزت والے گھر (کعبہ مکرمہ) کا قصد کر کے آئے ہیں اور جب احرام سے باہر ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو

أَن تَعْتَدُوا م وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ص وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ — وقف لازم

اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا ان پر زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے (یعنی ان سے بدلہ نہ لو) اور نیکی اور

لازم جانو اور سب کو وفا کرو۔ یا یہ مطلب ہو کہ جو عہد تم نے ہم سے بروز میثاق باندھا تھا یعنی توحید واسلام کا اس کو دنیا میں وفا کرو اور اس قرآن پاک کو اور اس کے فرائض کو مانو۔ چار پائے جانور جو تم پر حلال ہیں ان کے شکار کی اجازت ہے جیسے نیل گائے' گورخر' ہرن سوائے ان کے جن کا ذکر عنقریب بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حرام ہیں اور جو حلال ہیں وہ بھی جب ہی حلال ہیں کہ تم حالت احرام میں یا حد حرم میں شکار نہ کرو۔ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے حکم دیتا ہے' کچھ حلال کرتا ہے کچھ حرام' اس کی مصلحتیں وہی جانے۔

۲- اے ایمان والو! خدا تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرو اور ان کو بے قدر نہ سمجھو ان کا ترک روا نہ رکھو' حرمت کے مہینوں کی تعظیم کرو' ان میں کسی کو نہ لوٹو نہ مارو' کعبہ کے لیے جو قربانیاں دور دور سے لوگ لاتے ہیں اور ان کے گلے میں قلادے اور پٹے نشانی کے لیے ڈال دیتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ قربانی کے لیے ہیں ان کو نہ چھیڑو اور جو مکے کا قصد کر کے کعبۃ اللہ کی زیارت کو یا اس موسم میں تجارت کو آتے ہیں اگرچہ وہ مشرک ہوں ان کو نہ ستاؤ' وہ حج کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشی چاہتے ہیں اور تجارت سے دنیا کا مال طلب کرتے ہیں۔ ہاں جب احرام کھول چکو تو شکار کرنا منع نہیں' جنگل کا شکار بھی منع نہیں' جہاں کا جی چاہے کرو۔ کافروں کی عداوت سے اور اہل مکہ کے رنج دینے کے لیے جنہوں نے تم کو مکہ اور کعبۃ اللہ مسجد حرام سے روکا' حدیبیہ کے سال میں وہاں نہ جانے دیا تھا ایسا نہ کر بیٹھو کہ تم بھی حاجیوں کو کعبۃ اللہ سے روکنے لگو اور دست ظلم دراز کرو اور قوم بکر بن وائل کو نہ لوٹو' تم کو چاہیے کہ نیکی اور عبادت پر مدد کرو' گناہ سے بچو۔ گناہ اور نافرمانی پر اتفاق اور جرأت نہ کرو' اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ اس کا عذاب سخت ہے' ملک یمامہ کے حاجی بکر بن وائل مشرک کی قوم کے اور شریح بن صبیعہ کی قوم کے تاجر مکہ کو آئے تھے بعضوں کو خیال گزرا کہ ان کو لوٹنا چاہیے اس سے منع کیا اور کہا: انہوں نے اگر برا کیا تو تم برا نہ کرو۔ وہ حج کا نام لیتے ہیں ان سے تعرض نہ کرو۔

وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢

پرہیزگاری کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے ○

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ

(اے لوگو!) تم پر مردار اور (بہتا ہوا) خون اور سؤر کا گوشت (اور اس کے باقی اجزاء بھی) اور وہ جانور جس کے ذبح کرنے میں خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو

اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ

اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور جو بے دھار کی چیز سے مارا گیا ہو (جیسے غلیل اور بندوق وغیرہ سے مارا ہو) اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو اور جسے کسی جانور

السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا ہو اور جسے کوئی درندہ پھاڑ کر کھا گیا ہو یہ سب تم پر حرام ہیں مگر (ان میں سے) جو (تمہیں زندہ ملے انہیں) ذبح کر لو (تو وہ

بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ

حلال ہیں) اور وہ جانور بھی حرام ہے جو کسی بت کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور پانسے (جوئے کے تیر) ڈال کر تقسیم کرنا بھی حرام ہے یہ سب گناہ

٣- پھر محرمات کا بیان فرمایا۔ (١) وہ جانور جس کا ذبح تم پر فرض ہے اور بے ذبح اپنی موت مر گیا اس کا کھانا تم پر حرام کر دیا گیا۔ (٢) دم مسفوح یعنی بہتے ہوئے خون کا کھانا اور کسی کام میں بہتے ہوئے خون کا استعمال بھی حرام ہے۔ (٣) اور سؤر کا گوشت اے اہل اسلام کے گروہ! تم پر حرام کیا۔ (٤) وہ جانور جس کو کوئی بت کا نام لے کر ذبح کرے یا کسی غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرے یعنی ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے اور قصداً کسی بت یا کسی غیر اللہ کا نام لے (٥) اور وہ جانور جس کو کوئی رسی سے باندھ کر یا گلا دبا کر مار ڈالے۔ (٦) اور وہ جانور جو لکڑی اور پتھر سے مارا جائے اور مر جائے۔ بندوق کا مارا ہوا بھی حرام ہے موقوذہ میں داخل ہے۔ اگر زندہ مل جائے تو ذبح کرو (قادری غفرلہ) (٧) اور وہ جانور جو چھت یا پہاڑ سے گر کر مر جائے (٨) اور وہ جانور جو دوسرے جانور سے لڑے اور مر جائے (٩) اور وہ جانور جس کا شکار دوسرا جانور کرے۔ ہاں اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت ہو اور جانور مر نہ گیا ہو' اس میں روح باقی ہو اور تم اس کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جلد ذبح کر لو تو وہ حلال ہے۔ اور جو بت کے نام پر یا اس کی تعظیم و تقرب کے لیے بے نام خدا ذبح ہوا ہو حرام ہے۔ اور پانسے ڈالنا بھی حرام ہے' ازلام سے مراد یا تیر ہیں کہ ان کے ذریعہ سے شگون لیتے تھے اور پھر کام کرتے تھے یا کچھ اور پتھر کے ٹکڑے ہیں۔ ایک طرف ''امرنی ربی'' یعنی خدا نے مجھے یوں حکم کیا ہے دوسری طرف ''نھانی ربی'' یعنی خدا نے منع کیا لکھتے تھے' جب کوئی کام کرنا چاہتے اس کو آنکھ بند کر کے کر ڈالتے تھے' جیسا نکلتا تھا وہ کرتے' اس کو حرام کر دیا اور منع فرمایا۔ یہ سب باتیں فسق و فجور ہیں گناہ ہیں' شریعت محمدی میں حرام ہیں۔ آج کے دن یعنی حجتہ الوداع کے دن جو حج اکبر تھا چونکہ مکہ والے سرکش کافر چل بسے اور اکثر ایمان لائے باقی مخذول و مغلوب ہو گئے' اب اس سبب سے وہ تمہارے پھر کافر ہونے سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کی آرزو خاک و خون میں مل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کا دین و شریعت ظاہر ہو گئی۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ

کے کام ہیں' آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کو ناامیدی ہوگئی (کہ کوئی اس کو مٹا سکے) تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو آج (اب)

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ

میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا تو جو کوئی بھوک پیاس کی شدت میں

مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْـَٔلُوْنَكَ

مجبور ہو (جان جانے کا خطرہ ہو) بشرطیکہ گناہ کی طرف نہ جھکے (اور جان بچانے کی مقدار) کوئی چیز کھا پی لے تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان

مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

ہے O (اے نبی ﷺ!) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کیا حلال کیا گیا ہے' آپ فرمائیے کہ تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال

مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

ہیں اور تمہارے سکھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار بھی جن کو تم وہ طریقہ سکھاتے ہو جو تم کو خدا نے سکھایا ہے (حلال ہے) تو جو (شکار وہ مار کر)

اب تم میرے رسول کا اتباع کرو اور کافروں سے خوف نہ کرو۔ میرا ہی خوف کرو کہ اگر خلاف رسول کرو گے اور کفار کی موافقت کرو گے تو سزا پاؤ گے' آج میں نے سب اچھی سچی باتیں بتلا دیں اور دین توحید کے مراسم پورے کر دیئے' حلال و حرام بتلائے۔ امر و نہی سکھا دیئے' اپنی رحمت اور نعمت تم پر اچھی طرح اتار دیں اور آج اپنا سچا دین توحید کامل کر دیا۔ دین بھی دے دیا دنیا بھی دے دی' مکہ تمہارے قبضہ میں آیا' اس برس کے بعد کوئی مشرک حج کے مناسک تمہارے ساتھ ادا نہ کرے گا۔ یعنی صفا مروہ میں' مطاف میں' منیٰ میں' عرفات میں تم ہی ہو گے کوئی بت پرست نظر نہ آئے گا اور میں نے تمہارے لیے یہ سچا دین اختیار' پسند اور قبول کر لیا۔ اگر کوئی شخص مجبور ہو' کچھ کھانے کو نہ ملے سوائے مردار کے اور بھوک سے زائد کھانے کا قصد نہ ہو' بے ضرورت قصداً مزے کی نیت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا' رحمت والا ہے کہ ''اکل میتة عند الضرورة'' مباح کر دیا یعنی جبکہ جان جانے کا گمان غالب ہو تو بقدر ضرورت مردار کھانا جائز ہے۔

ف۔ ''غیر متجانف لاثم'' کے معنی یہ ہیں کہ بے ضرورت لذت کے لیے نہ کھاتا ہو۔ امام شافعی وغیرہ کے نزدیک یہ معنی ہوں گے کہ گناہ کا سفر نہ ہو جیسے چور ٹھگ وغیرہ کرتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک رخصت اکل حرام کا مدار ضرورت پر ہے تو اتنا کھانا چاہیے جس سے جان بچے۔ پیٹ بھر کر کھایا تو مکروہ ہے۔

۴۔ شکاری لوگ آپ سے مسئلہ پوچھتے ہیں کہ کیا کیا شکار حلال ہے اور کس طرح کا؟ آپ فرما دیں کہ جتنے پاک جانور ہیں سب حلال ہیں' سب کو ذبح کر کے کھانا درست ہے اور جو تم شکاری جانوروں کو ایسا سکھا لو کہ پورے تمہارے قابو میں ہو جائیں اور بغیر تمہاری اجازت کے جانور پر منہ نہ ڈالیں' طریقہ سکھائے ہوں تو ان کا شکار کیا ہوا بھی درست ہے یعنی جبکہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ان کو چھوڑو ورنہ حرام ہوگا۔ جس طرح چھری وغیرہ سے ذبح کیا ہوا بغیر بسم اللہ پڑھے حرام ہو جاتا ہے۔ جیسا تم کو خدا نے

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤﴾

تمہارے لیے رہنے دیں (خود نہ کھائیں) تو تم اس میں سے کھاؤ اوران شکاری جانوروں کو بسم اللہ اکبر کہہ کر شکار پر چھوڑا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ

رہو بے شک اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی O آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کے ذبح کیے ہوئے جانور کا

لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ

کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے (بشرطیکہ بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں) اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے اور مسلمان پارسا عورتیں

مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ

اوران لوگوں کی پارسا عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب ملی (یعنی عیسائی اور یہودی) تمہارے لیے حلال ہیں جب تم نکاح کر کے انہیں ان کے مہر

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ

دے دو انہیں ہمیشہ (نکاح کی پابندی میں) روکے رکھنے کے لیے نہ وقتی طور پر مستی نکالنے کے لیے اور نہ پوشیدہ ناجائز آشنائی (یارانہ) گانٹھنے

سکھایا ہے ہر بات کا طریقہ بتلاتا ہے اسی طرح وہ بھی تمہارے سکھائے ہوئے ہوں۔ اگر جانور زندہ ہو تو وقت ذبح پھر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور مردار کھانے سے بچو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے یعنی جب حساب لے گا تو سب کا جلد لے گا۔ ''علیه'' کی ضمیر شکار کی طرف ہے یعنی وقت ذبح شکار پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور ارسال کی طرف بھی پھر سکتی ہے یعنی کتا یا چیتا چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لو کہ اگر جانور مرجائے گا تو بھی حلال ہے۔ ''مکلبین'' بفتح لام سکھائے ہوئے جانور اور بکسر لام سکھانے والے دونوں طرح پر قراءت ہے زید بن مہلہل اور عدی بن حاتم شکاری تھے انہوں نے مسئلہ پوچھا اس کا یہ جواب اترا۔

۵۔ آج تمہارا دین کامل کر دیا۔ آج تمہارے واسطے سب پاک چیزیں حلال کر دی گئیں۔ سب پاک جانوروں کو خدا کے نام پر ذبح کر کے کھاؤ۔ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ تم کو حلال ہے یعنی جبکہ اہل کتاب بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ اگر عیسیٰ یا عزیر علیہما السلام یا کسی غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرے گا تو حرام ہوگا جیسا کہ آج کل کے عیسائی اور یہودی باپ بیٹا روح القدس یا عزیر کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں ان کا ذبح کیا ہوا حرام ہے اور تمہارا ذبح کیا ہوا ان کو حلال۔ تم مسلمان عورتوں سے بھی نکاح کر سکتے ہو جو عفیف پاک دامن ہوں آزاد ہوں اور اہل کتاب کی عورتوں سے بھی جو آزاد پاک دامن ہوں جب تم ان کے مہر ان کو دے دو یعنی اجرت زنا سے زائد تو وہ حلال ہیں تم ان سے نکاح کرو۔ پاک دامنی کا لحاظ رکھنے والے رہو یعنی ان کو ہمیشہ روک رکھنے کی نیت سے نکاح کرو۔ صرف شہوت رانی مقصود نہ ہو یعنی میعادی نکاح نہ ہو جس کو متعہ کہتے ہیں وہ حرام ہے جیسا کہ ''والمحصنت'' کی تفسیر میں گزرا (قادری) نہ کھلم کھلا زنا کرو۔ نہ خفیہ دوستی رکھو اور نہ ان سے پوشیدہ یارانہ قائم کرو یا یہ مطلب کہ پاک دامن ہوں نہ کہ بدکار ہوں۔ نہ ان سے چھپ کر کوئی دوستی کرتا ہو۔ آزادی کا لحاظ شافعیہ کے یہاں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے یہاں سب کتابیہ عورتوں سے نکاح

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٥ ع ١/٥ ٥

کے لیے اور جس نے ایمان (کی باتوں) کا انکار کیا اس کا کیا کرایا سب اکارت ہوا اور وہ آخرت میں بھی نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونا چاہو تو (پہلے) اپنے منہ اور کہنیوں

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

سمیت اپنے ہاتھ دھو لیا کرو اور سروں کا مسح کیا کرو اور گٹوں (ٹخنوں) سمیت پاؤں دھویا

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ

کرو اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو اچھی طرح طہارت کرو (غسل کرو) اور اگر تم

كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ پھر کر آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

اور پھر (ان صورتوں میں) تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو تو اس سے اپنے منہ

درست ہے خواہ آزاد ہوں یا باندی ہوں۔ "ومن یکفر بالایمان"۔ الآیہ مکہ کی کچھ کافر عورتوں نے مسلمان عورتوں پر فخر کیا تب یہ آیت اتری کہ جو کفر و شرک کرے گا' بتوں کو پوجے گا' توحید چھوڑے گا تو اس کے سب عمل بیکار ہو جائیں گے۔ دنیا میں رہ جائیں گے' آخرت میں خائب و خاسر ہوگا' جنت سے محروم اور دوزخ میں داخل ہوگا۔

٦ تا ٧۔ وضو اور غسل کا طریقہ بتایا کہ اے مسلمانو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو اور تمہارا وضو نہ ہو تو اپنے منہ ہاتھ دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور سر کا مسح کرو جیسے چاہو اور پاؤں پر اگر موزے ہوں تو مسح کرو یعنی جبکہ موزے چمڑے کے ہوں یا چمڑے کی مثل کسی اور دبیز چیز کے ہوں اور وضو کر کے پہنے ہوں' اگر بے وضو پہنے ہوں تو ان پر مسح جائز نہیں اور اگر نہ ہوں تو پاؤں کو دھولو۔ اگر تم کو نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرو یعنی سارے بدن پر پانی بہاؤ۔ اگر تم بیمار ہو خارش ہو یا زخم ہوں جیسے عبداللہ بن عوف کے تھے یا مسافر ہو پانی نہ ملتا ہو اور ڈھونڈنے میں قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہو اور اسی طرح تم میں سے کسی نے پاخانہ یا پیشاب کیا ہو یا اپنی عورتوں کو چھوا یعنی ان سے صحبت کی ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو بوجہ نہ ملنے کے یا زخم و بیماری کی وجہ سے تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ ایک بار ہاتھ مار کر منہ پر ملو۔ دوسری بار مار کر دونوں ہاتھوں پر ملو۔ خدا حرج اور تکلیف کا ارادہ نہیں کرتا' تم کو پاک کرنا چاہتا ہے اور اپنی نعمت اور احسان تم پر تمام کرنا چاہتا ہے کہ تم اس کی نعمت اور آسانی کا شکر ادا کرو' دیکھو خدا کے احسان یاد رکھو۔ تم کو ایمان بخشا۔ دین توحید دیا اور اس کا وہ عہد

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر کچھ تنگی کرنا نہیں چاہتا

لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ

لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو خوب پاک اور ستھرا کر دے اور تم پر اپنی نعمت

لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا

پوری کر دے تاکہ تم (اس کا) شکر کرو ○ اور اللہ تعالیٰ

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ

کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے اور وہ عہد بھی جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا

قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

اور مانا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی بات

الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ

جانتا ہے ○ اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف سے گواہی دینے کے لیے مستعدی سے کھڑے

شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى

ہو جاؤ اور تم کو کسی قوم کی دشمنی ناانصافی پر نہ ابھارے (ہمیشہ) انصاف کرتے رہو، وہ پرہیز گاری سے زیادہ

اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ

جوتم سے بروز میثاق باندھا تھا اورتم نے ''سمعنا و اطعنا'' کہا تھا یعنی اے پروردگار! ہم نے سنا اور اطاعت کی اس کو نہ توڑنا بلکہ وفا کرنا۔ اس کے اوامر ونواہی بجالاؤ' اس کے خلاف سے ڈرو' وہ تمہارے دلوں کے حال سے خوب واقف ہے ''ارجلکم'' بہ نصب لام یعنی پاؤں دھوؤ اگر موزے نہ ہوں' اور ''ارجلکم'' بکسر لام یعنی پاؤں پر مسح کرو اگر موزے ہوں۔ ''لمستم'' سے مراد جماع ہے۔ شافعی کے یہاں صرف عورت کو چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اماموں کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔

۸ تا ۱۰- اے اہل ایمان! حق بات کو قائم کرو۔ خدا لگتی کرو' انصاف کی گواہی دو' کسی قوم کے ساتھ غصہ اور عداوت ہو تو وہ تم کو اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم عدل کو ہاتھ سے دے دو۔ ہر وقت انصاف کرو۔ اگر شریح بن شرحبیل کی قوم سے

إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا

کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے O اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٩﴾

اور انہوں نے اچھے کام کیے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ فرما لیا ہے O

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيٰتِنَا أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنم میں رہنے

الْجَحِيمِ ﴿١٠﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ

والے ہیں O اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا جب کہ ایک

عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ

قوم (مکہ والوں) نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے

فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ ع وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۚ　ع ٢ ٦

رکھنا چاہیے O اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے (بھی) عہد لیا اور ہم نے ان میں

عداوت ہو تو ہو بکر بن وائل کے حاجیوں کو نہ ستاؤ۔ انصاف کرو' انصاف تقویٰ سے بہت قریب ہے' آدمی کو متقی بنا دیتا ہے۔ اللہ سے ناانصافی کے بارے میں ڈرو' اس کو تمہاری سب باتوں کی خبر ہے۔ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور حقوق اللہ اخلاص سے ادا کیے خدا تعالیٰ نے ان سے مغفرت گناہ اور ثواب عظیم کا جنت میں وعدہ کیا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی تکذیب کرتے اور اس کی نشانیوں' قرآن پاک اور رسول کو جھٹلاتے ہیں تو وہ دوزخی ہیں۔

١١- اے مسلمانو! میرے رسول کے دوستو! خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس کا احسان مانو اور خیال کرو کہ وہ کیسے کیسے دشمنوں کا منہ تمہاری طرف سے پھیر دیتا ہے اور تم کو فتح دیتا ہے۔ دیکھو جب ایک زبردست قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانا چاہا یعنی بنی قریظہ نے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح پسپا کر دیا اور ان کے ہاتھ جنگ و جدال سے روک دیے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم مانو' اس سے ڈرو۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر بات میں اسی پر بھروسہ اور توکل کریں' وہ مالک ہے۔

١٢- اور بنی اسرائیل سے ہم نے مضبوط عہد لیا تھا اور توریت میں حکم دیا تھا کہ حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ

سے بارہ سردار (مبلغ) کھڑے کر دیئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں (مدد کے لیے)

لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي

اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے

وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ

اور ان کی (مدد اور) تعظیم کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہاری

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

برائیاں تم سے دور کرتا رہوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں'

الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

پھر جس کسی نے تم میں سے اس کے بعد کفر کیا تو وہ ضرور سیدھی راہ

السَّبِيلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا

سے بھٹک گیا O پھر ہم نے ان کے عہد توڑ ڈالنے کی وجہ سے ان پر لعنت کی اور ہم نے ان کے دلوں کو

ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا' توحید اختیار کرنا' شرک سے بچنا اور ہم نے بارہ آدمی رسول بنا کر بھیجے تھے' بارہ قبیلے تھے' ہر قبیلہ کی طرف ایک نقیب۔ یا رسول سے مراد بادشاہ ہوں یعنی بارہ بادشاہ ان پر بنائے اور ہم نے ان بارہ بادشاہوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم نماز اچھی طرح پڑھو گے' جو تم پر فرض ہے اس کو ادا کرو گے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو گے اور میں جو رسول بعد کو تم پر بھیجوں گا ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد اور توقیر و عزت و عظمت کرو گے' ان کے دشمنوں کو مارو گے اور اللہ تعالیٰ کو سچے دل سے قرض دو گے یعنی خیرات اور صدقہ دو گے تو میں ہمیشہ تمہارا مددگار اور خبر گیر رہوں گا۔ تمہارے گناہ بخش دوں گا' تم کو گناہوں سے پاک کر دوں گا۔ یعنی چھوٹے گناہ صغائر بخش دوں گا۔ تم کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے مکانوں اور درختوں کے نیچے نہریں پانی اور شراب اور دودھ اور شہد کی جاری ہوں گی۔ جب یہ عہد محکم ہو گیا تو اب جو کوئی کفر کرے گا تو بڑا کافر ہے۔ راہ حق سے بہت دور پڑا ہے۔ ان بارہ قبیلوں میں سے سات تو راہ حق پر قائم رہے اور پانچ کافر ہو گئے' ان کی سزا اگلی آیت میں مذکور ہے۔

۱۳۔ پھر جو کافر ہو گئے تھے ان کی اور ان کی اولاد میں سے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا تھا ان کی سزا بیان کی کہ چونکہ انہوں نے عہد توڑ ڈالا اور نافرمانی کی ہم نے ان کو ملعون کیا' جزیہ کی ذلت میں گرفتار کیا اور ان کے دلوں میں سے نور نکال ڈالا' ان کے دلوں میں سختی اور سیاہی بھر دی' اب ان کی اولاد توریت میں کانٹ چھانٹ کرتی ہے' ایک

قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ

سخت کر دیا' وہ (اللہ تعالیٰ کی کتاب کے) کلموں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور ایک بڑا حصہ ان نصیحتوں کا

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى

جو انہیں دی گئی تھیں انہوں نے بھلا دیا اور (اے نبی!) سوائے چند لوگوں کے تم ہمیشہ ان سب کی

خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ

ایک نہ ایک خیانت اور دغا پر مطلع رہو گے تو انہیں معاف کرو اور ان سے درگزر کرو'

وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ

بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے ○ اور جن

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا

لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے (بھی) عہد لیا تھا تو وہ بھی ایک بڑا حصہ ان نصیحتوں کا

مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

جو انہیں دی گئی تھیں بھلا بیٹھے تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک عداوت (دشمنی)

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا

اور کینہ ڈال دیا اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ

بات کی جگہ دوسری رکھ دیتی ہے' حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت بدل دیتے ہیں' آیت رجم سے انکار کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور ہم نے جو علم ان کو سکھایا تھا اور توریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیاں بتائی تھیں ان کو بھلا دیتے ہیں' بنی قریظہ وغیرہ یہود سے آپ کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی نقصان ہی پہنچے گا اور کوئی نہ کوئی گناہ ظاہر ہوتا رہے گا مگر چند لوگ جو مسلمان ہو گئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ مگر بایں ہمہ آپ معاف کیجئے اور درگزر کیجئے۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے' ابھی ان سے جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا اس لیے درگزر کرنے کا حکم فرمایا۔

١٤- جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں یعنی نجران والے' ہم نے انجیل میں ان کو حکم اتباع دین محمدی کا دیا تھا اور ان کی ثناء وصفت بیان کر دی تھی اور شرک سے منع کر دیا تھا' وہ بھی ہمارے حکم اور نصیحت کو بھول گئے' ہم نے ان کے آپس میں یعنی یہود و نصاریٰ کے درمیان میں عداوت اور لڑائی ڈال دی۔ یا یہ کہ عیسائیوں کے فرقوں میں قیامت تک کے لیے بغض و عداوت ڈال دی' نسطوریہ اور مرقوسیہ میں خوب لڑائیاں رہیں علی ہذا القیاس ملکانیہ اور دوسرے فرقوں میں ہمیشہ عداوت رہی'

يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

کرتے تھے ○ اے اہل کتاب! بے شک تمہارے پاس ہمارے وہ رسول تشریف لائے جو بہت سی وہ باتیں ظاہر فرماتے

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

تھے جن کو تم کتاب میں سے چھپا لیتے تھے اور تمہاری بہت سی

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ

باتوں سے وہ درگزر بھی کرتے ہیں' بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور

كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

(محمد مصطفیٰ ﷺ) تشریف لائے اور روشن کتاب بھی ○ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

کی مرضی کے تابع ہو گئے سلامتی کے راستوں پر چلاتا ہے اور وہ اپنے حکم سے ان کو اندھیریوں

بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ

سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے ○ بے شک

عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے برے کاموں کا بدلہ دیتا ہے اور بتلاتا ہے کہ تم نے دنیا میں کیا کیا ہے' مخالفت' خیانت' حق چھپانا' عداوت سب کی جزاء دے گا۔

۱۵ تا ۱۶- اے اہل کتاب! محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے ہیں' دنیا میں برکت اور رحمت اتری ہے' یہ رسول تم کو وہ باتیں بتلائیں گے جن کو تم ہمیشہ چھپاتے تھے اور توریت میں تم کو بتلا دی تھیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت' اللہ تعالیٰ کی توحید' رجم وغیرہ احکام اور بعض باتیں جن کا حکم نہیں ہوتا تھا وہ بتلائے ہیں' اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا ہے یعنی اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں جو تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور کھلی کتاب آئی ہے جو حلال وحرام بتلاتی ہے یعنی قرآن پاک' خدا تعالیٰ اس کتاب سے ان لوگوں کو راہ راست دکھلاتا ہے اور دین توحید اور مذہب اسلام کا سچا طریقہ اور سیدھا راستہ بتلاتا ہے' جو اس کی خوشی چاہتے ہیں توحید کو مانتے ہیں' خدا تعالیٰ ان کو تاریکی کفر سے نکال کر روشنی ایمان میں لاتا ہے اور ان کو کرامت اور عظمت اور بزرگی اور توفیق خیر عطا فرماتا ہے اور راہ مستقیم پر ثابت رکھتا ہے۔

۱۷- جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں وہ کمبخت سخت کافر ہیں۔ فرقہ یعقوبیہ کا یہی مذہب ہے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اور ان کی ماں کو بلکہ سارے آدمیوں کو ہلاک کر ڈالے

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط

وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی مسیح ابن مریم ہے

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ

(اے نبی ﷺ!) آپ ان سے فرما دیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور

الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ط

زمین کے سب رہنے والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے مقابلہ میں کوئی کیا کر سکتا ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط يَخْلُقُ

اور آسمان اور زمین کی سلطنت اور جو کچھ ان میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے' وہ

مَا يَشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ

جو کچھ چاہتا ہے پیدا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے O اور یہود اور

الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ط قُلْ فَلِمَ

نصاریٰ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں' آپ ان سے پوچھئے:

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ط يَغْفِرُ لِمَنْ

(اگر ایسا ہے) تو پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں پر سزا کیوں دیتا ہے بلکہ اس کی اور مخلوقات میں سے تم بھی ویسے ہی (آدمی) ہو

اور ان کو عذاب دے تو اس کو منع کرنے پر کون طاقت رکھتا ہے کوئی نہیں' حضرت عیسیٰ' ان کی ماں اور سب آدمی اس کے بندے ہیں' آسمان زمین' ان کے عجائب اور خزانے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب خدا تعالیٰ کا ہے۔ اصل مالک وہ ہے' جس کو چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' کسی کو ماں باپ سے' کسی کو بے ماں باپ سے' کسی کو بے باپ سے' خدا تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے۔ اچھوں کو ثواب بروں کو عذاب دے گا۔

۱۸- مدینہ کے یہود اور نجران کے عیسائی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان کیوں ہوں' ہم تو خود اللہ تعالیٰ کے فرزند اور محبوب ہیں' اس کے سچے دین پر ہیں' یا یہ کہ ہم اس کے نزدیک ایسی عزت والے ہیں جیسے باپ کے نزدیک بیٹا۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے کہہ دو کہ تم کو پھر اللہ تعالیٰ نے جبکہ گوسالہ پرستی کی تھی' چالیس دن تک خدا تعالیٰ کو بھول گئے تھے' عذاب کیوں دیا تھا۔ کوئی اپنے محبوب اور بیٹے کو عذاب تو نہیں دیتا' پھر قیامت میں تم کو عذاب دے گا۔ بلکہ تم سب اس کی مخلوق بندے اور غلام ہو۔ وہ مالک ہے' جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ جو یہودیت اور نصرانیت پر

يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

(جیسے کہ اور) وہ جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے عذاب دے اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اسی کی طرف سب کو واپس جانا ہے O اے اہل کتاب! بے شک

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ

تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (محمد ﷺ) تشریف لائے اس کے بعد کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا (وہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ

ہیں) تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا آیا ہی نہیں تو بے شک تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ ع وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ ۳ ع ۷

والا آچکا اور اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے O (اے نبی ﷺ! یہ واقعہ بھی ان کو یاد دلایئے) جب کہ

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے جب کہ

مرے گا اسے عذاب دے گا' جو توبہ کرے گا ثواب دے گا۔ آسمان زمین اور ان کے خزانے اور جو درمیان میں ہے سب خدا تعالیٰ کا ہے۔ سب اسی کی طرف رجوع کریں گے۔

۱۹- اے کتاب والو! یعنی یہود و نصاریٰ' ہمارے رسول دنیا میں تشریف لائے ہیں اور امر و نہی تم کو بتلاتے ہیں' ایسے وقت میں آئے ہیں کہ اگلے رسول اور پیغمبروں کو وفات پائے ہوئے عرصہ ہو گیا ہے اور تم لوگ ان کی ہدایت کو بھول گئے ہو۔ توحید کو بھی چھوڑ دیا' اس لیے ہم نے بھیجا کہ تم قیامت میں نہ کہو کہ ہم تو غافل تھے' کوئی رسول جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا نہ آیا تھا۔ سو اب بشیر و نذیر آ گئے' ان پر ایمان لاؤ اور اللہ پاک سب باتوں پر قادر ہے' رسول بھیجنے پر اور فرمانبرداروں کے ثواب اور نافرمانوں کے عذاب دینے پر قدرت رکھتا ہے۔

۲۰ تا ۲۲- اے محبوب! اس وقت کو یاد کرو جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! خدا تعالیٰ کا احسان یاد کرو اور اس کو نہ بھولو' دیکھو تم کو کیسی عزت دی' پہلے تم فرعون کے غلام بن گئے تھے اس کی غلامی سے تم کو چھڑایا' پھر تم میں بادشاہ بنائے' پیغمبر بھیجے' تم کو وہ وہ نعمتیں دیں جو تمام دنیا میں اس زمانے میں کسی کو نہ دی تھیں۔ میدان تیہ میں تم کو من و سلویٰ کھانے کو دیا وغیرہ وغیرہ اور یاد کرو کہ جب حضرت موسیٰ نے تم کو حکم دیا کہ کافروں کو مارو اور پاک زمین یعنی دمشق اور فلسطین میں داخل ہو' ان ملکوں کو خدا تعالیٰ نے تم کو دیا ہے' تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ

تم میں اس نے بہت سے نبی پیدا کیے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو آج جہان میں کسی کو بھی نہ دیا O اے میری قوم!

ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا

اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے (مقرر کر دی ہے)

تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا

اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان اٹھا کر پلٹو گے O انہوں نے کہا:

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

اے موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست (لڑاکو) لوگ ہیں اور ہم تو اس میں ہرگز داخل

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾

نہ ہوں گے جب تک وہ نکل نہ جائیں' پھر اگر وہ نکل جائیں گے تو ہم داخل ہو جائیں گے O

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

مگر دو مرد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا تھا

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

یہ بولے کہ تم ان پر دروازہ کی طرف سے (حملہ کر کے) اندر چلے جاؤ' جب تم اندر

ورثہ ہے' الٹے پاؤں نہ بھاگنا' دل کھول کر لڑنا' ورنہ مغلوب ہو کر واپس آؤ گے' من وسلویٰ سب جاتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ! وہاں کے لوگ بڑے سخت کافر پہلوان اور زبردست ہیں جب تک وہ وہاں ہیں ہم ہرگز وہاں نہیں جا سکتے' ہاں جب وہ وہاں سے چلے جائیں تو ہم جا سکتے ہیں۔

٢٣- بارہ آدمی بھیجے گئے کہ قوم جبارین کا حال اور قوت دریافت کریں' ان میں دس آدمی ڈر گئے' ان میں سے دو آدمی جو پکے اور سچے مسلمان تھے یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان اور انعام کیا تھا کہ شیطانی وسوسوں سے ان کو محفوظ رکھا تھا انہوں نے کہا: تم بسم اللہ پڑھ کر دروازے میں داخل ہو' جب ہی وہ تم کو دیکھیں گے حقانیت کی ہیبت ان پر چھا جائے گی' وہ بھاگ جائیں گے' تم غالب ہو جاؤ گے' اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ اور توکل رکھو' سب مسلمان اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ''رجلان'' سے وہ دو (٢) آدمی مراد ہیں جو جبارین میں سے مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے' انہوں نے یہ کہا جو اگلی آیت میں ہے۔

غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾

چلے جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو O

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ

انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم تو اس میں ہرگز کبھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں ہیں تو

اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

آپ اور آپ کا خدا دونوں جا کر لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے O (موسیٰ علیہ السلام! نے) کہا: اے

لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ

میرے رب! مجھے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی کا بھی اختیار نہیں تو ہم کو اور نافرمان لوگوں

الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ

کو جدا کر دے O (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ اب وہ زمین چالیس برس تک ان پر حرام ہے یہ (چالیس برس تک)

يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع

اس زمین (اس جنگل میں) بھٹکتے پھریں گے تو (اے موسیٰ!) آپ ان نافرمانوں پر افسوس نہ کریں O

ربع ٨

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

وقف لازم

(اے نبی ﷺ!) ان لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا سچا قصہ سنا دو جب کہ دونوں نے (اللہ کے لیے) ایک قربانی (نیاز) پیش کی تو ایک کی

۲۴ تا ۲۶- جب بنی اسرائیل کو ان جباروں کی قوت معلوم ہوئی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم تو وہاں ہرگز نہیں جائیں گے، جب تک وہ وہاں رہیں گے ہم ادھر کا رخ بھی نہ کریں گے، تم اور ہارون جو تمہارے رب یعنی سردار ہیں جاؤ اور ان سے جا کر لڑو جیسے خدا تعالیٰ نے فرعون پر غالب کیا تھا ان پر بھی غالب کرے گا۔ ہم یہاں منتظر رہیں گے، بیٹھے ہوئے راستہ دیکھیں گے، جب وہ نکل جائیں گے تو ہم چلے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ یا اللہ! مجھے اپنی جان اور اپنے بھائی ہارون کے سوا کسی کا اختیار نہیں، یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم میں اور ان فاسق لوگوں میں جدائی ڈال دے۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ وہ سرزمین ان کے لیے چالیس برس تک حرام کر دی گئی۔ دن رات چلتے رہے مگر کہیں نکلنے کی راہ نہ ملتی، اس کا نام میدان تیہ ہے کہ ان دنوں میں حیران پریشان پھرتے رہے، اب ہم نے ان کو یہ سزا تمہارے کہنے سے دی، تم ان پر رنج و افسوس نہ کرنا اور ''اربعین سنة'' متعلق ہے محرمة کے پس اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔

۲۷ تا ۳۱- اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! حضرت آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا قصہ ان کو سناؤ، ہابیل اور قابیل

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ

قبول ہوئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تو جس کی قبول نہ ہوئی) اس نے دوسرے سے کہا کہ قسم ہے میں تجھے ضرور قتل کروں گا تو اس

النصف

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ

(دوسرے) نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیزگاروں کی قربانی دینا قبول فرماتا ہے O اگر تو میرے قتل کرنے کے لیے

لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ

ہاتھ بڑھائے گا تو میں تیری طرف تیرے قتل کرنے کے لیے ہرگز ہاتھ نہ بڑھاؤں گا‘ بے شک میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں

اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ

جو تمام جہانوں کا مالک ہے O میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا (دونوں کا)

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ ۚ

گناہ تو ہی سمیٹ لے پھر تو ہی دوزخی ہو جا اور ظالموں کی سزا یہی ہے O

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

پھر اس کے دل کو اپنے بھائی کا مار ڈالنا ہی پسند آیا لہٰذا اس نے اس کو مار ڈالا تو وہ خود ہی نقصان اٹھانے والوں سے ہو گیا O

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو (اپنی چونچ سے) زمین کریدتا تھا کہ اس کو دکھائے کہ اپنی بھائی

میں جو واردات گزری اس کا بیان کرو اور سچی وحی خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی پڑھو جب ان کا آپس میں نزاع ہوا اور فیصلہ یوں ٹھہرا کہ دونوں قربانی کریں جس کی قبول ہو وہ جیتے۔ دونوں نے قربانی کی ہابیل کی قبول ہوئی اور وہ جیت گئے اور قابیل ہار گیا‘ تب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا: میں کس بات کا مجرم ہوں کہ میرے مارنے کا قصد کرتے ہو۔ وہ بولا: تیری قربانی قبول ہوئی میری نہ ہوئی تب اس نے کہا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے اللہ تعالیٰ سچے اور متقی لوگوں کی جو اپنے اقوال اور افعال کو پاک رکھتے ہیں قربانی قبول کرتا ہے‘ تیرا دل ناپاک ہے اس لیے تیری قربانی قبول نہ ہوئی۔ اگر تو مجھے مارنے کو ہاتھ اٹھائے گا تو میں صبر کروں گا‘ تجھے مارنے کو ہاتھ نہ اٹھاؤں گا‘ میں اللہ تعالیٰ سے جو سب جہانوں کا مالک ہے ڈرتا ہوں‘ ظلم نہ کروں گا‘ میں چاہتا ہوں کہ اگر ہم سے کوئی دوسرے کو مارے تو وہ مارنے والا میں نہ ہوں تو ہی مجھ کو مارے‘ میں شہید ہوں اور تو دوزخی۔ میں اپنے ذمہ کسی کا خون نہ لوں گا تو میرا خون کرنا چاہتا ہے تو تجھے اختیار ہے‘ تو مجھے مارے گا تو میرا خون تیرے ذمے رہے گا مگر قابیل کے دل میں کفر بھرا ہوا تھا‘ اس نے ہابیل کو مار ڈالا اور

سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا

کی لاش کو کس طرح چھپائے وہ (قاتل بھائی) بولا: ہائے افسوس! کیا میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ

الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾

کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپاتا' پھر تو وہ پشیمان ہی رہ گیا ○

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ

اس لیے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ بات لکھ دی کہ جو کوئی کسی جان کو بلا بدلہ کسی جان کے یا

قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ

زمین میں فساد کرنے کے لیے قتل کرے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا

النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ

اور جس نے کسی ایک جان کو بچا لیا (زندہ رکھا) تو گویا اس نے سب لوگوں کو بچا لیا (زندہ رکھا) اور بے شک

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ

ان کے پاس ہمارے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ

فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ

زمین میں زیادتیاں ہی کرتے پھرتے ہیں ○ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

بڑی ہلاکت میں پڑا۔ اب یہ خیال ہوا کہ لاش کو کیسے چھپاؤں' حیران تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے' ایک نے دوسرے کو مار کر پنجوں سے زمین کھود کر دبا دیا۔ گویا اس کو طریقہ بتلا دیا کہ اپنے بھائی کو کس طرح چھپائے' اس وقت اس کو اس بات کی بڑی ندامت ہوئی کہ میں کوے سے بھی کم عقل ہوں کہ اس کو طریقہ معلوم ہے اور میں اپنے بھائی کو دفن نہ کر سکا مگر اپنے گناہ پر نادم نہ ہوا کہ کچھ فائدہ ہوتا۔

۳۲۔ اسی سبب سے یعنی چونکہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا ہم نے قصاص مقرر کیا اور بنی اسرائیل پر فرض کیا کہ جو کوئی کسی کو ظلم سے مار ڈالے یعنی بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو مارا ہو یا زمین میں فساد پھیلایا ہو مثل شرک کے۔ صرف اپنی خواہش نفس سے مار ڈالے تو اس کو قصاص میں مارنا چاہیے' اس نے ایک آدمی کو مارا تو گویا اس نے سب آدمیوں کو مارا جیسے سب کے قتل سے دوزخ واجب ہوتی ہے یونہی ایک کے قتل سے اور جس نے ایک آدمی کے قتل سے نفس کو روکا تو گویا اس نے سب آدمیوں کو زندہ کیا اور بنی اسرائیل کے پاس اللہ پاک کے کئی رسول کھلی کھلی نشانیاں اور احکام شریعت لے کر

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا

سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو (چن چن کر) قتل کیا جائے

اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ

یا ان کو سولی دی جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا ملک سے

يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ

نکال دیئے جائیں (شہر بدر کر دیئے جائیں) یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی اور ذلت ہے اور آخرت

لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۳۳ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ

میں تو ان کے لیے بڑا ہی سخت عذاب ہے ○ مگر جنہوں نے تمہارے ان پر قابو

قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پانے سے پہلے ہی توبہ کر لی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بھی بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۳۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ ع ۹

مہربان ہے ○ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کا وسیلہ ڈھونڈو

آئے مگر پھر بھی ان میں سے اکثر مشرک ہیں، توحید جو اصل مذہب ہے اس کو چھوڑتے ہیں۔

۳۳- بنی کنانہ میں سے ایک آدمی نے ارادہ کیا کہ مدینہ کو ہجرت کریں۔ اسلام لائیں۔ راستہ میں ہلال بن عویمر کی قوم نے ان کو مار ڈالا' ان کا مال اسباب بالکل لوٹ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا بیان کی کہ جو لوگ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں' کفر کرتے ہیں' زمین میں فساد کرتے ہیں اور خلاف حکم الٰہی کرتے ہیں' لوٹ مار مچاتے ہیں تو ان میں سے جو فقط مارنے والا ہے اس کی سزا یہ ہے اور جس نے مال بھی لیا اور مارا بھی تو وہ سولی دیا جائے اور جس نے مال لوٹا اور کسی کو مارا نہیں اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں خلاف طرف سے یعنی سیدھا ہاتھ اور الٹا پاؤں اور جس نے فقط لوگوں کو ڈرایا دھمکایا نہ مال لوٹا نہ کسی کو مارا تو اس کو قید کرنا چاہیے۔ زمین میں چلنے پھرنے سے روکا جائے گا' ملک بدر کر دیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے اور آثار توبہ ظاہر ہو جائیں' یہ سزائیں جو ذکر ہوئیں یہ تو دنیا میں ہیں اور آخرت میں جو ان کو عذاب ہو گا وہ تو بہت ہی سخت اور بڑا ہے۔

۳۴- دنیا کی یہ سزائیں اور عذاب آخرت ان کے لیے ہے جنہوں نے توبہ نہیں کی اور جنہوں نے قبل اس کے کہ تم ان کو پکڑ لو اور ان پر قابو پا لو کفر و شرک اور معاصی سے توبہ کر لی تو ان کو سزا نہیں دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا' مہربان ہے۔

۳۵- اے قرآن پاک اور رسول اللہ کی تصدیق کرنے والو اور پاک دین کے قبول کرنے والو! جو احکام اللہ تعالیٰ نے

الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ

اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ ○ بے شک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

جو لوگ کافر ہوئے اگر ان کے پاس جو کچھ زمین میں ہے وہ سب ہو اور اس کے ساتھ ہی اتنا

لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ

اور بھی ہو کہ اسے فدیہ (تاوان) دے کر قیامت کے عذاب سے چھوٹ جائیں تو ہرگز ان سے یہ قبول نہ کیا جائے گا اور ان کو

عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ

درد ناک عذاب ہو گا ○ وہ آگ سے نکلنا چاہیں گے اور وہ اس سے ہرگز نہ نکل سکیں گے

بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ

اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے ○ اور جو کوئی مرد یا عورت چوری

فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

کرنے والا ہو تو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے جرم کا بدلہ (یہی) سزا ہے

دیے ہیں ان کو بجالاؤ اور ان کی خلاف ورزی کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے بلند درجات طلب کرو۔ یا یہ کہ اعمال صالحہ کے ذریعے سے درجات قرب الٰہی میں ترقی کرو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے وسیلہ سے اس کا قرب تلاش کرو' نیک اعمال بھی قرب الٰہی کا وسیلہ ہو سکتے ہیں اور نیک بندے بھی وسیلہ ہو سکتے ہیں اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس کی فرماں برداری میں کوشش کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس کے غصے سے نجات ملے۔

۳۶ تا ۳۷- جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کو نہیں مانتے اور کافر ہیں تو اگر قیامت کے دن وہ اتنا مال فدیہ دے دیں جتنا ساری دنیا میں ہے اور اتنا ہی اور یعنی تمام دنیا سے دوگنا مال دیں کہ قیامت میں عذاب سے نجات ملے تب بھی ان سے قبول نہ کیا جائے گا اور ان کو سخت دردناک عذاب ہوگا' وہ یہ چاہیں گے کہ کسی طرح دوزخ سے نکل جائیں اور یہ خیال کریں گے کہ شاید حالات بدلتے بدلتے کوئی وہ وقت بھی آئے کہ ہم عذاب سے چھوٹ جائیں مگر وہ کچھ بھی کریں نہ نکل سکیں گے' ان کو وہاں ہمیشگی کا عذاب ہوگا جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔

۳۸- چور مرد (جیسا کہ طعمہ تھا جس نے زرہ چرائی تھی) اور چور عورت دونوں کے سیدھے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ان کے لیے ان کے بدکام کا یعنی چوری کا یہ بدلہ اور سزا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے کردار کی پاداش ہے' اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ دینے والا ہے' کسی پر ظلم نہیں کرتا' حکیم ہے ہاتھ کاٹنے کے حکم میں اس کی حکمت ہے۔

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ

اور اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والا ہے ○ پھر جو کوئی اپنے ظلم کے بعد توبہ کر لے اور (اپنے آپ کو) درست کر لے (چوری چھوڑ دے)

اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے ○ کیا تمہیں معلوم نہیں

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ

کہ آسمان اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے جسے چاہے معاف

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا

فرما دے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے ○ اے رسول (ﷺ)! آپ کو

يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

وہ لوگ جو کفر میں دوڑتے ہیں کچھ غمگین نہ کریں (وہ منافق ہیں) کچھ وہ ہیں جو اپنے منہ

بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ

سے یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دلوں میں ایمان نہیں اور کچھ یہودی بھی ہیں جو

۳۹- جو شخص ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر کے اخلاص بجا لائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو معاف کر دیتا ہے، جو توبہ کرتا ہے اس کو بخشتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔

۴۰- اے رسول! کیا آپ کو قرآن پاک میں یہ خبر نہیں دی گئی اور یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ آسمان و زمین کے سب خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، وہ سب کا مالک ہے۔ جسے چاہتا ہے اور لائق عذاب سمجھتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، لائق ثواب اور مغفرت سمجھتا ہے اس کو بخشتا ہے، اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی قدرت ہے، مغفرت کرنا اور عذاب دینا دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔

۴۱ تا ۴۲- اللہ پاک نے باقی انبیاء علیہم السلام کو نام سے خطاب فرمایا مگر اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال القاب سے خطاب فرمایا یعنی ''یایھا النبی یایھا الرسول'' سے خطاب فرمایا۔ آپ کا نام لے کر کہیں نہیں پکارا اور امت کو بھی یہی حکم دیا کہ آپ کو نام لے کر نہ پکاریں بلکہ یارسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر ادب سے پکاریں۔ توریت میں گرفتار شدہ زانی کی سزا رجم کا حکم تھا (رجم کے معنی پتھر مار کر مار ڈالنا) یہود اس کو چھپاتے تھے جبکہ امراء اور شرفاء زنا کرتے تھے تو ان کے پادری وعلماء ان کے مال و دولت کی خاطر رجم کا حکم نہ لگاتے تھے۔ بعض نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ جب کوئی غریب زنا کرتا تو رجم کرتے اور امیر ایسا کرتا تو کالا منہ کر کے گدھے پر سوار کرتے، کچھ کوڑے مارتے۔ بعض کسی کو بھی حد رجم نہ

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ

جھوٹی بات بہت سنتے ہیں اور ان لوگوں کے کان بھرتے ہیں آپ کے پاس

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

(ابھی تک) نہیں آئے ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ کی) باتوں کو (جو توریت میں ہیں) اپنے صحیح موقع سے بدل ڈالتے

هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ

ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں: یہ حکم (ہمارا بدلہ ہوا) تمہیں ملے تو مانو اور نہ ملے تو اس سے بچو

فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ

اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑنا چاہے تو تم ہرگز اللہ تعالیٰ سے اس کا کچھ نہ بنا سکو

اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

گے، یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک کرنا ہی نہ چاہا، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ

آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے O یہ بڑے جھوٹ کے سننے والے اور بڑے حرام خور ہیں تو اگر وہ آپ کے

لگاتے، رشوت لے کر توریت کا حکم بدل دیتے تھے، اس کی مذمت اس آیت میں بیان کی گئی۔ براء کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودی پر ہوا جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور کوڑے مارے گئے تھے، آپ نے وہاں کے عالم سے قسم دے کر دریافت کیا جس نے بہ مجبوری یہ اقرار کیا اور کہا کہ امراء کے پیسہ کی خاطر حد رجم متروک ہوگئی، اس کی جگہ منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا مقرر کرلیا ہے، آپ نے حکم فرمایا اور اس کو رجم کیا گیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ خیبر کے یہود میں سے ایک شخص نے زنا کیا۔ ان کے ہاں رجم مقرر تھا۔ انہوں نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے ہاں آدمی بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں اگر رجم نہ ہو تو ان سے حد لگوالیں اور اگر وہ بھی رجم کے لیے کہیں تو نہ مانیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا فیصلہ دیا۔ ابن صوریہ یہود کا عالم تھا، اس پر فیصلہ ٹھہرا، اس نے رجم کی گواہی دی۔ اس پر رجم کیا گیا۔

منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ کفر کی ترغیب دلاتے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت آئی کہ اللہ پاک نے اپنے رسول کو فرمایا کہ یہ منافق جو کہتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں حالانکہ ان کے دل کفر کی طرف راغب ہیں۔ جاسوسی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور اس جماعت کے جاسوس ہیں جو آپ تک بوجہ بغض وحسد نہیں آتے اور خیبر والوں کی طرف سے آپ سے باتیں دریافت کرتے ہیں جیسا کہ بنی قریظہ نے مسئلہ پوچھا اور جھٹلایا۔ یہ یہود اللہ پاک کے حکموں

جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ

پاس آئیں تو آپ کو اختیار ہے ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو اور اگر تم ان سے منہ پھیر

عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

لو گے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر آپ ان میں فیصلہ کریں تو انصاف سے کریں'

بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے O اور (اے نبی ﷺ!) وہ

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ

آپ سے کیوں فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے' پھر اس کے بعد بھی

ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ ع اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ ٦ ع ٩ ١٠

اس سے منہ پھیرتے ہیں اور ان کا (کسی کتاب پر بھی) ایمان نہیں ہے O بے شک ہم نے توریت

کے ظاہر ہو جانے کے بعد ان کو اپنے اپنے موقع سے بدلنا چاہتے ہیں اور توریت میں تحریف کرتے ہیں (توریت میں آپ کی جو ثناء وصفت مذکور ہے اس کو چھپاتے ہیں اور رجم سے انکار کرتے ہیں) رئیس اور عالم یہود کے کم درجہ کے لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کوڑے مارنے کا حکم دیں تو قبول کرنا' اس کو ماننا اور عمل کرنا اور اگر کوڑے کا حکم نہ دیں' رجم کو کہیں تو قبول نہ کرنا' یا یہ کہ یہ مقولہ منافقین کا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! تم ان باتوں کا خیال نہ کرو' یہ ایمان نہ لائیں تو غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی جس کا کفر و شرک دور نہ کرے تو تم اس کو کیونکر بچا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان منافق اور یہودیوں کے دل پاک نہیں کرنا چاہتا۔ ان کے دلوں سے مکر و خیانت اور کفر پر اصرار کبھی نہیں نکلے گا' ان کو دنیا میں یہ عذاب ہے کہ قتل ہوں گے جلاوطن کیے جائیں گے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی برا ہے۔ یہ لوگ خود جھوٹ بولنے والے ہیں اور جھوٹ قبول کرنے والے ہیں' رشوت اور حرام مال کھانے والے ہیں' اگر یہ لوگ تمہارے پاس آئیں یعنی بنی قریظہ اور بنی نضیر یا خیبر والے تو تم ان میں رجم کا حکم کرو اور اگر نہ چاہو تو کچھ حکم نہ کرو' ان کے جھگڑوں سے منہ پھیر لو' اگر کچھ حکم نہ کرو گے تو یہ تمہارا کچھ نہیں کر سکتے اور اگر حکم کرو تو انصاف یعنی رجم کا حکم کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے' جو کتاب اللہ کے موافق حکم دیتے ہیں ان کو پسند فرماتا ہے۔

٤٣۔ یہود کے حال پر تعجب کا اظہار فرمایا ہے' جب یہ اسلام نہیں لاتے تو آپ کے پاس حکم لینے کو کیوں آتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت موجود ہے' اس میں خدا تعالیٰ کا حکم یعنی زانی کو رجم کرنا موجود ہے' مگر یہ پھر بھی اس سے پھر جاتے ہیں اور نہ توریت کو مانتے ہیں نہ قرآن پاک کو' نہ یہ یہودی ہیں نہ یہ مسلمان' ان کو یقین و ایمان ہی نہیں نہ قرآن پر نہ توریت پر' یہ دنیا ساز مکار ہیں۔

فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا

اتاری اس میں ہدایت اور نور تھا' اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار نبی اور مشائخ اور عالم (اور فقیہہ)

لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا

یہود کو اس پر چلنے کا حکم دیتے تھے اور کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت

مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ

کے امانت دار بنائے گئے تھے اور وہ اس پر محافظ اور گواہ تھے تو تم لوگوں سے خوف نہ کرو'

وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ

مجھ سے ہی ڈرو اور میری آیتوں کو تھوڑی سی ذلیل قیمت لے کر نہ بدلو اور جو

يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا

اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہ دیں وہی لوگ کافر ہیں ○ اور ہم نے

عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ

(توریت میں) ان پر یہ بات واضح کر دی کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے

۴۴- بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری' اس میں ہدایت اور روشنی کی راہ دکھلائی۔ رجم وغیرہ کے احکام سب لکھے' وہ نور سے پر تھی' پیغمبر اس پر عمل کرتے تھے' اسی کے مطابق ان یہودیوں کے باپ دادا کو فتویٰ دیتے تھے یعنی وہ ہزار پیغمبر جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان میں آئے اور اللہ والے اور اچھے اور سچے عالم بھی اسی کے مطابق حکم جاری کرتے تھے جو گوشہ نشین تھے' کسی کی امیری کی پروا نہ رکھتے تھے اور سب دیانت دار عالم اسی پر چلتے اور اسی کو یاد کرتے تھے' اس لیے کہ ان کو اس کی حفاظت اور اتباع کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے احکام پر گواہ تھے بالخصوص احکام رجم پر۔ پس اے اللہ کے سچے عالمو! اللہ پاک کی ثناء بیان کرو اور حکم رجم ظاہر کرنے میں لوگوں کا خوف نہ کرو اور اللہ پاک کی آیات بیچ کر دنیا کے تھوڑے سے دام مول نہ لو۔ یعنی خوشامد اور پیسوں کے لیے تحریف نہ کرو اور جو خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانے گا' اس کو چھپائے گا' رجم وغیرہ کا اقرار نہ کرے گا اور ثناء وصفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر نہ کرے گا وہ کافر ہے' جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور کتاب کو نہیں مانتا اس کو سزا ملے گی۔

۴۵- بنی اسرائیل پر ہم نے توریت میں یہ بات فرض کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان یعنی اگر کوئی کسی کو قصداً مار ڈالے تو وہ بھی قصاص میں مارا جائے گا اور آنکھ کے بدلہ میں آنکھ' ناک کے بدلہ میں ناک' کان کے بدلہ میں کان' دانت کے بدلے دانت جو قصداً ان چیزوں میں سے کاٹے گا بدلہ لیا جائے گا' اگر کوئی زخم لگائے گا اس کا بھی قصاص ہوگا۔ جو عدل

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ

ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں میں ویسا ہی بدلہ ہے اور جو کوئی (اپنی خوشی سے)

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ

اس بدلہ کو معاف کر دے تو یہ اس کے لیے اس (کے گناہ) کا کفارہ ہو جائے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

کے تارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں ۝

وَقَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا

اور ہم نے ان (نبیوں) کے پیچھے ان کے قدم بہ قدم عیسیٰ ابن مریم کو چلایا وہ اپنے سے پہلے

بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ

کی کتابوں توریت (وغیرہ) کی تصدیق کرتے تھے اور ہم نے ان کو انجیل عطا فرمائی تھی جس میں

نُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

ہدایت اور نور تھا اور وہ اپنے سے پہلی (کتابوں) توریت (وغیرہ) کی تصدیق کرتی تھی اور پرہیز گاروں کے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ؕ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ

لیے (ہدایت) اور نصیحت تھی ۝ اور انجیل والوں کو چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس میں اتارا ہے اس کے مطابق

و انصاف کے مطابق بدلہ ہوگا وہ دیا جائے گا' جو زخم مارنے والوں کو معاف کر دے گا تو اس کے گناہ کا کفارہ ہوگا یعنی اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے' یا یہ کہ زخم کا کفارہ ہوگا یعنی اس سے بدلہ نہ لیا جائے گا۔ جو خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانے گا اور قرآن پاک کے احکام پر نہ چلے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا' اپنا نقصان کرے گا۔ اپنی عاقبت خراب کرے گا۔

۴۶ تا ۴۷۔ ان رسولوں کے بعد ہم نے سب بنی اسرائیل میں سے آخری رسول عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا' جو کتابیں ان سے پہلے پیغمبروں پر اتری تھیں وہ ان کی تصدیق کرتے تھے۔ توریت کے اصول میں اور بعض فروع میں مطابق تھے' ہم نے ان کو انجیل دی تھی جس میں ہدایت تھی یعنی گمراہی سے نجات دیتی تھی اور اس میں نور تھا' بیان احکام بالخصوص حکم رجم خوب واضح کر دیا تھا' توریت کے توحید و رجم میں موافق تھی' بندوں کے حق میں بڑی نصیحت تھی' اچھے لوگوں کو کفر کے عذاب سے ڈراتی تھی۔ نصاریٰ کے لیے حکم تھا کہ انجیل پر چلیں' اس کے مطابق فیصلے کریں اور اس کے مطابق کاربند ہوں' اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی ہے تصدیق کی ہے' پس ان پہ ایمان لائیں' توحید اختیار کریں

مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاَنْزَلْنَآ

حکم دیا کریں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے (احکام) کے مطابق حکم نہ دے تو وہی بدکار ہیں O اور (اے نبی ﷺ!)

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری جو اگلی کتابوں (توریت انجیل وغیرہ) کی تصدیق کرتی ہے

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ

اور اس پر نگہبان (اور گواہ) بھی ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق ان کے درمیان

اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً

فیصلہ کریں (اے سننے والے!) اس حق کو چھوڑ کر جو تیرے پاس آیا ہوا ہے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا' ہم نے تم سب کے لیے

وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

ایک ایک شریعت اور راستہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت (گروہ) کر دیتا مگر (اسے منظور یہ ہے کہ) جو کچھ

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے تو تم بھلائیوں (نیکیوں) کی طرف دوڑو اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو پھر جانا ہے

اور رجم وغیرہ احکام کو مانیں۔ جو خدا تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کو نہ مانے گا اور اس کی بات چھپائے گا وہ فاسق ہے' طاعت الٰہی سے باہر اور کھلا کافر ہے۔

۴۸ تا ۵۰- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے تم کو قرآن پاک دیا' حضرت جبرائیل کے ہاتھ اپنا پیغام بھیجا۔ سچی کتاب جو حق و باطل میں فرق بتاتی ہے اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے تم کو عنایت کی' وہ قرآن پاک ان کتابوں کی جو اس سے قبل اتری ہیں تصدیق کرتا ہے اور اصول ملت اور بعض فروع میں ان کے مطابق ہے اور ان کتابوں پر مہیمن ہے یعنی سب کے حق ہونے کا گواہ ہے۔ یا یہ کہ حکم رجم میں خاص کر ان کے موافق ہے۔ یا یہ کہ ان کے احکام کی نقل کرنے میں اور قصوں کے بیان میں امانت دار اور نہایت سچا ہے۔ یہود و نصاریٰ جو توریت و انجیل میں تحریف کرتے ہیں اور جھوٹے قصے اور بے ہودہ باتیں بنا لیتے ہیں ان کو وہ رد کرتا ہے۔ پس تم ایسی مبارک کتاب کے مطابق بنی قریظہ و بنی نضیر و اہل خیبر کو حکم دیا کرو اور جو خدا تعالیٰ نے تمہیں بتلایا ہے اور کلام تم پر اتارا ہے اس پر کاربند رہو' ان دغابازوں کا کہا نہ مانو کہ وہ رجم کے حکم کو بدلنا چاہتے ہیں اور تم سے بھی جھوٹا حکم لینا چاہتے ہیں اس کے بعد کہ ہم نے تم کو حق بتا دیا اور قرآن میں صاف بیان آ گیا' اب تم کسی کا اتباع نہ کرو' ہم نے ہر نبی کے لیے الگ طریقہ اور الگ دستور مقرر کیا ہے۔ الگ شریعت دی ہے۔ فرض سنتیں ہر پیغمبر کو دی ہیں' اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت بنا دیتا اور سب کا ایک طریقہ مقرر کرتا مگر یہ اس لیے کیا کہ بنی آدم کا امتحان ہوتا رہے کہ میرے بار بار حکم بدلنے کو

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ

تو وہ تم کو بتا دے گا جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے O اور یہ کہ (اے نبی ﷺ!) اللہ تعالیٰ کے اتارے

اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ

ہوئے حکم کے موافق ان میں فیصلہ کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ (ایسا نہ ہو) کہ وہ کسی حکم

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ

سے جو اللہ تعالیٰ نے تیری طرف اتارا ہے تجھے بہکا دیں، پھر اگر منہ پھیریں (نہ مانیں) تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض

يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾

گناہوں کی سزا ان کو دینا چاہتا ہے اور بہت سے آدمی یقیناً نافرمان ہی ہیں O

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا

تو کیا وہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور یقین کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر

مانتے ہو یا نہیں اور میری شریعتوں کو منسوخ کرنے کو حق جانتے ہو یا نہیں اور تاکہ تم اپنے دلوں سے وسوسے اور وہم کو دور کر ڈالو اور سمجھ لو کہ حاکم میں ہی ہوں، پس اے امت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری طرف دوڑو۔ نیکیوں کی طرف رغبت کرو اور فرائض وسنن ادا کر کے سب امتوں پر سبقت لے جاؤ۔ تم اور سب امتیں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو گے، وہ سب جھگڑے فیصل کرے گا، جس جس بات میں اختلاف کرتے تھے اور شبہ میں پڑتے تھے سب ظاہر ہو جائے گا، اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ نے جو قرآن پاک اتارا ہے تم اس کے مطابق حکم دو۔ بنی قریظہ اور بنی نضیر اور خیبر والوں میں اسی کے مطابق فیصلہ کرو اور ان کی خواہشوں کا اتباع نہ کرو۔ وہ تم کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان سے بچتے رہو اور یہ احتیاط رکھو کہ کہیں قرآن پاک کے خلاف کسی مسئلے میں تم سے حکم نہ دلوا دیں۔ یعنی رجم کی جگہ کوڑے نہ کر دینا، اگر یہ لوگ رجم اور قصاص نہ مانیں، جو تم حکم کرو اس کو قبول نہ کریں تو سمجھ لو کہ اب ان کی شامت آنے والی ہے اور جان لو کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ ان کو ان کے بعض کفر اور بے ایمانیوں کی سزا دے۔ یا یہ کہ بعض سے کنایہ ہے کل کا یعنی ان کے گناہوں کا بدلہ دے۔ بے شک اکثر اہل کتاب فاسق ہیں، خدا تعالیٰ کی اطاعت سے خارج ہیں اور کافر ہیں۔ کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ جیسے یہ لوگ جاہلیت میں جو حکم چاہتے تھے بدل ڈالتے تھے اب تم بھی ویسے ہی بدل دو اور اسی طرح کا حکم دے دو۔ سو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ سچے ایمان داروں اور کامل یقین رکھنے والوں کے لیے خدا تعالیٰ سے زائد کس کا حکم ہو سکتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ آیتیں قصاص کے بارے میں اتری ہیں، یہود میں بھی قصاص اسی طرح تھا جیسے ہمارے ہاں ہے مگر انہوں نے امیروں کی خوشامد کے لیے اس میں گڑبڑ کر لی تھی۔ قصاص کا ایک مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور توریت کے خلاف حکم مانگا۔ تب یہ آیتیں اتریں۔

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ

کس کا حکم ہو سکتا ہے ○ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بنایا کرو

وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

وہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا تو

مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾

وہ انہی میں سے ہو گا' بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا ○

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ

پھر تم دیکھو گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے وہ یہود اور نصاریٰ سے دوڑ

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ

کر ملتے ہیں' کہتے ہیں کہ ہم کو خوف ہے کہ ہم پر کوئی گردش نہ آ جائے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ

يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا

(مسلمانوں کی) فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی اور حکم' پھر تو ان باتوں پر جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپائی تھیں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ۭ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ

پچھتاتے رہ جائیں گے ○ اور ایمان والے کہیں گے کہ یہی ہیں جنہوں

۵۱- اے مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا رفیق' خیر خواہ' مددگار اور معین نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور مددگار ہیں' ظاہر و باطن میں دل سے اور زبان سے ہر طرح سے آپس میں تمہاری دشمنی کے لیے ایک ہیں' جو ان کو اپنا دوست اور مددگار بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔ اللہ پاک اپنی مدد اٹھا لے گا' ان کی مدد پر اس کو چھوڑ دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم ہٹ دھرم لوگوں کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتا' اکثر یہود و نصاریٰ ہمیشہ گمراہ رہیں گے' ان کو ہدایت نصیب نہ ہوگی۔

۵۲ تا ۵۳- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں شک اور نفاق کی سخت بیماری ہے دیکھیں گے کہ اہل کتاب کی دوستی کا بہت دم بھرتے ہیں اور ان سے بہت محبت کرتے ہیں' آپس میں یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست ہو جائے تو ہم کو بھی ان کے ساتھ رنج و آفت کا سامنا ہوگا۔ اس لیے ہم اس وقت کے واسطے یہود و نصاریٰ کا آسرا لگائے ہوئے ہیں۔ یہ ان کی بالکل بے ہودہ باتیں ہیں اس لیے کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی فتح و نصرت اپنے رسول کریم اور ان کے اصحاب کو دے گا۔ یا ان اہل کتاب پر ایسا عذاب لائے گا کہ یہ پشیمان ہوں گے (سو یہ وعدہ

الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ

نے اللہ کی سخت قسمیں کھا کر یہ کہا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں' ان کے سب اعمال اکارت

اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ

ہو گئے تو وہ نقصان میں رہ گئے O اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی

يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ

اپنے دین سے پھر جائے گا تو (وہ اسلام کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا) عنقریب اللہ تعالیٰ

يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۚ

ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور اللہ تعالیٰ ان کا پیارا ہو گا' مسلمانوں پر نرم اور کافروں کے مقابلہ میں سخت

يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۤئِمٍ ؕ ذٰلِكَ

ہوں گے' اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کچھ خوف نہ کریں گے'

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ کشائش دینے والا' علم والا ہے O (اے مسلمانو!)

اللہ نے پورا فرمایا مکہ فتح ہوا' بنی قریظہ اور بنی نضیر قتل ہوئے۔ جلا وطن کیے گئے) پس اس وقت یہ لوگ پشیمان ہوں گے۔ ندامت میں گرفتار ہو جائیں گے اور یہودیوں کی محبت جو اپنے دل میں رکھتے تھے اس پر ندامت اٹھائیں گے اور سچے ایمان دار مسلمان اس وقت عبداللہ بن ابی وغیرہ سے کہیں گے کہ یہ تمہارے گرو منافق کیا وہی لوگ ہیں جو پہلے سخت سخت قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یعنی مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے ہمراہ ہیں۔ سو آج یہ اہل کتاب کی دوستی کے سبب کیسے پشیمان اور خوار ہوئے' ان کے اچھے عمل اور نیکیاں بالکل بیکار ہیں اور یہ بھی کافروں کے ساتھ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

ف: ''عسی'' جب قرآن شریف میں آتا ہے تو وجوب کا فائدہ دیتا ہے' جب کوئی اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے تو کہیں گے ''اقسم جهد يمينه'' اس لیے کہ اللہ پاک کی قسم سے بڑھ کر کوئی قسم نہیں۔

٥٤ تا ٥٦- اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی شخص کمبخت مرتد ہو جائے اور میرے رسول کی حیات ظاہری میں یا وفات کے بعد دین اسلام چھوڑ دے تو تم غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جو خدا تعالیٰ کو دوست رکھتے ہوں گے اور خدا تعالیٰ ان کو مسلمانوں کے ساتھ نرم اور کافروں پر سخت بنا دے گا۔ مسلمانوں سے ایسے پیش آئیں گے جیسے کوئی ذلیل و عاجز ہوتا ہے اور کافروں پر غالب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب جہاد کریں گے' کسی کی ملامت کا خوف نہ کریں

وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ
تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں
وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُونَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ
اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) جھکے رہتے ہیں ○ اور جو کوئی اللہ اور اس کے
رَسُولَهٗ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ﴿۵۶﴾ ع
رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے گا پس اللہ تعالیٰ ہی کا گروہ غالب رہے گا ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ
اے ایمان والو! جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا لیا ہے ان لوگوں میں سے
هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ
جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کافر (مشرکین وغیرہ میں سے) ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اگر تم مومن
اَوْلِيَآءَ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ
ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہو ○ اور جب نماز کے لیے

۸ ع ۶ ۱۲

گے۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر فضل ہوگا اس لیے وہ ایسی باتیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے اپنا فضل جس پر چاہے کرے اس کی بخشش فراخ ہے اور اس کو ہر بات کا علم ہے کہ کون مستحق ہے اور کسے بخشش ملے گی۔ بنی اسد اور غطفان اور کندہ اور مرارہ کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ان کو مغلوب کیا۔ یمن کے لوگ مسلمان ہوئے ان کی تعریف میں یہ آیت اتری۔ عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب اسد اور اسید اور ثعلبہ کا مسلمان ہونے کے بعد یہود نے ساتھ نہ دیا اور ان پر ظلم کیا تو یہ اترا کہ اے مسلمانو! تمہارا حافظ و ناصر اور مونس خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ہیں اور وہ سچے مسلمان ہیں جیسے حضرت ابوبکر وغیرہ جو پنج وقتہ نماز اچھی طرح قائم کرتے ہیں اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں نماز باجماعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ادا کرتے ہیں جس کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے مسلمان دوست ہوں گے اور وہ ان سے محبت کرے گا وہ ہمیشہ غالب رہے گا اس لیے کہ یہ لشکر الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا لشکر ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور غالب ہی رہے گا۔

۵۷ تا ۵۸- اے ایمان والو! ایسے لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جو تمہاری نماز اذان اقامت کا ہنسی مذاق بناتے ہیں اور کھیل ٹھٹھا سمجھتے ہیں ایسے اہل کتاب کو اپنا دوست نہ بناؤ اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اگر اسلام کا دعویٰ ہے تو ان سے دوستی کا نام نہ لو۔ جب تم اذان یا اقامت کہتے ہو اور آدمیوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے بلاتے ہو تو یہ بڑا تمسخر اڑاتے اور مذاق

اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

اذان دیتے ہو تو وہ اس سے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں یہ اس لیے کہ وہ نرے

یَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ

بے عقل لوگ ہیں O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے کہ اے کتاب والو! تم کو تو ہماری صرف یہی بات بُری

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ

لگتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور اس پر جو ہم سے پہلے اتار گیا ایمان لے آئے

اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ

ہیں اور بے شک تم میں اکثر نافرمان ہیں O (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کہ کہو تو میں تم کو جو اللہ کے نزدیک

مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَیْهِ وَ جَعَلَ

اس سے بدتر درجہ میں ہیں بتا دوں وہ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا

مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِیْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ

(غصہ ہوا) اور ان میں سے کچھ بندر اور سؤر بنا دیئے اور شیطان کے پجاری انہی لوگوں کا بُرا ٹھکانہ ہے (یہی لوگ سب سے

مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿٦٠﴾ وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا

بدتر ہیں) اور وہی سیدھے راہ سے بھی بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں O اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں

کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے دین اس کے ضروری احکام اور اس کی توحید کو کھیل سمجھ کر اور بے اصل جان کر کچھ عزت و وقعت نہیں کرتے۔ اس کی تعظیم کی بجائے اس کی حقارت کرتے ہیں۔

٥٩- اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم یہود سے کہہ دو کہ تم جو ہم پر اعتراض کرتے ہو اور عداوت اور حسد رکھتے ہو اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے اس کا کوئی شریک نہ سمجھا تمہاری طرح اس کے لیے بیوی اور بیٹا نہ ثابت کیا اور اپنے قرآن پاک پر جو ہم پر اترا ہے اور جو کتابیں پہلے اتری تھیں توریت' انجیل اور صحیفے ان سب پر ایمان لائے اور تم میں سے اکثر کافر و فاسق ہو گئے ہیں اگر یہ حسد ہے تو تم بھی ایمان لے آؤ۔

٦٠- یہود کہا کرتے تھے کہ دین محمدی علی صاحبہ التحیۃ والسلام کے برابر ہم نے کوئی مذہب باطل اور پر خطا نہ دیکھا نہ سنا اس میں بھلائی کا نام نہیں۔ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر مانتے ہیں جو پیغمبر نہ تھے ان کا رد اترا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ اگر بالفرض یہ دین برا ہے تو اس سے اور سب دینوں سے برا دین اور عذاب و عقوبت کا مستحق مذہب تم

اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
کہ ہم تو ایمان لے آئے حالانکہ وہ آتے وقت بھی کافر تھے واپس جاتے وقت بھی کافر اور جو کچھ چھپا رہے ہیں اللہ تعالیٰ
اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ
اسے خوب جانتا ہے ○ اور آپ ان میں بہتوں کو دیکھیں گے
فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
کہ گناہ اور ظلم و زیادتی اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں' بے شک وہ بہت ہی برے
يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ
کام کر رہے ہیں ○ ان کے مشائخ ' درویش اور پادری ان کو گناہ کی بری بات کہنے اور
الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾
حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے' بے شک وہ (پادری وغیرہ) بھی بہت ہی برے کام کر رہے ہیں (کہ اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا نہیں کرتے)○
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا
اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ تنگ ہیں (باندھے ہوئے ہیں) انہی کے ہاتھ

کو بتلاؤں کون سا ہے' اس کا مذہب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ملعون کیا۔ دنیا میں جزیہ آخرت میں دوزخ اس کا نصیب ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت ان میں سے کچھ بندر بنا دیے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت جب مائدہ کھانے کے بعد نافرمانی کی تھی تو بعض کو سوٴر بنایا گیا تھا۔ القصہ ایسے لوگ سب سے بدتر اور مستحق عذاب وعقوبت ہیں اور صراط مستقیم سے بہت دور ہیں۔

٦١- جب منافق یا کم درجہ کے ذلیل یہودی تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تمہاری تعریف بے شک توریت میں ہے حالانکہ جب وہ آئے تو کافر تھے اور جب تمہارے پاس سے گئے تب بھی کافر ہی تھے۔ تمہاری صحبت میں تمہاری ہدایت نے ان منافقوں کے دلوں میں کچھ اثر نہ کیا۔ اگرچہ ظاہراً طور پر تم ان کو مسلمان سمجھو مگر ان کی چھپی بات کا یعنی کفر وشرک کا حال اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے' وہ خوب جاننے والا ہے۔

٦٢ تا ٦٣- اے رسول! تم اکثر یہودیوں کو دیکھو گے کہ گناہ کرنے میں اور شرک اختیار کرنے میں اور مخلوق پر ظلم اور تعدی کرنے میں اور لوگوں کا مال حرام طرح طرح سے کھانے میں' رشوت لینے میں اور رشوت دے کر حکم الٰہی بدل ڈالنے میں بڑے جلد باز ہیں اور بے دھڑک کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں' بے شک یہ بہت ہی برا کرتے ہیں۔ تعجب تو ان کے عالموں اور عابدوں پر ہے جو اللہ والے کہلاتے ہیں اور بڑے عالم مشہور ہیں کہ وہ انہیں ان برے کاموں سے کیوں منع نہیں کرتے اور

منزل ٢

قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا

تنگ ہو جائیں (باندھے جائیں) اور ان پر اس کہنے کے بدلہ لعنت پڑی بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دونوں ہاتھ کشادہ

مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اس لیے ان میں

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا

بہتوں کی شرارت اور کفر میں ترقی ہوگئی کہ ہم نے ان کے درمیان قیامت تک آپس کی عداوت اور کینہ ڈال دیا' جب

لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ

کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لیے دوڑتے

اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا

پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں فرماتا O اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے

گناہ کی بات یعنی شرک اور حرام خوری سے کیوں باز نہیں کرتے' بے شک یہ عالم بہت ہی برا کرتے ہیں جو نصیحت کرنا ترک کر رکھا ہے۔ ان پر نصیحت کرنا فرض ہے مگر نہیں کرتے' یہ سب خدا کے عذاب کے مستحق ہیں۔

٦٤- یہود میں سے ایک شخص تھا فخاص بن عازورا نامی' اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہے جو بہت سا مال نہیں دیتا' اس کا رد نازل ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہے کھلتا نہیں' چنانچہ انہی کم بختوں کے ہاتھ بند کر دیے گئے' بہتری اور بھلائی سے روک دیے گئے اور اس بے ہودہ بات پر ان پر لعنت کی گئی کہ دنیا میں ہمیشہ جزیہ دیتے رہیں گے اور ذلیل رہیں گے۔ بلکہ اس مالک حقیقی کے ہاتھ تو کھلے ہیں' سب اچھوں بروں کو روزی دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے دیتا ہے' جب چاہتا ہے بہت دیتا ہے جب چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ اے رسول! آپ پر جو یہ قرآن پاک اترا ہے تو یہ بہت سے یہودیوں کو گمراہی اور کفر میں زیادتی میں مبتلا کرے گا یعنی جتنا اللہ پاک قرآن اتارتا جائے گا یہ کفر کریں گے اور گمراہ ہوتے جائیں گے کیونکہ یہ انکار کریں گے اتنا کفر بڑھتا جائے گا۔ ہم نے ان کے درمیان آپس میں قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے' ایک دوسرے کو مارے گا ہلاک کرے گا۔ جب مسلمانوں سے جنگ و جدال کرنے کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھگا دے گا اور ان کے آپس میں نااتفاقی ڈال دے گا۔ جنگ کی آگ بھڑکائیں گے' یہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں' لوگوں کو دین توحید سے روکتے ہیں' شرک کی طرف بلاتے ہیں' خدا تعالیٰ ہرگز مفسدوں اور مشرکوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

٦٥ تا ٦٦- اگر اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پاک پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے' یہودیت اور نصرانیت سے توبہ کرتے تو ہم ان کے گناہ جو حالت کفر میں کیے ہیں بخش دیتے اور آخرت میں ان کو

وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾

اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے (معاف کر دیتے) اور ضرور ہم انہیں چین کے باغوں میں داخل کر دیتے ○

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

اور اگر وہ توریت و انجیل اور جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے (قرآن) اتارا گیا ہے (اس کے احکام)

مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط

کو قائم رکھتے (توریت و انجیل کے حکم کے موافق قرآن و نبی امی پر ایمان لے آتے) تو انہیں اوپر سے بھی اور ان کے پاؤں

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع ٩ ع ١٠ ١٢

کے نیچے سے بھی (ہر طرف سے) رزق ملتا اور ان میں ایک گروہ اعتدال و انصاف پر (بھی) ہے اور ان میں اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں ○

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ

اے رسول! (ﷺ) جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے (اس کو لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر ایسا

تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط

نہ کیا تو آپ نے اس کا کوئی پیغام بھی نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے (شر سے) آپ کی نگہبانی کرے گا

نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔ اگر یہ توریت اور انجیل کو مانتے اور انہی پر قائم رہتے تو خواہ مخواہ ان کو ایمان پر مجبور ہونا پڑتا اس لیے کہ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں صاف صاف تحریر ہیں اور ان کی ثناء وصفت جا بجا مذکور ہے' اگر یہ ان پر قائم رہتے اور ان کی باتیں ظاہر کرتے اور سب رسولوں اور کتابوں کا اقرار کرتے تو خیر و برکت پاتے' انہیں ہر طرف سے رحمت گھیر لیتی مگر یہ تو مانتے ہی نہیں۔ بعض ان میں سے اچھے بھی ہیں یعنی جو ایمان لے آئے ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی' بحیرہ راہب اور اس کے ساتھی اور نجاشی بادشاہ ملک حبشہ اور سلمان فارسی اور ان کے ہمراہی۔ مگر بہت سے لوگ برائی ہی پر جان دیتے ہیں جیسے کعب بن اشرف' کعب بن اسد' مالک بن حنیف' سعید بن عمر' ابو یاسر' حیی بن اخطب وغیرہ۔ ''ما انزل الیھم'' سے توریت و انجیل مراد ہیں یا عام صحف اور ساری آسمانی کتابیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہر کتاب میں ہے۔

٦٧- اے رسول! تم میرا پیغام صاف صاف پہنچا دو اور قرآن پاک سنا دو' کسی کا خوف نہ کرو' ان کی بت پرستی کی برائیاں' کمزوریاں' ان کے دین کی مذمت' ان کے ساتھ لڑائی کا حکم' ایمان کی طرف دعوت جو کچھ اترے بے دھڑک ان کے سامنے پڑھو اور سناؤ' یہود و نصاریٰ اور بت پرست کسی سے نہ ڈرو' اگر تم اس بارے میں کمی کرو گے تو تم گویا پیغام پہنچانے میں کمی و نقصان کرو گے' اگر بالفرض یہ امر ادا نہ ہوا تو گویا پیغام ہی نہ پہنچا' ان لوگوں سے نہ ڈرو' خدا تعالیٰ تم کو ان کے شر سے بچائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ضدی' ہٹ دھرم کافروں کو ہدایت نہیں دکھاتا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو راستہ نہیں دکھاتا ہے O (اے نبی!) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب!
لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ
جب تک توریت و انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے
إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ
(سب کو) قائم نہ رکھو گے تو تم کسی دین پر نہیں ہو اور بے شک (اے نبی!) وہ (کلام) جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی
مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾
طرف اتارا گیا ہے اس سے بہتوں کو شرارت اور کفر کی ترقی ہو گی تو آپ کافروں کا کچھ بھی غم نہ کھائیں O
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ
بے شک وہ لوگ جو (صرف زبان سے) اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور یہودی اور ستارہ پرست اور عیسائی ان میں
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
سے جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر (سچے دل سے) ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو نہ ان پر کچھ خوف ہے

۶۸- اے رسول! تم اہل کتاب سے صاف کہہ دو کہ تم بالکل کافر ہو' جب تک تم توریت' انجیل کو ٹھیک ٹھیک دستور العمل نہ بناؤ گے اور کتاب کے کہنے پر نہ چلو گے تمہارا کوئی دین ہی نہیں۔ یعنی جب تم ظاہر میں ان کو سچا جانتے ہو اور ان کے برخلاف عقیدے رکھتے ہو تو گویا نہیں مانتے اور ان کے نہ ماننے والے کو تم خود کافر سمجھتے ہو پس تم اپنے منہ سے خود ہی کافر ہوئے۔ جب تک توریت وانجیل اور دوسرے صحیفوں پر جو اور پیغمبروں پر اترے ہیں ایمان نہ لاؤ گے تمہارے دین کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اے رسول! یہ قرآن پاک ان میں سے اکثر لوگوں کو کھلا کافر بنا دے گا اور ان کے کفر اور گمراہی' سرکشی اور بے ایمانی کو زیادہ کردے گا۔ تم ان کا غم نہ کرو۔ یہ کافر ہیں ہلاک ہوں گے یعنی جتنا قرآن اترے گا یہ انکار کریں گے اور قرآن پاک کا انکار توریت وانجیل بلکہ سب کتابوں کا انکار ہے' اس لیے کہ ان میں قرآن پاک کے حق میں ہونے کی پیش گوئیاں صاف صاف لکھی ہوئی ہیں۔

۶۹- اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور سب پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لائے اور ایمان پر مرے ان کو قیامت میں نہ کوئی رنج ہوگا نہ غم۔ یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودیوں میں سے اور صابیوں میں سے جو ایک فرقہ ہے نصاریٰ کا' مگر عام نصاریٰ سے کفر وشرک میں کم ہے' ان سب سے اور عام نصاریٰ میں سے جو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت پر ایمان لائے گا' اچھے کام کرے گا' اخلاص برتے گا' اپنے برے مذہب سے توبہ کرے گا تو ان کو بھی ڈر نہ ہوگا اور کفر کی حالت میں جو گناہ کیے ان کا رنج نہ ہوگا۔ یا یہ کہ جب کافر ڈریں گے' رنج میں مریں گے ان کو فکر نہ ہوگی۔ یا یہ کہ

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کی طرف بہت سے رسول

رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا

بھی بھیجے تھے جب کوئی رسول ان کے پاس وہ احکام لے کر آیا جو ان کی نفسانی خواہش کے خلاف تھے تو ایک گروہ کو انہوں نے

وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا

جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرنے لگے ○ اور انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان کو کوئی سزا نہ ہوگی تو وہ اندھے اور بہرے بن گئے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی

ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

توبہ قبول کی (جب انہوں نے توبہ کی) (اس کے بعد) پھر ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ

اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے ○ بے شک وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تو مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے

جب موت ذبح ہوگی ان کو خوف نہ ہوگا اور دوزخ بند ہوگی تو ان کو رنج نہ ہوگا۔

٧٠ تا ٧١- بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے توریت میں عہد لیا تھا کہ شرک نہ کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ان پر ایمان لانا' اس کے بعد ہم نے بہت سے رسول بھیجے' جو پیغمبر ایسا حکم لے کر آیا کہ ان کے دلوں کو نہ بھایا اور ان کی رائے کے موافق نہ ہوا اس سے انکار کیا۔ بعضوں کو فقط جھٹلایا اور بعضوں کو مار بھی ڈالا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جان سے مار ڈالا اور یہ سمجھے کہ اب ہم سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا' کوئی بلا نہ آئے گی۔ فتنہ سے مراد بلا یا گمراہی یا قلب کا فساد اور سیاہی ہوسکتا ہے' یہ لوگ سمجھے کہ ہم اچھے خاصے رہیں گے حالانکہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایسی حرکتیں کریں اور دل سے صاف رہیں' وہ اندھے ہو گئے یعنی دلوں سے نور نکل گیا' حق سے بہرے ہو گئے کافر ہو گئے' پھر جب یہ مسلمان ہوئے اور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے قصور معاف کیا مگر انہوں نے پھر دیدہ و دانستہ کفر اختیار کیا اور اندھے بہرے بن گئے اور ان میں بہت سے کفر ہی پر مر گئے' اللہ تعالیٰ ان کے سب کام کفر اور انبیاء کا قتل وغیرہ دیکھتا ہے اور سب کی جزاء دے گا۔

٧٢ تا ٧٤- ان آیات میں نصاریٰ کے فرقوں کا رد فرمایا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح بن مریم خدا تھے وہ عجب بے عقل اور کافر ہیں' یہ قول فرقہ نسطوریہ کا ہے قطع نظر دلیل عقلی کے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں کہ وہ خود بنی اسرائیل کو نصیحت کرتے تھے کہ اللہ پاک ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے' جو اللہ تعالیٰ کے لیے ساتھی بنائے گا اور شرک کی حالت پر مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا۔ دوزخ میں جگہ پائے گا اور قیامت میں مشرکوں کا جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں کوئی مددگار نہ ہوگا جو عذاب الٰہی سے ان کو بچائے۔ جو

ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي

حالانکہ مسیح نے خود یہ فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل! تم اللہ ہی کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا (دونوں

وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

کا) رب ہے کیونکہ جو کوئی اللہ کا شریک ٹھہرائے تو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی

وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ

اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں O بے شک وہ بھی کافر ہیں

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ — وقف لازم

جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین خداؤں میں سے تیسرا ہے حالانکہ بجز ایک اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود ہے ہی نہیں

وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور اگر وہ اپنی اس (ناحق) بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر مریں گے

مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ

ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا O تو پھر وہ کس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور کیوں اس سے معافی نہیں چاہتے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ

حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے O مسیح ابن مریم تو صرف اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے بے شک

فرقہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تین میں سے ایک ہے یعنی تین ٹکڑے ہیں ایک باپ' ایک بیٹا' ایک روح القدس' اللہ تعالیٰ اس مجموعہ سے ایک ٹکڑے کا نام ہے یعنی فرقہ مرقوسیہ' وہ بھی سخت کافر ہیں۔ سب آسمان زمین کا اور ان کے رہنے والوں کا خدا ایک ہی ہے جس کا نہ کوئی بیٹا' نہ بیوی' نہ شریک۔ اگر یہ کمبخت یہود و نصاریٰ اپنے کفر سے توبہ نہ کریں گے اور دین اسلام قبول نہ کریں گے تو ان کو ایسا سخت عذاب پہنچے گا جو ان کے دل تک کی خبر لے گا۔ پس ان کو کیا ہو گیا ہے جو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور توبہ نہیں کرتے اور اس بے ہودہ بات کو چھوڑ کر اپنے گناہوں سے استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بخشتا ہے اور جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے۔

٧٥ تا ٧٦- حضرت مسیح بن مریم کو ان کم بختوں نے حد سے بڑھا دیا ورنہ جیسے اور رسول ہیں وہ بھی اللہ پاک کے ایک سچے رسول ہیں' ان سے پہلے اور بہت سے رسول گزر چکے' بہت معجزے دکھائے جو عقل انسان میں نہ آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں بی بی مریم بڑی پارسا' اللہ تعالیٰ کی ولیہ اور صدیقہ تھیں۔ جن کی عادات انبیاء کی سی تھیں' خدا تعالیٰ کی

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ

ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو چکے ہیں اور ان کی ماں (اپنے دین اور پاک دامنی کے دعویٰ میں) سچی ہیں

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾ قُلْ

وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، دیکھو ہم ان کے لیے کیسے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے بہکے چلے جاتے ہیں O (اے نبی!)

اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ

آپ فرمائیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو کہ جو نہ تمہارے نقصان کی مالک ہیں اور نہ نفع کی

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ

حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے O (اے نبی!) آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں

دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہہ کر یا ان کی نبوت کا انکار کر کے) زیادتی نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو

بیوی نہ تھیں۔ یہ دونوں ماں بیٹا سب لوگوں کی طرح کھانے کھاتے اور پانی پیتے تھے۔ اے رسول! غور کرو ہم کیسی کیسی قطعی دلیلیں بیان کرتے ہیں کہ وہ ہرگز نہ تو خدا تھے اور نہ ہی خدا کے بیٹے، مگر پھر بھی یہ کمبخت کیسی گمراہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں۔ اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ تم جو سوائے خدا تعالیٰ کے دوسری ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو ضرر دے سکے اور نہ ہی نفع پہنچا سکے جیسے بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں ویسا ہی تم بھی کرتے ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ دنیا اور نہ آخرت میں کچھ نفع دے سکیں نہ ضرر، پھر ان کی عبادت کیوں کرتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری شرک کی بات سنتا ہے اور اس کی سزا جانتا ہے۔

ف: اگر نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فقط وجیہ اور شفیع اور وسیلہ اور ذریعہ اور مظہر رحمت اور اللہ پاک کی عطا سے مختار نفع و ضرر سمجھتے تو شرک میں گرفتار نہ ہوتے، جیسے اہل اسلام اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں، اگر مسلمان ان کو کبھی ابن اللہ اور کبھی خود اللہ اور مالک نفع و ضرر بالاستقلال جانتے تب یہ بھی ان کی طرح مشرک ٹھہرتے، اس سے ثابت ہوا کہ بہ حکم خدا کسی کو نفع و نقصان دینے والا اور سفارش اور مدد کرنے والا اور وسیلہ و ذریعہ اور مظہر عون الٰہی سمجھ کر مدد مانگنا جائز ہے شرک نہیں ہے۔

٧٧۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے کہہ دو کہ اپنے دین میں بہت سا مبالغہ نہ کرو اور دور نہ ہٹتے جاؤ، خلاف حق جھوٹے خیال سے دین کو آسمان پر نہ کھینچو۔ ان گمراہ قوموں کی پیروی مت کرو جو خود گمراہ ہوئے اور اپنے بعد والوں کو بھی گمراہ کیا یعنی ان کے باپ دادا اور رئیس وغیرہ جنہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور خود سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔

١٠ ع ١١ ١٤

وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ

جو خود پہلے گمراہ ہو گئے اور دوسرے بہتوں کو بھی انہوں نے گمراہ کر دیا اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے O بنی اسرائیل میں سے جو

كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ

لوگ کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ (علیہما السلام) کی زبان سے لعنت کر دی گئی ہے

مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ

یہ ان کی نافرمانی اور حد سے بڑھ جانے کے سبب سے ہوئی O وہ لوگ خود بُرے کام کرتے

عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَرٰى كَثِيْرًا

تھے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرے کاموں سے نہ روکتے تھے' وہ سب یقیناً بہت ہی بُرے کام کرتے تھے O (اے نبی ﷺ!)

مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ

آپ ان میں سے بہتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں جو کچھ انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجا وہ بہت ہی بُرا

اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِى الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾

ہے (وہ) یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب (غصہ) ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں ہی رہیں گے O

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ

اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس نبی (ﷺ) پر اور (اس کلام پر) جو ان کی طرف اتارا گیا ہے ایمان لاتے تو کافروں سے

٧٨ تا ٧٩- بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کفر کرتے تھے ان پر ہر پیغمبر اپنے وقت میں لعنت کرتا تھا' حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں سبت یعنی ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار نہ کرنے کے حکم کی جن لوگوں نے خلاف ورزی کی تھے وہ بندر بنا دیے گئے تھے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مائدہ کھانے میں جب خلاف حکم کیا تو خنزیر ہو گئے تھے' حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر پھٹکار پڑی اور ملعون ہو گئے۔ یہ اس سبب سے کہ ہر وقت میں یہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے گزر جاتے تھے' کہا نہ مانتے تھے' پیغمبروں کو جھٹلاتے اور قتل کرتے تھے' جب کوئی پیغمبر سمجھاتا تو بری بات اور کفر سے کبھی نہ رکتے تھے' توبہ نہ کرتے گناہ پر ہی اصرار کیے چلے جاتے تھے' اس وجہ سے وہ دائمی لعنت کے مستحق ہو گئے۔

٨٠ تا ٨١- اس کے بعد منافقوں کا حال ذکر کیا کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم اکثر منافقوں کو دیکھتے ہو کہ کافروں کو یعنی کعب وغیرہ یہودیوں کو اپنا گاڑھا دوست بناتے ہیں اور ان کو اپنا حمایتی جانتے ہیں' یا یہودیوں کا حال مذکور ہوا کہ تم اکثر یہود کو دیکھتے ہو کہ بت پرستوں کو ابوسفیان وغیرہ کو جن کو وہ بھی مشرک سمجھتے ہیں صرف تمہاری عداوت کے سبب دوست

اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ

دوستی نہ کرتے لیکن ان میں سے تو بہت سے بدکار ہیں O ضرور تم مسلمانوں کا سب سے

عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ

بڑا دشمن یہودیوں اور کافروں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں

اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ

کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

کہ ان میں بہت سے عالم (پادری) ہیں اور درویش بھی ہیں اور وہ غرور بھی نہیں کرتے تھے O

بناتے ہیں' یہ بات جو ان کے نفسوں نے ان کو سکھائی ہے بہت ہی بے ہودہ ہے اور سخت حماقت اور برائی ہے اور اس سے ان پر اللہ تعالیٰ کا دائمی غصہ نازل ہو گیا اور ان کو ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہنا پڑا۔ اگر یہ منافق دل سے مسلمان ہوتے اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کو مانتے ہوتے تو ان یہود کو کیوں دوست بناتے مگر یہ تو اکثر فسق اور نفاق اور بے ایمانی میں مبتلا ہیں' یا یہ کہ یہود اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اور توریت اور قرآن پاک کو مانتے اور ایمان کا ان میں ذرہ بھر وجود ہوتا تو بت پرستوں سے میل و محبت نہ کرتے مگر ان میں اکثر فاسق نافرمان ہیں۔

۸۲- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ لوگوں سے زائد اپنا دشمن اور بغض رکھنے والا یہود کو پاؤ گے اور بت پرستوں اور مکہ کے کافروں کو۔ یہ سب تمہارے سخت دشمن ہیں یعنی یہود بنی قریظہ و بنی نضیر و فدک و خیبر والے اور سب قوموں سے زیادہ اپنا دوست اور حق پسند' نرم دل' با انصاف اور مسلمانوں سے محبت رکھنے والا ان کو پاؤ گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں یعنی نجاشی اور ان کے ساتھی جو تیں اور بقول بعض کے چالیس تھے' بتیس حبشہ والے اور آٹھ شام کے پادری بحیرہ' ابرہہ' اشرف' ادریس' تمیم' تمام' درید' ایمن اور ان کے ساتھی کہ یہ سب دولت اسلام سے مشرف ہوئے' یہ دولت ان کو اس سبب سے ملی کہ ان میں اکثر آدمی خدا پرست انصاف کے طالب تھے۔ قسیس وہ پادری جو عبادت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتے تھے' نشانی کے لیے بیچ میں سے سر منڈا لیتے تھے اور رُہبان جو سب سے قطع تعلق کر کے گرجاؤں میں رہ جاتے تھے اور یہ لوگ یہود کی طرح ایمان لانے سے اور سچی بات قبول کرنے سے غرور نہ کرتے تھے۔

ف: خلاصہ یہ ہے کہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا اور قرآن پاک کو حق نہیں جانتا وہ فی الحقیقت نہ تو توریت کو مانتا ہے اور نہ انجیل کو' نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ نہ یہودی ہے نہ عیسائی' یہودی اور عیسائی تو وہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہا مانیں' جب ان کی پیش گوئی کو جو انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کی تھی جو مثل آفتاب کے چمکتی تھی غلط سمجھا تو گویا خود ان پیغمبروں کو جھوٹا سمجھا۔ نعوذ باللہ من الضلالۃ۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ

اور جب وہ یہ کلام سنتے ہیں جو رسول (ﷺ) کی طرف اتارا گیا ہے تو تم ان کی آنکھوں سے آنسو

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا

بہتے دیکھو گے اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم اس (کلام پر) ایمان لے آئے تو

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا

تُو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ○ اور (یہ بھی کہتے ہیں:) ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ایمان

مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾

نہ لائیں حالانکہ ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے (نیکوں میں شامل کرے)○

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کہنے کے بدلے میں انہیں ایسے باغ دیئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں،

فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکوں کا یہی بدلہ ہے ○ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری

۸۳- یہ حق شناس اور انصاف پسند نصاریٰ ایسے ہیں جب قرآن پاک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے سنتے ہیں تو بے اختیار روتے ہیں۔ اے مخاطب! تو اس وقت ان کی آنکھوں کو اگر دیکھے تو حق کی ہیبت اور ان کے یقین و معرفت کے سبب آنسوؤں سے بہتا ہوا پائے اس سبب سے کہ انہوں نے حق پہچان لیا اور صفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اگلی کتابوں میں تھی مطابق پائی۔ وہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم تجھ پر اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تیرے قرآن پر ایمان لائے۔ ہم کو بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ حشر کرنا جو وہاں گواہ ہوں گے۔ مکہ سے مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے، نجاشی بادشاہ حبشہ جو عیسائی تھا مشرف بہ اسلام ہوا اور اس کے ساتھ اور دوسرے عیسائی بھی مسلمان ہوئے۔ حضرت جعفر طیار نے قرآن پاک میں سے سورۂ مریم سنائی، اس کے دل پر بڑا اثر ہوا، رونے لگا اور گواہی دی کہ بے شک یہ وہی پیغمبر ہیں جن کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مژدہ رساں تھے اور توریت و انجیل ان کی مخبر ہے۔

۸۴تا۸۶- جب نجاشی مسلمان ہوا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو برا بھلا کہنے لگے تب جو مسلمان ہوئے تھے کہنے لگے کہ ہم ایسا دین حق کیوں نہ قبول کریں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے قرآن پاک پر جو برحق ہے اور خدا تعالیٰ کے پاس سے آیا ہے کیوں نہ ایمان لائیں۔ ہماری تو یہ آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی جنت میں امت محمدیہ کے ساتھ جو صالح اور نیک کردار ہے داخل کرے گا، بغیر ایمان لائے ہم کیوں کر جنت میں جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان

ع ١١ / ٩ / ١

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخی ہیں O اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو

تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ بے شک حد سے

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّ

بڑھنے والے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں O اور جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال پاکیزہ روزی دی ہے اسے کھاؤ

اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تمہارا ایمان ہے O اللہ تعالیٰ تمہیں غلط فہمی

کے ایمان کا اور اس بات کا یہ بدلہ دیا کہ جنت ان کو دے دی جس کے درختوں اور محلوں کے نیچے پانی اور دودھ اور شہد اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی۔ وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے نہ مریں گے نہ نکلیں گے' یہ لوگ محسن ہیں اور موحد محسنوں کا بدلہ یہی ہے۔ محسنین سے مراد موحدین ہوں یا عام احسان کرنے والے یعنی اچھا کام کرنے والے' اچھی بات کہنے والے اور جو کافر ہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے' ہم نے جو آیتیں اتاری ہیں یعنی قرآن پاک ان کی تکذیب کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں وہ کمبخت دوزخی ہیں' ہمیشہ ہمیشہ وہاں جلیں گے۔

٨٧تا٨٨- عثمان بن مظعون کے گھر میں دس صحابہ اکٹھے ہو کر بیٹھے اور یہ عہد کیا کہ دنیا ترک کر دیں' لذت خوشی عیش چھوڑ دیں' فقط اتنا کھائیں جس سے زندگی بسر ہو۔ بس نہ زائد کھائیں نہ پئیں۔ اچھا کھانا' اچھا لباس پہننا' گھروں میں رہنا' عورتوں سے صحبت کرنا سب ترک کر دیں۔ گوشت و چربی کا نام بھی نہ لیں۔ آلات تناسل کاٹ ڈالیں کہ عورتوں کی خواہش ہی نہ ہو۔ اس بات سے ممانعت اتری کہ اسلام میں رہبانیت نہیں' سب کے حق ادا کرنے چاہئیں۔ یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے جو پاک چیزیں تم کو حلال کیں کھانا' پینا' جماع کرنا ان کو اپنے اوپر حرام نہ کر لو' حد سے نہ گزرو کہ آلہ تناسل ہی کاٹ پھینکو۔ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا' جو حلال کو حرام کر لیں ان کو دوست نہیں رکھتا' اچھا کھانا پینا کھاؤ پیو' جو خدا تعالیٰ نے اچھی چیزیں حلال کیں ان کو برتو' اس سے ڈرو' جس پر تم ایمان لائے ہو اس کا کہا مانو' خلاف ورزی نہ کرو۔ وہ دس آدمی یہ تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' مولیٰ علی رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ' مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ' سالم مولیٰ ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ' سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

٨٩- اس آیت میں قسم کھانے کے احکام بیان کیے۔ خدا تعالیٰ تمہاری قسموں میں سے لغو قسم کا تم سے مواخذہ نہ کرے گا یعنی وہ قسم جو آدمی بھول کر کھا لیتا ہے اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اس پر کفارہ نہ ہوگا۔ لیکن کفارہ اس قسم کا واجب ہے جس کو تم نے اپنے دل کے ارادے سے اپنے اوپر واجب کیا ہے اور اس قسم کو قصداً منعقد کیا ہے' اس کا کفارہ یہ ہے کہ یا تو

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

کی قسموں پر نہیں پکڑتا ہے ہاں (تمہاری ان قسموں پر) تم کو پکڑتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا' تو ایسی قسم کا بدلہ

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

(کفارہ) دس مسکینوں کو درمیانی درجہ کا کھانا کھلا دینا ہے جیسے تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

یا دس مسکینوں کو ایک ایک جوڑا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے' پھر جس کو (ان تینوں میں سے) کچھ میسر نہ ہو

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا

تو تین دن کے متواتر روزے رکھے' یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا بیٹھے ہو اور اپنی قسموں کو پورا کر کے حفاظت

اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾

کرو' اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم (اس کا) احسان مانو ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے کے تیر تو ناپاک ہی ہیں (اور) شیطانی کام

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا

ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ○ شیطان تو یہی

دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جیسی روٹی سالن آپ کھاتے ہو گھر والوں کو کھلاتے ہو ویسی ہی ان کو کھلاؤ' صبح و شام دو وقتہ روٹی کھلاؤ۔ یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دو جس سے ان کا ستر ڈھک جائے (ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اتنا کپڑا چاہیے جوان کے عام بدن کو چھپائے جو عالم فقط "بقدر ما یستر العورۃ" کہتے ہیں ان کے نزدیک فقط ایک کرتہ یا لنگی یا چھوٹی چادر دینا بھی جائز ہے۔) یا ایک غلام آزاد کر دے خواہ کیسا ہی ہو یعنی مسلمان ہو یا کافر۔ جو شخص ان تینوں باتوں کی طاقت نہ رکھتا ہو تو آخر درجہ تین دن کے روزے پے در پے رکھے فاصلہ درمیان میں نہ کرے۔ یہ کفارہ جب ہے کہ قسم کھا کر توڑ ڈالے' ورنہ قسم کھانے والوں کو لازم ہے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کریں نہ توڑیں اور اگر ٹوٹ جائے تو کفارہ دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے امر و نہی اسی طرح تم کو سکھاتا ہے اور اپنی آیتیں سناتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو اس کا کہا مانو۔

۹۰ تا ۹۲۔ اے مسلمانو! شراب اور جوا اور انصاب یعنی بتوں کا پوجنا اور پانسوں کا ڈالنا' یہ شیطانی ناپاک خیالات ہیں' حرام ہیں' شیطان کے وسوسے ہیں۔ ان سے بچو اور ان کو چھوڑ دو تاکہ فلاح پاؤ اور اللہ تعالیٰ کے غصے اور عذاب سے

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ

چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے میں (مبتلا کر کے) تم میں دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور تم کو اللہ تعالیٰ

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

کے ذکر اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم (اب بھی) باز آؤ گے (کہ نہیں) ○

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

اور اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو (برے کاموں سے) بچو (اور ہوشیار رہو) پھر اگر تم نہ مانو تو جان لو کہ

اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہمارے رسول پر صرف کھول کر احکام پہنچا دینا ہے ○ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

نیک کام کیے تو جو کچھ انہوں نے پہلے کھایا اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں جب کہ وہ (آئندہ) پرہیز کریں اور ایمان پر قائم رہیں

الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان پر قائم رہیں، پھر وہ پرہیز گاری کریں اور نیک رہیں اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو دوست

قیامت میں بچو۔ شیطان کا یہ قصد ہے کہ تم میں عداوت اور بغض ڈلوا دے یعنی شراب پیو اور اس کے نشے میں عقل کھو کر آپس میں مار پیٹ کرو، تم جوا کھیلو اور جب ہار جاؤ تو آپس میں لڑائی جھگڑا فساد پھیلاؤ، شیطانوں کا یہی قصد ہے کہ تم میں فساد ہو، جوا اور شراب تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اطاعت سے روکتے ہیں، نماز پنج وقتہ سے باز رکھتے ہیں۔ دیکھو ایسی بری چیز ہے اب بھی کیا تم اس سے نہ بچو گے؟ ضرور بچنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جوا اور شراب کے حلال جاننے اور اس کے استعمال کرنے سے بہت ڈرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ پھیرو گے اور جوا و شراب نوشی کرو گے تو یاد رکھو کہ ہمارے رسول پر تو صرف کھول کر صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہی لازم ہے، وہ کہہ دیں گے اور تم نہ مانو گے تو ہم تم کو اس کا اچھی طرح بدلہ دیں گے۔ تم کو پوری سزا دی جائے گی۔

ف: خمر کے معنی مفسر نے "ماخامر العقل" لکھے ہیں جیسا کہ بعض کا قول ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ خمر حقیقت میں انگور کے خمر کو کہتے ہیں اور چیزوں پر اس کا استعمال توسعاً مجازاً ہے۔

ف: احادیث صحیحہ سے ہر وہ چیز جو نشہ کرتی ہو خواہ انگوری شراب ہو یا اور کسی چیز کی یا خشک چیز ہو جیسے افیون اور بھنگ وغیرہ سب حرام ہیں۔

٩٣- شراب پہلے حلال تھی بعد کو حرام ہوئی۔ تب صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم میں سے

ع ۱۲/۲

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ

رکھتا ہے O اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تم کو ایک ذرا سے شکار کے معاملہ میں ضرور

مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ

آزمائے گا کہ جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی پہچان کرا دے

بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰٓاَيُّهَا

جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں' پھر جو اس کے بعد بھی حد سے بڑھے تو اس کے لیے درد ناک عذاب ہے O اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ

احرام کی حالت میں شکار نہ مارنا اور تم سے جو اسے قصداً قتل کرے گا تو جیسا کہ اس نے مارا ویسا ہی جانور چوپایوں

بعضے تو شراب پیتے پیتے مر گئے اور بعض جیتے ہیں' ان کے گوشت پوست میں شراب گھسی ہوئی ہے ان کا کیا حال ہوگا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ جو خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے کام کیے تو ان پر اگلے وقت شراب پینے کا کوئی گناہ نہیں۔ جبکہ انہوں نے بعد کو تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور پھر تقویٰ کیا اور بھلائی کی تو خدا تعالیٰ محسنین کو یعنی تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پہلے تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ کفر و شرک سے بچے اور دوسرے تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ شراب کو حلال سمجھنے سے بچے نیز اس کے پینے سے بچے۔ پہلا تقویٰ اموات مردوں سے تعلق رکھتا ہے اور پچھلا زندوں سے یعنی جو مر گئے ان پر جبکہ وہ کفر و شرک سے بچے اور اچھے کام کیے کوئی گناہ نہیں اور جو زندہ رہے تو ان پر جبکہ وہ ایمان لائے اور کفر و شرک اور شراب کو حلال سمجھنے اور شراب پینے سے بچے کوئی گناہ پہلی شراب نوشی کا نہیں۔

۹۴- خدا تعالیٰ تمہارا امتحان لے گا اور احرام کی حالت میں جو تم پر شکار حرام کر دیا ہے اس بارے میں تم کو بلا میں ڈالے گا' تم خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف شکار کرو گے' تمہارے ہاتھ انڈوں اور بچوں کو لے لیں گے اور تمہارے نیزے جانوروں کو ماریں گے۔ خدا تعالیٰ یہ معاملہ تم پر ڈالے گا اور جانوروں کو تمہارے سامنے پیش کرے گا تاکہ امتحان ہو کہ کون اس سے ڈرتا ہے اور اس کو حاضر ناظر جان کر شکار کو چھوڑ دیتا ہے اور کون حکم عدولی کرتا ہے۔ اب حرمت کا حکم نازل ہونے کے بعد جو قصداً شکار کرے گا اس کو دردناک عذاب دیا جائے گا کہ اس کے شکم اور پشت میں تکلیف ہو اور اپنے کام کی سزا بھگتے۔

ف: حنفیہ کے نزدیک یہ خاص تعزیر مقرر نہیں یہ مذہب حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حنفیہ ''عذاب الیم'' سے مراد آخرت کا عذاب لیتے ہیں۔

ف: حدیبیہ کے سال میں یہ امتحان ہوا کہ پرند چرند صحابہ کے پاس بے تکلف آتے تھے' اوپر آ کر گرتے تھے مگر وہ امتحان میں پورے اترے۔ ایک صحابی احرام کو بھول گئے اور شکار کر لیا۔

۹۵- ابوالیسر ابن عمرو نے ایک شکار قصداً مارا' اپنا احرام میں ہونا بھول گئے تھے۔ اس کی جزاء کا بیان اترا۔ اے

مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ

میں سے جس کو تم میں سے دو ثقہ دین دار آدمی مقرر کر دیں اس کے بدلہ میں قربانی

ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ

(نیاز بنا کر) کعبہ کو پہنچا دینا چاہیے یا (اس کی قیمت کے برابر) چند مسکینوں کو کھانا کفارہ میں کھلا دینا چاہیے

أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا

یا مسکینوں کی تعداد کے برابر روزے رکھنے چاہیے تاکہ اپنے کام کا وبال چکھیں جو کچھ اس سے پہلے

سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

گزر چکا وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور جو کوئی پھر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والا ہے O

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ

(اے لوگو!) احرام میں دریائی (جانور کا) شکار کرنا ور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لیے

مسلمانو! احرام کی حالت میں شکار کو نہ مارو‘ جو تم میں سے قصداً شکار کرے گا تو جو جانور مارا ہے اس کے مثل اس کو بدلہ دینا پڑے گا یعنی اس جانور کے مثل کو دو آدمی عدل و انصاف والے مقرر کر دیں کہ یہ جانور جو مارا ہے اتنی قیمت کا ہوگا اتنے ہی کی قربانی مول لے کر مکہ پہنچائے اور وہاں ذبح کی جائے یا اس کے عوض مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ یعنی وہ دو آدمی جتنی قیمت بتائیں اس قیمت کا کھانا لے کر خاص مکہ کے فقیروں کو کھلائے۔ یا اس کھانے کے برابر روزے رکھے۔ ہر نصف صاع گندم کے مقابل ایک روزہ رکھے‘ یہ سزا اس لیے مقرر کی کہ آدمی اپنے کام کا وبال اور مزا چکھے اور سزا پائے‘ تحریم سے پہلے جو شکار کیا خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اب جو کوئی تحریم کے بعد یا جزاء ادا کرنے کے بعد پھر شکار کرے گا تو اس سے خدا تعالیٰ بدلہ لے گا۔ دنیا میں چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ غالب بدلہ لینے والا ہے یعنی قیامت میں بدلہ لے گا۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

ف ۱: صید سے مراد حنفیہ کے نزدیک عام ہے خواہ حلال ہو یا حرام۔ ف ۲: ہمارے امام صاحب کے نزدیک مثل سے مراد قیمت ہے‘ امام شافعی اور محمد کے نزدیک اس جیسا اور جانور۔ ف ۳: امام صاحب کے نزدیک جزاء کا اختیار ان تینوں میں سے کسی ایک کا قاتل کو ہے خواہ قربانی ہدی دے‘ خواہ طعام‘ خواہ روزے۔ امام شافعی و محمد کے نزدیک اس کا فیصلہ دو معتبر شخصوں پر ہے۔ ف ۴: حنفیہ کے نزدیک کھانا کھلانے کی خصوصیت فقرائے مکہ کے ساتھ نہیں‘ جہاں چاہے کھلائے۔ امام شافعی کا مذہب صاحب تفسیر کے موافق ہے۔ ف ۵: روزہ رکھنے کو مفسر نے کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہونے سے مقید کیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اختیار ہے جو چاہے کرے۔ ف ۶: عائد پر جزاء نہ ہونا حضرت ابن عباس کی طرف منسوب ہے‘ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عائد دوبارہ شکار کرنے والا اور پہلی مرتبہ شکار کرنے والا دونوں برابر ہیں یعنی دونوں کو شکار کرنے پر جرمانہ دینا پڑے گا۔

۹۶- قبیلہ بنی مدلج نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا کہ دریا کا شکار حالت احرام میں کرنے کا کیا

عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

حلال کیا گیا ہے اور تم پر جنگل (خشکی) کا شکار حرام ہے جب تک تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کی طرف

تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

اکٹھے کر کے لائے جاؤ گے O اللہ تعالیٰ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لیے (امن اور) قیام کا ذریعہ

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۗ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

بنایا اور حرمت والے مہینوں کو اور حرم کی قربانی کو اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

(بھی مامون بنایا) تاکہ تم کو معلوم ہو کہ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

خوب جانتا ہے O اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (نافرمانوں کو) سخت عذاب دینے والا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ (ایمان داروں کو)

رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

بڑا بخشنے والا مہربان ہے O رسول پر تو صرف احکام کا پہنچا دینا لازم ہے اور جو کچھ تم ظاہر میں کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو

حکم ہے، تب یہ حکم نازل ہوا کہ اے اہل اسلام! دریا کا شکار تمہارے لیے احرام کی حالت میں حلال ہے اور وہ بھی جو دریا تم کو کھلائے یعنی پانی ہٹ جائے اور مچھلی خشکی میں پڑی ہوئی مل جائے یا موج کے زور سے تمہارے پاس آ گرے، یہ تم کو یعنی دریا کا سفر کرنے والوں کو اور زمین پر خشکی میں چلنے والوں کو دونوں کو حلال ہیں اور خشکی کا شکار جب تک تم احرام یا حرم میں ہو حرام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور خشکی کا شکار نہ کرو اس مالک کا کہا مانو جس کے پاس تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

۹۷ تا ۹۹- اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بیت الحرام عزت والا گھر بنایا، انسانوں کے لیے دنیا اور آخرت کے منافع کی اس کو عمدہ جگہ مقرر کیا۔ اس کو فتنوں سے امن میں رکھا۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ بنا دیا اور حرمت والے مہینوں کو قربانی کو اور پٹوں کو جو قربانیوں کے گلے میں حرم کے درخت کی چھال سے بنا کر ڈالتے تھے ان سب کو امن کا باعث بنایا۔ محترم مہینوں میں پہلے جنگ و جدال نہ کرتے تھے، جس کے ساتھ قربانی ہوتی اس کو نہ مارتے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو لوگوں کے لیے باعث امن بنایا ہے اور ان میں رحمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں تاکہ تم اس بات کا یقین کرو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اچھا یا برا اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے اور یہ بھی یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ بہت سخت ہے، جو حرام کو حلال جانے گا اس پر سخت عتاب کرے گا اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے، گناہ سے درگزر فرماتا ہے اور توبہ کرنے والے پر رحم فرماتا ہے۔ ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تو فقط پیغام پہنچا دینا ہے، اب تم جو کرو گے اچھا یا برا، ظاہر میں یا چھپا

وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ

اللہ سب جانتا ہے O (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے

اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

اگرچہ (اے انسان!) تجھ کو ناپاک کی کثرت بھلی کیوں نہ لگے تو اے عقل مندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ ۱۳ ع ۷ ۲

فلاح پاؤ O اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر

تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ

انہیں اس وقت پوچھو گے جب کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی‘ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما چکا ہے

لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ

اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا‘ بردبار ہے O تم سے پہلے بھی ایک گروہ

مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ

نے ان کو پوچھا تھا پھر وہ ان سے منکر ہو گئے O اللہ تعالیٰ نے نہ

کر خدا تعالیٰ کو سب کی خبر ہوگی۔ اس کی شان نزول بعض کے نزدیک یہ ہے کہ شریح کچھ قربانیاں حرم کو لائے تھے ان کے ساتھ والوں نے چاہا کہ ان سے دغا کریں اور قربانی لوٹ لیں تب یہ آیات مذکورہ اتریں۔

۱۰۰- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان لوگوں سے جو لوٹ مار کا قصد کرتے ہیں کہہ دو کہ حرام مال خبیث اور پاک مال حلال کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ حرام مال اتنا زیادہ ہو کہ اے مخاطب! تجھ کو اس کی کثرت سے تعجب اور خوشی ہو۔ پس اے عقل مندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حرام مال پر اگرچہ بہت زیادہ ہو نظر نہ ڈالو تاکہ تم کو فلاح و نجات اور خدا تعالیٰ کے غصے سے پناہ ملے‘ یعنی شریح کا مال نہ لوٹو‘ اس کے لینے یا چرانے کا قصد نہ کرو۔ شان نزول خاص ہوتا ہے مگر حکم عام ہوتا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا مال ناجائز طریقے سے نہ لو‘ چوری‘ ڈکیتی‘ دھوکہ بازی وغیرہ سب حرام ہے۔ (قادری۔)

۱۰۱ تا ۱۰۲- حارث بن یزید نے جب حج کا حکم آیا تو یہ سوال کیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے یا عمر میں ایک بار‘ تب ایسے سوالوں کے کرنے سے ممانعت کا حکم آیا کہ اے مسلمانو! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسے سوالات مت کرو جن کا بیان انہوں نے قصداً نہیں کیا اور مخفی رکھا‘ اگر وہ باتیں ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بہت بری معلوم ہوں‘ مثلاً اگر حج ہر سال فرض کیا جاتا تو سخت مشکل واقع ہوتی۔ ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر قرآن پاک کے اترتے وقت تم ایسے سوال کرو گے تو بتلا دیے جائیں گے اور مشکل بات کا حکم کر دیا جائے گا پھر تم ادا نہ کر سکو گے۔ اب تو اللہ پاک نے معاف کر دیا‘ وہ حلیم و بردبار

بَحِيرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

کان چرا ہوا جانور مقرر کیا اور نہ سائبہ (بجار) اور نہ وصیلہ اور نہ حام مگر کافر لوگ اللہ تعالیٰ

يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾ وَإِذَا

پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر تو نرے بے عقل ہیں O اور جب

قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا

ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے اتاری اور رسول (ﷺ) کی طرف آؤ تو وہ کہتے ہیں:

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا

ہم کو تو وہی کافی ہے کہ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ

ہے' جو توبہ کرتا ہے اس کو بخشتا ہے مگر آئندہ احتیاط رکھو' تم سے پہلے اگلی امتوں نے اپنے پیغمبروں سے ایسے سوالات کیے تھے اور جب حکم نازل کیا گیا تو اس کے خلاف کیا اور کافر ہو گئے۔

۱۰۳ تا ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ حرام کیا نہ سائبہ نہ وصیلہ نہ حام۔ کافروں نے یعنی عمرو بن لحی وغیرہ نے خود حرام کر کے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور افتراء کیا' پھر یہ رسم پڑ گئی۔ جاہل اور بیوقوف آدمی اس کو اچھا سمجھنے لگے حالانکہ یہ اکثر بے عقل ہیں' حلال حرام کو کچھ نہیں سمجھتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکوں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانو' خدا تعالیٰ نے جو حلال کیا ہے اسے حلال سمجھو' جو حرام کیا ہے اسے حرام جانو تو کہتے ہیں کہ ہمارے لیے باپ دادوں کی رسمیں کافی ہیں' ان کے بتائے ہوئے ہم حرام سمجھیں گے۔ یہ بڑے بے عقل ہیں' اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ان کے باپ دادا بیوقوف ہوں اور اللہ تعالیٰ کا دین توحید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ جانتے ہوں' ہدایت سے دور ہوں تو بھی کیا ان کا اتباع کریں گے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے' یا یہ کہ ان کے آباؤ اجداد تو گمراہ و بے دین تھے پھر یہ ان کا اتباع کیوں کرتے ہیں۔ ناقہ (اونٹنی) جب چار بچے دے چکتی تو پانچویں کو دیکھتے' اگر نر ہوتا تو اس کو مرد عورتیں سب کھاتے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کے کان چیرتے' اس کا نام بحیرہ ہوتا اور دوسرے منافع مردوں کے لیے مخصوص تھے عورتیں نہیں کھا سکتی تھیں' جب وہ مر جاتے مرد عورت گوشت میں شریک ہو سکتے تھے۔ آدمی اپنا جانور بتوں کے نام پر آزاد کر دیتا' بت خانوں کے خادم اس کو اپنے قبضے میں کر لیتے۔ مرد مسافروں حاجت مندوں کو دیتے۔ عورتوں کے لیے اس سے نفع لینا حرام جانتے۔ اس کو ذبح نہ کرتے' جب مر جاتا عورت مرد گوشت میں شریک ہو جاتے وہ سائبہ ہوتا۔ بکری جب چھ بچے دے چکتی ساتواں بچہ اگر نر ہوتا تو عورت مرد نفع حاصل کرنے میں مشترک ہوتے' اگر مادہ ہوتی تو زندگی میں مردوں کے لیے مخصوص ہوتی' بعد موت مشترک۔ اگر ایک بار میں نر اور مادہ پیدا ہوتے تو کہتے کہ یہ مادہ اپنے بھائی سے ملی ہوئی پیدا ہوئی اس کا ذبح حرام اور مردوں کے لیے مخصوص ہے۔ جب وہ دونوں مر جاتے تو پھر مشترک سمجھتے اسے وصیلہ کہتے تھے۔ اونٹ کے بچے کے جب بچہ یعنی پوتا ہوتا تو کہتے کہ اس نے حمایت کر لی یا اس کی پیٹھ جھک گئی' اس کو چھوڑ دیتے' نہ اس پر سوار ہوتے نہ اس پر اسباب وغیرہ لادتے نہ کوئی

يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ

بھی نہ جانتے ہوں (نرے جاہل ہوں) اور نہ سیدھی راہ پر ہوں O اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب کہ تم راہ راست پر ہو

لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا‘ تم سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ

جتا (بتا) دے گا جو کچھ بھی تم کرتے تھے O اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو وصیت کرتے وقت

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ

تمہاری آپس کی گواہی کے لیے تم میں سے دو معتبر شخص ہونے چاہئیں یا غیروں میں سے دو ہوں‘ جب تم ملک

مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ

میں سفر کرو پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد روک لو اگر تم

الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ

کو شک ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں کہ ہم اس قسم کے بدلے کوئی معاوضہ لینا نہیں چاہتے

اور کام لیتے‘ اگر کسی کا کھیت یا کوئی چیز کھا لیتا تو مالک منع نہ کرتا۔ بتوں کے نام پر آزاد ہوتا‘ اگر کوئی اور اونٹ اسے مارنے کو آتا تو مارنے نہ دیتا۔ جب وہ بوڑھا ہو جاتا یا مر جاتا تو عورت مرد سب شریک ہوتے‘ اس کو حام کہتے تھے۔

۱۰۵- اے مسلمانو! تم اپنی حالت درست کرو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرو۔ اگر تم سیدھی راہ پر ہو گے اور اپنے آپ کو سنبھال لو گے تو کسی کا گمراہ ہونا تم کو کچھ ضرر نہ پہنچائے گا۔ جب تم ایمان لے آئے اور دوسروں کو ہدایت کر دی تو تم بری الذمہ ہو گئے‘ کوئی نہ مانے تو تم کیا کرو گے‘ تم سب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تم کو نیک و بد کا حال بتلائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا جزیہ قبول نہ کیا اور اہل کتاب کا قبول کر لیا تب مشرکین نے ملامت شروع کی اس وقت یہ نازل ہوا کہ ان کو بکنے دو۔ یعنی اگر یہ ایمان لے آئیں تو خیر ورنہ ان سے جہاد کرو ان کو جزیہ لے کر اپنی حکومت میں نہ رہنے دو تاکہ شرک کا قلع قمع ہو جائے اور جزیرہ عرب شرک سے پاک ہو جائے۔

۱۰۶ تا ۱۰۸- تین آدمی تجارت کو نکلے‘ ایک مسلمان بدیل بن ابی مریم مولیٰ عمرو بن عاص‘ دو نصرانی عدی بن بدا اور تمیم بن عوص داری۔ ان میں سے بدیل بیمار ہوئے جب قریب موت پہنچے تو سب مال دونوں نصرانیوں کے سپرد کر دیا‘ انہوں نے ایک پیالہ چاندی کا سونے سے منقش چرا لیا۔ بدیل نے کل مال کی فہرست ایک ڈبہ میں ان کی اطلاع کے بغیر پوشیدہ کر دی تھی۔ جب انہوں نے اسباب بدیل کے وارثوں کو دیا تو انہوں نے حسب فہرست پیالہ مانگا‘ وہ کہنے لگے: ہم کو پیالہ

لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ

اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہی ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے (اگر ایسا کریں) تو

اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ

ہم ضرور گناہگاروں میں ہیں O پھر اگر پتہ چلے کہ وہ (گواہی میں کمی یا بیشی کر کے کسی) گناہ

يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

کے سزاوار ہوئے تو ان کی جگہ اور دو شخص میت کے قریبی قرابت داروں میں سے جن کا حق

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ

اس جھوٹی گواہی کی وجہ سے مارا گیا کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں کہ ان دونوں کی گواہی سے ہماری گواہی زیادہ

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

ٹھیک ہے اور ہم حد سے نہیں بڑھے (اگر ایسا ہو) تو ہم ظالموں میں سے ہیں O یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ گواہی جیسی چاہیے

وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ٹھیک ٹھیک ادا کریں یا اس بات سے ڈریں کہ وارثوں کی گواہی اور قسموں کے بعد ان کی قسمیں اور گواہی رد کر دی جائیں گی (اور ان کو ذلیل

کی خبر بھی نہیں۔ یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: یہ دونوں منکر ہیں اور منکر پر قسم لازم ہے غرض ان دونوں نصرانیوں نے جھوٹا حلف اٹھا لیا لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ پیالہ فروخت کرتے ہوئے پکڑے گئے تب انہوں نے اس کے مول لینے کا دعویٰ کیا لیکن ان کے وارثوں نے یہ تسلیم نہ کیا' ان دونوں کے پاس گواہ نہ تھے۔ ان کے دونوں وارثوں نے قسم کھائی کہ ہمیں بدیل کے بیچنے کی خبر نہیں۔ چنانچہ مطابق ''البینة علی المدعی والیمین علی المنکر '' کے پیالہ وارثوں کو دلا دیا گیا۔ اس کے بیان میں یہ آیتیں اتریں یعنی اے اہل اسلام! جب سفر میں ہو اور موت قریب ہو اور اس وقت وصیت کر کے مال رکھوا دو تو ان کی گواہی کے لیے دو آدمی چاہئیں۔ علیٰ ھذا القیاس حضر میں بھی۔ القصہ جب ایسی صورت پیش آئے اور کوئی شک پیدا ہو تو گواہوں سے قسم لے لو کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے' قسم کھا کر مال اڑانا نہیں چاہتے' ہم سچے ہیں' پوری وصیت ادا کر دی' اگر وصیت کرنے والا ہمارا قرابت دار ہو تو بھی ہم خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں' جھوٹ نہیں بولتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی گواہی نہیں چھپاتے ہیں' اگر ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی چھپائیں تو ہم پر خدا تعالیٰ کی مار و لعنت ہو۔ ہم خدا تعالیٰ کے گنہگار ٹھہریں۔ پھر اگر کسی طرح سے جھوٹ ثابت ہو جائے جیسا کہ ان نصرانیوں کے پاس سے پیالہ ملا تو وہ وارث جو مال کے لینے کے زیادہ لائق ہیں اور زیادہ قریب ہیں وہ ان نصرانیوں کے قائم مقام ہو کر قسم کھائیں کہ وہ بیع کے منکر ہیں' وہ دو وارث ان لوگوں میں سے ہوں جو مال کے مستحق کیے گئے ہیں۔ اس تقدیر پر ''اولیان'' بیان ہوگا ''آخران'' کا اور ''من الذین استحق

ع ۱۴/۴

وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۰۸ ع يَوْمَ يَجْمَعُ

کیا جائے گا) اور اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کان کھول کر) سنو اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو راہ راست نہیں دکھاتا ہے O جس دن اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

رسولوں کو جمع فرما کر پوچھے گا کہ تم کو (تمہاری امتوں کی طرف سے) کیا جواب دیا گیا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ علم نہیں،

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۰۹ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ

بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے O جب اللہ تعالیٰ مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) سے فرمائے گا کہ (اے عیسیٰ علیہ السلام!)

وقف لازم

عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ قف تُكَلِّمُ

تم میرے اس احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری ماں پر کیا تھا جب کہ میں نے روح القدس (جبرائیل) سے تمہاری

علیھم ''بھی اس سے متعلق ہوگا یا یہ کہ وہ دو وارث جو مال کے زیادہ مستحق ہیں اور ان لوگوں سے جن پر خیانت ثابت ہوئی اور وہ پورے مستحق ہوئے اس تقدیر پر ''من الذین استحق علیھم ''متعلق ہوگا ''اولیان'' کا۔ غرض ان دونوں تقدیروں پر ''اولیان'' بیان ہوگا ''آخر ان'' کا۔ پس کلام میں تقدیم وتاخیر ہوگی جیسا کہ مفسر نے کہا اور اگر ''استحق'' معروف ہو اور ''اولیـــان''اس کا فاعل تو بھی کئی اقوال ہیں۔ بالجملہ وہ دونوں وارث قسم کھائیں کہ مال زائد ہے اور ہم کو علم نہیں کہ ہمارے مورث نے ان کو مال دیا ہو اور ہم مسلمان ہیں۔ ہماری گواہی ان نصرانیوں سے زیادہ سچی اور درست ہے اور ہم جو دعویٰ کرتے ہیں اس میں کوئی ظلم اور حد سے تجاوز نہیں' اگر ہم جھوٹے ہوں تو ہم خدا تعالیٰ کے چور ہوں گے۔ یہ قسم کھلانا اس سبب سے لازم ہے کہ وہ گواہ سچی گواہی دیں یا تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے یا اس ڈر سے کہ کہیں ان کی قسمیں جھوٹی نہ ثابت ہو جائیں اور دوسروں کی قسموں سے یہ جھوٹے نہ ٹھہریں۔ تم سب اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو حکم دیا جائے اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو نافرمانوں کو اور ہٹ دھرم کافروں کو جو ہدایت کے اہل نہیں کہ ہٹ دھرم ہیں ہدایت نہیں دکھاتا۔

۱۰۹- اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا کہ وہ ایسا ہولناک دن ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا اور ان سے سوال کرے گا کہ تم نے بندوں کو کیا بتایا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟ اس سوال کی ہیبت سے ان کی زبان سے سوائے اس کے کچھ اور نہ نکلے گا کہ ہم اس وقت کچھ نہیں جانتے' تو ہی سب چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔ پھر بعد میں جب وہ ہیبت دور ہو جائے گی تب اپنی پیغام رسانی کا اور لوگوں کے انکار کا ذکر کریں گے۔

ف: قیامت کے مواطن مختلف ہیں۔ کہیں کافروں سے سوال ہوگا اور کہیں سوال کی حاجت نہ ہوگی۔ کسی وقت پیغمبر نفسی نفسی پکاریں گے اور کسی وقت سفارش وشفاعت کریں گے۔ ایک وقت کا حال دوسرے وقت پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔

۱۱۰- اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں حضرت مسیح علیہ السلام کو دی تھیں اور پھر ان کو یاد دلائی تھیں ان کا تذکرہ فرمایا کہ ہم قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے: اے عیسیٰ بن مریم! ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرو اور یاد کرو کہ ہم نے تم پر کیسا احسان کیا' نبوت دی' رسول بنایا اور تمہاری ماں بی بی مریم پر فضل کیا' ان کو اسلام بخشا اور بزرگ پارسا عبادت گزار بنایا اور یاد

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

مدد کی تو تم لوگوں سے بچھونے میں (ماں کی گود میں) باتیں کرتے تھے اور پکی عمر میں بھی (باتیں کرتے تھے) اور جب میں نے

وَالْإِنْجِيلَ ۚ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ

تم کو کتاب و حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب کہ تم مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتے تھے اور پھر اس

فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۚ وَ

میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی تھی اور تم مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے (کوڑھی) کو میرے

إِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِي ۚ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَاءِيلَ عَنْكَ إِذْ

حکم سے اچھا کر دیتے تھے اور جب تم (قبر سے) مردوں کو (زندہ کر کے) میرے حکم سے نکالتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ

(یہود) کو تمہارے (قتل) سے روکا جب کہ تم ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے تو ان میں سے کافروں نے کہا کہ یہ تو

مُّبِينٌ ﴿۱۱۰﴾ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ اٰمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۚ

کھلا ہوا جادو ہے O اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو حواریوں نے کہا

کرو جب ہم نے اپنے روح القدس یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر تمہاری مدد کی انہوں نے تم کو تلقین کی، بچپن میں تم نے لوگوں سے کلام کیا، ماں کی گود میں اور بچھونے پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنا بندہ ہونے کی گواہی دی اور جب جوان ہوئے یعنی تیس برس کے ہوئے تو یہ گواہی دی کہ میں رسول ہوں اور یاد کرو کہ ہم نے تم کو کتاب سکھائی یعنی انبیائے متقدمین کے علم یا لکھنا اور حکمت بتلائی یعنی اگلے حکماء کی حکمت یا حلال وحرام اور توریت کا علم بخشا اور انجیل عطا کی اور یہ اثر دیا کہ جب تم مٹی کا پتلا پرند کی صورت کا بنا کر اس میں پھونک ڈالتے جیسے کوئی سوتے میں سانس لیتا ہے تو وہ سچ مچ پرندہ بن کر ہوا میں میرے حکم سے اڑتا پھرتا تھا اور تم مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو میری اجازت و حکم و قدرت سے فوراً اچھا کر دیتے تھے اور مردوں کو میرے حکم سے زندہ کر لیتے تھے اور میں نے یہودی بنی اسرائیل کو تمہارے قتل سے روکا، جب تم ان کو ہدایت کرنے گئے تھے اور تم نے معجزے دکھائے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ بالکل کھلا جادو ہے یا یہ کہ عیسیٰ صاف جادوگر ہیں اور انہوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تھا تب میں نے تم کو بچایا تھا۔ آسمان پر زندہ اٹھا لیا تھا۔

۱۱۱- اے عیسیٰ (علیہ السلام)! جب تم پر کوئی ایمان نہ لایا تو میں نے تمہارے حواریوں کو جو ایک روایت کے مطابق بارہ دھوبی تھے باطنی وحی بھیجی یعنی ان کے دلوں میں الہام کیا کہ میرے رسول پر اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گواہ کیا اور تم سے کہا کہ اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے ایمان کے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

کہ ہم ایمان لائے اور تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں O (اور) جب حواریوں نے کہا کہ

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا

اے مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام)! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کوئی خوان

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

(پکے ہوئے کھانے کا) اتار سکتا ہے، عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم مومن ہو (اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے) O

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ

انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو اطمینان ہو اور ہم دیکھ لیں کہ آپ نے

قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى

ہم سے سچ کہا تھا اور ہم اس (آپ کے معجزہ) پر گواہ ہو جائیں O عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام)

ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ

نے دعا کی کہ اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے

الربع

تم بھی گواہ رہو کہ ہم سچے موحد ہیں۔

۱۱۲- اے عیسیٰ (علیہ السلام)! یاد کرو کہ تمہارے حواریوں نے کہا یعنی ان میں سے ایک حواری شمعون نے کہا کہ اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام)! کیا تمہارے خدا تعالیٰ میں اتنی طاقت ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک مائدہ یعنی کھانا اتارے۔ شمعون نے یہ بات بطور پیغام کے قوم کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی۔ یعنی تمہاری قوم یہ پوچھتی ہے کہ کیا خدا تعالیٰ میں مائدہ اتارنے کی طاقت ہے۔ یہ استفسار شمعون کا بھی ہوسکتا ہے۔ اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام)! تم مائدہ اتارنے کی دعا کر سکتے ہو تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: تو ان سے کہہ دے کہ اگر ان کے دلوں میں ایمان ہے اور وہ سچے مسلمان ہیں تو خدا تعالیٰ سے ڈریں کہ مبادا مائدہ نازل ہو اور ان سے شکر ادا نہ ہو سکے تو پھر عذاب آ جائے۔

۱۱۳ تا ۱۱۴- جب شمعون نے لوگوں کو یہ سنایا تو انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ غیب سے مائدہ اترے ہم کھائیں، ہمارے دلوں میں یقین واطمینان زائد ہو، عجائب قدرت دیکھیں اور تمہارے صدق کا یقین واثق ہو اور جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر جائیں تو گواہی دیں۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے ہمارے معبود! اے پروردگار! ہم پر آسمان سے مائدہ اتار یعنی کھانا غیب سے بھیج، یا یہ کہ کھانے میں غیب سے برکت دے کہ وہ ہمارے لیے اور بعد میں آنے

لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

اور ہمارے اگلے پچھلوں کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی (معجزہ) اور ہمیں رزق دے بے شک تو ہی سب

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ

سے بہتر رزق دینے والا ہے O اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں تو اب اس کے بعد اگر تم

مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع ۱۵ ع۷ ۵

میں سے کوئی کفر (ناشکری) کرے گا تو بے شک میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ سارے جہان میں سے کسی کو بھی ایسی سزا نہ دوں گا O

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ

اور جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم سے پوچھے گا کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ

مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو؟ وہ عرض کریں گے کہ تو پاک ہے مجھے مناسب نہیں کہ میں وہ بات کہوں

اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا مجھے حق نہیں، اگر میں نے ایسا کہا ہو تو تجھے ضرور معلوم ہو گا، تو میرے

والوں کے لیے عید اور خوشی ہو اور ہم اس دن کو اپنا عبادت کا دن مقرر کر لیں اور تیری دلیل ہو جس سے مسلمان کافروں پر غالب آئیں، ہم کو جو ہم نے مانگا بطور روزی عطا فرما۔ تو سب رزاقوں سے بہتر اور برتر ہے۔ وہ اتوار کا دن تھا اس لیے عیسائی اتوار کو متبرک اور عید جانتے ہیں۔

۱۱۵- اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! ان سے کہہ دو کہ میں تمہارے سوال کے مطابق مائدہ اتارتا ہوں، اس کے بعد جو کفر کرے گا تو اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ اس زمانہ میں ایسا عذاب کسی کو نہ دیا ہو گا یعنی اس کو سؤر بنا دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب مائدہ اترا اور انہوں نے کھایا تب بولے کہ "ھذا سحر مبین"۔ اللہ اکبر یہ بڑا جادو ہے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی سفارش کی کہ "ان تعذبھم فانھم عبادک" یعنی اے پروردگار! اگر تو اس تکذیب اور کلمہ پر عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں تو مالک و مختار ہے اور اگر تو ان کو توبہ نصیب کرے اور مغفرت کرے تو تو غالب ہے، جس کو تو بہ نہیں بخشا اس کو عذاب دیتا ہے اور حکیم ہے جسے چاہتا ہے اپنی حکمت سے توبہ کی توفیق دیتا ہے۔

ف: "ان تعذبھم" یعنی بعد کی آیت کو یہاں سے تعلق ہونا ایک قول ہے جس کو مفسر نے اختیار کیا اور آگے جا کر بھی مقدم و موخر کہہ دیا۔

۱۱۶ تا ۱۱۸- جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا کہ اے بی بی مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ

فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

دل کی بات جانتا ہے اور جو تیرے علم میں ہے میں نہیں جانتا' بے شک تو ہی بڑا غیبوں کا جاننے والا ہے O

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ

میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی پوجا کرو جو میرا بھی رب ہے

كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ

اور تمہارا بھی اور میں ان کا نگہبان رہا جب تک کہ میں ان میں رہا' پھر جب تو نے مجھے اچھی طرح پورا اپنے قبضہ میں کر کے

الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

(آسمان پر) اٹھا لیا تو تُو ہی ان پر نگہبان رہا اور تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے (ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے) O اگر تو انہیں عذاب

عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا

دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشے تو بے شک تو ہی زبردست' حکمت والا ہے O اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ وہ

یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ ہی کام آئے گا' ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں'

السلام)! کیا تم نے اپنی امت کے آدمیوں کو اسی بات کی تلقین کی تھی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تم لوگ مجھ کو اور میری ماں کو دو خدا بنا کر پوجا کرو' وہ تحاشی وتبری کریں گے اور کہیں گے کہ اے پروردگار! تو بیوی بچوں سے پاک ہے' مجھ کو یہ کس طرح جائز و لائق تھا کہ ایسا خلاف حق اور دروغ کلمہ اپنی زبان سے نکالوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو یقیناً معلوم ہوگا تو میرے دل کی بات جانتا ہے۔ میں نے جوان سے کہا ہے' امر ونہی کی ہے تو جانتا ہے۔ میں تیرے ذاتی علم کی بات نہیں جانتا کہ تو نے ان کو گمراہی میں چھوڑا یا ہدایت کی' تو علام الغیوب ہے تجھ کو ہر بات معلوم ہے' میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جو تو نے مجھ کو حکم کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کرو اور اس کی اطاعت کرو' وہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ جب تک میں زندہ رہا اور ان میں موجود تھا اس وقت تک کی میں شہادت ادا کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد کا تو نگہبان اور حافظ تھا۔ تو ان کی سب باتیں جانتا ہے اور سب پر گواہ ہے' ''ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم'' یہ تیرے بندے ہیں اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اگر بخشا چاہے تو تو عزیز وحکیم ہے۔ اس آیت کو اوپر سے تعلق دے کر معنی بیان ہو چکے ہیں۔

۱۱۹ تا ۱۲۰- اس وقت اللہ پاک فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کی سچائی اور مسلمانوں کو ان کا ایمان اور پیغامبروں کو پیغامبری اور بادوفاؤں کو ان کی وفا نفع دے گی' وہ جنت میں جائیں گے جن کے تختوں اور درختوں کے

فِيهَآ أَبَدًا ۚ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾

وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی' یہی بڑی کامیابی ہے ○

لِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌۢ ﴿١٢٠﴾ ع ۱٦ ۵

اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ○

سورة الانعام مكية ٥٥ | بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ | آياتها ١٦٥ ركوعاتها ٢٠

سورۂ انعام مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحمت والا ہے — اس میں ایک سو پینسٹھ آیات' بیس رکوع ہیں

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَجَعَلَ ٱلظُّلُمَٰتِ

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے اور اندھیریاں

وَٱلنُّورَ ۖ ثُمَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١﴾ هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم

اور روشنی پیدا کی' پھر بھی کافر لوگ (بتوں کو) اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں ○ وہی ہے جس نے تم کو

مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰٓ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُۥ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ

مٹی سے پیدا کیا' پھر ہر ایک کی (معیشت کی) میعاد مقرر کی' اس کے یہاں (اس کے علم میں قیامت کی) ایک میعاد مقرر

تلے دودھ اور پانی اور شہد اور شراب کی نہریں رواں ہوں گی' وہاں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کے سبب اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ بسبب ثواب و کرامت کے خدا تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ یہ باتیں بڑی کامیابی' فلاح اور خوش نصیبی کی ہیں کہ جنت ملی دوزخ سے بچے۔ تمام آسمان زمین کے خزانے' مینہ اور گھاس' پھول' پھل اور جو کچھ عجائب مخلوقات وغرائب موجودات ہیں سب خدا تعالیٰ کی ہیں' وہ سب پر قادر ہے۔ آسمان' زمین' ثواب' عذاب' دوزخ' جنت' جن اور انسان سب کا مالک و حاکم ہے۔ ہر بات پر قدرت والا ہے۔

سورۃ الانعام

ا تا ۳- حمد اور تعریف اور شکر اور معبودیت کا مستحق وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنی قدرت سے آسمانوں کو دو دن میں یعنی اتوار اور پیر کے دن میں پیدا کیا اور زمین کو بھی دو دن میں یعنی منگل اور بدھ میں اور تاریکی اور روشنی کو ظاہر فرمایا' رات دن پیدا کیے یا یہ کہ نور ایمان اور تاریکی کفر ہویدا کی' پھر بھی ایسی ذات برتر کے ساتھ کفار مکہ وغیرہ دوسری چیزوں کو ہمسر جانتے ہیں اور بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا اور قدرت کا تماشہ دکھایا' یعنی تم آدم سے اور حضرت آدم مٹی سے پیدا ہوئے اور پھر تم سب کے واسطے ایک میعاد مقرر کی' لوگوں کو پیدا کیا' ہر شخص کی زندگی کا ایک وقت مقرر کر دیا' کل دنیا کو پیدا کیا' اس کی فنا کا وقت مقرر کیا اور دنیا کے فنا ہونے کا خاص وقت

تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ

ہے پھر بھی تم لوگ شک کرتے ہو O اور وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین کا (کارفرما) اور تمہارا چھپا اور ظاہر

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ

اسے سب معلوم ہے اور وہ تمہارے سب کام جانتا ہے O اور جب کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں ان کے

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ

پاس آتی ہے تو وہ اس سے منہ ہی پھیر لیتے ہیں O تو بے شک انہوں نے حق کو ہمیشہ جھٹلایا جب بھی وہ

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

ان کے پاس آیا تو عنقریب انہیں اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی جس کو وہ ہنسی میں اڑایا کرتے تھےO یا انہوں نے نہیں

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ

دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ایسی قومیں ہلاک کر دیں کہ جن کو ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا تھا جو تم کو نہ دیا (یعنی قدرت

وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ

و طاقت اور مال وغیرہ) اور ہم نے ان پر موسلا دھار مینہ برسایا اور ہم نے ان کے نیچے نہریں جاری کر دی تھیں تو ہم نے انہیں

اس کو معلوم ہے اور اس کے بتانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پھر جو آخرت کی زندگی اور عالم آخرت والوں کی زندگی ہوگی جو کبھی فنا نہ ہوگی ابدی ہوگی اس کی اجل بھی اسے معلوم ہے یعنی اس کے عدم فنا کو جانتا ہے۔ پھر بھی اے اہل مکہ اور اے تمام کفار! اللہ تعالیٰ کے حکموں میں شک کرتے ہو' مرنے کے بعد زندہ ہونے میں کلام کرتے ہو' آسمان میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی وہی معبود ہے یعنی اسی کی عبادت ہوتی ہے' اسی کا جلوہ اور مظہر ہے' آسمان اور زمین والوں کا سب کا وہی خدا ہے۔ تم سب کا پوشیدہ راز ایسا ہی جانتا ہے جیسے کھلا ہوا' تم سب جو نیکی بدی کرتے ہو وہ سب جانتا ہے۔

۴ تا ۶۔ اہل مکہ کوئی نشانی ایسی نہیں دیکھتے جس کو جھٹلاتے نہ ہوں' جو کوئی نشانی آئی' قدرت حق سے سورج گرہن لگایا چاند پھٹ گیا' تارے گر پڑے سب سے انہوں نے روگردانی کی' کبھی غور نہ کیا' اہل مکہ نے سب سچی اور حق باتوں کو نہ مانا' معجزوں کو نہ مانا' قرآن پاک کو جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے سچ نہ جانا' تو اب عنقریب ان کے ہنسی مذاق کا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے تھے حال کھلے گا اور ٹھیک پتہ چلے گا۔ چنانچہ قلیل عرصہ میں بدر کے دن اور احد کے دن اور غزوہ احزاب کے دن حال کھل گیا کہ سب مٹ گئے فنا ہو گئے۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہ مٹا نہ قیامت تک مٹے گا۔ کیا اہل مکہ یہ نہیں جانتے کہ ہم نے ان سے پہلے کیسے کیسے لوگوں کو ہلاک کر کے خاک میں ملا دیا کہ آج ان کا پتہ بھی نہیں چلتا اور کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ کتنے ایسے گروہ اگلے زمانہ میں گزر گئے جن کو ہم نے وہ سامان اور اسباب

تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٦﴾

ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ان کے بعد اور قومیں پیدا کر دیں O

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ

اور اگر ہم آپ پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب اتارتے' پھر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو لیتے تب بھی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

منکر یہی کہتے: یہ تو کھلا ہوا جادو ہے O اور (کافروں نے) کہا کہ اس نبی

عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾

پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو (ان کا) کام ہی تمام ہو گیا ہوتا پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی O

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر ہم نبی کو فرشتہ بناتے تو اسے (انسان کی شکل میں) مرد ہی بناتے اور اس پر بھی یہ لوگ وہی شبہ کرتے جس شبہ میں اب

عطا کیے تھے جو تم کو نہیں دیے اور ان کو دنیا میں اتنی مہلت اور عمر دی تھی جو تم کو نہیں دی۔ ہم نے ان کے واسطے ایسی آسائش کا سامان مہیا کیا تھا جواب نہیں' جب ضرورت ہوتی بلا توقف ہمیشہ مینہ برستا' ان کے باغوں میں زراعتوں پر ہر وقت نہریں بہتی تھیں مگر جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی تو ان کے گناہوں کے سبب ہم نے ان کا نام بھی نہ چھوڑا اور ان کے بعد اور دوسرے گروہ ان سے بہتر پیدا کیے۔

۷- عبداللہ بن امیہ مخزومی وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام تم پر قرآن پاک لے کر اتریں تو ایمان لائیں گے۔ اس کا جواب آیا کہ اگر ہم ان کے سوال کے مطابق جبرائیل کے ہاتھ قرآن پاک کا لکھا ہوا صحیفہ بھی اتاریں تو بھی یہ کمبخت ایسے کافر ہیں کہ اس کو بھی جادو ہی بتلائیں گے۔ جب یہ سینکڑوں معجزوں کو جو عقل انسانی سے خارج ہیں جادو کہہ کر اڑا دیتے ہیں تو یہ اس کو بھی جادو کہہ دیں گے۔

۸تا۹- اسی کم بخت نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کے ساتھ فرشتہ رہا کرے جو ان کی تصدیق کی گواہی دیا کرے تو ایمان لائیں۔ تب یہ آیت اتری کہ کافر کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے لیے ایک فرشتہ کیوں نہیں اترا جو گواہی دیتا۔ حالانکہ اگر فرشتہ ظاہر ظہور اترتا اور گواہی دیتا پھر یہ تکذیب کرتے تو وہ ان کی ارواح قبض کر لیتا اور فوراً عذاب بھی اتر آتا اور جو ہونا تھا ہو چکتا اور پھر ان کو مہلت نہ دی جاتی۔ کیونکہ سنت الٰہی اور قانون الٰہی یونہی جاری ہے۔ مثلاً جب مائدہ کا انکار کیا تو سؤر بنا دیے گئے اور اگر ہم رسول آدمی کی شکل وصورت میں نہ بھیجتے جیسا کہ بعض نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو ہم جیسے آدمی ہیں' ان پر کیا ایمان لائیں' ہم بھی عقل مند وہ بھی عقل مند' فرشتہ بھیجتے تو ان کو اس کی اصل صورت دیکھنے کی طاقت کم ہوتی لہٰذا ہم اس کو خواہ مخواہ مرد آدمی کی شکل بنا کر بھیجتے اور وہی پوشاک پہناتے جو آدمی پہنتے ہیں۔ یالباس کے معنی خلط

يَلْبِسُوْنَ ۞ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

پڑے ہوئے ہیں O اور بے شک (اے محبوب!) آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کے ساتھ ہنسی کی گئی (ان کا مذاق اڑایا گیا)

ع ١٠/١ ٧ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ ع قُلْ

پھر ہنسی اڑانے والوں پر وہی بلا آ پڑی جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے O (اے نبی!)

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۞

آپ ان سے فرمائیے کہ تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا O

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى

(اے نبی!) آپ ان سے پوچھئے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ کس کا ہے؟ (اگر وہ ان کا جواب نہ دیں تو) آپ فرمائیے

نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

کہ وہ اللہ ہی کا ہے اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت کرنے کا وعدہ کرلیا ہے وہ تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا قیامت کے دن

کے ہوں یعنی تب بھی التباس وشبہ ڈالتے جیسا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کو التباس وشبہ ہے' ورنہ تکلیف کے خلاف ہوتا اور ایمان غائب نہ رہتا' اضطراری ایمان ہو جاتا جو کہ قیامت میں ہوگا۔ دنیا میں غیب پر ایمان لانا اپنے اختیار سے ہی مقبول ہوگا۔

١٠- اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں کہ اگر کافر آپ سے مذاق اور مسخرہ پن کرتے ہیں تو تعجب نہیں کہ اگلے رسولوں سے بھی مذاق کیا گیا۔ ان کی قوموں نے ان سے مسخرا پن کیا اور اپنے مسخرہ پن کا بدلہ بخوبی پایا۔ وہی حال ان کا بھی ہونا ہے۔

١١- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہو کہ ذرا خدا تعالیٰ کی زمین کی سیر کرو' گھر سے باہر نکلو اور دوسرے ملکوں میں جا کر دیکھو کہ جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرتے تھے ان کا کیا حال ہوا اور کیا انجام ہوا' سب خاک میں مل گئے' ہلاک ہوگئے۔

١٢- ان سے یہ تو پوچھو کہ آسمان زمین سب کس کا ہے اور جو چیزیں ان میں ہیں وہ کس کی ہیں؟ اگر اقرار کریں تو خیر ورنہ آپ گواہی دیں اور اللہ پاک کی توحید کی ہدایت کریں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے اس نے مسلمانوں کی بابت یعنی امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے اوپر رحمت مقرر کرلی ہے یعنی رحمت کا وعدہ کرلیا ہے۔ وہ ضرور رحمت کرے گا حتیٰ کہ ان کی بدولت کافروں پر بھی عام عذاب دنیا میں نہ اتارے گا اور تاخیر کرے گا۔ وہ تم سب کو بروز قیامت اکٹھا کرے گا' اس میں کوئی شک نہیں۔ جو بروز قیامت خائب وخاسر ہونے والے ہیں اور جنت اور اس کے مکانات اور خدام اور ازواج سے محروم رہنے والے ہیں وہ دنیا میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پاک پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس لیے کہ ان کے نصیب میں دوزخ لکھی گئی ہے کیونکہ وہ ایمان لانے کے نہیں۔

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ

جس میں کوئی شک نہیں، جن لوگوں نے خود اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال لیا ہے وہ ہی ایمان نہیں لاتے ہیں O اور اسی (اللہ تعالیٰ)

فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ

کا ہے جو کچھ رات اور دن میں رہتا بستا ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے O (اے نبی!) آپ فرمائیے: کیا اس اللہ تعالیٰ

وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ

کے سوا جس نے آسمان اور زمین بنائے کسی اور کو اپنا کار ساز بنا لوں حالانکہ وہی سب کو کھلاتا اور اس کو کوئی نہیں

اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

کھلاتا (کیونکہ وہ کھانے پینے سے پاک ہے) آپ فرمائیے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے فرمانبرداری کروں

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

اور یہ بھی کہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہوناO (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَ

دن کے عذاب کا ڈر ہے O جس سے اس دن کا عذاب ٹل گیا تو ضرور اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہو گی اور یہی

ف: اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے مطابق ان کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے۔ ان کو مجبور نہیں کیا ہے' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سمجھایا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔

۱۳ تا ۱۵- مکہ کے کافر جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سمجھانے لگے کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ جو لوگوں کو نیا دین سکھاتے ہیں اس سے آپ کی غرض دنیاوی سلطنت ہے' اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ نیا دین پھیلانا ترک کر دیں تو ہم آپ کی مدد کریں' جس کے ساتھ چاہو شادی کرا دیں' آپ کو بڑی عزت حاصل ہو' آپ کو بادشاہ بنالیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ دن اور رات میں جو کچھ چیز ہے یعنی سارا عالم وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ ان کی باتیں سنتا ہے' ان کی جزاء اور سزا کا حال یعنی مخلوق کی عزت' روزی اور انجام کی باتیں سب جانتا ہے۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ کیا میں سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کو تمہاری طرح اپنا معبود بنا لوں' دوسری چیزوں کو پوجنے لگوں اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دوں جو زمین و آسمان کا بنانے والا ہے' وہی سب کو روزی دیتا ہے اور اس کو کوئی روزی نہیں دے سکتا' وہ کسی کا محتاج نہیں' یا یہ کہ وہ روزی دینے میں کسی کی مدد نہیں چاہتا اور یہ بھی کہہ دو کہ مجھ کو یہی حکم ہے کہ میں سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤں' یا یہ کہ توحید و عبادت میں اخلاص کروں' پھر اور لوگوں کو راہ دکھاؤں۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ یہ کہہ دیں کہ اگر میں تمہارا کہا مان لوں اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں اور تمہاری طرح شرک کرنے لگوں تو مجھ کو یہ خوف ہے کہ کہیں یوم عظیم یعنی قیامت کے عذاب کا سامنا نہ کرنا

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

کھلی ہوئی کامیابی ہے O اور اگر (اے بندہ!) تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے

كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ بھلائی (آرام و آسائش) پہنچائے تو وہ سب کچھ

قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

کر سکتا ہے O اور وہی اپنے سب بندوں پر غالب ہے اور وہی حکمت والا، خبردار ہے O

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ

(اے نبی!) آپ پوچھئے کہ کس کی گواہی سب سے بڑی ہے (اگر وہ کوئی جواب نہ دیں تو) آپ فرمایئے کہ اللہ ہی میرے اور

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ

تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے اس کے

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ

ذریعے سے ڈراؤں، کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہیں، آپ فرمایئے کہ میں تو یہ گواہی نہیں دے سکتا، آپ

پڑے، یا یہ کہ یوم قیامت کا عذاب عظیم نہ جھیلنا پڑے۔ ''عظیم'' کا تعلق ''عذاب'' سے بھی ہوسکتا ہے اور ''یوم'' سے بھی۔

۱۶- اس دن خدا تعالیٰ نے جس کو عذاب سے بچالیا اور بخش دیا تو گویا اس پر بڑا رحم کیا اور خدا تعالیٰ کا رحم اس کے لیے بڑی کامیابی اور فلاح ونجات کا موجب ہوا۔ جنت ملی، گناہ بخشے گئے اور دوزخ سے بچالیا گیا۔

۱۷ تا ۱۸- اے سننے والے! اگر خدا تعالیٰ تجھ پر کوئی مصیبت ڈالے فقیری یا بیماری تو سوائے اس کے پھر اس کو کون دور کرسکتا ہے اور اگر وہ نعمت دے امیری عطا کرے تو کون روک سکتا ہے۔ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ جسے چاہے مصیبت دے، غریب کرے اور جسے چاہے امیر بادشاہ بنادے، وہ مالک ہے، وہ اپنے بندوں پر غالب اور قادر ہے اور وہ حکمت والا دانا و بینا ہے۔ اس کو مخلوق کی اور ان کے اعمال کی سب خبر ہے۔

۱۹- کافر کہتے کہ تمہاری رسالت کا گواہ کون ہے؟ اس کا جواب یہ اترا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے پوچھو کہ کس گواہ کو چاہتے ہو؟ کیا سب سے بڑھ کر سچے اور اچھے گواہ کو چاہتے ہو۔ وہ بھی معلوم ہے کہ کون ہے، اگر وہ بتلائیں تو فبہا ورنہ تم کہہ دو کہ سب سے سچا گواہ اور مقبول اور اعدل وہ ہے کہ اس سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں۔ اس سے جھوٹ بولنا ممکن ہی نہیں، وہ میرے تمہارے معاملہ میں گواہ ہے، وہ گواہی دیتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن پاک اس کا کلام اسی کی طرف سے یہ قرآن پاک مجھ پر اتارا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے تاکہ میں تم کو اس سے ڈراؤں اور قیامت

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ

فرمایئے کہ وہ تو (اللہ تعالیٰ) اکیلا ایک ہی معبود ہے اور جن کو تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے بیزار ہوں O جن لوگوں کو

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا

ہم نے کتاب دی (جیسے یہود اور نصاریٰ) وہ (اس نبی کو) ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو جنھوں نے اپنی جانوں کو

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ

خود نقصان میں ڈال دیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ہیں O اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے' بے شک (حق بات یہی ہے کہ) ظالم فلاح نہیں پائیں گے O اور جس دن (یعنی قیامت میں)

جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ

ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کا تم دعویٰ (گھمنڈ)

تک تمام دنیا سے جس شخص کو اس کی خبر پہنچے اس کو ڈراؤں۔ یعنی میری نبوت تمام افراد بشر کو بلکہ سارے عالم کے لیے عام ہے۔ میری نبوت کا گواہ تو خدا تعالیٰ ہے (جو بہ وساطت معجزہ کے گواہی ادا کرتا ہے) اور تم جو شرک کرتے ہو تو کیا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں' یعنی جن کو تم خدا تعالیٰ کی لڑکیاں بتاتے ہو اگر وہ گواہی دیں تو آپ فرمائیں کہ میں شرک کی کبھی گواہی نہ دوں گا اور یہ بھی فرمایئے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اور میں تمہاری اس شرک کی گواہی سے سخت بیزار ہوں۔

۲۰- جن کو ہم نے کتاب دی یعنی تورات اور اس کا ان کو عالم بنایا جیسے عبداللہ بن سلام' وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ یعنی چونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت آسمانی کتابوں میں دیکھی ہے اس سبب سے ان کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق ہونے کا یقین کامل ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو خائب و خاسر کرنا چاہتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد رہنا چاہتے ہیں جیسے کعب بن اشرف وغیرہ تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پاک پر ایمان نہیں لاتے۔

۲۱- اس شخص سے بڑھ کر شوخ اور بے باک اور اپنا بدخواہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے' جھوٹ باندھے اور اس کے سوا اوروں کو معبود بنائے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی تکذیب کرے۔ بے شک اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ یہ ظالم' کم بخت' کافر اور مشرک عذاب الٰہی سے کبھی نجات نہ پائیں گے۔

۲۲ تا ۲۴- جب قیامت میں ہم سب لوگوں کو اٹھا کر اکٹھا کریں گے اور پھر ان سے جو شرک کرتے ہیں پوچھیں گے کہ آج وہ تمہارے معبود جن کو تم خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنا حمایتی سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں' تم ان کو بلا کر مدد کیوں نہیں مانگتے' اس

تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا

کرتے تھے O پھر ان کی کچھ بھی چالاکی (بناوٹ) نہ چلے گی سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے: ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم ہے کہ ہم

مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

مشرک نہ تھے O دیکھو انہوں نے خود اپنے اوپر کیسا جھوٹ باندھا اور جو کچھ وہ بناوٹیں کرتے تھے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى

وہ ان سے گم ہو گئیں O اور ان میں سے کچھ وہ ہیں کہ جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ

اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف چڑھا دیئے ہیں کہ وہ اسے (قرآن کو) نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں

اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

گرانی (ٹینٹ) کر دیئے ہیں اور اگر وہ سب نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آپ سے

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ

جھگڑتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں تو کافر کہتے ہیں: یہ تو صرف اگلے لوگوں کے (بناوٹی) قصے کہانیاں ہیں O اور وہ اس (قرآن) سے (دوسروں کو)

وقت سوائے انکار کرنے کے اور کچھ بن نہ آئے گا' وہ کہیں گے کہ خدا کی قسم! ہم تو شرک نہ کرتے تھے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! غور فرماؤ کہ یہ اپنے آپ پر کیسا جھوٹ باندھیں گے اور پھر اس جھوٹ اور کفر کی سزا پائیں گے اور ان کے جھوٹے معبود کس طرح ان سے بیزار ہو جائیں گے اور جو افتراء کیا کرتے تھے سب خاک میں مل جائے گا۔ ''وانظر'' کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا یہ کہ خطاب روز قیامت فرشتوں سے ہوگا کہ اے فرشتو! دیکھو تو یہ کیسی اپنی تکذیب آپ کرتے ہیں۔

۲۵ تا ۲۶- ابوسفیان بن حرب اور ولید بن مغیرہ اور عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کے بیٹے اور حارث بن عامر اور نضر بن حارث سب اکٹھے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ قرآن پاک سنا' پھر انہوں نے نضر سے پوچھا: تم نے سنا یہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ اگلے زمانے کے پرانے قصے اچھی عبارت میں بنا بنا کر سناتے ہیں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ مکہ کے بعض کافر آپ کے پاس قرآن پاک سننے کو آتے ہیں' ان کو قرآن پاک سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہم نے اپنے علم ازلی کے مطابق ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ قرآن پاک کو اور آپ کی مقدس نصیحتوں کو نہ سمجھیں گے اور ان کے کانوں کو بہرا کر دیا ہے کہ کچھ غور سے نہ سنیں گے۔ یا یہ کہ ان کے دماغ گمراہی سے پر ہیں اس لیے ہدایت کی راہ نہ پائیں گے۔ اگر وہ لوگ وہ نشانیاں اور نئے نئے معجزے جو اپنے دل سے گھڑ کر طلب کرتے ہیں دیکھ بھی لیں (جیسا کہ حارث بن عامر خاص کر طلب کرتا تھا) تب بھی ایمان نہ لائیں گے۔ جادو اور نظر بندی تصور کریں گے۔ یہ لوگ

وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَإِنْ يُّهْلِكُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور وہ صرف اپنی جانوں ہی کو ہلاک کر رہے ہیں (ہمارا کچھ نہیں بگڑتا) اور ان کو کچھ شعور نہیں O

وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ

اور کبھی آپ (ان کو) دیکھیں جب وہ آگ پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے کہ کاش! ہم (کسی طرح دنیا میں) واپس بھیجے جائیں

بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا

اور ہم اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور ہم مسلمان ہو جائیں (اور ایسا ہو نہیں سکتا) O بلکہ ان پر وہ (کردار) ظاہر ہو جائیں گے

يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ

جن کو وہ پہلے چھپاتے تھے اور اگر ان کو (دنیا میں) واپس بھیجا بھی جائے پھر بھی وہ وہی کام کریں گے جس سے انہیں روکا گیا تھا

لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوْٓا إِنْ هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ

اور بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں O اور کافروں نے کہا کہ ہماری تو صرف یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں (دوبارہ زندہ ہو کر)

جب آپ کے پاس جھگڑا کرنے کو اور قرآن پاک سننے کو آتے ہیں تو ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے' اگلے لوگوں کے قصے ہیں جو انہوں نے جھوٹے جوڑ لیے تھے' اب یہ ان کو پھر نئے طریقے سے پیش کرتے ہیں۔ یہ کافر ابو جہل وغیرہ آپ کے پاس آنے سے اور قرآن پاک سننے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور خود بھی دور بھاگتے ہیں تو کسی کا کیا بگاڑتے ہیں اپنے اوپر اپنا بھی اور دوسروں کا بھی گناہ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب وہ قصے ہی ہیں تو دوسروں کو کیوں سننے نہیں دیتے۔ بعض کے نزدیک "ینھون عنہ" والی آیت ابو طالب کے بارے میں اتری کہ وہ کافروں کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذاء دینے سے منع کرتے تھے اور خود ایمان نہ لاتے تھے۔

۲۷ تا ۲۸- اس کے بعد ان کی سزا کا حال بیان فرمایا کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ اس وقت ان کا حال دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے گئے ہوں اور پھر دنیا میں لوٹنے کی آرزو کرتے ہوں اور کہتے ہوں کہ اے کاش! ہم پھر کسی طرح دنیا میں لوٹ جائیں اور رسول قرآن لے کر آئیں اور ہم مسلمان ہوں' اپنے پروردگار کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں اور سچے مسلمان ہو کر جنت پائیں۔ تو اس وقت لطف آئے اور ان کی سرکشی اور غرور سب خاک میں مل جائیں۔ بلکہ ان کے کفر کی سزا ظاہراً طور پر ان کے روبرو پیش ہو اور جو ان کے دلوں میں نفاق اور بے ایمانی مخفی تھی وہ سب کھل جائے اور اگر بالفرض یہ دنیا میں اپنی تمنا کے مطابق لوٹا بھی دیے جائیں تو بھی افعال ممنوعہ یعنی کفر و شرک ضرور کریں اور پھر اپنی اصلیت کی طرف لوٹ جائیں' یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو جائیں گے بالکل جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حال ازل سے جانتا ہے کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

۲۹ تا ۳۰- مکہ کے کافر کہتے ہیں کہ زندگی فقط دنیا ہی کی ہے' مرنے کے بعد خاک ہو جائیں گے۔ نہ ہم اٹھائیں جائیں

بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ

اٹھنا نہیں O اور اگر تم (ان کو) اس وقت دیکھو جب کہ وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے وہ فرمائے گا:

هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

کیا یہ (قیامت) حق نہیں تو وہ کہیں گے کہ ہمیں اپنے رب کی قسم! ہاں یہ حق ہے تو (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: تو اب اپنے

تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا

کفر کے بدلے عذاب چکھو O بے شک وہ نقصان اور خرابی میں پڑ گئے جنہوں نے (دوبارہ زندہ ہو کر) اللہ تعالیٰ سے ملنے

جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب اچانک ان پر قیامت آ جائے گی تو وہ کہیں گے کہ ہمارے قیامت کے ماننے کے بارے

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾

میں کوتاہی پر افسوس اور وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے (گناہوں کے) بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے‘ دیکھو کتنا برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے O

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

اور دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہی ہے اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں‘

گے‘ نہ حساب کتاب ہوگا‘ دنیا میں آئے مزے اڑائے‘ چلے گئے‘ خاک ہو گئے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ اس وقت ان کو دیکھیں تو ان کا حال معلوم ہو کہ یہ اللہ پاک کے سامنے روز قیامت کھڑے کئے گئے ہوں اور اللہ پاک نے یا فرشتوں نے ان سے کہا ہو کہ کیا یہ قیامت جس کا تم انکار کرتے تھے سب جھوٹ ہے‘ کیا یہ ثواب‘ عذاب‘ دوزخ‘ جنت‘ حساب‘ کتاب کچھ بھی حق نہیں اور اس وقت انہوں نے کہا ہو کہ خدا کی قسم! یہ تو سب سچ نکلا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک کہتے تھے۔ اس وقت اللہ پاک نے کہا ہو کہ اچھا اب تم ہمیشہ کے لیے عذاب میں داخل ہو جاؤ اور اپنے کفر اور آخرت کے انکار کی سزا پاؤ۔

ف: اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے‘ اب نادم ہونا بیکار ہے۔ دنیا میں سوچتے سمجھتے ایمان لاتے تو نجات پاتے۔

۳۱ تا ۳۲۔ جو لوگ اللہ پاک کی طرف لوٹنے اور مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کرتے ہیں وہ بڑے نقصان میں پڑ گئے۔ خیر ان کو انکار کرنے دو اور ان کو یہاں تک مہلت دو کہ یکا یک قیامت قائم ہو جائے۔ جب وہ آ جائے گی تو کہیں گے کہ ہائے افسوس دنیا کی باتوں پر یعنی دنیا میں جو ہم نے قصور کیا اور ایمان و توبہ کی طرف رجوع نہ ہوئے اس پر سخت افسوس وحسرت ہے اور اس وقت اپنے گناہوں کے بار (بوجھ) اپنی پیٹھوں پر گدھوں کی طرح لادے ہوں گے۔ ہائے کم بخت کیسی بری چیز پیٹھ پر لادیں گے۔ یہ دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں حالانکہ دنیا سوائے چند دن کے لہو و لعب کے اور جھوٹی خوشی اور عیش کے کچھ بھی نہیں۔ چند روزہ زندگی کا کھیل ہے جب آنکھ بند ہوئی کیسا عیش‘ اصل خوشی آخرت کی خوشی ہے اور وہاں

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ

پھر کیا تم سمجھتے نہیں O (اور اے نبی!) ہم یقیناً جانتے ہیں کہ بے شک

يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

آپ کو ان کی باتوں سے رنج ہوتا ہے تو وہ آپ کو نہیں جھٹلا رہے ہیں بلکہ ظالم اللہ تعالیٰ

يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا

کی آیتوں کا انکار کر رہے ہیں O اور بے شک آپ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں تو انہوں نے

عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

اس جھٹلانے پر اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچی (اور کافروں کو ہلاک کر دیا گیا) اور اللہ تعالیٰ

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور یقیناً آپ کے پاس (اگلے) رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں O

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ

اور (اے نبی!) اگر آپ پر ان کا منہ پھیرنا شاق گزرتا ہے تو اگر آپ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لیں یا آسمان

کا رنج ہی رنج ہے۔ جو مسلمان بندے کفر و شرک اور فحش باتوں سے بچتے ہیں ان کو وہاں جنت ملے گی، وہ سب سے بہتر ہے کہ اس کے عیش کو کبھی فنا نہیں۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی ہے۔ پھر اس کے عیش پر کیوں پھولے پھرتے ہو۔

۳۳ تا ۳۴۔ حارث بن عامر وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے، جب گھروں کو جاتے اور اکیلے ہوتے تو کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں مگر ان کی تابع داری کو ہمارا جی نہیں چاہتا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ کو کافروں کی بے ہودہ باتیں، طعن و تشنیع، تکذیب، جھٹلانا، نئے نئے معجزے طلب کرنا، خیالی باتیں تراشنا غم میں ڈالتی ہیں مگر ان کا غم نہ کیجیے یہ کم بخت حارث وغیرہ دل میں آپ کو سچا جانتے ہیں، صرف ظاہر میں آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور اللہ پاک کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو غم نہ کیجیے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی گئی، ان کی امتوں نے ان کو جھٹلایا، انہوں نے صبر کیا، ایذاء دیے گئے، ستائے گئے مگر وہ صبر ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہماری مدد پہنچی، عذاب آیا، کافر گروہ ہلاک ہوا۔ اللہ پاک کی تقدیر کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں، جو مدد اور فتح اللہ پاک نے اپنے دوستوں کے لیے لکھ دی ہے اور دشمنوں کے لیے ہلاکت تو وہ کبھی نہیں بدلے گی۔ آخر کو آپ ہی فتح پاؤ گے۔ پس غم نہ کرو۔ آپ اور رسولوں کی خبریں سن چکے ہو کہ کیسے ستائے گئے اور پھر بعد میں ان کی قوم کس طرح ہلاک ہوگئی۔

۳۵۔ اے محبوب! اگر آپ کو کافروں کا انکار برا لگتا ہے اور دل پر گراں گزرتا ہے اور یہ چاہتے ہو کہ کسی طرح مسلمان

نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ

میں کوئی سیڑھی (پیدا کر کے) ان کے لیے کوئی نشانی لے آئیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو

اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ

ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو (اب سننے والے!) تو ہر گز نادان نہ بن ○ بے شک مانتے تو وہی ہیں (جو دل سے)

الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَ

سنتے ہیں اور ان مردہ دلوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی (زندہ کر کے) اٹھائے گا' پھر وہ (قیامت میں) اسی کی طرف ہانکے جائیں گے ○ اور

قَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ

کافروں نے کہا کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) (ہماری خواہش کے مطابق) کیوں نہ اتری (اے نبی!)

أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي

آپ فرمائیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ (ہر قسم کی) نشانی اتارنے پر قادر ہے لیکن اکثر ان میں نرے جاہل ہی ہیں ○ اور جتنے حیوانات

وقف غفران — النصف — وقف منزل

ہو جائیں حالانکہ وہ اسلام کی طرف آنے والے ہی نہیں تو اگر کچھ قدرت ہے تو زمین میں سرنگ لگا کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر یا کوئی راستہ نکال کر اور چڑھ کر کوئی ایسا معجزہ دکھا دو جو وہ مانگتے ہیں' آپ ہرگز کبھی اللہ کے حکم کے بغیر ایسا نہ کر سکو گے (یعنی جب خدا کو ان کا ایمان منظور نہیں تو آپ کیوں غم کھاتے ہیں۔ رہا معجزہ تو آپ سینکڑوں معجزے دکھا چکے' اب جو یہ نئے نئے معجزے طلب کرتے ہیں تو ان کو بکنے دو۔ حجت الٰہی قائم ہو چکی' جو معجزے دیکھ چکے ان کا کب اقرار کرتے ہیں' ان کو جادو کہتے ہیں' اب اور دکھاؤ گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ ہاں تقدیر اور حکمِ خدا پھیر سکتے ہو تو پھیر دو اور ان کے ایمان کی کوشش کرو اور یہ محال ہے' جو بات ہے خدا کے حکم کے تابع ہے) اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ایمان دیتا اور سب کو راہ راست پر چلاتا' مگر اس کی مرضی نہیں۔ کیونکہ وہ ازل سے جانتا ہے کہ یہ ہٹ دھرم ایمان نہیں لائیں گے۔ پس آپ ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں جو خلاف تقدیر الٰہی خواہش کرتے ہیں اور تقدیر کی باتوں سے لاعلم ہیں۔ ہم نے تو آپ کو ان کا حال بتلا دیا' جن کی قسمت میں ایمان نہیں ہم نے ان کو گمراہی میں چھوڑ دیا۔

۳۶- بے شک ایمان تو وہ لوگ قبول کرتے ہیں جن کے دلوں میں تصدیق ہے اور دماغ میں عقل سلیم ہے۔ جو حق بات کو سن کر تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ پاک سب مردوں کو بروز قیامت اٹھائے گا' سب اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ سب کو اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔ ''موتیٰ'' سے مراد یا عام مردے ہوں' یا شہدائے بدر و احزاب یا موتی القلوب یعنی کافر جو بظاہر زندہ ہیں مگر ان کے دل مردہ ہیں۔

۳۷- مکہ کے کافر حارث بن عامر وغیرہ اور ابوجہل بن ہشام اور ولید بن مغیرہ اور امیہ اور ابی فرزندانِ خلف اور نضر بن حارث کہتے ہیں کہ اگر یہ سچے رسول ہیں تو ایسی ظاہر نشانی ان پر کیوں نہیں اترتی جو خواہ مخواہ ان کی تصدیق ہو جائے۔

الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا

زمین پر (چلتے پھرتے) ہیں اور جتنے پرندے اپنے بازوؤں سے اڑتے پھرتے ہیں سب تمہاری ہی طرح امتیں (گروہ) ہیں، ہم نے اس کتاب میں

فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

کوئی چیز نہیں چھوڑی (جس کا بیان نہ کر دیا ہو) پھر وہ سب اپنے رب (اللہ) کے سامنے اکٹھے کیے جائیں گے ○ اور جن لوگوں نے

بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ یَّشَاْ

ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ بہرے گونگے ہیں، اندھیریوں میں پڑے ہوئے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے گمراہی میں

یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ

چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر ڈال دیتا ہے ○ (اے نبی!) آپ فرمایئے: بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿٤٠﴾

عذاب آ جائے یا قیامت قائم ہو تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر سچے ہو (تو بتاؤ) ○

بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ

بلکہ اسی کو پکارو گے، پھر اگر وہ چاہے تو جس (مصیبت کے دور کرنے) کے لیے اس کو پکارتے ہو اسے دور کر دے اور دوسرے

اے رسول! آپ کہہ دیں کہ فی الحقیقت تو حق تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی نشانی اتارے مگر وہ اپنی حکمتیں آپ جانتا ہے۔ اکثر آدمی نہیں جانتے کہ کس بات میں فائدہ ہے یا ایسے معجزے ظاہر ہونے میں ان کا نفع ہے یا نقصان۔

٣٨ تا ٣٩- اللہ تعالیٰ کی توحید کے لیے نئے نئے معجزے کیا درکار ہیں ہزاروں نشانیاں اور آیتیں دنیا میں موجود ہیں۔ زمین میں جتنے چارپائے ہیں اور ہوا میں جتنے پرندے ہیں جو اپنے بازوؤں سے زمین و آسمان کے درمیان اڑتے ہیں سب اس کے بندے اور مخلوق ہیں جیسے کہ تم اس کے بندے اور مخلوق ہو۔ یہ بھی اس کی وحدانیت کی قاہر دلیل ہے۔ ہم نے قرآن پاک میں کسی چیز کا بیان نہیں چھوڑا، ہر چیز کا مختصر ذکر کر دیا۔ جس طرح تم قیامت میں اٹھو گے اسی طرح یہ جانور بھی سب کے ساتھ اٹھیں گے۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن پاک اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں ان کے دل بہرے ہیں یا یہ کہ وہ واقع میں حق اور ہدایت سے بہرے ہیں اور وہ گونگے ہیں کہ سچی بات ان کے منہ سے نہیں نکلتی۔ کفر کی تاریکیوں میں پڑے ہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم پر قائم رکھ کر با ایمان اٹھاتا ہے۔ یا مطلق ہدایت اور ضلالت مراد ہو یعنی جس کو چاہتا ہے اپنے علم ازلی کے مطابق گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے سچے مقدس دین اسلام کی توفیق دیتا ہے۔

٤٠ تا ٤١- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے کہہ دو کہ اے اہل مکہ! اتنا تو سوچو اور غور کرو اور بتلاؤ کہ اگر تم کو

ع ۱۱ ۴ ۱۰

مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ

شریکوں کو تم بھول جاؤ گے ○ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو ان لوگوں کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تا کہ وہ کسی

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا

طرح عاجزی کریں (گڑگڑائیں) ○ پھر جب کہ ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ کی لیکن

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

(اس لیے عاجزی نہ کی کہ) ان کے دل سخت ہو گئے تھے اور شیطان نے ان کے (برے) کاموں کو ان کی نگاہ میں اچھا کر کے دکھایا تھا ○

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

پھر جب کہ جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی اسے بھول گئے تو ہم نے (ان کے امتحان کے لیے) سب قسم کی نعمتوں کے دروازے

حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

کھول دیئے یہاں تک کہ جو نعمتیں ان کو دی گئی تھیں ان پر وہ اترانے لگے (اور ہماری نافرمانی کرنے لگے) تو ہم نے ان کو

مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اچانک پکڑ لیا پھر تو وہ آس توڑ کر نا امید ہو گئے ○ پھر تو ظالم لوگوں کی جڑ ہی کاٹ دی گئی (اور اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگڑا) اور سب تعریفیں

خدا تعالیٰ کے عذاب نے آ گھیرا یا قیامت اسی غفلت میں آ گئی اور اس کا عذاب پیش نظر ہوا تو اس دن تم سوائے خدا تعالیٰ کے کس کو پکارو گے۔ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں کہ بت ہی قابل پرستش ہیں اور کارخانہ قدرت میں بالاستقلال قطع نظر خدا تعالیٰ کے خود کو اختیار رکھتے ہیں سچے ہو تو کیا تم انہی کو پکارو گے ہرگز نہیں' بلکہ جب کوئی عذاب یا مصیبت آئے گی تو وہی اللہ تعالیٰ یاد آئے گا اور اسی کو پکارو گے اور اگر چاہے تو وہی مشکل حل کرے گا اور اس وقت تم سب اپنے بتوں کی رام کہانی بھول جاؤ گے اور سب کو چھوڑ دو گے۔

۴۲ تا ۴۵۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے تم سے پہلی والی امتوں کے پاس بھی رسول بھیجے جیسا کہ تم کو اس امت کے پاس بھیجا' پھر ہم نے ان کو سختی سے پکڑا۔ آپس میں جنگ وجدال' نا اتفاقی' سختیاں بسبب ان کے کفر کے ان پر اتاریں۔ قحط بیماری میں مبتلا کیا کہ شاید یہ سمجھ جائیں اور ایمان لا کر عاجزی اختیار کریں تو میں ان کی بلا وسختی ٹال دوں۔ تو انہوں نے جب ان پر مصیبت آئی عاجزی وزاری کیوں نہیں کی اور توبہ کیوں نہ کی کہ میں ان کی مشکل آسان کر دیتا۔ لیکن وہاں توبہ کیسی' ان کے تو دل اور بھی کٹے اور سخت ہو گئے اور پتھرا گئے اور شیطانوں نے ان کی بداعمالیوں اور کفر کو اپنے وسوسہ سے اور بھی سنوار دیا کہ دنیا کا ایسا ہی دستور ہے' کبھی عیش' کبھی غم' کبھی رنج' کبھی راحت' پھر جب وہ ہمیں بالکل بھول گئے تو ہم نے ان کو دوسری طرح آزمایا سمجھایا۔ یعنی عیش وعشرت دے دیا جو مشکلیں تھیں دور کر دیں' باغ و بہار والا کر دیا۔ قحط سالی

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے O (اے نبی!) آپ فرمایئے کہ بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان

اَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ

اور آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی کوئی معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں واپس لا کر دے

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ

دے، دیکھو ہم کس کس رنگ سے دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر بھی وہ منہ پھیر لیتے ہیں O

اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ

(اے نبی!) آپ فرمایئے: بھلا بتاؤ تو، اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب (پوشیدہ) اچانک آ پڑے یا کھلم کھلا تو ظالموں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

کے علاوہ اور کوئی بھی ہلاک (اور تباہ) نہ ہو گا O اور ہم تو رسولوں کو صرف خوشخبری اور ڈر سنانے کے لیے ہی بھیجا

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

کرتے ہیں، پھر جو کوئی ایمان لائے اور نیک ہو جائے تو ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ غم O

دور کر دی، برکات کے خزانے اور دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ خوش وخرم ہو گئے اور غرور و مستی میں پھول گئے تو یکا یک عذاب بھیج دیا اور ان کو پکڑ لیا۔ اس وقت وہ ناامید ہو کر رہ گئے اور کم بخت ظالموں کی تباہی آ گئی۔ خاک سیاہ ہو گئے، بالکل بیخ کنی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ غالب ہو گیا۔ والحمد للہ رب العلمین یعنی ان کی بیخ کنی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور الحمد للہ کہو کہ ان کی نجاست سے جہان پاک ہوا۔

۴۶ تا ۴۷۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہیں کہ یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو بہرہ کر دے اور اندھا بنا دے اور تم کو بے وقوف کر کے تمہاری عقل بالکل چھین لے تو اس کے سوا کون ہے جو پھر یہ چیزیں تم کو واپس دے۔ کیا تمہارے بت خدا تعالیٰ کے بالمقابل تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ بہرہ کر دینے سے مراد یہ ہے کہ حق نہ سن سکو اور اندھا کر دے یعنی حق نہ دیکھ سکو اور بے وقوف کر دے یعنی تمہارے دلوں پر مہر لگا دے کہ ایمان تمہارے دلوں میں نہ جا سکے اور تم ابدی مقہور ہو جاؤ۔ کیا سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی بت مدد کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی سوائے خدا تعالیٰ کے کچھ نہیں کر سکتا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! دیکھو تو ہم کس کس طرح قرآن پاک میں ان کو سمجھاتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ اگر تم پر خدا تعالیٰ کا عذاب بے خبری میں یا ظاہر میں آ پڑے تو مشرکوں اور ظالموں کے سوا کون ہلاک ہو گا۔

۴۸ تا ۴۹۔ ہم تو رسولوں کو قاصد بنا کر بھیجتے ہیں کہ جو ایمان لائے اس کو خوش خبری دیں اور کافروں کو دوزخ سے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ان کی بدکاری (نافرمانی) کی وجہ سے عذاب پہنچے گا ○

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

(اے نبی!) آپ ان سے فرمایئے: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں (جس کے لالچ میں تم

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ

ایمان لاؤ) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں خود غیب جان لیتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اسی کا تابع ہوں جو

ع۵ ۹ ۱۱ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَاَنْذِرْ

مجھ پر وحی آتی ہے (اے نبی!) آپ فرمایئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے، پھر کیا تم غور نہیں کرتے ○ اور (اے نبی!)

بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ

اس (قرآن) سے ان لوگوں کو ڈر سنایئے جو اپنے رب کے سامنے اس حال میں حاضر ہونے سے ڈرتے ہیں کہ اس کے سوا

مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾

نہ ان کا کوئی حمایت ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا اس امید پر کہ وہ پرہیز گار ہو جائیں ○

ڈرائیں، جوان پر اور کتابوں پر ایمان لائے اور اپنی اصلاح کرے، اپنا اور خدا تعالیٰ کا معاملہ صاف رکھے تو جب دوزخیوں کو خوف اور رنج پہنچے گا تو اس کو کوئی ڈر ہو گا نہ غم اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن پاک کو نہیں مانتے تو ان پر ان کے فسق وکفر کے سبب سے عذاب ہوگا۔

۵۰- ابوجہل، حارث اور عتبہ وغیرہ کہتے تھے کہ کوئی نیا معجزہ دکھاؤ جس سے تمہاری پوری قدرت ثابت ہو، تب یہ آیت اتری کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے پاس پیغامبر بن کر آیا ہوں۔ نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں خدا تعالیٰ کے خزانوں کا مستقل مالک ہوں، یا خزانچی ہوں، یا بارش، گھاس پھوس، پھل پھول، ثواب عذاب کا مالک ہوں اور علم غیب کا بالاستقلال و بالذات بغیر خدا کے عطا کیے دعویٰ نہیں کرتا۔ ہاں خدا تعالیٰ بتا دیتا ہے میں کہہ دیتا ہوں۔ بلا اس کے دیے خود بخود میں کوئی عالم غیب نہیں ہوں تا کہ تم کو عذاب کی میعاد بتا دوں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں کوئی آسمانی فرشتہ ہوں۔ میں تو اس بات کی اتباع کرتا ہوں جو بطور وحی مجھ کو بتائی جاتی ہے اور جس کا قرآن میں حکم آتا ہے اور یہ بھی کہہ دو کہ اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہو سکتے۔ مسلمان اور کافر طاعت وثواب میں یکساں نہیں ہو سکتے۔ کیا تم قرآن پاک کی حکمتوں اور مثالوں میں غور وفکر نہیں کرتے۔

۵۱ تا ۵۳- اوّل اوّل غریب لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ تب عیینہ بن حصن فزاری وغیرہ نے کہا کہ ان غریبوں،

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور (اے نبی!) اپنے پاس سے ان لوگوں کو دور نہ کریں جو اپنے رب کی رضا مندی چاہنے کے لیے اپنے رب سے صبح

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

شام مناجات کرتے ہیں' آپ پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر آپ کے حساب سے کچھ نہیں' (ہر ایک کی روزی

وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ

اور عمل کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے) پھر اگر آپ انہیں (اپنے دربار سے) دھتکاریں تو یہ بات انصاف

فقیروں کو اپنے پاس سے بھگا دو جیسے بلال بن رباح' صہیب بن سنان' مصجع بن صالح' عمار بن یاسر' عامر بن فہیرہ' خباب بن ارت' سالم مولیٰ ابوحذیفہ وغیرہم تو ہم تمہاری باتیں سنیں اور قبول کریں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی امیروں' غریبوں کو الگ الگ کرنے کی فرمائش کی تھی کہ تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر ایسا کرا دو۔ تب یہ آیتیں اتریں کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! قرآن پاک کی آیتوں سے یہ سخت دل کافر نہ ڈرتے ہیں نہ ڈریں گے۔ آپ قرآن پاک سے ان لوگوں کو ڈراؤ اور اس کی پاک نصیحتیں ان کو سمجھاؤ جن کو یقین ہے کہ وہ موت کے بعد اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور باوجود اعمال صالحہ رکھنے کے اللہ پاک سے ڈرتے ہیں جیسے بلال وغیرہ اور یقین رکھتے ہیں کہ ان کا سوائے خدا کے قیامت میں کوئی ولی نہ ہوگا کہ ان کی حفاظت کرے اور نہ کوئی شفیع اور ناصر کہ ان کو اللہ کے عذاب سے نجات دے' وہی ان پر رحم کرے گا۔ ان لوگوں کو آپ ڈرائیں کہ یہ گناہ سے بچیں اور تقویٰ ان کا اور زائد ہو۔ عیینہ وغیرہ کے کہنے سے ان لوگوں یعنی سالم وغیرہ موالی کو جو رات دن اللہ کو پکارتے ہیں' اس کی خوشی کے لیے رات دن پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں ان کو اپنے پاس سے نہ ہٹاؤ اور وہ جو آ کر کہتا ہے کہ جب ان غریبوں ذلیلوں کو ہٹاؤ گے تو شریف رئیس تمہاری نصیحت سننے کو آئیں گے اور اس بات کے کہنے کو حضرت عمر کو مقرر کر کے تمہارے پاس بھیجنا چاہتا ہے کہ ایک دن شریفوں امیروں کے وعظ کا ہو اور ایک دن غریبوں' غلاموں کی نصیحت کا' تو اس بات کو آپ ہرگز قبول نہ کریں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑیں۔ یہ غریب اللہ کے نیک اور مقبول بندے ہیں۔ نہ ان کا حساب کتاب تم سے لیا جائے گا نہ تمہارا ان سے۔ نہ تمہارا بار (بوجھ) ان پر نہ ان کا بار تم پر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے کہنے سے آپ ان کو ہٹا دیں اور اپنے وعظ و ہدایت میں شریک نہ کریں تو اپنے آپ کو نقصان و ضرر پہنچائیں یعنی خلاف حکم کریں۔ ہم نے یہ بھی اور فتنوں اور امتحانوں کی طرح ایک امتحان مقرر کیا ہے اور غریبوں اور ذلیلوں کو تمہارے ساتھ کر کے ان بڑے رئیس نہ سننے والوں کا امتحان لیا ہے اور بعضوں کو بعضوں کے فتنے میں پڑ جانے کا سبب کر دیا ہے کہ یہ غریب لوگ عیینہ اور عتبہ اور شیبہ اور ابن ربیعہ اور امیہ بن خلف جمحی اور ولید بن مغیرہ مخزومی اور ابوجہل بن ہشام اور سہیل بن عمرو وغیرہ بڑے بڑے رئیسوں کے ایمان نہ لانے کا سبب ہو گئے۔ ہم نے ان کے ساتھ رہنے کا تم کو اس لیے حکم دیا کہ یہ عیینہ وغیرہ کہیں کہ کیا غلام ذلیل قوم مشرف بہ اسلام ہوئے اور خدا تعالیٰ کا ان پر فضل و احسان ہوا اور ہم سب رئیسوں میں سے بھی منتخب ہوئے یہ اچھے ٹھہرے۔ ہم دوزخی اور برے ہوئے اور ان کا غرور و تکبر ان کو لے ڈوبا' کیا اللہ تعالیٰ کو شاکرین اور مستقین اور مسلمین کا حال معلوم نہیں' جو یہ طعن کرتے ہیں وہ سب جانتا

الظّٰلِمِينَ ﴿٥٢﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوٓا أَهٰٓؤُلَآءِ

سے بعید ہے O اور ہم نے ایک دوسرے کے لیے یوں ہی امتحان اور فتنہ بنایا ہے تا کہ (مال دار کافر محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر) کہیں: کیا یہی ہیں وہ

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشّٰكِرِينَ ﴿٥٣﴾

لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے اپنی عنایت اور احسان کیا' کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں (حق ماننے والوں) کو اچھی طرح نہیں جانتا ہے O

وَإِذَا جَآءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

اور جب کہ آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرمایئے کہ تم پر سلام ہو' تمہارے

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوٓءًا بِجَهَالَةٍ

رب نے اپنے ذمہ کرم پر تم پر مہربانی کرنا لازم کر کے یہ بات مقرر کر دی ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی

ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ ۙ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ

بُرا کام کر بیٹھے' پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیک ہو جائے تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا' بڑا مہربان ہے O اور ہم اسی طرح اپنی

ع ٦ ٥ ١٢ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ ع قُلْ إِنِّي

آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں (تا کہ لوگ سمجھیں) اور تا کہ گناہگاروں کا راستہ ظاہر ہو جائے O (اے نبی!) آپ فرما

ہے جس میں لیاقت دیکھتا ہے اس کے ساتھ وہی کرتا ہے۔

۵۴ تا ۵۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں اترا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ اپنے کہنے سے عذر کرنے آئے تھے تو تم ان سے کہو: سلام علیکم یعنی خدا تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ تم پر رحمت کی' تمہارے لیے چونکہ تم توبہ کرنے آئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے اوپر رحمت واجب کر لی۔ جو کوئی انجان پن میں تم میں سے گناہ کر لے گا یعنی وہ اس کو گناہ سمجھ کر نہ کرے گا اس کی نیت بھی نہ ہوگی اور پھر بعد کو توبہ کرے گا' اپنی اصلاح کر لے گا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اسی طرح ہم تفصیل سے قرآن پاک میں اپنے احکام نازل کرتے ہیں اور امر و نہی' خیر و شر بتلاتے ہیں کہ کافروں کی حالت ظاہر ہو جائے اور پوشیدہ نفاق کھل جائے اور ان کا راستہ صاف صاف الگ ہو جائے کہ وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے اور مسلمان کافر نہ ہوں گے۔

ف: اس آیت میں صحابہ کرام کے ایمان کے پختہ اور کامل ہونے کا ثبوت ہے اور جو لوگ صحابہ کرام کو مسلمان نہیں سمجھتے اور غلط الزامات تراشتے ہیں ان کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ (قادری۔)

۵۶- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم عیینہ سے کہہ دو کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے اور ان کو پکارتے ہو مجھے ان کی

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ

دیجئے کہ بے شک مجھے ان چیزوں کے پوجنے سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو' آپ فرمائیے کہ

اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کرتا' اگر ایسا ہو تو میں بہک جاؤں اور سیدھے راستے پر نہ رہوں O

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا

(اے نبی!) آپ فرمائیے کہ بے شک میں تو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور تم اسے جھٹلا چکے ہو اور جس

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ

(عذاب) کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں' حکم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے کہ وہ (جو کچھ فرماتا ہے) حق فرماتا ہے اور

خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ

وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے O (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز (عذاب)

لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَ

جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے O اور اسی

عبادت سے منع کر دیا گیا ہے اور کہہ دو کہ تمہارا اتباع بت پرستی میں یا ان غریب مسلمانوں کے ہٹا دینے میں ہرگز نہ کروں گا۔ اگر بالفرض محال ایسا خلاف حکم کروں تو پھر میں گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل نہ ہوں۔ یعنی میں نبی ہوں اور نبی کا گمراہ ہو جانا ممکن نہیں۔

۵۷ تا ۵۸- نضر بن حارث وغیرہ کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو غالب کیوں نہیں ہو جاتے اور ہم کو جو انکار کرتے ہیں مار کیوں نہیں ڈالتے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کہہ دو کہ میں تو اپنے دین میں خوب یقین رکھتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دلیل یقینی قطعی دی ہے جس کو چند دنوں کا ظاہری ضعف رد نہیں کر سکتا اور تم اس کی تکذیب اس ظاہری خیالی امر سے کرتے ہو یعنی توحید و معجزات کو جو قطعی و یقینی ہیں فقط استبعاد سے رد کرنا چاہتے ہو کہ اگر یہ حق ہوتے تو یہ غالب ہو جاتے اور ان کے منکر مغلوب رہتے۔ مگر کبھی منکروں کو بھی بظاہر غلبہ ہو جاتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے کارخانے ہیں' مجھ کو ان میں دخل نہیں۔ میرے اختیار میں وہ بات جس کی تم جلدی کر رہے ہو یعنی عذاب نہیں ہے' اس بارے میں فقط اللہ تعالیٰ کا حکم چاہیے' وہ حق کا حکم کرتا ہے اور عدل و انصاف کا امر فرماتا ہے اور وہ سب حاکموں اور فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ کہہ دو کہ اگر وہ چیز جس کی تم کو جلدی ہے یعنی عذاب' اگر میرے اختیار میں ہوتا تو اب تک میرا اور تمہارا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ جب بھی تم تکذیب کرتے میں فوراً عذاب نازل کر دیتا مگر اس کا اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اس کو مشرک ظالموں کا علم ہے اور اس وقت کا

عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا

کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ انہیں (ذاتی طور پر) وہی جانتا ہے اور اس کو خشکی اور تری کی سب چیزیں معلوم

تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ

ہیں اور کوئی ایسا پتہ نہیں جھڑتا جس کو وہ نہ جانتا ہو اور زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ نہیں

وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ

اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز جو ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی نہ ہو O اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں اپنے

مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ

قبضہ میں کر لیتا ہے اور جو کچھ تم نے دن میں کیا ہے وہ بھی جانتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے تاکہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع وَهُوَ الْقَاهِرُ ع ۷ ۵ ۱۴

ہو پھر تم سب کو اسی کی طرف پھرنا ہے پھر جو کچھ تم کیا کرتے تھے وہ تم سب کو جتلا (بتا) دے گا O اور وہی غالب ہے

بھی علم ہے جب ان پر عذاب آئے گا چنانچہ بروز بدر کافر مقہور و مغلوب ہوئے۔ نضر بن حارث کم بخت مارا گیا اور جس امر کی جلدی کرتا تھا وہ عذاب اس نے پا لیا اور دیکھ لیا۔

۵۹ تا ۶۰- اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ مینہ کا برسنا' گھاس' پھل' پھول' رحمت' عذاب وغیرہ سب اس کے اختیار میں ہے جس کی تم جلدی کرتے ہو یعنی عذاب وہ بھی اس کے اختیار کی بات ہے چنانچہ اس نے بروز بدر بھیج دیا۔ ان باتوں کو خاص کر عذاب کو سوائے اس کے اور کوئی بالذات نہیں جانتا۔ وہ جو کچھ خشکی و دریا میں ہے' عجائب و غرائب سب جانتا ہے' یا یہ کہ جو چیز بحر و بر میں فنا و ہلاک ہوتی ہے سب کچھ اس کے علم و حکمت سے ہوتی ہے۔ کسی درخت کا کوئی پتہ تک نہیں گرتا مگر وہ جانتا ہے کہ یہ گر کر ہوا میں زمین تک پہنچتے کتنی دفعہ گردش کرے گا اور زمین کے اندھیروں میں اور پہاڑوں کے غاروں میں اور اس پتھر کے نیچے سب زمینوں کے نیچے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو وہ نہ جانتا ہو اور تر چیز اور خشک چیز ایسی نہیں جس کی مقدار و تعداد اور اس کا وقت کتاب میں یعنی لوح محفوظ میں نہ لکھا ہو۔ وہی تو رات کو سوتے میں تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے جو تم بے خبر ہو جاتے ہو اور پھر دن کو کام دھندا کرتے ہو' سب جانتا ہے' پھر تم کو جب رات ختم ہو چکتی ہے اٹھاتا ہے اور روحیں جسموں میں واپس کرتا ہے اسی طرح مقررہ موت آ جائے گی اور زندگی اور کھانے پینے کے دن بھر جائیں گے۔ پھر مرنے کے بعد اسی کی طرف تم لوٹو گے اور وہ تم کو سب خیر و شر کی خبر دے گا اور جزاء سزا دے گا۔

۶۱ تا ۶۲- اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے بندوں پر' جس کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ان کے اوپر فرشتے متعین کر کے بھیجتا ہے' دو فرشتے دن کے اور دو رات کے۔ ایک نیکی لکھتا ہے اور دوسرا بدی۔ یہاں تک کہ جب موت آ جاتی ہے ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام اور ان کی اعوان ہمارے قاصد آ کر روح نکال لیتے ہیں اور وہ یعنی ملک الموت اور ان کے اعوان حکم الٰہی بجا لانے

فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ

اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان (فرشتے) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ

ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی روح کو اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں اور وہ کچھ قصور نہیں کرتے O پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے

مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ

حاضر کیے جاتے ہیں جو ان کا برحق مالک ہے' خبردار ہو جاؤ اسی کا حکم (حکومت) ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے O (اے نبی!)

مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ

آپ فرمائیے کہ کون ہے جو جنگل اور دریا کی اندھیریوں سے تم کو (بچا کر) نجات دیتا ہے جس سے تم نہایت عاجزی اور چپکے سے دعا

لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ

کرتے ہو کہ وہ اگر ہمیں اس (بلا) سے بچادے تو ہم ضرور اس کا احسان مانیں گے (اس کی شکر گزاری کریں گے) O (اے نبی!) ان سے

يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہی تم کو اس بلا سے اور ہر بے چینی سے نجات دیتا ہے' پھر بھی تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو O (اے نبی!) آپ

میں ذرہ برابر دیر نہیں لگاتے۔ طرفۃ العین تاخیر نہیں کرتے' پھر بندے بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا حقیقی مولیٰ ہے پھیرے جائیں گے' وہ مولیٰ ان کے ثواب و عذاب کا' سچا اور عادل حاکم ہے۔ یا معبود حقیقی جو لائق و مستحق عبادت ہے اور اس کے سوا سب باطل معبود ہیں اگرچہ کافروں نے اس کی عبادت نہ کی ہو۔ اے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ حکم روز قیامت اس کے ہی قبضہ میں ہے' سب بندوں میں وہی فیصلہ کرے گا اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے' جب حساب لے گا تو اس کا حساب بہت سریع ہے۔

۶۳ تا ۶۴۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان سے پوچھو کہ جب تم دریا میں جاتے ہو اور اس کی تاریکیاں اور شدائد اور آفات تمہارے سامنے آتی ہیں اور جب جنگل میں جاتے ہو اور وہاں مصیبتیں پیش آتی ہیں تو کون نجات دیتا ہے؟ اس وقت تم اسی کو پکارتے ہو۔ چلا چلا کر اور آہستہ آہستہ ''خفیہ'' کے معنی آہستہ کے ہیں یعنی عاجزی اور خوف سے اسی کو یاد کرتے ہیں اور کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ اگر اب کی مرتبہ ان آفتوں سے چھڑا دے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے اور شکر کریں گے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ خدا تعالیٰ تم کو ہر مصیبت اور غم سے اور خاص کر ان آفتوں سے نجات دیتا ہے۔ مگر تم پھر بھی شرک ہی کرتے ہو۔ بتوں ہی کو یاد کرتے ہو۔

۶۵۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ عذاب مانگتے ہیں تو تم ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے' تم کو ہر طرح سے عذاب دے سکتا ہے۔ اوپر سے عذاب نازل کرے جیسے کہ قوم نوح ولوط کو مارا' تم کو بھی مار دے۔ یا نیچے سے عذاب بھیجے

عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ

فرما دیجئے کہ وہی اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیجے یا (تم میں نااتفاقی

يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

ڈال کر گروہ گروہ بنا کر) تمہیں آپس میں بھڑا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے' دیکھو ہم کیوں کر طرح طرح سے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ

آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں O اور (اے نبی!) آپ کی قوم نے تو اس (قرآن یا عذاب) کو جھٹلایا حالانکہ یہی حق ہے تو آپ فرما

لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۭ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

دیجئے کہ میں تمہارے اوپر نگہبان (ذمہ دار) نہیں ہوں O اور ہر ایک پیشین گوئی کا ایک وقت مقرر ہے اور تم کو ابھی معلوم ہو جائے گا O

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

اور (اے نبی!) جب کہ آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں کی نکتہ چینیوں میں پڑتے ہیں تو آپ ان سے منہ پھیر لیں

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

جب تک کہ وہ کسی اور بات میں نہ لگیں اور (اے سننے والے!) اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے

جیسے قارون کو زمین میں دھنسا دیا' تم کو بھی دھنسا دے۔ یا تمہارے آپس میں اختلاف و نفاق ڈالے جیسے بنی اسرائیل میں کیا اور آپس ہی میں ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کرا دے اور تلوار چلوا دے اور مزا چکھا دے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ دیکھیں کہ قرآن پاک میں ہم کیسی کیسی آیتیں نازل کرتے ہیں۔ گزری ہوئی امتوں کی خبریں اور ان پر نازل کردہ عذاب ان کو سناتے ہیں تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور توحید کو سمجھیں اور مانیں۔

۶۶ تا ۶۷۔ تمہاری قوم کے لوگ یعنی قریش قرآن پاک کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ وہ یقیناً خالص حق ہی ہے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو میرا کیا کرو گے؟ میں پیغام رساں ہوں' میں نے یہ کفالت اور ذمہ داری نہیں کی ہے کہ خواہ مخواہ تم کو زبردستی مسلمان ہی کر لوں گا۔ ہر خبر کا ایک ٹھکانہ اور وقت مقرر ہے۔ یعنی میں جو کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ جو کچھ کہتا ہے کہ یہ کرو یہ نہ کرو' ثواب ملے گا یا عذاب ہوگا' فتح و نصرت ہوگی خوشخبری' اچھائی آئے گی یا عذاب اور برائی ہوگی' سب کی حقیقت ایک وقت پر معلق ہے۔ بعض باتیں دنیا میں ہوں گی اور بعض آخرت میں' یا یہ کہ جو کچھ تم کہتے ہو اور جو کام کرتے ہو اس کی ایک حقیقت ہے یعنی اس کا منشاء تمہارا قلب ہے' اچھائی اور برائی سب دل کے اثر سے ہے اور عنقریب تم کو حال معلوم ہوا جاتا ہے اور دیکھے لیتے ہو جو تمہارے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۶۸۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں سے مذاق کرتے ہیں اور تم سے اور قرآن پاک سے سوچ سوچ کر مسخراپن

بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ O اور پرہیز گاروں پر ان (ظالموں) کے

مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ

بارے میں کوئی حساب اور کوئی جواب دہی نہیں ہے ہاں نصیحت کر دینا (ضروری) ہے شاید وہ باز آ جائیں O اور (اے نبی!)

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ

جن لوگوں نے اپنا دین کھیل اور تماشا بنا لیا ہے اور ان کو دنیا کی زندگی نے فریب دے دیا ہے ان کو چھوڑ دیجئے

ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

(ان سے میل نہ کیجئے) اور اس (قرآن) سے ان کو نصیحت کیجئے (احکام شرعیہ بتایئے) کہ کہیں کوئی

اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ

شخص اپنے کیے پر پکڑا نہ جائے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر (اپنے چھڑانے کے لیے

نکالتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لو اور ان کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اور بات کرنے لگیں اور دوسری فکر میں پڑ جائیں اور اگر شیطان تم کو بعد منع کے بھی بھلا دے تو فوراً اٹھ آ ؤ اور بعد اس نصیحت قرآنی کے مشرکوں کے ساتھ ہرگز اٹھنا بیٹھنا نہ کرو۔

۶۹- جب اوپر والی آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کافروں سے بات چیت، بول چال سب چھوڑ دی اور بوجہ قرابت وغیرہ سخت مشکل پڑی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ جو مسلمان ہیں اور کفر و شرک و فواحش و استہزاء سے بچتے ہیں تو ان سے کافروں کا حساب نہ لیا جائے گا اور ان کے استہزاء کا بدلہ ان کو ملے گا۔ مگر ہاں ان سے ملنے اور بولنے کی شرط یہ ہے کہ ان کو نصیحت کرتے رہیں اور ان کو استہزاء سے منع کرتے رہیں اور قرآن پاک سنا کر ان کو روکتے رہیں کہ شاید ان کو کچھ تنبیہ ہو جائے اور کفر و شرک و فواحش و استہزاء سے بچیں۔

ف: یعنی ان کو دین حق کی تبلیغ کی اجازت ہے اور دنیوی میل جول کی اجازت نہیں یہی حکم تمام بد مذہبوں کے متعلق ہے کہ ان کو تبلیغ کرو ان سے یارانہ اور میل جول نہ رکھو۔ قادری غفرلہ۔

۷۰- ان لوگوں کو کہ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل کو د سمجھ رکھا ہے اور مسخرا پن اور مذاق کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں، ہمیشہ عیش و عشرت میں اور غرور و تکبر اور بے ہودہ لذت شہوانی میں گزر اوقات کرتے ہیں اور ان کو دنیا کی نعمت، لذت اور تازگی نے فریب میں ڈال رکھا ہے چھوڑ دو یعنی یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب کو جو سوائے دنیا کے کچھ نہیں سمجھتے چھوڑ دو۔ یا یہ کہ جنہوں نے اپنے دین کو یعنی اپنے باپ دادوں کے سچے مذہب کو کھیل سمجھ رکھا ہے ان کو چھوڑ دو اور قرآن پاک سنا کر نصیحت کرو، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے نصیحت کرو کہ شاید کوئی نفس ہلاکت اور خرابی سے بچ جائے۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَّ

اپنے عوض) سارے بدلے دے (ہر قسم کا تاوان دے) تو اس سے کچھ بھی قبول نہ کیا جائے یہی لوگ ہیں جو اپنے کیے پر پکڑے

عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَنَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ

جائیں گے انہیں ان کے کفر کے بدلے گرم کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا ○ (اے نبی!) آپ ان سے پوچھیے:

مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰٓ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَىٰنَا اللَّهُ

کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کو پوجیں جو نہ ہم کو نفع دے سکے اور نہ نقصان اور اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت دکھائی

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُۥٓ أَصْحَٰبٌ

ہم اس شخص کی طرح (اسلام سے کفر کی طرف) الٹے پاؤں لوٹائے جائیں کہ جس کو شیاطین نے زمین میں بھٹکا کر حیران کر دیا ہو اور اس

يَدْعُونَهُۥٓ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ

کے ساتھی اسے سیدھے راستہ کی طرف پکار رہے ہوں کہ ہماری طرف چلا آ (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ ہی

وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٧١﴾ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَ

کی طرف سے ہے (وہ دینِ اسلام ہے) اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رب العالمین کی فرمانبرداری کریں ○ اور یہ کہ نماز قائم کریں اور

ع ۱۴/۸

۷۱ تا ۷۲- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ کافر جو تم سے ناخوش ہیں تو ان سے پوچھو کہ تم کیا کہتے ہو اور تمہاری خوشی کیا ہے؟ کیا یہ چاہتے ہو کہ ہم بھی تمہاری طرح بتوں کو پوجیں اور یہ حکم کرتے ہو کہ ان چیزوں کی سوائے خدا تعالیٰ کے عبادت کریں۔ تو سنو وہ ہم کو دنیا اور آخرت کی کوئی بہتری بھلائی نہیں دے سکتے اور اگر عبادت نہ کریں تو وہ ہماری دنیا اور آخرت کا کچھ ضرر نہیں کر سکتے اور کیا یہ چاہتے ہو کہ بعد اس کے کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو سیدھا راستہ دکھا دیا اور دین توحید کا انعام و اکرام کیا پھر الٹے پاؤں گمراہی میں پڑ جائیں اور مشرک ہو جائیں اور اس شخص جیسے ہو جائیں جس کو شیطانوں نے گمراہ کر دیا اور آبرو عزت سے اتار کر زمین پر پستی و ذلت میں گرا دیا۔ سو وہ حیران بھٹکا ہوا اور گمراہ پھرتا ہے۔ چند آدمی اس کے رفیق اور ساتھی ہیں جو اس کو اچھی راہ بتلاتے ہیں مگر وہ گمراہی کو بہتر جانتا ہے اور ان کو بھی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ اصل ہدایت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہدایت ہو۔ اور اصل ایمان یہی ہے اور اصل قبلہ و کعبہ یہی ہے فقط خیالی وسوسوں کا نام ہدایت نہیں ہے۔ ہم کبھی شرک نہ کریں گے، ہم کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے گردن جھکا دیں اور اسلام لے آئیں اور عبادت و توحید میں اخلاص کریں اور ہم کو یہ بھی حکم ہے کہ تم نماز پنج وقتہ بہ تعدیل ارکان قائم کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس کی اطاعت کرو اس کی طرف تم بعد موت اکٹھے ہو گے وہ تمہارے اعمالوں کی جزاء دے گا۔ اس آیت کی شان نزول میں دو قول ہیں، بعض کہتے ہیں کہ عیینہ کے بارے میں اتری وہ کہتا تھا کہ تم مشرک ہو جاؤ اس

اتَّقُوْهُ ؕ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۲ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ

اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اسی کی طرف تم سب کو اٹھنا ہے O اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ۬

زمین کو درست (ٹھیک) بنایا اور جس دن وہ (فنا شدہ مخلوق سے) فرمائے گا کہ ہو جا وہ فوراً (زندہ) ہو جائے گی

قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ

اس کا قول سچا ہے اور اس کی حقیقی سلطنت ہو گی جس دن صور پھونکا جائے گا اور وہ ہی چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے اور وہی

الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۷۳ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ

حکمت والا خبردار ہے O اور (اے نبی! یاد کیجئے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۷۴

(عرفی) باپ (چچا) آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو؟ بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں پاتا ہوں O

کا جواب نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لڑکے عبدالرحمٰن قبل ازیں کہ مشرف بہ اسلام ہوں اپنے ماں باپ کو شرک کی دعوت کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے کہہ دیں کہ وہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے کہہ دیں کہ کیا تو ہم کو بے فائدہ چیزوں کی عبادت کا حکم دیتا ہے جو کہ نہ تو ہم کو روزی اور دنیا کی معیشت میں نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں نفع دے سکتے ہیں اگر ان کی عبادت کریں، یعنی ایسی ناقص چیزیں قابل پرستش کیسے ہو سکتی ہیں جو نہ نفع دے سکیں نہ نقصان اور کیا یہ چاہتا ہے کہ ہم کو جو اللہ تعالیٰ نے بواسطہ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدایت کی ہے اور ان کی برکت سے شرک سے چھڑایا ہے پھر اس ہی کی طرف لوٹ جائیں۔ "لہ اصحب یدعونہ الی الھدی" سے مراد عبدالرحمٰن کے ساتھی یعنی ماں باپ ابوبکر اور ان کی زوجہ ان کو ہدایت کی دعوت کرتی ہیں اور وہ ان کو شرک کی طرف بلاتا ہے۔ مگر عبدالرحمٰن بعد میں صحابہ کرام میں داخل ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

۷۳۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمان و زمین کو بہ حق پیدا کیا یعنی اس لیے پیدا کیا کہ حق و باطل ظاہر ہو جائے یا یہ کہ فنا اور زوال کے لیے پیدا کیا کہ ایک خاص وقت پر ان کو فنا کر دے گا اور جس دن وہ "کن" کہے گا یعنی صور پھونکا جائے گا تو اس دن اسی کی بادشاہت ہو گی۔ وہ سب بندوں میں فیصلہ کر دے گا۔ وہ عالم ہے ہر غیب کا یعنی جو بات ہو گی یا یہ کہ جو بندوں سے پوشیدہ ہے اور ہر شہادت کا یعنی جو بات ہو چکی یا جو بندوں پر ظاہر ہے۔ وہ اپنے امر و قضاء میں حکمت والا ہے اور اپنی مخلوق سے اور ان کے اعمال سے خبردار ہے۔

۷۴ تا ۷۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عرفی باپ چچا آزر سے کہا تھا کہ تم یہ بت سوائے خدا تعالیٰ کے کیوں معبود بناتے ہو، کوئی چھوٹا، کوئی بڑا، کوئی مرد، کوئی عورت، میں تم کو اس عبادت میں سخت گمراہی اور کھلی ہوئی ضلالت میں مبتلا

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

اور اسی طرح ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھانے لگے (تاکہ وہ سمجھیں) اور اس لیے کہ وہ اسے دیکھ کر (کامل) یقین

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا

کرنے والوں میں پر ہو جائیں ○ پھر جب کہ ابراہیم (علیہ السلام) پر اندھیری رات آئی تو انہوں نے ایک تارہ دیکھا' کہنے لگے: کیا اسے تم

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

میرا رب ٹھہراتے ہو' پھر جب وہ ڈوب گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو چھپ جانے والے پسند نہیں ○ اور پھر چاند چمکتا دیکھا تو فرمایا کہ

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

تم اسے میرا رب بتاتے ہو' پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی (انہی)

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ

گمراہ لوگوں میں سے ہو جاتا ○ پھر جب کہ سورج کو چمکتے دیکھا تو کہا کہ تم اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو (ان) سب سے بڑا ہے

هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾

پھر وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے کہا کہ اے میری قوم! میں تو (تمہارے ان سب معبودوں سے) بیزار ہوں جنہیں تم (خدا کے) شریک ٹھہراتے ہو ○

پاتا ہوں۔ اسی طرح ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جبکہ وہ اس غار سے نکلے تھے جہاں ان کو ان کے ماں باپ نے چھپا رکھا تھا آسمان زمین کا ملکوت یعنی کارخانۂ قدرت غیبی دکھاتے تھے۔ آفتاب' ماہتاب' تارے کہ ان کو یقین کامل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اور آسمان و زمین و مافیہا کے خالق ہونے کا اقرار کریں' یا یہ کہ جب ان کو بوقت شب آسمان پر لے گئے تھے تو ان کو ملکوت سموات و ارض دکھایا تھا یعنی چودہ طبق ان پر روشن کر دیے تھے۔ ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک سب کچھ دکھا دیا تھا اور بتلا دیا تا کہ وہ یقین کامل رکھنے والے موقنین سے ہو جائیں اور ان کا دل خطرات سے پاک ہو جائے۔

۷۶تا۷۹- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غار میں چھپایا تھا' جب ان کو عقل آئی اور رات ہوئی تو اس وقت انہوں نے بڑا تارہ یعنی زہرہ دیکھا تو کہا: کیوں صاحبو! تم جو کواکب پرست ہو تو کیا تمہارے نزدیک یہ میرا خدا ہے جو سب سے بڑا ہے' جب وہ متغیر ہو گیا اور سرخ ہو گیا اور قریب غروب آ گیا اور غائب ہونے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے کہ جو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہو اور اس میں عیب فنا کا لگا ہو میں اس کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہوں اور نہ اس کی عبادت کرتا ہوں۔ جب رات ہوگئی اور چمکتا ہوا چاند نکلا تو کہنے لگے کہ کیوں تم جو کواکب پرست ہو تو شاید یہ میرا خدا اور معبود اور خالق ہوگا' یہ تو پہلے سے بھی بڑا ہے۔ جب وہ بھی متغیر و غائب ہونے لگا تو بولے کہ اگر میرا خدا مجھے ہدایت اور ایمان پر ثابت نہ رکھتا تو میں بھی قوم گمراہ میں شامل ہو جاتا۔ جب دن ہوا اور سورج اپنی شان دکھاتا ہوا نکلا اور ساری دنیا کو روشن کرنے لگا

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا

بے شک میں نے یک طرفہ ہو کر (سب سے منہ پھیر کر) اسی ذات کی طرف اپنا منہ پھیر لیا جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور میں مشرکوں

أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ

میں سے نہیں ہوں O اور جب ان سے ان کی قوم جھگڑنے لگی تو ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: یا تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑتے ہو

وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ

حالانکہ وہ تو پہلے ہی مجھے (توحید کا) سیدھا راستہ دکھا چکا ہے اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم (اللہ تعالیٰ کا) شریک بتاتے ہو ہاں جو میرا رب ہی کوئی بات

وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ

(میرے نفع ونقصان کی) چاہے تو کر سکتا ہے، میرے رب کا علم تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، پھر کیا تم نصیحت نہیں مانتے O اور میں تمہارے

مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ

(فرضی) شریکوں سے کیوں ڈروں حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسوں کو ٹھہرایا کہ

سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾ وقف لازم

جس کی تم پر اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری، پھر (ہم اور تم) دونوں گروہوں میں سے امن کا زیادہ سزاوار کون ہے

تب بولے: یہ تو دونوں سے بڑا ہے، کیوں کیا یہ میرا خدا ہے؟ جب وہ بھی متغیر و غائب ہونے لگا تو بولے: اگر میرا رب مجھ کو ہدایت نہ کرتا تو میں بھی گمراہ ہو جاتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جو ''ھذا ربی'' کہنا منسوب ہے تو یہ انہوں نے ان سے خطاب استفہامی کر کے کہا تھا کہ بعد کو دلیل بنا کر ان کافروں کو خاموش کر دیا اور وہ آپ کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں ان کو اپنا رب مانتا ہوں بلکہ بعد کو دلیل سے ان کی معبودیت کو باطل کرنا مقصود تھا۔ گویا کہ یہ کہا کہ جو اس طرح بدلتا رہتا ہو اور فانی ہو وہ کب قابل الوہیت اور قابل پرستش ہو سکتا ہے۔ بالجملہ جب وہ غار سے باہر نکلے اور قوم کے پاس چلے اس دن سترہ برس کے تھے۔ جب باہر نکل کر آسمان و زمین کی وسعت و عجائب صنعت پر نظر ڈالی تب بولے کہ میرا معبود وہ ہے جس نے یہ عالم پیدا کیا، جب قوم کے پاس پہنچے تو ان سب کو بتوں پر جھکے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، اس وقت بولے کہ اے قوم! گواہ رہو کہ میں تمہارے شرک اور بت پرستی سے بیزار ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا پھر کس کو معبود جانتے ہو تب بولے کہ میں نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیا اور سب سے روگردانی کی اور اپنا دین اور عمل اس کے لیے خالص کیا جس نے زمین آسمان پیدا کیا ہے۔ میں سچا مسلمان ہوں اور میں مشرک نہیں اور نہ ہی ان کے دین پر ہو سکتا ہوں۔

۸۰ تا ۸۳۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناظرہ کیا، دلیل پیش کی اور بتوں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ

اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ) O (ہاں) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق بات کی ملاوٹ نہ کی

وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ط

٩ ع ١٢ ١٥

انہی کے لیے امن ہے اور وہی سیدھے راستے پر ہیں O اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا

قوم کے مقابلہ میں عطا فرمائی تھی، ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں، بے شک آپ کا رب حکمت والا، خبردار ہے O اور ہم نے

کی عبادت کے حق ہونے میں مباحثہ واقع ہوا، جب وہ عاجز ہوئے تو ان کو بتوں سے ڈرانے لگے تاکہ وہ عبادت الٰہی ترک کریں۔ تب ابراہیم علیہ السلام بولے: کیا تم مجھ سے مباحثہ خدا کے بارے میں کرتے ہو جس کی قدرت ظاہر ظہور نظر آرہی ہے اور کیا یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے جھوٹے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ترک کر دوں گا۔ بتوں سے مجھ کو ڈراتے ہو کبھی آگ میں جلانے کا خوف دلاتے ہو تو کیا ان باتوں سے ان کی عبادت قبول کرلوں گا۔ کیوں کر بت پرستی اختیار کر سکتا ہوں حالانکہ مجھ کو میرے پروردگار نے اپنے دین کی راہ دکھائی ہے، میں تمہارے بتوں سے جن کو تم خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہو خاک بھی نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور بفرض محال میرے دل سے ایمان اور معرفت نکل جائے تو مجبوری ہے۔ میرے رب کا علم ہر شئے کو شامل ہے، وہ جانتا ہے کہ تم بالکل ناحق پر ہو، کیا تم میری دلیلیں اور خدا تعالیٰ کی امر و نہی کچھ نہیں سمجھتے اور نصیحت بالکل نہیں مانتے۔ میں تمہارے بتوں سے جن کو تم خدا کا شریک جانتے ہو کیونکر ڈروں جب تم اللہ تعالیٰ کا ان کو شریک بناتے ہو جس کی کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری، نہ کتاب میں وحی بھیجی اور پھر بھی تم نہیں ڈرتے یعنی تم باوجود باطل پر ہونے کے خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے، میں حق پر ہوں، پھر میں ان اینٹ پتھروں سے کیا خوف کروں۔ ذرا سوچو تو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے امن پانے کا کون مستحق زیادہ ہے اور کس کا معبود اپنے عابد کو امن دے سکتا ہے۔ اگر کچھ جانتے ہو اور عقل ہے تو بتلاؤ۔ تب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم یعنی شرک کی ملاوٹ نہ رکھی اور نہ نفاق برتا تو ان کا معبود یعنی اللہ تعالیٰ ان کو امن دے گا، وہ راہ ثواب پانے والے ہیں یا یہ کہ ان کو عذاب سے امن ملے گا اور وہ باعتبار دلیل و حجت کے فائز و غالب ہوں گے اور راہ حق پائیں گے۔ یہ دلیلیں ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیں اور تھوڑی عمر میں ان کو بطور الہام بتلائیں کہ وہ قوم کفار پر غالب ہوئے۔ ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں اور قدر و منزلت و علم و توحید و غلبہ زیادہ کرتے ہیں اور جس کو اہل جانتے ہیں اس کو یہ باتیں دیتے ہیں۔ آپ کا پروردگار حکیم ہے، اپنے دوستوں کو حجت و دلیل بتلاتا ہے اور علیم ہے اپنے دوستوں کے مناظرہ کی اور کافروں کے عذاب و سزا سب کی خبر اسے معلوم ہے۔

۸۴تا۹۰- ہم نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو اسحٰق لڑکا دیا اور یعقوب پوتا اور ان سب کو ہدایت کی اور نبوت سے مکرم کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے اسلام کی ہدایت اور کرامت نبوت دے چکے تھے اور ان کی یعنی نوح یا ابراہیم کی اولاد سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو ہدایت و نبوت عطا کی اور جو محسنین

لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا‌ ۚ وَنُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ

انہیں (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب (علیہما السلام) عنایت کیے ان سب کو ہم نے ہدایت کی اور اس سے پہلے

وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡسُفَ وَمُوۡسٰى

ہم نوح (علیہ السلام) کو بھی راہ دکھا چکے ہیں اور ان کی نسل میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ

وَهٰرُوۡنَ‌ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَۙ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحۡيٰى وَعِيۡسٰى

اور ہارون (علیہم السلام) کو بھی ہدایت دی تھی اور ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں O اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ

وَاِلۡيَاسَ‌ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَۙ ﴿۸۵﴾ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَيُوۡنُسَ

اور الیاس (علیہم السلام کو بھی راہ دکھائی تھی) یہ سب ہمارے قرب خاص کے مستحق ہیں O اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس

وَلُوۡطًا‌ؕ وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَۙ ﴿۸۶﴾ وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ

اور لوط (علیہم السلام کو بھی ہدایت دی) اور ہم نے ہر ایک کو (ان کے وقت میں) اہلِ عالم پر فضیلت دیO اور ان کے باپ دادا

وَاِخۡوَانِهِمۡ‌ۚ وَاجۡتَبَيۡنٰهُمۡ وَهَدَيۡنٰهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۸۷﴾

اور اولاد میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بعض کو فضیلت دی تھی اور ہم نے انہیں چن لیا تھا اور ہم نے انہیں سیدھا راستہ دکھایا تھا O

ہیں یعنی موحدین ومخلصین ہیں ان کو ہم یونہی بدلہ اور ثواب دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی ہدایت واسلام و نبوت بخشی اور یہ سب ابراہیم کی اولاد صالحین یعنی رسولوں میں سے ہیں اور یونس اور لوط علیہما السلام کو نبوت وہدایت دی اور ان سب کو اپنے اپنے زمانہ میں سارے جہان سے بسبب نبوت واسلام کے افضل واعلیٰ کیا۔ اور ان کے باپ دادوں میں سے بہت پیغمبر کیے۔ آدم، شیث، ادریس، نوح، ہود، صالح اور ان کی اولاد سے رسول بنائے۔ جیسے یعقوب کی اولاد سے اور ان کے بھائیوں کو بھی نبوت واسلام بخشا۔ ان سب کو ہم نے برگزیدہ کیا اور صراط مستقیم دکھائی اور اس پر ثابت قدم رکھا۔ یہ صراط مستقیم دین الٰہی اور توحید ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے راہ ہدایت دکھاتا ہے اور جس کو لائق جانتا ہے دیتا ہے۔ اگر یہ لوگ بفرض محال بھی شرک کرتے یعنی پیغمبر، تو ان کے نیک اعمال بھی ضبط ہو جاتے اور ان کی عبادت بھی باطل ہو جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتابیں دیں جن کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لے کر ان کے پاس آئے اور حکم دیا یعنی علم اور سمجھ اور نبوت۔ اگر مکہ والے ان کے راستہ کو نہ مانیں اور ان کے دین کے ساتھ کفر کریں تو کرنے دو۔ ہم نے ایک گروہ کو ہدایت اور توفیق دی اور سچے دین کا راستہ دکھایا ہے جو ان پیغمبروں کے راستہ اور دین کے ساتھ کفر نہیں کرتے ہیں یعنی مدینہ والے اور ان کے ساتھی۔ وہ پیغمبر جن کا قصہ مذکور ہوا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی ہدایت کی انہی کے طریقہ پر اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم بھی چلو، جب ان کی قوم ان کی تکذیب کرتی تھی تو وہ صبر کرتے تھے، تم بھی صبر کرو اور

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت' اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس پر چلاتا ہے اور اگر (بفرض محال) وہ شرک کرتے تو

اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جو کچھ انہوں نے کیا کرایا تھا یقیناً سب اکارت ہو جاتا ○ یہی ہیں وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ

اور شریعت اور نبوت عطا کی' پھر اگر ان باتوں کو یہ لوگ (کفارِ مکہ وغیرہ) نہ مانیں تو ہم نے ان کے

فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ

(تسلیم کرنے کے) لیے ایسے لوگ مقرر کر رکھے ہیں جو اس سے انکار کرنے والے نہیں ○ یہ وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ

جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ دکھائی تو آپ انہی کی راہ پر چلیے (اے نبی!) آپ فرمایئے: میں اس (قرآن

عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع وَمَا قَدَرُوا ع ۱۰ ۸ ۱۶

کی تبلیغ) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا' یہ تو صرف سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہے ○ اور ان یہود نے

اخلاق حسنہ اور ملکات مبارکہ کہ اذیت پر برداشت اور مصیبت پر رضا وقناعت وغیرہ مجموعۂ اخلاقِ انبیاء کے ساتھ موصوف ہو۔ تم ان کافروں سے کہہ دو کہ میں جو قرآن پاک تم کو سناتا ہوں' توحید سکھاتا ہوں تو اس کی کچھ مزدوری نہیں مانگتا یہ تو فقط سارے جہان کے لیے ایک نصیحت کی کتاب ہے۔ جن وانسان سب کے لیے خدا تعالیٰ کا فرمان ہے' جو اس کو مانے گا فلاح پائے گا جو نہ مانے گا ذلیل ہو کر جہنم میں جائے گا۔

۹۱ تا ۹۳- مالک بن ضیف یہودی نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے کوئی کتاب آدمی پر نہیں اتاری ان پر قرآن پاک کیسے اتر آیا؟ اس کا جواب آیا کہ ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت جیسی بندوں کو جاننا چاہیے نہیں جانی اور اس کی اور اس کے حکم کی قدر جیسی چاہیے نہیں کی' یہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر پر کوئی کتاب نہیں اتاری نہ کچھ وحی وغیرہ بھیجی۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ تم یہودی ہو کر یہ کیا کہتے ہو؟ بتلاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کتاب لائے تھے وہ ان پر کس نے اتاری؟ جو نور تھا یعنی جو صاف بیان اور حق کی روشنی اور لوگوں کے لیے گمراہی سے چھڑا کر سیدھی راہ دکھانے والی جس کو تم آج کل اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کاغذوں کے پرچوں پر اتارتے ہو اور اس میں کانٹ چھانٹ کرتے ہو۔ کچھ ظاہر کرتے ہو یعنی جہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت کا ذکر نہیں وہ ظاہر کرتے ہو اور ایسا بہت سا حصہ چھپاتے ہو جہاں ان کی ثناء وصفت اور صدق نبوت کا بیان ونشان وعلامت ہے اور اس کتاب کے

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ

اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی جیسی کہ جانی چاہیے تھی جب کہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر

شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ

کچھ بھی نہ اتارا (اے نبی!) آپ ان سے پوچھئے کہ وہ کتاب کس نے اتاری جو موسیٰ (علیہ السلام) لائے تھے جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی

هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ

جس کے تم الگ الگ ورق کر کے (کچھ) ظاہر کرتے ہو اور زیادہ چھپاتے ہو اور تم کو (اس کے ذریعہ سے) وہ باتیں سکھائی گئیں جو نہ تم کو معلوم

وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ

تھیں اور نہ تمہارے باپ دادا کو (جب وہ کچھ جواب نہ دیں تو) آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی نے اتاری تھی (پھر بھی نہ مانیں تو)

خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ

انہیں ان کی بیہودگیوں میں کھیلتے ہوئے چھوڑ دیجئے O اور یہ (قرآن) برکت والی کتاب ہے کہ ہم نے اتاری اور اپنے سے پہلی

بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اس لیے کہ آپ ڈر سنائیں مکہ والوں کو اور ان کو جو (سارے جہان میں) اس کے اردگرد ہیں

ذریعے سے تم کو بہت سے احکام و حدود اور حلال و حرام اور غیبی خبریں مثلاً ثناء وصفت آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ایسی باتیں بتلائی گئیں جن کو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا تو یہ کتاب کس نے اتاری؟ اگر اقرار کریں تو قائل ہوں گے ورنہ آپ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اتاری۔ پھر ان کو جھوٹے خیالات اور بے ہودہ وسوسوں میں کھیلنے کو دنے دیں اور جو چاہیں سوچیں تراشیں اور بکیں۔ کچھ خیال نہ کریں، ہم نے وہ کتاب بھی اتاری تھی اور یہ قرآن پاک بھی جبرائیل علیہ السلام کی معرفت ہم نے ہی اتارا جو برکت والا ہے اور مسلمانوں کے حق میں مغفرت اور رحمت ہے۔ ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے آ چکی ہیں توریت وانجیل زبور اور دیگر کتابیں اور توحید و ثناء وصفت محمدی میں سب کتابوں کے موافق ہے۔ ہم نے اس کو برکت کے لیے اتارا اور اس لیے کہ تم اس کو سنا کر ام القریٰ یعنی اہل مکہ اور جو اس کے گرد زمین ہے یعنی تمام عالم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ، جو دوزخ جنت کے قائل ہیں اور حشر نشر کو مانتے ہیں وہ رسول اور خدا تعالیٰ کو بھی مانتے ہیں اور وہ اپنی پنج وقتہ نماز پر اچھی طرح پابندی اور محافظت کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم اور بے باک اور شوخ کافر کون ہوگا جو کہ اللہ تعالیٰ پر تہمت لگاتا ہے کہ اس نے کوئی کتاب نہیں اتاری یا باوجود یکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی بھیجی نہیں اور اس نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی آئی۔ جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ، یا یہ کہا کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے اتارا ویسا میں بھی اتار سکتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی مانند کہہ سکتا ہوں جیسے عبداللہ بن سعد بن ابو سرح نے کہا اور اگر اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ

اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں تو اس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی بھی پابندی کرتے ہیں O اور اس

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ

سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی

اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى

وحی نہیں آئی اور جو یہ کہے کہ میں بھی ایسا اتار سکتا ہوں جیسا اللہ تعالیٰ نے اتارا اور (اے نبی!)

اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ

کبھی آپ اس وقت دیکھیں جب کہ ظالم موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر

اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ

یہ کہہ رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس کا بدلہ کہ تم اللہ تعالیٰ

عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں (کے ماننے) سے تکبر کرتے تھے O (اور ہم یہ کہیں گے:) بے شک

تم ان کافروں کا حال اور ان ظالموں مشرکوں کا مآل اس وقت دیکھو تو حال معلوم ہو جب ان کی موت کا وقت آیا ہوا اور ان کی جان کنی ہوتی ہو اور موت کے صدمے اور تاریکیاں ان کی آنکھوں کے آگے نظر آتی ہوں اور فرشتے ہاتھ لمبے کر کے ان کی روحوں کو کھینچتے ہوں اور کہتے ہوں کہ اپنی ناپاک جانیں نکالو۔ جیسے بروز بدر واقع ہوا تھا اور ان سے کہا جائے کہ لو آج بروز بدر یا بروز قیامت تم کو ان باتوں کی سزا ملتی ہے اور تم سخت ذلت کے عذاب میں مبتلا کیے جاتے ہو جو تم اللہ تعالیٰ پر افتراء اٹھاتے تھے اور اس کی آیتوں سے یعنی رسول اور قرآن پاک سے غرور کرتے تھے اور ان کو نہ مانتے تھے۔ ام القریٰ مکہ کو کہتے ہیں یا اس لیے کہ اس کے معنی عظمۃ القریٰ ہیں یعنی عزت میں سب سے بڑا یا اس لیے کہ ساری دنیا اس کے نیچے سے بچھائی گئی ہے تو وہ اصل ہے۔ یعنی مکہ معظمہ سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور باقی زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی۔

۹۴- بروز قیامت کافروں سے کہا جائے گا کہ آج تم اکیلے جیسے ہم نے پیدا کیا تھا پھر لوٹ کر ہمارے پاس آئے خالی ہاتھ نہ نوکر نہ چاکر نہ مال نہ اولاد اور ہم نے جو کچھ عاریتاً تم کو دیا تھا اور دنیا میں دیا تھا سب کو چھوڑ آئے پس پشت ڈال آئے۔ دنیا میں تم جن کو اپنا شفیع اور معبود جانتے تھے اور ان کو ہمارا شریک گردانتے تھے اور ان کو پوجتے تھے وہ آج نظر نہیں آتے۔ آج تمہارے اور ان کے درمیان جو جھوٹا رابطہ اور واسطہ تھا وہ منقطع ہو گیا اور اب تم نے ان کی محبت چھوڑ دی اور بت جن کو تم معبود اور شفیع جانتے تھے وہ تم کو بھول گئے اور سب کو اپنی اپنی جان کی فکر پڑ گئی، کوئی کسی کے کام نہ آیا۔

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

تم ہمارے پاس ویسے ہی تنہا آئے جیسے کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ مال و متاع

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ

ہم نے تم کو دیا تھا وہ اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کو تم

فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۗ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾ ع ١١ ع ١٤ ١٧

اپنے معاملات میں خدا کا شریک سمجھتے تھے بے شک تمہارے آپس کا تعلق کٹ گیا اور تمہارے سب گمان غلط ہو گئے O

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۗ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

بے شک اللہ تعالیٰ ہی (زمین سے) دانہ اور گٹھلی (پھوڑ کر درخت) اگاتا ہے زندہ کو مردہ سے پیدا کرتا ہے اور

مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۗ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ

مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے یہ ہے تمہارا اللہ پھر تم کہاں اوندھے بہکے جاتے ہو O (وہی رات میں سے)

وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۗ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

صبح کو پھاڑ کر نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو آرام کے لیے بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کے لیے' یہ ہے اندازہ

۹۵- اللہ تعالیٰ ہر دانے اور گٹھلی کا پیدا کرنے والا ہے یا یہ کہ ان کا پیدا کرنے والا ہے جو چیزیں دانوں اور گٹھلیوں کے اندر ہوتی ہیں کہ دانوں اور گٹھلیوں کو شگاف دے کر درخت سے نکالتا ہے' جو گٹھلی کے اندر ہے اور گٹھلی جس کے اندر ہے سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے' آدمی اور جانوروں کو منی سے جو بے حس ہے پیدا کرتا ہے۔ یا یہ کہ پرندہ انڈے سے یا یہ کہ پھل اور تازہ خوشے' دانہ اور گٹھلی سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے منی آدمیوں اور جانوروں سے' انڈہ پرندوں سے' دانہ' گٹھلی' خوشے اور پھل سے' یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ پس اے کفار! تم کہاں بھٹکتے پھرتے ہو اور بت پرستی کر کے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہو۔

۹۶- اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے رات سے صبح کو پیدا کیا اور رات کو مخلوق کی تسکین اور آرام کے لیے بنایا اور آفتاب ماہتاب کو پیدا کیا' ان کو حساب سے چلایا' ان کے لیے منزلیں مقرر کیں۔ یا یہ کہ ان کو آسمان و زمین کے درمیان معلق کیا' حساب سے گھومتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی تدبیر اور تقدیر ہے جو کافروں پر بھی غالب ہے کہ ان کو عذاب دے گا اور علم والا ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کو سب کو جانتا ہے سب کو جزاء سزا دے گا۔

الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ

زبردست' علم والے کا O وہی ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی اور تری

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَ

کی اندھیریوں میں راستہ پاؤ' بے شک ہم نے علم والوں کے لیے کھول کر نشانیاں بیان فرما دیں O اور وہی ہے جس نے تم کو ایک

هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ

جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا' پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے (ماں کے پیٹ میں یا زمین پر) اور کہیں امانت رہنا ہے (باپ کی

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ

پشت میں یا قبر کے اندر) بے شک ہم نے سمجھ داروں کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان فرما دیں O اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

برسایا' پھر ہم نے اس سے ہر قسم کی (اگنے والی) جڑی بوٹیاں نکالیں' پھر ان میں سے بعض کو سبز نکالا جس سے گتھے ہوئے دانے

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ

نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے کچھ ملے ہوئے گچھے ہیں جو جھکے پڑتے ہیں اور انگور اور

وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ

زیتون اور انار کے باغ پیدا کیے جو باہم (صورت میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور مزے میں الگ الگ

۹۷ تا ۹۸- وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تارے پیدا فرمائے کہ تم روشنی بھی حاصل کرو اور راستہ بھی پاؤ جب جنگل یا دریا کے سفر کرو اور تاریکیوں اور گمراہیوں میں گھر جاؤ۔ ہم نے قرآن پاک میں اپنی توحید کی نشانیاں خوب تفصیل اور توضیح سے لکھ دی ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم والے ہیں یعنی مسلمان جو تصدیق کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تم کو ایک جان سے یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ پس کبھی ماؤں کے پیٹوں میں ٹھہرایا اور کبھی باپوں کی پیٹھوں سے۔ مستقر سے مراد رحم مادر ہے اور مستودع سے صلب یا بالعکس۔ ہم نے آیتیں سمجھ دار قوم کے لیے خوب ہی تفصیل سے لکھ دی ہیں' بے وقوف کافر نہ سمجھتے ہیں نہ سمجھیں گے۔

۹۹ تا ۱۰۲- وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمان سے مینہ برسایا اور پھر ہر قسم کی طرح طرح کی گھاس نکالی' پس کسی گھاس کو اسی بارش کے ذریعے سے سبز کیا اور سبز گھاس سے گنجان دانوں کا ہرا بھرا خوشہ نکالا' کھجور کا درخت بنایا' اس کا خوشہ نکالا' خوشہ سے کھجور چھوہارے لدے ہوئے بنائے جن کو سب کھا سکتے ہیں۔ انگور بنائے' بعض آپس میں ایک جیسے اور بعض بعض سے

مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ

پھر ان کے پھلوں کے پھلنے اور ان کے پکنے کو دیکھو (اور قدرت کے دلائل پر غور کرو) بے شک ان (سب باتوں) میں ایمان

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ

لانے والوں کے لیے (اس کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں O اور انہوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا (حالانکہ وہ اقرار

وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع ۱۲ / ۶ / ۱۸

کرتے ہیں کہ) ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے اور اپنی جہالت سے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ

وہ تو ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں پاک اور بالاتر ہے O وہ آسمان اور زمین کو بے (بغیر) کسی نمونہ کے بنانے والا ہے جب اس کی

صَاحِبَةٌ ۗ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ

کوئی بیوی ہی نہیں تو اس کی اولاد کہاں سے ہو؟ اس نے ہر چیز (اپنی قدرت سے) پیدا کی ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے O یہ ہے اللہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ

تمہارا رب' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے تو اسی کی عبادت کرو اور

مزے میں جدا ہیں کوئی ترش کوئی شیریں۔ جب انار میں پھل پھول بنتا ہے اور دانہ سے دانہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اللہ کی قدرت کو عبرت کی نظر سے دیکھو اور جب دانہ پکتا ہے تو دل کی آنکھ سے غور کر کے دیکھو۔ ان باتوں میں یعنی انار کے رنگوں اور ذائقوں کے اختلاف میں مسلمانوں اور ایمان والوں کو اللہ کی توحید کی نشانیاں نظر آتی ہیں اور کافروں نے اللہ تعالیٰ کے لیے جنوں کی قوم سے شریک بنائے انہوں نے کہا کہ کارخانۂ قدرت دو خداؤں کے ہاتھ میں ہے ایک یزداں یعنی اللہ تعالیٰ اور دوسرا اہرمن یعنی شیطان۔ یہ دونوں بھائی ہیں' اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور چارپایوں کو پیدا کیا اور شیطان نے سانپ' بچھو' درندے بنائے جیسا کہ مجوسی کہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو پیدا فرمایا اور توحید کا حکم دیا اور بعضوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے مقرر کر لیے جیسے یہود و نصاریٰ نے اور بعضوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں' جیسا کہ مشرکین عرب فرشتوں اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں' ان سب کم بختوں نے بغیر علم اور بغیر دلیل کے یہ خیالی باتیں تراش لیں۔ وہ اللہ پاک ہے' منزہ ہے' نہ اس کا لڑکا نہ شریک' وہ ان باتوں سے برتر اور بلند ہے جو کافر اس کے لیے بتاتے ہیں اور اس کو ان کے ساتھ موصوف کرتے ہیں یعنی لڑکا لڑکی' وہی آسمان و زمین کا اول ایجاد کرنے والا ہے پہلے موجود نہ تھے' محض معدوم سے ان کو ہست بنایا اس کے لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تو بیوی ہی نہیں' اس نے تو سب کو پیدا فرمایا' وہ شان اور عزت میں برتر اور نرالا ہے' اس کو سب مخلوق کی ہر شے کا علم ہے' یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب کام کرتا ہے اور تمہارا رب ہے'

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ

وہ ہر چیز کا نگہبان ہے O آنکھیں (دیکھنے میں) اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب آنکھوں کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ

الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ

پورا باطن اور باریک بین اور (ہر چیز سے) پورا خبردار ہے O (اے لوگو!) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں

رَّبِّكُمْ ج فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ط وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ

کھولنے والی دلیلیں آ چکی ہیں تو جس کسی نے (غور سے انہیں) دیکھا (اور مانا) تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی اندھا بنا (اور منکر ہوا) وہ اپنے

بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

برے کو اور میں تم پر کوئی نگہبان (اور ذمہ دار) نہیں O اور ہم اسی طرح لوٹ پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں (تا کہ ان پر حجت ہو) اور تا کہ کافر بول اٹھیں

وحدہٗ لاشریک ہے‘ اس کے سوا کوئی معبود نہیں‘ وہ تو سب کا خالق ہے‘ اسی کی عبادت کرو‘ اس کا شریک نہ بناؤ‘ وہ ہر چیز پر وکیل اور گواہ اور سب کا رزق دینے والا ہے۔

۱۰۳تا۱۰۵- اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال ایسا ہے کہ آنکھیں اس کی ذات کے دیکھنے کی دنیا میں اور اس کے ادراک اور احاطۂ صفات کی ہر زمانہ میں طاقت نہیں رکھتیں اور اس کے سرپردۂ عزت و کبریائی کے قریب آنکھیں نابینا اور دل متحیر ہو جاتے ہیں۔ وہ جو کچھ دیکھتا ہے خلق اس کو نہیں دیکھتی اور وہ سب آنکھوں کو اور جن کو آنکھیں دیکھتی ہیں اپنے علم اور قدرت سے گھیرے ہوئے ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں‘ وہ لطیف ہے‘ اپنے افعال میں حکمتیں اور باریک نکتے رکھنے والا ہے اور اس کا علم ہر چیز میں نافذ ہے اور سب مخلوق کی اور ان کے اعمال کی اس کو خبر ہے۔ اے لوگو! یہ تمہارے پروردگار کے پاس سے روشن دلیلیں اور صاف بیان آئے ہیں جو راہ راست دکھاتے ہیں‘ جو صحیح راہ دیکھے گا اور قرآن پاک کا اقرار کرے گا تو اپنا بھلا کرے گا اور ثواب پائے گا اور جو اندھا ہو جائے گا کفر کرے گا تو اپنا ہی کچھ بگاڑے گا‘ عذاب پائے گا۔ میں تو قاصد ہوں کوئی نگہبان نہیں کہ تمہاری حفاظت کرتا رہوں اور خواہ مخواہ زبردستی تم کو مسلمان کر سکوں۔ دیکھو تو اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہ ہم کیسی کیسی نشانیاں اور دلیلیں قرآن پاک میں بار بار ذکر کرتے ہیں اور قرآن پاک ان کے بارے میں اتار کر ان کو سمجھاتے ہیں کہ ان پر دلیل قائم ہو جائے اور وہ مجبور ہو کر یہ کہہ دیں کہ تم خوب پڑھ چکے اور خوب درس دیا اب بس کرو۔ یا یہ معنی ہوں کہ ہم بار بار اس لیے اتارتے ہیں کہ وہ یہ نہ کہیں کہ اب تم قرآن پاک کو چھوڑ چکے اور نصیحتیں پرانی ہو چکیں۔ اول درس کے معنی پڑھنے پڑھانے کے ہیں اور ثانی درس کے معنی پرانا ہونے کے ہیں۔ ایک قرأت ''دارست'' ہے۔ باب مفاعلة سے یعنی تا کہ وہ یہ نہ کہیں کہ تم نے سیکھ کر اور مباحثہ کر کے یہ کلام بنا لیا ہے۔ جیسا کہ بعض کہتے کہ تم نے ابوفکیہہ سے اور جبر اور یسار سے سیکھ لیا ہے جو قریش کے غلام ہیں۔ بالجملہ ہم قرآن پاک کی آیتیں بار بار اس لیے اتارتے ہیں کہ حجت قائم ہو اور جو علم والے اور تصدیق اور اقرار کرنے والے ہیں وہ اس کو خوب سمجھ لیں اور ہم خوب بیان واضح کر دیں۔

وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ

کہ آپ تو پڑھے ہوئے ہیں (اور آپ نے پڑھ کر سنایا) اور اس لیے کہ ہم اسے علم والوں پر واضح کر دیں O (اے نبی!) آپ اس پر چلیں جو آپ کی

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ

طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں (کے بیہودہ اعتراضات) سے منہ پھیر لیں O اور اگر

اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان پر (چوکیدار) نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ آپ ان کے معاملہ میں جواب دہ ہیں (یعنی آپ سے

بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا

ان کی گمراہی کے بارے میں کوئی پرسش نہ ہو گی) O (اے مسلمانو!) تم انہیں گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہیں، پھر وہ

اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ

(کافر) بھی اللہ تعالیٰ کی شان میں زیادتی سرکشی اور جہالت سے بے ادبی کریں گے، یوں ہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس

اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا

کے (برے) عمل اچھے کر کے دکھائے، پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے، پھر وہ انہیں جتا (بتا) دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے O اور انہوں

۱۰۶ تا ۱۰۷۔ ولید بن مغیرہ مخزومی، عاص بن وائل سہمی، اسود بن عبد یغوث زہری، اسود بن حارث بن عبدالمطلب اور حارث بن قیس بن حنظلہ قرآن پاک کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔ تب یہ آیات اتریں کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس بات کا یعنی امر و نہی اور حلال و حرام کا اتباع کیے جائیں جس کے متعلق آپ کو آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود و خالق و رازق نہیں اور مشرکوں سے روگردانی کرو۔ ان کے استہزاء کی پروانہ کرو۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ تم پیغام پہنچائے جاؤ اور ہم نے تم کو ان پر نگہبان مقرر نہیں کیا کہ ان کا پہرہ دو اور نہ تم ان کے اسلام کے ذمہ دار اور کفیل ہو کہ ان پر زبردستی کرو۔

۱۰۸۔ پہلے آیت ''انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم'' اتری تب کافروں نے اللہ پاک کو برا کہنا شروع کیا۔ اس وقت یہ حکم نازل ہوا کہ اے مسلمانو! تم کافروں کے معبودوں کو گالیاں نہ دو کہ جاہل ظالم اس کے عوض خدا تعالیٰ کو برا کہنے لگیں گے اور بلا علم اور بلا دلیل بے ہودہ بکیں گے۔ جیسے یہ بت پرستی وغیرہ کو اچھا سمجھتے ہیں اسی طرح ہم نے ہر شخص کے لیے اس کا دین محبوب کر دیا اور اس کے خیالات کو اس کے لیے زینت دے دی ہے، پھر یہ سب اپنے رب کی طرف لوٹیں گے، وہ ان کو ان کے کاموں کی خبر دے گا اور سب اچھائی برائی کا فیصلہ کرے گا۔ جب آیت جہاد و قتال اتری تب اس قسم کی آیتیں منسوخ ہو گئیں اور بعض مفسرین اس آیت کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں۔

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ

نے اللہ تعالیٰ کی سخت قسمیں کھائیں اور ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے (اے نبی!) آپ

اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا

فرمائیے کہ نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر کہ جب وہ نشانیاں آ جائیں

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا

تو یہ ایمان نہ لائیں O اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو اسی طرح پھیر دیں جیسا کہ

۱۳ ع ۱۰ ۱۹ بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے اور ہم انہیں ان کی سرکشی (اور گمراہی) میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیں O

۱۰۹ تا ۱۱۰- اور یہ لوگ بڑی بڑی قسمیں کھاتے ہیں یعنی اللہ پاک کی قسم بھی کھاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی قسم نہیں کہ اگر وہ معجزہ ظاہر ہوگیا جو یہ مانگتے ہیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ یہ معجزے جو تم مانگتے ہو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ معجزے اس کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پیغمبروں میں خود اپنی ذاتی کوئی طاقت نہیں ہوتی' اگر اللہ پاک کا حکم نہ ہوگا تو میں معجزہ کیوں کر لا سکتا ہوں۔ اے مسلمانو! تم کو اس کی کیا خبر ہے کہ اگر وہ معجزے جو یہ مانگتے ہیں آ بھی جائیں تو یہ مسلمان ہو ہی جائیں گے۔ نہیں نہیں میں یہ خبر دیتا ہوں کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ کیوں کہ یہ ہٹ دھرم ضدی ہیں۔ چونکہ جب پہلے معجزے ظاہر ہوئے اور یہ ایمان نہ لائے تو ہم ان کے دل اور آنکھیں جب معجزہ ظاہر ہوتا ہے پھیر دیتے ہیں تو یہ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کو ان کی گمراہی اور سرکشی اور کفر میں حیران و پریشان پھٹکارا راندہ ہوا پڑا رہنے دیتے ہیں' ایمان کی توفیق نہیں دیتے۔ ہٹ دھرم ضدی لوگوں کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں پڑا چھوڑ دیتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے اور ان سے مردے بھی کلام کرتے اور ہم ہر چیز اٹھا کر ان کے سامنے کھڑی کر دیتے تب بھی وہ ایمان نہ

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

لاتے (کیونکہ وہ شقی ازلی ہیں) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا' (جو اس کے علم میں اہل سعادت ہوتے وہ ان کے دل ایمان کی طرف پھیر دیتا)

اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ

لیکن اکثر لوگ ان میں نرے (ہٹ دھرم' اجڈ) جاہل ہیں (وہ نشانیوں کو کیا سمجھیں) O (اور اے نبی!) اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے (لوگوں کو

عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

اللہ کی طرف بلانے کے وقت) انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں کو دشمن ٹھہرایا جو ایک دوسرے کو بناوٹی خوشنما باتیں پوشیدہ سکھاتے تھے

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

تاکہ (لوگوں کو) فریب دیں اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا (یعنی دشمنی) نہ کرتے' پھر آپ انہیں ان کی بناوٹی باتوں میں چھوڑ دیجیے (اور ان کی مخالفت

وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

سے رنجیدہ نہ ہو جائیے) O اور (نبیوں کے یہ دشمن ایسی بناوٹی باتیں اس لیے سکھاتے ہیں) تاکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (ان کے فریب کی باتیں

۱۱۱- کافر جیسے ابوجہل وغیرہ جو نئے نئے معجزوں کی درخواست کرتے ہیں یعنی فرشتے کھلم کھلا اتریں اور اسلام کی گواہی دیں یا ابھی قیامت قائم ہو جائے وغیرہ وغیرہ' تو ہم اگر یہ چیزیں اتار بھی دیں اور فرشتوں کو ان کے سامنے پیش کریں اور ان مذاق کرنے والوں کے سامنے وہ قرآن کی حقانیت کی گواہی بھی دیں یا مردے قبروں سے نکل کر ان کے روبرو گواہی دیں یا ہم ہر چیز پرندوں' چارپایوں وغیرہ کو زندہ کر دیں اور وہ علانیہ ان کو دیکھیں تب بھی وہ بلا مشیت خداوند تعالیٰ ایمان نہیں لائیں گے۔ کوئی کام بھی خداوند تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ اکثر کافر حق سے جاہل ہیں اور قرآن پاک کو نہیں مانتے۔

ف: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو زبردستی ان کے دل اسلام کی طرف پھیر دے مگر اس نے کتاب قرآن کریم نازل فرما کر حجت پوری فرما دی۔ یہ اپنے اختیار سے خود ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لاتے تو خود ان کا قصور ہے۔ ف: ''قبلا'' یعنی ان کے روبرو اور ''قبیلا'' یعنی کفیل اور گواہ رسالت اور ''قبلا'' جمع قبلہ یعنی سب کو جماعت جماعت اور گروہ گروہ اٹھائیں گے' اس میں کئی قرأتیں ہیں۔

۱۱۲ تا ۱۱۳- اللہ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے کہ یہ کافر جو تم سے مذاق کرتے ہیں تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔ جس طرح ابوجہل وغیرہ تمہارے دشمن ہیں اسی طرح ہم نے ہر پیغمبر کے لیے کچھ آدمی اور کچھ جن

بِالْاٰخِرَةِ وَلِیَرْضَوْہُ وَلِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَیْرَ

سن کر) ان کی طرف جھک پڑیں اور ان کی باتیں پسند کریں اور جیسی بدکرداریاں وہ خود کرتے رہتے ہیں ویسی ہی وہ (سننے والے) بھی کرنے لگیں O (اے

اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ

پیغمبر ان سے پوچھئے) تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں (اپنے اور تمہارے درمیان فیصلے کے لیے) خدا کے سوا کوئی دوسرا منصف ڈھونڈوں حالانکہ وہی ہے جس نے تم

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ

پر واضح کتاب اتاری (جو تفصیل کے ساتھ سب کچھ بیان کرنے والی ہے) اور جن لوگوں کو (تم سے پہلے) ہم نے کتاب دی (یعنی یہود ونصاریٰ) وہ اچھی طرح

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

جانتے ہیں کہ بے شک یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ نازل ہوا ہے بس (اے سننے والو!) تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو (اللہ تعالیٰ کے

صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۱۵﴾

فیصلہ کے بارے میں) شک کرنے والے ہیں O اور (یاد رکھو) تمہارے پروردگار کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں' وہ

شیطان دشمن بنائے' وہ آپس میں ایک دوسرے کو بری باتوں کی' جھوٹے خیالات اور وسوسوں کی فریب دہی کرتے ہیں' بے اصل اور ناپائیدار چیزوں کو زینت دے کر بڑا عمدہ ظاہر کرتے ہیں یعنی شیطان بنی آدم کو بہکاتے ہیں' کفر وشرک کو اچھا کر کے دکھاتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو یہ کچھ نہ کریں۔ لہٰذا تم ان کو اور ان کے مذاق' خیالات اور افتراء کو چھوڑ دو جو جی میں آئے کریں یعنی آپ نے اپنا فرض ادا فرما دیا آپ پر کوئی الزام نہیں۔

۱۱۴ تا ۱۱۵- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ کیا میں بھی تمہاری طرح سوائے خدا تعالیٰ کے اور حاکم ومعبود ڈھونڈ لوں اور شرک کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف بذریعہ اپنے نبی کے اور جبرائیل علیہ السلام کے قرآن پاک بھیجا جو خوب واضح اور مفصل ہے یعنی حلال وحرام کا بیان صاف صاف ہے' یا یہ کہ یہ متفرق ہے تھوڑا تھوڑا اترا ہے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! جن کو ہم نے کتاب یعنی توریت دی جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ اس کو اللہ پاک کی طرف سے نازل کیا ہوا مانتے ہیں اور اس کی حقانیت کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کو پروردگار نے اتارا ہے اور سچا دین تم کو دیا ہے پس تم اس بارے میں شک نہ کرو کہ وہ سچے مسلمان ہیں یا نہیں' بلکہ ان کے خالص اسلام کا یقین کرو' تمہارے پروردگار کا کلام سچائی اور انصاف میں انتہا کو پہنچ گیا۔ اس کی بات کا کوئی بدلنے والا نہیں' وہ سمیع اور علیم ہے یعنی قرآن پاک میں جو امر ونہی ہے بالکل انصاف اور حق ہے۔ اللہ کے قرآن کو کوئی بدلنے والا نہیں یا اس کا فتح وظفر کا وعدہ سچا ہوگیا۔ مسلمان عنقریب فتح پائیں گے اور غالب ہو کر رہیں گے' یا یہ کہ کلمہ الٰہی یعنی دین محمدی ظاہر غالب ہوگیا۔ لوگوں نے تصدیق کی' خدا نے انصاف کا حکم دیا۔ اب یہ نہ مٹے گا۔ اللہ پاک سب کی باتیں سنتا اور سب کے اعمال جانتا ہے۔

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے O اور (اے سننے والے!) اگر تو ان لوگوں کے کہنے پر چلے گا جو آج روئے زمین میں سب سے زیادہ ہیں تو وہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ

سے بھٹکا دیں گے (کیونکہ وہ خود بھٹکے ہوئے ہیں) وہ صرف اپنے خیال کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے شک وگمان میں صرف اٹکل دوڑاتے ہیں (اور قیاس آرائیاں

هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

کرتے ہیں) O بے شک آپ کا رب ہی اس بات کو بہتر جاننے والا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہک رہا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

(پس گمراہوں کے وہم وگمان کی پیروی نہ کرو) O اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام ذبح کرتے وقت لیا گیا ہے اسے بلا تامل کھاؤ اگر تم خدا تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

ہو O اور تمہیں کیا ہوا کہ جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام ذبح کرتے وقت لیا گیا ہے اسے نہ کھاؤ (اور مشرکوں کے ذہنی خیالات کی پیروی کرو) حالانکہ جو کچھ تم پر حرام کیا

مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا

گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو (یعنی جب کہ حلال چیز میسر نہ ہو اور ہلاکت کا خطرہ ہو تو

۱۱۶ تا ۱۱۷- بعض رؤسائے مکہ ابوالاحوص، مالک بن عوف حشمی، یزید بن ورقا خزاعی، جلیس بن ورقا خزاعی وغیرہ کہتے تھے کہ مردار جانور تو اللہ کا ذبح کیا ہوا ہوتا ہے، اس کا مارا ہوا ہوتا ہے، وہ تم نہیں کھاتے اور جس کو تم اپنی چھریوں سے مارتے ہو وہ کھاتے ہو۔ خدا کا مارا ہوا تو بہتر ہوتا ہے ہمارے ذبح کیے ہوئے سے، اس کے متعلق یہ نازل ہوا کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اکثر زمین پر رہنے والے گمراہ ہیں یعنی رؤسائے مکہ ابوالاحوص وغیرہ۔ اگر تم ان کا کہا مانو گے تو یہ تم کو اللہ کے راستے سے بہکا دیں گے اور اس کے حلال وحرام کے طریقے پر تم کو نہ چلنے دیں گے۔ یہ فقط خیال و وہم کے تابع ہیں اور یہ اپنی رائے سے حکم الٰہی میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ کا رب سب جانتا ہے کہ کون اس کے دین وطاعت وطریقہ پر چلتا ہے اور دین محمدی کی راہ پاتا ہے اور کون گمراہ ہوتا ہے یعنی اس کو مسلمانوں اور کافروں کی سب خبر ہے۔

۱۱۸ تا ۱۱۹- اے مسلمانو! وہ ذبح کیا ہوا جانور کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے۔ اگر تم اس کی آیتوں پر، قرآن پاک پر ایمان لائے ہو، تم وہ ذبح کیا ہوا جانور کیونکر نہ کھاؤ گے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام وقت ذبح ذکر کیا گیا ہو، حالانکہ اس نے جو حرام کیا تم کو خوب تفصیل سے بتا دیا کہ چند چیزیں حرام ہیں مردار، بہتا خون، سور اور جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے مگر جبکہ تم مردار کھانے پر مجبور ہو جاؤ اور سخت ضرورت ہو تو گناہ نہیں۔ بہت آدمی تم کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اپنے خیالوں اور وہموں سے بغیر علم وعقل ودلیل کے یعنی ابوالاحوص وغیرہ۔ اے رسول! آپ کا رب معتدین (سرکش) کا

لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَآئِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

تمہیں جان بچانے کی مقدار حرام چیز کھانے کی اجازت دے دی گئی ہے) اور بے شک بہت سے لوگ بغیر علم کے محض اپنی نفسانی خواہشوں اور رایوں

بِالْمُعْتَدِينَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

سے (طرح طرح کی باتیں نکال کر) لوگوں کو بہکاتے رہتے ہیں بے شک آپ کا رب حد سے بڑھنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے O اور (دیکھو) ظاہری

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَأْكُلُوا

گناہ ہو یا پوشیدہ سب کو چھوڑ دو' بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے O اور (اے مسلمانو!)

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ

جس جانور پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ اور بے شک اس میں سے (کھانا یقیناً) نافرمانی

لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ

کی بات ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے (ناحق) جھگڑیں اور

ع ۱۴/۱۱ لَمُشْرِكُونَ ﴿۱۲۱﴾ ع أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا

اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بے شک (اس وقت) تم بھی مشرک ہو جاؤ گے O کیا وہ شخص جو مردہ تھا تو ہم نے (اسلام دے کر) اس کو زندہ کر دیا اور اس

جو حلال حرام کے بارے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں خوب حال جانتا ہے۔

۱۲۰ تا ۱۲۱- اے مسلمانو! کھلا گناہ یعنی زنا ظاہر اور چھپا ہوا یعنی مخفی آشنائی یعنی مخالہ سب چھوڑ دو' بالکل پاک صاف ہو جاؤ' تحقیق جو گناہ کماتے ہیں زنا کرتے ہیں ظاہر یا خفیہ وہ عنقریب اس بات کا جو اختیار کرتے ہیں یعنی زنا کا بدلہ دیے جائیں گے۔ دنیا میں حد (رجم یا کوڑے) آخرت میں سزائے جہنم اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت قصداً خدا تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو ہرگز نہ کھاؤ' وہ کھانا فسق ہے' جو اس کو بلا ضرورت عمداً کھائے گا گناہ گار ہوگا' جو تنزیل الٰہی کا منکر ہوگا اور اس کو حلال جانے گا کافر ہو جائے گا۔ شیطان اپنے دوستوں یعنی ابوالاحوص وغیرہ کافروں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں کہ وہ تم سے لڑیں اور مناظرہ کریں کہ مردار کھانے میں اور شرک کے حق ہونے میں اور فرشتوں کے دختران خدا ہونے میں طرح طرح کے خیالات نکالتے ہیں' اگر تم ان کی اطاعت کر لو گے شرک کرو گے اور بغیر سخت ضرورت کے مردار وغیرہ کھاؤ گے' اس کو حلال جانو گے تو تم بھی ان جیسے مشرک ہو جاؤ گے۔ فارس کے مجوسیوں نے قریش کو یہ اعتراض سکھایا تھا کہ تم خدا تعالیٰ کا مارا نہیں کھاتے ہو اپنا ذبح کیا کھاتے ہو' اس کا یہ جواب اترا کہ اللہ تعالیٰ کا نام جس پر ذبح کے وقت ذکر ہو وہ کھانا چاہیے' مردار وغیرہ کا کھانا حرام ہے۔

۱۲۲ تا ۱۲۳- کیا وہ آدمی جو پہلے مردہ تھا یعنی کافر تھا پھر ہم نے اس کو اسلام کے ذریعہ زندہ کیا۔ ایمان سے مشرف و مکرم کیا اور اس کو ہم نے ایسا نور دیا جس سے وہ ہدایت پاتا ہے اور وہ نور اس کے ساتھ رہتا ہے اور دوسرے

يَمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

کے لیے ایسی روشنی کردی جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے اس جیسا ہوسکتا ہے جو (کفر کی) اندھیریوں میں گھرا ہوا ہے ان سے نکل نہیں سکتا یوں

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ

ہی کافروں کی آنکھوں میں ان کے بُرے اعمال اچھے کر کے دکھائے گئے ہیں ○ اور اسی طرح ہم

جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا

نے ہر بستی میں وہاں کے مجرم اور فاسق لوگوں کو ان کا سردار بنایا تاکہ وہ اس میں مکر اور داؤ کریں اور ان کا داؤ صرف انہی

يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ

کے لیے ہے (اس کی سزا انہیں ملے گی) اور انہیں شعور نہیں ○ جب ان کے پاس کوئی معجزہ

اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ

(نشانی) آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہمیں بھی ویسی ہی چیز (وحی) نہ ملے جیسی کہ اللہ تعالیٰ کے

وقف منزل
وقف لازم

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

رسولوں کو ملی (یہ ان کی جہالت ہے) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ اپنی رسالت مقرر کرے (یعنی رسالت کے اہل کو ازل سے جانتا ہے)

آدمیوں کی اس نور سے ہدایت ہوتی ہے یعنی دنیا میں نور ایمان دیا ہے' یا یہ مراد ہو کہ ہم اس کو بروز قیامت پل صراط پر نور عطا کریں گے اس کا حال اس شخص کا سا ہوسکتا ہے جو سینکڑوں تاریکیوں میں پھنسا ہے' دنیا میں ظلمت کفر میں قیامت میں ظلمت دوزخ میں' نہ دنیا میں اس سے نکلے گا نہ قیامت کو۔ وہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے یعنی عمار بن یاسر وغیرہ نور والے اور ابو جہل ظلمت والا ایک سے نہیں۔ جیسے ابو جہل غرور میں مبتلا ہے یونہی سب کافروں کے لیے ہے کہ ان کے کام کردیے گئے کہ کفر کرتے ہیں اور اس کو اچھا جانتے ہیں اور یونہی ہم نے ہر شہر میں بڑے بڑے امیروں' رئیسوں کو نافرمان وسرکش ٹھہرا دیا اور ان کو کفر وسرکشی میں چھوڑ دیا جیسے مکہ میں ابو جہل وغیرہ رؤسا کو دین کے ساتھ مذاق کرنے والا بنایا کہ یہ کافر شہروں میں خوب مکر کریں اور گناہ و معاصی وفساد پھیلائیں اور انبیاء کی تکذیب کریں اور جو کچھ چالاکی وفریب کرنا ہو کرلیں اور یہ جو کچھ مکر کرتے ہیں اس کا وبال و عذاب اور گناہوں اور فسادوں کی سزا انہی کو ملے گی' سب انہی پر لوٹے گی مگر اس وقت وہ جانتے نہیں ہیں' بعد کو حال کھلے گا۔

۱۲۴- جب کوئی آیت ان کے پاس یعنی ولید بن مغیرہ' عبد یالیل وابو مسعود ثقفی وغیرہ کے پاس آتی ہے جو ان کو بری باتوں پر آگاہ کرتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی وہ باتیں نہ دی جائیں جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو ملی ہیں خصوصاً سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کہاں اپنے پیغام بھیجتا ہے اور کس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نازل فرماتا ہے اور کون مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ قریب ہے کہ ان کو جو

صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

عنقریب گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مکر کے بدلے ذلت اور سخت عذاب پہنچے گا ○

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

پھر جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینی چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے (اسلام لانے کی توفیق دیتا ہے)

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا

اور جسے گمراہی میں رکھنا چاہتا ہے اس کا سینہ ایسا بھنچا ہوا تنگ کر دیتا ہے کہ گویا (کسی کی زبردستی سے) آسمان

يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

پر چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر اپنی پھٹکار (اور

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا

عذاب) ڈال دیتا ہے ○ اور یہ (اسلام) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت ماننے والوں کے لیے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

آیتیں کھول کر بیان کر دیں ○ ان (ایمان والوں) کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے (جنت) اور وہی ان کا

مجرم ہیں اور مشرک اللہ تعالیٰ کے پاس ذلت وحقارت وندامت ملے اور ان مکر کی باتوں کے بدلے جو وہ کرتے تھے اور رسولوں کو جھٹلاتے تھے سخت عذاب پہنچے چونکہ "عذاب شدید" کا تعلق بھی "عنداللہ" سے ہے اس لیے یہاں پر کلام میں تقدیم تاخیر ہے۔

ف: ابوجہل کہتا تھا کہ ہم عزت میں جب بنو ہاشم کے برابر ہو گئے تو انہوں نے نبوت نکالی اب ہم بھی نبوت پالیں گے تو دم لیں گے، ولید کہتا تھا کہ اگر نبوت کی کچھ اصل ہوتی تو مجھے ملنی چاہیے تھی کہ میں عمر و عقل و مال و دولت میں زائد ہوں وغیرہ اس کا جواب یہ نازل ہوا جو اوپر کی آیت میں گزرا۔

۱۲۵ تا ۱۲۶- اللہ تعالیٰ جس کسی کی ہدایت ورشد کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ کھول دیتا ہے وہ بری باتوں کو جھٹ پٹ چھوڑ کر خوشی خوشی اسلام لاتا ہے اور جس کو اپنے علم ازلی کے مطابق کافر و گمراہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کے دل کو تنگ کر دیتا ہے یعنی نور ایمان دل میں راستہ نہیں پاتا وہ ایمان لانا پہاڑ جانتا ہے گویا کہ کوئی اس کو آسمان پر چڑھنے کی تکلیف دیتا ہے اور وہ بدقت چڑھنا چاہتا ہے مگر چڑھا نہیں جاتا۔ اسی طرح اس کا دل ایمان جیسی صاف روشن چیز کو قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر جو رسول اور قرآن پاک پر ایمان نہیں لاتے یونہی ناپاکی کا چھاپہ لگاتا ہے اور ان کے دلوں میں تکذیب چھوڑتا ہے پھر وہ ان کو عذاب دے گا۔ کیونکہ وہ قصداً ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لاتے۔ کیونکہ آپ کے رب کی یہی صراط مستقیم ہے یعنی عادت یہی جاری ہے یا یہ مراد ہے کہ اسلام صراط مستقیم سیدھا طریقہ ہے ہم نے قرآن پاک کی آیتیں حلال وحرام امرونہی

وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

کارساز ہے یہ ان کے ان کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے ○ اور جس دن کہ وہ ان سب کو اکٹھا کر کے اٹھائے گا

جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ

(اور فرمائے گا:) اے جنو! (شیطانو!) تم نے بہت سے آدمی (بہکا کر) اپنے کر لیے تھے اور ان کے دوست انسان عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب!

اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ

(دنیا میں) ہم میں سے ایک نے دوسرے سے (ناجائز) فائدہ اٹھایا (انسانوں نے ان کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جنوں کی

اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ

اطاعت کی) اور ہم اپنے اس وقت مقررہ کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمایا تھا (یعنی سزا کا وقت آ گیا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارا ٹھکانہ دوزخ

فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ

ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے (اسے بچالے اور وہ ایمان لانے والے ہیں) بے شک آپ کا رب حکمت والا خبردار ہے ○

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع يٰمَعْشَرَ ۱۵ع/۸ ۲

اور اسی طرح ہم ظالموں میں سے ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں ان کے بُرے اعمال کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے ○ (اور) اے

اہانت، ذلت وعزت ان لوگوں کے لیے خوب تفصیل سے بیان کر دیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں، ایمان لاتے ہیں۔ ''فمن یرد اللہ ان یھدیہ'' بعض کہتے ہیں کہ ابو جہل و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اتری ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمار اور ابو جہل کے بارے میں۔

۱۲۷۔ ان اچھے لوگوں کو ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر یعنی جنت ملے گی، وہ ہی ان کا دوست، ثواب و کرامت کا والی ہوگا اس عمل کے بدلے جو وہ دنیا میں نیکی کرتے تھے اور نیک بات کلمۂ حق کہتے تھے۔

۱۲۸ تا ۱۲۹۔ جس دن اللہ تعالیٰ سب جن، انسانوں کو جمع کرے گا اس دن جنوں سے کہے گا کہ تم نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر ڈالا، ان کے دوست وہ آدمی جو ان سے جنگلوں میں خوف کے وقت پناہ مانگا کرتے تھے اور بڑے رئیسوں سے پناہ مانگ کر عام چھوٹے چھوٹے جنوں سے محفوظ رہتے تھے اور اس کے سبب وہ رئیس جن گھمنڈ کرتے تھے کہ ہم آدمیوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ پھر وہ جنگل میں شکار کھیلتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ اے خدا تعالیٰ! ہم نے دنیا میں آپس میں فائدہ اٹھالیا۔ ہم کو یہ امن وحفاظت دیتے تھے، ہم ان کا شرف و حکم بڑھاتے تھے اور وہ وقت آ گیا جو تو نے ہمارے لیے مقرر کر دیا تھا یعنی موت، پھر کوئی کسی کے کام نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے، تم وہاں ہمیشہ رہو گے۔ مگر یہ کہ خدا چاہے اور اس نے تمہارا ہمیشہ جہنم میں رہنا چاہا، پس تم ہمیشہ رہو گے۔ اے رسول! آپ کا پروردگار حکیم ہے کہ اس نے ان کے جہنم میں ہمیشہ

الْجِنِّ وَالْإِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي

اور تمہیں یہ دن (قیامت کا) دیکھنے سے ڈرایا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے: ہم نے اپنی جانوں پر خود ہی گواہی دی

اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

(کہ جو رسول آئے اور انہوں نے تیرے پیغام سنائے) اور (حقیقت یہ ہے کہ) ان کو دنیا کی زندگی نے فریب میں ڈال رکھا

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ

تھا اور وہ خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر تھے O یہ (رسولوں کا بھیجا جانا) اس لیے تھا کہ آپ کا رب بستیوں

الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

کو (ان کے) ظلم کی وجہ سے ان کی بے خبری میں ہلاک کرنے والا نہیں O اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے کاموں کے مطابق

عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٢﴾ وَرَبُّكَ

درجے ہوں گے (اچھوں کو اچھے اور بُروں کو بُرے) اور آپ کا رب اُن کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے O (اے نبی!) آپ کا

رہنے کا حکم کیا' علیم ہے ان کی سزا کا حال خوب جانتا ہے۔ ہم یونہی بعض مشرکوں کو بعض کا دوست بناتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ساتھی یا یہ کہ بعض مشرکوں کو بعض کا حاکم و والی بناتے ہیں اس سبب سے کہ وہ برے کام شرک وغیرہ کرتے ہیں۔

١٣٠- خدا تعالیٰ کہے گا کہ اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب رسول اور وہ جن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہوئے تھے اور پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر قوم جن کو ہدایت کرنے گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ جنوں کے ایک پیغمبر ہیں' ان کا نام حضرت یوسف علیہ السلام ہے۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیتیں امر و نہی سناتے ہوں اور تم کو آج کے دن سے ڈراتے ہوں؟ سب کہیں گے کہ آئے تھے' انہوں نے سب بتایا تھا' ہم اپنے نقصان کی آپ گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے پیغام پہنچایا مگر ہم نے کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو دنیا کے مال و دولت و نعمت نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور یہ آخرت میں گواہی اپنے کفر پر دیں گے کہ ہم کافر تھے اور اپنے اوپر عذاب لائیں گے۔

١٣١ تا ١٣٤- یہ رسولوں کو بھیجنا اور اسباب ہدایت جمع کرنا اس لیے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو ظلم سے ہلاک کرنے والا نہیں ہے۔ یعنی ان کو بے خبری میں بے سمجھائے ہلاک کر ڈالے ایسا نہ کرے گا' یعنی وہ لوگ امر و نہی اور رسولوں کی تبلیغ سے غافل رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے ایسا نہ ہوگا۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ سب لوگوں کو ظلم یعنی شرک و کفر

الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ

رب بے پروا' بڑی رحمت والا ہے (اے لوگو!) اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور جسے چاہے تمہاری

بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿١٣٣﴾

جگہ لائے جیسے تمہیں اور لوگوں کی نسل سے پیدا کر دیا ○

إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿١٣٤﴾ قُلْ

بے شک تم سے جس کا وعدہ کیا جاتا ہے (قیامت وعذاب وغیرہ) وہ یقیناً آنے والی ہے اور (اس کو) تم ہرگز نہ روک سکو گے ○ (اے نبی!)

يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ

آپ فرمائیے کہ اے میری قوم کے لوگو! (اگر تم میرا کہنا نہیں مانتے تو) تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ اور میں اپنا کام کرتا ہوں تو

مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٥﴾

عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کے گھر کا انجام کس کے لیے (اچھا) ہے' بے شک ظالم فلاح نہیں پائیں گے ○

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا

اور اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں سے مشرکوں نے اپنے خیال سے ایک حصہ مقرر کر دیا تو (اپنے خیال سے)

پر نہ مارے گا بلکہ کچھ لوگوں کو مشرف بایمان کرے گا اور بروز قیامت جن وانس میں سے ہر شخص کے لیے اس کے اعمال کا بدلہ ہوگا جو اس نے کیا ہوگا۔ مسلمانوں کو درجات جنت اور کافروں کو طبقات نار۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا رب ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں بے خبر اور غافل نہیں ہے' وہ اچھا برا سب جانتا ہے' سب کو بدلہ دے گا اور آپ کا رب غنی ہے' اس کو ان کے ایمان کی پروا نہیں' اگر ایمان نہ لائیں گے تو اس کا کیا کریں گے' وہ رحمت والا ہے یعنی عذاب جلدی نازل نہیں فرماتا' اس میں تاخیر کرتا ہے یہ اس کی لوگوں پر رحمت ہے' وہ اگر چاہے تو تم سب کو ہلاک کر ڈالے اور پھر تمہاری جگہ تمہارے بعد جس کو چاہے پیدا کر دے جس طرح کہ تم سے پہلے اور لوگ تھے' ان کو ہلاک کر کے ان کی اولاد سے تم کو ظاہر کر دیا۔ بے شک تم سے جس عذاب کا وعدہ ہے وہ آنے والا ہے اور تم ہم کو عاجز نہیں کر سکتے تم جہاں کہیں ہو گے عذاب تم کو پکڑ لے گا۔

۱۳۵- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم مکہ کے کافروں سے کہہ دو کہ اے قوم! تم بے دھڑک اپنی منزلوں اور مکانوں میں اپنے دین پر قائم رہو اور میری خرابی اور ہلاکت کی فکر کرو۔ میں اپنے دین پر عامل ہوں' تمہاری خرابی کی فکر میں ہوں۔ تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ انجام نیک اور ابدی کامیابی یعنی جنت کون پاتا ہے' بے شک مشرک وظالم کبھی فلاح نہ پائیں گے اور امن ونجات سے محروم رہیں گے۔

۱۳۶- ان کافروں نے ان چیزوں کے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا دو حصے کیے یعنی کھیت

هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعۡمِهِمۡ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمۡ

کہنے لگے کہ یہ (ایک حصہ تو) اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ (دوسرا) ہمارے شریکوں کا ہے (یعنی معبودوں کا) تو جو ان کے معبودوں

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمۡ ؕ

کا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچ سکتا اور جو اللہ تعالیٰ کا ہے وہ ان کے شریکوں (او معبودوں) کو پہنچ سکتا ہے دیکھو

سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيۡرٍ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ

کیا ہی بُرا فیصلہ کر رہے ہیں O اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں (شیطانوں) نے اپنی اولاد کا قتل

قَتۡلَ اَوۡلَادِهِمۡ شُرَكَآؤُهُمۡ لِيُرۡدُوۡهُمۡ وَلِيَلۡبِسُوۡا عَلَيۡهِمۡ

اچھا کر کے دکھا دیا تھا تاکہ ان کو ہلاک کر دیں اور ان کے دین میں (غلطی ڈال کر) اس کو ان پر مشتبہ کر دیں

دِيۡنَهُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوۡهُ فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے (اللہ ان کو ہدایت کی طرف زبردستی پھیر دیتا) تو آپ ان کو اور ان کے ڈھکوسلوں کو چھوڑ دیجیے O

وَقَالُوۡا هٰذِهٖۤ اَنۡعَامٌ وَّحَرۡثٌ حِجۡرٌ ۖ لَّا يَطۡعَمُهَاۤ اِلَّا مَنۡ

اور کافر کہنے لگے کہ یہ جانور اور کھیتی روکی ہوئی ہے (اچھوتی ہے) ان کے جھوٹے خیال میں اس کو وہی کھا

اور جانور اونٹ، گائے وغیرہ کے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی تھوڑا حصہ معین کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے جو اس کے شریک ہیں اور یہ ٹھہرا کہ جو ان کے معبودوں کا ہو وہ تو خدا تعالیٰ کے حصے میں نہ ملے اور خدا تعالیٰ والا حصہ اگر بتوں کے حصہ میں مل جائے تو برائی نہیں، خدا تعالیٰ کا حصہ مغلوب اور کم، بتوں کا غالب اور زائد رکھا۔ یہ بہت برا اور خراب حکم کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا۔

۱۳۷- جیسے ان کفار مکہ کو ہم نے ان کے اقوال و افعال مزین کر دیے اسی طرح بہت سے مشرکین کو ان کے معبودوں یعنی شیطانوں نے اولاد کا یعنی لڑکیوں کا مار ڈالنا مزین کر دیا ہے، وہ ان کو مار ڈالتے ہیں تاکہ یہ گناہ عظیم کروا کے شیاطین ان کو ہلاک کر دیں اور ان کا دین ابراہیم و اسمٰعیل کا طریقہ ان سے چھپا دیں اور حق کو باطل سے ملا دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ شیاطین یہ تزئین کر سکتے، نہ یہ زندہ اولاد در گور کرتے۔ پس اے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان کو اور ان کے بہتان کو کہ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو لڑکیوں کو دفن کرنے کا حکم دیا ہے چھوڑ دو، یہ اسی طرح بہتان باندھتے رہیں گے ان سے در گزر کرو۔

۱۳۸- کافر لوگ بعض جانوروں کو کہہ لیتے ہیں کہ یہ حرام ہیں۔ یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام اور فصلوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں کہ سوائے اس کے جس کو ہم کھلانا چاہیں کوئی نہیں کھا سکتا یعنی عورتوں پر حرام ہے، مرد کھا سکتے ہیں۔ یہ باتیں اپنے خیال سے بنا لیتے ہیں اور بعض جانوروں کی سواری کو یعنی حام کو حرام کر لیتے ہیں اور بعض جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں

نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ

سکتا ہے جسے وہ چاہیں اور کچھ مویشی ایسے ہیں جن پر چڑھنا اور بوجھ لادنا حرام ٹھہرایا اور کچھ مویشیوں کے ذبح

لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ

کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے، یہ بہت اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنا ہے، عنقریب وہ ان کو جھوٹے

بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ

بہتانوں کی سزا دے گا ○ اور یہ بھی کہنے لگے کہ جو ان چوپایوں کے پیٹ میں (زندہ بچہ)

خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ یَّكُنْ

ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مرا ہوا نکلے تو

مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ

اس میں وہ سب شریک ہیں، عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی ان باتوں کا بدلہ دے گا، بے شک وہ حکمت والا،

عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ

سب کچھ جاننے والا ہے ○ بیشک تباہ ہو گئے وہ لوگ جو اپنی احمقانہ جہالت سے اپنی اولاد کو (ناحق) قتل

لیتے یعنی بحیرہ پر جب سوار ہوتے ہیں یا کچھ لادتے ہیں تو خدا تعالیٰ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں کہ اس نے ایسا حکم دیا ہے، عنقریب وہ ان کو ان کے اس افتراء کا بدلہ دے گا اور اس جھوٹ بولنے کی سزا دے گا۔

۱۳۹- کافر بعض جانوروں کو مخصوص کر کے کہتے ہیں کہ جو ان کے پیٹ میں ہے وہ خاص ہم میں سے مردوں کو حلال ہے اور عورتوں پر حرام۔ یعنی بحیرہ اور وصیلہ کا زندہ بچہ عورتوں پر حرام ہے اور اگر مردار پیدا ہو یا بعد میں مر جائے تو مرد عورتیں سب اس کو کھا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو ان کی باتوں کی سزا دے گا اور ان کے وصف کی یعنی اعمال کی پاداش دے گا یا یہ کہ ان کو جو عمرو بن لحیٰ نے بتلایا ہے اور انہوں نے سیکھا ہے اس کو بتلانے کی اور ان کو سیکھنے کی سزا دے گا۔ چنانچہ اس کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دیکھا کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں پاخانہ کی راہ سے نکل آئی ہیں اور وہ ان کو کھینچتا پھرتا ہے۔ اسی نے جانوروں کی حرمت ایجاد کی اور یہ راہ نکالی۔ اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے جس نے اچھی چیزیں حلال کیں، ان کے حرام و حلال بدلنے کی اس کو خبر ہے، وہ ہر بات کا جاننے والا ہے۔

۱۴۰- جو لوگ اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں یا زندہ دفن کر دیتے ہیں اور بے وقوفی و جہالت سے ان چیزوں کو حرام کر لیتے ہیں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دیں اور حلال کیں یعنی فصلیں اور چوپائے۔ یہ لوگ ان کو خدا تعالیٰ پر افتراء اور تہمت باندھ کر حرام جانتے ہیں، وہ خائب و خاسر ہو گئے اور گمراہ ہو گئے اور اس طریقہ سے توحید کی صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور

عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ

کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں (حلال) روزی دی ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر اسے حرام ٹھہراتے ہیں،

ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ (ع ۱۶/۱۱/۳ الربع)

بے شک وہ (سیدھے راستے) سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت پانے کے لائق ہی نہ تھےO اور وہ ہی ہے کہ جس نے ٹٹیوں

مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا

چھتریوں پر چڑھائے ہوئے (جیسے انگور وغیرہ) اور بغیر چھتریوں کے چڑھائے باغ اگائے اور کھجور اور کھیتی پیدا کی جس میں

اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

رنگ رنگ کے کھانے مختلف مزے کے ہیں اور زیتون اور انار کسی بات (صورت وغیرہ) میں باہم ملتے جلتے ہیں اور کسی بات

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ

(مزے) میں الگ الگ ہیں، جب وہ پھل لائیں تو ان کے پھل کھاؤ اور کٹنے کے دن ہی اس کا حق (زکوٰۃ) ادا کر دو اور بے جا

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ

خرچ نہ کرو، بے شک بے جا خرچ کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیںO اور چوپایوں میں سے بوجھ اٹھانے والے اور کچھ

ہدایت یافتہ نہ ہوئے۔ چند قبائل عرب ربیعہ اور مضر وغیرہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے مگر بنی کنانہ نے یہ فعل کبھی نہ کیا۔

۱۴۱۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات پاک ہے کہ اس نے دنیا میں طرح طرح کے باغ پیدا کیے بعض معروشات یعنی چھتریوں پر اور بعض بغیر چھتریوں کے جن کی بیل ہوتا نہ ہو جیسے انگور اور بغیر بیل کے جو تنا پر قائم ہوں یعنی اخروٹ، بادام وغیرہ۔ بعض مفسرین معروشات کے معنی بوئے ہوئے اناج کے بتلاتے ہیں یعنی بعض درخت آدمی بوتے ہیں اور بعض درخت خود رو پیدا ہوتے ہیں اور اس نے کھجور کے درخت پیدا کیے، کھیتیاں پیدا کیں مختلف ذائقوں کی، کوئی شیریں کوئی ترش اور زیتون کا درخت پیدا کیا، انار پیدا کیا جو رنگ اور صورت وشکل میں ایک سے ہوتے ہیں اور مزے میں مختلف۔ اے لوگو! ان سب پھلوں کو کھاؤ، جب اِن کے درختوں میں پھل آئیں اور جب ان کے کاٹنے کا وقت آئے تو ان کا حق اور صدقہ ادا کرو۔ ''حصاد'' کے معنی ح کی زیر سے تولنا اور ح کی زبر سے کاٹنا ہوتے ہیں دونوں قرائتیں ہیں یعنی جب کاٹنے اور تولنے کا وقت آئے تو ان کا حق ادا کرو اور اسراف نہ کرو یعنی معصیت الٰہی میں خرچ نہ کرو، یا یہ مطلب ہے کہ حد سے نہ گزرنے لگو کہ بحیرہ، صائبہ، وصیلہ، حام کو حرام کر لو۔ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ مسرفین سے مراد مشرکین ہیں یا عام اسراف کرنے والے، بعض کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس کے بارے میں یہ آیت اتری کہ انہوں نے پانچ سو درخت کھجور کے پھل کاٹے اور تقسیم کر دیئے گھر کے لوگوں کو کچھ نہ دیا۔

حَمُولَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

(چھوٹے قامت والے) زمین سے لگے ہوئے (پیدا کیے) کھاؤ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں (حلال) روزی دی اور شیطان کے قدم

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ

بہ قدم نہ چلو (اس کے بہکانے سے کچھ حلال اور کچھ حرام نہ سمجھو) بے شک شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے O آٹھ نر اور مادہ پیدا کیے'

الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

بھیڑوں میں سے دو (نر اور مادہ) بکریوں میں سے دو' آپ ان سے پوچھیے: کیا ان میں سے اللہ تعالیٰ نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

نروں کو حرام کیا یا ماداؤں کو یا ان دونوں کے مادؤں کے پیٹ کے بچوں کو؟ مجھے

نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ

سمجھ کر علم سے بتاؤ اگر تم سچے ہو O اور اونٹ کے بھی دو (نر و مادہ) پیدا کیے

۱۴۲- اللہ تعالیٰ نے بعض جانور ایسے پیدا کیے ہیں جن پر بوجھ لادا جاسکتا ہے جیسے گائے' بیل' اونٹ' بعض ایسے جن پر لادا نہیں جاسکتا جیسے بھیڑ' بکری اور اونٹوں کے بچے۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے جو تم کو دیا ہے اس کو مزے سے کھاؤ اور شیاطین کے راستوں اور اس کی زینتوں کی پیروی نہ کرو' فصلوں اور چوپایوں میں سے بعض کو اپنے خیالات سے حرام نہ کرو' شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے جو تم کو ان باتوں کا حکم دیتا ہے۔

۱۴۳- اللہ تعالیٰ نے آٹھ قسمیں جانوروں کی بنائیں بھیڑ دو نر مادہ' بکری دو نر مادہ۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مالک بن عوف وغیرہ سے پوچھیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں مادوں کو حرام کر دیا یا دونوں نروں کو یعنی بحیرہ اور وصیلہ کو جو تم حرام کرتے ہو تو یہ حرمت کہاں سے آئی' آیا نروں کی حرمت ان میں آ گئی یا مادوں کی یا خود ان کو حرام کیا جو دونوں مادوں کے رحم میں ہے یعنی خاص کر بچوں کو حرام کیا اور دونوں نروں مادوں کے نطفے ملنے سے یہ حرمت پیدا ہوگئی۔ تم مجھ کو صاف طور سے علم وفکر سے یہ بتلاؤ کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں حرام کیں۔

۱۴۴- دو نر مادہ اونٹ کے پیدا کیے اور دو گائے کے۔ اے رسول! مالک وغیرہ سے کہو کہ تم جو بحیرہ اور وصیلہ کو حرام کہتے ہو ان کی حرمت کہاں سے آئی' کیا خدا تعالیٰ نے دونوں نروں کو حرام کیا کہ اس سبب سے وہ حرام ہوئے' یا مادوں کو حرام کیا کہ ان کے نطفہ کے سبب سے یہ حرام ہوئے یا ان بچوں کو حرام کیا جن کو مادوں کے رحم شامل ہیں یعنی دونوں نطفوں کے جمع ہونے سے حرام ہوئے۔ یہ مطلب یوں بھی ادا ہوسکتا ہے کہ کیا یہ چیزیں اس سبب سے حرام ہوئیں کہ یہ نروں کے نطفے سے ہیں یا اس لیے کہ مادوں کے نطفے سے ہیں' کیا جب تم کو خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کی حرمت کی وصیت کی تھی تو تم موجود تھے' اس بات کی تم گواہی دے سکتے ہو ہرگز نہیں محض افتراء ہے۔ پس اس شخص سے زائد ظالم و سرکش اور اللہ تعالیٰ پر جرأت والا

وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ

اور گائے کے بھی دو آپ ان سے پوچھئے: کیا (ان میں سے) اللہ تعالیٰ نے نروں کو حرام کیا یا ان کی ماداؤں

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

کو حرام کیا یا اس بچہ کو جو ان دونوں کی ماداؤں کے پیٹ میں ہوتا ہے کیا تم اس وقت موجود تھے

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ (بعض چوپاؤں کو حلال اور بعض کو حرام سمجھنے کا) حکم دیا تو اس شخص سے زیادہ

كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ظالم کون ہو گا کہ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے تاکہ اپنی جہالت سے لوگوں کو گمراہ کرے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں

ع ۱۷ الظّٰلِمِيْنَ ۧ (۱۴۴) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ

کو ہدایت نہیں دیتا ہے O (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ جو وحی مجھ پر کی گئی ہے میں اس میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا کہ کھانے والے پر اس کا کھانا

يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ

حرام ہو مگر یہ کہ مردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت بے شک وہ نجاست ہے یا وہ جانور (جو نافرمانی کا سبب ہو) جس کے ذبح

کون ہوسکتا ہے جو اس پر جھوٹے افتراء بہتان باندھتا ہے تاکہ آدمیوں کو اس کے دین و طاعت سے گمراہ کردے اور خود جاہل و بے علم ہو کر دوسرے کو بہکائے۔ خدا تعالیٰ ایسے ظالموں، مشرکوں، ہٹ دھرموں کو ہدایت نہیں کرتا اور اپنے دین اور دلیل کی راہ نہیں دکھاتا۔ مالک وغیرہ کفار کبھی بکریوں کو حرام کر لیتے تھے کبھی بچوں کو۔ کوئی قبیلہ کچھ کہتا کوئی کچھ، تب یہ آیت نازل ہوئی، پس مالک جو حجتیں نکالتا تھا خاموش ساکت ہوا۔

۱۴۵- جب مالک بن عوف قائل ہوا تو یہ پوچھنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! پھر ہمارے باپ دادوں نے یہ چیزیں کیوں حرام ٹھہرائیں تھیں اور یہ حرام نہیں تو اور کیا چیزیں حرام ہیں؟ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی اتاری گئی ہے یعنی قرآن اس میں تو کوئی چیز حرام نہیں پاتا ہوں سوائے ان چند چیزوں کے، ایک وہ جانور ہے جو خود مردہ ہوا ہو، دوسرے خون بہتا ہوا، تیسرے سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے، چوتھے وہ فسق والے جانور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے ہیں یعنی قصداً اللہ تعالیٰ کا نام ترک کیا ہو اور دوسرے کا نام لیا ہو کہ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ پس جو شخص مردار کھانے پر مجبور اور بے قرار ہو، کچھ اور نہ ملے اور وہ مردار کھالے تو وہ معاف ہے، اوّل تو یہ ہے کہ پیٹ بھر کر نہ کھائے بقدر ضرورت کھائے اور اگر اس قدر سے زائد پیٹ بھر کر کھالیا تو بھی اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے، اس کی رحمت وسیع ہے جو اس نے پیٹ بھر کر کھالینے کی رخصت دی۔ بشرطیکہ وہ شخص باغی نہ ہو یعنی بادشاہ اسلام اور مسلمانوں پر بغاوت کے لیے نہ نکلا ہو اور نہ اس کو بلا ضرورت

خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ

کرنے میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو (تو وہ بھی حرام ہے) پھر اگر کوئی شخص (حلال چیز نہ ملنے کی وجہ سے) مجبور ہو جائے اور (اپنی خواہش سے بلاضرورت کھا کر)

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

نافرمانی مقصود نہ ہو اور (ضرورت کی) حد سے نہ بڑھے (یعنی بقدر جان بچانے کے ان حرام چیزوں سے کھالے) تو بلاشبہ آپ کا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے O

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ

اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والا جانور (جس کے انگلیاں ہوں خواہ چوپایہ ہو یا پرند) حرام کیا اور گائے اور بکری کی چربی

وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

بھی ان پر حرام کی مگر جو ان کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہوئی ہو

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ

یہ ہم نے انہیں ان کی سرکشی کا بدلہ دیا تھا اور بے شک ہم

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ

یقیناً سچے ہیں O پھر اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو ان سے آپ فرمائیے کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے (کہ جو تمہیں

حلال جان کر کھاتا ہو اور عادی نہ ہو اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو یعنی ٹھگ ڈاکو نہ ہو اور نہ قصداً بے ضرورت کھاتا ہو۔

ف: صاحب تفسیر نے یہاں پر مقدم و موخر کہہ کر یہ اشارہ کیا ہے کہ "فسقًا اھل لغیر اللہ" سے بھی "فانہ رجس" متعلق ہے اگرچہ لفظاً مقدم ہے مگر معناً مؤخر ہے۔

ف: باغی کی تفسیر حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت مردار کو حلال سمجھنے والا اور عادی کے معنی حنفیوں کے نزدیک بلاضرورت قصداً مردار کھانے والا ہے پس باغی سلطان اور ڈاکو کو بھی حالت اضطراری میں جان بچانے کے لیے مردار کھانے کی رخصت ہے۔

۱۴۶ تا ۱۴۷۔ ہم نے یہودیوں پر کل پنجہ والے جانور پرند حرام کر دیے اور ہر دانت والے درندے اور جس کی کھر ہو ظفر ہو یعنی جن کے کھلے ہوئے کھر ہوں جیسے اونٹ، شتر مرغ، بطخ، مرغابی، ابن الماء یعنی بگلہ، خرگوش یہ سب ان پر حرام کر دیے گئے اور گائے اور بکری کی چربیاں ان پر حرام ہوئیں یعنی گردوں کی اور کرش یعنی اوجھڑی کی چربی مگر وہ تھوڑی سی چربی جو ان کے پیٹوں میں اور آنتوں میں لگی ہوتی ہے یا وہ چربی جو ہڈی سے جڑی ہوتی ہے جیسے سرین کی چربی۔ یہ سب پہلے ان پر حرام نہ تھیں مگر ان کے گناہوں اور بغاوت اور سرکشی کے عوض ہم نے ان پر یہ سب چیزیں حرام کر دیں اور ان کی بغاوت کا بدلہ دیا۔ ہم اپنے اس قول میں بے شک سچے ہیں، پھر بھی اگر آپ کو جھٹلائیں اور ان چیزوں کی تحریم میں شک کریں تو تم کہہ دو کہ تمہارا پروردگار جو تم پر عذاب نہیں کرتا یہ اس سبب سے ہے کہ وہ وسیع رحمت والا ہے ہر نیک بد پر اس کی رحمت ہے

وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ

باوجود نافرمانی کے مہلت دے دیتا ہے) اور اس کا عذاب مجرموں پر سے کبھی ٹلنے والا نہیں ہے (اپنے وقت پر ضرور آئے گا) ○ عنقریب

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا

مشرک کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے

حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(دیکھو تو) اسی طرح ان لوگوں نے بھی (سچائی کو) جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں یہاں تک کہ انہوں

حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ

نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا (اے نبی!) آپ فرمایئے: کیا تمہارے پاس (اس بارے میں) کوئی علم یقینی ہے جسے ہمارے

لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

سامنے پیش کر سکتے ہو، تم تو محض وہم اور گمان ہی کی پیروی کرتے ہو اور تم تو یوں ہی تخمینے اور بناوٹی باتیں کرتے ہو ○

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

(اے نبی!) آپ فرمایئے: اللہ تعالیٰ ہی کی دلیل کامل اور پکی ہے تو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (کیونکہ اس کی قدرت سے کوئی بات باہر نہیں) ○

عذاب جلدی نازل نہیں فرماتا ہے۔ مہلت دیتا ہے اور جب اس کا عذاب آ جاتا ہے تو پھر وہ مشرک اور مجرم لوگوں سے پھرتا نہیں ہے۔

۱۴۸ تا ۱۴۹- مشرکین عنقریب یہ کہیں گے کہ اگر خدا تعالیٰ ہم کو علم نہ دیتا اور یہ چیزیں حرام نہ کرتا اور ہمارا شرک کرنا نہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ کوئی چیز حرام کرتے۔ شرک بھی خدا تعالیٰ نے بتلایا' ان چیزوں کی تحریم بھی اس نے بتائی۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! جیسے ان لوگوں نے یہ بہتان باندھے ہیں اسی طرح انہوں نے جو ان سے پہلے تھے بہتان باندھے تھے اور رسولوں کی تکذیب کی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا اور برباد وہلاک ہو گئے' تم ان سے پوچھو کہ تم جو یہ باتیں کرتے ہو تو اس کی کوئی دلیل بھی ہے' اگر کوئی دلیل ہو تو اس کو ظاہر کرو۔ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ فقط خیالات اور گمان سے کھیتی اور چوپائے حرام کر دیتے ہو اور اٹکل سے جھوٹ جوڑ لیتے ہو۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ جب تمہاری کوئی دلیل نہیں اور فقط سب باتیں خیالی ہیں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں' اللہ تعالیٰ کے لیے حجت بالغہ ہے یعنی یقینی دلیل ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تم سب کو زبردستی ہدایت کر دیتا مگر اس کی حکمت ہے' وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کیونکہ اس کے علم ازلی میں تم ہدایت پانے والے نہ تھے' اس نے تمہیں گمراہی میں چھوڑ دیا' اگر وہ چاہتا تو زبردستی تم کو ہدایت دے دیتا۔ اس پر تمہارا کوئی الزام نہیں چل سکتا۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ

(اے نبی!) آپ فرمائیے: تم اپنے وہ گواہ لاؤ کہ جو یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا

هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

پھر اگر بالفرض ان کے جھوٹے گواہ یہ گواہی دے بیٹھیں تو (اے سننے والے!) تو ان کے ساتھ ہو کر جھوٹی گواہی نہ دینا اور ان

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر بھی یقین نہیں رکھتے ہیں اور وہ

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۵۰ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ ع ۱۸ ۶ ۵

(دوسری ہستیوں کو) اپنے پروردگار کے برابر کا (معبود) ٹھہراتے ہیں O (اے نبی!) آپ فرمائیے: میں تمہیں وہ پڑھ کر سناتا

عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا

ہوں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو

اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا

(ان کی خدمت کرو) اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم ہی تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیتے ہیں اور

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ

بے حیائی کی باتوں کے قریب نہ جاؤ، وہ کھلے طور پر ہوں یا پوشیدہ اور جس جان کو قتل کرنا خدائے تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے

۱۵۰- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کافروں سے کہو کہ تم اپنے دعوے تحریم کھیتی اور چوپایوں پر کوئی گواہ لاؤ جو یہ گواہی دیں کہ یہ چیزیں خدا تعالیٰ ہی نے حرام کی ہیں، اگر یہ لوگ جھوٹی گواہی ان کی تحریم پر دیں تو اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم ان کے ساتھ ایسی گواہی میں شریک نہ ہو اور نہ ان لوگوں کی خواہشوں کا اور وسوسوں کا اتباع کرو جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں، یعنی قرآن پاک کو نہیں مانتے اور وہ آخرت پر بھی ایمان نہیں لاتے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو بھی نہیں مانتے، وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور بتوں کو پوجتے ہیں۔

۱۵۱ تا ۱۵۳- اے حبیب! آپ فرمائیے کہ آؤ میں تم کو وہ پڑھ کر سناؤں جو تم پر حرام کیا گیا ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ (۲) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اُن کے ساتھ احسان کرو۔ (۳) اپنی اولاد کو ذلت اور فاقہ کے خیال سے قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اور ان سب کو روزی دینے والا ہے۔ (۴) اور فواحش کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی زنا و حرام کاری کا نام بھی نہ لو۔ نہ علی الاعلان نہ چوری چھپے۔ اس کے خیال سے بھی بچو۔ (۵) اور اس جان کو جس کو خدا تعالیٰ نے حرام کیا

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

اسے ناحق قتل نہ کرو، یہ ہیں وہ باتیں جن کا خدائے تعالیٰ نے تمہیں حکم فرمایا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو O

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ

اور یتیموں کے مال کے نزدیک بھی نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے (یعنی جس میں ان کا فائدہ ہو) یہاں تک کہ

اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ

وہ اپنی جوانی کو پہنچیں اور انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پوری کرو، ہم کسی جان پر اس کے مقدور سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ہیں

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ

(تو جہاں تک ممکن ہو انصاف اور دیانت داری کی کوشش کرو) اور جب بھی بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ معاملہ اپنے قرابت دار

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ لا

ہی کا کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا عہد پورا کرو، یہ باتیں ہیں کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکید فرمائی تاکہ تم نصیحت مانو O

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

اور (اس نے یہ بھی بتلایا کہ) بے شک یہی میرا مقرر کیا ہوا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور (دوسری) راہوں پر نہ چلو

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

کہ تمہیں خدا کی راہ سے (بھٹکا کر) تتر بتر کر دیں گی، یہ بات ہے جس کا خدائے تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ O

بغیر حق کے نہ مارو۔ اگر حق ہو یعنی قصاص میں یا مرتد ہو جانے میں یا حد زنا میں بطور رجم کے مارو تو بہتر ہے۔ یہ اس لیے خدا تعالیٰ نے تم کو وصیت کی اور اپنی کتاب میں بیان کیا کہ تم اس کے امر و نہی اور توحید کو سمجھو اور مانو۔ (۶) اور یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ مگر اس طریقہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہو یعنی اس کے مال کی حفاظت کرو، نفع کر کے اس کو بڑھاؤ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور سمجھ دار و ہوشیار ہو جائے (۷) اور ناپ تول کو پورا کرو، کمی بیشی نہ کرو، انصاف برتو اگر رتی دو رتی کی بیشی ایسی ہو جائے جس کا عرف میں اعتبار نہیں تو مضائقہ نہیں۔ ہم کسی جان کو اس کی طاقت اور اندازہ سے زائد تکلیف نہیں دیتے جب کوئی بات کہو تو سچی اور انصاف کی کہو اگرچہ قرابت ہی کا معاملہ ہو۔ یعنی اگر سچ بولنے میں تمہارے کسی قریب کا نقصان ہوتا ہو تو ہونے دو تم سچ ہی کہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو اس کو وفا کرو۔ ہرگز نہ توڑو۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے قرآن پاک میں وصیت کی کہ تم نصیحت مانو اور یہ خوب جانو کہ میرا سیدھا راستہ دین اسلام صاف طریقہ ہے جس کو میں پسند کرتا ہوں اس کا اتباع کرو۔ اس کو چھوڑ کر اور راستوں پر نہ چلو یعنی یہودیت، نصرانیت، مجوسیت وغیرہ اختیار نہ کرو۔ اگر اس کو ترک کرو گے تو اور دوسرے

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا

پھر دیکھو کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا فرمائی تاکہ جو کوئی نیک عمل ہو اس پر اپنی نعمت پوری کر دیں اور

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٤﴾ ع ۱۹ ع ۶

ہر بات کی تفصیل بیان کر دیں اور لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہو تاکہ وہ (قیامت میں) اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں O

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

اور (اس طرح) یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو تم اسی کی پیروی کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تُرْحَمُوْنَ ﴿١٥٥﴾ لا اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ

(اور سعادت کی راہ تم پر کھل جائے) O (اے عرب والو! ہم نے یہ کتاب اس لیے اتاری) کہ تم یہ نہ کہو کہ کتاب تو صرف دو

مِنْ قَبْلِنَا ص وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿١٥٦﴾ لا اَوْ تَقُوْلُوْا

جماعتوں (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں) پر ہی اتاری گئی تھی جو ہم سے پہلے تھے اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہیں تھی O یا یہ کہو کہ

راستے خدا تعالیٰ کے طریق محبت و وصال سے تم کو جدا کر دیں گے اور خدا تعالیٰ تک نہ پہنچنے دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے یہ وصیت قرآن پاک میں اتاری اور اس کا حکم کیا کہ تم بچو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور دوسرے راستے چھوڑ دو۔

۱۵۴ تا ۱۵۷۔ پھر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی یعنی توریت عطا کی جو پوری ہے' یعنی امر و نہی' وعد وعید' ثواب عقاب سب کا بیان ہے اور وہ بہت احسن اور عمدہ حال پر ہے۔ یا یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اچھائی اور تبلیغ رسالت اور حسن عمل کے سبب سے ان کو دی اور اس میں ہر شے کی حلال و حرام سے تفصیل موجود ہے اور خوب بیان ہے اور گمراہی سے چھڑانے والی' ہدایت دینے والی ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے رحمت ہے' وہ کتاب اس لیے اتاری کہ وہ اپنے رب کے ملنے پر ایمان لائیں اور قیامت کو مانیں اور یہ کتاب یعنی قرآن پاک جس کو ہم نے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت اپنے خاص بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے مبارک ہے۔ اس میں ایمان والوں کے لیے رحمت اور مغفرت ہے پس اس کا اتباع کرو' حلال حرام' امر و نہی مانو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور ماسوائے قرآن پاک کے سب خیالات چھوڑ دو کہ تم پر رحمت ہو اور عذاب سے چھوٹو۔ اے اہل مکہ! یہ قرآن پاک اس لیے اتارا کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو قوموں پر رسول آئے اور ان پر کتابیں اتریں' یہودیوں پر توریت' نصاریٰ پر انجیل اور ہم کو ان کی توریت کی' انجیل کی اور اس کے احکام کی خبر نہ تھی' ہم اُمی تھے' ان کی قرأت سے غافل و جاہل تھے' یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب یہود نصاریٰ کی طرح اترتی تو ہم بھی رسول کا اتباع کرتے اور ان سے زائد اپنے رسول کا حکم مانتے' تو یہ قرآن پاک اس لیے اترا کہ یہ باتیں کہنے کا بروز قیامت تم کو موقع نہ رہے اور حجت الٰہی قائم ہو جائے۔ پس لو تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل یعنی کتاب و رسول اور ہدایت اور مسلمانوں پر رحمت آئی اب ایمان لاؤ اور اگر اب بھی نہ مانو تو پھر اس سے زائد جو خدا تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے' رسول و قرآن

لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ

اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان جماعتوں سے (جن پر کتاب نازل ہوئی) زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے تو بے شک تمہارے پاس

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

تمہارے رب کی روشن دلیل اور ہدایت آ گئی (یعنی قرآنِ مجید) پھر (بتلاؤ) اس سے بڑھ کر ظالم (انسان)

كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے، عنقریب ہم بڑے عذاب کی سزا دیں گے

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں ○ پھر یہ لوگ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ

(جو سچائی کی نشانیاں دیکھنے پر بھی سرکشی سے باز نہیں آتے) کیا اسی بات کے انتظار میں ہیں کہ (آسمان سے) فرشتے ان کے پاس آ جائیں یا خود آپ کا

يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا

پروردگار (یا آپ کے رب کا عذاب) ان کے سامنے آ کھڑا ہو یا آپ کے پروردگار کی کچھ نشانیاں (یعنی قیامت کے آثار) نمودار ہو جائیں (تو یاد رکھیں) جس

يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ

دن آپ کے پروردگار کی کچھ نشانیاں نمودار ہوں گی (یعنی قیامت کی) اس دن کسی انسان کو جو پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں اس نے نیکی نہ

کو نہ مانے اور ان سے منہ پھیرے کون ظالم و سرکش اور بے باک ہوگا، ہم عنقریب ان کو جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں سخت عذاب اور بڑی تکلیف ان کے منہ پھیرنے کے بدلہ میں دیں گے۔

۱۵۸- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اہل مکہ وغیرہ کافر جو ایمان نہیں لاتے تو یہ کیا اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ ملائکہ ان کی ارواح قبض کرنے کے لیے آ جائیں تو ایمان لائیں یا قیامت قائم ہو اور تمہارا پروردگار بے کیف تخت جلال و عظمت پر جلوس فرمائے یا اس کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ظاہر ہو جائے جیسے کہ آفتاب مغرب سے نکلنا، جس دن اس کی کوئی نشانی ظاہر ہوگئی اور آفتاب مغرب سے نکلا اس دن اس نفس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا اور قبل طلوع شمس از مغرب کافر تھا یا بظاہر مسلمان تھا اور اپنے ایمان میں خیر یعنی اخلاص نہ برتتا تھا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور اگر توبہ بھی کرے گا تو بہ بھی قبول نہ ہوگی، کوئی نیک بات کام نہ آئے گی ہاں جو اس وقت بچہ ہوگا یا جو بعد کو پیدا ہوگا اس کا ایمان بعد کفر کے بھی قبول ہوگا اور جو مسلمان ہوں گے گناہ گاران کی توبہ بھی بعد رجوع شمس مقبول ہوگی اور ان لوگوں کو توبہ و ایمان سے نفع ہوگا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے

فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

کمائی ہو ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا (اے نبی!) آپ فرما دیجئے (اگر تمہیں انتظار ہی کرنا ہے تو) انتظار کرتے رہو ہم بھی (حق و باطل کے فیصلہ کا) انتظار

فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ

کرتے ہیں O بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور الگ الگ راہیں نکالیں (اے نبی!) آپ کو ان سے کچھ سروکار نہیں

اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ

(تمہاری ہی راہ سیدھی ہے) ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے پھر وہی انہیں بتلا دے گا جو وہ کرتے رہے ہیں (کہ اس کی حقیقت کیا تھی) O

جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ

جو کوئی (اللہ تعالیٰ کے حضور) ایک نیکی لائے گا تو اس کے لیے اس ایک نیکی سے دس گنا ثواب زیادہ ہوگا اور جو کوئی برائی

فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ

لائے گا تو اسے اس (برائی) کے برابر ہی بدلہ ملے گا اور لوگوں کے ساتھ ناانصافی نہ کی جائے گی O (اے نبی!) آپ فرمایئے

رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ

کہ بے شک میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھائی جو صحیح مذہب ابراہیم (علیہ السلام) کا دین ہے جو ہر باطل سے جدا تھے

کہہ دو کہ اے اہل مکہ! تم روز قیامت کا انتظار کرتے ہو۔ اچھا کرو کہ ہم بھی منتظر ہیں کہ بروز قیامت تم کو خوب عذاب ہو یا یہ کہ موت کے بعد قبل روز قیامت قبر میں عذاب پاؤ یا یہ کہ تم میری ہلاکت کے منتظر ہو میں تمہاری ہلاکت کا انتظار کرتا ہوں۔

۱۵۹ تا ۱۶۰۔ جنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے سچے دین کو چھوڑا یا یہ کہ اپنے روز میثاق کے عہدوں کو ترک کیا اور ان سے مفارقت کی یا یہ کہ دین میں تفریق کی اور مختلف ہوئے تو تم کو ان کے قتل و قتال کا ابھی حکم نہیں یعنی یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ، اس تقدیر پر یہ آیت منسوخ ہے کہ بعد کو سب کے قتل کا حکم ہوا۔ یا یہ کہ ان کا ثواب عذاب تمہارے ہاتھ میں نہیں تم تو فقط رسول ہو، ان سب کا اختیار اور امر ثواب و عذاب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے، سب اس کے پاس جائیں گے، وہ ان کے خیر و شر کی ان کو جزاء اور بدلہ دے گا جو توحید اختیار کرے گا اور اچھائی اختیار کرے گا تو اس کو دس گنا ثواب ملے گا اور جو برائی لائے گا شرک کرے گا تو اس کو فقط اکہرا بدلہ دیا جائے گا یعنی شرک کا بدلہ دوزخ ہے اس میں ڈالا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا کہ نیکیاں کم کر لی جائیں یا بدیاں بڑھا دی جائیں ''فرقوا'' تفریق سے اور ''فارقوا'' مفاعلت سے دو قراءتیں ہیں۔

۱۶۱ تا ۱۶۵۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اہل مکہ اور یہود و نصاریٰ وغیرہ سب فرقوں سے کہہ دو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو ہدایت کی، اپنے سچے دین سے اکرام کیا اور حکم کیا کہ میں ساری دنیا کو دعوت توحید کروں، یا یہ کہ مجھ کو یہ بتلایا کہ میں کس طرح لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کروں۔ صراط مستقیم سچا اور اچھا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ

اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے ○ (اے نبی!) آپ فرمایئے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں

مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ

اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے ○ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے

بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (یعنی میں سب سے پہلے پیدا ہوا اور توحید ورسالت کا اقرار کیا) ○ (اے نبی!) آپ (ان سے) فرمایئے: کیا

اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

(تم یہ چاہتے ہو کہ) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا پروردگار ڈھونڈوں حالانکہ وہی ہر چیز کا پرورش کرنے والا ہے اور ہر جان اپنے عمل سے جو کچھ کماتی

اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

ہے (اس کا بوجھ) اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (یعنی ہر شخص اپنے عمل کی سزا خود بھگتے گا کسی دوسرے کو

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اس کے بدلے سزا نہ دی جائے گی) پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے پھر (جب اس کے سامنے حاضر ہو گے تو) وہ تمہیں بتلائے گا کہ

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے (ان کی اصل حقیقت کیا تھی) ○ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں ایک دوسرے کا

کا مذہب اور طریقہ ہے جو پاک مسلمان تھے مشرک نہ تھے نہ ان کا سا طریقہ رکھتے تھے۔ کہہ دو کہ میری نماز پنج وقتہ اور قربانی یا دین اور حج وذبیحہ وکل عبادات کے طریقے اور میری زندگی اور موت سب خدا تعالیٰ کے لیے ہے، میں دنیا میں اسی کی طاعت و رضا جوئی کے لیے پیدا ہوا ہوں اور اسی پر مروں گا۔ وہ خدا تعالیٰ جو سب کا پالنے والا ہے اور جن وانسان کا حاکم وسردار ہے جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم ہے اور میں سب سے اول اسلام لانے والا ہوں اور عبادت وتوحید میں اخلاص برتنے والا ہوں۔ کہہ دو کہ کیا میں سوائے خدا تعالیٰ کے اپنا کوئی اور رب بناؤں اور غیروں کی عبادت کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اور تمام ماسوا کا رب ہے، جو کوئی برائی کرے گا تو اس کا بدلہ اسی کو ملے گا، ایک کا بار (بوجھ) گناہ دوسرا نہ اٹھائے گا یا یہ کہ ایک کے بدلے دوسرا نہ پکڑا جائے گا۔ یا یہ کہ کوئی بے قصور سزا یافتہ نہ ہوگا یا یہ کہ کوئی کسی کا گناہ اپنے اوپر اپنی خوشی سے نہ رکھے گا ہاں زبردستی ہو تو مجبوری ہے۔ پھر تم سب کا لوٹنا بعد موت اللہ تعالیٰ کے پاس ہوگا، وہ تم کو ان باتوں کی خبر دے گا اور فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف رکھتے ہو یعنی دین میں، اسی نے تم کو زمین میں اگلی امتوں کا خلیفہ کیا اور تم میں ایک کا درجہ باعتبار مال اسباب

دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ ز

جانشین بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر (رزق و مال و علم و عقل وغیرہ میں) درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ (اختیار و تصرف وغیرہ) تمہیں دیا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

النصف ع ۲۰

اس میں تمہیں آزمائے (اے نبی!) بے شک آپ کا پروردگار (بدعملیوں کی) سزا جلد دینے والا ہے اور بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا رحمت والا بھی ہے ○

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۲۰۶ رُكُوْعَاتُهَا ۲۴
سورۂ اعراف مکی ہے	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحمت والا ہے	اس میں دو سو چھ آیات' چوبیس رکوع ہیں

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

المٓصٓ ○ (اے محبوب! یہ) کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے تاکہ آپ اس (کتاب) سے (لوگوں کو) ڈرائیں اور ایمان داروں کو نصیحت

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

ہو تو آپ کا دل اس سے تنگ نہ ہو (کوئی مانے یا نہ مانے آپ ڈر سنائے جائیے) ○ (اے لوگو!) اسی پر چلو جو تم پر تمہارے پروردگار

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

کی طرف سے نازل کیا گیا ہے' اس کے سوا اور معبودوں کی پیروی نہ کرو لیکن تم

نوکر چاکر کے دوسرے سے بڑھایا' کوئی امیر کوئی فقیر' اس لیے کہ ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں تمہارا امتحان لے کہ کیسے راستہ پر چلتے ہو' بے شک آپ کا پروردگار جلد سزا دینے والا ہے یعنی وہ کافروں اور ناشکروں کو جلد سزا دیتا ہے اور ایمان والوں پر بخشش کرنے والا' بڑا مہربان ہے۔

سورۃ الاعراف

ا تا ۲- مفسر اپنی سند روایت سے اس سورت کی تفسیر ابن عباس سے نقل کرتا ہے کہ "المص" کے معنی "انا اللہ اعلم وافضل" ہیں یعنی میں خدا ہوں سب سے زیادہ عالم و افضل یا یہ کہ لفظ قسم کے لیے ہیں یعنی ان حرفوں کی قسم! یہ کتاب یعنی قرآن پاک جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو پہنچائی برحق ہے' پس آپ کے دل میں اس کی طرف سے کچھ شک و شبہ نہ آنا چاہیے کہ یہ شاید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔ اس معنی میں بظاہر حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے مگر اس سے مراد امت ہے جیسا کہ قرآن پاک کا طریقۂ خطاب ہے' یا یہ کہ اس کے سنانے اور پہنچانے سے آپ تنگ دل نہ ہوں' ہم نے یہ قرآن پاک اس لیے اتارا کہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ڈر سناؤ تاکہ وہ ایمان لائیں اور یہ سب ایمان لانے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

۳- اے مکہ والو! اس چیز کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کے پاس سے اتاری گئی ہے یعنی قرآن

تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا

بہت ہی کم سمجھتے ہو O ہم کتنی ہی بستیاں (ان کی نافرمانی کی وجہ سے) غارت کر چکے ہیں جن پر راتوں رات یا

أَوْ هُمْ قَآئِلُونَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ إِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَآ إِلَّآ أَنْ

دوپہر کو سوتے ہوئے (اچانک) ہمارا عذاب آ پڑا O پھر جب کہ ان پر ہمارا عذاب آ پڑا تو وہ یہی پکارنے لگے کہ بے شک

قَالُوٓا إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِينَ ﴿٥﴾ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ

ہم ہی زیادتی پر تھے O تو بے شک ہم کو ان سے بھی ضرور پوچھنا ہے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے (کہ تم کو ہمارا

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

پیغام پہنچا کہ نہیں) اور رسولوں سے بھی پوچھیں گے (کہ آپ نے اپنی امتوں کو ہمارے پیغام پہنچا دیئے) O پھر ہم ان کو اپنے علم سے ضرور

غَآئِبِينَ ﴿٧﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

خوب اچھی طرح سے بتا دیں گے اور ہم اُن سے غائب نہ تھے (کہ ہمیں ان کا علم نہ ہو) O اور اس روز اعمال کا تولنا برحق ہے

فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولٰٓئِكَ

پھر جن کی تولوں (وزن) کے پلے بھاری ہوں گے وہی کامیاب ہوں گے O اور جن کی تولیں (وزن) ہلکی ہوں گی تو یہ وہی لوگ ہوں گے

الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ

کہ جنہوں نے ہماری آیتوں کے انکار اور ان پر زیادتیاں کرنے کی وجہ سے خود اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا O اور ہم نے

پاک۔ اس کے حلال وحرام کو مانو۔ خدا تعالیٰ کے سوا اور معبود نہ بناؤ، اپنا والی اس کے سوا بتوں کو نہ سمجھو، تم کچھ نہیں سمجھتے، نہ تو تھوڑی سی نصیحت تم کو کارگر ہوتی ہے نہ بہت یا یہ کہ تم بہت کم سمجھ والے ہو۔

۴ تا ۷۔ ہم نے کتنی ہی بستیاں جنہوں نے ہمارا حکم نہ مانا ہلاک کر دیں اور ان کو عذاب میں مبتلا کیا، ان کو ہمارا عذاب رات میں آیا یا دوپہر کو جب وہ قیلولہ میں تھے، اس وقت ان کے منہ سے کوئی دعویٰ کی بات نہ نکلی سوائے اس کے کہ اپنے مشرک ہونے کا اقرار کیا اور کہنے لگے کہ ہائے افسوس ہم سخت ظالم تھے۔ ہم ان سے بھی سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے یعنی کفار سے کہ تم نے رسولوں کی دعوت قبول کی یا نہیں اور رسولوں سے بھی دریافت کریں گے کہ تم نے تبلیغ کی یا نہیں، پھر ہم سب کو ان کے کاموں کے علم و بیان کے بارے میں سچی خبر دیں گے کہ ہم رسولوں کی تبلیغ کے وقت اور کفار کی تکذیب کے موقع پر غائب نہ تھے بلکہ سب خبر رکھتے تھے۔

۸ تا ۹۔ قیامت کے دن اعمال کا تولنا حق ہے، جس کا نیکی کا پلہ ترازو میں بھاری ہوگا وہ فلاح پانے والوں میں ہوگا

مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا

ہی تم کو زمین میں بسایا اور اس میں تمہارے لیے روزی کے (ہر قسم کے) اسباب پیدا کیے مگر تم بہت ہی کم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ ع ۱ ۸

شکر کرتے ہو O اور بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا' پھر تمہاری صورتیں اور نقشے بنائے' پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ڰ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾

کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو' وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا O

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ (اے ابلیس!) تجھے کس بات نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے سجدہ کرنے کا حکم دیا' اس نے کہا:

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ

میں اس سے بہتر ہوں (اس لیے سجدہ نہ کیا) تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور اس کو مٹی سے بنایا O اللہ تعالیٰ نے (غضب سے) ارشاد فرمایا کہ تو

اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ

یہاں سے اتر جا' تیری کیا مجال ہے جو تو یہاں پر تکبر کرے (اور شیخی مارے) تو یہاں سے نکل جا' بے شک تو ہی ذلیلوں میں کا ایک ذلیل ہے O اس نے کہا

یعنی ان لوگوں میں سے جو غضب اور عذاب الٰہی سے نجات پائیں گے اور جن کا نیکی کا پلہ ہلکا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنی جانوں کو خرابی میں ڈالا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلانے کے سبب یعنی رسول وقرآن کو نہ ماننے اور ظلم و کفر کرنے کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہوئے ہوں گے۔

۱۰ تا ۱۳- اے لوگو! ہم نے تم کو زمین میں ٹھہرالیا' میں نے تمہاری بود و باش مقرر کی' تمہارے لیے زمین میں عیش کی چیزیں بنائیں کھانا' پینا' پہننا۔ مگر تم شکر بہت کم کرتے ہو' یا یہ کہ نہ کم کرتے ہو نہ بہت یعنی بالکل شکر نہیں کرتے۔ ہم نے تم کو آدم سے اور آدم کو خاک سے پیدا کیا' پھر تمہاری یعنی تمہارے نطفوں کی ماؤں کے رحموں میں صورت بنائی اور آدم کی مکہ اور طائف کے درمیان میں مٹی سے صورت بنائی' پھر ہم نے ان فرشتوں سے جو زمین میں رہتے تھے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا تب اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ابلیس! تجھ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا اور میرے حکم کے بعد پھر سجدہ کیوں نہ کیا۔ وہ بولا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں' تو نے مجھے آگ سے اور حضرت آدم علیہ السلام کو خاک سے پیدا کیا اور آگ افضل ہے' آگ خاک کو کھا جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جا یہاں سے نکل جا یعنی آسمان پر سے زمین پر اتر جا یا یہ کہ زمین سے نکل جا۔ یا یہ کہ فرشتوں کی صورت سے نکل جا تجھ کو اس کے بعد کہ تو فرشتوں کی صورت میں تھا بنی آدم پر تکبر کرنا زیبا اور سزاوار نہ تھا' فرشتوں کی صورت سے نکل جا۔ یا فرشتوں کی جماعت

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا

کہ مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت کے دن تک) O (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: (جا) تجھے مہلت ہے O

أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن

(ابلیس نے) کہا کہ مجھے اس کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا (اور ان کو بہکاؤں گا) O

بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا

پھر میں ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی سیدھی طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے (بہکانے کے لیے) آؤں گا اور ان میں

تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ

سے اکثر کو تو شکر گزار نہ پائے گا O (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: جا یہاں سے ذلیل و خوار ہو کے نکل جا' جو کوئی ان میں سے

لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ

تیری پیروی کرے گا تو میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا O اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)

سے نکل جا' اب تو ہمیشہ عذاب کے سبب ذلیل وخوار رہے گا۔

ف: جمہور مفسرین کے نزدیک سجدہ کا حکم تمام زمین و آسمان کے فرشتوں کو دیا گیا۔ (خازن)

۱۴ تا ۱۷- شیطان نے کہا کہ اے اللہ! تو مجھ کو اس دن تک کی مہلت دے کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں یعنی یہ مطلب کہ کبھی نہ مروں۔ اس لیے کہ قیامت کے بعد موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نفخ صور تک (صور پھونکنے تک) تجھ کو مہلت دی گئی ہے جب صور پھونکا جائے گا تب تو مرے گا۔ تب اس نے کہا: اچھا جب تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے سبب مردود کیا تو میں اب بنی آدم کو گمراہ کروں گا اور صراط مستقیم' دین اسلام و توحید سے ان کی رہزنی کروں گا اور ان کو بہکاؤں گا۔ ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے آ کر ان کو دھوکے دوں گا۔ آگے سے آؤں گا یعنی یہ خیال ڈالوں گا کہ جنت دوزخ حساب کتاب سب غلط ہیں۔ مرنے کے بعد پھر کیسا اٹھنا ہو سکتا ہے اور پیچھے سے آنا یہ کہ بتلاؤں گا کہ جب دنیا فنا نہ ہوگی تو پھر تم کو مال جمع کرنا اور لوگوں کو منع کرنا اور بخل و فساد کرنا چاہیے اور سیدھی طرف سے آنا یہ کہ جو ہدایت یافتہ ہوں گے اور راہ پائے ہوئے ہوں گے ان کو شبہ اور وسوسہ ڈالوں گا کہ وہ حیران ہو کر بہک جائیں گے اور جو گمراہ ہوں گے ان کو خیالات سنوار کر دکھلاؤں گا کہ ہدایت نہ پائیں اور الٹی طرف سے آنا یہ کہ لذات و شہوات دنیا کی ترغیب دلاؤں گا اور تو اکثر بنی آدم کو شکر کرنے والا مسلمان نہ پائے گا یعنی اکثر کافر ہو جائیں گے۔ یہ شیطان نے اپنے گمان سے کہا' اس نے اپنے دل میں یہ تہیہ کیا کہ اکثر انسانوں کو بہکا لوں گا۔

۱۸ تا ۲۵- جب شیطان نے وہ گفتگو کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو ملامت کیا ہوا صورت ملکی سے نکل جا' اب تو صورت ملکی کے لائق نہ رہا' تو ملامت والا اور ہر اچھائی بھلائی سے دور و محروم ہو گیا' جو تیرا اتباع و اطاعت یعنی تیری فرمانبرداری

اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو تو (اس میں سے) جہاں سے چاہو کھاؤ (پیو) اور اس درخت (گندم یا انجیر)

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا

کے قریب نہ جانا (ورنہ) تم حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ○ پھر شیطان نے ان کے دل میں

الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ

وسوسہ ڈالا تاکہ ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھول دے (ان کو برہنہ کر دے) اور ان (دونوں) سے کہا کہ تم کو تمہارے رب

مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ اَوْ

نے اس درخت سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ زندہ رہنے

تَكُونَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾

والوں میں سے نہ ہو جاؤ ○ اور ان سے قسمیں کھا کر کہا کہ بے شک میں تو تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ○

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ

تو ان کو فریب دے کر (کھانے کی طرف) مائل کر ہی لیا تو جونہی انہوں نے اس درخت کا پھل

طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا

چکھا ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں (ستر کھل گیا) اور (جب برہنگی سے شرم محسوس ہوئی تو) اپنے بدن پر جنت کے درختوں

کرے گا خواہ جن ہو خواہ انس، میں ان سب کو جہنم میں ڈالوں گا اور جہنم کو ان سے بھر دوں گا یعنی کافروں سے اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی حوا جنت میں جا کر رہو۔ وہاں سے جو چاہو جب چاہو کھاؤ مگر ایک درخت کے متعلق کہا کہ اس کے پاس نہ جانا۔ اس کا پھل نہ کھانا، وہ شجرۂ علم تھا اگر تم اس کو کھاؤ گے تو اپنے نقصان رساں ہو جاؤ گے۔ شیطان نے حسد سے اس کے کھانے کا وسوسہ ڈالا کہ ان کو وہ سواٰت یعنی عورت چھپانا چاہیے اور وہ وہاں بہ لباس نور پوشیدہ تھا اور کہنے لگا کہ تم کو اس کے کھانے سے فقط اس لیے منع کیا ہے کہ تم اس کو کھا کر فرشتے ہو جاؤ گے، جنت سے نکالے نہ جاؤ گے یا اس لیے کہ پھر تم جنت میں ہمیشہ رہو گے اور ان کے روبرو قسمیں کھائیں کہ میں تم کو سچی نصیحت کرنے والا ہوں، یہ شجرۂ خلد ہے دھوکہ دے کر کذب و باطل بات کہہ کر ان کو اس کے کھانے کی طرف مائل کر ہی دیا اور انہوں نے کھا لیا۔ جب وہ چکھا اور کھایا تب حلۂ نوری جو بدن چھپائے ہوئے تھا وہ اتر گیا اور بدن ظاہر ہو گیا اور شرم گاہیں نظر آنے لگیں، برہنہ ہو گئے۔ شرم کے مارے اپنے بدن پر جنت کے پتے انجیر کے درخت سے چمٹانے لگے اور گھبرانے لگے، تب ان کے رب نے ان کو پکارا کہ کیوں کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ یہ نہ کھانا اور

أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا

کے پتے چپکانے لگے اور ان کو ان کے رب نے پکارا کہ کیا میں نے اس درخت سے تمہیں منع نہ کیا تھا اور یہ نہ کہہ دیا تھا کہ

عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا سکتہ وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا

شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے O ان دونوں نے عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہم نے آپ اپنا برا کیا (اپنی جانوں پر زیادتی کی)

وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو بے شک ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے O اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾

تم سب نیچے اترو۔ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تم کو زمین میں ایک وقت مقررہ تک ٹھہرنا اور برتنا ہے O

۲ ع ۱۵ ۹ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ع ﴿۲۵﴾

اور فرمایا: تمہیں یہیں زندگی بسر کرنی ہے اور تمہیں اسی میں مرنا ہے اور اسی میں سے (دوبارہ قیامت میں) نکالے جاؤ گے O

نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے؟ تب کہنے لگے کہ اے پروردگار! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور تکلیف میں ڈالا' اپنا نقصان کیا' قصور ہوا' اب اگر تو نہ بخشے گا اور رحمت نہ کرے گا عذاب دے گا تو ہم خائب و خاسر ہو جائیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش بھول چوک کو ظلم سے تعبیر کیا اور بڑا گناہ تصور کیا حالانکہ بھول چوک کوئی گناہ نہیں' انبیاء علیہم السلام قصداً کوئی چھوٹا گناہ بھی نہیں کر سکتے' وہ معصوم ہوتے ہیں' خطاء اجتہادی ممکن ہے' اجتہادی خطاء پر کوئی گرفت نہیں ہوتی بلکہ اس پر بھی ثواب دیا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے: ''المجتهد يخطى و يصيب فان اصاب فله اجران و ان اخطا فله اجر '' ترجمہ: مجتہد سے کبھی غلطی بھی ہوتی ہے اور کبھی اس کی رائے اللہ کے نزدیک ٹھیک ہوتی ہے' اگر ٹھیک ہوتی ہے تو اس کو دگنا ثواب ملتا ہے اور اگر غلطی ہوتی ہے تب بھی اس کو ایک ثواب ملتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے اپنے عالی منصب کے لحاظ سے اس بھول کو گناہ تصور کیا اور روتے رہے اور توبہ کی اور توبہ منظور ہوئی' ان کی اولاد کے لیے اس میں نصیحت ہے کہ اگر ان سے کوئی قصور ہو جائے تو فوراً توبہ کرنی چاہیے' اپنے باپ کی مثال اپنے سامنے رکھنی چاہیے' توبہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ آدم علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک میں ہے: ''ولقد عهدنا الى ادم من قبل فنسى ولم نجد له عزما'' یعنی ہم نے آدم سے عہد لیا تھا' وہ بھول گئے اور ہم نے ان کا کوئی قصد نہیں پایا۔ لہٰذا وہ اپنی بھول کو کچھ بھی تصور کریں اور کوئی لفظ بھی کہیں ان کی شان رفیع کے لائق ہے' اگر کوئی دوسرا ان کو ظالم کہے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ حکم الٰہی ہوا کہ تم سب جنت سے زمین میں چلے جاؤ' تمہاری آپس میں عداوت ہے' ایک کا ایک دشمن ہے یعنی آدم و حوا' مور و سانپ سب زمین میں چلے جاؤ تمہارے لیے زمین میں ایک وقت معین تک ٹھکانہ ہے یعنی موت تک وہیں عیش کرو اور زندگی گزارو اور کہا کہ وہیں زندہ رہو گے اور وہیں مرو گے اور بروز قیامت اسی سے نکالے جاؤ گے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! بے شک ہم نے تم پر ایک ایسا لباس اتارا ہے جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور ایک وہ جو زیبائش بھی ہے اور

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

پرہیزگاری کا لباس وہ ہی سب سے بہتر ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں O

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! خبردار! شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈالے (تم اس کے بہکانے میں نہ آنا) جیسا کہ

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ

تمہارے ماں باپ (آدم و حوا علیہما السلام) کو جنت سے ان کے کپڑے اتروا کر نکلوا دیا تاکہ ان دونوں کو ان کے ستر

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا

دکھا دے' بے شک وہ اور اس کی ذرّیت تمہیں وہاں سے دیکھتی ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے' بے شک ہم نے شیاطین

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا

کو ان لوگوں کا یار بنا دیا جو ایمان نہیں لاتے ہیں O اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے باپ

۲۶ تا ۲۹- اے آدم کے بیٹو! ہم نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لیے غیب سے لباس اتارا' روئی کے اور صوف اور بالوں کے اور ریشم وغیرہ کے کپڑے بنائے جو تمہاری شرم گاہوں کو برہنہ ہونے سے چھپاتا ہے اور تمہیں ریش دیا یعنی مال متاع گھر کا اسباب اور سب سے اچھا تقویٰ اور توحید و عفت پرہیزگاری کا لباس پہنایا' یہ عفت کا لباس ان سب لباسوں سے بہتر ہے۔ یہ لباس روئی وغیرہ کا خدا کی عجائب نشانیوں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور سمجھیں۔ اے بنی آدم! جیسے شیطان نے تمہارے باپ ماں یعنی آدم و حوا کو جنت سے نکلوا دیا تھا اور مرتبہ سے اتار دیا اور ان کا نوری لباس ان کے بدن سے کھینچ لیا اور ان کی شرم گاہیں ان پر ظاہر کر دیں یونہی کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے اور میری اطاعت سے نہ بہکا دے' وہ تم کو اسی طرح دیکھتا ہے اور اس کا لشکر بھی کہ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے کہ وہ تمہارے سینوں میں رہتے ہیں۔ ہم شیطان کو ان لوگوں پر مسلط کرتے ہیں اور ان کا ولی و معین و مددگار بناتے ہیں جو رسول اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور جب کوئی حرام بات فاحشہ کرتے ہیں' بحیرہ' سائبہ' وصیلہ' حام کو حرام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس پر تو ہم نے اپنے باپ دادوں کو ہمیشہ سے پایا ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ ان کو حرام سمجھو۔ اے رسول! تم کہہ دو کہ خدا تعالیٰ فحش باتوں کا اور معاصی کا اور کھیتی اور چوپایوں کا بتوں کے نام پر چھوڑنے کا ہرگز حکم نہیں کرتا ہے کیا تم خدا تعالیٰ پر ایسی تہمتیں لگاتے ہو جن کی تم کو خبر نہیں۔ اے حبیب! کہہ دو کہ میرے رب نے قسط انصاف یعنی توحید و کلمہ لا الہ الا اللہ کا حکم کیا اور یہ حکم کیا کہ اپنے منہ ہر

وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

دادا کو اسی پر پایا اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسی کا حکم دیا ہے (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ تو ہرگز بے حیائی کا حکم نہیں

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِيْمُوْا

دیتا ہے کیا تم اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں لگاتے ہو جن کو تم جانتے بھی نہیں O (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ میرے رب نے تو مجھے انصاف

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ

کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ اپنی توجہ ہر نماز کے وقت اسی کی طرف رکھو اور اس کی عبادت کرو خالص اس کے بندے

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ؕ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ

ہو کر جیسا کہ اس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا اسی طرح (دوبارہ زندہ ہو کر) لوٹو گے O اس نے ایک فرقہ کو سیدھی راہ دکھائی اور

الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ایک فرقہ پر اس کی گمراہی ثابت رہی کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست بنایا اور وہ (اپنے گمان میں)

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ

یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں O اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! ہر نماز کے وقت

نماز کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سیدھے کرو اور اسی کو پکارو۔ اسی کی عبادت کرو اور اپنے دین میں اسی کی توحید بیان کرو اور اسی کی عبادت اخلاص سے کرنے والے رہو یعنی تمہارے سب کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے لیے ہوں۔

۲۹ تا ۳۰- خدا تعالیٰ نے تم کو جیسا پیدا کیا اسی طرح تم اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے یعنی جس کو شقی، کمبخت، منکر، مکذب ہونا اپنے علم ازلی کے مطابق تقدیر میں لکھا ہے وہ ویسا ہی بروز قیامت اٹھے گا اور جس کے حق میں سعید، عارف، مصدق ہونا مقدر کیا ہے وہ ویسا ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے ایک گروہ کو راہ راست دکھلائی، ان کو معرفت وسعادت دے کر اکرام کیا یعنی وہ سیدھی طرف جنت میں داخل ہونے والے ہیں اور دوسرے گروہ پر گمراہی ان کی نافرمانی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ثابت ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے شقاوت وانکار دے کر ذلیل کیا یعنی بائیں طرف والے کہ انہوں نے سوائے خدا تعالیٰ کے شیطان کو بھی معبود بنایا اور اس پر یہ سمجھے اور خیال کیا کہ ہم خاص دین الٰہی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شقاوت پہلے ہی سے جانتا تھا لہٰذا ان کو شقی قرار دے دیا۔

۳۱ تا ۳۲- حج کے موسم میں کفار عرب اپنے اوپر گوشت اور چربی حرام سمجھتے تھے اور مردوں کو حرم میں کپڑے پہن کر جانا بھی حرام جانتے تھے اور عورتیں تو بالکل برہنہ ہو کر طواف کرتی تھیں۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے بنی آدم! ہر نماز اور طواف کے وقت اپنی زینت سے آراستہ ہو جایا کرو یعنی کپڑے پہن لیا کرو اور گوشت چربی خوب مزے سے کھاؤ اور دودھ

ع ۱۰

كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

اپنے آپ کو (لباس سے) آراستہ کرلیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک فضول خرچی کرنے والے اسے پسند نہیں ہیں O

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ

(اے نبی!) آپ فرمایئے: اللہ تعالیٰ کی وہ زینت اور زیبائش جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی اور پاکیزہ رزق کس نے

الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ

حرام کیا (جب وہ کچھ جواب نہ دے سکیں تو) ان سے یہ فرمایئے کہ یہ چیزیں ایمان داروں کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی ہیں

الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا

اور قیامت میں تو خاص (ان ہی کے لیے ہیں) ہم اسی طرح کھول کر آیات بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے O (اے نبی!) آپ

حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ

فرمایئے کہ میرے رب نے تو صرف بے حیائی کے کام حرام کیے ہیں خواہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے اور گناہ اور ناحق زیادتی

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ

اور یہ بات بھی کہ تم اللہ تعالیٰ کا ان چیزوں کو شریک نہ بناؤ جن پر اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور (یہ بھی) کہ اللہ تعالیٰ

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ

پر وہ بات کہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں O اور ہر قوم کے لیے ایک وعدہ کا وقت مقرر ہے،

پیو اور اسراف نہ کرو یعنی پاک چیزیں گوشت چربی بے حکم خدا حرام نہ کرو۔ خدا تعالیٰ مسرفین کو یعنی ان کو جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہیں دوست نہیں رکھتا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ اے اہل مکہ! اللہ تعالیٰ کی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے بنائی ہے یعنی کپڑے پہننا اور پاک کھانے گوشت چربی وغیرہ کس نے تم پر حرام کر دیے جو ننگے طواف کرتے ہو اور ان چیزوں کو حرام جانتے ہو۔ اے رسول! تم کہہ دو کہ یہ چیزیں پاک اور عمدہ دنیا میں تو مسلمان اور تم سب مل کر کھاتے ہو لیکن بروز قیامت خاص مسلمانوں کے لیے ہوں گے' تم کو کچھ حصہ نہ ملے گا۔ ہم اپنی آیتوں کو یونہی خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور حلال و حرام ان کو بتلاتے ہیں جو جانتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے' "خالصة" کا تعلق "یوم القیمة" سے ہے اسی لیے مفسر رضی اللہ عنہ نے یہاں پر مقدم و موخر کہہ دیا ہے۔

۳۳ تا ۳۴۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ میرے رب نے فواحش حرام کیے' گناہ اور بری باتیں منع کیں' زنا حرام کیا خواہ ظاہر ظہور ہو خواہ چوری چھپے خانگی طور پر ہو اور شراب اور بغی بغیر حق یعنی زبان درازی بے حق کی

أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا

پھر جب اس کا وقت آتا ہے تو وہ ایک ساعت (گھڑی) اس سے پیچھے ہو نہ آگے ○ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد!

يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ

اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں تم کو میری آیتیں سناتے ہوئے (تو ان پر ایمان لے آنا کیونکہ) پھر

اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

جو کوئی پرہیزگاری کرے گا (برائیوں سے بچے گا) اور سنور جائے گا تو ان پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اور جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان (کے ماننے) سے تکبر کیا وہی لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

ہمیشہ رہنے والے ہیں ○ پھر اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا

حرام کی اور یہ کہ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ چیز معبود سمجھو جن کی دلیل خدا تعالیٰ نے نہ عقلاً بتلائی نہ نقلاً اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں بہتان اٹھاؤ جن کا علم تم کو نہیں جیسے پاکیزہ چیزوں لباس اور کھیتی اور چوپایوں کا حرام سمجھنا اور ہر گروہ اور ہر امت کی ہلاکت کا ایک وقت معین ہے جب ہلاکت کا وقت آ جاتا ہے تو اس سے نہ ایک گھڑی بعد مرتے ہیں نہ پہلے یعنی جو وقت معین ہے نہ وہ آنے کے بعد ٹلتا ہے نہ مقدر وقت سے پہلے آتا ہے۔

۳۵ تا ۳۶- اللہ تعالیٰ نے یہ خطاب روز اوّل تمام روحوں سے فرمایا کہ اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس تم ہی انسانوں میں سے میرے رسول آئیں اور ہم تم میں سے رسول بنا کر بھیجیں گے اور وہ تم کو میری آیتیں سنائیں امرونہی سکھائیں تو اس وقت جو تقویٰ اختیار کرے گا' کتاب ورسول پر ایمان لائے گا اور فیما بینہ وبین اللہ اخلاص اختیار کرے گا تو نہ ان کو عذاب کا خوف ہوگا نہ جنت سے نکلنے کا غم اور جنہوں نے تکذیب کی ہماری آیتوں کی یعنی رسول وکتاب و قرآن پاک کو نہ مانا اور غرور کیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں' وہیں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ اس آیت سے قادیانیوں کا یہ استدلال کرنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی رسول آئے گا غلط ہے' یہ خطاب ساری روحوں سے کیا گیا ہے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خاص نہیں ہے لفظ ''یا بنی آدم'' ساری اولاد آدم کو شامل ہے۔

۳۷ تا ۳۹- اس سے بڑھ کر ظالم اور نافرمان وبے باک کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر افتراء اٹھائے اور جھوٹ جوڑے اور اس کی آیتوں یعنی حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی تکذیب کرے' جو ان کے مقدر میں حصہ لکھا ہے وہ ان کو ملے گا اور پہنچے گا' یعنی منہ کالا اور آنکھیں ازرق ہونا۔ اے رسول پاک! ان کو یہاں تک مہلت دو کہ ان کے سامنے ہمارے رسول یعنی فرشتے ملک الموت اور ان کا لشکر آ جائیں اور ان کی روح قبض کریں اور وقت قبض روح ان سے پوچھیں کہ

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا

یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا' یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان (کی ازلی قسمت) کا لکھا ہوا حصہ پہنچ رہا ہے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ

یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو وہ (ان سے) کہتے ہیں کہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے تھے؟ وہ کہتے ہیں: وہ تو ہم سے غائب ہو گئے اور وہ اپنے

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

اوپر خود اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک وہ کافر تھے O (قیامت میں اللہ تعالیٰ ان سے) فرمائے گا کہ تم بھی جن اور انسانوں

قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ

کے ان گروہوں میں مل کر جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں جہنم میں جاؤ' جب ایک جماعت (جہنم میں) داخل ہو گی تو

لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ

دوسری جماعت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب کے سب جہنم میں گر چکیں گے تو پچھلے پہلوں کے متعلق

اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا

کہیں گے کہ اے ہمارے رب! انہی لوگوں نے تو ہمیں گمراہ کیا تھا تو ان کو دوزخ کا دگنا عذاب دے' اللہ تعالیٰ

جن کو تم معبود سمجھتے تھے اور سوائے خدا تعالیٰ کے ان کو پوجتے تھے وہ آج کہاں ہیں' وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے' تم کو کیوں نہیں بچاتے۔ وہ بولیں گے کہ وہ تو اپنے حال میں مشغول ہوں گے' کہیں بھٹکتے پھرتے ہوں گے' ہم کو تو بالکل بھول گئے' ہماری کیا مدد کریں اور کافروں نے اپنے اوپر خود گواہی دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اور رسول پاک کو دنیا میں نہ مانتے تھے' کافر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ دوزخ میں جاؤ جو تم سے پہلے آدمی اور جن کفر کرتے کرتے گزر گئے۔ جب وہاں کوئی گروہ داخل ہوا اور اس نے اپنے آپ سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کو دیکھا اس پر لعنت کی کہ اسی نے کفر کیا' ابتداء اسی کی جانب سے ہوئی تو ہم بھی کافر ہو گئے' یہاں تک کہ جب سب دوزخ میں جمع ہو گئے اور یکے بعد دیگرے سب وہاں ٹھہرے تو پچھلے گروہ نے کہا کہ بار خدایا! اس اگلے گروہ نے یعنی رؤسا و امراء حکام نے ہم کو تیری اطاعت اور دین سے گمراہ کر دیا تھا اب تو ان کو دگنا عذاب نار دے اور ہم کو اکہرا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم سب کو دگنا ہی عذاب ہے مگر تم کو بوجہ تمہاری سختی عذاب کے خبر نہیں۔ پہلے والے گروہ نے پچھلے گروہ سے کہا کہ ہم کو تم سے کیا زیادتی ہے جو ہم

مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ

فرمائے گا: تم سب کے لیے دگنا ہی عذاب ہے لیکن تمہیں خبر نہیں O اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے

اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا

کہ تم کو ہم پر کیا فوقیت ہے (کچھ ہم سے اچھے تو نہ رہے، تم بھی برائیوں میں مبتلا رہے)

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ ۴ ع ۸ / ۱۱

تو اپنے کیے کا عذاب چکھو O بے شک جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ

اور ان کے ماننے سے تکبر کیا تو ان کے لیے نہ آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں

الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں گھس جائے (اونٹ سوئی کے ناکہ میں گھس نہیں سکتا اسی طرح یہ بھی جنت میں نہیں جا سکتے)

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ

اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں O ان کے لیے جہنم میں (آگ کا) بچھونا ہو گا اور (اسی آگ کا) اوپر سے اوڑھنا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہو گا اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں O اور جو ایمان لائے اور انہوں نے (اپنی قدرت کے مطابق)

کو عذاب کا حصہ دونا (دوگنا) ملے اور تم کو اکہرا، ہم نے بھی کفر کیا، تم نے بھی کفر کیا مگر اس بحث سے ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، ندامت پر ندامت ہوگی۔

۴۰ تا ۴۳۔ جو لوگ ہماری آیتوں کی اور قرآن پاک کی تکذیب کرتے ہیں اور ان پر ایمان نہیں لاتے غرور کرتے ہیں تو ان لوگوں کے اعمال اور ان کی روحوں کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھلیں گے اور وہ جنت میں ہرگز نہ داخل ہونے پائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ممکن نہیں لہٰذا ان کا جنت میں جانا بھی ممکن نہیں۔ (سم کے معنی سوراخ کے ہیں یا شگاف دراز کے۔ اور "جمل" میں دو قراءتیں ہیں۔ ایک بفتحتین (دو زبروں کے ساتھ) بمعنی اونٹ کے، دوسری بوزن "حبل" رسی کے معنی پر یعنی وہ جنت میں جب تک داخل نہ ہوں گے کہ وہ رسی جس سے کشتیاں باندھتے تھے سوئی کے سوراخ میں داخل نہ ہو جائے) ہم مشرکین مجرمین کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ ان کے لیے جہنم میں آگ کے فرش ہوں گے اور اوپر سے آگ کے لحاف جو ان کو ڈھانپ لیں گے یعنی اوپر نیچے عذاب ہی ہوگا۔ ہم

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اچھے کام کیے اور ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ہیں یہی لوگ جنتی ہیں' وہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ○ اور ہم (دنیا کی) رنجشوں اور کینوں کو ان کے سینوں سے نکال دیں گے' ان کے نیچے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا

نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے: سب تعریفیں اور شکر اس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے کہ جس نے ہم کو اس کی (ایمان اور جنت کی) راہ دکھائی

لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں راہ نہ دکھاتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور بے شک ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول سچا پیغام لے کر آئے اور (وہاں)

بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

ان کو پکار کر سنایا جائے گا کہ تم اس جنت کے وارث کیے گئے بدلہ تمہارے ان عملوں کا جو تم کرتے تھے ○

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا

اور جنت والے دوزخ والوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا

ظالم مشرکوں کو یونہی بدلہ دیتے ہیں اور جو رسول وقرآن پاک پر ایمان لائے فیما بینھم وبین اللہ اخلاص سے اعمال صالحہ کیے اور اپنی طاقت بھر اچھائی کی کیونکہ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتے ہیں تو وہ اصحاب جنت ہیں' وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ ہم نے ان کے دلوں سے وہ حسد' کینہ وبغض وعداوت جو دنیا میں تھی سب نکال دی اور سینہ صاف کر دیا۔ ان کے مکانوں اور تختوں کے نیچے نہریں شراب وخالص پانی وشہد ودودھ کی رواں ہوں گی اور جب وہ اپنے گھروں میں جائیں گے یا یہ کہ زندگی کے چشمے میں جائیں گے تو کہیں گے: شکر واحسان اس کا جس نے ہم کو اس گھر کی یا عین الحیوۃ زندگی کے چشمے کی راہ دکھلائی' اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی راہ نہ پا سکتے تھے۔ یا یہ کہ شکر وثناء اس خدائے پاک کی جس نے ہم کو دین اسلام کی راہ دکھلائی' اگر وہ ہم کو اپنے دین کی راہ نہ دکھلاتا تو ہم کو اسلام کیسے ملتا' یہ جب کہیں گے کہ جب ایمان کا رتبہ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے پروردگار کے رسول جو لائے تھے وہ سب سچ اور حق اور یقینی تھا' سب بشارت اور کرامت اور ثواب سچ نکلا۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے بسبب انہی اچھے کاموں کے جو تم دنیا میں کرتے تھے یعنی ایمان اور سب خیرات ونیکیاں۔

۴۴ تا ۴۵۔ جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں گے کہ ہم نے ثواب وکرامت جنت جو ہم سے وعدے ہوئے تھے سب برحق پائے' سچے نکلے' تم اپنی سناؤ تم نے بھی وہ وعدے حق پائے یا نہیں جو تم سے عذاب وذلت کے کیے جاتے تھے؟ وہ مردہ دلی سے

رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ

وہ ہمیں مل گیا تو کیا تمہیں بھی جو سچا وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا مل گیا؟ تو وہ کہیں گے: ہاں اور

مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

بیچ میں ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت (اور پھٹکار) ہے ○ جو (لوگوں کو)

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

وقف لازم باتفاق

اللہ کے راستہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی نکالتے تھے اور وہ آخرت کا بھی انکار کرتے تھے ○

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

اور دوزخ اور جنت کے درمیان ایک پردہ ہے (ایک ٹیلہ) اور اعراف (ٹیلہ) پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر فریق کو اس کی پیشانی سے پہچانیں گے اور

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو یہ جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور (اس کی) آرزو میں ہوں گے ○

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاۗءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا

اور جب ان کی نظریں دوزخیوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے: اے ہمارے رب!

بولے کہ ہاں درست پائے۔ اس وقت ایک پکارنے والے نے دوزخ اور جنت کے درمیان کھڑے ہو کر چلا کر کہا کہ خدا پاک کی لعنت اور اس کا عذاب وقہر ظالم کافروں پر جو اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے اور اس کے دین وطاعت سے منع کرتے تھے اور خود بھی راہ راست کو چھوڑ کر کجروی چاہتے تھے اور آخرت اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے کے منکر تھے اور کافر تھے۔

۴۶ تا ۴۸- دوزخ جنت کے درمیان اعراف ہوگی پردہ کی دیوار بطور شہر پناہ کے اس پر کچھ مرد ہوں گے جو اس وقت تک نہ دوزخ کے نامزد ہوئے ہوں گے نہ جنت کے اس سبب سے کہ ان کی نیکیاں اور برائیاں برابر وزن کی ہوں گی اور بعض کے نزدیک وہ علماء وفقہاء اصحاب اعراف ہیں جو باوجود علم کے رزق کے ملنے میں شک رکھتے تھے۔ وہ لوگ اعراف والے دونوں گروہوں کو یعنی دوزخیوں اور جنتیوں کو نشان وعلامت سے پہچانتے ہوں گے دوزخیوں کو ان کے سیاہ چہروں سے پہچان لیں گے اور جنت والوں کو ہاتھ پاؤں اور منہ کے روشن اور تاباں ہونے سے پہچان لیں گے وہ جنت والوں کو پکاریں گے: السلام علیکم اے جنت والو! ہمارا سلام لو۔ جنت میں داخل ہونے کی ہوس وخواہش کرتے ہوں گے مگر اب تک داخل نہ ہوئے ہوں گے اور ان کی نسبت کچھ حکم نہ لگایا گیا ہوگا۔ جب ان کی نگاہیں دوزخیوں کی طرف اٹھیں گی اور ان کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ اے پروردگار! تو ہم کو اس قوم ظالم کے ساتھ نہ کرنا اور دوزخ کا حکم نہ سنانا اور وہ ان دوزخیوں سے جن کا وہ دوزخی ہونا قبل دخول نار جانتے تھے اور نشانیوں سے پہچانتے تھے کہیں گے: ابوجہل بن ہشام اور ولید بن مغیرہ اور امیہ

نَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ ع وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا ع ۸/۵ ۱۲

ہم کو ان ظالموں کے ساتھ نہ کر O اور اعراف والے (دوزخ کے) کچھ لوگوں کو

يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

پکاریں گے جن کو وہ ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے (ان سے یہ) کہیں گے کہ نہ تو تمہارے جتھے تمہارے کچھ کام آئے

تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ

اور نہ تمہارا تکبر کرنا ہی تمہارے کام آیا O (اور یہ بھی کہیں گے کہ اے دوزخیو!) کیا یہ (غریب مسلمان) وہی لوگ ہیں جن کی نسبت تم نے قسم کھا کر

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى

کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی کچھ رحمت نہ کرے گا (حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ان سے یہ ارشاد ہے کہ اے مسلمانو!) جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر کچھ خوف

اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا

ہوگا اور نہ تم غمگین ہوگے O اور دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈال دو یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو رزق دیا ہے (اس میں سے کچھ دے دو)

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ لا الَّذِيْنَ

جنتی جواب دیں گے کہ ان دونوں چیزوں کو (جنت کے کھانے پینے کو) اللہ تعالیٰ نے کافروں پر حرام کر دیا ہے O جنہوں نے

اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ

اپنا دین کھیل اور تماشہ بنا رکھا تھا اور ان کو دنیا کی زندگی نے فریب میں ڈال دیا تھا تو آج ہم ان کو اسی طرح چھوڑ دیں گے

بن خلف اور امیہ بن خلف جمحی اور اسود بن عبدالمطلب اور رؤسائے کفار! تمہاری جماعت اور مال نے' تمہارے نوکر چاکروں نے اور تمہارے غرور و گھمنڈ نے جس کے سبب رسول و قرآن پاک پر ایمان نہ لاتے تھے آج تم کو کچھ فائدہ نہ دیا' سب خاک میں مل گیا اور سوائے حسرت و افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا' یہ سن کر ان کو اور زیادہ غم پر غم ہوگا۔

۴۹- جب ان کی نظر جنت کی طرف جائے گی تو سلمان اور صہیب اور عمار غریب فقیر مسلمان نظر آئیں گے تب وہ کافروں سے کہیں گے کہ تم انہی لوگوں کے حق میں دنیا میں قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نہ دے گا اور جنت میں داخل نہ کرے گا تو آج یہی جنت کے مالک ہیں اور تم دوزخ کے ایندھن' اس وقت اللہ تعالیٰ اہل اعراف سے کہے گا کہ اب تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ کہ تم کو عذاب سے خوف نہیں اور نہ تم غم کرو۔

۵۰ تا ۵۱- اہل دوزخ جنتیوں سے کہیں گے کہ تھوڑا سا پانی ہم کو پلا دو اور ہم پر ڈال دو۔ یا ہم کو وہ جنت کے پھل کھلاؤ جو خدا تعالیٰ نے تم کو بطور رزق کھانے کو دیے ہیں' وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں جنہوں

نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

جیسا کہ انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال (چھوڑ دیا تھا اور) بھلا دیا تھا اور جیسا کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کر کے چھوڑ دیتے تھے O

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جس کو ہم نے ایک بڑے علم سے کھول کر بیان کیا

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ

جو ایمان داروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے O پھر کیا وہ اسی کا انتظار کر رہے ہیں کہ اس (کتاب) کا (بتایا ہوا) انجام ان کے

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ

سامنے آجائے، جس دن اس کتاب کا (بتایا ہوا) انجام واقع ہوگا تو جو اس کو پہلے سے بھلائے بیٹھے ہیں یہ بول اٹھیں گے کہ تحقیق ہمارے رب کے

رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ

رسول ہمارے پاس سچے پیغام لائے تھے، پھر کیا (ہمارے) معبودوں میں سے کوئی سفارشی ہے کہ جو ہماری سفارش کرے یا ہم (دنیا میں) واپس بھیجے

غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

جائیں تا کہ ہم جو کچھ (برے کام) کرتے تھے اس کے برخلاف (نیک کام) کریں، بے شک انہوں نے اپنے آپ کو خود نقصان میں ڈالا

نے اپنے دین کو دنیا میں لہو ولعب یعنی بیکار کھیل تماشا بنا رکھا تھا اور دین اسلام کے ساتھ مسخرا پن اور ہنسی کرتے تھے۔ دنیا کی زندگی اور تروتازگی نے ان کو فریب میں ڈال رکھا تھا اس دن یعنی بروز قیامت ہم بھی ان کو بھول جائیں گے اور دوزخ میں ہمیشہ پڑا رہنے دیں گے یعنی بھولنے والوں کا سا معاملہ کریں گے اپنی رحمت سے محروم کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے سب کچھ جانتا ہے اس کا علم ازلی ہے، نافرمانوں کے ساتھ بھولنے والوں کا سا معاملہ فرمائے گا اس کو بھولنا فرمایا جیسے وہ آج کے دن کا ملنا بھول گئے تھے اور ہماری آیتوں کی یعنی رسول و کتاب کی تکذیب کرتے تھے ان کا انکار کرتے تھے اور کافر تھے۔

۵۲ تا ۵۳۔ ہم ان کے پاس ایسی کتاب لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک دے کر بھیجا ہے جسکو ہم نے خوب علم اور تحقیق سے تفصیل سے بیان کیا ہے یا یہ کہ ہم نے ان کو خوب تفصیل سے سکھایا ہے وہ کتاب ہدایت ہے گمراہی سے بچانے والی اور رحمت والی ہے عذاب سے چھڑانے والی ہے ان کے لیے جو رسول پاک اور قرآن پاک پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اہل مکہ اس پر ایمان لانے میں کس بات کا انتظار کرتے ہیں کیا ان کو یہ انتظار ہے کہ اس کی تاویل کھل جائے یعنی قرآن پاک میں جو وعدہ وعید لکھے ہیں سب ظاہر ہو جائیں تو ایمان لائیں، انجام کار سامنے آ جائے تو تصدیق کریں، جس دن اس کی تاویل آئے گی اور انجام اور حقیقت وعدہ وعید کی ظاہر ہو جائے گی یعنی بروز قیامت اس دن وہ لوگ جنہوں نے اس کو چھوڑ رکھا ہوگا اور پہلے یعنی دنیا میں اس کو نہ مانتے ہوں گے کہیں گے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول سب

ع ۶ ۱۴

كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

اور جو کچھ وہ اپنے دل سے خود بخود بنا لیا کرتے تھے سب گیا گزرا ہو گیاO بے شک آپ کا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں

الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ

اور زمین کو چھ روز (چھ دوروں) میں بنایا' پھر عرش پر استویٰ (اپنی حکومت کا غلبہ) اور اجلال فرمایا' وہی رات دن کو (ایک دوسرے سے) ڈھانکتا ہے (رات

النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ

کی تاریکی دن کو چھپا لیتی ہے اور دن کی روشنی رات کو چھپا لیتی ہے) (گویا) ہر ایک دوسرے کے پیچھے لپکا چلا آتا ہے' اسی نے سورج اور چاند اور

بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾

ستارے بنائے جو اس کے حکم کے پابند ہیں' دیکھو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم دینا' برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہےO

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٥٥﴾ ج وَ

اپنے رب کو عاجزی سے گڑگڑا کر اور آہستہ پکارو' بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو (جو اس کے سامنے عاجزی نہیں کرتے) پسند نہیں فرماتا ہےO اور

سچے تھے' وہ صحیح بات کہتے تھے اور حق بات لائے تھے' مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا' جنت و نار سب کچھ ٹھیک تھا مگر ہم سب کو جھٹلاتے تھے۔ ہائے آج ہمارا کوئی سفارشی ہے جو سفارش کر کے عذاب الٰہی سے بچائے یا ہم دنیا میں دوبارہ لوٹا دیے جائیں کہ وہ کام کریں جو پہلے نہ کیے تھے یعنی ایمان لائیں شرک چھوڑ دیں۔ وہ لوگ خائب و خاسر سخت ذلیل و خوار و نقصان میں ہیں اور خود اپنے آپ کو انہوں نے خرابی میں ڈالا اور نقصان اٹھایا۔ جنت گئی' ہمیشہ رہنے کے لیے دوزخ ملی اور جو افترا ءکر کے اپنے معبود بنائے تھے وہ سب گم ہو گئے اور ان کو اپنی اپنی فکر پڑ گئی اور کوئی ان کے کام نہ آیا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

۵۴- بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں زمینوں کو چھ دن میں بنایا' دنیا کے سب سے پہلے دنوں میں ہر دن ہزار برس کی درازی کا تھا' پھر عرش کے بنانے کی طرف توجہ کی یا یہ کہ اس پر استقرار بشان عظمت و جلال فرمایا' وہی رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپاتا ہے' رات دن کو اور دن رات کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے ''حثیثا'' کے معنی جلد باز ہیں یا آنے جانے والا اور آفتاب و ماہتاب و ستارہ کو پیدا کیا' یہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ اے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ پیدائش آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب وغیرہ اور امر یعنی فیصلہ یوم القیامت سے اسی کے لیے ہے اور اسی کے ہاتھ ہے۔ وہ بڑی برکت والا ہے یا یہ کہ متعالی ہے اور برتر ہے یا یہ کہ شرک وغیرہ سے بیزار اور پاک ہے' سب جہانوں کا پروردگار ہے اور مدبر اور سردار اور مالک و مختار ہے۔

۵۵ تا ۵۶- اپنے پروردگار کو علانیہ اور پوشیدہ ہر طریقہ سے پکارو یا یہ کہ گڑگڑا کر عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے پکارو اور دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو دعا میں حد سے گزرتے ہیں یعنی جو صالحین کے طریقہ کے خلاف لوگوں کو بددعا کرتے ہیں۔ یا معتدین سے عام ظالم مراد ہوں جو صلحاء کو ستاتے ہیں اور زمین میں بعد اس کی اصلاح کے یعنی جبکہ

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط

اے لوگو! زمین میں اس کی اصلاح کے بعد (کفر و شرک کا) فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈر کر اور اسی سے امید لگا کر

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ

دعا کرو' بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے O اور وہی ہے جو اپنی رحمت

الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا

(بارش) سے پہلے (لوگوں کو) خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بھاری

سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ

بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم ان (بادلوں) کو (اپنے حکم سے) کسی مردہ (خشک) شہر کے لیے روانہ کر دیتے ہیں' پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں'

كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾

پھر ہم اس سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں' اسی طرح ہم مردوں کو (زندہ کر کے) نکالیں گے تاکہ تم (ان دلائل کو غور کر کے) سمجھو اور نصیحت مانو O

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ج وَالَّذِيْ خَبُثَ

اور اچھی زمین سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھا سبزہ نکلتا ہے اور جو زمین خراب ہے اس میں سوائے تھوڑی حقیر نکمی گھاس کے

ع٧ ١٤ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ط كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿٥٨﴾ ع

اور کچھ نہیں نکلتا' اسی طرح ہم طرح طرح سے بار بار آیات (اور دلائل) بیان فرماتے ہیں شکر کرنے والوں (احسان ماننے والوں) کے لیے O

اس میں اللہ تعالیٰ کی طاعت ہونے لگی اور دعوت الی اللہ شائع ہوگئی فساد نہ کرو۔ یعنی گناہ اور دعوت الی غیر اللہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی کی عبادت کرو۔ اس سے اور اس کے عذاب سے ڈرو اور اس کے دیدار اور اس کے جنت کے شوق میں رہو کہ جنت میں اس کی رحمت سے جاؤ گے' بے شک رحمت الٰہی یعنی جنت مسلمانوں سے جو قول و فعل میں احسان و اخلاص کی عادت رکھتے ہیں قریب ہے۔

٥٧ تا ٥٨- اللہ تعالیٰ وہی ہے جو ہوا کو اپنی رحمت کا مژدہ رساں بنا کر پہلے سے بھیجتا ہے یعنی مینہ سے پہلے ہوا ہوتی ہے جو بادلوں کو لا لا کر جمع کر دیتی ہے جو پانی سے لبریز بھاری بھرے ہوتے ہیں' ہم ان کو ایسے شہر کی طرف ہانکتے ہیں جو مردہ خشک ہوتا ہے یعنی خشک نہ گھاس نہ پتہ' ہم وہاں پانی برساتے ہیں' مینہ کے ذریعے سے وہاں ہر طرح کے پھل پھول نکالتے ہیں۔ جیسے مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح زندہ کر کے مردوں کو قبروں سے نکالیں گے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور کہا مانو۔ اچھا پاک مکان نرم زمین اپنی گھاس اپنے پروردگار کی اجازت اور اس کے حکم سے جھٹ نکال دیتی ہے اور جو

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

بے شک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اس

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں‘ بے شک (تمہاری نافرمانی کی وجہ سے) مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا خوف ہے O

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ

(اس پر) ان کی قوم (کے سرداروں) نے کہا کہ ہم تو آپ کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتے ہیں O نوح (علیہ السلام)

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾

نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں کچھ بھی گمراہی نہیں لیکن میں سارے جہانوں کے پروردگار کا پیغامبر ہوں O

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

میں اپنے رب کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں (اور اپنا فرض منصبی ادا کرتا ہوں) اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف وہ باتیں جانتا ہوں

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

جو تمہیں معلوم نہیں O کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم میں سے ایک مرد کی معرفت نصیحت آئی کہ

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ

وہ تم کو متنبہ کرے اور ڈرائے تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو) اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے O تو انہوں نے نوح (علیہ السلام) کو

زمین خبیث ہے یعنی شور‘ خراب سنگلاخ اس سے پھل گھاس اگر نکلتا بھی ہے تو وہ کانٹوں والے اور بیکار درخت اُگتے ہیں۔ ہم قرآن پاک میں اپنی آیتیں یونہی بار بار نازل کرتے ہیں اور سناتے ہیں اور شکر والی قوم یعنی مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں۔ باران رحمت سے مراد قرآن پاک ہے کہ وہ دنیا میں آیا‘ اچھی زمین میں یعنی مسلمانوں کے دلوں میں اس نے جھٹ پٹ اپنا یہ اثر کیا کہ معرفت کا پھل اور قرب کا پھول ملا۔ رحمت کی بیل چلی اور خوب بڑھی۔ شور زمین یعنی بنجر منافقوں کے دل میں اس کا کم اثر ہوا۔ اگر کوئی کار خیر کیا بھی تو وہ ریا اور وہ بھی بمشکل‘ تمام سچے مسلمان خیرات کی طرف اور اچھے کاموں کی طرف یوں دوڑے جیسے شمع کی طرف پروانہ۔ الحمدللہ۔

۵۹ تا ۶۴- ہم نے حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کرو اسی کو پوجو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔ میں تم کو اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اگر تم ایمان نہ لاؤ گے اور میرا کہانہ مانو گے تو میں ڈرتا ہوں کہ تم پر کوئی سخت عذاب بڑے ہولناک دن کا آ جائے۔ ان کی قوم کے امیروں

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

جھٹلایا تو ہم نے ان کو (نوح علیہ السلام کو) اور جو لوگ (ایمان والے) ان کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو بچالیا اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ

ع ۸ ۱۵

ان کو غرق کر دیا' بے شک وہ (دل کی) اندھی ایک قوم تھی O اور (ہم نے) قوم عاد کی طرف ان کی برادری سے ھود (علیہ السلام) کو بھیجا' انہوں نے

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾

(بھی اپنی قوم سے یہی) کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' پھر تم کیوں نہیں ڈرتے O

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ

ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ بے شک ہم تو آپ کو بے وقوفوں میں سے سمجھتے ہیں اور یقیناً آپ کو

وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ

جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں O ھود (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! میرا بے وقوفی سے کیا تعلق

وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ

(نبی کہیں بیوقوف ہو سکتا ہے؟) لیکن میں تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ایک رسول ہوں O میں تم کو اپنے

رئیسوں نے کہا کہ اے نوح (علیہ السلام)! ہم تو تم کو کھلی ہوئی گمراہی میں گرفتار دیکھتے ہیں' وہ بولے کہ اے قوم! مجھ کو گمراہی نہیں' میں بے وقوف نہیں' میں تو پروردگار عالمین کا قاصد ہوں' اپنے رب کے اوامر ونواہی اور پیغام پہنچاتا ہوں اور تم کو نصیحت کرتا ہوں' اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں' ایمان وتوبہ کی طرف بلاتا ہوں اور باعلام الٰہی وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے مثلاً عذاب کا آنا۔ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو گرفتار عذاب ہو جاؤ گے بلکہ تم کو اس بات کا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یعنی وحی ونبوت ورسالت تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کو کیوں مل گئی اور کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا تو یہ تعجب نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اس لیے بھیجے کہ تم کو ڈرائیں اور تم تقویٰ اختیار کرو' غیر کی عبادت سے بچو۔ اپنے رب کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے اور تم عذاب نہ دیے جاؤ' رہا یہ سوال کہ آدمی رسول بنا کر کیوں بھیجے یہ اس کو اختیار ہے جس پر چاہے اپنا فضل وکرم و وحی نازل کرے۔ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا' ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کی کشتی میں تھے ان کو غرق وعذاب سے نجات دی اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے یعنی نوح علیہ السلام کی اور ان کی کتاب کی ان کو ڈبو دیا۔ بے شک وہ کافر گمراہ اندھے بن گئے تھے۔

۶۵ تا ۶۷۔ اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود پیغمبر کو رسول بنا کر بھیجا' انہوں نے کہا کہ اے قوم! اکیلے خدا تعالیٰ ہی کی عبادت کرو' اس کو ایک سمجھو' اس معبود کے سوا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں تمہارا اور کوئی معبود وخالق نہیں' کیا تم اس

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ

رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا (مانا ہوا) معتمد' امانت دار خیر خواہ ہوںO کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے پاس

رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ

تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے ڈرانے کے لیے) تمہیں میں سے ایک مرد کی معرفت نصیحت پہنچی تا کہ وہ تم کو

خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

ڈرائے اور (اللہ کا احسان) یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوم نوح (علیہ السلام) کے بعد اس کا جانشین کیا اور تمہارے

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ

جسموں کا پھیلاؤ اور قوت و طاقت بڑھائی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو (اس کے احکام مانو) تا کہ تم فلاح پاؤO قوم ھود نے کہا

اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

کہ آپ ہمارے پاس اسی لیے آئے ہیں کہ ہم اکیلے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کیا کریں اور جس کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اسے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

چھوڑ دیں تو اگر تم سچے ہو تو وہ (عذاب) لے آؤ (جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو)O ھود (علیہ السلام) نے کہا کہ تم پر تو تمہارے

رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ

رب کی طرف سے بلا اور غضب پڑ گیا' کیا تم مجھ سے ان (فرضی) ناموں میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ

کے غیر کی عبادت سے نہ بچو گے۔ رئیسوں اور امیر کافروں نے ان کی قوم میں سے کہا کہ اے ہود! ہم کو تو تم بے وقوف اور جاہل معلوم ہوتے ہو اور ہم تم کو جھوٹا اور غلط کہنے والے گمان کرتے ہیں' ہود (علیہ السلام) نے کہا: اے قوم میں سفیہ جاہل نہیں' میں تو رب العالمین کا تمہاری طرف قاصد ہوں' اپنے رب کا امر ونہی کا پیغام دیتا' تمہارے لیے ناصح خیر خواہ امین ہوں۔ اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں' توبہ اور ایمان کی طرف بلاتا ہوں' میں پیغامبری میں امانت دار ہوں' یا یہ کہ تم پہلے مجھ کو ہمیشہ امانت دار جانتے تھے اب تم مجھ پر کیوں تہمت خیانت لگانے لگے ہو۔ بلکہ تم کو یہ تعجب ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یعنی خلعت نبوت ورسالت تم جیسے ایک مرد کو تمہارے ڈرانے اور سمجھانے کے لیے کیسے مل گیا سو یہ تعجب نہ کرو' نوح علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو یاد کرو' اللہ تعالیٰ نے ان کو بہ سبب کفر کے ہلاک کیا اور تم کو ان کی ہلاکت کے بعد ان کا خلیفہ بنا کر پیدا کیا اور تم کو پیدائش وشجاعت وقد وقامت میں فضیلت دی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور ایمان لاؤ تا کہ سخط وعذاب سے نجات ملے اور فلاح پاؤ۔ وہ بولے کہ واہ! آپ اس لیے ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم اکیلے خدا کو پوجیں اور اس کے سوا اپنے اور ان خداؤں کو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے

وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ

دادا نے رکھ لیے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی سند نہیں اتاری تو (عذاب کا) تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

انتظار کرتا ہوں (وہ ضرور آ کر رہے گا)○ پھر ہم نے ہود (علیہ السلام) کو اور ان کے ایمان دار ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

اور ہم نے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا (یعنی ان کو بالکل ملیامیٹ کر دیا) اور وہ

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

ع ۹ ۱۶ وقف لازم

(ہمارے علم میں) ایمان لانے والے نہ تھے○ اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کی برادری سے (حضرت) صالح (علیہ السلام)

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

کو بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں،

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ

بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل آ چکی (وہ) یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی بنا کر

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

بھیجی گئی ہے تو تم اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین پر چھوڑ دو، وہ اس میں کھاتی پیتی رہے اور اس کو کوئی برائی نہ پہنچاؤ

ہیں چھوڑ دیں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو جو وعدہ کرتے ہو وہ لاؤ یعنی عذاب اتارو۔ ہود (علیہ السلام) نے کہا: تم ان فرضی، مصنوعی، وہمی ناموں کے پیچھے مجھ سے کیا جھگڑا کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نام تجویز کر کے خدا بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت کی نہ کوئی دلیل نقلی یا عقلی بتلائی نہ کچھ حکم دیا۔ اب جبکہ تم عذاب مانگتے ہو تو منتظر رہو، تم میرے ہلاک ہونے کی فکر کرو، میں بھی منتظر ہوں کہ تم کب ہلاک ہوتے ہو۔ پس ہم نے (حضرت) ہود (علیہ السلام) اور جو ان کے ساتھ مسلمان تھے ان کو اپنی رحمت سے عذاب سے نجات دی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی یعنی ہود اور ان کی کتاب کی تکذیب کی ہم نے ان کو بہت ذلیل کر دیا۔ ان کو ہلاک کر کے ان کی بنیاد کو جڑ سے اکھیڑ پھینکا، جن کو ہم نے مارا اور ہلاک کیا وہ مسلمان ہونے والے نہ تھے، کفر پر ہی اڑے ہوئے مرنے والے تھے۔

۷۳ تا ۷۹۔ قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا ''اخ'' سے مراد پیغمبر ہے یعنی ثمود کی طرف ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام کو بھیجا اور اگر ''اخ'' سے مراد بھائی ہو تو نسباً نہ کہ دیناً اس لیے کہ انبیاء شرک سے ہر وقت محفوظ و معصوم

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ

(ورنہ) پھر تم کو درد ناک عذاب پہنچے گاO اور (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو) یاد کرو جب کہ اس نے تم کو قوم عاد کے بعد اس کا

فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ

جانشین کیا اور تم کو زمین پر بسایا' تم نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں بھی کھود کھود کر گھر بناتے ہو

الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (اور اس کے احسانات کو) یاد رکھو (اور اس کی نافرمانی نہ کرو) اور زمین میں (کفر وشرک وغیرہ گناہوں کا)

مُفْسِدِيْنَ ۝٧٤ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

فساد نہ پھیلاؤ O ان کی قوم کے تکبر کرنے والے سرداروں نے کمزور مسلمانوں سے یہ کہا کہ کیا تم صالح (علیہ السلام) کو

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

ان کے رب کا بھیجا ہوا رسول جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ (ہاں) بے شک ہم تو جو کچھ ان

مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝٧٥

کی معرفت بھیجا گیا ہے اس پر ایمان (اور یقین) رکھتے ہیں O

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝٧٦

تکبر کرنے والے بولے کہ تم جس پر ایمان لائے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں O

ہوتے ہیں۔ بالجملہ انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ کو پوجو' شرک نہ کرو۔ جس کی عبادت کا میں حکم کرتا ہوں اس کے سوا تمہارا اور کوئی خدا نہیں۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے صاف دلیل اور ظاہر نشانی آئی ہے' یہ دیکھو کہ یہ اونٹنی میری رسالت کی خدا تعالیٰ نے دلیل بھیجی ہے' اس کو چھوڑ دو' اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے' زمین حجر میں اس کو گھاس وغیرہ چرنے دو اور اس کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور نہ ستاؤ' کونچیں نہ کاٹو' اگر ایسا کرو گے تو سخت عذاب تم کو آ کر پکڑ لے گا اور یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی ہلاکت کے بعد تم کو زمین میں ان کا خلیفہ بنایا اور تم کو زمین میں اتارا' جگہ دی' گرمیوں میں نرم زمین کی خاک سے محل بالا خانے بناتے ہو' جاڑوں میں پہاڑوں کو کھود کر تہ خانہ تیار کرتے ہو' اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو خیال کرو اور ایمان لاؤ اور زمین میں فساد نہ کرو' گناہ کفر و شرک لوگوں کو نہ سکھاؤ۔ قوم ثمود کے رئیس امیر جنہوں نے ایمان لانے سے غرور کیا تھا اور تکبر میں بھرے تھے ان ضعیف' ذلیل' فقیر' غریب مسلمانوں سے بولے جو ان میں سے صالح پر ایمان لائے تھے: کیا تم کو صالح کا خدا کا رسول ہونا معلوم ہو گیا اور کیا تم اس پر یقین رکھتے ہو کہ وہ رسول ہے؟ مسلمانوں نے کہا کہ بے شک ہم صالح پر خدا کا رسول سمجھ کر

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ

پھر ان منکروں نے اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ اے صالح (علیہ السلام)!

ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

اگر تم (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ہو تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہو اس کو ہم پر لے آؤ○ پھر تو ان کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

زلزلے نے آ لیا تو صبح کو اپنے گھروں میں (مرے ہوئے) اوندھے پڑے رہ گئے○ تو صالح (علیہ السلام) نے

وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

جاتے وقت ان سے منہ پھیر کر کہا کہ اے میری قوم! میں تو تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا تھا اور تمہیں نصیحت

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ

کر چکا تھا لیکن (افسوس!) تم تو نصیحت (اور خیر خواہی) کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے○ اور لوط (علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو)

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان بھر میں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ

کسی نے نہیں کیا○ بے شک تم تو شہوت میں آ کر عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو بلکہ تم تو

ایمان لائے ہیں۔ تب متکبر، مغرور کافر کہنے لگے کہ ہم تو کافر ہیں، جس پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔ پھر انہوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں مار ڈالا اور اپنے رب کی حکم کی نافرمانی کی اور صالح کی بات ماننے سے غرور و انکار کیا اور کہا کہ اے صالح! اگر تم رسول ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو وہ لے آؤ۔ ہم بھی تو دیکھیں اور مسخراپن کرنے لگے۔ تب ان کو زلزلے اور عذاب کی چیخ نے پکڑ لیا، اپنے شہر میں سب کے سب مردے ہو گر پڑے نہ حس نہ حرکت، نہ وہ جوش نہ غرور۔ جب وہ ہلاک ہونے لگے تو صالح پیغمبر نے ان سے کہا کہ اے میرے گروہ! میں نے تو تم کو پیغام اپنے پروردگار کے امر و نہی سب پہنچا دیے اور نصیحت بھی خوب کر دی۔ عذاب سے بھی ڈرایا، توبہ و ایمان کی طرف بھی بلایا مگر تم ان کو جو نصیحت کرتے تھے دوست ہی نہیں رکھتے، اطاعت ہی نہیں کرتے، لہٰذا اسی کا مزہ چکھ رہے ہو، اب اپنے معبودوں کو پکارو کہ تمہیں عذاب سے بچائیں۔

۸۰ تا ۸۴۔ اور ہم نے (حضرت) لوط (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ تم کیا فحش

جلد اول

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (دیکھو) بے شک تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل تمہارے سامنے آ چکی تو تم

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

(کو چاہیے) ناپ اور تول پوری پوری طرح کرو، لوگوں کو خرید و فروخت میں ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین کی درستگی کے

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا

بعد (جو تبلیغ دینِ حق سے ظہور میں آ رہی ہے) اس میں فساد اور خرابی نہ ڈالو، اگر تم ایمان رکھتے ہو تو (یقین کرو) اسی میں تمہارے لیے بہتری ہے O

تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور (دعوتِ حق کی اشاعت روکنے کے لیے) کسی راستہ پر لوگوں کو دھمکانے کو اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ

مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠

کے راستہ سے روکنے کو اور اس میں کجی (ٹیڑھا پن) پیدا کرنے کو نہ بیٹھا کرو اور (اللہ تعالیٰ کا احسان) یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے (اس نے امن

وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ

عافیت دے کر) تمہاری تعداد زیادہ کر دی (اور پھر) غور کرو فساد پھیلانے والوں کا کیسا انجام ہوا O اور اگر ایسا ہوا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ اس

مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا

تعلیم پر ایمان لے آیا جس کی تبلیغ کے لیے میں بھیجا گیا ہوں اور دوسرا گروہ اس پر ایمان نہ لایا تو (صرف اتنی ہی بات دیکھ کر خود فیصلہ نہ کر لو بلکہ)

دلیل ہے، پس ناپ تول کو پورا کیا کرو، آدمیوں کے حقوق ادا کرو، ان کے حق میں نقصان نہ کرو۔ زمین میں بعد اس کے کہ اصلاح ہو چکی ہے اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے لگے ہیں اور دعوت توحید شروع ہو گئی ہے اور ناپ اور تول پوری پوری ہونے لگی ہے، پھر زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اور گناہ اور دعوت الی غیر اللہ اور ناپ اور تول میں کم دینے اور بے ایمانی کرنے کا رواج نہ دو۔ یہ جو میں کہتا ہوں تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کو میری رسالت کا اقرار ہو اور کچھ دل میں ایمان ہو۔ ہر راستہ اور گزرگاہ پر آدمیوں کے ڈرانے اور دھمکانے اور مسافروں کے مال و اسباب کپڑے لتے (ساز و سامان) لوٹنے کے لیے اور آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے پھیرنے کے لیے یعنی دین اسلام و اطاعت رسول سے روکنے کے لیے جو بیٹھا کرتے ہو اور مجھ پر جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو دھمکاتے ہو اور بہکاتے ہو یہ نہ کیا کرو۔ یقیناً تم کجروی اختیار کرنے ہو۔ سیدھا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہو۔ یاد کرو کہ تم تھوڑے تھے، اللہ تعالیٰ نے تم کو پھیلایا، تمہاری نسل کو بڑھایا، اب تم بہت زیادہ ہو گئے، تم اس کا احسان یاد کرو اور خیال کرو کہ مفسدوں اور مشرکوں کا کیا انجام ہوا، وہ سب ہلاک ہو گئے، ان میں کوئی بھی باقی نہ رہا۔

حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○

اگر تم میں سے ایک گروہ ان باتوں پر ایمان لایا جن کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ کافر ہوا تو کیا مضائقہ' تھوڑا صبر کرو اور یہاں تک ٹھہرو کہ اللہ تعالیٰ ہم میں اور تم میں فیصلہ کر دے اور حکم دے اور عذاب بھیجے' وہ سب حاکموں اور فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ

(اس پر) قوم کے سرداروں نے جنہیں (اپنی دنیاوی طاقتوں کا) گھمنڈ تھا کہا: اے شعیب! (دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی) یا تو آپ کو اور

يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

ان سب کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں ہم اپنے شہر سے ضرور باہر نکال دیں گے یا (تمہیں مجبور کریں گے کہ) تم ہمارے دین میں لوٹ آؤ'

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝٨٨ قف قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا

شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا (ہم جبراً مان لیں) اگرچہ ہم تمہارے دین سے بیزار ہیں ۝ اگر (بالفرض) ہم تمہارے دین میں لوٹ آئیں

فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ

حالانکہ اللہ نے (علم ویقین کی روشنی نمایاں کر کے) ہمیں اس سے نجات دے دی ہے تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) ہم نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ

باندھا، ہم مسلمانوں کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اب (قدم پیچھے ہٹائیں اور) تمہارے دین میں لوٹ جائیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہی چاہے (جو

تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ

وہ چاہے گا وہ ہو کر رہے گا) ہمارے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے' اے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے

۸۸ تا ۹۳- شعیب کی قوم کے رئیسوں نے جو غرور میں پھولے تھے شعیب سے کہا کہ اے شعیب! ہم تم کو اور ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے نکال دیں گے یا اگر شہر میں رہنا چاہتے ہو تو ہمارے مذہب وملت میں ہو جاؤ۔ شعیب نے کہا: کیا تم ہم کو اپنی ملت میں پھر لا سکتے ہو اور مجبور کر کے ہمیں کافر کر سکتے ہو اگرچہ ہمارے دل نہ چاہتے ہوں' نہیں ایسا خیال نہ کرو' جب اللہ نے ہم کو نجات دی اور کفر سے نکالا اس کے بعد ہم پھر اگر تمہاری ملت کفر میں داخل ہو جائیں تو ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنے والے ہو جائیں گے' جو کچھ ہم نے بیان کیا اور نبوت کا ذکر کیا ہم کو ہرگز جائز نہیں کہ ہم پھر تمہارے دین شرک میں داخل ہوں مگر یہ کہ ہمارا رب ہمارے دلوں سے نور معرفت نکال ڈالے تو مجبوری ہے۔ ہمارا پروردگار ہر شے کا عالم ہے' اس کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے' بڑی وسعت والا ہے' ہم نے اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا ہے۔ اے پروردگار! ہم میں اور ہماری قوم میں یہ فیصلہ کر اور حق وانصاف ظاہر فرما تو سب حاکموں اور فیصلہ کرنے والوں سے بہتر حاکم ہے۔ رؤسائے کفار نے کم درجہ کے لوگوں غریبوں سے کہا کہ اگر تم نے شعیب کا اتباع کر لیا تو تم بڑے نقصان میں ہو جاؤ گے۔ جب کافروں نے کسی طرح نہ مانا تو امیروں کو رجفہ یعنی زلزلہ اور عذاب کی چیخ نے پکڑ لیا' پس وہ اپنے گھروں میں یا شہر میں یا لشکر میں سب کے سب مر کر زمین پر خاک ہو گئے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو نہ مانا تھا وہ ایسے ہو گئے کہ گویا کبھی وہ دنیا میں تھے ہی نہیں اور جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا وہی خاسر ہوئے' نقصان میں پڑے اور عذاب میں مبتلا ہوئے۔ جب عذاب اترا تو شعیب

الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ مع عند المتقدمین ١٢

درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے (تا کہ ہمارا سچائی پر ہونا اور ان کا باطل پر ہونا ظاہر ہو جائے) اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○ اور شعیب (علیہ

شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

السلام) کی قوم کے کافر سرداروں نے (اپنی قوم سے) کہا کہ اگر تم شعیب (علیہ السلام) کے تابع ہو گئے تو بے شک تم ضرور نقصان میں رہو گے ○

فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا

(جب لوگوں نے شعیب علیہ السلام کی بات نہ مانی) تو ان کو زلزلے نے آ لیا تو وہ (مر کر) صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○ جن لوگوں

فِيهَا ۛ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلَّىٰ

نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا تھا (وہ اسی طرح ملیامیٹ ہو گئے کہ) گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا (وہ

عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ

ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے بلکہ) وہ خود ہی (تباہی اور) نقصان میں پڑ گئے ○ (تو ان کی ہلاکت کے بعد) شعیب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیرا اور یہ کہا:

فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن ع ١١/ ٩

اے میری قوم! بے شک میں نے تو تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے تھے اور (تمہاری بھلائی کے لیے) تم کو نصیحت بھی کر چکا تھا (مگر تم نے نہ مانا)

(علیہ السلام) ان میں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ اے قوم! میں نے تم کو اللہ کے پیغام امر و نہی سب پہنچا دیے اور خوب نصیحت کی، عذاب سے ڈرایا، توبہ و ایمان کی طرف بلایا مگر تم ایمان نہ لائے، آخر عذاب آ گیا، میں اس قوم کے ہلاک ہونے کا جو کافر تھی، اللہ اور اس کے رسول کو نہ مانتی تھی کیا غم کروں، اس کا ہلاک ہی ہونا ٹھیک ہے۔

٩٤ تا ٩٦- ہم نے جس شہر میں یا گاؤں میں جس کو ہلاک کیا اس کو بسبب تکذیب رسول عذاب دیا، اس سے پہلے ہم نے ان کو اس طرح سے سمجھایا کہ ہلاک کرنے سے پہلے ان کو مصیبتوں میں اور خوف و بلیات و شدائد میں اور ضراء یعنی امراض اور بھوک و قحط میں گرفتار کیا کہ شاید ان کو کچھ تنبیہ ہو اور عاجزی کریں اور ایمان لائیں اور پھر ہم نے وہ آفتیں ٹال دیں اور وہ تعداد میں بہت ہو گئے اور ان کا مال اور زائد ہو گیا اور وہ کہنے لگے کہ پہلے زمانہ میں ہمارے باپ دادوں کو بھی ضراء و سراء نے آ کر گھیرا تھا یعنی کبھی خوشی ہوتی تھی کبھی رنج، وہ اس کو اتفاق دنیا سمجھتے رہے، وہ بھی کفر سے منہ نہ پھیرتے تھے اسی طرح ہم بھی کفر نہ چھوڑیں گے اور ان کی اقتداء کریں گے۔ جب انہوں نے کسی طرح نہ مانا تو ہم نے یکا یک ان کو پکڑ لیا اور عذاب ایک دم آ گیا حالانکہ ان کو خبر بھی نہ تھی اور وہ نزول عذاب کو جانتے بھی نہ تھے۔ اگر یہ شہر والے لوگ جن کو عذاب سے ہم نے ہلاک کیا ایمان لاتے، کتاب و رسول کو مانتے، کفر و شرک فواحش سے بچتے، توبہ کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے، خوب مینہ برستا، پھول پھل کی پیداوار ہوتی مگر جب کہ انہوں نے کتاب و رسول کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو سختی سے پکڑا،

نَبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾

تو پھر اب میں کافروں (کی تباہی) پر کیوں افسوس کروں ○ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو (یہی کیا کہ) ان لوگوں کو (نافرمانی کی وجہ سے) سختی اور

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ

تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ کسی طرح عاجزی کریں (اور ہمارا حکم مان لیں) ○ (جب انہوں نے اس سے بھی عبرت حاصل نہ کی) تو پھر ہم نے برائی (سختی) کی

مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

جگہ اچھائی اور راحت سے بدل دی یہاں تک کہ وہ (تعداد میں) زیادہ ہو گئے اور کہنے لگے (کہ یہ سختی اور نرمی کوئی نئی بات نہیں بلکہ) ہمارے باپ دادا کو

يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

بھی اسی طرح سختی اور راحت پہنچا کرتی تھی (یعنی دنیا میں اچھی بری حالتیں پیش آتی ہی رہتی ہیں عمل کا بدلہ کوئی چیز نہیں) تو اچانک ہم نے ان کو غفلت

عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

میں (عذاب سے) پکڑ لیا اور وہ اس سے بالکل بے خبر تھے ○ اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے (جن کے حالات بیان کیے گئے) ایمان لاتے اور

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

(برائیوں سے) بچتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے ان پر ضرور کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے کیے ہوئے

ان پر رزق کی تنگی اور سخت عذاب ان کے برے کاموں یعنی کتابوں اور نبیوں کے جھٹلانے کے بدلے میں ان کے اوپر ڈالا اور ان کو ہلاک کر دیا۔

۹۷ تا ۱۰۲- کیا مکہ والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر رات کو سوتے میں ہمارا عذاب آ جائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ یا اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ وہ دن میں کھیل کود میں مشغول ہوں اور ان پر ہمارا عذاب آ جائے۔ کیا وہ اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو گئے یعنی ان کو عذاب سے بچے رہنے کی اور بے خوفی کی کوئی دستاویز مل گئی ہے ہرگز نہیں، خوب یاد رکھو کہ اللہ کی پوشیدہ تدبیر اور عذاب سے سوائے خاسروں کافروں کے کوئی بے خوف نہیں ہوگا، سب مسلمان اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ کیا ان کو جو زمین کے رہنے والوں کے ہلاک ہو جانے کے بعد اس کے وارث ہوتے ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کے عوض عذاب دیں جیسا ان سے پہلے لوگوں کو دیا تھا جن کے یہ وارث ہوئے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر مہر گمراہی لگا دیں کہ پھر یہ ہدایت الٰہی نہ سن سکیں، یعنی اہل مکہ بے خوف ہو گئے ہیں اور اگلے لوگوں کا حال نہیں دیکھتے اور عبرت حاصل نہیں کرتے اور اس سے نہیں ڈرتے کہ ہم ان پر بھی عذاب اتاریں اور حق ان کے دلوں میں نہ جانے دیں، یعنی وہ حق قبول ہی نہ کریں، اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر اڑے رہیں اور ان کو ہلاک کر دیا جائے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ قومیں جن کو ہم نے عذاب دیا اور ہلاک کیا جبرائیل کی زبانی ان کی سچی خبریں اور مؤثر واقعے ہم تم کو سناتے ہیں،

بَأْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰٓى أَنْ

(بداعمال) کی وجہ سے گرفتار کر لیا (اور وہ عذاب میں مبتلا ہو گئے) O کیا بستیوں کے بسنے والے اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں

يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾ أَفَأَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ج

رات آ جائے اور وہ پڑے سوتے ہی ہوں O یا بستیوں والے اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب دن دہاڑے نازل ہو جائے اور وہ (بے

فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ ع أَوَلَمْ يَهْدِ ١٢ ع ٦

خبر) کھیل کود میں مشغول ہوں O کیا وہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ تدبیروں سے نڈر ہو گئے (اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے خلاف کچھ ہونے والا ہی نہیں) تو (یاد

لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَآ أَنْ لَّوْ نَشَآءُ

رکھو) اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ تدبیروں سے وہی لوگ بے خوف ہو جاتے ہیں جو تباہ ہونے والے ہیں O کیا ان لوگوں کو کہ جو زمین کے مالکوں کے

أَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ج وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾

(مرنے کے) بعد اس کے وارث بنتے ہیں اتنی بھی ہدایت نہ ملی (یہ بھی نہ سمجھے کہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کی سزا دے دیں اور ہم ان

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآئِهَا ج وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ

کے دلوں پر مہر لگا دیں تو وہ نصیحت سن ہی نہ سکیں O یہ ہیں وہ بستیاں جن کی خبریں (اے نبی!) ہم آپ کو سناتے ہیں اور بے شک ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ج فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ط

ان کے رسول روشن دلیلیں (معجزات بھی) لے کر آئے تو وہ اس قابل نہ ہوئے کہ جس کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لے آتے

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا

(بلکہ مرتے دم تک اپنے کفر پر جمے ہی رہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ (ہٹ دھرم) کافروں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے O اور ہم نے تو

لِأَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ج وَإِنْ وَّجَدْنَآ أَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾

ان میں سے اکثر کو اپنے قول و اقرار کا پابند نہ بنایا اور ان میں سے اکثر کو تو نافرمان ہی پایا O

ان کے رسول ان کے پاس امر و نہی احکام و معجزات سب کچھ لے کر آئے تھے مگر یہ کیونکر ایمان لاتے کہ یہ تو پہلے سے جھٹلا چکے تھے یعنی بروز میثاق انہوں نے دل سے اقرار نہ کیا تھا نفاق برتا تھا یا یہ کہ ان کے باپ دادا تو پہلے ہی سے ان کو کفر سکھا چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر گمراہی کی مہر اپنے علم ازلی کے مطابق لگا دیتا ہے اور جس کی تقدیر میں جو ہوتا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر ان (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں (درباریوں)

فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ

کی طرف بھیجا لیکن انہوں نے ان (نشانیوں) کی بڑی بے حرمتی کی اور ان کے ساتھ زیادتی کی' پھر دیکھو فسادیوں کا انجام کیسا ہوا ○ اور

قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے فرعون! میں تمام جہانوں کے پروردگار کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں ○

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ

میرا فرض منصبی اور مجھے سزاوار یہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر سوائے سچ کے اور کچھ نہ کہوں' بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ ۭ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ

بڑی نشانی لے کر آیا ہوں (اے فرعون!) تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے (ان کو قید سے چھوڑ دے) ○ فرعون نے کہا کہ اگر تم کوئی نشانی

بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ

(اپنی رسالت کی) لائے ہو تو اسے (سامنے) لے آؤ اگر تم سچے ہو ○ تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی

ہے اس کے سامان دنیا میں مہیا کر دیتا ہے۔ ہم نے اکثر کافروں کو عہد کا پورا کرنے والا نہ پایا بلکہ اکثر نافرمان اور عہد توڑنے والے ہی نظر آئے۔

۱۰۳ تا ۱۰۶- پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ان کے بعد اپنی نو نشانیاں دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان کا انکار کیا۔ پس اے رسول! خیال کرو کہ ان مفسدوں کا انجام کار کیا ہوا' یہی ہوا کہ ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا اور ہلاک کیا۔ موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے تیری طرف قاصد و پیغامبر ہوں' وہ بولا: بالکل غلط۔ موسیٰ نے کہا: مجھ کو ہرگز لائق نہیں کہ میں خدا کی طرف جو بات نسبت کروں وہ سچ نہ ہو' میں اللہ پر ہرگز تہمت نہ باندھوں گا' میں اللہ کے پاس سے معجزہ اور نشانی لایا ہوں جو میری صدق رسالت کی دلیل کافی ہے' اب تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے' سب چھوٹے بڑے اپنا اپنا مال اسباب لے کر چلے جائیں' ان کو نہ ستا' وہ بولا کہ اگر کوئی نشانی لائے ہو تو یہ بات البتہ قابل غور ہے' اگر سچے ہو تو لاؤ دکھاؤ کیسی نشانی ہے؟ تو موسیٰ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی' وہ بڑا اژدھا بن گئی۔

۱۰۷ تا ۱۱۲- جب فرعون اور اس کی قوم نے یہ معجزہ دیکھا تو آپس میں کہنے لگے: یہ شخص بڑا جادوگر ہے' فن سحر میں کامل ہے' اس کا یہ ارادہ ہے کہ ہم تم سب کو ملک مصر سے نکال دے اور آپ خود بادشاہ بن جائے۔ فرعون نے کہا کہ اچھا اب اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے غور کے بعد کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی ہارون کو ابھی ٹھہرا رہنے

فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَّنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ

لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ فوراً ایک ظاہر اژدھا بن گئی ○ اور آپ نے اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ فوراً دیکھنے والوں

لِلنّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ

کے لیے (چمکتا) جگمگاتا ہوا نظر آیا ○ فرعون کی قوم کے سردار (آپس میں) کہنے لگے کہ بے شک یہ تو بڑا ماہر جادوگر

عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُّرِيدُ أَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾

ہے ○ یہ تم کو تمہاری زمین سے (ملک سے) باہر نکال دینا چاہتا ہے (اور خود اس ملک کا مالک بننا چاہتا ہے) اب بتلاؤ (اس بارے میں) تمہاری کیا صلاح ہے ○

قَالُوٓا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ

انہوں نے (مشورے کے بعد فرعون سے) کہا کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کو ٹھہرالو اور باہر شہروں میں نقیب (لوگوں کو اکٹھا کرنے والے) بھیج

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوٓا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

دو ○ کہ (تمام شہروں سے) ماہر علم والے جادوگر (اکٹھے کر کے) تمہارے پاس لے آئیں ○ (چنانچہ) جادوگر فرعون کے پاس آئے اور انہوں نے کہا

إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾

کہ اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام پر) غالب آئیں تو ہمیں اس کے بدلے میں کچھ انعام ملے گا ○ فرعون نے کہا: ہاں! (ضرور ملے گا) اور اس وقت تم سب میرے

قَالُوا يٰمُوسٰٓى إِمَّآ أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّآ أَنْ نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾

(دربار کے) مقربوں میں سے ہو جاؤ گے ○ (پھر جب مقابلہ ہوا تو) جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! یا تو آپ پہلے اپنی (لاٹھی) پھینکیں یا

قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّآ أَلْقَوْا سَحَرُوٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ

پھر ہم ہی پھینکنے والے ہوں ○ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: پہلے تم ہی پھینکو پھر جب جادوگروں نے (جادو کی بنائی ہوئی لاٹھیاں اور رسیاں) پھینکیں،

دو، قتل نہ کرو اور سب شہروں کے آدمی جو اس شہر میں بڑے بڑے جادوگر، علم سحر میں حاذق کامل ہوں ان کے مقابلہ کے لیے جمع کر کے لائیں۔

۱۱۳ تا ۱۱۴- جب سب شہروں کے جادوگر اکٹھے ہو کر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب ہو جائیں تو ہم کو جو ہم مانگیں تحفہ ملے گا اور جو چاہیں لیں گے؟ وہ بولا: بے شک میں تم کو جو مانگو گے دوں گا بلکہ تم میرے مقربین درگاہ میں سے ہو جاؤ گے۔

۱۱۵ تا ۱۲۶- جادوگروں نے موسیٰ سے کہا کہ کیوں صاحب ہم پہلے ڈالیں یا تم پہلے ڈالو گے؟ موسیٰ نے کہا: تم ہی کو جو کچھ ڈالنا ہو ڈالو اور اپنا جادو دکھاؤ۔ جب انہوں نے ستر لکڑیاں اور ستر رسیاں ڈالیں تو آدمیوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر دی، وہ

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ج

لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا (یعنی لوگوں کی نظر بندی کر دی) اور انہیں (اپنے کرتبوں سے) ڈرایا اور بہت بُرا جادو بنا لائے ○ اور ہم نے

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ج ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا

موسیٰ (علیہ السلام) پر وحی کی کہ آپ بھی اپنی لاٹھی (میدان میں) ڈال دیجئے، جونہی انہوں نے اپنی لاٹھی پھینکی جو کچھ جھوٹی نمائش جادوگروں کی تھی

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ج ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ج ﴿١١٩﴾ وَ

اچانک آنافانا نگلنے لگی (اور چٹ کر گئی) ○ غرضیکہ سچائی ثابت ہوگئی اور جو کچھ جادوگروں نے کرتب کیے تھے سب ملیامیٹ ہو گئے ○ تو (نتیجہ یہ نکلا کہ

اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ج صلے ﴿١٢٠﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ لا

فرعون اور اس کے درباریوں کو اس مقابلہ میں) مغلوب ہونا پڑا اور (فتح مند ہونے کی بجائے) الٹے ذلیل ہو کر واپس ہوئے ○ اور (موسیٰ علیہ السلام

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

کی سچائی دیکھ کر) جادوگر سجدے میں گر پڑے ○ (اور) انہوں نے کہا: ہم سارے جہاں کے پروردگار پر ایمان لائے ○ جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام)

اٰذَنَ لَكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ

کا پروردگار ہے ○ فرعون نے (غضب ناک ہو کر) کہا: مجھ سے اجازت لیے بغیر موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے، یہ تو تمہاری ایک پوشیدہ بڑی

ان کو سانپوں کی طرح دوڑتی ہوئی نظر آئیں۔ جادو کے زور سے سب کو بہت ڈرایا اور بہت بڑا جادو دکھلایا۔ ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ اب تم بھی اپنا عصا زمین پر ڈالو۔ ان کا عصا ڈالنا تھا کہ وہ اژدھا بن کر ان کی سب رسیوں اور لکڑیوں کو جن کو انہوں نے جادو کے سانپ بنا کر لوگوں کو ڈرایا تھا نگلنے لگا۔ پس حق ظاہر ہوگیا اور وہ جادو جس کو انہوں نے بنایا تھا باطل اور ضعیف ہوگیا۔ اس وقت سب جادوگر مغلوب ہوئے اور موسیٰ غالب ہو گئے اور آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ذلیل اور شرمندہ ہو گئے اور سجدے میں ڈال دیے گئے یعنی سجدے میں گر پڑے یا یہ کہ سجدہ اس قدر جلدی کیا کہ گویا کسی نے ان کو دھکا دے کر گرا دیا اور کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے۔ فرعون نے کہا کہ کیا رب العالمین سے مراد مجھے لیتے ہو؟ تب وہ بولے کہ نہیں ہم تو رب موسیٰ و ہارون پر ایمان لائے۔ فرعون بولا کہ کیا تم قبل اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں اور حکم کروں تم ایمان لائے، خیر میں سمجھ گیا، یہ چالاکی اور مکر ہے جو تم نے اور موسیٰ نے مشورہ کر کے اختیار کیا ہے کہ تم میں ایک غالب بن جاؤ اور دوسرا مغلوب بنے اور شہر میں قبل اس کے کہ ہم تک یہ بات آئے مکر گانٹھ چکے ہو کہ اس ذریعے سے شہر والوں کو شہر سے نکال دو اور آپ بادشاہ بن بیٹھو۔ خیر اب اس کا حال عنقریب تم کو معلوم ہوتا ہے، میں تم کو سخت سزا دوں گا، تمہارے ہاتھ پاؤں خلاف طرفوں سے کاٹوں گا، سیدھا ہاتھ اور الٹا پاؤں، پھر تم کو نہر کے کنارے پر سولی دے دوں گا۔ جادوگر جو مسلمان ہو گئے تھے بولے: اگر مار ڈالو گے تو کیا ہوگا، ہمیں تو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہی ہے، ہم نے تیرا کیا نقصان کیا ہے اور تجھ کو ہم سے دشمنی اور

أَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۱۲۳﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم

چال ہے جو تم نے (مل جل کر) شہر میں پھیلائی ہے تاکہ اس کے باشندوں کو اس سے نکال باہر کرو (اور اپنا قبضہ جماؤ اچھا) تھوڑی دیر میں تمہیں (اس کا

مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا

نتیجہ) معلوم ہو جائے گا ○ قسم ہے کہ میں پہلے تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا' پھر ضرور تم سب کو سولی پر چڑھا

مُنقَلِبُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا

دوں گا ○ مؤمن جادوگروں نے کہا کہ ہم تو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں (پھر ہم جسمانی تکالیف اور موت سے کیوں ہراساں

جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ ع ۱۴

ہوں) ○ اور تو ہم سے (صرف اس قصور پر) بدلہ لیتا ہے کہ جب ہمارے پروردگار کی نشانیاں ہمارے سامنے آ گئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے (تو خدا

الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

تعالیٰ سے ہماری یہی دعا ہے کہ) اے پروردگار! ہمیں کامل صبر سے لبریز کر دے (تاکہ زندگی کی کوئی تکلیف ہمیں اس راہ میں ڈگمگا نہ سکے) اور ہمیں

فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ

(دنیا سے) مسلمان اٹھا ○ اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے (فرعون سے) کہا: کیا تو موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی قوم کو اس لیے چھوڑتا ہے کہ وہ ملک

غصہ کی کیا وجہ ہے' یہی نا کہ جب ہمارے پاس اللہ کی نشانیاں آئیں تو ہم ایمان لے آئے' اگر ہم نے ایسا کیا تو تیرا کیا بگاڑا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو صبر دے' جب یہ ہم کو سولی دیں اور اعضاء کاٹیں ہم کو صبر کا اکرام عطا فرما' ہمارا ایمان قائم رکھ' ہم کافر نہ ہو جائیں اور ہم کو موسیٰ کے دین پر مسلمان رہتے ہوئے دنیا سے اٹھا۔

۱۲۷ تا ۱۲۹۔ اور قوم فرعون کے امراء اور رؤسا نے فرعون سے کہا کہ کیا موسیٰ کا اور ان کی قوم کا انتظام نہ کرو گے' ان کو قتل نہ کرو گے' ان کو یونہی زمین میں فساد کرنے دو گے یعنی دین شرک اور تمہاری عبادت کو تبدیل کرتے ہیں سو کرنے دو گے' نہ وہ تم سے بولیں اور نہ تم کو اور نہ تمہارے معبودوں کو مانیں' کیا تم کو اور تمہاری عبادت و خدائی کو سب کو چھوڑے رہیں تب بھی تم ان کو چھوڑے ہی رہو گے یعنی سزا نہ دو گے۔ تو فرعون بولا کہ نہیں بلکہ ہم عنقریب ان کو سزا دیتے ہیں' جیسے پہلے کیا تھا ویسے ہی اب بھی ان کے چھوٹے لڑکوں کو قتل کر ڈالا کریں گے' لڑکیوں کو رہنے دیں گے اور جب بڑی ہو جایا کریں گی تو ان کو اپنی خدمت میں لے لیا کریں گے' وہ کیا کر سکتے ہیں ہم ان پر غالب ہیں۔ موسیٰ نے جب یہ سنا تو قوم سے کہا: اللہ سے مدد مانگو اور بلا (آزمائش) پر صبر کرو' زمین یعنی مصر خدا کا ہے' جس کو چاہتا ہے وارث کرتا ہے اور اس میں جس کو چاہتا ہے حاکم بنا کر اتارتا ہے' آخر الامر جنت متقین کو ملے گی جو کفر اور شرک اور فواحش سے بچتے ہیں۔ وہ بولے کہ اے موسیٰ! جب تم رسول بن کر نہ آئے تھے جب بھی ہم کو ایذاء دی گئی' ہمارے بیٹے قتل کیے گئے' عورتوں سے سخت خدمتیں لی گئیں' ذلت سہی۔ اب جو تم آئے تو بھی پیچھا نہ

وَنَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَهُمۡ ۚ وَاِنَّا فَوۡقَهُمۡ قٰهِرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوۡسٰی

میں بدامنی پھیلائیں اور تجھے اور تیرے (ٹھہرائے ہوئے) معبودوں کو چھوڑ دیں‘ فرعون نے کہا: ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ

لِقَوۡمِهِ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۙ قف

رہنے دیں گے (تاکہ ہماری باندیاں بن کر رہیں) اور (ہمیں ڈر کس بات کا ہے) بے شک ہم ان پر غالب ہیں (وہ ہماری طاقت سے دبے ہوئے بے

یُوۡرِثُهَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۲۸﴾

بس ہیں)○ تب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: (اے قوم!) اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور (اس کی راہ) میں صبر سے جمے رہو

قَالُوۡۤا اُوۡذِیۡنَا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَاۡتِیَنَا وَمِنۡۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا ؕ

بلاشبہ زمین (کی بادشاہت صرف) خدا تعالیٰ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں

قَالَ عَسٰی رَبُّكُمۡ اَنۡ یُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِی

گاروں ہی کے لیے ہے (انہی کی فتح اور کامیابی ہے)○ (جب فرعون نے موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کو زیادہ ستایا تو) اس قوم نے کہا: (اے موسیٰ علیہ

الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرَ كَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ

السلام!) ہم آپ کے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اور آپ کے آنے کے بعد (بھی ستائے جا رہے ہیں) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (نہ

۱۵ ع ۳ ۵

چھوٹا۔ موسیٰ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے اور خدا کا وعدہ یقینی ہے کہ تمہارے دشمن یعنی فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کر ڈالے گا‘ قحط‘ تنگی‘ بھوک ان پر بھیجے گا اور تم کو زمین میں ان کا خلیفہ بنائے گا یعنی ارض مصر تمہارے قبضہ میں دے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم اس کی کیسی اطاعت کرتے ہو (”الھتک“ بصیغہ جمع ہے اور ایک قرأت میں الوہیت مصدر بمعنی معبودیت ہے)۔

۱۳۰ تا ۱۳۷- جب فرعون نے تکذیب کی تو ہم نے اس کو اور اس کی قوم کو سختی سے پکڑا‘ قحط اور شدت کی بھوک‘ پھل پھول کا نقصان ان پر مسلط کیا اور کئی برس تک یہ حال رکھا کہ یہ نصیحت حاصل کریں اور کچھ سمجھیں‘ مگر جب ان کو اچھائی ملتی‘ ضرورت کی چیزیں سستی ہو جاتیں بارش ہوتی تو خوب خوش ہو جاتے اور کہتے کہ ہم اس کے مستحق تھے اور اگر قحط‘ خشک سالی‘ شدت ہوتی تو یہ موسیٰ اور ان کی قوم کے ساتھ یہ بدفالی کرتے کہ ان کے قدم کی خرابی سے ہم پر یہ شامت نحوست و مصیبت آئی ورنہ ہم تو اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی نحوست اور بدفالی یعنی قحط اور بارش سب اللہ کے پاس سے ہے‘ وہ مالک ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے اور تصدیق نہیں کرتے۔ پھر فرعون وغیرہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جب تم کوئی نشانی لاؤ گے اور ہم پر اپنا جادو چلاؤ گے اور ہماری آنکھوں پر نظر بندی کرو گے تو ہم خوب سمجھ لو کہ ہم ان باتوں سے تم پر ایمان نہیں لائیں گے اور تمہاری رسالت کی تصدیق نہ کریں گے۔ حضرت موسیٰ نے بددعا کی ہم نے ان پر طوفان بھیجا‘ مینہ کو مسلط کیا‘ سنیچر سے لے کر دوسرے سنیچر تک رات دن برابر مینہ برسا‘ سب کھیتیاں برباد ہو گئیں‘ پھر ٹڈی بھیجی جو کچھ گھاس اُگا تھا وہ سب صاف کر دیا‘ پھر کھٹمل یا دیمک کو

فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

گھبراؤ) قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور ملک میں تمہیں اس کا جانشین بنائے (اس کا مالک بنائے) پھر دیکھے گا کہ (اس

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

جانشینی کے بعد) تم کیسے کام کرتے ہو (اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری یا نافرمانی) ○ اور ہم نے فرعون کی قوم کو (نافرمانی کی وجہ سے) خشک سالی کی برسوں اور

يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

پھلوں کی پیداوار کے نقصان میں مبتلا کیا تا کہ وہ متنبہ ہوں اور نصیحت مانیں ○ تو جب کبھی ان پر خوشحالی آتی تو کہتے: یہ تو ہمارے حصے ہی کی ہے (یعنی

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ

ہم اس کے مستحق ہیں) اور اگر ان کو سختی پیش آتی تھی تو کہتے تھے کہ یہ موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے (غور سے) سنو کہ ان کی

مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا

نحوست اور کسی کے پاس سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی کے یہاں سے ہے لیکن ان میں اکثروں کو اس بات کا یقین نہیں (کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی

عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ

طرف سے ہوتا ہے) ○ اور فرعون کی قوم نے کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! تم ہم پر اپنا جادو چلانے کے لیے کتنی ہی نشانیاں لاؤ مگر ہم تم کو ماننے

مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا

والے نہیں ○ تو ہم نے (ان کو متنبہ کرنے کے لیے) ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیوں کے دل اور جوئیں (یا گھن یا کلنی) اور مینڈک اور خون کہ یہ سب الگ

وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

الگ نشانیاں تھیں، اس پر انہوں نے سرکشی کی اور ان کا گروہ مجرموں ہی کا گروہ تھا ○ اور جب ان پر عذاب پڑتا تو کہتے تھے کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)!

مسلط کیا جس نے ٹڈی کا رہا سہا جو کچھ دانہ تھا سب صاف کر دیا یعنی جو ٹڈی سے بچا تھا وہ کھٹمل نے سب کھا لیا، پھر مینڈک بھیجے جس نے ان کو سخت ایذاء دی، پھر خون مسلط کیا، ان کے کنویں اور نہریں سب خون خون ہو گئے، اتنی بہت سی نشانیاں کھلی کھلی یکے بعد دیگرے بھیجیں، ہر نشانی میں دوسری سے دو دو ماہ کا فاصلہ تھا مگر انہوں نے غرور کیا، پھر بھی ایمان نہ لائے اور مجرم عجب شرک کے اور گناہوں کے عادی تھے کہ جب ان پر عذاب اترتا، طوفان، جراد (ٹڈیاں)، قمل، ضفدع (مینڈک) وغیرہ مسلط ہوتا تو موسیٰ سے کہتے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو، جو اس نے عہد کر لیا ہے اس کے ذریعہ سے دعا کرو، اگر یہ عذاب اٹھا لے گا، مشکل کھول دے گا تو ہم تمہاری تصدیق کریں گے، ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ مع ان کے مال قلیل و کثیر کے بھیج دیں گے۔

عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

تمہارے پروردگار نے جوتم سے (نبوت کا) عہد لیا ہے اس کی بنا پر ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اگر تم ہم سے یہ عذاب ٹال دو گے تو ہم تم پر ضرور

مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى

ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے (تم جہاں چاہو ان کو لے جاؤ) ○ پھر جب ہم ایک خاص مقررہ وقت تک کے لیے

اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿١٣٥﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

جس تک انہیں پہنچنا تھا عذاب ٹال دیتے تھے تو وہ فوراً ہی (اپنی بات سے) پھر جاتے تھے ○ بالآخر ہم نے (ان کی بد عملیوں پر)

فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا

انہیں سزا دی تو اس جرم کے بدلے کہ انہوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں اور ان کی طرف سے غافل رہے یہ سزا دی کہ

غٰفِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ

انہیں سمندر میں غرق کر دیا ○ اور وہ جس قوم کو (بنی اسرائیل کو) کمزور اور حقیر خیال کرتے تھے اسی کو ملک کے پورب

مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

اور پچھم کا مالک کیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور بنی اسرائیل کے صبر کے بدلے آپ کے رب کا اچھا

رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا

وعدہ (فتح اور کامیابی کا) ان کے حق میں پورا ہوا اور فرعون اور اس کا گروہ اپنی طاقت اور شوکت کے لیے جو کچھ

جب ہم عذاب کھولتے تھے اور ایک وقت خاص تک کے لیے، جس کو وہ پہنچنے والے تھے اس وقت ان کا خاتمہ ہونے والا تھا، ہم وہ عذاب اٹھا لیتے تھے تو وہ پھر اپنا عہد توڑ دیتے تھے اور کفر کی طرف لوٹ جاتے تھے۔ پھر ہم نے ان سے ایک دم انتقام لے لیا اور ان سب کو دریائے نیل یا سمندر میں ڈبو دیا اور اس کا بدلہ دیا کہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے اور ان سے غافل اور منکر تھے اور ہم نے اس گروہ کو جو ذلیل سمجھے جاتے تھے یعنی بنی اسرائیل کو مشرق و مغرب کا وارث و حاکم کر دیا۔ بیت المقدس، فلسطین، اردن، مصر وغیرہ وہ شہر جن کے اکثر حصوں میں ہم نے برکت دی تھی اور ان کو سرسبز کیا تھا ان کو دے دیے اور بنی اسرائیل پر اس سبب سے کہ انہوں نے مصیبتوں پر صبر کیا تھا یا یہ کہ وہ اپنے دین پر ان سب آفتوں میں قائم رہے تھے۔

آپ کے پروردگار نے کلمۂ حسنیٰ پورا کر دیا یعنی ان کو جنت دینا یا فتح و ظفر میسر کرنا ضروری کر دیا اور فرعون اور اس کی قوم جو محل وشہر اور عشرت خانے وغیرہ بناتی تھی اور باغوں میں بوتی تھی ہر طرح کے درخت خاص کر انگور کے درخت، ان سب کو ہم نے ہلاک و تباہ کر دیا اور ان کے کفر کا ان کو بدلہ دیا۔ "یعرشون" کے معنی باغ کے تختے وغیرہ درست کرنا ہوں یا مطلق تعمیر کرنا ہو۔

مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾

بلند عمارتیں اور چھتیں بناتا رہا وہ سب ہم نے برباد کر دیں ○

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتارا تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ جو اپنے بتوں کے سامنے آسن جمائے

عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ

(مجاور بنے) بیٹھے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دیجیے جیسے ان کے لیے

آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ

اتنے معبود ہیں آپ نے فرمایا (افسوس!) تم بڑے جاہل لوگ ہو ○ یہ لوگ جس طریقے پر ہیں اور جس حال میں ہیں وہ تو تباہ ہونے

فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ

والے ہیں اور انہوں نے جو عمل اختیار کیا وہ بالکل (غلط اور) باطل ہے ○ (اور یہ بھی) فرمایا: کیا (تم چاہتے ہو کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارے لیے کوئی اور

إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ

معبود تلاش کروں حالانکہ اسی نے تمہیں دنیا کی قوموں پر فضیلت دی (کہ تمہاری قوم میں بہت سے نبی پیدا کیے اور فرعون سے نجات دی) ○

فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۖ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَ

اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمارے اس احسان کو یاد رکھو) جب ہم نے تم کو فرعون کی قوم سے نجات دی جو تمہیں سخت عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو قتل

۱۳۸ تا ۱۴۱۔ فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا' بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتار دیا' اس پار وہ چلتے چلتے ایک قوم پر پہنچے جو بتوں کو پوجتی تھی اور ان کے لیے اعتکاف کیے ہوئے تھی اور ان کی عبادت میں مشغول تھی' بعض کے نزدیک وہ قوم اہل رقم تھی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے باقی لوگ' جب بنی اسرائیل نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو موسیٰ سے کہا کہ ہم کو بھی کوئی خدا ایسا بنا دو اور تیار کر دو جس کو ہم پوجا کریں جیسے یہ اپنے خداؤں کو پوجتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا: بے شک تم سخت جاہل اور بے وقوف ہو' اللہ کے حکم اور اس کی عظمت سے ناواقف ہو' یہ جو عبادت کرتے ہیں اور بہتان اٹھاتے ہیں اور جس دھندے میں لگے ہیں یعنی شرک بالکل غلط ہے' جو کچھ کر رہے ہیں محض گمراہی ہے۔ اور موسیٰ نے یہ بھی کہا کہ کیا میں تمہارے لیے سوا اللہ کے اور کوئی معبود بنا دوں حالانکہ اسی اللہ تعالیٰ نے تم کو سب جہان سے اس وقت میں افضل کیا' شرف اسلام بخشا اور یاد کرو کہ ہم نے تم کو قوم فرعون سے نجات دی' وہ تم کو سخت عذاب دیتی تھی' چھوٹے لڑکوں کو مارتی عورتوں کو خدمت میں رکھتی تھی اور اس نجات میں تمہارے لیے بڑی نعمت ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ یا "بلا" کے معنی مصیبت ہوں تو یہ

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۶ ع ۲ ۶

کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی لونڈیاں بنانے کے لیے) زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں (یعنی تمہاری نجات میں) تمہارے رب کی طرف سے

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰي ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ

بہت بڑا فضل ہوا O اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس راتوں (کے اعتکاف) کا وعدہ کیا تھا' پھر دس راتیں بڑھا کر اسے پورا (چلہ) کر دیا

مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰي لِاَخِيْهِ

تو اس طرح پروردگار کے حضور (کوہ طور پر رہنے کی) میعاد چالیس راتوں کی پوری ہو گئی اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) سے کہا:

هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ

(میں اعتکاف کے لیے پہاڑ پر جاتا ہوں) تم میرے پیچھے میری قوم میں میرے جانشین بن کر رہو اور ان کی اصلاح کرتے رہو اور خرابی ڈالنے

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰي لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ

والوں کی راہ پر نہ چلو O اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے وعدہ پر حاضر ہوئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو (جوش طلب میں

رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى

بے اختیار ہو کر) موسیٰ (علیہ السلام) پکار اٹھے کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنا جمال دکھا کہ میں تیرا جلوہ دیکھوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیں گے

الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى

ہاں! اس پہاڑ کی طرف دیکھئے' اگر یہ (تجلی حق کی تاب لے آیا اور) اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو (آپ سمجھ لیں کہ آپ کو بھی میرے نظارہ کی تاب ہے) اور آپ

مطلب ہے کہ اس عذاب فرعونی میں تم پر بڑی مصیبت اور آفت تھی اور تمہارا بڑا امتحان تھا۔

۱۴۲- ہم نے موسیٰ سے وعدہ کیا کہ پہاڑ پر آؤ اور ذیقعدہ کے مہینے کے تیس دن رات وہاں عبادت میں بسر کرو اور ہم نے ان راتوں کو دس راتیں ذی الحجہ کے مہینہ کی ملا کر پوری چالیس کر دیا' آپ کے پروردگار کا وعدہ پورے چلہ بھر کا ہو گیا۔ موسیٰ نے چلتے وقت اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم بنی اسرائیل میں میرے خلیفہ رہنا' ان کے کاموں کی درستی کرتے رہنا' مفسدوں اور گناہ گاروں کا راستہ نہ چلنے دینا۔

۱۴۳- جب موسیٰ ہمارے میقات اور وعدے کی جگہ پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا تو موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار! مجھ کو اپنا جمال بچشم سر دکھا اور دیکھنے کی تمنا کی' ارشاد ہوا: تم مجھ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے' تم میں ابھی طاقت تحمل جلوہ دیدار بچشم سر نہیں' مگر تم بڑے سے بڑے پہاڑ کو دیکھو' اگر میرے جلوہ کی اس کو برداشت ہو اور وہ ٹھہرا رہے تو شاید تم دیکھ سکو' جب موسیٰ کا پروردگار جبل زبیر پر جلوہ گر ہوا تو ہیبت وجلال نے اس پہاڑ کو پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بے ہوش و بے خبر ہو

رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ

مجھے دیکھ سکیں گے' پھر جب آپ کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا (اور وہ رب کی تجلی کی تاب نہ لا سکا) اور موسیٰ (علیہ السلام)

قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾

غش کھا کر گر پڑے' پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) کو ہوش آیا تو آپ نے عرض کی کہ (اے رب!) تیرے لیے ہر طرح کی پاکی ہے میں (اپنی جسارت

قَالَ يٰمُوۡسٰۤى اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىۡ وَ

سے) تیری طرف متوجہ ہوا اور توبہ کی اور میں ان میں سب سے پہلا شخص ہوں جو (اس حقیقت پر) یقین اور ایمان رکھتے ہیں ۝ اللہ نے فرمایا: اے

بِكَلَامِىۡ ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبۡنَا

موسیٰ! (علیہ السلام) میں نے آپ کو پیغمبری اور ہم کلامی سے لوگوں پر بزرگی بخشی تو جو کچھ کہ (قانونِ شریعت) میں نے آپ کو دیا ہے اسے لیجیے اور شکر

لَهٗ فِى الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّتَفۡصِيۡلًا لِّـكُلِّ

کرنے والوں میں سے رہیے ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے تختیوں پر ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی اور (اور ہم نے کہا کہ

شَىۡءٍ ۚ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَكَ يَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا ؕ

اے موسیٰ علیہ السلام!) اس کو مضبوط پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ وہ اس کی اچھی باتوں پر عمل کرتی رہے' وہ وقت دور نہیں کہ میں آپ کو نافرمانوں کے

کر گر پڑے' جب غش سے ہوش میں آئے تو کہتے تھے: یا اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تجھ کو ہر عیب سے پاک جانتا ہوں اور تیرے دیدار کے سوال سے میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے اوّل مومنین میں سے ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تو بچشم سر دنیا میں کسی کو نظر نہ آئے گا۔

۱۴۴ تا ۱۴۵۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ سے کہا: میں نے تم کو ان سب آدمیوں میں سے یعنی بنی اسرائیل میں سے برگزیدہ کیا' اپنا رسول بنایا' تم سے کلام کیا' اب تم جو کچھ میں نے تم کو دیا اس کو لو یعنی اس پر عمل کرو اور لوگوں کو ہدایت کرو' اس عطیہ کا شکریہ ادا کرو اور ہم نے ان کو توریت کی تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت کی' ہر بات اور تفصیل ہر چیز کی بیان کر دی' حلال حرام وغیرہ انہیں سب سکھایا اور ہم نے فرمایا: اے موسیٰ! ان کو لو اور مضبوط پکڑو اور اس پر جد و جہد سے عمل کرو اور ان لوگوں کو اس کی طرف بلاؤ کہ وہ اس کی اچھی باتوں پر ایمان لائیں یعنی محکمات کو مانیں' عمل کریں اور متشابہات پر فقط ایمان لائیں۔ قریب ہے اے بنی اسرائیل! کہ میں تم کو نافرمانی کی بدولت نافرمان لوگوں کا گھر جہنم دکھاؤں' مطلب یہ ہے کہ جہنم کو پیش نظر رکھو تاکہ گناہ سے بچو۔ یا یہ خطاب اہل مکہ سے ہو کہ اے اہل مکہ! عنقریب تم کو بدر میں کفر کا مزا معلوم ہوگا یا یہ خطاب مسلمانوں سے ہو کہ تم مکہ دیکھو گے۔ مکہ کو دار الفاسقین اس لیے کہا کہ اس وقت تک نافرمان کافر زیادہ تھے انہیں کی حکومت تھی (قادری غفرلہ)۔

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ

(اجڑے ہوئے) گھر دکھاؤں گا (یعنی شام اور اس کے اطراف میں تمہیں داخل کروں گا تا کہ تم نافرمانوں کے کھنڈرات دیکھ کر عبرت حاصل کرو) ○

يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

میں اپنی آیتوں سے ان لوگوں (کے دل) کو پھیروں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ

لائیں گے اور اگر سیدھا راستہ دیکھیں تو اس پر نہ چلیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس پر چلنے لگیں' ان کی یہ

وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

(حالت) اس لیے ہوئی کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اور ان سے غفلت کرتے رہے (اور ان سے بے خبر ہے) ○ اور جنہوں نے ہماری آیتیں

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ

اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا تو ان کے سب عمل ضائع ہو گئے ان کو صرف اسی کی

۱۷ ع ۷ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ

سزا دی جائے گی جو وہ کرتے تھے ○ اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے ان کے (کوہِ طور پر) جانے کے بعد اپنے ذریعے

۱۴۶ تا ۱۴۷- میں اپنی آیتوں سے ان کے دلوں کو عنقریب پھیروں گا جو زمین میں فضول بے جا ناحق بات پر تکبر کرتے ہیں اور اترائے جاتے ہیں' اگر یہ تمام دنیا کے معجزے دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں گے اور اگر طریق رشد و ہدایت یعنی اسلام وخیر وتوحید دیکھیں تو کبھی اس رستہ پر نہ چلیں گے' اگر کفر وشرک وگمراہی کا راستہ نظر آئے تو خوب خوش ہو کر اس کے پابند ہو جائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے جانتا تھا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے لہٰذا ان کی خبر دے دی' یہ اس سبب سے کہ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور رسولوں کو نہیں مانتے اور غافل اور منکر ہیں۔ جو لوگ ہماری آیتوں اور رسولوں کی تکذیب کریں گے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہ ہوں گے ان کی کل نیکیاں شرک کے سبب سے باطل ہو جائیں گی اور ان کو سوائے اس کے جو دنیا میں کرتے تھے یعنی شرک اور کچھ بدلہ نہ دیا جائے گا یعنی ان پر ظلم نہ ہوگا' ان کے کفر وشرک وبداعمالی ہی کا واجبی بدلہ اور سزا دی جائے گی جس کے وہ مستحق ہیں۔

۱۴۸ تا ۱۴۹- جب موسیٰ پہاڑ پر بحکم الٰہی چلے گئے اور ان کی قوم کے کاریگر سامری نے ان کے زیور اور سونے سے

مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ

سے ایک بچھڑے کا بے جان ڈھانچہ ڈھال لیا جس کی گائے کی سی آواز تھی (اور اس کی پوجا کرنے لگے) کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ

وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا

وقف لازم

وہ ان سے نہ بات کر سکتا ہے اور نہ ان کو کوئی راستہ بتا سکتا ہے اس کو انہوں نے (معبود) بنا لیا اور وہ بڑے ظالم تھے O اور جب

سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ

وہ اپنے (اس فعل پر) پچھتائے اور نادم ہو گئے اور سمجھے کہ بے شک وہ گمراہی میں پڑ گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب

لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾

ہم پر رحم نہ فرمائے گا اور ہم کو نہ بخشے گا تو بے شک ہم تباہ اور برباد ہو جائیں گے O

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے (کوہ طور سے لوٹے) تو آپ نے (اپنی قوم سے) کہا تم

خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

نے میرے بعد کیا ہی بری میری جانشینی کی کیا تم نے اپنے رب کے حکم (کے آنے) سے جلدی کی (اور اس کا انتظار نہ کیا) اور آپ نے غصہ میں (اپنے

ڈھال کر ایک گائے کا بچہ بنا دیا اور سامری نے اس کے لیے کسی ترکیب سے گائے کے بچہ کی طرح آواز بنا دی اور لوگوں کو اس نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے' موسیٰ بھول گئے' کوہ طور پر تلاش کرنے گئے۔ انہوں نے اس کی پوجا شروع کر دی' یہ نہ سمجھے کہ گائے کا بچہ ہے جو کوئی بات بھی تو نہیں کر سکتا اور ان کو کوئی راستہ بھی نہیں دکھا سکتا اور انہوں نے اس کی عبادت شروع کر دی اور ظالم ہو گئے' یعنی اپنے اوپر ہی زیادتی کی' جہنم کے مستحق بن گئے اور خود کو ہی نقصان پہنچایا خدا کا کیا بگاڑا' جب آخر کو وہ نادم ہوئے اور عبادت گوسالہ سے پشیمان ہوئے تب سمجھے کہ ہم تو بڑے گمراہ ہو گئے اور حق اور ہدایت سے بہت دور پڑ گئے تو کہنے لگے: اگر ہم پر ہمارا پروردگار رحمت نہ کرے گا اور ہمارے گناہوں کی مغفرت نہ فرمائے گا تو ہم خائب و خاسر ہو جائیں گے اور دنیا و آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

۱۵۰ تا ۱۵۱- جب موسیٰ پہاڑ سے قوم کی طرف واپس گئے اور گوسالہ پرستی کی خبر سنی تو غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے قوم کے پاس گئے اور کہنے لگے: تم نے میرے جانے کے بعد اپنا بہت برا حال کر لیا اور میرے غصہ ہونے کا کچھ لحاظ نہ کیا اور اپنے پروردگار کے حکم اور بھلائی کے وعدہ کا انتظار نہیں کیا اور جھٹ پٹ گوسالہ پرست بن گئے اور غصہ میں آ کر موسیٰ نے الواح توریت زمین پر ڈال دیں اور ان میں سے دو ٹوٹ بھی گئیں اور اپنے بھائی ہارون کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر بے تحاشا اپنی طرف زور سے کھینچنے لگے۔ ہارون نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے! مجھے چھوڑ دے میری ڈاڑھی اور سر پکڑ کر نہ کھینچ' تیرے

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ

ہاتھ سے) وہ تختیاں (جن پر احکام لکھے ہوئے تھے) ڈال دیں اور (جھنجھلا کر) اپنے بھائی کے سر (کے بال) پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے (اس پر) بھائی نے

اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَ

کہا: اے میرے ماں جائے بھائی! ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا (میری کوئی نصیحت نہ سنی) اور مجھے مار ڈالنے کے لیے آمادہ ہو گئے تو آپ (میرے بال

لَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۱۵۰ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَ

پکڑ کر) مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسائیں اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کریں O (تو موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور) انہوں نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ

ع ۱۸ / ۸ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۱۵۱ ع اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا

اے میرے پروردگار! میرا قصور (کہ میں جوش میں آ گیا) اور میرے بھائی کا بھی قصور (کہ وہ گمراہوں کو سختی سے نہ روک سکا) بخش دے اور ہمیں اپنی

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

رحمت (کے سایہ) میں لے لے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے O بے شک جن لوگوں نے بچھڑا (اپنا معبود) بنایا ان پر بھی

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۱۵۲ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا

ان کے رب کا غضب اور دنیا کی زندگی میں رسوائی اور ذلت آنے والی ہے اور ہم جھوٹ بنانے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں O (ہاں) اور جن لوگوں

جانے کے بعد قوم نے مجھ کو ضعیف اور ذلیل، کمزور سمجھا، جب میں نے منع کیا تو قریب تھا کہ مجھ کو جان سے مار ڈالیں، اب مجھے ان گوسالہ پرستوں میں الٹا ذلیل نہ کر، میری ہنسی نہ کر اور مجھ کو بھی ان ظالموں میں سے نہ سمجھ اور ان میں شامل کر کے سزا نہ دے۔ موسیٰ نے کہا: اے پروردگار! میں نے جو ہارون پر دست درازی کی یہ میرا قصور بخش دے اور میرے بھائی ہارون نے جو اس بارے میں اگر تاخیر و تساہل کیا ہو تو ان کا بھی قصور بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں اور جنت میں داخل فرما تو سب رحمت والوں سے زائد رحمت کرنے والا ہے۔ ہارون نے موسیٰ کو ماں کا بیٹا کہا حالانکہ وہ حقیقی بھائی تھے اس لیے کہ ان کو ماں کا نام سن کر رحم آ جائے۔

۱۵۲ تا ۱۵۳۔ جنہوں نے گوسالہ بنایا اور اس کی عبادت کی اور اب جو ان کے مقتدی ہیں یعنی مدینہ کے یہودی ان کو برا اور کافر نہیں جانتے۔ قریب ہے کہ ان سب کو ان کے پروردگار کا غصہ پہنچے اور عذاب میں مبتلا ہوں۔ ہم مفتریوں، جھوٹے بہتان باندھنے والوں کو یوں ہی بدلہ اور سزا دیتے ہیں چنانچہ وہ مغلوب ہوئے اور ان پر جزیہ لگا دیا گیا اور جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ شرک کیا پھر بعد کو توبہ کر لی، شرک اور گناہ چھوڑ دیا اور ایمان و توحید اختیار کی تو اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا پروردگار بڑا غفور و رحیم ہے ان کو بخش دے گا اور بعض کے نزدیک "ربک" کا خطاب موسیٰ سے ہے یعنی یہ باتیں اس وقت موسیٰ سے کی گئی تھیں۔

مِنۢ بَعۡدِهَا وَ اٰمَنُوۡۤا ۫ اِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۵۳﴾

نے برے کام کیے پھراس کے بعد (متنبہ ہوکر) توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو بے شک (توبہ کے بعد) آپ کا رب بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے O

وَ لَمَّا سَكَتَ عَنۡ مُّوۡسَى الۡغَضَبُ اَخَذَ الۡاَلۡوَاحَ ۚۖ وَ فِىۡ نُسۡخَتِهَا

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انہوں نے وہ تختیاں اٹھا لیں اور ان تختیوں کی تحریر میں اپنے رب سے ڈرنے

هُدًى وَّ رَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ يَرۡهَبُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰى

والوں کے لیے ہدایت اور رحمت لکھی ہوئی تھی O اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے

قَوۡمَهٗ سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا لِّمِيۡقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ قَالَ

(اپنی قوم کی طرف سے عذرخواہی کے لیے) اپنی قوم کے ستر آدمی ہمارے ٹھہرائے ہوئے وقت میں حاضر ہونے کے لیے منتخب کیے (چنے) پھر جب

رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَهۡلَكۡتَهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَ اِيَّاىَ ؕ اَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ

(ان کے بے جا سوال کی وجہ سے) ان کو زلزلہ نے آ لیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی: اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو پہلے ہی سے انہیں اور مجھے

مِنَّا ۚ اِنۡ هِىَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنۡ تَشَآءُ وَ تَهۡدِىۡ مَنۡ

ہلاک کردیتا کیا تو ہم کو اس فعل کی وجہ سے ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بیوقوفوں نے کیا ہے، یہ تو صرف تیری آزمائش ہے تو جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ

۱۵۴- جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور تسکین حاصل ہوئی تو توریت کی تختیوں کو جو زمین پر ڈال دی تھیں اٹھا لیا اور اس کے نسخہ میں ہدایت اور رحمت ان کے لیے تھی جو اپنے رب سے ڈرتے تھے یعنی اس پر عمل کرتے ہیں، گمراہی سے بچتے ہیں، عذاب سے نجات مانگتے ہیں۔ مروی ہے کہ موسیٰ نے غصہ میں توریت ڈال دی تو وہ کچھ اٹھا لی گئی یعنی اس کے کچھ احکام اٹھا لیے گئے اور کچھ باقی رہنے دی۔ نسخہ سے کتاب کا کچھ حصہ مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نسخہ نسخ سے ہے۔ جس کے معنی دور کرنے کے ہیں، بعض کے نزدیک توریت کے اس حصہ میں جو موسیٰ سے لے لیا گیا تھا پھر بعد کو واپس کیا گیا ہدایت و رحمت ہے۔

۱۵۵ تا ۱۵۷- موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے پاس لانے کے لیے منتخب کیے اور ہماری میقات و موعد پر ان کو اللہ کے کلام سے مشرف کرنا چاہا تو انہوں نے اس کو بچشم سر دیکھنے کی خواہش کی، ان کو زلزلہ نے پکڑ لیا یعنی وہ سب مر گئے۔ تب موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار! اگر تو چاہتا تو مجھ کو پہلے سے ہلاک کر چکا ہوتا اور ان کو گوسالہ کی عبادت کا بدلہ ہلاک کر دیا ہوتا اور مجھ کو قبطی کے قتل کے بدلے۔ کیا تو ہم کو ان لوگوں کے سبب سے ہلاک فرماتا ہے جو ہم میں سے بے وقوف جاہل ہیں اور انہوں نے اپنی جہالت سے بچھڑے کی عبادت کی ہے۔ حضرت موسیٰ یہ سمجھے کہ یہ گوسالہ کی عبادت کی سزا ہے تب یہ کہا: اور کہا کہ یہ لوگ جو گوسالہ کی عبادت میں مبتلا ہوگئے تو یہ بھی تیرا امتحان اور آزمائش ہے، تو جسے چاہے گمراہی میں چھوڑ دے اور جسے چاہے ہدایت دے، تو ہم سب کا والی و مالک ہے، ہم کو بخش دے اور رحمت کر عذاب نہ دے، تو سب بخشنے

تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو ہدایت دیتا ہے' تو ہی ہمارا مالک ہے تو ہم سب کو معاف فرما دے اور ہم پر رحم فرما' تو ہی سب سے بہتر بخشنے والا ہے O

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ

اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی' بے شک ہم تیری ہی طرف متوجہ ہوئے

اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جس پر چاہتا ہوں اپنا عذاب ڈالتا ہوں اور میری رحمت (کا یہ حال ہے کہ) ہر چیز کو گھیرے

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ

ہوئے ہے تو عنقریب میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا (مقرر فرما دوں گا) جو ڈرتے ہیں (اور برائیوں سے بچتے

الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ۚ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ

ہیں) اور زکوۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں O جو لوگ اس (عظیم الشان)

الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ

رسول نبی امی (علیہ السلام) (غیب کی خبر دینے والے) کی پیروی کریں گے جس (کے ظہور) کی خبر وہ اپنے پاس توریت اور

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ

انجیل میں لکھے ہوئے پاتے ہیں کہ وہ نبی (اُمّی علیہ السلام) ان کو اچھی باتوں کا حکم دے گا اور بُری باتوں سے روکے گا اور ان کے

والوں سے بہتر بخشنے والا ہے۔ تو ہمارے ساتھ اس دنیا میں بھی بھلائی اپنے ذمہ کرم پر لازم کر لے' اپنے فضل سے ہمیں علم دین و عبادت کی توفیق و گناہ سے بچنے کی توفیق دے اور آخرت میں بھی دائمی نعمتیں یعنی جنت عطا فرما۔ ہم تیری طرف رجوع لاتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذاب تو میں جسے چاہتا ہوں اور وہ مستحق ہوتا ہے دیتا ہوں اور میری رحمت ہر شئے کو شامل ہے نیک ہو یا بد' جب شیطان نے یہ سنا تو خیال کیا کہ شئے تو میں بھی ہوں تو اس بارے میں اترا کہ یوں تو دنیا میں اس پر رحمت ہے مگر میں اپنی خاص رحمت ان کے لیے اپنے ذمۂ کرم پر مقرر کرتا ہوں جو کفر و شرک و فواحش سے بچتے ہیں' مالوں کی زکوۃ دیتے ہیں' جو ہماری کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں' یہ سن کر یہود و نصاریٰ نے کہا: اس میں تو ہم بھی شامل ہیں' ہم بھی اہل تقویٰ و کتاب ہیں' تب آگے کی صفت زائد کی اور ان کو اس نعمت سے نکال دیا اور کہا کہ وہ تقویٰ والے جو رسول اور نبی امی' غیب کی خبر دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں' وہ رسول جن کی اپنی توریت و انجیل میں نبوت و صفت صاف صاف لکھی ہوئی پاتے ہیں' وہ رسول جو ان کو توحید و احسان کا حکم کرتے ہیں اور خراب و بری باتوں سے' شرک و فواحش وغیرہ سے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

لیے پاک چیزیں حلال کرے گا اور ناپاک (گندی) چیزیں ان پر حرام

الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ

کرے گا اور ان پر سے (سخت احکام کے) وہ بوجھ اور وہ پھندے جو ان کے گلے میں پڑے تھے

منع کرتے ہیں اور پاک اشیاء جو ان پر حرام تھیں حلال کرتے ہیں مثلاً اونٹ کا گوشت' دودھ' گائے بکری کی چربی وغیرہ' جو ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کر دی گئی تھیں وہ حلال قرار دیتے ہیں اور اغلال یعنی سخت مشقت والے احکام جیسے ناپاک کپڑے کو کاٹ کر دوسرے پاک کپڑے کا پیوند لگانا' یہ سب سخت احکام ان سے منسوخ کرتے ہیں۔ پس جو اہل کتاب ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی اور ان کی عظمت وعزت ونصرت کا حق ادا کیا اور جو ان پر نور اترا ہے یعنی قرآن اس کا اتباع کیا' حلال وحرام کو مانا تو وہ پورے فلاح پانے والے اور عذاب سے بچنے والے ہیں۔ یہاں رسول سے بہ اجماع مفسرین سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں' آپ کا ذکر وصف رسالت سے فرمایا گیا' کیونکہ آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں' فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی وشرائع واحکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی توصیف میں ''نبی'' فرمایا گیا' اس کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے ''غیب کی خبریں دینے والے'' کیا ہے اور یہ نہایت ہی صحیح ترجمہ ہے کیونکہ ''نبا'' اس خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے' ایک جگہ ارشاد ہوا: ''قل ہو نبوا عظیم'' ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک'' ایک جگہ فرمایا: ''فلما انباھم باسماء ھم'' اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے' پھر یہ لفظ فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں' پہلی صورت میں اس کے معنی غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دیئے ہوئے اور دونوں معنی کو قرآن مجید سے تائید پہنچتی ہے' پہلے معنی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ''نبیء عبادی'' دوسری آیت میں فرمایا: ''قل اؤنبئکم'' اور اسی قبیل سے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جو قرآن کریم میں وارد ہوا: ''انبئکم بما تاکلون وما تدخرون'' اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ''نبانی العلیم الخبیر'' اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ آپ کے وصف میں ''نبی'' فرمایا کیونکہ نبی اعلیٰ اور اشرف مراتب میں سے ہے اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجہ رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں۔

''امی'' کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے ''بے پڑھے'' فرمایا' یہ ترجمہ بالکل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کے مطابق ہے اور یقیناً امی ہونا آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے' دنیا میں کسی سے پڑھا نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اولین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں (خازن)

خاکی و بر اوج عرش منزل
امی و کتاب خانہ در دل

عَلَيۡهِمۡ ؕ فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا

اتار ڈالے گا جو لوگ اس نبی امی (ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی عزت اور مدد کریں گے اور اس روشنی (قرآن کریم)

اور دیگر ''امی'' کے معنی دقیقہ دان عالم بھی ہیں' صلوات اللہ تعالیٰ۔ یعنی توریت وانجیل میں آپ کی نعت وصفت ونبوت لکھی پائیں گے۔ حدیث: حضرت عطاء ابن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف دریافت کیے جو توریت میں مذکور ہیں' انہوں نے فرمایا کہ حضور کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں انہی میں سے بعض اوصاف توریت میں مذکور ہیں' اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا: اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشر و نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر' تم میرے بندے اور میرے رسول ہو' میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۔ نہ بدخلق ہو نہ سخت مزاج' نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے' نہ برائی کو برائی سے دفع کرنے والے' لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا جب تک کہ تمہاری غیر مستقیم ملت کو اس طرح راست نہ فرما دے کہ لوگ صدق و یقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان سننے والے اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں اور حضرت کعب احبار سے حضور کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا' ہر خلق کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینان قلب و وقار کو ان کا لباس بناؤں گا اور طاعات و احسان کو ان کا شعار کروں گا اور تقویٰ کو ان کا ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق و وفا کو ان کی طبیعت اور عفو و کرم کو ان کی عادت اور عدل کو ان کی سیرت اور اظہار حق کو ان کی شریعت اور ہدایت کو ان کا امام اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا۔ احمد ان کا نام ہے' خلق کو ان کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمنامی کے بعد رفعت و منزلت عطا کروں گا اور انہیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت اور تفرقے کے بعد محبت عنایت کروں گا۔ انہیں کی بدولت مختلف قبائل' غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والوں میں الفت پیدا کروں گا۔ ایک اور حدیث میں توریت شریف سے حضور کے یہ اوصاف منقول ہیں: میرے بندے احمد مختار ان کا جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے' ان کی امت ہر حال میں اللہ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔ یہ چند نقول حدیث سے پیش کیے گئے۔

کتب الٰہیہ حضور سید صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت سے بھری ہوئی تھیں۔ اہل کتاب ہر قرن میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلط رہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں توریت و انجیل وغیرہ ان کے ہاتھ میں تھیں اس لیے انہیں اس میں دشواری نہ تھی لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی موجودہ زمانہ کی بائبل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ چنانچہ برٹش فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی بائبل یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولھویں آیت ہے ''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے'' لفظ مددگار پر حاشیہ ہے' اس میں اس کے معنی وکیل یا شفیع لکھے' تو اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایسا آنے والا جو شفیع ہو اور ابد تک رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو بجز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے۔ پھر انتیسویں اور تیسویں آیت میں ہے ''اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو' اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے' مجھ میں اس

ع ۱۹
۹

النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۠ (۱۵۷)

پر چلیں گے جو اس کے ساتھ اتاری جائے گی وہی لوگ کامیاب ہوں گے ○

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ۨ الَّذِیْ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمائیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں جس

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ

کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے' اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

یُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ

تو تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول غیب بتانے والے نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے سب کلمات

کا کچھ نہیں''۔ کیسی صاف بشارت ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دنیا کا سردار خاص سید عالم کا ترجمہ ہے اور یہ فرمایا کہ مجھ میں اس کا کچھ شک نہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار اور ان کے حضور اپنا کمال ادب وانکسار ہے۔ پھر اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے ''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا''۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے ساتھ اس کا بھی صاف اظہار ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں' آپ کا ظہور جب ہی ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے جائیں۔ اس کی تیرھویں آیت ہے ''لیکن جب بھی وہ سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا' وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا''۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دین الٰہی کی تکمیل ہو جائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دین حق کو مکمل کر دیں گے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا' جو کچھ سنے گا وہی کہے گا یہ خاص ''ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی'' کا ترجمہ ہے اور من جملہ کہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اس میں صاف صاف بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیبی علوم تعلیم فرمائیں گے جیسا کہ قرآن کریم مین فرمایا: ''**یعلمکم مالم تکونوا تعلمون**'' اور ''ما ھو علی الغیب بضنین'' یعنی وہ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ تم کو بتائیں گے۔

۱۵۸ تا ۱۵۹- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ اے آدمیو! اللہ کے بندو! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا قاصد اور پیغامبر ہوں وہ خدا جس کے تمام ملک کے خزانے اور آسمان وزمین سب اس کا ملک ہے' آسمان وزمین پر اسی کی حکومت ہے' وہ خدا جس کے سوا اور کوئی قابل پرستش اور روزی رساں نہیں' وہی دنیا میں مارتا ہے اور قیامت میں زندہ کرے گا۔ پس اے آدمیو! تم اللہ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پیغامبر امی ہیں ایمان لاؤ' وہ پیغمبر جو اللہ اور اس کے کلموں یعنی کتاب یعنی قرآن کی تصدیق کرتے ہیں' یا لفظ ''کلمہ'' مفرد ہو اور اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہوں کہ جو خدا کے کلمہ

يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ

(ساری کتابوں) پر ایمان لاتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تاکہ تم (کامیابی کی) راہ پاؤ ○ اور موسیٰ (علیہ السلام)

مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰٓى اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾

کی قوم میں سے ایک ایسا گروہ بھی ہے جو (لوگوں کو) سچائی کی راہ چلاتا ہے حق اور سچائی سے ہی (ان کے معاملات میں) انصاف کرتا ہے ○

وَقَطَّعۡنٰهُمُ اثۡنَتَىۡ عَشۡرَةَ اَسۡبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى

اور ہم نے بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں کے (بارہ) گروہ بنائے اور جب موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے

مُوۡسٰٓى اِذِ اسۡتَسۡقٰٮهُ قَوۡمُهٗۤ اَنِ اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ‌ ۚ

(وادی سینا میں) موسیٰ (علیہ السلام) سے پانی مانگا (وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا) تو ہم نے ان پر وحی کی کہ آپ

فَانۡۢبَجَسَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ

(حورب پہاڑ کی اس سامنے والی) چٹان پر اپنی لاٹھی ماریئے (جب آپ نے لاٹھی ماری) تو فوراً بارہ چشمے پھوٹ نکلے (اور)

مَّشۡرَبَهُمۡ‌ ؕ وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡهِمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهِمُ

ہر گروہ نے اپنے پانی کی جگہ معلوم کر لی اور (وہاں سایہ نہ تھا تو) ہم نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا اور ان کی (غذا) کے لیے

الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى‌ ؕ كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ‌ ؕ وَ

من اور سلویٰ اتارا (تاکہ وہ دھوپ اور بھوک سے ہلاک نہ ہو جائیں اور ہم نے کہا:) یہ پاکیزہ غذا جو ہم نے تم کو عطا کی ہے

کن سے بن باپ کے پیدا ہوئے یعنی یہ پیغمبر عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھی نبی مانتے ہیں تو ایسے پیغمبر کا اتباع کرو جو سارے نبیوں کو مانتے ہیں اور ان کا دین قبول کرو کہ تم کو ہدایت نصیب ہو اور گمراہی سے بچو اور موسیٰ کی قوم سے بعض گروہ اچھے ہیں، لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں اور خود بھی عدل اور انصاف پر چلتے ہیں یعنی وہ جو نہر رمل یعنی دریائے اردن کے ادھر ہیں۔

۱۶۰- ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ فرقوں پر تقسیم و تفریق کیا، ساڑھے نو فرقے مشرق میں قریب مطلع آفتاب چین کے ملک کے پیچھے نہر رمل نہر اردن کے اوپر ٹھہرے جس کا نام اردن و فلسطین ہے اور نصف اور دو باقی دنیا میں اور موسیٰ نے جب ہم سے تیہ کے میدان میں اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے وحی بھیجی کہ اس پتھر پر جو تمہارے ساتھ ہے اپنی لاٹھی مارو، انہوں نے لاٹھی ماری، اس سے بارہ نہریں بہہ نکلیں، ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ اور سیرابی کا مقام جان لیا، ہم نے تیہ میں ان پر بادل کا سایہ بھیجا، دن کو آفتاب کی تیزی سے بچاتا تھا رات کو مثل چراغ کی روشنی پھیلاتا تھا۔ ہم نے وہاں ان کے لیے من و سلویٰ اتارا اور کہا کہ ہم نے جو تم کو پاک اور مبارک غیبی کھانا دیا ہے اس کو کھاؤ مگر اٹھا نہ رکھو، انہوں نے خلاف حکم

مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ

کھاؤ (اور ہماری فرمانبرداری کرو مگر) انہوں نے نافرمانی کر کے ہمارا کچھ بھی نہ بگاڑا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے رہے ○ اور (وہ واقعہ یاد

لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ

کرو) جب بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ اس بستی میں چل کر آباد ہو جاؤ (جس کی فتح کی تم کو بشارت دی گئی ہے) اور اس میں

شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

سے جہاں سے چاہو کھاؤ (پیو) اور (اللہ سے اپنے گناہوں کی) معافی مانگو اور اس دروازے میں (عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور)

لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ

سر جھکائے ہوئے داخل ہو تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ (انعام) عطا فرمائیں گے ○

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

تو ان میں سے ظالم نالائقوں نے جو ان سے کہا گیا تھا اس کو دوسری بات سے بدل دیا (بجائے معافی مانگنے کے اترانے لگے)

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

تو ہم نے ان پر آسمان سے ایک بڑا عذاب بھیجا (ان کے دشمنوں نے انہیں قتل کیا) اس وجہ سے کہ

ع ۲۰ ۵ ۱۰ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ

وہ ظلم کرتے تھے ○ اور (اے نبی ﷺ)! آپ ان (یہود) سے اس شہر (ایلہ) والوں کا حال پوچھئے

کیا' ہمارا کچھ نقصان نہ کیا' اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے تھے جو خلاف کرتے تھے' خود ہی تکلیف اٹھاتے تھے۔

۱۶۱ تا ۱۶۲۔ جب بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ اس گاؤں میں یعنی اریحا میں جاؤ اور وہاں جو چاہو کھاؤ اور وقت دخول ''حــطة'' کہو' طہ سے مراد یا کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے یا یہ دعا ہے کہ الٰہی! ہمارے گناہ دور کر دے بخش دے اور دروازہ اریحا میں عاجزی کرتے ہوئے جھکے ہوئے داخل ہوا گر ایسا کرو گے تو ہم تمہارے گناہ بخشیں گے اور نیکوں کی نیکیاں زائد کریں گے' تو ان لوگوں نے جو ظالم تھے اللہ کی بات کو بدل ڈالا اور اس کے بدلے کچھ اور کہا یعنی ''حــنـطة'' کہا' ہم نے ان پر آسمان سے رجفہ بھیجا یعنی طاعون اور ان کے ظلم کے بدلہ ان کو ہلاک کر دیا۔

۱۶۳ تا ۱۶۶۔ اے رسول! یہودیوں سے اس گاؤں والوں کا حال دریافت کرو جو دریا کے کنارے واقع تھا یعنی ایلہ' وہ لوگ باوجود ممانعت الٰہی سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کرتے تھے اور اس دن مچھلیاں بحکم الٰہی اکٹھی ہو کر گروہ در گروہ دریا کے بیچ میں سے کنارہ پر آ پڑتی تھیں اور جب سنیچر گزر جاتا تھا تو مچھلیوں کا پتہ بھی نہ لگتا تھا' ہم ان کا امتحان لیتے تھے اور ان کو ان کی

وقف لازم

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ

کہ جو سمندر کے کنارے تھا جب کہ وہ ہفتہ کے دن کے بارے میں (جس میں انہیں شکار سے روکا گیا تھا) حد سے بڑھنے

حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا

لگے (مچھلیوں کا شکار کرنے لگے) (کیونکہ) ان کے پاس (ان کی مطلوبہ) مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی پر (خوب) تیر آتی تھیں اور جس دن ہفتہ نہ

تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

ہوتا تو نہ آتیں (ان کو پکڑنے میں دشواری ہوتی تھی) ان کی نافرمانی کی (عادتوں کی) وجہ سے ان کو اس طرح آزماتے تھے ٥

معانقة ۷ عندالمتاخرین

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ

اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے (ان کی یہ نافرمانی دیکھ کر اپنے علماء سے) کہا کہ آپ ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہلاک

النصف

مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۗ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ

کرنے والا ہے یا ان کو (ان کی نافرمانی پر) سخت عذاب دینے والا ہے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے دربار میں معذرت کرنے (بری الذمہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ

ہونے) کے لیے اور شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں (نافرمانی سے بچ جائیں) (مگر ان کو کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی) ٥ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو

السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا

بھلا دیا جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو جو انہیں برائی سے منع کرتے تھے بچا لیا اور ظالم گناہگاروں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے

يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا

ہم نے برے عذاب میں مبتلا کیا ٥ پھر جب انہوں نے مخالفت کے حکم (پر عمل کرنے) سے سرکشی کی تو ہم نے ان کو حکم دیا کہ دھتکارے ہوئے ذلیل

نافرمانی کے سبب سے بلا میں ڈالتے تھے' ایک گروہ نافرمانوں کو نصیحت کرتا تھا' ایک گروہ خود تو نافرمانی نہ کرتا تھا مگر نصیحت کرنے والوں سے کہتا تھا کہ تم ان لوگوں کو جن کو عنقریب اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے اور مسخ فرمانے والا ہے اور جہنم کا عذاب شدید دینے والا ہے کیوں نصیحت کرتے ہو؟ وہ کہتے تھے کہ ہم اس لیے نصیحت کرتے ہیں کہ ہم پر اعتراض اور الزام نہ رہے اور ہم اپنے فرض سے فارغ الذمہ ہو جائیں اور شاید یہ نافرمانی سے بچ جائیں اور جب انہوں نے نہ مانا اور وہ بات جس کی نصیحت کی گئی تھی اور حکم دیا گیا تھا بھول گئے تو ہم نے ان کو جو برائی سے منع کرتے تھے نجات دی اور ظالموں کو یعنی مچھلیوں کے شکاریوں کو پکڑ لیا اور ان کی نافرمانی کے سبب عذاب شدید دیا' جب انہوں نے سرکشی اور انکار کیا تو ہم نے ان

قِرَدَةً خٰسِـِٔيْنَ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى

[illegible]

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ

[illegible]

الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ

[illegible]

مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ

[illegible]

وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا

[illegible]

الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ

[illegible]

[illegible] صورتیں مسخ ہو گئیں۔ تین گروہوں میں سے ایک یعنی شکاری [illegible] جو خاموش تھے ناجی ہوئے اور عذاب سے بچ گئے۔

۱۶۷ [illegible] قیامت تک کے لیے [illegible] سخت عذاب [illegible] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت [illegible] قیامت تک [illegible] آپ کا پروردگار جلد سزا دینے والا ہے یعنی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سخت عذاب [illegible] اور مسلمانوں کے لیے غفور رحیم ہے اور ہم نے ان کو زمین میں گروہ [illegible] نیک تھے [illegible] اوپر تھے وہ اچھے تھے اور کچھ [illegible] نیک تھے [illegible] نیک تھے۔ یہ مطلب ہو کہ بعض آدمی ایسے نیک نہ تھے [illegible] ہم نے ان [illegible] اچھائی برائی کا امتحان [illegible] آسمانی بارش اور ارزانی نعمت بھی دی اور [illegible] سے باز آجائیں اور توبہ کریں۔

۱۶۹ [illegible] وہ اچھے لوگ تھے [illegible] ان کے بعد ایسے لوگ بدبخت ناخلف پیدا ہوئے جو توریت کے وارث ہوئے اور اس میں [illegible] آخر الزمان کی نعت و صفت کو چھپایا اور اس دنیا ناپائیدار کی فنا ہونے والی دولت، رشوت وغیرہ

وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ

معافی ہی ملے گی اور اگر ایسا ہی (ناجائز) اور اسباب مال ومتاع ان کے ہاتھ آ جائے تو اس کو بھی نہ چھوڑیں (اور دین برباد ہو جائے تو کچھ پروا نہیں) کیا

الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ وَالدَّارُ

ان سے کتاب میں یہ عہد نہیں لیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے (دین کے) بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہنا اور جو کچھ کتاب میں حکم دیا گیا ہے کیا انہوں نے

الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ

پڑھا نہیں ہے (یاد رکھو) بے شک آخرت کا گھر (اور اس کا اجر) ان لوگوں کے لیے (دنیا کی خواہشوں سے) بہت بہتر ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں

بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۗ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾

(اے ناجائز طریقہ سے سمیٹنے والے یادریو!) کیا اتنی سی بات بھی تمہاری عقل میں نہیں آتی ○ اور جو لوگ اس کتاب (قرآن مجید) کو مضبوط پکڑتے ہیں

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ج

اور نماز قائم کرتے ہیں تو بے شک ہم نیکوں کا ثواب ضائع نہیں فرماتے ○ اور (یاد رکھو) جب ہم نے بنی اسرائیل کے اوپر (اپنے احکام منوانے کے

۲۱ ع ۹ ۱۱ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾ وَ

لیے) سائبان کی طرح پہاڑ اٹھایا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان پر گر ہی پڑے گا (جب وہ احکام ماننے کے لیے تیار ہوئے اور ان سے کہا گیا) جو

لے کر ثناء وصفت رسول کریم کو چھپانا اپنا پیشہ مقرر کیا اور پھر کہتے ہیں کہ عنقریب ہمارے گناہ بخش دیے جائیں گے، ہم نے جو گناہ کیے ہیں ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ یہ ایسے ہیں کہ اگر حرام مال رشوت جو لے چکے ہیں آج پھر ان کے پاس آئے تو اس کو حلال سمجھ کر کھا جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو نصیحت نہیں ہوتی اور خدا کا عہد توڑنے سے ان کو خوف نہیں آتا۔ کیا ان سے یہ عہد نہیں کیا گیا تھا اور توریت میں یہ میثاق نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ پر سوائے سچی بات کے اور کچھ نہ کہیں۔ انہوں نے سب پڑھا اور اس میں سب دیکھا اور نعت وصفتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حلال وحرام خوب سمجھا مگر دنیا کے لالچ میں آ کر نیک عمل خاک بھی نہ کیا، خیر ان کو دنیائے دنی وجہنم مبارک ہو، جنت تو انہی کے لیے ہے جو کفر وشرک وفواحش ورشوت وحرام خوری سے بچتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وصفت کے چھپانے اور کلام الٰہی کی تبدیلی و تحریف کرنے سے بچتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے یہودیو! کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے، جو کتاب کو مضبوط پکڑتے ہیں، اس پر کاربند ہیں، حرام وحلال مانتے ہیں، صفت رسول کریم نہیں چھپاتے، نماز قائم کرتے ہیں تو ہم ان کا جو اصلاح واحسان والے ہیں اور قول وفعل سے ہر طرح سے نیک ہیں، ذرہ بھر بھی ثواب ضائع نہ کریں گے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ یہودی جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔

۱۷۱۔ ہم نے بنی اسرائیل کے سروں پر طور پہاڑ اٹھا کر معلق کر دیا تھا جیسے شامیانہ ہوتا ہے اور ان کو غالب گمان بلکہ یقین

إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑلو اور جو کچھ حکم اس میں ہے اسے یاد کرو (اس کے مطابق عمل کرو) تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤO (اے نبی آپ یاد کیجیے)

أَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ ۚ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ أَنْ

جب کہ آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو (جو نسلاً بعد نسل پیدا ہونے والی تھی) باہر نکالا اور انہیں خود اپنے اوپر گواہ کیا (اس بات پر

تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ أَوْ تَقُوْلُوْٓا إِنَّمَآ

کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں، ہم سب گواہ ہیں (کہ تو ہی ہمارا رب ہے اور یہ اس لیے کیا تھا کہ ایسا نہ ہو) کہ

أَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ ۚ أَفَتُهْلِكُنَا

قیامت کے دن تم یہ کہو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھےO یا یہ کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد سے تھے

بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ

(تو ہم نے وہی طریقہ اختیار کیا جس پر پہلے لوگوں کو چلتے پایا) تو کیا تو ہم کو باطل پرست بے ہودہ لوگوں کے کام کی وجہ سے ہلاک کرے گاO اور ہم

ہو گیا کہ اگر توریت کو قبول نہ کریں گے تو پہاڑ ان کے سروں پر گر پڑے گا اور اس وقت کہا گیا تھا کہ اس کو خوب قوت سے مضبوط پکڑو اور ہمیشہ ہمیشہ اس پر عمل کرو اور جو اس میں لکھا ہے ثواب عقاب اس کو خیال میں رکھو، یا یہ کہ اس میں جو حکم ہے امر و نہی یا حلال و حرام اس کو خوب یاد رکھو، اس پر عمل کرو کہ خدا کے عذاب و غصے سے بچو اور پرہیزگاروں میں داخل ہو۔

۱۷۲ تا ۱۷۴۔ اے رسول! آپ کے پروردگار نے بروز میثاق آدم کی اور آدم کی اولاد کی پیٹھوں سے ان کی کل اولاد جو قیامت تک ہونے والی ہے نکالی اور اپنی قدرت اور ربوبیت پر ان کو گواہ بنایا اور ان سب کو خود اپنے اوپر بھی گواہ بنایا اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے شہادت دی کہ بے شک تو ہمارا معبود اور ہمارا رب ہے، ہم گواہی دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ تم بھی ان کے اقرار کے گواہ رہو اور آپس میں یہ بھی ایک دوسرے کے گواہ ہو جائیں کہ بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تو توحید سے غافل تھے ہمیں کیا خبر تھی، یا یہ کہ ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا اور عہد توڑا تھا، ہم تو ننھے بچے تھے ان کے بعد دنیا میں پیدا ہوئے تھے، ہم بھی ان کے مقتدی ہو گئے، پس کیا تو ہم کو ان کے سبب سے جو ہم سے پہلے کفر کر چکے اور گمراہی اور نافرمانی میں پڑ چکے عذاب دیتا ہے، یعنی کافر اس قسم کی لغو تقریریں بروز قیامت نہ کر سکیں۔ ہم نے ان سے بروز میثاق عہد لیا، یہ عہد انبیاء علیہم السلام ان کو یاد دلاتے رہے اور قیامت کو ان کو یہ عہد یاد دلایا جائے گا۔ ہم اسی طرح اپنی آیتیں مفصل اتارتے ہیں اور قرآن میں خبر میثاق وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کفر سے باز آئیں اور عہد قدیم کے پابند رہیں۔

يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ

اسی طرح کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں (تا کہ وہ سمجھیں) اور تا کہ وہ حق کی طرف لوٹیں O اور (اے نبی ﷺ!) آپ ان لوگوں کو اس آدمی کی خبر

مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا

پڑھ کر سنائیے جسے ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں (یعنی حق کی دلیلیں اور ان کی سمجھ) تو وہ ان سے نکل گیا (ان پر غور اور ان کا اتباع نہ کیا) تو شیطان اس

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ج فَمَثَلُهٗ

کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں سے ہوگیا O اور اگر ہم چاہتے تو ان نشانیوں کے ذریعہ اس کا مرتبہ بلند کر دیتے مگر وہ خود پستی کی طرف جھکا (اور دنیا پر

كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط

فریفتہ ہوگیا) اور اپنی خواہش کی پیروی کی تو اس کی مثال کتے کی سی ہوگئی' اگر تو اس پر حملہ کرے جب بھی ہانپے اور زبان نکالے اور اگر اس کو

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَاقْصُصِ

چھوڑ دے جب بھی وہ اپنی زبان نکالے' یہی مثال ان لوگوں کی ہے کہ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو (اے نبی ﷺ!)

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَاِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ

آپ یہ قصے (ان لوگوں کو) سنائیے تا کہ وہ ان میں غور وفکر کریں O کیا ہی بُری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں

۱۷۵ تا ۱۷۶- اے رسول! ان لوگوں کو اس شخص کا قصہ سناؤ جس کو ہم نے اپنی آیتیں اور اسم اعظم سکھایا تھا مگر وہ ان سے نکل گیا کیونکہ جب ان سے وہ فائدہ مند ہوا تب اس کے پیچھے شیطان لگ گیا اور اس کو اپنے فریب میں لے آیا اور وہ فاسق وگمراہ ہوگیا' کافروں میں داخل ہوا' اگر ہم چاہتے تو اسم اعظم کی برکت سے اس کو آسمان پر بلا لیتے' پھر اس کو زمین کا بادشاہ بنا لیتے لیکن اس نے زمین میں پستی کی طرف جھکنا اختیار کیا اور اپنی یا بادشاہ وقت کی ناجائز خواہشوں اور ہوا و ہوس کا متبع ہوگیا۔ تو اس کی مثال کتے کی سی ہے جو ہر وقت زبان نکالے ہوئے ہلاتا رہتا ہے اور حرص میں ڈوبا ہوا رہتا ہے' اگر کتے کو مارو گے' حملہ کرو گے' جھڑک دو گے تو بھی زبان ہلاتا رہے گا اور اگر اس کو نہ مارو گے بیٹھا رہنے دو گے تو بھی زبان ہلائے گا' اسی طرح خواہ اس کو سمجھاؤ یا نہ سمجھاؤ یہ نہ مانے گا اور دنیا کی محبت میں ڈوبا رہے گا۔ یونہی مثل ان یہود ونصاریٰ ومشرکین کی ہے جو آج کل ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہتے ہیں اور رسول وقرآن کو نہیں مانتے۔ پس اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان یہودیوں وغیرہ کو قصے اور مثلیں قرآن کی سناؤ کہ اس کی امثال پر غور کریں۔ بعض کے نزدیک وہ شخص بلعم باعور ہے' اس کو اسم اعظم معلوم تھا' کافروں کے کہنے سے اس نے موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کی۔ موسیٰ اور بنی اسرائیل سب میدان تیہ میں گرفتار ہوئے' جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو معلوم ہوا تو آپ نے اس کے حق میں بددعا کی تو اسم اعظم و ایمان و معرفت اس سے سب چھن گیا اور وہ کافر ہو کر مر گیا۔ بعض کے نزدیک وہ امیہ بن الصلت بڑا زاہد عابد تھا' کتب آسمانی سے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿١٧٧﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

کو جھٹلایا (وہ ہمارا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے بلکہ) وہ خود اپنی جانوں پر ہی ظلم ڈھاتے رہے O (حقیقت یہ ہے کہ) جس کو اللہ

فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٧٨﴾

ہدایت دے وہ ہی سیدھے راستہ پر آ جاتا ہے اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے وہی بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں O

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا

اور کتنے ہی جن اور انسان ہیں جنہیں ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے (یعنی ان کے کفر و بدعملی کی وجہ سے ان کا انجام جہنم ہے) ان کے دل (اور ان

يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا

میں عقلیں) ہیں جن سے وہ سمجھ کا کام نہیں لیتے اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے (عبرت سے) نظر نہیں کرتے اور ان کے کان ہیں جن سے (حق بات)

يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٧٩﴾

نہیں سنتے (یعنی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے) وہ (اپنی عقل و حواس کا استعمال کھو کر) چوپاؤں کی طرح ہو گئے بلکہ ان سے بھی زیادہ کھو گئے یہی لوگ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

غفلت میں ڈوب گئے (اور تباہ ہو گئے) O اور اللہ تعالیٰ کے اچھے نام ہیں تو اس کو انہی ناموں سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے نام میں کج روی

واقف تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منتظر تھا اور جب حضور مبعوث ہوئے اور آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے انکار کیا اور کافر ہو کر مر گیا۔

۱۷۷ تا ۱۷۹۔ قوم یہود کی جس نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور رسول اور قرآن کو نہ مانا کتے کی سی مثل ہے' کیا ہی بری مثل ہے۔ یہ لوگ جو کفر کرتے ہیں تو اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں' اس کی سزا پائیں گے۔ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جس کو خدا ہدایت کرتا ہے اور اپنے سچے دین کی راہ دکھاتا ہے تو وہ ہدایت پاتا ہے۔ جس کو وہ گمراہی میں چھوڑتا ہے وہ خود نقصان میں ہے' کامیابی سے دور ہے' قیامت میں نقصان ہی میں پڑے گا اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سی مخلوق جن و انس پیدا کی اور ان کے دل ایسے سخت ہیں کہ حق و باطل کو نہیں سمجھ سکتے اور آنکھیں ایسی ہیں کہ ان سے حق نہیں دیکھ سکتے' کان ایسے ہیں جن سے حق نہیں سن سکتے یعنی انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے اپنے سارے حواس معطل کر دیے ہیں' ان سے انصاف سے کام نہیں لیتے ہیں۔ بظاہر دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں مگر حق بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ لوگ حق سمجھنے میں مثل چار پایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی کہیں زائد گمراہ کہ یہ تو قیامت و آخرت اور حکم خدا کے اپنی ہٹ دھرمی سے منکر ہیں' مانتے ہی نہیں۔

۱۸۰ تا ۱۸۳۔ اے مسلمانو! اللہ کے نام پاک بہت سے ہیں جو اس کی صفات کاملہ پر دلالت کرتے ہیں' علیم علم پر' قدیر قدرت پر' بصیر بصر پر' اللہ کو ان ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں' ان کا انکار کرتے ہیں اور

فِیْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

کرتے ہیں اور حق سے نکلتے ہیں (یعنی اپنی طرف سے ایسے نام گڑھ لیتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں) وہ عنقریب اپنے کیے کا بدلہ پائیں گے ○

یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۲۲ ع ۱۰ ۱۲

اور ہماری مخلوق میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے کہ جو حق کی رہنمائی کرتا ہے اور حق سے ہی انصاف کرتا ہے ○ اور جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ

ہم انہیں آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں ان کو خبر بھی نہ ہوگی ○ اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں (اور مہلت پر مہلت دیتا

مَتِیْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ

ہوں کہ وہ عبرت حاصل کریں) بے شک میری پوشیدہ تدبیر بہت مضبوط ہے (جس سے وہ چھوٹ نہیں سکتے) ○ کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ان کے

مُّبِیْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ

صاحب (ﷺ) دیوانے نہیں، وہ تو صرف کھلم کھلا ڈر سنانے والے ہیں ○ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی سلطنت (اور انتظام) اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کی

اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ

ہوئی کسی چیز کی طرف (غور سے) نظر نہ کی اور اس کی طرف بھی کہ شاید ان کی اجل قریب آ گئی ہو (یعنی یہ ساری باتیں اگر انہیں ہوشیار نہیں کر سکتیں)

اس کے اسماء وصفات کو نہیں مانتے چھوڑ دو، ان سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ یا یہ کہ جو اس کے اسماء وصفات کے اقرار سے روگردانی کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ "یلحدون" میں دو قرأتیں ہیں، الحاد سے ہو تو اس کے معنی انکار کرنا جدال کرنا ہیں یا لحد سے ہو جس کے معنی روگردانی کرنے کے ہیں پہلی تقدیر پر "یـــا" کو پیش ہوگا دوسری پر زبر، یا یہ کہ اس کے ناموں سے بتوں کے نام مشتق کرتے ہیں اور ان کے نام اس کے ناموں سے مشابہ کرتے ہیں جیسے لات بت کا نام اللہ سے نکالا اور عزیٰ کا عزیز سے مناۃ کا منان سے۔ عنقریب ان کے کرتوتوں اور بداعمالیوں کا ان کو بدلہ دیا جائے گا یعنی قیامت میں اور ہماری مخلوق میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو دوسروں کو حق بات کا حکم کرتی ہے اور ہدایت کرتی ہے اور خود آپ بھی اس پر کاربند ہوتی ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں، ہماری کتاب قرآن اور ہمارے رسول کو نہیں مانتے یعنی ابوجہل وغیرہ جو مسخراپن کرتے ہیں، ہم عنقریب ان کو سخت عذاب میں پکڑ لیں گے اور اس طرح یکا یک عذاب پہنچائیں گے کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے، چنانچہ اللہ نے ان کو ایک ہی دن میں ہلاک کیا اور ہر شخص کو وہ عذاب دیا جو دوسرے کو دیا اور ان میں کچھ لوگوں کو کچھ دنوں کے لیے مہلت دیتا ہوں اور میرا عذاب اور میری پکڑ بہت شدید ہے اس سے بچ کر کوئی نہیں نکل سکتا۔

۱۸۴ تا ۱۸۶- کیا ان کافروں نے آپس میں اتنا غور بھی نہیں کیا کہ ان کے صاحب یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ جادوگر ہیں نہ کاہن نہ مجنون، پھر خود ہی کہا: بلکہ ان کے ہادی ہیں، ہرگز ان پر جنون کا کوئی اثر نہیں۔ جنون نے ان کو نصیب اعداء

حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَ

تو پھر اس کے بعد اور کون سی بات ہوسکتی ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے O (حقیقت یہ ہے کہ) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے تو اس کو کوئی

يَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ

بھی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ ان کو ان کی (گمراہی اور) سرکشی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے O اور (اے نبی ﷺ!) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ

پوچھتے ہیں کہ اس کا وقت کب مقرر ہے، آپ فرما دیجئے کہ اس کا (ذاتی) علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت کو تو صرف وہی ظاہر فرمائے گا

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ

کیونکہ وہ آسمان اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہے، وہ تو تم پر اچانک آ جائے گی، وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا آپ نے اس کی پوری تحقیق کر

عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

رکھی ہے، آپ فرما دیجئے کہ اس کا (ذاتی) علم تو خاص اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کسی کو قیامت

وقف لازم
وقف منزل

چھوا بھی نہیں۔ وہ تو ایک رسول ہیں ڈرانے والے اور اللہ تعالیٰ کے احکام ان کی عربی زبان میں جس کو وہ جانتے ہیں صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ کیا مکہ والوں نے اور سب کافروں نے آسمان کے ملکوت آفتاب، ماہتاب، ستارے، ابر و باد نہیں دیکھے اور زمین کے ملکوت یعنی درخت، پہاڑ، دریا، چارپائے اور جو کچھ چیزیں خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اس میں غور نہیں کیا۔ کیا یہ نہیں سمجھے کہ ان کی موت اور ہلاکت قریب ہوگئی ہے اگر یہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے تو پھر کون سی کتاب ہے جو اس سے اچھی ہوگی ایمان لائیں گے۔ جن کو خدا تعالیٰ اپنے دین سے گمراہی میں چھوڑتا ہے تو اس کا کوئی ہادی و مرشد نہیں ہوتا، خدا تعالیٰ ان کو ان کے کفر و گمراہی میں چھوڑے رہتا ہے تاکہ کچھ دنوں تک اندھوں کی طرح بھٹکتے پھریں۔

۱۸۷- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اہل مکہ آپ سے قیامت کا حال دریافت کرتے ہیں اور اس کا وقت پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی اور اس کی مدت کتنی ہے اور اس کے قائم ہونے میں کتنی دیر ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کے قیام اور وقت کا ذاتی علم تو میرے پروردگار کو ہی ہے، وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا اور اس کا علم اور وقت اگر کوئی کسی کو بتلا سکتا ہے تو وہی بتلا سکتا ہے۔ اس کا علم، قیام اور وقت سب اہل آسمان اور زمین کے لیے بھاری بات ہے اور کسی کو خود بخود اس کا علم نہیں ہوسکتا اور اس کے آنے کا انتظار اور اس کے قائم ہونے کی خبر بوجہ ان کی سختی اور مصائب کے سب پر گراں ہے، قیامت جب بھی آئے گی تو یکا یک آئے گی۔ آپ سے یہ قیامت کا حال یوں دریافت کرتے ہیں کہ گویا آپ کو اس کا حال خود بخود معلوم ہے اگر "حفی" کے معنی عالم کے ہوں یا یہ کہ آپ کے قائل کرنے کو پوچھتے ہیں تو گویا آپ ان کے خیال میں جاہل ہیں، اگر "حفی" بمعنی غافل کے ہو۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ اس کا ذاتی علم، اس کے قیام کا وقت اللہ تعالیٰ ہی کے پاس اور اسی کے علم میں ہے مگر اکثر لوگ اہل مکہ وغیرہ اس بات کو نہیں جانتے اور تصدیق نہیں کرتے

معانقہ ۸ عند المتاخرین ۱۲
۲۳ ع ۷ ۱۳

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ

وغیرہ کا علم نہیں ہوسکتا) ۝ اے نبی! (ﷺ) آپ فرمائیے کہ میں اپنے نفع اور نقصان کا (ذاتی طور پر) خود مالک اور مختار نہیں مگر اسی قدر جتنا اللہ تعالیٰ

كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ

نے چاہا اور اگر میں (ذاتی طور پر) خود بخود غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی

السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۸۸ ع هُوَ الَّذِيْ

اور نقصان نہ پہنچتا' میں تو صرف ایمان لانے والوں کے لیے ڈر سنانے والا اور خوشخبری پہنچانے والا ہوں ۝ وہی ہے جس نے تم کو

کہ قیامت یقیناً آئے گی اور اس کا علم بغیر اللہ کے بتائے کسی کو نہیں ہوسکتا۔

۱۸۸- اہل مکہ کہتے تھے کہ آپ کو قحط وغیرہ کی تکلیف کیوں ہوتی ہے' آپ پہلے سے حال دریافت کر کے احتیاط کر لیا کریں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ میں اپنے آپ کو نفع پہنچانے کا یا اپنے سے نقصان دور کرنے کا بالذات مستقل مالک نہیں ہوں مگر یہ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے اس کا مجھے اختیار حاصل ہے۔ مجھ کو کوئی مستقل منصب حاصل نہیں۔ نہ مجھے علم غیب بالذات ہے اگر میں بالذات غیب جانتا ہوتا تو مجھ کو بہت بھلائی اور نفع ملتا اور تکلیف میرے پاس تک نہ پھٹکتی کیونکہ میں خدا ہوتا اور خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں خدا نہیں ہوں اس کا رسول ہوں' جو کچھ نفع نقصان خدا پہنچانا چاہے پہنچا سکتا ہے یا اگر میں خود بخود غیب جانتا ہوتا کہ تم پر کب عذاب آئے گا تو اس کا شکریہ خوب ادا کر لیتا اور مجھ کو تمہارے لیے غم نہ ہوتا' یا یہ کہ اگر مجھے میری موت کا ذاتی علم ہوتا کہ کب آئے گی تو بہت سے عمل صالح کر لیتا اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی' یا یہ کہ اگر قحط وخشک سالی اور گرانی کی خبر ہوتی تو میں پہلے سے سامان نعمت جمع کر لیتا تو مجھ کو تکلیف نہ ہوتی مگر میں تو صرف نذیر ہوں یعنی دوزخ سے ڈرانے والا ہوں اور بشیر یعنی جنت کی خوشخبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو دوزخ اور جنت پر ایمان لاتے ہیں اور میں تو رسول ہوں' جو کچھ اللہ تعالیٰ مجھ کو بذریعہ وحی بتلاتا ہے وہ جانتا ہوں یعنی میں خود بخود کسی غیب کے جاننے کا دعوی نہیں کرتا ہوں۔ علم غیب اللہ تعالیٰ کی وحی سے حاصل ہوسکتا ہے اس آیت میں ذاتی علم غیب کی نفی کی گئی ہے بذریعہ وحی انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہونا سورۂ جن کی اس آیت سے ثابت ہے ''**عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الامن ارتضی من رسول**'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے' وہ اپنے غیب خاص پر سوائے برگزیدہ وپسندیدہ رسول کے کسی کو اطلاع نہیں دیتا اور سورۂ آل عمران کی اس آیت ہے ''**ما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء**'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اے لوگو! تم سب کو اپنے خاص غیب پر اطلاع دے دے لیکن غیب پر اطلاع دینے کے لیے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ اور سورۃ النساء کی اس آیت سے ''**وعلمک مالم تکن تعلم**'' ترجمہ: اے حبیب! آپ کے رب نے آپ کو وہ تمام علوم غیبیہ وعلوم اسرار وعلوم احکام سکھا دیے جو آپ خود نہ جان سکتے تھے اور آپ پر بڑا اللہ کا فضل ہے (تفسیر مدارک وخازن وغیرہ۔ قادری)

۱۸۹ تا ۱۹۰- اللہ پاک وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور ان سے یعنی اس مٹی سے ان کی بیوی پیدا کی یعنی حضرت حوا کو آدم کی مٹی سے نکالا کہ ان کے ساتھ رہیں۔ جب حضرت آدم نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا (بیوی کو) پیدا کیا تاکہ وہ اس سے آرام پائے' پھر جب کہ مرد اس پر چھایا

اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ

تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا تو وہ اسے لیے پھرتی رہی' پھر جب کہ وہ زیادہ بوجھل ہو گئی تو ان دونوں نے اپنے رب

دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر تو ہم کو جیسا چاہیے (اچھا بچہ) دے گا تو ضرور ہم تیری شکر گزاری کرتے رہیں گے ○

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ

پھر جب کہ اس نے ان دونوں کو جیسا چاہیے (پورا بچہ) دیا تو ان دونوں نے اس کے دیئے ہوئے میں اس کے شریک بنا لیے تو اللہ تعالیٰ ان کے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ زصلے

شرک سے برتر اور بلند ہے ○ کیا وہ ایسوں کو اس کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہوں ○

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ

اور نہ وہ ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (بلکہ وہ بے حس ہیں) ○ اور اگر تم ان کو

ان سے صحبت کی تو ان کو پہلے تو حمل خفیف ہوا' نطفہ ٹھہرا۔ وہ ذرا دقت سے چلتی پھرتی تھیں' جب وہ بھاری ہو گیا تب شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ کوئی چار پایہ ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر تو نے ہم کو صالح یعنی جیتا جاگتا اچھا آدمی کا لڑکا بخشا تو ہم شکر کریں گے' اللہ تعالیٰ نے ان کو جب صالح آدمی بخشا تو انہوں نے دو نام رکھے' ایک عبداللہ دوسرا عبدالحارث یعنی نام رکھنے میں شیطان کو بھی شریک کر لیا۔ اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی تھی یعنی فرزند صالح۔ یہ کفار مکہ وغیرہ جن چیزوں کو خدا تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں یعنی بتوں وغیرہ کو۔ اللہ تعالیٰ ان سے مبرا اور برتر ہے۔

ف: اس روایت کو آدم علیہ السلام سے منسوب کرنا منصب نبوت کے خلاف ہے۔ یہ کوئی معتبر روایت نہیں' قابل اعتبار نہیں' بنی اسرائیل کی گھڑنت ہے (قادری غفرلہ)۔

ف: بعض کے نزدیک یہ آیت قصی اور ان کی زوجہ کے بارے میں اتری یہ ممکن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کفار مکہ آدم علیہ السلام کی طرف شرک کی نسبت کرتے ہیں۔ ''جعلا لہ شرکاء'' بطور استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ آدم اور حوا ہرگز مشرک نہ تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف: یہ آخری دو توجیہیں قابل قبول ہیں۔ مسئلہ: انبیاء علیہم السلام شرک وغیرہ کبیرہ گناہ بلکہ صغیرہ گناہ سے بھی معصوم ہوتے ہیں' ان کی طرف شرک کی نسبت غلط ہے۔ (قادری)۔

۱۹۱ تا ۱۹۲- کیا یہ کافر اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جو کسی کو پیدا نہیں کر سکتیں اور

تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَتَّبِعُوۡكُمۡ‌ؕ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ اَدَعَوۡتُمُوۡهُمۡ

سیدھی رات کی طرف بلاؤ تو وہ تمہارے پیچھے نہ آئیں گے' تو تم کو یکساں ہے کہ ان کو

اَمۡ اَنۡتُمۡ صَامِتُوۡنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

پکارو یا چُپ رہو (نہ پکارو) O بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو (وہ بھی تو)

عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ‌ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ

تم ہی جیسے بندے ہیں تو ان کو پکار دیکھو اگر تم سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تمہیں

صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمۡ اَرۡجُلٌ يَّمۡشُوۡنَ بِهَآ‌ اَمۡ لَهُمۡ اَيۡدٍ يَّبۡطِشُوۡنَ

جواب دیں (تمہاری فریاد رسی کریں) O کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں

بِهَآ‌ اَمۡ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ يُّبۡصِرُوۡنَ بِهَآ‌ اَمۡ لَهُمۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ

جن سے وہ پکڑ سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھ سکیں یا ان کے ایسے کان ہیں جن سے

بِهَا‌ؕ قُلِ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ كِيۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۱۹۵﴾

وہ سن سکیں تو آپ (ان سے) فرمائیے کہ تم اپنے سب معبودوں کو بلالو پھر سب مل کر مجھ پر داؤ چلاؤ اور مجھے مہلت بھی نہ دو O

نہ کسی کو زندگی بخش سکتی ہیں' بلکہ خود پتھروں سے تراشے جاتے ہیں' وہ ان لوگوں کی نہ مدد کر سکتے ہیں نہ نفع نقصان دے سکتے ہیں' نہ اپنے آپ کو اس چیز سے بچا سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ارادہ کرے۔

۱۹۳- اس کا خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہو سکتا ہے اور کفار سے بھی' یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ ان کافروں کو ہدایت اور توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز آپ کی پکار پر نہ چلیں گے اور دعوت کو قبول نہ کریں گے' خواہ تم چپ رہو خواہ تم ان کو بلاؤ دونوں برابر ہیں' وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس کا خطاب کفار سے بھی ہو سکتا ہے کہ اے کفار! خواہ تم اپنے بتوں کو پکارو خواہ نہ پکارو وہ نہ بولیں گے' ان کو حق کی طرف بلاؤ یا نہ بلاؤ وہ نہ آئیں گے کہ وہ تو پتھر ہیں وہ بلانا کیا سمجھیں۔

۱۹۴ تا ۱۹۸- اے کافرو! تم جن پتھروں کی عبادت کرتے ہو اور ان کو خدا تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو وہ تم جیسی ہی تمہاری مخلوق ہیں' اگر وہ عبادت کے لائق ہوں تو ذرا ان کو پکارو اور وہ تم کو جواب دیں اور تمہاری بات سنیں' اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں تو تم سے باتیں کیوں نہیں کرتے' یہ کیونکر مدد کر سکتے ہیں' کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ بہتری کی طرف چل سکتے ہیں اور کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کچھ لے دے سکتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ تمہاری عبادت دیکھ سکتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے یہ تمہاری دعائیں سن سکتے ہیں؟ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ تم سب اپنے معبودوں کو پکارو اور ان کو جمع کرو اور ان سے مدد چاہو' پھر مجھ کو ہلاک کرنے کا کوئی حیلہ نکالو اور میں مہلت بھی نہیں

إِنَّ وَلِـۧيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ ﴿۱۹۶﴾

بے شک میرا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ جس نے (یہ) کتاب اتاری اور وہی نیکوں کو دوست رکھتا ہے (ان کی مدد کرتا ہے) O

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَآ

اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو اور پوجتے ہو نہ وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ وہ خود اپنی

أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۷﴾ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوا ۖ

ہی مدد کر سکتے ہیں O اور (اے نبی علیہ السلام!) اگر تم مشرکین کو راہ راست کی طرف بلاؤ تو وہ سنتے ہی نہیں اور آپ انہیں اپنی طرف تکتے ہوئے دیکھتے ہیں

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ

حالانکہ ان کو کچھ بھی نہیں سوجھتا (یعنی بصیرت کی نظر سے انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ورنہ وہ ضرور ایمان لے آتے) O (اے نبی علیہ السلام!) ان سے

بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِينَ ﴿۱۹۹﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

درگزر فرمایئے اور اچھی باتوں کا حکم دیتے رہیے اور جاہلوں (کی باتوں) سے منہ پھیر لیجئے O اور (اے سننے والے!) اگر

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهٗ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۰۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ

شیطان کی طرف سے تجھے کوئی وسوسہ پہنچے تو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ' بے شک وہی سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے O بے شک جو لوگ

مانگتا' تم مجھ کو ابھی ہلاک کرو۔ تاخیر نہ کرو میں موجود ہوں۔ آپ کہہ دیں کہ میرا ولی و حافظ و ناصر اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب یعنی قرآن پاک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معرفت اتارا اور وہ اپنے صالح بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی ان میں تمہاری مدد کی اور نفع پہنچانے کی بالکل طاقت نہیں اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں نہ دوسروں کو بچا سکتے ہیں۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ تو پتھر ہیں' اگر ان کو حق کی طرف بلاؤ گے یہ نہ سنیں گے اور نہ جواب دیں گے کیونکہ یہ تو بے حس و حرکت پتھر ہیں' ان کو ایسا تراشا گیا ہے اور ایسی آنکھیں بنائی ہیں کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم کو دیکھتے ہیں حالانکہ ان میں دیکھنے کی طاقت نہیں۔ (قادری)

۱۹۹- ''عفو'' کے معنی زائد ہیں یعنی جو کچھ اپنے اور اہل و عیال کے کھانے پینے سے مصارف باقی رہے اس کو لے لو۔ اس معنی پر یہ حکم بابت زکوٰۃ منسوخ ہوگا یا یہ کہ جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو تم سے قطع تعلق کرلے اس سے ملو اور اچھائی اور احسان کا حکم کرو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو یعنی ابوجہل وغیرہ جو مسخرا پن کرتے ہیں کرنے دو۔ یہ حکم آیت جہاد سے منسوخ ہے۔

۲۰۰ تا ۲۰۲- اگر شیطان کا وسوسہ اور دھوکہ فریب تم کو آ کرستائے اور بہکانا چاہے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ اور حفاظت مانگو وہ دعا کا سننے والا اور وسوسوں کا جاننے والا ہے' جو لوگ کفر و شرک اور شیطان کے وسوسوں سے بچتے ہیں جب ان کو شیطان کا خیال اور وسوسہ آ کرستاتا ہے اور چھیڑتا ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں اور ذکر الٰہی کرتے ہیں' فوراً اس سے بچ جاتے

اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ

متقی (ڈرنے والے) ہیں جب شیطان کی طرف سے ان کو کوئی وسوسہ چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چونک جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی

مُّبْصِرُوْنَ ﴿٢٠١﴾ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾

ہیں (غفلت کا پردہ ہٹ جاتا ہے) O (مگر) جو شیطان کے بھائی بند ہیں تو انہیں وہ گمراہی میں کھینچے لیے جاتے ہیں پھر وہ اس میں ذرا بھی کمی

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ط قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ

نہیں کرتے (اور ان کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں) O اور (اے حبیب ﷺ!) جب آپ (ان کی فرمائش کے مطابق) ان کے پاس کوئی

مَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ج هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ

آیت نہیں لاتے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نے کوئی آیت دل سے کیوں نہ بنالی آپ فرمائیے کہ میں تو اسی پر چلتا ہوں کہ جو میری طرف میرے رب کی طرف

رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا

سے وحی کی جاتی ہے (اس میں میری بناوٹ کو کیا دخل اور دلیل تو یہ قرآن ہی کافی ہے) یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے آنکھیں کھولنے

لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

والے دلائل کا سرمایہ ہے اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں سراپا ہدایت اور رحمت ہے O اور جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اسے (جی لگا کر)

ہیں۔ گناہ میں نہیں پڑتے ہیں اور کافروں کے بھائی یعنی شیاطین ان کو خوب گمراہی اور کفر اور گناہ میں کھینچے کھینچے پھرتے ہیں کبھی کوئی وسوسہ ڈالا، کبھی کوئی وسوسہ ڈالا، کبھی کوئی رنگ نکالا، پھر یہ بھی ان کے پیچھے سے نہیں چھوٹتے اس گمراہی میں پڑے رہتے ہیں۔ کیونکہ کافر شیطان کی اطاعت کرتے ہیں اس لیے ان کو شیطانوں کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ (قادری غفرلہ)

٢٠٣- مکہ کے کافر نئی نشانیاں اور معجزے مانگتے ہیں اور جب آپ وہ پیش نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے کیوں یہ معجزے اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر نہ دکھائے یا یہ کہ یہ نشانیاں خود گھڑ کر نہ دکھائیں۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ میں تو اس بات کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے مجھ پر وحی آتی ہے۔ یہ قرآن پاک صاف صاف بیان توحید ہے، اس کے امر و نہی ظاہر ہیں جس میں حکمتیں بھری ہیں۔ ایمان لانے والوں، مسلمانوں کے لیے ہدایت ہے، گمراہی سے بچانے والا اور رحمت ہے عذاب سے چھڑانے والا ہے۔

٢٠٤ تا ٢٠٥- اے مسلمانو! جب قرآن پاک پڑھا جائے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں آواز سے قرآن پاک پڑھیں تو تم اس کو سنتے رہا کرو اور چپ کھڑے رہا کرو تم نہ پڑھا کرو تا کہ تم پر رحمت ہو اور عذاب سے بچو۔

ف: اس آیت سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں خواہ قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہو خواہ آہستہ جیسے ظہر و عصر مقتدی کو الحمد یا کچھ قرآن وغیرہ پڑھنا جائز نہیں، بلکہ جہری نماز میں سننا اور خاموش رہنا فرض ہے اور سری نماز میں خاموش

تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ

سنواور (جب تک پڑھا جائے) چپ رہوتا کہ تم پر (رحم اور) مہربانی کی جائے (اور تم ہدایت پر قائم ہو جاؤ) O اور میں صبح اور شام اپنے دل میں عجز و نیاز کے ساتھ

الْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

ڈرتے ہوئے اور زبان سے بھی آہستہ آہستہ بغیر پکارے ہوئے یاد کیا کرو اور غافلوں میں سے نہ بنو O اور بے شک جو آپ کے رب کے دربار میں (مقرب) ہیں

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدۃ ع ۲۴ ۱۸ ۱۴

وہ کبھی بڑائی اور تکبر میں آ کر اس کی عبادت سے باز نہیں رہتے ہیں اور وہ اس کی پاکی بیان کرنے اور ثناء میں مشغول رہتے ہیں اور اسی کے آگے سربسجود رہتے ہیں O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ انفال مدنی ہے | اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے | اس میں پچھتر آیات' دس رکوع ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

(اے رسول ﷺ!) لوگ آپ سے مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں' آپ فرمائیے کہ مال غنیمت

رہنا۔ کیونکہ امام قرأت کرتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ ''من کان له امام فقراء ۃ الا مام له قراء ۃ'' ترجمہ: جس کسی کا کوئی امام ہے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے' امام اعظم رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ اگر مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے گا تو گناہ گار ہوگا کیونکہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کا سننا اور خاموش رہنا فرض ہے' جب امام آہستہ پڑھتا ہو تو خاموش رہنا ضروری ہے کیونکہ امام کا قرأت کرنا اوپر کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے اور آیت ''اذا قرئ القران'' عام ہے یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہنا اور سننا فرض ہے خواہ نماز میں خواہ نماز کے علاوہ۔ چند آدمی جو مل کر قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ جب ایک پڑھے تو باقیوں کو سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے۔ (قادری غفرلہ)

اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنے پروردگار کی یاد اپنے دل ہی دل میں کیا کریں جب ظہر یا عصر میں امام ہوا کریں بڑی عاجزی سے اور خشوع وخضوع سے پڑھا کریں اور کوئی مقتدی آپ کا جب بھی کچھ نہ پڑھا کرے یعنی ظہر و عصر میں بھی مقتدیوں کو قرآن شریف پڑھنا جائز نہیں اور صبح کے وقت اور شام یعنی مغرب وعشاء میں ذرا آواز سے پڑھا کریں مگر بہت چلا کر چیخ کر نہیں اور قرآن پاک کی قرأت سے کسی وقت غافل نہ ہوں یعنی قرآن پڑھنا نہ چھوڑیں خواہ امام ہوں خواہ اکیلے یعنی نماز میں قرآن شریف پڑھنا ضروری ہے' امام کو بھی اور اکیلے پڑھنے والے کو بھی۔

۲۰۶۔ جو لوگ آپ کے پروردگار کی بارگاہ کے مقرب ہیں یعنی فرشتے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر وغرور نہیں کرتے ہیں' اس کے معبود ہونے کا اقرار کرتے ہیں' اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں' اس کے لیے سجدہ کرتے ہیں' نماز ادا کرتے ہیں (سجدہ)۔ واللہ اعلم بالصواب

سورۃ الانفال

۱۔ اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! صحابہ کرام بروز بدر مال غنیمت کے متعلق آپ سے مسئلہ پوچھتے ہیں اور

اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ‌ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ

کے مالک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں (وہ جس طرح تم کو عطا فرمائیں اس پر راضی رہو) تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور آپس میں میل

مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿١﴾ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ

رکھو (اور باہمی معاملات درست رکھو) اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرو ○ ایمان والے تو وہی ہیں جب (ان

قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى

کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اس سے ان کا ایمان

رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۚ ۖ ﴿٢﴾ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

اور زیادہ تروتازہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ○ وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ (ہماری

رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؕ ﴿٣﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا‌ ؕ لَهُمۡ

راہ میں) خرچ کرتے ہیں ○ وہ ہی سچے مسلمان ہیں' ان ہی کے لیے ان کے رب کے دربار میں

دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۚ ﴿٤﴾ كَمَاۤ

(بلند) درجے ہیں اور بخشش اور عزت کی روزی ○ (یہ حکم تقسیم غنیمت کا بھی بظاہر ایسا ہی ناگوار ہے) جیسا کہ آپ

کارگزار لوگ اپنے حصہ سے زائد مانگتے ہیں' تم کہہ دو کہ غنیمتوں کا اختیار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہے۔ وہ جس طرح چاہیں گے تقسیم کریں گے۔ یا یہ کہ کل اختیار اللہ کو ہے اور رسول اس کے نائب ہیں' ان کا تصرف بھی اس میں نافذ ہے پس تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور مال غنیمت بے اجازت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) لینے سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو۔ مخالفت وفساد نہ ڈالو۔ مال دار غنی فقیر کو اور قوی ضعیف کو اور جوان بوڑھے کو اپنا حصہ دے دے تو بہت بہتر ہے اور امر صلح میں خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو کہ تم خدا تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو۔ بروز بدر غنیمت کے بارے میں کچھ اختلاف پڑا تھا۔ بوڑھے اور ضعیف لوٹ میں شریک نہ تھے' جوان چاہتے تھے کہ جو کچھ جس نے لوٹا ہے اسی کا ہو جائے' حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کو سب میں برابر تقسیم کی' اس بارے میں یہ آیات اتریں یعنی رسول کریم کو اختیار ہے جس کو جتنا چاہیں دے سکتے ہیں ان کا حکم مانو۔

۲ تا ۴۔ اصل مسلمان وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل اس کی عظمت وجلال سے تھرا اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ جو حکم صلح وغیرہ کا دیتا ہے اس کو دل سے مانتے ہیں۔ جب ان پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں یعنی قرآن پاک تو ان کا ایمان اور ترقی پاتا ہے مستحکم ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ کے قول پر اپنے ایمان اور یقین کو اور زائد کر دیتے ہیں۔ یا ایمان کے معنی تقدیر یا تکریر کے ہوں یعنی ایمان بالایمان حاصل ہوتا ہے یعنی ایمان پر اور ایمان بڑھ جاتا ہے۔ یہ

أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ

[illegible]

الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۝ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا

[illegible]

تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ وَ

[illegible]

إِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ

[illegible]

أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ

[illegible]

الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۚ ⑧ اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ

اور جھوٹ کو جھوٹ اگرچہ مجرموں کو ناگوار ہو ○ (اور یاد کرو) جب کہ تم

فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ⑨

اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سنی (اور وعدہ فرمایا) کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کی قطار سے تمہاری مدد فرماؤں گا ○

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ وَمَا النَّصۡرُ

اور یہ وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے صرف تمہاری خوشی کے لیے اور تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے کیا تھا اور مدد (اور فتح)

۱۵ ع ۱/۱۰ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۠ ⑩ اِذۡ يُغَشِّيۡكُمُ النُّعَاسَ

تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے ○ (اور یاد کرو) جب کہ اللہ تعالیٰ

اَمَنَةً مِّنۡهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَ

اپنی طرف سے تسکین دینے کے لیے تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ

يُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ وَلِيَرۡبِطَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ وَيُثَبِّتَ

تم کو اس کے ذریعہ سے پاک اور ستھرا کردے اور تم سے شیطانی وسوسوں کی ناپاکی کو دور کردے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے

اپنے وعدوں کو حق کر دکھائے اور دین کی مدد کرے اور حق مذہب غالب ہو اور کافروں کی خوب بیخ کنی ہو جائے کہ مذہب حق دین اسلام مکہ میں ہمیشہ کے لیے غالب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو آشکارا اور غالب کر دے اور کفر و شرک کو باطل اور مشرکین کو ہلاک و برباد کر دے اگرچہ مشرک مجرم اس کو برا ہی سمجھیں۔

۹ تا ۱۰- اے مسلمانو! اس وقت کو یاد کرو کہ جب تم اپنے پروردگار سے استغاثہ کرتے تھے یعنی بروز بدر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے۔ پس اس نے تمہارا استغاثہ قبول کیا اور کہا تھا کہ میں تمہاری مدد ہزار فرشتوں سے کروں گا جو یکے بعد دیگرے تمہاری مدد کو آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی غیبی مدد کو فقط تم کو خوش کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ تمہارے دل کو خوش رکھیں اور تم کو اطمینان دیتے رہیں ورنہ مدد تو فقط اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی۔ فرشتوں کو بھی اس نے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ اپنے اعداء پر غالب ہے ان کو سزا دے گا۔ حکیم ہے کہ اس نے ان کے حق میں قتل و شکست کا اور تمہارے حق میں فتح و غنیمت کا حکم دیا ہے۔

۱۱- اس وقت اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ مسلط کی اپنی امان و اطمینان کی نشانی بھیجی وہ خوب راحت سے تم سے کو آرام دیتا تھا اور اس لیے کہ تم کو حدث اور جنابت سے پاک کرے آسمان سے مینہ برساتا تھا۔ اور نیز اس لیے کہ تمہارے دلوں سے شیطان کا وسوسہ دور کر دے اور تمہارے دلوں کو خوب مضبوط اور محفوظ کر دے اور اس کے سبب سے تمہارے قدم ریت سے اوپر قائم کر دے جما دے پانی اتارتا تھا۔

بِهِ الْاَقْدَامَ ⑪ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

اور اس سے تمہارے قدم جمائے O (اے نبی ﷺ!) جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں (مدد کے لیے)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

تمہارے ساتھ ہوں تو تم ایمانداروں کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی کافروں کے دل میں ہیبت ڈالوں گا تو تم (ان کی) گردنوں پر

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ ⑫ ذٰلِكَ

مارو اور ان کے ہر ایک جوڑ اور پورے پر مارو (یعنی تمہارا نشانہ صحیح طور پر پڑے) O (یہ سزا انہیں) اس لیے

بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ

دی گئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑬ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

مخالفت کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دیتا ہے O (کافروں سے کہو:) لو یہ دنیا میں چکھو اور بے شک کافروں کے لیے

عَذَابَ النَّارِ ⑭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

آخرت میں بھی دوزخ کا عذاب (سخت) ہے O اے ایمان والو! جب کفار کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ

كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ ⑮ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

نہ دکھاؤ (بلکہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرو) O اور جو کوئی ایسے موقع پر (مقابلہ کے دن)

۱۲ تا ۱۴۔ اس وقت آپ کا پروردگار فرشتوں کو جن کو مدد کو بھیجا تھا الہام یا حکم کرتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہاری مدد پر ہوں۔ تم ایمان والوں کو میدان جنگ میں ثابت قدم رکھو یا یہ کہ ان کے دلوں میں نصرت وفتح کی بشارت ڈالو میں عنقریب کافروں کے دلوں میں سخت ہیبت ورعب اپنے رسول اور ان کے یاروں کا ڈالوں گا۔ تم ان کافروں کی گردنوں پر مارو یعنی قتل کرو اور ان کے ہر جوڑ جوڑ پر زخم رسید کرو۔ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دین میں بہت مخالفت کی ہے اور جو خدا تعالیٰ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جب اس کو عذاب کرتا ہے تو اس کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے۔ اے کافرو! لو اب اس عذاب کو دنیا میں چکھو اور آخرت میں تم سب کافروں کو عذاب دوزخ ہوگا۔

۱۵ تا ۱۶۔ اے مسلمانو! جب تم کافروں سے لڑائی میں دست وگریبان ہو اور ان کا مقابلہ ہو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ۔ الٹے پاؤں نہ بھاگ نکلو بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کرو، جو ان سے منہ پھیرے گا اور ان کو اپنی پیٹھ دکھائے گا تو وہ غضب الٰہی لے کر لوٹے گا اور اللہ تعالیٰ کے سخت غصہ وغضب کا مستحق ہوگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا جب بہت ہی بری جگہ ہے۔ مگر وہ آدمی جو متحرفا لقتال ہو

دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ

انہیں پیٹھ دے گا بجز اس کے جو لڑائی کی چال چلنے کے لیے یا لشکر میں پناہ لینے کے لیے ایسا کرے تو وہ خدا کے غضب میں

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

پھرے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ پلٹنے کی بہت ہی بُری جگہ ہے ○

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ

تو (اے مسلمانو!) تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے (اپنی قدرت سے) ان کو قتل کیا اور (اے نبی ﷺ!) وہ (مٹھی بھر خاک) جو آپ نے پھینکی تھی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی اور یہ (اس لیے ہوا تھا) کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ایک بہتر آزمائش میں ڈال کر آزمائے

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ

(اور اچھا انعام عطا فرمائے) بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا (اور) جاننے والا ہے ○ یہ فتح اور نصرت ہو چکی اور (اس کے ساتھ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کافروں کی

تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ

چھپی ہوئی تدبیروں کو (جو وہ حق کے مٹانے کے لیے کر رہے ہیں) کمزور کر دینے والا ہے ○ (اے کافرو!) اگر تم مسلمانوں کی فتح مندی کے ظہور کے

یعنی جو لڑائی کے زور میں پیچھے ہٹ آئے یا یہ کہ دھوکہ دے کر بظاہر پیچھے ہٹے اور پھر غفلت دے کر لوٹ کر مارے یا متحیز ہو یعنی بڑے لشکر کی طرف مدد لینے کو بھاگے کہ وہ اس کو دیکھ کر مدد کو آئیں اور ان دوصورتوں میں بھاگنا گناہ نہیں۔

۱۷ تا ۱۸- اے مسلمانو! بروز بدر فی الحقیقت تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا بواسطہ جبرائیل و میکائیل کے اور اے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم نے خاک اور کنکریاں کافروں کی طرف نہیں پھینکیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکیں اور ان تک پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے کیا کہ مسلمانوں کو اپنی قدرت اور اس حبیب پاک کے خاک کے معجزے سے احسن طریقے سے نعمت وغنیمت و فتح دے اور اللہ تعالیٰ دعا کا سننے والا ہے فتح وشکست کا جاننے والا ہے۔اے مسلمانو! یہ فتح ونصرت تمہارے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کے مکروں کو ضعیف و ذلیل کرنے والا ہے۔

۱۹- ابوجہل کمبخت جنگ وشکست سے پہلے خوب رو رو کر دعا کرتا تھا کہ الٰہی! ہم میں اور مسلمانوں میں سے جو از روئے دین کے افضل و اکرم ہو اور جس کا دین تجھ کو محبوب و پسند ہو اس کو فتح دے، یہ مسلمان نئے مذہب والے برے ہیں، جو برا ہو تو اس کو ہلاک کر۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور اپنے رسول واصحاب کی مدد کی اور ان کو فتح دی اور یہ آیت نازل فرمائی کہ: اے کفار مکہ! اگر تم اچھے مذہب والے کے لیے فتح ونصرت مانگتے تھے سو لو آ گئی اور دعا قبول ہوئی اور اگر تم اب بھی کفر و جنگ سے باز رہو تو تمہارے لیے یہ بہتر ہوگا اور اگر تم پھر جنگ کی طرف لوٹو گے تو ہم بھی دوبارہ تم کو قتل وشکست دیں گے، تمہیں تمہارے گروہ

إِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ج وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ لا

طلب گار تھے تو (دیکھ لو) فتح مندی تمہارے سامنے آ گئی (یعنی بدر کی جنگ نے ہار جیت کا فیصلہ کر دیا) اور اگر (آئندہ برائی سے) باز آ جاؤ تو

وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ع ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا ع ٩/١٦

تمہارے لیے بہتری ہو گی اور اگر تم پھر بھی چال چلو گے تو ہم بھی تم کو دوبارہ سزا دیں گے اور تمہارا جتھہ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ج صلے ﴿٢٠﴾ وَ

اور (یقین کر رکھو کہ) بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے ○ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور حق سن کر

لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ

اس سے روگردانی نہ کرو ○ اور (دیکھو) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے (زبان سے) کہا تھا کہ ہم نے سنا اور (واقعہ یہ تھا کہ) وہ سنتے نہ تھے

شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا

(یعنی اس کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے) ○ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدتر حیوان وہ (انسان) ہیں جو بہرے گونگے ہو گئے جو عقل سے

يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ط وَلَوْ

کچھ کام ہی نہیں لیتے ○ اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کچھ بھی بھلائی جانتا (یعنی ان میں حق کے قبول کی کچھ بھی صلاحیت ہوتی) تو ضرور انہیں سنوا دیتا اور

أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اگر وہ (انہیں اس حال میں جب کہ حق قبول کرنے کی ان میں صلاحیت باقی نہیں رہی ہے) سنوائے تو (نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ منہ پھیر کر پلٹ جائیں

اگرچہ بہت ہوں عذاب الٰہی سے نہ بچا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ مدد کے لیے مسلمانوں کے ساتھ ہے وہ ان کی نصرت و مدد کرے گا۔ تم ہلاک ہو جاؤ گے' تمہاری مدد کون کرے گا' کوئی بھی تمہارا امددگار نہ ہوگا' یہ بڑا معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا۔

٢٠ تا ٢٣- اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو' ہر بات میں خاص کر صلح و غنائم میں ان کا کہا مانو۔ ان کے حکم سے منہ نہ پھیرو۔ حالانکہ تم قرآن کی نصیحتیں وامرونہی سنتے ہو اور ان کی مثل نہ ہو جاؤ جنہوں نے بظاہر ''سمعنا و اطعنا'' ہم نے سنا اور مانا کہا لیکن دل سے وہ بالکل نہیں سنتے فقط زبان سے دعویٰ سننے کا کرتے ہیں یعنی بنی عبدالدار کے آدمی نضر بن حارث وغیرہ کہ ان میں سے سوائے دو آدمیوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ سب زمین پر چلنے والوں سے بدتر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ آدمی ہیں جو حق کے کہنے سے گونگے اور اس کے سننے سے بہرے ہیں۔ وہ جوامر الٰہی و توحید کو کچھ نہیں سمجھتے' اگر اللہ تعالیٰ ان میں خیر و سعادت دیکھتا تو ان کو حق زبردستی سنا دیتا اور ان کو ایمان سے زبردستی مشرف و مکرم کرتا مگر چونکہ ان کی قسمت بری ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان لانے والے نہیں تھے لہٰذا اگر ان کو زبردستی ایمان دے بھی

اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب کہ وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں کہ جو تمہیں (روحانی موت کی حالت سے نکال کر) حقیقی زندگی بخشے گی

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ

اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا حکم (علم ازلی) آدمی اور اس کے دلی ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

تُحْشَرُونَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا

(اور اسے بھلائی کی توفیق نصیب نہیں ہوتی) اور بے شک تم سب اسی کے حضور جمع کیے جاؤ گے O اور اس فتنہ سے بچتے رہو کہ جس کی لپیٹ میں تم

مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

میں سے صرف ظالم نہ آئیں گے (بلکہ وہ نیک و بد سب کو پہنچے گا) اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ (بدعملوں کو) سخت سزا دینے والا ہے O

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ (مکہ میں) تمہاری تعداد بہت تھوڑی تھی اور تم ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے، تم اس وقت ڈرتے

دیتا تو بھی اس سے پلٹ جاتے اور اعراض کرتے اور جھٹلاتے، اللہ تعالیٰ کو ازل سے ان کے دلوں کا حال معلوم تھا۔

۲۴ تا ۲۵- اے ایمان والو! (اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس بات کے لیے بلایا کریں جو تمہاری زندگی و عزت و اصلاح کا سبب ہے یعنی جہاد وغیرہ تو فوراً اللہ و رسول کی بات قبول کیا کرو اور جواب دیا کرو اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل اور ارادے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، مسلمان کو کافر نہیں ہونے دیتا اور کافروں کو مسلمان۔ وہ اپنی تقدیر ازلی کے سلسلے چلا رہا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے۔ اس فتنہ سے ڈرو جو اگر آیا تو فقط انہیں کو نہ پہنچے گا جنہوں نے ظلم کیا ہے بلکہ ظالم و مظلوم سب کو عام ہوگا اور خوب جان لو کہ جب اللہ تعالیٰ عذاب بھیجتا ہے تو وہ سخت ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی سعید بن معلیٰ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا، انہوں نے جواب نہ دیا، نماز ختم کر کے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عذر پیش کیا کہ میں نماز میں تھا اس لیے جواب نہ دے سکا، آپ نے فرمایا: تم نے یہ آیت نہ پڑھی: ''یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم ''یعنی تم کو جواب دینا ضروری ہے جب بھی میں پکاروں خواہ تم نماز میں ہو، اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں بھی جواب دینا ضروری ہے، آپ کو جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی، یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی پکار کا جواب دیا جائے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

۲۶- اے گروہ مہاجرین! یاد کرو کہ تم مکہ میں کیسے کمزور تھے، تھوڑے سے آدمی کمزور و ذلیل و ضعیف، زمین مکہ میں پڑے ہوئے تھے، کافروں سے مغلوب تھے، بہت تھوڑے تھے، تم کو خوف تھا کہ کہیں کافر تم کو اچک نہ لیں یعنی تم سب کو پکڑ کر قید نہ کر لیں یا یہ کہ جلاوطن نہ کر دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو مدینہ طیبہ میں جگہ دی۔ اپنی مدد سے تمہاری تائید کی یعنی بروز بدر تم

أَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ

تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اُچک نہ لیں (یعنی بے خبری میں تم کو قتل نہ کر دیں) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (مدینہ میں) جگہ دی

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اور اپنی مدد سے قوت بخشی اور پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق دیا تاکہ تم شکر کرتے رہو ○ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ

تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾

اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خیانت (اور دغا) نہ کرو اور اپنے لوگوں کی امانتوں میں بھی جان بوجھ کر خیانت (اور دغا) نہ کرو ○

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور جانو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے ایک فتنہ (اور آزمائش) ہے (آخرت کے راستہ میں سد راہ ہو جاتے ہیں) اور بے شک

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ ع ۹ ۱۷

اللہ تعالیٰ کے نزدیک (فرمانبرداروں کے لیے) بڑا بدلہ ہے ○ اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو تمہارے

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَ

لیے (حق اور باطل میں) فرق کرنے والی ایک قوت پیدا کر دے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور فرما دے گا اور (تمہارے گناہ)

کو پاک روزی دی یعنی مال غنیمت تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس کی نعمت و نصرت کا بدلہ اس کی حمد و شکر کر کے ادا کرو اور اس کے احکام کی تعمیل کر کے اس کو خوش رکھو۔

۲۷ تا ۲۹۔ حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کئی دن تک کیا۔ وہ قلعوں سے نہ نکلے‘ تب ان سے کہا کہ سعد بن معاذ کے حکم پر اتر آؤ۔ انہوں نے ابولبابہ بن مروان بن عبدالمنذر ر سے مشورہ کیا‘ انہوں نے ان کافروں کی رعایت سے گردن کے اوپر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ اگر سعد کے حکم پر اترو گے تو مارے جاؤ گے‘ یہ بات خلاف اخلاص ایمانی تھی۔ انہوں نے بہ سبب اپنے مال و اولاد کے وہاں ہونے کے یہ بات کہہ دی۔ بعد کو ندامت ہوئی‘ سات روز تک مسجد کے ستون سے بندھے رہے۔ آخر کو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تب توبہ قبول ہوئی‘ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! یعنی ابولبابہ وغیرہ اللہ تعالیٰ اور رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خیانت کا برتاؤ نہ کرو اور اللہ کے فرائض و امانات ادا کرنے میں حرص و ہوس کا خیال نہ کرو‘ حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ خیانت ہے اور جان لو کہ تمہاری اولاد تمہارا مال یعنی جو بنی قریظہ میں ابولبابہ کا تھا وہ فتنہ ہیں یعنی امتحان کی جگہ ہے اور اللہ و رسول کے حکم کا لحاظ تم کو سب سے زائد رکھنا لازم ہے یا مال و اولاد کا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس جہاد وغیرہ کا جنت میں ثواب عظیم بے شمار ہے۔ اے مسلمانو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے‘ اس کے امر و نہی بجالاؤ گے تو تم کو فرقان دے گا یعنی نصرت و نجات اور تمہاری سیئات کا یعنی چھوٹے گناہوں کا کفارہ کر دے گا اور کل گناہ بخش

اللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل کرنے والا ہے O اور (اے نبی ﷺ! وہ وقت یاد کیجئے) جب (مکہ میں) کافر آپ کے خلاف

لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ

اپنی پوشیدہ تدبیروں (اور مکر) میں لگے ہوئے تھے تاکہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کر دیں اور وہ اپنی پوشیدہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ

اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا

اپنی پوشیدہ تدبیر (آپ کو نجات دینے کی) فرما رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر پوشیدہ تدبیر کرنے والا ہے O اور جب کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَآ ۙ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ

سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں ہم نے سن لیا' اگر ہم چاہتے تو ہم بھی ایسا (کلام بنا کر) کہہ سکتے تھے' یہ تو صرف اگلے لوگوں کے قصے

اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا

کہانیاں ہیں O اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ کافروں نے یہ کہا کہ اے اللہ! اگر یہی

ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ

دین تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر

دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندوں پر بڑا فضل و رحمت کرنے والا ہے۔ ان کو جنت و مغفرت عطا فرمائے گا۔

۳۰۔ اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ وقت یاد کیجئے جب کفار قریش دار الندوہ میں جمع ہو کر تمہارے بارے میں مشورہ کرتے تھے کہ تم کو قید کر رکھیں یعنی عمرو بن ہشام نے کہا کہ ان کو قید خانہ میں ڈال دو' کوئی ان کا مذہب نہ سنے' یا تم کو سب مل کر قتل کر ڈالیں یہ ابوجہل کا مشورہ تھا' یا تم کو شہر بدر جلا وطن کر دیں' یہ ابوالبختری بن ہشام کی رائے تھی اور وہ طرح طرح سے مکر کرتے تھے' آپ کے قتل و ہلاک کا ارادہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنی پوشیدہ تدبیر کرتا تھا کہ ان کو بدر کے دن قتل کرانے کو تھا اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے اور ہلاک کرنے والوں سے بہتر و اعلیٰ تدبیر کرنے والا ہے کہ بدر کے دن بہت سوں کو ہلاک کر دیا اور بہت سوں کو قید کرایا۔

۳۱۔ جب کافر قرآن پاک سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے ان کا پڑھنا سنا' اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ان جیسا ابھی تصنیف کر لیں' یہ اگلوں کے قصوں اور کہانیوں کے سوا اور کیا ہے۔ نضر بن حارث ہمیشہ یہی کہتا تھا یا اس کی مثل کہتا تھا تو خود ہی خائب و خاسر ہوتا رہا اور اپنے منصوبے میں ناکامیاب و نامراد رہا۔

۳۲ تا ۳۴۔ بعض کافر یعنی نضر بن حارث وغیرہ کہتے تھے بار خدایا! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے رسول ہوں اور یہ جو باتیں کہتے ہیں یعنی تیری توحید' تیرا شریک اور اولاد سے پاک ہونا حق ہوں تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو سخت

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ

درد ناک عذاب بھیج دے O اور (عذاب مانگنے پر بھی ان پر عذاب نازل نہ ہوا کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں

فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

کہ آپ ان میں موجود ہوں پھر بھی ان پر عذاب بھیج دے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ بھی نہیں کہ وہ معافی مانگ رہے ہوں اور وہ ان پر عذاب بھیج دے O

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

(مگر وہ عذاب سے بے خوف نڈر نہ ہوں کیونکہ) اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کیوں نہ کرے گا حالانکہ وہ لوگوں کو مسجد حرام

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

(میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس کے متولی بھی نہیں ہیں' اس کے متولی تو صرف پرہیز گار ہی ہیں

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

لیکن بہت سے ان میں سے جانتے بھی نہیں (نرے جاہل ہیں) O اور بیت اللہ کے پاس سیٹیاں

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

اور تالیاں بجانے کے سوا ان کافروں کی نماز ہی کیا تھی (قیامت میں ان سے کہا جائے گا کہ)

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ

اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو O بے شک کافر تو اپنا مال اس لیے خرچ کرتے ہیں

عذاب دے اور تکلیف پہنچا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب تک تم وہاں یعنی مکہ میں تھے تو اللہ تعالیٰ کو کبھی یہ گوارہ نہ تھا کہ تم وہاں موجود ہو اور ان پر عذاب بھیجے کہ تمہارا وجود تو رحمت ہے اور نیز جب وہ استغفار کرتے تھے یعنی بعض ان میں ایمان کا ارادہ رکھتے تھے اور طلب حق میں مشغول تھے اور فکر کرتے تھے' مگر اب اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کیوں نہ دے جبکہ تم وہاں سے چلے آئے اور وہ تم کو اور تمہارے اصحاب کو مسجد حرام میں نماز اور طواف سے روکنے لگے۔ چنانچہ بروز حدیبیہ روکا حالانکہ وہ مسجد حرام کے ولی اور مہتمم ہونے کا حق نہ رکھتے تھے' اس کے اولیاء اور مہتمم تو وہی ہیں جو کفر و شرک و فواحش سے بچتے ہیں' خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم۔ مگر یہ اکثر اس بات کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں' نضر بن حارث جو دعا کرتا تھا کہ مجھ کو عذاب دے بروز جنگ بدر مارا گیا' خاک و خون میں ملا اور پھر مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ سب کافر ذلیل ہوئے۔

۳۵۔ کافر جو عبادت خانہ کعبہ کے پاس جا کر کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ جانور کی طرح سیٹی بجاتے ہیں' تالیاں بجاتے

اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ

کہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں تو ابھی اور بھی خرچ کریں گے پھر وہ خرچ کرنا ان کے لیے

تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ ە وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

حسرت و افسوس کا باعث ہو گا' پھر وہ مغلوب ہو کر رہیں گے اور کافر

اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۟ۙ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ

جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے O تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے اور ناپاک

يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا

خبیثوں کو ایک دوسرے پر چن کر ڈھیر بنا کر سب کو جہنم میں ڈال دے' خود وہی (کافر)

فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ع قُلْ لِّلَّذِيْنَ ع ۴ ۱۸

نقصان اٹھانے والے ہیں O (اے نبی ﷺ!) آپ کافروں سے فرما دیجیے کہ اگر وہ (فتنہ وفساد سے) باز آ جائیں (اور ایمان دار ہو جائیں)

كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا

تو ان کے پچھلے قصور معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر پھر وہی (کفر وفساد) کریں گے تو (اس بارے میں) پچھلوں کا طریقہ اور نتیجہ گزر چکا ہے

فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا

(اور وہی انہیں بھی پیش آ کر رہے گا یعنی ان کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا) O اور (اے مسلمانو! اب تمہارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ) ان

ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ پس اے کفار! بروز بدر اپنے کفر کا عذاب چکھو اور قرآن اور رسول کے جھٹلانے کا مزا لوٹو۔

۳۶ تا ۳۷- بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنا مال اس لیے صرف کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے اور پاک دین اسلام سے بہکا دیں اور پھیر دیں' یہ لوگ دنیا میں اپنا مال خرچ کریں گے مگر قیامت کو ان کو حسرت وندامت ہوگی' پھر یہی لوگ شکست کھائیں گے' مغلوب ہو کر بھاگیں گے۔ بدر کے دن سارے لشکر کے صرف تیرہ آدمی ذمہ دار تھے ابوجہل وغیرہ' ان کا ذکر ہے یعنی یہ شکست کھائیں گے اور جو کافر ہیں ابوجہل وغیرہ بروز حشر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کو یہ شکست اس لیے دیتا ہے کہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے۔ مومن کافر سے' مخلص منافق سے' صالح طالح سے جدا ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ خبیث کو خبیث کے پاس لے جا کر اکٹھا کر کے سب کو ایک ساتھ جہنم میں ڈالے گا۔ یہ سب ناکامیاب وخائب وخاسر ہو کر عذاب دائمی میں ڈال دیے جائیں گے۔

۳۸ تا ۴۰- اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان ابوسفیان وغیرہ کفار مکہ سے کہہ دو کہ اگر یہ کفر وشرک وفواحش

تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

سے (برابر) لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور دین کا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جائے (انسانوں کے ظلم کو اس میں مداخلت کا موقع

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا

نہ مل سکے) پھر اگر وہ (جنگ و فساد سے) باز آ جائیں تو جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب دیکھ رہا ہے ○ اور اگر وہ (صلح کی دعوت سے بھی) منہ پھیر لیں تو یاد

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ (اور کارساز ہے) تو وہ کیا ہی اچھا کارساز اور کیا ہی اچھا مددگار ہے (اس کی مدد کے بھروسہ پر ان سے جہاد جاری رکھنا چاہیے) ○

و بتوں کی عبادت اور رسول اللہ سے جنگ کرنے سے باز آئیں اور اسلام قبول کر لیں تو ان کے وہ گناہ بخش دیے جائیں گے جو انہوں نے قبل اسلام یعنی حالت کفر میں کیے ہوں گے یعنی کفر و شرک و قتل مسلمین و قتال رسول صلی اللہ علیہ وسلم و بت پرستی وغیرہ اور اگر یہ ایمان نہ لائیں گے اور پھر قتال رسول کی طرف لوٹیں گے تو خیر یونہی اگلے لوگوں کا طریقہ بھی ہوتا چلا آیا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر روز بدر کی طرح اپنے اولیاء دوستوں کو دشمنوں پر منصور و فتح یاب و مظفر کرے گا۔ اے اہل اسلام! کفار مکہ کو خوب مارو کہ زمین میں فتنہ کفر و شرک و بت پرستی و قتال رسول نہ پھیلنے پائے اور حرمین میں صرف دین و عبادت اللہ تعالیٰ ہی کی باقی رہ جائے۔ اگر یہ کافر کفر و شرک و قتال وغیرہ سے باز آئیں گے تو اللہ تعالیٰ جو ان کے کام ہوں گے ان سے خبردار ہوگا' نیک یا بد سب کا بدلہ دے گا اور اگر ایمان سے روگردانی کریں گے تو اے اہل اسلام! تم خوب یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا مولا یعنی حافظ و ناصر و کارساز ہے' وہ سب سے اچھا مولیٰ اور حافظ و ناصر ہے اور اچھا مدد کرنے والا ہے۔ تمہاری مدد فرمائے گا اور تم کو غالب فرمائے گا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان لو کہ جو کچھ تم غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام) اور (رسول علیہ السلام کے) قرابت داروں اور (عام) یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے

السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

ہے اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو اور اس (غیبی مدد) پر (بھی) جو ہم نے فیصلہ کے دن (جنگ بدر کے دن) جب کہ دو لشکر

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

باہم مقابلہ میں آئے تھے اپنے بندے پر نازل کی تھی (تو چاہیے کہ اس تقسیم پر کاربند رہو) اور (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ سب

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

کچھ کر سکتا ہے ○ (یہ وہ دن تھا) جب کہ تم نالے کے اس قریب کے کنارے پر تھے اور دشمن

٤١- اے گروہ مومنین! یہ بات سمجھ لو کہ جب تم غنیمت میں کوئی شئے اموال کفار سے پاؤ تو اس کا پانچواں حصہ اللہ و رسول کے لیے اور رسول کے قرابت داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے یعنی بنی عبدالمطلب کے یتیم بچوں کے سوا اور دوسرے یتیموں کے لیے بھی اور سوائے ان کے اور مسکینوں اور دوسرے فقیروں کے لیے بھی اور مسافروں اور مہمانوں کے لیے بھی خواہ کہیں کے ہوں نکال لیا کرو۔ باقی چار حصے آپس میں مجاہدین میں تقسیم کرلیا کرو۔ چنانچہ زمانہ رسالت میں خمس کی تقسیم یوں ہوتی تھی کہ ایک حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا تھا۔ یعنی سہم اللہ کہ وہ اس کے نائب تھے اور ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کو کہ وہ بھی ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا جاتا تھا اور ایک حصہ یتیموں کو ایک مسکینوں کو ایک مسافر مہمانوں کو۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو قرابت کا حق ساقط ہو گیا بسبب اس حدیث کے جس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا حصہ اس کی حیات تک ہے بعد موت ساقط ہو جاتا ہے۔ پس آپ کے بعد ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم کے زمانہ خلافت میں خمس کے تین حصے ہوتے تھے۔ ایک بنی عبدالمطلب کے علاوہ دیگر یتیموں کو اور ایک اولاد عبدالمطلب کے علاوہ دوسرے مساکین کو اور ایک مسافروں و مہمانوں وغیرہ کو۔ بالجملہ معنی یہ ہوئے کہ اے مسلمانو! غنیمت کا حکم یوں بجا لاؤ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر جن کو اس نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بروز فرقان اتارا ہے ایمان لائے ہو۔ روز فرقان سے مراد روز جنگ بدر ہے جب حق و باطل میں فرق ہوا تھا۔ جس دن دو جماعتیں ملی تھیں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر اور دوسرا ابوسفیان کا گروہ اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے کہ رسول اللہ اور ان کے اصحاب کو فتح و کامیابی و غنیمت عطا فرمائی اور کفار ابوجہل وغیرہ کو شکست و قتل و ذلت نصیب فرمائی۔

٤٢- اے مسلمانو! اس وقت تم اس کنارہ وادی پر تھے جو مدینہ کی طرف کو قریب ہے اور وہ لوگ یعنی ابوجہل وغیرہ

بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ

پرلے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نچلے حصہ ترائی میں تھا (یعنی سمندر کے کنارہ کنارہ جا رہا تھا) اور تم نے

تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ

آپس میں لڑائی کی کوئی بات ٹھہرائی ہوتی تو ضرور وقت مقررہ پر برابر نہ پہنچتے (بلکہ جانے سے گریز کرتے کیونکہ تمہیں دشمن

اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ

کی کثرت سے اندیشہ تھا) لیکن (اللہ تعالیٰ نے دونوں لشکروں کو بھڑا دیا) تاکہ اللہ تعالیٰ جو بات ہونے والی تھی اسے کر دکھائے اور تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے

وَّيَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۴۲)

وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے بعد زندہ رہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا (اور) سب کچھ جانتا ہے O

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا

اور (اے نبی ﷺ! یہ وہ دن تھا کہ) اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں کافروں کی تعداد تھوڑی کر کے دکھائی (یعنی باوجود کثرت کے مقابلہ کے وقت ثابت

لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ

قدم رہنے میں تھوڑے ثابت ہوں گے) اور اگر (اللہ تعالیٰ) انہیں زیادہ کر کے دکھاتا تو (اے مسلمانو!) تم ضرور ہمت ہار دیتے اور اس معاملہ میں جھگڑنے

دوسرے کنارہ پر مدینہ سے دور وادی کے پیچھے اور رکب یعنی قافلہ ابوسفیان وغیرہ کا دریا کے کنارے تین کوس دور۔ یہ موقع اتفاق سے ہو گیا تھا اور اگر تم پہلے وعدہ کرتے اور کافروں سے قتال کے لیے موقع جنگ مقرر کرتے تو تم کو ایسا موقع نہ ملتا اور تم اس وعدہ کی جگہ میں مختلف ہو جاتے۔ مگر یہ بات خدا تعالیٰ نے اس لیے واقع کی کہ جو امر اس نے مقدر کر لیا تھا یعنی نصرت وغنیمت اہل اسلام کے لیے اور قتل وشکست ابوجہل وغیرہ کفار کے لیے اس کو پورا کر دے اور تقدیر غیبی کو ظاہر فرما دے کہ اسلام وکفر میں فرق ظاہر ہو جائے۔ حجت الٰہی قائم ہو چکی اور اس کے بعد جو کفر پر مرے تو غفلت میں نہ مرے بلکہ خوب سوچ سمجھ کر اور کفر کو ظاہر ظہور غلط دیکھ کر عناداً ہٹ دھرمی اختیار کر کے اس پر مرے اور جو کوئی اسلام قبول کرے اور اس پر اپنی زندگی میں ثابت رہے تو وہ بھی خوب سوچ کر دریافت کر کے قائم رہے۔ یا ہلاکت سے مراد کفر ہو اور حیات سے مراد ایمان ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو ایمان دے تو وہ خوب نشانیاں اور دلائل اور معجزے اور غلبہ دیکھ کر ایمان لائے اور جو کفر کا ارادہ کرے تو وہ بھی ہٹ دھرمی سے کفر اختیار کرے۔ یعنی معجزہ ونصرت وفتح رسول کو دیکھ کر ہٹ دھرمی سے کفر اختیار کرے۔ اس لیے ہم نے یہ فتح واضح طور پر دی کہ ایمان وکفر میں صاف صاف فرق ظاہر ہو جائے۔ ایمان غالب اور کفر مغلوب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو سننے والا ہے اور قبولیت ونصرت کا جاننے والا ہے۔

۴۳ تا ۴۴۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کو خدا تعالیٰ کافروں کا کم ہونا خواب میں قبل از واقعہ بدر دکھاتا تھا کہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ

لگتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے بچالیا' بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی بات خوب جانتا ہے O اور (پھر دیکھو) جب تم دونوں فریق ایک دوسرے کے

فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ

مقابل ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو تمہاری نظر میں تھوڑا کر کے دکھایا (یعنی ان کی پست ہمتی ظاہر فرما دی اور تمہارے دلوں میں ایمان اور

ع ٥ ٧ ١ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ يٰٓاَيُّهَا

استقامت کی روح پیدا کردی) اور ان کی نظروں میں تمہیں (تعداد میں) تھوڑا کر کے دکھایا (کیونکہ درحقیقت تم تعداد میں کم ہی تھے) یہ اس لیے کیا تھا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

کہ جو بات ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دکھائے اور سارے کاموں کا دارومدار اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر ہے O اے ایمان والو! جب (حملہ

كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ

آوروں کی) کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو (لڑائی میں) ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو O اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو تمہاری طاقت سست پڑ جائے گی اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جائے گی اور (تمام

اصحاب کے دل قوی رہیں اور اگر وہ جتنے تھے اتنے بہت دکھاتا تو اے مسلمانو! تم نامرد بن جاتے اور ڈر جاتے اور جنگ کے بارے میں جھگڑا و اختلاف کرنے لگتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تم کو اس سے بچالیا اور تم کو سلامت رکھا۔ فتح دی وہ ان باتوں کو جانتا ہے جو آدمیوں کے سینے میں ہیں۔ جب تم بوقت جنگ مقابل ہوئے اور میدان میں لشکروں کی ملاقات ہوئی تو اس وقت خدا تعالیٰ ان کو تمہاری آنکھوں میں کم کر کے دکھاتا تھا تاکہ تم کو جرأت زیادہ ہو اور تمہیں ان کی آنکھوں میں کم کر کے دکھاتا تھا تاکہ تم دہشت زدہ نہ ہو جاؤ کیونکہ اگر وہ تم کو جس حالت قوت و شوکت غیبی میں تم تھے ان کی نظروں میں دکھاتا تو وہ تم سے ہرگز نہ لڑتے اور بھاگ جاتے، تم کو فتح نہ ملتی۔ یہ اس لیے کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا منظور تھا وہ سب ظاہر ہو جائے اور ہونے والی بات ہو چکے۔ یعنی اسلام والوں کو فتح و غنیمت ملے اور ابوجہل وغیرہ کو قتل و شکست ملے اور سب امور دنیا و آخرت اور سب کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی کے قبضہ و قدرت میں سب باتیں ہیں جو وہ چاہے کرے، جس کو چاہے فتح دے جس کو چاہے شکست دے۔

٤٥ تا ٤٧۔ اے مسلمانو! اے اصحاب رسول! جب بروز بدر جماعت کفار سے ملاقات ہو اور لڑائی ہونا شروع ہو تو پیغمبر کے ساتھ ثابت قدم رہنا' اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان و دل سے خوب کرنا' تہلیل، تکبیر خوب کرنا تاکہ تم کو فلاح ملے اور اللہ کے غصہ و عذاب سے نجات ملے اور دشمنوں پر فتح پاؤ۔ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا' ان کے امر و حکم

اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا

مصیبتوں پر) صبر کرو' بے شک اللہ تعالیٰ (کی مدد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے O اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے

مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ

گھروں سے لڑنے کے لیے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کے لیے نکلے اور ان کا حال یہ ہے کہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ

روکتے ہیں اور ان کے سب کاموں کو اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت سے گھیرے ہوئے ہے (اس سے نکل کر کہاں جا سکتے ہیں) O اور جب کہ شیطان نے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ

ان کے کام ان کی نگاہوں میں اچھے کر کے دکھائے اور (شیطان نے) کہا: آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں (یعنی تم ہی غالب رہو گے) اور میں تمہارا

النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى

پشت پناہ ہوں' پھر جب کہ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا: مجھے تم سے کوئی سروکار

عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

نہیں (میں تم سے علیحدہ ہوں) میں وہ (غیبی لشکر) دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا' بے شک میں تو اللہ تعالیٰ سے

میں اختلاف و جھگڑا نہ کرنا ورنہ تم بزدل وضعیف ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' مدد الٰہی نہ آئے گی' جہاد و قتال میں پیغمبر کے ساتھ صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ مدد کے لیے صابرین کے ساتھ ہے' جو جنگ میں صبر کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کا معین و مددگار ہے۔ تم ان کافروں جیسے نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے یعنی مکہ سے غرور و گھمنڈ میں ڈوبے ہوئے نکل کر آئے ہیں' لوگوں کے دکھانے کے لیے بن ٹھن کے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ اور سچے دین سے لوگوں کو روکتے ہیں اور جو وہ کرتے ہیں اس کی خدا تعالیٰ کو سب خبر ہے اور وہ سب جانتا ہے۔ سب کو سزا دے گا۔

۴۸۔ اس وقت شیطان نے ان کے اعمال بد کو زینت دے کر اچھا کر کے ان کو دکھایا اور مسلمانوں سے لڑنے کا خیال دلوں میں مصمم کر دیا اور ان کے دلوں کے کان میں یہ آواز دی کہ آج تم پر مسلمانوں میں سے کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔ میں تمہارا ہم رکاب و مددگار ہوں اور جب دونوں گروہ مقابل ہوئے' مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا اور شیطان نے لشکر اسلام میں جبریل کو دیکھا تو ڈر کے مارے الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا کہ میں تم سے اور تمہارے ہمراہ ہو کر قتال کرنے سے بیزار ہوں۔ میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے یعنی فرشتے جو مسلمانوں کی مدد کے لیے اترے تھے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب عذاب دیتا ہے تو اس کا عذاب شدید ہوتا ہے۔ ملعون شیطان کو یہ خوف ہوا کہ کہیں جبریل اس کو پکڑ کر سب کو دکھلا نہ دیں کہ یہ شیطان ہے تو کوئی اس کا کہنا نہ مانے' اس ڈر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ

ع ۶ / ۲

اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۴۸ؑ اِذْ یَقُوْلُ

ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ (بدعملیوں کی) سخت سزا دینے والا ہے O (یاد کرو) جب منافق اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں

الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ

(شک کا) مرض تھا یہ کہتے تھے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے دین نے مغرور کر دیا ہے (یعنی یہ صرف دین کا نشہ ہے جو انہیں کفار کے مقابلہ پر لے جا رہا

وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۴۹ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ

ہے اور کیا وہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے) اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے (تو اس کو ضرور کامیابی ہوگی کیونکہ) اللہ تعالیٰ زبردست

یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ

حکمت والا ہے O اور (اے سننے والے!) اگر تو (اپنی آنکھوں سے) وہ حالت دیکھے جب فرشتے ان کافروں کی روحیں قبض کرتے اور ان کے چہروں اور

وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۵۰ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ

پیٹھوں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں:) اب بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھو (تو تیرا کیا حال ہو) O (اے خدا کے دشمنو!) یہ اس بداعمالی کا نتیجہ ہے

اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۵۱ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ

جو تمہارے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں O جیسا کہ فرعون کے گروہ کا اور ان (سرکشوں) کا جو اس سے پہلے

شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں ان کے ہمراہ تھا، جب جبریل کو دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔

۴۹- جب اصحاب کرام مدینہ سے لڑنے کو نکلے تو بعض منافقوں نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں شک و اختلاف کی بیماری تھی یعنی سب کافروں نے یہ کہا کہ ان کو یعنی اصحاب رسول کو ان کے مذہب دین توحید نے فریب میں ڈالا ہے کہ لڑنے کو مستعد ہیں حالانکہ ان کی جماعت تھوڑی سی ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا کہ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے، وہ دشمنوں پر غالب رہتا ہے، ان سے انتقام لیتا ہے۔ اللہ حکمت والا ہے کہ متوکلین کو مدد دیتا ہے جیسے اپنے پیارے نبی کو بروز بدر مدد دی اور آپ کے اصحاب کو لڑنے کی توفیق دی اور کفار کو شکست دلوائی۔

۵۰ تا ۵۴- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر تم اس وقت کا حال دیکھو تو عجیب امر ہولناک نظر آئے۔ جب فرشتے کافروں کو بروز بدر مارتے تھے اور ان کی روحیں بدن سے کھینچتے تھے اور اس وقت ان کے منہ اور پیٹھوں پر عذاب کے کوڑے مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ لو اب عذاب حریق و شدید کا مزا چکھو جس کو تم مانگتے تھے۔ یہ عذاب اس سبب سے ان کو ہوا کہ انہوں نے پہلے شرک و کفر اختیار کیا تھا، ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرنے والا ہے کہ بے گناہ کیے ان کو سزا دے۔ ان کا حال ایسا ہے جیسے آل فرعون کا اور ان کافروں کا جو ان سے پہلے تھے کہ آیات الٰہی کو نہ مانتے تھے۔ کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کرتے تھے۔ یونہی کفار مکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان

قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

گزر چکے ہیں دستور رہ چکا ہے (وہی تمہارا ہوا) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا' بے شک اللہ

قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً

تعالیٰ (سزا دینے میں) قوت والا (اور) سخت سزا دینے والا ہے ○ (اور) یہ بات اس لیے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا (مقررہ قانون ہے کہ وہ) جو نعمت کسی گروہ کو

اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ حَتّٰي يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

عطا فرماتا ہے اسے پھر کبھی نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ خود نہ بدل جائیں (اور نافرمانی نہ کرنے لگیں) اور بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا

(اور) جانتا ہے ○ جیسا کچھ دستور فرعون کے گروہ کا اور ان (سرکشوں) کا جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں رہ چکا ہے (وہی تمہارا ہوا) انہوں نے اپنے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ

پروردگار کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعون کے گروہ کو غرق کر دیا

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ

اور وہ سب ظالم تھے ○ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور وہ (انسان) ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا تو وہ ایمان

کے جھٹلانے اور گناہوں کے سبب سے عذاب میں پکڑا۔ اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے۔ اس نے یہ سزا کفار مکہ کو اور کفار امم سابق کو اس لیے دی کہ کسی قوم کی نعمت جو اس کو دیتا ہے تو جب تک وہ اس نعمت کو خود نہیں چھوڑتے اور اس کی ناشکری نہیں کرتے ہیں ان سے نہیں چھینتا ہے اور اس نعمت کو نہیں بدلتا ہے۔ وہ رسول و کتاب و امر و نہی کو نعمت بنا کر بھیجتا ہے تاکہ وہ مانیں اور نعمت دنیا و آخرت پائیں مگر جب وہ کفر کرتے ہیں اور شکر و اتباع چھوڑ دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پر عذاب اتارتا ہے' وہ نعمت ان سے چھین لیتا ہے۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کا جاننے والا ہے جیسے آل فرعون اور ان کفار نے جو ان سے پہلے تھے اپنے پروردگار کی آیات اور رسولوں اور کتابوں کی تکذیب کی یونہی اہل مکہ کرتے ہیں۔ ہم نے آل فرعون کو بسبب تکذیب و ذنوب کے ہلاک کیا اور فرعون کو مع سب لشکر کے غرق کر دیا کیونکہ یہ سب لوگ کافر و ظالم تھے۔ اس سبب سے ان کی یہ حالت ہوئی اور ہلاک کیے گئے۔ اہل مکہ کو بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے۔

۵۵تا۵۹- سب جانوروں سے اور کل مخلوق سے بدتر اور شریر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہو گئے۔ کفر پر اڑے ہوئے ہیں' کبھی ایمان نہ لائیں گے اور رسول و قرآن کو نہ مانیں گے یعنی بنی قریظہ وغیرہ۔ وہ جو تم سے عہد کرتے ہیں' پھر وہ تمہارے عہد کو ہر بار توڑ ڈالتے ہیں اور نقض عہد (عہد توڑنے) سے نہ بچتے ہیں اور نہ کچھ خوف کرتے ہیں۔ تو

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۵﴾ الَّذِينَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ

نہیں لائیں گے O (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) جن لوگوں سے آپ نے (صلح کا) معاہدہ کیا تھا (تو انہوں نے اسے توڑ ڈالا) پھر وہ ہر بار

فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۶﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

اپنا معاہدہ توڑتے رہتے ہیں اور (بدعہدی کے وبال سے) ڈرتے نہیں O تو اب اگر تم لڑائی میں انہیں کہیں موجود پاؤ تو ان کو ایسا قتل کرو کہ جو لوگ

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ

ان کے پیچھے ہیں (یعنی باقی مشرکین مکہ) انہیں بھاگتا دیکھ کر خود بھی بھاگ جائیں اس امید پر کہ ممکن ہے کہ انہیں اس سے عبرت حاصل ہو O اور اگر

قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۸﴾ ع

ع ۷

آپ کو کسی قوم سے خیانت (اور دغا) کا اندیشہ ہو تو (ان کا عہد) انہیں پر (الٹا) برابری پر پھینک دو (یعنی تم بھی عہد توڑنے کی ان کو اطلاع دے دو اس طرح

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۵۹﴾

کہ دونوں جانب یکساں حالت میں ہو جائیں تاکہ دونوں فریقوں کو تیاری کی مہلت مل جائے) بے شک دغا (اور دھوکہ) کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

نہیں O اور کافر ہرگز اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ (مسلمانوں کے ہاتھ سے) نکل گئے، بے شک وہ بھی (مسلمانوں کو) عاجز نہیں کر سکتے O اور (اے

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ ۚ

مسلمانو!) جہاں تک تم سے ہو سکے قوت پیدا کر کے اور گھوڑے تیار رکھ کر ان (کے مقابلہ) کی تیاری کرو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور

اب آپ یا تو ان کو قید کر لیجیے اور پھر ان کو سخت سزا دیجیے۔ یعنی آپ جب ان کو پا لیں اور قید کر لیں تو اب ان کو نہ چھوڑیے تاکہ اور باقی لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو اور وہ پھر عہد توڑنے سے بچیں اور اگر آپ کو ان قوم بنی قریظہ وغیرہ سے خوف خیانت و نقض عہد ہو اور اس کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں تو آپ موقع جنگ کا انتظار نہ کریں۔ ابھی صاف صاف برابر ان کا عہد ان کو واپس کر دیں۔ اللہ تعالیٰ خائنوں کو عہد توڑنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کافروں کو یعنی بنی قریظہ وغیرہ کو یہ خیال نہ کرو کہ یہ عذاب سے بچ گئے یا ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئے اور اپنی چالاکی کی باتوں اور کاموں سے کچھ فائدہ مند ہوئے۔ نہیں یہ ہم کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ہی عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ ایک دن اپنی شرارتوں کا مزا ضرور چکھیں گے۔

۶۰- اے مسلمانو! بنی قریظہ وغیرہ کافروں کے قتل کرنے کے لیے جو کچھ تم قوت اور ہتھیار اور عمدہ عمدہ گھوڑے تیار کر سکتے ہو کر لو اور اپنی طاقت بھر بندوبست کر لو کہ اس سامان سے اور گھوڑوں سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جو اس کے دین کو شائع نہیں ہونے دیتے اور اپنے دشمنوں کو جو تم کو قتل کرنا چاہتے ہیں ڈراؤ اور سوائے ان بنی قریظہ کے اور سب کفار کو بھی

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ

اپنے دشمنوں (کے دلوں) پر دھاک بٹھاؤ اور ان کے سوا (اور دشمنوں کے دلوں میں بھی رعب جماؤ) جن کی تمہیں خبر نہیں' اللہ تعالیٰ ان

سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا

سب کو جانتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) خرچ کرو گے تو تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو

لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾

گے O اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ اور (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا جانتا

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ط هُوَ الَّذِيْٓ

ہے O اور (اے نبی ﷺ!) اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں گے (تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہے' وہی ہے جس نے

اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ لا وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط لَوْ

اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جماعت) سے آپ کو قوت بخشی (اور آپ کی تائید کی) O اور اسی نے مؤمنوں کے دلوں میں باہم الفت پیدا کر دی' اگر

اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ

تمام روئے زمین میں جو کچھ ہے آپ خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں کو باہمی الفت سے نہ ملا سکتے لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے

دہشت ہو۔ یا یہ کہ سوائے کفار عرب کے اور ملکوں کے کافروں کو بھی دہشت ہو۔ یا یہ کہ سوائے ان انسان کافروں کے جنوں کے کفار بھی تم سے ڈریں۔ تم ان کو نہیں جانتے کہ وہ کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی ان کا شمار جانتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے ہتھیار یا گھوڑے مول لو گے اس کا ثواب تم کو پورا دیا جائے گا' تم پر ظلم نہ کیا جائے گا کہ تمہارا ثواب کم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں وہ جس کو جتنا چاہے دے سکتا ہے۔

٦١ تا ٦٤۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر بنی قریظہ صلح کی طرف مائل ہوں اور اس کا ارادہ کریں تو تم بھی صلح کا ارادہ کرو اور اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور بنی قریظہ کے نقض عہد یا وفائے عہد کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ یعنی ان کے نقض و وفا کی کوئی پروانہ کرو اور اپنا جو کام کرو وہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے کرو۔ وہ ان کی باتیں سننے والا اور ان کے نقض و وفا کا حال جاننے والا ہے اور اگر یہ تمہیں دھوکا دینا چاہیں اور بظاہر صلح کے پردہ میں فریب کا ارادہ کریں تو تمہارا حامی و ناصر اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی نے تو تم کو قوت دی اور مدد کی اور تائید کی۔ اپنی غیبی مدد سے اور مسلمانوں کی ہمت سے جس نے ان کے دلوں کو ملا دیا اور اکٹھا کر دیا اور ان کے آپس میں محبت الفت ڈال دی اور اسلام کے سلسلہ میں سب کو ایک کر دیا۔ ورنہ اگر تم ساری روئے زمین کے خزانے سونا' چاندی صرف کرتے تو بھی ان میں الفت نہ کر سکتے اور ان کے دلوں کو نہ ملا سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ ایمان ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔ وہ اپنے ملک میں عزیز و غالب ہے' اپنے امر و قضاء

اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ

ان کے دلوں کو آپس میں ملا دیا' بے شک وہ (اپنے کاموں میں) زبردست (اور) حکمت والا ہے O اے غیب کی خبر بتانے والے نبی! (ﷺ)

اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ

ع ٢ ٤

اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اوران مومنوں کے لیے بھی جو آپ کی پیروی کرتے ہیں سب کے لیے کافی ہے O اے غیب کی خبر دینے والے

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

نبی! (ﷺ) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو (اور شوق دلاؤ) (مسلمانو!) اگر تم میں کے بیس آدمی بھی صبر والے ہوں گے

يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ

تو (یقیناً) وہ دوسو دشمنوں پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں ایسے سو آدمی ہوں تو (یقیناً) ہزار دشمنوں پر غالب ہو کر رہیں گے یہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ

اس لیے کہ کافروں کے گروہ میں سمجھ بوجھ نہیں (وہ جانوروں کی طرح لڑتے ہیں) O (اے مسلمانو!) اب اللہ تعالیٰ نے تم پر

عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ

بوجھ ہلکا کر دیا اور اسے معلوم تھا کہ بے شک تم میں کمزوری ہے تو اب اگر تم میں سے سو صبر والے ہوں تو وہ دو سو پر

میں حکیم ہے۔اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!تمہارا خدا تمھارے لیے کافی ناصر و مددگار ہے اور وہ مسلمان بھی جنہوں نے آپ کا اتباع کیا ہے آپ کے مددگار ہیں یعنی قبیلہ اوس وخزرج والے انصار کرام۔عرب کی نااتفاقیاں اور آپس کی لڑائیاں مشہور ہیں' اسلام نے سب کو دم بھر میں فرو کر دیا اور ان سب کو آپس میں متفق ایک دوسرے کے بھائی بھائی کر دیا۔

٦٥ تا ٦٦- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! مسلمانوں کو قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب دلایئے اور جنگ بدر کے دن ان کو شوق دلایئے کہ اگر تم میں سے بیس آدمی صابر اور مضبوط ہوں تو دو سو کے مقابلہ سے نہ ہٹیں' وہ خدا کے فضل سے ان پر غالب ہو جائیں گے اور اگر سو ہوں تو ہزار سے لڑیں اور ان کو مار کر ان پر غالب ہوں۔یعنی دس گنا کافروں کا مقابلہ کرنا فرض ہے' ان کے سامنے سے نہ بھاگیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ کافر بے وقوف ہیں' توحید و اسلام اور امر و نہی کچھ نہیں سمجھتے۔مگر جنگ بدر کے بعد اس حکم میں اللہ تعالیٰ نے آسانی فرما دی اور تم پر تخفیف کی اور اس کو معلوم ہے کہ قتال کے بارے میں تم میں ضعف وکمزوری ہے۔ اب یہ حکم کیا کہ اگر تم میں سے سو صابر و مخلص ہوں تو دو سو کافروں سے لڑیں اور اگر ہزار ہوں تو دو ہزار سے لڑیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت وفضل سے غالب آ جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو جنگ میں صبر کرتے ہیں یعنی ان کی مدد فرماتا ہے۔ ابتداء میں دس گنا کافروں سے مقابلہ فرض کیا گیا تھا اب دوگنے کافروں سے مقابلہ فرض ہے۔ پہلے حکم میں تخفیف فرما دی گئی۔

يَّغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ‌ ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ اَلۡفٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَيۡنِ

غالب رہیں گے (یعنی اپنے سے دگنوں پر) اور اگر تم میں کے ایک ہزار ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار (دشمنوں) پر

بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنۡ يَّكُوۡنَ

غالب ہو کر رہیں گے اور اللہ تعالیٰ (مدد کے لیے) صبر والوں کے ساتھ ہے ۝ کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ

لَهٗۤ اَسۡرٰى حَتّٰى يُثۡخِنَ فِى الۡاَرۡضِ‌ ؕ تُرِيۡدُوۡنَ عَرَضَ

قید کرے جب تک کہ زمین میں (ان کا) خون خوب نہ بہائے (اور ملک وزمین میں غلبہ حاصل نہ کرلے) (اے مسلمانو!) تم دنیا کا مال چاہتے

الدُّنۡيَا ‌ۖ وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۶۷﴾ لَوۡلَا

ہو اور اللہ تعالیٰ (تمہیں) آخرت کا اجر دینا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے ۝ (اے مسلمانو!) اگر (اس بارے میں) پہلے سے اللہ تعالیٰ

كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۶۸﴾

کا حکم نہ ہو گیا ہوتا تو جو کچھ تم نے (جنگ بدر میں کافروں سے) بدلہ کا مال لیا اس میں تم پر بہت بڑا عذاب آتا (مگر چونکہ باہمی مشورہ سے

فَكُلُوۡا مِمَّا غَنِمۡتُمۡ حَلٰلًا طَيِّبًا ‌ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۹﴾ ع ۹ ع ۵

فیصلہ کی اجازت دی گئی تھی اس لیے عذاب سے بچ گئے) ۝ تو جو کچھ تمہیں مال غنیمت حلال پاکیزہ ملا ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّمَنۡ فِىۡۤ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنَ الۡاَسۡرٰٓى ۙ اِنۡ يَّعۡلَمِ

رہو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اے غیب کی خبر دینے والے نبی! (ﷺ) (لڑائی کے) قیدیوں میں سے جو آپ کے قبضہ

۶۷ تا ۷۰۔ جب جنگ بدر کے دن فتح ہوگئی اور کفار قید ہوئے تو صحابہ میں اختلاف ہوا کہ ان کو چھوڑ دیں فدیہ لے لیں یا ان کو قتل کر دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی رائے فدیہ لینے کی تھی۔ ان سے خطاب ہوا کہ اے مسلمانو! نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان یہ نہ تھی کہ وہ کفار کو قیدی بنائیں اور وہ فدیہ لے کر چھوڑ دیے جائیں جب تک کہ کفار کی زمین پر خوب خون ریزی نہ کر لیتے۔ یعنی پہلی لڑائی میں فدیہ نہ لینا چاہیے تھا بلکہ کفر کا نشان مٹانا چاہیے تھا۔ تم بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر دنیا کا مال ومتاع حاصل کرنا چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کے لیے اجر کا ارادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں پر غالب ہے اور اپنے دوستوں کی مدد میں حکمت والا ہے۔ اگر کتاب الٰہی میں یہ امر پہلے سے طے نہ ہو گیا ہوتا کہ غنیمت کا مال امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حلال ہے یا یہ کہ اہل بدر سعید اور مغفور ہیں تو تم کو اس غلط رائے کے اور اس فدیہ لینے کے بدلہ میں بے شک شدید عذاب پہنچتا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تمہارے شامل حال ہے اب جو غنیمتیں تم کو بدر کے دن ملی ہیں وہ حلال اور پاک ہیں ان کو کھاؤ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، خیانت نہ کرو، اللہ پاک غفور ورحیم ہے کہ تمہاری فدیہ لینے کی

اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ

میں ہیں ان سے فرمائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کچھ نیکی جانی تو جو کچھ تم سے فدیہ لیا گیا ہے اس سے کہیں بہتر تم کو عطا

لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ

فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے O اور (اے نبی ﷺ) اگر وہ لوگ آپ سے خیانت (اور دغا) کرنا چاہیں

خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱

(آپ کی بیعت سے پھر کر) تو یہ اس سے پہلے بھی خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کر چکے ہیں جس کی پاداش میں اس نے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

آپ کو ان پر قابو دے دیا (اور وہ قتل ہوئے اور گرفتار ہوئے) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے (اور اپنے کاموں میں) حکمت والا ہے O

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اور جن

اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ

لوگوں نے (مکہ کے مہاجروں کو اپنے مدینہ میں) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے وارث (اور مددگار) ہیں (یعنی انصار اور

خطا معاف فرمائی۔

۷۰ تا ۷۱۔ حضرت عباس سے فدیہ کئی شخصوں کا لیا گیا تھا تب انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تم نے مجھے محتاج کر دیا۔ تب یہ نازل ہوا کہ اے رسول اللہ! جو قیدی آپ کے پاس ہیں ان سے فرما دیجیے یعنی حضرت عباس وغیرہ سے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بہتری یعنی تصدیق و اخلاص و توحید دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا ہے اس سے بدرجہا زائد تم کو دنیا میں مال و اسباب دے گا اور ایام جاہلیت کے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے غفور و رحیم ہے اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر یہ ایمان نہ لائیں گے اور کفر کریں گے اور آپ سے خیانت برتیں گے تو کیا غم ہے انہوں نے پہلے بھی ایمان چھوڑ کر معصیت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے خیانت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر بدر کے دن غالب کیا اب بھی غالب کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کی خیانت وغیرہ سب کچھ جانتا ہے اور جو حکم فرماتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے۔

۷۲۔ جو لوگ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا' اس کی اطاعت کی اور جنہوں نے رسول پاک اور اصحاب رسول کو اپنے ہاں جگہ دی یعنی مدینہ منورہ میں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بروز بدر مدد کی تو وہ مہاجرین و انصار دونوں آپس میں ایک دوسرے کے اولیاء وارث ہیں۔ یعنی ایک کا وارث دوسرا ہوگا اور جو رسول و قرآن پر ایمان تو لائے مگر انہوں نے

وَلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ

مہاجر) اور جو لوگ ایمان لائے اور ابھی ہجرت نہ کی تو تمہیں ان کا کچھ ترکہ نہیں پہنچتا جب تک کہ وہ (اپنے وطن سے) ہجرت نہ کریں اور اگر وہ

فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

دین میں تم سے مدد چاہیں تو یقیناً تمہارے اوپر (ان کی) مدد کرنا واجب ہے مگر یہ کہ کسی ایسی قوم کے مقابلہ میں مدد چاہی جائے جس سے تمہارا

مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ

(صلح اور امن کا) معاہدہ ہے (تو اس صورت میں تم معاہدہ کے خلاف قدم نہیں اٹھا سکتے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے (اسی

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ

کے احکام کی پابندی کرو) O اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اور اگر ایسا نہ کرو گے (یعنی آپس میں ایک دوسرے کی امداد

كَبِيْرٌ ؕ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور عہد و پیمان کا قائم رکھنا) تو ملک میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہوگا O اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ

میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجروں کو) پناہ دی اور مدد کی وہ سب یقیناً سچے مسلمان ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور (دونوں جہانوں میں)

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت نہیں کی ہے تو اے مسلمانو! نہ ان کی ولایت اور وراثت تم کو حاصل ہے نہ تمہاری ان کو کہ اختلاف دارین بھی وراثت کا مانع ہے یہاں تک کہ ہجرت کر کے مدینہ کو آئیں۔ ہاں یہ اگر تم سے دین کے بارے میں مدد مانگیں اور دشمنوں سے لڑنا چاہیں تو ان کو مدد دو۔ مگر ایسی قوم سے ان کے کہنے سے نہ لڑو جس میں اور تم میں پہلے سے عہد و پیمان ہوں۔ لیکن ان میں صلح کرا دو تو بہتر ہے۔ تم جو بھی عمل کرو گے صلح یا فساد، خدا تعالیٰ اس کا دیکھنے والا ہے۔

۷۳ تا ۷۴۔ جو لوگ کافر ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے والی وارث ہیں۔ اگر تم تقسیم میراث قرابت والوں وغیرہ کے لیے نہ کرو گے اور دین کی مدد و قتل کفار نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔ شرک و ارتداد میں آدمی گرفتار ہوں گے۔ جو لوگ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی اور فی سبیل اللہ جہاد کیا یعنی مہاجرین اور جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بروز بدر مدد کی یعنی انصار، وہ دونوں قومیں سچی اور اچھے مسلمان ہیں۔ ان کو گناہوں سے دنیا میں معافی اور مغفرت دی جائے گی اور جنت میں عزت کا رزق اور اچھا ثواب ملے گا۔

ف: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مہاجرین و انصار تمام صحابہ کرام قطعی جنتی ہیں۔ اس آیت میں ان کو جنتی و مغفور اور سچا ایماندار کامل مومن بتایا گیا ہے، جو لوگ صحابہ کرام کو مومن اور قطعی جنتی نہیں سمجھتے وہ اس کے منکر اور کافر ہیں۔

(قادری غفرلہ)

مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُوۡا

عزت کی روزی ہے O اور جو لوگ سابقین اولین کے بعد ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کی راہ میں) اپنے گھر بار چھوڑے اور تمہارے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ

وَجٰهَدُوۡا مَعَكُمۡ فَاُولٰٓئِكَ مِنۡكُمۡ‌ؕ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ

کی راہ میں جہاد کیا تو وہ بھی تمہیں میں سے ہیں (انہیں اپنے سے الگ نہ سمجھو) اور (باقی) رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک دوسرے کی میراث

اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۷۵﴾ ع ۱۰

کے زیادہ حق دار ہیں (پس باہمی اسلامی بھائی چارہ کی وجہ سے ان کے حقوق فراموش نہ کر دیئے جائیں) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے O

آیاتہا ۱۲۹	۹ سُوۡرَةُ التَّوۡبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳	رکوعاتہا ۱۶
اس میں ایک سو انتیس آیات ہیں	سورۂ توبہ مدنی ہے	اس میں سولہ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ اِلَى الَّذِيۡنَ عَاهَدْتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَؕ ﴿۱﴾

(اے مسلمانو!) جن مشرکوں کے ساتھ تم نے (صلح اور امن کا) معاہدہ کیا تھا اب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اس سے

فَسِيۡحُوۡا فِى الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى

بری الذمہ ہونے کا ان کے لیے اعلان ہے O تو (ان سے کہہ دو کہ) چار مہینہ تک ملک میں چلو پھرو (جو معاہدہ کی مدت ہے اس کے بعد جنگ

۷۵- اور جو لوگ رسول پاک وقرآن مجید پر ایمان لائے اور مہاجرین سابقین اولین کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے اور تمہارے ساتھ دشمنوں سے لڑے تو وہ بھی تمہارے ہمراہ ہیں ظاہر و باطن میں' جنت و دنیا و آخرت میں تمہارے ساتھی ہیں۔ اور قرابت نسبی والے درجہ بدرجہ بعض آدمی بعض سے میراث میں اولیٰ ہیں جیسا کہ کتاب الٰہی یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا عالم ہے اس کو میراث کی تقسیم و اصلاح حال مسلمین وغیرہ سب باتوں کا علم ہے۔ اس آیت سے آیت سابقہ یعنی توارث مہاجرین و انصار منسوخ ہو گیا اور نسبی وراثت کا حکم جاری ہوا۔

سورۂ توبہ

ا تا ۲- سورۂ توبہ اس سورت کی تفسیر ہے جس میں کہ توبہ کا ذکر ہے' کل مدینہ میں اتری ہے مگر دو آیتیں آخر کی کہ یہ بعض کے نزدیک مکی ہیں۔ اس سورت کی تفسیر بھی حضرت ابن عباس سے بسند سابق منقول ہے کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ و رسول کی طرف سے ان لوگوں کو برأت ہے جن سے تم نے عہد باندھا ہے۔ تو ان سے کہہ دو کہ زمین میں چار ماہ تک چلو پھرو' تم کو امن ہے' اس کے بعد تم سے جنگ کی جائے گی اور تمہارے کفر اور شرارتوں کو ملیا میٹ کیا جائے گا اور یہ خوب جانتے رہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو بعد چار ماہ کے عاجز و مجبور نہ کر سکو گے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے کہیں بچ کر نہ جا سکو گے۔ اللہ تعالیٰ بعد چار ماہ کے کافروں کو خائب و خاسر کرنے والا اور ذلیل و خوار اور عذاب قتل دینے والا ہے۔ برأت کے معنی نقض

اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ

کی حالت قائم ہو جائے گی) اور یاد رکھو کہ تم کبھی اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کرسکو گے اور بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو (مسلمانوں کے ہاتھوں) ذلیل کرنے

رَسُوْلِهٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ

والا ہے O اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی طرف سے بڑے حج کے دن عام منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام)

الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

مشرکوں سے بیزار اور بری الذمہ ہیں (یعنی اب کوئی معاہدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے نزدیک باقی نہ رہا) پس اگر تم (اب بھی کفر وظلم

تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

وشرارت سے) توبہ کرلو تو تمہارے لیے اس میں بہتری ہے اور اگر تم نہ مانو گے تو جان رکھو کہ بے شک تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں

بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۳ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ

کر سکتے اور (اے نبی علیہ السلام!) کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو O مگر وہ مشرک جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا' پھر

یَنْقُصُوْكُمْ شَیْـًٔا وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْهِمْ

انہوں نے اس کے برقرار رکھنے میں کسی طرح کی کمی نہیں کی اور تمہارے مقابلہ میں تمہارے خلاف کسی کو مدد نہ دی (تو وہ اس حکم سے علیحدہ

عہد کے ہیں یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں اور دوسرے کافروں میں جو معاہدے تھے وہ اب توڑے گئے۔ بعض سے معاہدہ چار ماہ کا تھا اور بعض سے چار ماہ سے زائد کا' بعض سے چار ماہ سے کم کا' بعض سے نو ماہ کا تھا' بعض ایسے تھے کہ ان سے کوئی عہد و پیمان نہ تھا' ان کے سوا جتنی قومیں تھیں سب کی مدت از سر نو چار ماہ کی گئی کہ اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لیں' جن کی کم تھی بڑھا دی گئی' جن کی زائد تھی کم کر دی گئی تھی مگر بنی کنانہ کہ ان کی مدت نو ماہ برقرار رہی اور جن کے درمیان کچھ عہد نہ تھا ان کے لیے یوم عرفہ نو ذی الحجہ سے پچاس دن یعنی محرم کے آخر تک مدت مقرر ہوئی اور کہہ دیا گیا کہ اس عرصہ کے بعد ہمیں تم سے جنگ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اتنی مدت میں تم اپنے متعلق خوب غور کرلو اور سوچ لو۔

۳ تا ۴۔ اللہ تعالیٰ و رسول کی طرف سے سب آدمیوں کو کھلم کھلا اعلان و اشتہار دیا جاتا ہے اور حج اکبر کے دن یعنی نو ذی الحجہ یوم عرفہ کو اس کا اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین اور ان کے عہد و میثاق و دین سے بیزار ہیں۔ اگر تم شرک و کفر سے توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ و رسول و قرآن پاک پر ایمان لاؤ تو تمہارے حق میں دنیا و آخرت میں بہتر ہے اور اگر تم ایمان و توبہ سے روگردانی کرو گے تو اے مشرکین! تم جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز ہرگز عاجز نہ کرسکو گے اور اے محبوب! کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے کہ چار ماہ محترم گزرنے کے بعد تم کو قتل و غارت کیا جائے گا' یہ دنیا کی سزا ہے اور آخرت میں جہنم کی سزا بھگتو گے۔ مگر وہ مشرکین جن سے تم نے پچھلے سال حدیبیہ میں عہد کیا اور پھر

عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٤﴾ فَإِذَا انْسَلَخَ

ہیں) پس ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو' بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ○ پھر جب

الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَ

حرمت والے مہینے گزر جائیں تو (جنگ کی حالت قائم ہو گئی) مشرکوں کو جہاں کہیں پاؤ قتل کرو اور (جہاں کہیں ملیں)

خُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا

گرفتار کرو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو' پھر اگر وہ باز آ جائیں (ایمان لے آئیں) اور نماز

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو' بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا'

رَحِيمٌ ﴿٥﴾ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ

مہربان ہے ○ اور (اے نبی ﷺ!) اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے تو آپ اس کو پناہ دیں یہاں

يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا

تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام (غور سے) سنے' پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیں' یہ (موقع) اس لیے (دینا چاہیے) کہ وہ لوگ (حق کی دعوت کی

انہوں نے تمہارے عہد کو نہ توڑا اور تمہارے دشمنوں کی مدد نہ کی' تم پر کسی کو قابو نہ دیا۔

۵- پھر جب بعد یوم النحر حرمت والے مہینے نکل جائیں تو ان کو جن کی مدت پچاس دن مقرر کی گئی ہے جہاں پاؤ خواہ حل ہو' خواہ حرم' خواہ اشہر حرام (محترم مہینے) ہوں ہر جگہ قتل کرو اور جہاں پاؤ مارو' ان کو قید کرو' ان کو کعبہ میں آنے سے روکو اور ان کے پکڑنے اور روکنے کے لیے ان کے قافلے تجارت کے جہاں سے آتے جاتے ہیں گھات میں بیٹھو' اگر وہ شرک سے توبہ کریں' ایمان لائیں' پانچوں وقت کی نماز کا اقرار کریں' پانچوں نمازیں قائم کریں' سالانہ زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی مسلمان ہیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو' کعبہ میں آنے دو' اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے' جو توبہ کرتا ہے اس سے درگزر فرماتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ جو توبہ کر کے مرتا ہے اس پر رحم کرتا ہے' اس کی بخشش فرماتا ہے۔

۶- اور اگر کوئی مشرک تم سے امن مانگے اور پناہ چاہے اور آپ کے پاس آنا چاہے تو اسے اجازت و امن دو کہ آپ کے پاس آ کر کلام الٰہی آپ کی زبانی سنے۔ اگر ایمان لائے تو بہتر ورنہ اس کو با امن و امان اس کے وطن تک پہنچا دو' کیونکہ یہ کافر امر الٰہی و توحید کو نہیں جانتے۔ شاید آپ کے سبب سے ہدایت پائیں۔ لہٰذا ان کو امن دے کر قرآن پاک سنائیے جس کی قسمت میں ایمان ہو گا وہ ایمان لے آئے گا۔

ع ۶/۷ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ ع كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ

حقیت سے) بے علم ہیں ○ مشرکوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے نزدیک کوئی عہد کیونکر ہوگا (کیونکہ ہمیشہ سے ان کی

رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا

عادت عہد شکنی کی ہے) مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا تھا (اور انہوں نے اسے نہیں توڑا) تو

اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷﴾

جب تم وہ تمہارے ساتھ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تم بھی ان کے ساتھ (اپنے عہد پر) قائم رہو بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز کرنے والوں کو دوست

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ

رکھتا ہے ○ بھلا ان مشرکوں کا عہد کیونکر عہد ہو سکتا ہے (جب کہ ان کا حال یہ ہے کہ) اگر آج تم پر غلبہ پائیں تو نہ تو تمہارے لیے قرابت کا

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾ ۚ

لحاظ (پاس) کریں اور نہ کسی عہد و پیمان کا وہ اپنی باتوں سے تمہیں راضی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دلوں کا فیصلہ اس کے خلاف ہے اور ان میں اکثر فاسق

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ

ہیں (یعنی سچائی کے تمام طریقوں سے باہر ہو چکے ہیں) ○ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑے سے حقیر داموں کے بدلے بیچ ڈالا (یعنی

۷ تا ۹- ان مشرکین کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے پاس عہد و میثاق کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ لوگ جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس پچھلے سال حدیبیہ میں عہد کیا یعنی بنی کنانہ کہ وہ جب تک عہد وفا کریں اور عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو عہد نہ توڑو۔ میثاق پورا رکھو اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا ہے جو عہد توڑنے سے بچتے ہیں۔ سوائے ان کے تم میں اور دوسرے کافروں میں کیونکر عہد قائم رہ سکتا ہے ایسی حالت میں کہ ان کے دلوں میں تمہاری طرف سے سخت عداوت ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ تم پر غالب ہو جائیں تو کبھی تمہاری پروا نہ کریں اور کسی امر کا لحاظ نہ رکھیں' نہ قرابت کا پاس' نہ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور نہ کسی عہد و میثاق کی حفاظت کے خیال سے تم سے درگزر کریں۔ یہ حالت مغلوبیت میں تم کو فقط زبانی لفاظیوں سے راضی رکھنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر فاسق و ناقض عہد و بدعہد ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتیں بیچ کر یعنی رسول و قرآن سے منہ موڑ کر دنیا کا متاع فانی و قلیل مول لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ اور دین اسلام اور اطاعت سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔ یہ جو کرتے ہیں اپنے حق میں بہت برا کرتے ہیں' اس کا بدلہ پائیں گے۔ یہ آیات بعض کے نزدیک مشرکین کی شان میں اور بعض کے نزدیک یہود کے بارے میں اتری ہیں۔

ف: اور دونوں کے بارے میں ہو سکتی ہیں کیونکہ دونوں قومیں بدعہدی کرتی تھیں اور ان آیات کا حکم عام ہے خواہ یہودی ہوں یا عیسائی یا مشرک ہوں سب کو شامل ہے (قادری)۔

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ

نفس وشیطان کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر یقین نہیں کیا) تو اللہ تعالیٰ کی راہ (اسلام) سے لوگوں کو روکنے لگے بے شک وہ بہت ہی برے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

کام کرتے ہیں ○ کسی مومن کے بارے میں نہ تو رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا' یہی لوگ ظلم میں حد سے گزر گئے ہیں ○

الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

پھر اگر وہ توبہ کرلیں (ایمان لے آئیں) اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم اپنی آیتیں کھول کر بیان

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو اپنے علم سے کام لیں ○ اور اگر وہ عہد کر کے اپنے عہد و پیمان توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کو برا بھلا کہیں تو (پھر اس کے سوا

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

کوئی چارہ نہیں کہ ان) کفر کے سرداروں سے جنگ کرو' بے شک ان کی قسموں اور معاہدوں کا کوئی اعتبار نہیں (تمہیں ان سے جنگ اس لیے

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ

کرنی چاہیے) شاید کہ وہ (ظلم اور بدعہدی سے) باز آجائیں ○ (اے مسلمانو!) کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے (اپنے عہد و پیمان

۱۰ تا ۱۵- یہ مشرکین کسی مسلمان کے حق میں نہ قرابت کا لحاظ رکھیں' نہ اللہ تعالیٰ کو مانیں' نہ کسی ذمہ و عہد کی پروا کریں۔ یہ سخت حد سے بڑھنے والے یعنی حکم کا خلاف کرنے والے' حلال کو حرام کرنے والے' عہد و میثاق توڑنے والے ہیں۔ اگر یہ توبہ کریں' شرک وکفر سے باز آئیں' ایمان لائیں' نماز پنجگانہ کا اقرار کریں' زکوٰۃ کو فرض مانیں اور دونوں کو ادا کریں تو یہ بھی تمہارے دین اسلام کے اعتبار سے برابر کے بھائی ہیں۔ ہم قرآن پاک میں ان لوگوں کے لیے جو علم والے' جاننے والے اور تصدیق کرنے والے ہیں اپنی آیتیں یعنی امر و نہی خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اگر یہ اہل مکہ اپنے عہد و پیمان توڑیں اور تمہارے دین میں طعنہ کریں اور قسمیں توڑیں' دین توحید کو عیب لگائیں تو ان کے سرداروں شرک کے اماموں یعنی ابوسفیان وغیرہ کو خوب اچھی طرح قتل کرو کیونکہ ان کی قسموں اور عہدوں کا کوئی اعتبار نہیں' تم ان کو خوب قتل کرو کہ شاید کفر سے باز آجائیں۔ تم ان عہد توڑنے والوں کو قتل کیوں نہیں کرتے یعنی اہل مکہ کو کیوں نہیں مارتے؟ جنہوں نے اپنے سب عہد جو تم میں اور ان میں تھے توڑ ڈالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے اور مارنے کی سب کے سب نے جمع ہو کر مشورے اور ارادے اور تدبیریں کیں اور یہ عہد بھی انہوں نے اوّل اوّل توڑے' انہوں نے عہد توڑنے میں ابتداء کی کہ اپنے حلفاء بنی بذیل کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حلفاء بنی خزاعہ کے خلاف مدد کی اور ان کا ساتھ دیا۔ اے مسلمانو! کیا تم کافروں سے ڈرتے ہو اور ان کے قتل سے گریز کرتے ہو ایسا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا بہتر ہے اور وہ سب سے زائد مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اور اس کے

وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط اَتَخْشَوْنَهُمْ ج فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

کی) قسمیں توڑ ڈالیں اور انہوں نے (اللہ تعالیٰ کے) رسول (ﷺ) کو (ان کے وطن سے) باہر نکال دینے کا ارادہ کیا اور پھر تمہارے برخلاف لڑائی

تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

میں پہل بھی انہی کی طرف سے ہوئی' کیا تم ان سے ڈرتے ہو (اگر تم ان سے ڈرتے ہو تو تم مومن نہیں کیونکہ) اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی اس کا

بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو ○ (مسلمانو!) ان سے لڑو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے گا اور انہیں رسوا کرے گا اور ان پر تمہیں فتح مند

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ لا وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ط وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى

کرے گا اور مسلمانوں کے دلوں کی جلن دور فرمائے گا (ان کے دل ٹھنڈے کرے گا) ○ اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ

مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ

جس کی چاہے گا توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے (اور اپنی ہر بات میں) حکمت رکھنے والا ہے ○ (مسلمانو!) کیا تم نے ایسا

لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ

ہی سمجھ رکھا ہے کہ تم یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ان لوگوں کی (آزمائش میں ڈال کر) پہچان نہ کرائی

خلاف حکم نہ کرو۔ اگر تم سچے مسلمان ہو تو ان کو خوب مارو اور قتل کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور تمہاری تلواروں سے ان کو سزا دے گا اور ان کو ذلت شکست دے گا۔ تمہاری مدد کرے گا' تم کو ان پر غالب کرے گا اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کرے گا (چنانچہ بروز فتح مکہ جب کفار کا حرم میں قتل کرنا حلال ہوا' ایک گھڑی کے لیے اجازت ملی اور وہ مارے گئے تو مسلمانوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی) اور اللہ تعالیٰ اہل اسلام کے دلوں کا غصہ کافروں کو قتل کرا کر ٹھنڈا کرے گا۔ ان کے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے' جسے چاہتا ہے کافر رکھتا ہے' کفر پر چھوڑ دیتا ہے' اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور جو حکم کرتا ہے قتل وشکست کا یا فتح ونصرت کا سب حکمت سے کرتا ہے یا یہ کہ جس پر جو حکم کرتا ہے کفر یا ایمان کا سب میں حکمت ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کفر پر اڑا رہے گا۔ قادری)

۱۶- اے مسلمانو! کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاد کا حکم نہ دے گا اور تم یوں ہی ملے جلے چھوڑ دیے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں جانیں قربان کرتے ہیں اور کافروں کو مارتے ہیں اور سچے مسلمان ہیں کہ سوائے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام صادقین کے اپنا ولیجہ یعنی ہمراز وغمگسار کسی کو نہیں بناتے ہیں' کافروں سے منافقوں سے جدا نہیں کیا ہے اور تم جو کچھ کرو گے خیر وشر اچھا برا جہاد وغیرہ اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے' وہ سب جانتا ہے۔

اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا

جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنوں کو چھوڑ کر کسی غیر کو اپنا راز دار نہیں بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے

ع ۲ / ۱۰ / ۸ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

سب کاموں سے خبردار ہے ○ مشرکوں کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد کریں حالانکہ وہ خود اپنے

شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

کفر کی گواہی دے رہے ہیں (یعنی کفر کا اقرار کر رہے ہیں) ان لوگوں کے سارے عمل اکارت گئے (کیونکہ بغیر ایمان کے

وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

کوئی عمل مقبول نہیں) اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے ○ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ

(روزِ قیامت) پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں مانتے،

اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

تو قریب ہے (یعنی امید کی جاتی ہے) کہ وہی (کامیابی کی) راہ پانے والے ثابت ہوں گے ○

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے لیے سبیل لگا دینی اور مسجد حرام کی خدمت کرنی اس درجہ کا کام سمجھ لیا ہے جیسا اس شخص کا کام جو

۱۷ تا ۱۸- مشرکوں کو باوجودیکہ وہ اپنے آپ کو مشرک مانتے ہیں اور اپنے اوپر آپ کفر و شرک کی گواہی دیتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے مسجدیں بنانا کیونکر لائق ہے، وہ تو شرک کرتے ہیں، ان کے شرک کی وجہ سے سب اچھے کام اکارت و ضائع ہو گئے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ تو وہاں سے نکلیں گے اور نہ ہی مریں گے کہ عذاب سے چھوٹ جائیں۔ ہاں مسجدیں بنانا اور خاص کر مسجد حرام کی درستگی اور حاضری ان کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم و یوم قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائیں اور نماز پنجگانہ کو قائم کیا اور زکوٰۃ کا فریضہ ادا کیا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی پرستش نہ کی، نہ اس کے سوا کسی سے ڈرے، تو یہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے دین کی اور حجت و دلیل کی اور بارگاہ قرب کی راہ پائیں گے یعنی ضرور پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا ''عسیٰ'' کہنا واجب کرنا ہے۔

ف: یعنی ''عسیٰ'' یہاں یقینی و ضرور کے معنی میں ہے۔

۱۹ تا ۲۲- بعض مشرکین نے جو بدر میں قید ہوئے تھے، بعض صحابہ پر فخر کیا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں حاجیوں کو پانی

آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وقف لازم

(بلکہ مومن مجاہد یقیناً افضل ہیں) اور اللہ تعالیٰ (کا قانون ہے کہ وہ) ظلم کرنے والوں پر (کامیابی کی) راہ نہیں کھولتا O جو لوگ ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ

اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا تو (یقیناً) اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

کا درجہ بہت بڑا ہے اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں O

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا

اُن کا رب انہیں اپنی رحمت اور کامل خوشنودی کی خوشخبری سناتا ہے اور ایسے باغوں کی بھی جہاں ان کے لیے ہمیشگی کی

نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

نعمت ہوگی O اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک (نیکی کرنے والوں کے لیے) بہت بڑا

پلاتے ہیں' آب زم زم سے سیراب کرتے ہیں' مسجد حرام کی تعمیر اور خدمت میں مشغول ہیں' ہم تم سے کم نہیں ہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے مشرکین! کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے کو اور مسجد حرام کی تعمیر و خدمت کو ایمان کے برابر سمجھا اور ان باتوں سے اہل اسلام پر فخر کیا اور اپنے آپ کو بہ سبب ان باتوں کے اس آدمی کی مثل سمجھا جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخر یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لایا اور اس نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور بروز بدر کافروں سے لڑا۔ ایسا سمجھنا غلط ہے' یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز طاعت و ثواب میں برابر نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں' ہٹ دھرموں کو جو اس کے علم ازلی میں ہدایت کے لائق نہیں ہوتے اپنے دین کی راہ نہیں دکھاتا۔ ہاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لائے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اپنا مال اور اپنی جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کی تو یہ فضیلت و مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیروں سے بہت زائد ہیں۔ یہ آخرت میں فوز و فلاح پانے والے ہیں۔ جنت پائیں گے' دوزخ سے بچیں گے۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت و نجات اور اپنی رضامندی و خوشی کی اور جنتوں کی جن میں ہر قسم کی دائمی نعمتیں ہیں بشارت و خوشخبری دیتا ہے۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس مسلمانوں کے لیے اجر عظیم' بڑا ثواب ہے۔

عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ

ثواب ہے O اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو انہیں اپنا

اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

دوست نہ سمجھو (اور انہیں اپنا رفیق اور کارساز نہ بناؤ) اور تم میں جو ان کو اپنا دوست بنائیں گے وہی (اپنے اوپر) ظلم کرنے

مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ

والے ہیں O (اے نبی ﷺ!) آپ (لوگوں سے) فرمائیے کہ اگر تمہارے باپ دادا

اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ (اور رشتہ دار) اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ

اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اللہ تعالیٰ کی

تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ

راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیارے ہیں تو (دین اسلام تمہارا محتاج نہیں) تم انتظار کرو یہاں تک کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کو

۲۳ تا ۲۴۔ اے مسلمانو! اگر تمہارے ماں، باپ یا بھائی کفر کو اپنائیں اور ایمان کو چھوڑ دیں اور شرک کو دوست رکھیں تو تم ان کو ہرگز اپنا دوست نہ بناؤ۔ ان سے محبت وولایت قطع کرو۔ یعنی تمہارے باپ، بھائی جو مکہ میں کافر ہیں ان کی دوستی کا خیال کر کے اطاعت الٰہی سے منہ نہ موڑو، جو ان سے دین میں موالات ومحبت کرے گا تو وہ بھی انہی جیسا ظالم و کافر ہوگا۔ یا یہ مراد ہو کہ تمہارے باپ، بھائی جو مکہ میں مسلمان ہیں اور کافروں کی مدد کرتے ہیں اور تم کو ان کے ساتھ ہو کر حرم سے روکتے ہیں تو تم بھی ان کی مدد نہ کرو۔ اگر وہ کفر یعنی دارالکفر مکہ کو جو اس وقت دارالکفر ہے دارالسلام مدینہ پر اختیار کرتے ہیں، ترجیح دیتے، پسند کرتے ہیں اور باوجود قدرت رکھنے کے مکہ سے مدینہ کو ہجرت نہیں کرتے بلکہ کافروں کا ساتھ دیتے ہیں تو ان کو وہیں رہنے دو۔ جو تم میں سے ان سے دوستی برتے گا وہ بھی ظالم اور اپنے آپ کو نقصان رساں ہوگا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان مسلمانوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم کو اپنے ماں، باپ، اولاد، بھائی بند، جوروئیں (بیویاں) اور وہ کنبہ جو مکہ میں ہے اور مال جس کو تم نے اپنی عمر میں کمایا ہے اور تجارت جس کے خراب ہونے کا تم کو ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے اگر یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے پاس ہجرت کرنے سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے زائد اچھی لگتی ہیں اور دنیا کو دین پر مقدم سمجھتے ہو تو خیر ذرا انتظار کرو، تا اور ٹھہرو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرمان عذاب کے متعلق آ جائے اور بروز فتح مکہ کافر قتل کیے جائیں، اس کے بعد اگر ہو سکے تو ہجرت کرنا۔ بے شک

سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

کرنا ہے وہ حکم تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ تعالیٰ (کا مقرر کردہ قانون ہے کہ وہ) فاسقوں

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ

پر (کامیابی کی) راہ نہیں کھولتا ہے ○ (اے مسلمانو!) بے شک اللہ تعالیٰ بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کر چکا ہے (جب کہ تم کو اپنی کمزوری

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا

کی بناء پر کامیابی کی امید بھی نہ تھی) اور جنگِ حنین کے دن جب کہ تم اپنی زیادہ تعداد پر اترا گئے تھے (اور سمجھے تھے کہ ہم اپنی کثرت سے فتح یاب

وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ج

ہو جائیں گے) تو وہ زیادہ تعداد تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہونے پر بھی تمہارے اوپر تنگ ہوگئی پھر تم (میدان سے) پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے ○

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (ﷺ) پر اور مومنوں پر (اپنی جانب سے) دل کا سکون اور قرار نازل فرمایا اور ایسے لشکر اتارے

اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ

جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور کافروں کو (قتل و قید کی) سزا دی اور کافروں کی

اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں، ہٹ دھرم نافرمانوں کو جو اہل نہیں ہوتے اپنے پاک دین کی ہدایت نہیں کرتا۔ ان کو ان کے کفر ہی میں چھوڑ دیتا ہے۔

۲۵ تا ۲۷۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد بہت معرکوں اور لڑائیوں میں فرمائی۔ اکثر تم کو غالب کیا۔ خاص کر بروز جنگ حنین یعنی اس لڑائی میں جو وادی حنین میں واقع ہوئی تھی جو مکہ اور طائف کے درمیان میں ہے۔ جب وہاں تم کو تمہاری تعداد بہت زیادہ ہونے نے اور باقوت وشوکت ہونے نے غرور میں ڈالا تھا۔ یعنی تم دس ہزار آدمی مسلح تھے اور تمہارے مقابل قوم مالک بن عوف اور قوم کنانہ عبد یالیل ثقفی کل چار ہزار تھی اور تم کو اپنی زیادہ تعداد پر گھمنڈ ہوا تو تم کو تمہاری کثرت نے کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور تمہارا سارا غرور جاتا رہا اور خوف و دہشت کے مارے باوجود وسعت وکشادگی کے زمین تم پر تنگ ہوگئی۔ تم آخر کار پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر بعد کو اللہ تعالیٰ نے اپنا سکینہ و اطمینان اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں پر نازل کیا اور غیب سے ایسے لشکر آسمان سے اتارے جن کو تم نہ دیکھتے تھے یعنی ملائکہ سے تم کو مدد بھیجی اور کافروں کو عذاب دیا، قتل وشکست ان پر اتاری اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر بعد کو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اسے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی گناہوں سے درگزر کرنے والا ہے۔

جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ

یہی سزا ہے O پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا (توبہ کی توفیق دے کر) اس کی

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا

توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے O اے ایمان والو! (حقیقت یہ ہے کہ) مشرک نرے نجس ہیں

الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

(یعنی شرک سے ان کے دل ناپاک ہیں) تو اس سال کے بعد (یعنی ۹ھ کے بعد سے) مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تم کو

عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ

(ان کی آمدورفت بند ہو جانے کی وجہ سے) فقر و فاقہ کا اندیشہ ہو تو (گھبراؤ نہیں) اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو عنقریب

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اپنے فضل سے تم کو مالدار کر دے گا' بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے (اور) حکمت والا ہے O

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(اے مسلمانو!) ان اہلِ کتاب سے لڑو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر (قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ پر) ایمان

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ

نہیں لاتے اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (قرآن و حدیث میں) حرام ٹھہرا

۲۸- اے مسلمانو! مشرکین ناپاک ہیں' اب اس برس کے بعد یعنی سال براءت کے بعد یہ کبھی مسجد حرام سے نزدیک بھی نہ ہونے پائیں یعنی حج و نماز ادا نہ کرنے پائیں اور اگر تم کو یہ خوف ہو کہ کافروں کے نہ آنے سے تم فقیر و محتاج ہو جاؤ گے' تجارت کم ہوگی' آمدنی کم ہو جائے گی تو اب عنقریب تم کو خدا تعالیٰ غنی و امیر اپنے فضل سے کیے دیتا ہے اور دوسری طرح سے تم کو اگر چاہے تو روزی دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ارزاق کا عالم اور اپنے حکم میں حکمت والا ہے۔ چنانچہ بکر بن وائل کی تجارت سے مسلمانوں کو غنی کیا اور کافروں کو ذلیل فرمایا اور مسلمان خوب مالدار ہو گئے۔

۲۹- اے مسلمانو! ان کم بختوں کو جو نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں' نہ یوم آخرت یعنی روز قیامت و نعیم جنت کے قائل ہیں' نہ جو بات خدا تعالیٰ اور رسول پاک نے حرام کی اس کو حرام سمجھتے ہیں' نہ دین برحق توحید کے آگے گردن جھکاتے ہیں۔ ان کو خوب قتل کرو اور مارو۔ پھر بیان کیا کہ وہ کون ہیں؟ پس کہا کہ وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ جن کو توریت انجیل وغیرہ دی گئی ان کو یہاں تک مارو کہ ذلیل ہو کر تم کو جزیہ ٹیکس اپنے ہاتھ سے دینا قبول کریں اور تمہارے

دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

دیا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) پر ہی عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ ذلیل

عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ ع ۵ ۱۰

ہو کر اپنی خوشی سے جزیہ دینا قبول نہ کریں O اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں' یہ وہ باتیں ہیں جو وہ ہی اپنے منہ سے بکتے

بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

ہیں (کوئی سمجھ دار آدمی ایسا نہیں کہہ سکتا) اگلے کافروں کی سی باتیں بناتے ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ

یہ کدھر اوندھے بھٹکے جاتے ہیں O انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے

رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ

پادریوں اور اپنے جوگیوں اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا لیا حالانکہ انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک معبود

آگے کھڑے ہو کر نہایت عاجزی بصد ذلت جزیہ ادا کریں اور ذلیل وحقیر ہو جائیں یا اسلام قبول کر لیں۔

۳۰ تا ۳۱- مدینہ کے یہود کہتے ہیں کہ حضرت عزیر خدا تعالیٰ کے فرزند ہیں اور نصاریٰ یعنی نجران وغیرہ والے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح خدا تعالیٰ کے لڑکے ہیں۔ یہ سب باتیں کم بخت اپنی زبانوں سے صاف صاف کہتے ہیں' یہ ویسی باتیں کرنا چاہتے ہیں جیسی ان سے پہلے والے کافر کیا کرتے تھے یعنی مکہ والے کہ لات ومنات وغیرہ کو بنات اللہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح یہود عزیر کو فرزند خدا کہتے ہیں اور نصاریٰ میں سے کوئی مسیح کو ابن اللہ' کوئی اس کا شریک' کوئی خود اللہ' کوئی اللہ کا تیسرا ٹکڑا بتاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کا کھوج کھوئے اور ان پر لعنت کرے یہ کیا کیا افتراء اٹھاتے ہیں اور کیسے کیسے جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عالموں یعنی یہود نے اپنے علماء احبار اور نصاریٰ نے رہبان گرجا میں رہنے والے پادریوں کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔

ف: یعنی جس طرح خدا تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے اسی طرح یہ اپنے پادریوں وغیرہ کی خدا کی نافرمانیوں میں اطاعت کرتے ہیں۔ تو گویا انہوں نے اپنے پادریوں کو خدا کا درجہ دیا ہوا ہے (قادری) اور مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں حالانکہ ان سب کو پچھلی ساری کتابوں میں یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا جو یکتا معبود ہے کسی کی عبادت نہ کریں۔ وہ پاک ہے وہ بیٹا' بیٹی' بیوی اور ان تمام چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں پاک ہے۔

مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ

(اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں،

اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا

وہ ان کے شرک سے پاک ہے ○ یہ، لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

کی روشنی (دین اسلام کو) اپنے منہ (کی پھونکوں سے) بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ نہ مانے گا مگر اپنی روشنی کا پورا کرنا

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ

اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو ○ وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو حقیقی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (دین اسلام)

الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

کو تمام (ٹھہرائے ہوئے) دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

اے ایمان والو! بے شک بہت سے پادری اور جوگی، لوگوں کے مال ناحق (رشوت وغیرہ لے کر) کھاتے ہیں اور لوگوں کو

لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ

اللہ تعالیٰ کی راہ (دین اسلام) سے روکتے ہیں اور جو لوگ

۳۲ تا ۳۳۔ یہود و نصاریٰ و مشرکین یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور یعنی دین اسلام کی روشنی کو اپنے منہ یعنی زبانوں سے پھنکار کر کے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اس کو بجھنے نہیں دے گا اور اپنے نور دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہی معلوم ہو۔ وہی ہے کہ جس نے اپنے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت یعنی قرآن اور ایمان اور دین حق اسلام دے کر بھیجا تاکہ اس دین اسلام کو ان تمام دینوں پر جو اس سے پہلے تھے غالب کر دے قیامت تک غالب رکھے اگرچہ یہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

۳۴ تا ۳۵۔ اے مسلمانو! جو محمد مصطفیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لائے ہو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہودیوں کے بہت سے پادری اور گرجاؤں میں رہنے والے عبادت گزار لوگوں کے مال ناجائز طریقے سے رشوت وغیرہ اور حرام طریقے سے کھاتے ہیں اور اپنے مالدار لوگوں سے رشوتیں لے کر دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے یعنی دین اسلام اور رسول کریم علیہ السلام کی اطاعت سے غلط بیانی کر کے روکتے ہیں اور مال جمع کرتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرتے ہیں

النصف

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ

چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور (ایمان لا کر) اسے اللہ تعالیٰ کی راہ

لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ﴿۳۴﴾

میں خرچ نہیں کرتے تو (اے نبی!) آپ انہیں درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے ○

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ

جس دن کہ ان کا جمع کیا ہوا (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں

وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا:) یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا تو

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ

جو کچھ جوڑ کر رکھا تھا آج اس کا مزہ چکھ لو ○ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں

عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ

کی گنتی بارہ مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (لکھی ہوئی) جس دن سے اس نے آسمان اور زمین بنائے (اس کا ٹھہرایا ہوا

اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی فرمانبرداری میں خرچ نہیں کرتے ہیں' یا ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں تو اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن اس سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا' پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور کروٹوں اور پیٹھوں کو داغ دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ سزا ان مالوں کی ہے جو تم نے اپنے لیے دنیا میں اکٹھے کیے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا تو اب تم اپنے جمع کیے ہوئے خزانوں کا مزا چکھو۔

۳۶ تا ۳۷- بے شک برس کے مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے۔ یعنی برس کے مہینے زکوٰۃ و حج وغیرہ جملہ احکام کے اعتبار سے بارہ ہیں' اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی لوح محفوظ میں جس دن سے اس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں اور دنیا کی بنیاد ڈالی ہے مہینوں کی تعداد بارہ لکھی ہے۔ ان میں سے چار حرام ہیں' رجب' ذیقعد' ذی الحجہ' محرم۔ یہ حساب مہینوں کا ثابت وقائم و مستقیم ہے نہ تو بارہ سے زائد ہوتے ہیں نہ بارہ سے کم۔ ان مہینوں میں یعنی سب میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ یا یہ مطلب ہو کہ ان چار مہینوں میں قتل وقتال گناہ نہ کرو اور سب مشرکین کو مارو خواہ وہ حرم کے باہر حل میں ہوں' خواہ وہ حرم میں ہوں' جیسا کہ وہ سب کو مارتے ہیں۔ یا یہ کہ ان کو اکٹھے ہو کر مارو اور اے مسلمانو! خوب یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ مدد کے لیے متقین کے ساتھ ہے جو کفر و شرک و فواحش و نقض عہد وقتال اشہر (مہینے) حرم سے بچتے ہیں۔ یہ کافر جو نسی کرتے ہیں یعنی کبھی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ

حساب یہی ہے) ان (بارہ مہینوں) میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنی رجب' ذیقعدہ' ذی الحجہ اور محرم) اور یہی سیدھا

الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

راستہ دین کا ہے' پس ان (حرمت کے مہینوں) میں (جنگ اور خون ریزی کر کے) اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور (اگر کافر مشرک ان

كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

میں بھی جنگ کریں تو تم بھی) مشرکوں سے ہر وقت لڑو جس طرح وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں (کیونکہ جان کی حرمت سب سے زیادہ ہے)

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ

اور جانو کہ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں (ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے O کافروں کا مہینہ کو اس کی جگہ سے ہٹا دینا (جیسا کہ جاہلیت میں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِــــُٔوْا

دستور ہو گیا تھا) اس کے سوا کچھ نہیں کہ کفر میں اور زیادہ بڑھنا ہے' اس کے ذریعہ سے کافر بہکائے جاتے ہیں اور ایک ہی مہینہ کو ایک برس

عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ

حلال سمجھ لیتے ہیں (یعنی اس میں لڑائی جائز کر دیتے ہیں) اور پھر اسی کو دوسرے برس حرام کر دیتے ہیں (یعنی اس میں لڑائی ناجائز کر

سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ ع ۵ ۸ ۱۱

دیتے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ نے حرمت کے مہینوں کی جو گنتی رکھی ہے اسے اپنی گنتی کے مطابق کر کے اللہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کو حلال کر لیں

محرم کو صفر بنا لیتے ہیں اور کبھی کسی حرام مہینہ کو حلال فرض کر کے اس کے قائم مقام ایک اور حلال مہینہ کو حرام کر لیتے ہیں تو یہ کفر و معصیت کی اور ترقی ہے۔ ان باتوں کے سبب سے وہ اور بھی گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں اور محرم کا صفر بنانے سے اور بھی غلطی میں پڑتے ہیں۔ کبھی محرم کو حلال کر لیتے ہیں اور اس میں لڑتے ہیں اور کبھی اس کو حرام سمجھتے ہیں اور جب اس کو حلال کرتے ہیں تو صفر کو حرام کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی گنتی کے مطابق چار مہینوں کو پورا کر لیں اور اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حلال کر لیں۔ ان کے اعمال قبیحہ و خبیثہ ان کے لیے زینت دے دیے گئے ہیں' وہ ان کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ان باتوں کو بہت اچھا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم کافروں کو جو ہدایت کے اہل نہیں اپنے دین کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔ ان باتوں کا موجد اور بانی نعیم بن ثعلبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو ان کی گمراہی میں پڑا چھوڑ دیتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ

ان کے برے اعمال ان کی نگاہوں میں اچھے کر کے دکھائے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ (کا قانون ہے کہ وہ) منکروں کے لیے (کامیابی کی)

سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ

راہ نہیں کھولتا ہے ○ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قدم اٹھاؤ (جہاد کے لیے چلو) تو تم

الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي

بوجھل ہو کر زمین پر بیٹھ جاتے ہو (یعنی جہاد کے لیے قدم اٹھانا نہیں چاہتے) کیا تم نے دنیا کی زندگی ہی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں

الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۵

پسند کر لی (اگر ایسا ہی ہے) تو (یاد رکھو) جیتی دنیا کا اسباب و سامان آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے مگر بہت تھوڑا ○ اگر تم (جہاد کے

وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ

لیے) قدم نہ اٹھاؤ گے تو (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ تم کو دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا اور تمہاری جگہ کسی دوسرے گروہ کو لا کھڑا کرے گا اور تم

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

(جہاد سے غافل ہو کر) اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے (بلکہ اپنا ہی نقصان کرو گے) اور اللہ تو ہر بات پر قادر ہے ○ اگر تم اللہ تعالیٰ کے رسول

۳۸ تا ۳۹۔ اے مسلمانو! تمہارا یہ کیا حال ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اپنے پیغمبر کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کو نکلو اور غزوہ تبوک کو چلو تو تم دیر لگاتے ہو اور زمین پر بیٹھے رہنے کو پسند کرتے ہو۔ کیا تم بھی کافروں کی طرح حیاتِ دنیا و لذت فانیہ پر راضی ہو گئے اور آخرت کی پرواہ نہ رہی۔ اگر تم اپنے پیغمبر کے ساتھ غزوۂ تبوک کو نہ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب دے گا جو دنیا و آخرت میں تم کو دکھ دے گا اور تم کو ہلاک کر کے اور قوم پیدا کرے گا جو تم سے بہتر ہو گی۔ اگر تم مدینہ میں بیٹھ رہو گے تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کر سکو گے، اللہ تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے، اگر چاہے تو تم کو عذاب دے اور دوسری قوم پیدا کر دے وہ اس کے دین کی مدد کرے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ تمہارا امتحان لیتا ہے کہ کون قربان ہونے کو تیار ہے۔

۴۰۔ اے مسلمانو! اگر تم رسول کے ساتھ تبوک کو نہ جاؤ گے اور ان کی مدد نہ کرو گے تو ان کو کچھ پروا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے مکہ سے ان کو نکالا تھا اور وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ یعنی ان کے ساتھ سوائے ان کے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہ تھا۔ جب وہ دونوں غار میں کافروں سے پوشیدہ ہوئے تھے اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب اور دوست کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ تم کچھ غم و فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، مدد کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا سکینہ اور اطمینان اتارا تھا اور اپنے رسول کی تائید کی۔ یعنی بروز

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

(ﷺ) کی مدد نہ کرو گے تو (ان کو کچھ پروانہیں) بے شک اللہ نے تو ان کی اس وقت بھی مدد کی جب کہ کافروں کی شرارت کی وجہ سے انہیں

إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج فَأَنْزَلَ

اپنے گھر سے باہر جانا پڑا (اس وقت صرف دو آدمی تھے اور) دو میں سے دوسرے اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) تھے

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) اپنے یار سے فرماتے تھے: کچھ غم نہ کھاؤ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ

كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط

ہے (وہ دشمنوں سے ہم کو محفوظ رکھے گا) تو اللہ تعالیٰ نے اپنا سکون اور قرار ان پر اتار (اور ان کا دل مطمئن کیا) اور ایسی فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا

نہیں دیکھیں (بدر و حنین وغیرہ میں اور آخر کار) کافروں کی بات نیچی کی اور اللہ تعالیٰ ہی کا بول بالا ہو کر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے ○

بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اے مسلمانو! (ساز و سامان کے بوجھ سے) ہلکے ہو یا بوجھل ہر حال میں (جہاد کے لیے) نکل کھڑے ہو اور اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کی راہ

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا

میں جہاد کرو اگر تم (اپنا نفع و نقصان) جانتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے ○ (اے نبی ﷺ!) اگر (آپ کا بلاوا کسی ایسی بات کے لیے ہوتا

بدر و احزاب و حنین ایسے لشکروں کو بھیج کر ان کی مدد کی جن کو تم نے نہ دیکھا، یعنی فرشتوں کو اور کافروں کا بول نیچا اور مغلوب و مذموم کیا اور اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا و غالب و ممدوح ہوا اور اللہ تعالیٰ زبردست قدرت والا اپنے اعداء پر غالب ہے۔ ان کو عذاب دے گا اور اپنے اولیاء کی مدد میں حکمت والا ہے ان کی مدد فرماتا ہے۔

۴۱۔ اے مسلمانو! اپنے پیغمبر کے ساتھ غزوہ تبوک کو چلو خفافا و ثقالا یعنی جلدی جلدی اور آہستہ آہستہ۔ جوان جلد جلد چلیں اور بوڑھے آہستہ آہستہ۔ یا یہ کہ خوشی بخوشی یا جبراً یا یہ کہ بے مال اسباب اہل و عیال کے یا مع ان کے اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب جہاد کرو۔ یہ جہاد اگر تم سمجھتے ہو اور تصدیق کرتے ہو تو ہر طرح سے تمہارے حق میں گھر بیٹھے رہنے سے اعلیٰ و بہتر ہے۔

ف: دنیا میں عزت و امن و اطمینان و سکون میسر ہوتا ہے اور آخرت میں جنت نعیم ملتی ہے۔ (قادری)

قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ

جس میں) قریبی فائدہ نظر آتا اور (ایسے) سفر (کے لیے جو) آسان ہوتا تو (یہ منافق) فوراً آپ کے پیچھے ہو لیتے لیکن انہیں مشقت

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ

کا راستہ دور دکھائی دیا (اس لیے جی چرانے لگے) اور پھر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ

يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۴۲﴾ ع ۵ ۱۲

چلتے' یہ (جھوٹی قسمیں کھا کر) اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ قطعاً جھوٹے ہیں O

عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ

(اے نبی ﷺ!) اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے (آپ کی عزت افزائی فرمائی) آپ نے ایسا کیوں کیا کہ (ان کی منافقانہ غداریوں

الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ

کے باوجود) انہیں (پیچھے رہ جانے کی) رخصت دے دی' اس وقت تک آپ کو اجازت دینی نہ چاہیے تھے جب تک آپ پر

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن يُجَاهِدُوا

(اپنے رویہ سے اور برتاؤ سے ان کے) سچے نہ کھل جاتے اور آپ کو ان کے رویہ سے یہ ظاہر نہ ہو جاتا کہ کون جھوٹے ہیں O جو لوگ اللہ تعالیٰ

۴۲۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر غنیمت و مال اسباب قریب ہوتا اور سفر سہل ہوتا تو ابھی یہ سب تبوک چلنے کو مستعد ہو جاتے اور تمہارا اتباع کرتے۔ مگر چونکہ سفر دور ہے اور مشقت ہے اس سبب سے حیلے بہانے نکالتے ہیں اور جب تم تبوک سے واپس آئے تو جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ہم میں طاقت و استطاعت ہوتی اور زادراہ ساتھ ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ تبوک چلتے۔ یہ حلف دروغی کر کے اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ بالکل دروغ گو ہیں اور باوجود طاقت کے قصداً نہ گئے۔ عبداللہ بن ابی اور جد بن قیس اور مصعب بن قیس وغیرہ جو تبوک نہ گئے تھے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے اور باتیں بناتے تھے۔

۴۳ تا ۴۵۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! خدا تعالیٰ نے آپ کو بخشا اور اپنا محبوب بنایا' آپ کو عزت بخشی' آپ نے ان کو جب یہ آپ سے اجازت مانگنے آئے تھے اجازت کیوں دی' ان کو اجازت نہ دینا تھی تاکہ ان کا حال خود کھل جاتا اور سچے آدمی ظاہر ہو جاتے کہ آپ کے ساتھ چلنے کو فوراً مستعد ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی آپ جان لیتے یعنی بغیر اجازت کے رک رہتے تو ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا' اب تو ان کو بہانہ اجازت کا ہاتھ آ گیا۔ مگر حقیقت میں اس بات کی اجازت کہ جہاد اپنے مال و جان سے نہ کریں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ کر گھر بیٹھ رہیں' وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ظاہراً و باطناً ایمان لائے ہیں ہرگز نہ مانگیں گے۔ ایسی باتوں کی اجازت وہی لوگ طلب کرتے ہیں جو اللہ

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے اپنے مال اور جانوں سے جہاد کرنے کے لیے رخصت نہیں مانگیں گے (بلکہ وہ جہاد کے

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

لیے منتظر رہیں گے) اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے O آپ سے رخصت وہی لوگ مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر

الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک میں متردد (اور ڈانواں ڈول) ہو رہے ہیں O

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ

اور اگر واقعی ان لوگوں نے نکلنے کا ارادہ کیا ہوتا تو ضرور اس کے لیے کچھ سروسامان کرتے مگر (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کا اٹھنا

اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

پسند ہی نہ فرمایا تو ان میں کاہلی بھر کر بوجھل کر دیا اور (ان سے) فرمایا گیا کہ دوسرے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھ رہو O

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاْاَوْضَعُوْا

اور اگر (یہ تمہارے ساتھ مل کر) نکلتے تو تمہارے لیے سوائے نقصان کے اور کچھ نہ بڑھتا اور ضرور (ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر لگا کر)

تعالیٰ اور یوم آخرت پر دل سے ایمان نہیں لائے فقط ظاہری اقرار زبان سے کر لیا ہے دلوں میں شک و نفاق ہے اور وہ اپنے شک میں حیران و پریشان سرگشتہ ہیں یعنی منافق۔ ''عفا اللہ عنک'' سے ابتدائے کلام وافتتاح خطاب مخاطب کی تعظیم و توقیر اور پیار و محبت میں مبالغہ کے لیے ہے اور زبان عرب میں یہ عرف شائع و جاری ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمے استعمال کیے جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے شفا میں فرمایا: جس کسی نے اس سوال کو عتاب قرار دیا اس نے غلطی کی کیونکہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت دینا نہ دینا دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں تھے اور آپ اس میں مختار تھے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''فاذن لمن شئت منهم'' آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیں تو ''لم اذنت لهم'' فرمانا عتاب کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ اظہار ہے اس بات کا کہ اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے تو بھی وہ جہاد میں جانے والے نہ تھے۔ اور ''عفا اللہ عنک'' کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہیں معاف کرے یعنی تمہاری عزت بڑھائے کیونکہ گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تعظیم و تکریم و توقیر اور تسکین و تسلی ہے کہ قلب مبارک پر ''لم اذنت لهم'' فرمانے سے کوئی بار نہ ہو۔

۴۶ تا ۴۸۔ یہ عذر نامعقول اس بات کا کرتے ہیں کہ سفر خرچ ہمارے پاس نہیں اگر ان کا ارادہ پہلے سے حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے کا اور غزوۂ تبوک کے چلنے کا ہوتا تو یہ پہلے سے سفر کے لیے سامان و ہتھیار و سفر خرچ وغیرہ

خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَ

تمہارے درمیان فتنہ انگیزی کے گھوڑے دوڑاتے اور تمہارے درمیان ان کے جاسوس موجود ہیں (تو بجز فتنہ و فساد کے ان

اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ

سے کچھ حاصل نہ ہوتا) اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے O بے شک انہوں نے پہلے بھی فتنہ انگیزی کی کوششیں کی تھیں اور (اے نبی!)

وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ

آپ کے لیے ہر طرح کی تدبیریں الٹ پلٹ کر آزمالیں (چنانچہ جنگ احد میں انہوں نے شرارت میں کوئی کمی نہ کی تھی) یہاں تک کہ سچائی

وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا

ظاہر ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر (اور دین غالب) ہوا اور یہ انہیں ناگوار تھا O اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں رخصت

تَفْتِنِّيْ ۗ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۗ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

دیجیے (کہ ہم گھر میں بیٹھے رہیں) اور فتنہ میں نہ ڈالیے تو سن لو یہ لوگ فتنہ میں خود ہی گر پڑے ہیں (کہ جھوٹے بہانے بنا کر اللہ تعالیٰ کی راہ

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ

سے منہ موڑا) اور بے شک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے O اگر تمہیں بھلائی پہنچتی ہے تو وہ انہیں (یعنی منافقوں کو) بری لگتی ہے اور اگر

تیار کرتے مگر اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وہاں جانے کو اور سفر کے لیے اٹھنے کو پسند نہ فرمایا اور مکروہ سمجھا تو ان کو روک دیا اور بٹھالیا اور ان کے دلوں میں یہ کہہ دیا گیا کہ تم بھی اور پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو جانے کا نام نہ لو۔ اگر یہ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو اے مسلمانو! تمہیں سوائے اس کے کہ پریشانی اور زائد کریں اور شر و فساد و غدر پھیلائیں اور فائدہ ہی کیا ہوتا۔ یہ خوب دنگا فساد مچاتے اور اونٹوں کو تمہارے درمیان میں دوڑاتے یعنی اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر لگاتے' فتنہ و شر و فساد کا قصد کرتے' تم کو ذلت و عیب لگاتے۔ تمہارے ساتھ میں وہ بھی ہیں جو کافروں کے جاسوس اور مخبر ہیں' خبریں سن کر ان کو پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب ظالموں' منافقوں عبداللہ بن ابی وغیرہ سے خوب واقف ہے' انہوں نے تبوک سے پہلے بھی فتنہ اٹھایا تھا اور شر کا قصد کیا تھا اور بڑی چالاکیوں سے تمہارے کام میں تغیر و تبدل اور غلط بیانی کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ دین اسلام ظاہر و غالب نہ ہونے پائے یہاں تک کہ حق واضح ہوگیا' مسلمانوں کی کثرت ہوئی' امر اللہ و دین اسلام ظاہر و مضبوط غالب ہوا اور یہ براہی جانتے رہے اور جلتے ہی رہے اور جلتے رہیں گے۔

۴۹ تا ۵۲- اور منافق جب تمہارے ساتھ نہیں جاتے ہیں تو اگر وہاں تم کو اچھائی ملتی ہے' فتح و غنیمت ہاتھ آتی ہے جیسے بروز بدر تو ان کو بہت برا لگتا ہے' غم و اندوہ میں پڑ جاتے ہیں اور حسد سے جلتے ہیں اور تم کو کبھی مصیبت پہنچتی ہے جیسے قتل و شکست جیسے احد کے دن پہنچی تو خوش ہو کر بغلیں بجا کر کہتے ہیں یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ کہ ہم نے تو پہلے سے ہی بندوبست کرلیا

مُصِيبَةٌ يَّقُولُوا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ

تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا (کہ ان کے ساتھ شریک نہیں ہوئے)

يَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ اِلَّا مَا

اور پھر خوشیاں مناتے ہوئے پھر جاتے ہیں O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ ہمیں وہی پہنچے گا

كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ج هُوَ مَوْلٰنَا ج وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ دیا ہے، وہی ہمارا کارساز ہے اور مسلمانوں کو تو

الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى

اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے: تم ہم پر کیا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک خوبی

الْحُسْنَيَيْنِ ط وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ

کا (یعنی فتح یا شہادت کا) اور ہم تمہارے لیے اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے یہاں سے تم پر کوئی عذاب بھیج دے

بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا صلے فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

یا ہمارے ہی ہاتھوں (تمہیں عذاب دلائے) تو اب تم بھی (نتیجہ کا) انتظار کرو ہم بھی تمہارے

مُّتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ اَنْفِقُوا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ

ساتھ انتظار کرنے والے ہیں O (اے نبی!) آپ فرمائیے کہ تم (بظاہر) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوش ہو کر تمہارا خرچ کرنا

تھا اور اسی خیال سے ہم لڑائی کو نکلے بھی نہ تھے اور جہاد سے منہ پھیرتے تھے اس وقت وہ بہت خوش خوش اور جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں اور اپنے بچنے اور اصحاب رسول کی مصیبت کی دوہری خوشی ہوتی ہے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمادیجیے کہ ہرگز ہم کو کوئی نقصان یا کوئی تکلیف سوائے اس کے جو ہماری تقدیر میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے نہ پہنچے گی اور جو تقدیر میں ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی اور اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ کارساز و مالک ہے اللہ تعالیٰ ہی پر سب مسلمان تکیہ اور بھروسہ کرتے ہیں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمادیجیے کہ ہم جب سفر کو نکلتے ہیں تو تم کو کیا انتظار لگا رہتا ہے، کیا خبریں سنتے رہتے ہو، تم جس بات کا انتظار کرتے ہو وہ ہمارے لیے بہتری اور فلاح سے خالی نہیں، ہمیں دو اچھی باتوں میں سے ایک نہ ایک ضرور ملے گی، اگر فتح وغنیمت ملی تو بہتری دنیا اور اگر شکست وقتل ہے تو شہادت وفلاح آخرت ملی۔ ہمارا فائدہ کہیں نہیں گیا۔ ہم یہ انتظار کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم کو اپنا عذاب بھیج کر یا تو خود ہلاک کر ڈالے یا ہمارے ہاتھوں اور تلواروں سے تم کو سزا دلوائے، اب تم بھی انتظار کرو اور ہماری برائی چاہو، ہم بھی تمہاری ہلاکت کا انتظار کرتے ہیں۔

مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ

ہرگز قبول نہ کیا جائے گا کیونکہ تم لوگ نافرمان ہو (نافرمانی کے عادی ہو گئے ہو) ○ اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں

تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

ان کی خیرات کا قبول نہ ہونا صرف اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کیا (اگرچہ وہ بظاہر

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا

ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں) اور وہ نماز کے لیے نہیں آتے ہیں مگر کاہلی اور سستی کے ساتھ اور مال خرچ نہیں کرتے ہیں مگر

وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ

بے دلی سے ○ تو آپ ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کریں اللہ تعالیٰ تو یہی

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

چاہتا ہے کہ ان کو اس دنیا کی زندگی میں اس کے ذریعے سے عذاب دے (مال کے خرچ ہونے اور اولاد کے چھٹ جانے کے غم سے)

تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ○ اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں

۵۳ تا ۵۵- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان منافقوں سے کہہ دیجیے کہ خواہ تم اپنا مال اپنی خوشی و رغبت سے دو خواہ قتل ہونے کے ڈر سے بچنے کے لیے دو۔ تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سبب سے کہ تم فاسق نافرمان یعنی کافر و منافق ہو۔ ان کے صدقات و خیرات اور سب نیکیاں باطل و ضائع ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کی قبولیت نہیں ہوئی' اس قبول نہ ہونے کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ انہوں نے دل سے اللہ تعالیٰ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور بظاہر ایمان لائے۔ جب وہ نماز کے لیے آتے ہیں تو کسلمند سستی سے جیسے ان کے سروں پر پہاڑ دھرا ہے چل نہیں سکتے' جی نہیں چاہتا اور جب وہ کوئی چیز فی سبیل اللہ دیتے ہیں تو جبراً' قہراً' دل سے مکروہ جانتے ہیں۔ مگر مجبور ہیں تو ان کی نیکیاں کیا خاک مقبول ہوں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کے مالوں کی اور اولاد کی کثرت سے متعجب نہ ہوں اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ ان کی نیکیاں یہیں دنیا میں ہی دے دے اور آخرت میں ان کو خوب عذاب دے اور دنیا میں ان کو مال اولاد میں مغرور و مشغول رکھے اور حیات دنیا میں خوب مزے اڑاتے رہیں یہاں تک کہ ان کی ارواح نکال لے اور موت دے دے اور یہ اس وقت کافر ہی ہوں اور کفر پر ہی مر جائیں یعنی مال و اولاد وغیرہ دنیا کی نعمتیں بہت ہونا کوئی تعجب اور فائدہ کی بات نہیں اصل نعمت تو نعمت اخروی ہے سو اس سے یہ محروم ہیں' آخرت میں ان کے لیے جہنم ہی جہنم ہے۔

۵۶ تا ۵۷- بعض منافق اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم سچے دل سے تمہارے ساتھ ہیں' ہم ظاہر و باطن

إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ ۗ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾

کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ وہ (ڈرے سہمے ہوئے لوگ ہیں اور ظاہر اور باطن میں) فرق رکھتے ہیں یعنی تقیہ رکھتے ہیں O

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ

اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا کوئی غار یا سر گھسانے کی کوئی جگہ مل جائے تو وہ رسیاں تڑاتے ہوئے (بے تحاشہ)

وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ

اسی کی طرف دوڑ پڑیں O اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ پر زکوٰۃ کی تقسیم میں الزام لگاتے

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ

ہیں (کہ آپ بعض لوگوں کی رعایت کرتے ہیں) پھر اگر ان کو بھی اس میں سے (ان کی خواہش کے مطابق) مل جائے

يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ ملے تو وہ فوراً ہی بگڑ بیٹھتے ہیں O اور اگر وہ اسی پر راضی ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے

وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَ

رسول (ﷺ) نے دیا تھا اور یوں کہتے: ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) ہمیں اپنے فضل سے اور دیں گے، ہم تو

ع ۱۷ ۱۳ رَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ

اللہ تعالیٰ ہی سے رغبت رکھتے ہیں (تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا) O زکوٰۃ تو صرف فقیروں اور

میں مسلمان ہیں حالانکہ یہ تمہارے ساتھ نہیں، یہ جھوٹے ہیں، ان کے دل اور زبان مطابق نہیں۔ دل میں کافر ہیں ظاہر میں مسلمان بنتے ہیں۔ مگر یہ ایسی قوم ہے کہ تمہاری تلوار خونخوار سے ڈرتی ہے اور اپنے کفر کو پوشیدہ کرتی ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی جائے پناہ پائیں یا پہاڑ میں کوئی غار دیکھیں یا زمین میں کوئی سرنگ ان کو ملے جس میں یہ گھس رہیں تو ابھی یہ ان مقاموں میں چلے جائیں اور منہ پھیر کر بے تحاشا بھاگیں۔ جموح ایک قسم کی رفتار ہے دوڑنے اور آہستہ چلنے کے درمیان میں جس کو تیز رفتار کہتے ہیں۔

۵۸تا۵۹- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اور بعض منافق ایسے ہیں کہ تقسیم صدقات کے بارے میں تم کو عیب لگاتے ہیں اور تم پر طعن کرتے ہیں کہ تم ہمارے درمیان میں پورا پورا ٹھیک تقسیم نہیں کرتے، اگر ان کو صدقہ میں حظ وافر پورا پورا عمدہ حصہ دیا جاتا ہے تو تقسیم سے خوش ہوتے ہیں اور اگر جتنا چاہتے ہیں اتنا نہیں پاتے تو وہ غصہ ہو جاتے ہیں اور تقسیم پر اعتراض کرنے لگتے ہیں، اگر یہ ہر وقت اس مقدار پر راضی رہتے جو ان کو اللہ تعالیٰ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فضل و رحمت سے دیتے ہیں اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے، وہ ہمارا مالک ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ہم کو اپنے فضل و رحمت سے

لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ

مسکینوں (ناداروں) اور اس کے وصول کرنے والے ملازموں کے لیے ہے اور ان (نو مسلموں) کے لیے جن

قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور غلاموں کے آزاد کرانے کے لیے اور قرض داروں کے لیے اور خدا کی راہ میں (یعنی مجاہدین وغیرہ

وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

کے لیے) اور مسافروں کے لیے یہ (قانون) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ علم (و) حکمت والا ہے ○

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ

اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو غیب کی خبر دینے والے نبی کو (اپنی بدگوئی سے) ایذاء دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (نبی علیہ السلام)

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

کانوں کے کچے ہیں (ہر شخص کی بات پر کان لگائے رکھتے ہیں) آپ فرمائیے: وہ تو تمہاری بہتری ہی کے لیے کان لگائے رکھتے ہیں،

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنوں کی بات پر یقین رکھتے ہیں اور جو تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لیے سراپا رحمت ہیں اور جو

اور زیادہ حصہ عطا فرمائیں گے اور ہم کو غنی مالدار بنائیں گے۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں، ہمیں مال وغیرہ کی کچھ ایسی بہت پروا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو بہت خیر و برکت عطا فرماتا اور ان کے حق میں دین و دنیا میں بہتر ہوتا۔

۶۰- پھر صدقہ کا مصرف بتلاتا ہے کہ صدقے فقیروں کے لیے ہیں یعنی اصحاب صفہ کے لیے جو مسجد کے باہر چبوترہ پر بسر کرتے ہیں، ان کا کوئی گھر بار نہیں اور مسکینوں کے لیے جو در بدر مانگتے پھرتے ہیں اور ان کے لیے جو صدقہ کے دفتر میں کام کرتے ہیں یعنی لوگوں سے تحصیل کر کے صدقے لاتے ہیں اور ان کے لیے جو ابھی نو مسلم ہیں اور ان کے قلوب کی تالیف منظور ہے۔ ابوسفیان وغیرہ تقریباً پندرہ آدمی تھے اور مکاتبین کے چھڑانے کے لیے، ان کی گردنیں آزاد کرانے کے لیے اور مقروضوں کے لیے جن کے اوپر فی سبیل اللہ قرض ہو گیا ہے اور فی سبیل اللہ یعنی غازیوں اور مجاہدوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور ابن السبیل کے لیے یعنی مہمان مسافر کے لیے، یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے ہی مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ کیا ہی حکمت والا ہے کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

۶۱ تا ۶۳- اور بعض ایسے منافق ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں۔ ان پر طعن وشتم کرتے ہیں ان کے رتبہ رسالت کے خلاف کلمات گستاخی بکتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ ''اُذُن'' ہیں یعنی کانوں کے کچے ہیں، ہم جو کہتے ہیں وہ سن لیتے ہیں، جو عذر کرتے ہیں سچا یا جھوٹا وہ سن لیتے ہیں سب قبول کر لیتے ہیں، ایک کی سفارش دوسرے

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ کے رسول (علیہ السلام) کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے O (اے مسلمانو!) وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ

لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ

کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ وہ تم کو راضی رکھیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام) ہی کا زیادہ حق ہے کہ ان کو راضی

كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ

رکھیں اگر وہ سچے مومن ہوں O کیا وہ نہیں جانتے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام) (کی مخالفت

وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ

کرکے ان) کو ناخوش رکھے گا تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گا یہی بڑی

الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ

رسوائی (اور ذلت) ہے O منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کے بارے میں

کے حق میں اگرچہ بیان عذر غلط ہی ہو مان لیتے ہیں' یہ کیسے رسول ہیں۔ اے رسول پاک! آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ نبی تمہارے لیے خیر سننے والے ہیں یعنی تم جو بات کہتے ہو اور وہ سچ ہوتی ہے خیر ہوتی ہے' اس کو سنتے ہیں مانتے ہیں' جھوٹ کو قبول نہیں کرتے فقط سنتے ہیں' زبان سے بھی قبول نہیں کرتے' یا یہ معنی ہوں کہ اگر وہ سچ جھوٹ سب سن کر مان لیتے ہیں اور بقول تمہارے وہ کانوں کے کچے ہیں کہ تمہاری ہر بات سنتے ہیں تو تمہارے لیے تو بہت ہی بہتر ہے کہ تم جھوٹے عذر کرکے نجات پا لیتے ہو' پھر تم برا کیوں کہتے ہو۔ بالجملہ یہ "اُذُنِ" خیر ہیں اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں' اس کی تصدیق کرتے ہیں' مسلمان مخلصین کے قول کو زبان و دل سے تصدیق کرتے ہیں اور سچے مسلمانوں کے لیے جو ظاہرًا و باطنًا ایمان لائے رحمت ہیں' عذاب سے نجات دلانے والے ہیں اور جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذاء دیتے ہیں اور تبوک جانے سے پیچھے رہتے ہیں مثلاً جلاس بن سوید' سماک ابن عمر' مغشی بن حمیر وغیرہ ان کو دنیا و آخرت میں عذاب الیم دردناک پہنچے گا۔ اے اہل اسلام! یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ تم کو بہلا پھسلا کر باتیں بنا کر خوش کر دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس بات کے زائد مستحق ہیں کہ یہ ان کو خوش کریں اور ان کا کہا مانیں اور نفاق چھوڑ دیں' اگر ان کو ایمان ظاہر و باطن کا دعویٰ ہے۔ کیا یہ اتنا نہیں جانتے کہ جو اللہ تعالیٰ و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت دل سے کرے گا تو اس کے لیے دوزخ کی دہکتی آگ ہے' وہ وہاں ہمیشہ رہے گا اور وہ نہایت برا ٹھکانہ ہے۔

۶۴ تا ۶۶- ودیعہ ابن خدام اور جد بن قیس اور جہیر بن حمیر تینوں نے رسول پاک اور قرآن کے ساتھ استہزاء اور مسخرا پن کیا۔ ودیعہ بن خدام اور جد بن قیس تو آپس میں جو چاہتے بکتے رہے اور جہیر ان کی باتوں پر کھڑے کھڑے ہنستا رہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ منافق یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ اس بات کا خوف کرتے ہیں کہ کہیں رسول پر کوئی ایسی آیت

عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ
کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے کہ جو ان کے دل کا چھپا ہوا نفاق ظاہر کر دے، آپ فرمائیے کہ (اچھا) ہنسی مذاق اڑاتے رہو بے شک

اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ
اللہ تعالیٰ تو وہ بات ظاہر فرمانے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو O (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان سے پوچھیں گے (کہ تم ایسی

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ
باتیں کیوں کرتے ہو) تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل اور مذاق کرتے تھے، آپ (ان سے) فرمائیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں

وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ
اور اس کے رسول (ﷺ) ہی کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے تھے (یہ مذاق کا کیا موقع تھا) O (جھوٹے) بہانے نہ بناؤ، تم یقیناً ایمان کا اقرار

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ
کرنے کے بعد کافر ہو گئے (اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا کفر ہے) اگر ہم تم میں سے کسی ایک

طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾ ۧ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ ع ١٤
گروہ کو (توبہ کر لینے کی وجہ سے) معاف بھی فرما دیں تو دوسرے گروہ کو ضرور عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے O منافق مرد اور

نازل نہ ہو جائے جو ان کے دلوں کی خیانت اور منافقت سب ظاہر کر دے۔ اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ اے منافقو! خوب مذاق بنا لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو جس کو کہ تم چھپاتے ہو اور رسول پاک اور ان کے اصحاب کے سامنے ظاہر کرنا نہیں چاہتے ہو' سب ظاہر کرنے والا ہے اور تم کو سزا دینے والا ہے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر تم ان سے پوچھو گے کہ تم کیا استہزاء اور مسخراپن کرتے تھے تو یہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی باتیں کرتے ہیں اور آپس میں راستہ کاٹنے کے لیے کھیل کود ہنسی مذاق اڑاتے ہیں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمائیے کہ تم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے یعنی قرآن پاک کے ساتھ استہزاء ٹھٹھا کرتے تھے' کیا یہی چیزیں تمہارے استہزاء و مذاق کے لیے رہ گئی تھیں۔ ایسے بیہودہ لغو عذر مت پیش کرو اور جھوٹی باتیں مت بتاؤ۔ تم اپنے دعویٰ ایمان کے بعد یقیناً کافر ہو گئے۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ یعنی ایک شخص کو معاف بھی کر دیں تو دوسرے گروہ کو ضرور عذاب دیں گے کیونکہ بے شک وہ سب مجرم ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مخالف و نافرمان ہیں' بے شک وہ عذاب کے مستحق ہیں۔

٦٧ تا ٧٠۔ منافق مرد اور منافق عورتیں سب آپس میں ملے ہوئے ہیں اور دلوں ہی دلوں میں سب ایک ہیں۔ سب منکر ہیں اور کافر و منافق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کا دوسرے لوگوں کو بھی حکم دیتے ہیں اور بھلائی اور نیکیوں کے کاموں سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے' دل سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ دی' لہٰذا اللہ تعالیٰ

وقف لازم

اَلْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ

منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم جنس (اور ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے) ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور اچھی باتوں سے

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ

روکتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے) اپنی مٹھیاں بند رکھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھے

فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا، بے شک منافق بڑے پکے نافرمان ہیں ○ منافق مردوں اور منافق عورتوں

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

اور کافروں سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے،

هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ لا

وہی انہیں کافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے ہمیشہ برقرار رہنے والا عذاب ہے ○

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا

(منافقو! تمہارا وہی حال ہوا) جیسا ان لوگوں کا حال تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، وہ تم سے قوت

وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

میں بھی بڑھ کر تھے اور تم سے مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے، وہ اپنے دنیا کے حصے برت گئے اور تم نے بھی اپنا حصہ

نے بھی ان لوگوں کو چھوڑ دیا یعنی اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ دنیا میں ان کو ذلیل و نامراد کیا۔ آخرت میں عذاب نار دے گا۔ یہ منافق فاسق دل سے کافر ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے منافق مردوں عورتوں کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے گا۔ وہی ان کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر عذاب اور لعنت بھیجے گا اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ان لوگوں کی طرح جو تم سے قوت میں زیادہ سخت تھے اور ان کے مال و اولاد تم سے زیادہ تھی تو انہوں نے اپنے آخرت کے حصے کے بدلے میں دنیا ہی میں فائدہ حاصل کر لیا، اے منافقو! تم نے بھی اپنے آخرت کے حصے کے بدلے میں دنیا کا تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیا جیسا کہ ان منافقوں نے جو تم سے پہلے تھے اپنے آخرت کے حصے کے بدلے میں دنیا کا تھوڑا فائدہ حاصل کر لیا اور تم غلط اور جھوٹی باتوں میں اسی طرح غور وفکر کرتے رہے جس طرح ان اگلے منافقوں نے جھوٹی باتوں میں غور وفکر کی اور تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دل میں جھٹلایا ان لوگوں کی طرح جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے اگلے نبیوں کو جھٹلایا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ نقصان اٹھانے والوں میں رہے اور سزا کے مستحق ہوئے۔ کیا ان منافقوں کے

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ

اسی طرح برتا جس طرح اگلے اپنا حصہ برت گئے (یعنی انہی کی طرح نافرمانیاں کیں) اور تم بھی اسی طرح بے ہودگی میں پڑے

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

تھے جس طرح وہ پڑے تھے' ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ

اور یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ○ کیا ان لوگوں کو اپنے سے پہلے لوگوں کی خبر نہ ملی'

قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

نوح (علیہ السلام) کی قوم اور عاد اور ثمود (کی قوم) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی قوم اور مدین کے لوگ اور وہ جن کی بستیاں الٹ

اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

دی گئی تھی ان سب کے رسول ان کے پاس روشن دلیلوں کے ساتھ آئے (مگر وہ اپنے اندھے پن سے باز نہ آئے) اور اللہ تعالیٰ

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾

کی شان ہرگز نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ (نافرمانی کر کے) خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے (اور اس کا نتیجہ بھگتتے تھے)○

پاس ان لوگوں کی خبریں نہیں پہنچیں جو ان سے پہلے نبیوں کے منکر ہوئے؟ ہم نے کس طرح ان کو ہلاک کیا جیسے نوح (علیہ السلام) کی قوم کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا اور قوم عاد جس کو ہم نے تیز ہوا سے ہلاک کیا اور قوم ثمود صالح (علیہ السلام) کی قوم جس کو ہم نے زلزلے سے ہلاک کیا' ابراہیم (علیہ السلام) کی قوم جس کو ہم نے ان کے مکانات ان کے اوپر گرا کر ہلاک کیا اور قوم مدین شعیب (علیہ السلام) کی قوم جس کو ہم نے زلزلے سے ہلاک کیا اور جنگلوں میں رہنے والی قوم جس نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا تھا' ہم نے ان کو زمین میں دھنسا کر ہلاک کیا اور قوم لوط جس کو ہم نے زمین میں دھنسا کر اور پتھر برسا کر ہلاک کیا۔ ان سب کے پاس ان کے زمانے میں رسول ہمارے واضح احکام اور معجزات لے کر آئے تو وہ ان پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا ور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں ہے کہ ان کو ہلاک کرنے میں ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر انبیاء (علیہم السلام) کو جھٹلا کر ظلم کرتے تھے۔

۷۱ تا ۷۲۔ اور مسلمان مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ و رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کرتے ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے حامی و ناصر و مددگار ہیں اور دین و مذہب میں متفق۔ سب مسلمان محبت وانس کے اعتبار سے ایک ہیں' یہ سب بھلائی کا حکم کرتے ہیں یعنی توحید و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ اور برائی سے یعنی کفر و شرک و مخالفت رسول کریم سے منع کرتے ہیں۔ پنج وقتہ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں' اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ و رسول پاک صلی

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے (رفیق اور) مددگار ہیں' نیکی کا حکم کرتے ہیں برائی

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ

سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط

اور (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (٧١) وَعَدَ

یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحمت فرمائے گا' بے شک اللہ تعالیٰ زبردست' حکمت والا ہے○ (اور) اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

نے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (تاکہ وہ خشک نہ ہوں)

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عمدہ پاکیزہ مکانوں کا (بھی وعدہ کیا ہے) جو نہ کے ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہوں

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (٧٢) ع

گے اور سب سے بڑھ کر (نعمت) اللہ تعالیٰ کی رضا مندی (اور اس کی خوشنودی) ہے' یہی ہے سب سے بڑی کامیابی○

اللہ علیہ وسلم کی ظاہراً و باطناً اطاعت کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان پر عنقریب ایسی رحمت نازل کرے گا کہ پھر کبھی عذاب نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے ملک میں غالب ہے' اپنے حکم میں حکمت والا ہے۔ وہ مسلمان مرد عورتوں کے لیے جو رسول پاک کی تصدیق کرتے ہیں ایسی جنتوں کا وعدہ کرتا ہے جن کے درختوں اور مکانوں اور محلوں کے تلے شراب اور دودھ اور پانی اور شہد کی نہریں بہتی ہوں گی' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے اور جنت عدن میں بلند درجات اور اچھے مکانات و منازل حسنہ دینے کا وعدہ کیا جن کو اللہ تعالیٰ نے مشک و ریحان سے بسایا ہے یا ''طیبة'' کے معنی جمیلہ ہوں یعنی اچھی خوبصورت خوشنما یا پاکیزہ مراد ہوں اور آپ کے پروردگار کی رضا ان سب سے کہیں اعظم و اعلیٰ ہے' یہ باتیں جو مذکور ہوئیں فوز عظیم و نجات کا باعث ہیں اور بڑی کامیابی ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط

اے غیب کی خبر دینے والے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیئے (کیونکہ ان کی عہد شکنی اور

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا

فریب انتہائی درجہ کو پہنچ چکے ہیں) بالآخر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ پلٹنے کی کیا ہی بُری جگہ ہے O منافق اللہ تعالیٰ کی قسم کھا

قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

کر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا نہیں کہا حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر کی بات کہی اور وہ اسلام قبول کر کے پھر کافر ہو گئے اور

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ط وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ

جس بات کا انہوں نے منصوبہ باندھا تھا وہ نہ پا سکے (اور انہیں برا نہ لگا) اور انہوں نے انتقام نہیں لیا مگر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ

وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ج وَاِنْ

اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے فضل سے ان کو (مال غنیمت دے دے کر) مالدار کر دیا' پھر اگر وہ اب بھی توبہ کر لیں

يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا لا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج

(اور باز آ جائیں) تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیریں گے (توبہ نہ کریں گے) تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور

۷۳ تا ۷۴- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کافروں پر تلوار چلاؤ' جہاد کرو اور منافقوں سے بھی جہاد کرو اور زبان سے بھی ان کی برائیاں بیان کرو اور ان پر خوب شدت وسختی کرو اور دونوں گروہوں کو زبان سے خوب جھڑکو قولاً وفعلاً تو بیخ و متنبہ کرو۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ منافقین قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی جو ہم پر تہمت لگائی گئی ہے۔ عامر بن قیس نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ جلاس بن سوید نے منافقین کے جلسہ میں یہ کہا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو ہم لوگوں کے عیب بیان کرتے ہیں اور ہمارا ٹھکانہ دوزخ بتلاتے ہیں اگر یہ ان باتوں میں سچے ہیں اور ہم واقع میں ایسے ہی ہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ٹھہرے' ہماری ان مسلمانوں کے نزدیک یہ عزت رہی' جب جلاس نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ دیا گیا ہے تب آ کر سخت سخت قسمیں اللہ تعالیٰ کی کھائیں کہ میں نے یہ بات نہیں کہی؟ یہ بالکل افتراء ہے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا حالانکہ یقیناً انہوں نے کلمۂ کفر کہا اور اسلام کے بعد پھر کافر ہو گئے اور انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا اور فکر کی جس کو قدرت الٰہی سے نہ یہ اب تک پا سکے نہ آئندہ پا سکیں گے یعنی قتل واخراج رسول کا کہ کبھی اس پر نہ قادر ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر ان کو طعن تشنیع کرنے کے سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل وکرم سے غنیمت وغیرہ کا حصہ دے کر ان کو امیر کر دیا سو اس کا حق ادا کرتے ہیں' اگر یہ کفر ونفاق سے توبہ کر لیں گے تو ان کے حق

وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

آخرت میں درد ناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر ان کا نہ کوئی حمایتی ہو گا اور نہ مددگار ○ اور ان میں سے

عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ

کچھ وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے (مال و دولت) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ

کریں گے اور ہم ضرور (بھلے آدمی) نیکی کرنے والے ہو جائیں گے ○ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (مال) عطا فرمایا تو وہ اس میں

وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

بخل (اور کنجوسی) کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) منہ پھیر کر پلٹ گئے ○ تو (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق کا

اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا

روگ دائمی طور پر چھوڑ دیا اس وقت تک کہ جب یہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی اور اس

يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ

وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ○ کیا انہیں خبر نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان (کے دل) کی چھپی ہوئی باتوں اور ان کے پوشیدہ مشوروں کو

میں بہتر ہوگا اور اس سے منہ پھیریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب الیم دنیا و آخرت میں دے گا۔ زمین میں کوئی ان کا ولی جو عذاب الٰہی سے حفاظت کرے یا مددگار جو ان کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے روک دے، نہیں ہے وہ ان کو ضرور جو چاہے گا عذاب دے گا۔

۷۵ تا ۷۸۔ ثعلبہ بن حاطب بن بلتعہ کے پاس مال تھوڑا تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے مال کی کثرت سے نواز دے تو تو اس کا حق ادا نہ کر سکے گا۔ تب اس نے عہد کیا اور قسم کھائی کہ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو مال دے گا تو جو اس کا حق ہوگا ادا کروں گا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اس نے بکریاں پال لیں، بکریوں کی تعداد اتنی زائد ہوگئی کہ ہزاروں تک نوبت پہنچ گئی۔ جب زکوٰۃ کا اس سے مطالبہ کیا گیا تو اس نے انکار کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ بعض ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و میثاق کیا اور قسم کھائی کہ اگر خدا تعالیٰ ہم کو اپنے فضل و عطا سے مال و منال دے گا تو بے شک ہم فی سبیل اللہ خیرات کریں گے، حقوق اللہ، حقوق العباد، صلہ رحم، فرض زکوٰۃ و صدقہ نفل سب ادا کریں گے اور ہم ایسے نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ مال جو ملک شام میں ہے اپنے فضل سے عطا کیا تو انہوں نے عہد توڑا اور جو وعدہ کیا تھا اس کے دینے سے بخل کیا اور نیکی سے منہ پھیرا کیونکہ وہ انکار و تکذیب کرتے تھے اس سبب سے اللہ تعالیٰ

وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ

خوب جانتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے O جو لوگ ان مسلمانوں کو عیب لگاتے ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

جو اپنے دل سے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے خیرات کرتے ہیں اور جن مومنوں کو اپنی محنت اور مشقت (کی کمائی) کے سوا

فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

اور کچھ میسر نہیں ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مذاق اڑانے کی ان کو سزا دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے O

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ

(اے نبی ﷺ!) آپ ان کے لیے بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں (اب ان کی بخشش ہونے والی نہیں) اگر آپ ستر مرتبہ بھی

نے ان کے دلوں میں ایسا نفاق پیدا کر دیا کہ قیامت تک جب یہ خدا تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کے دلوں سے وہ نفاق نہ جائے گا' یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی اور اس لیے کہ یہ دروغ گو جھوٹے تھے۔ کیا انہوں نے اتنا بھی نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا باطن و ظاہر دل کا حال اور جو کچھ خلوتوں میں یہ سرگوشیاں کرتے ہیں سب جانتا ہے' اللہ تعالیٰ سب غیبوں کا جاننے والا ہے' جو بندوں سے غائب ہے اس کے پاس حاضر ہے' اس سے عالم کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

۷۹۔ وہ منافق جو خود تو صدقہ نہیں دیتے اور دوسرے مخلصین تابع داروں کو جو صدقہ خوشی سے دیتے ہیں اس میں عیب لگاتے ہیں' مسخرا پن کرتے ہیں۔ عبدالرحمن وغیرہ جو امراء و روسا تھے انہوں نے صدقہ زائد زائد دیا تو منافق بولے کہ ان کو نام و نمود منظور ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کہاں دیتے ہیں' ریاکاری پیش نظر ہے اور ان کو بھی عیب لگاتے ہیں جو فقط اپنی طاقت بھر اپنی محنت و مشقت سے مال پاتے ہیں' وہ خدا کی راہ میں دیتے ہیں' ان کو زائد نہیں ملتا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن تیجان نے ایک صاع چھواروں کا مزدوری کر کے صدقہ دیا تو کہنے لگے کہ اس لیے ایک صاع لے کر آئے کہ ان کی فقیری مشہور ہو تو صدقہ کے مال میں سے ان کو دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ایک صاع ثمر کی حاجت نہ تھی اور ہر طرح سے صدقہ دینے والوں سے مسخرا پن کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بروز قیامت ان کے مذاق کا بدلہ دے گا۔ جنت کی طرف دروازہ کھولے گا' جب جانا چاہیں گے اندھیرا ہو جائے گا' پیچھے روشنی لینے کو لوٹیں گے تو دوزخ پکڑ لے گی اور ان کو آخرت میں ایسا عذاب الیم دردناک ہو گا جس کے وہ مستحق ہیں۔

۸۰۔ بعض منافقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ ہمارے حق میں دعائے مغفرت کیجئے' تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے رسول پاک! تم خواہ عبداللہ بن ابی اور جد بن قیس اور معتب بن قیس ستر منافقوں کے لیے استغفار کرو یا نہ کرو' اگر تم ستر مرتبہ بھی استغفار کرو گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور ضرور ان کو عذاب دے گا کیونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ و رسول پاک کے ساتھ کفر کیا اور دل میں نفاق رکھا۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کو جو فاسق و کافر ہیں نہ ہدایت کرے گا' نہ ہی ان کے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور ان کو سخت عذاب دے گا۔

مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۗ

ان کے لیے دعا کریں تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کیا اور

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ

ع ۸ / ۱۶

اللہ تعالیٰ ہدایت کے دائرہ سے نکل جانے والے نافرمانوں کو راہ راست نہیں دکھاتا ہے O جو منافق پیچھے چھوڑ دیئے گئے ہیں

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

وہ اس بات پر خوش ہونے کہ وہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے (اپنے گھروں میں) بیٹھ رہے اور انہیں یہ بات ناگوار ہوئی کہ اپنے مال اور جانوں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں اور (دوسرے لوگوں سے) کہنے لگے کہ گرمی میں (گھر کا آرام چھوڑ کر جہاد کے لیے) نہ نکلو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!)

اَشَدُّ حَرًّا ۗ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا

آپ فرمایئے کہ دوزخ کی آگ (اس سے بھی) کہیں زیادہ گرم ہوگی کاش کہ انہیں سمجھ ہوتی (تو کبھی اس حالت پر خوش نہ ہوتے) O انہیں

كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى

چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور اپنی بدعملیوں کی سزا میں جو وہ کرتے رہے ہیں بہت زیادہ روتے رہنا چاہیے O (اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) اگر اللہ تعالیٰ

۸۱ تا ۸۲- جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے وہ اپنے نہ جانے سے اور مدینہ طیبہ میں بیٹھے رہ جانے سے رسول اللہ کے حکم کے خلاف بہت ہی خوش ہیں، جامے میں پھولے نہیں سماتے ہیں تو انہوں نے اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کریں بہت ہی برا سمجھا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ایسی سخت بلا کی گرمی میں اور دھوپ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کو کون جائے، ہرگز مت جاؤ، یہیں رہو۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجئے کہ دوزخ کی آگ اور اس کے انگارے اس سے کہیں زیادہ گرم ہوں گے اگر یہ سمجھیں اور سوچیں اور تصدیق کریں۔ ان کو چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں یعنی دنیا میں چند دن عیش منائیں۔ آخرت میں ہمیشہ تک رویا چلایا کریں گے اور اپنے کیے اور کہے کی سزا پائیں گے اور اس کے بدلے ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب کا مزا چکھیں گے۔

۸۳- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر اللہ تعالیٰ آپ کو پھر مدینہ میں بخیر و عافیت لوٹا کر لائے اور منافقین کے گروہ سے ملاقات ہو اور دوسرے جہاد کا موقع آئے اور یہ منافق آپ کے ہمراہ جہاد میں چلنے کی اجازت بھی مانگیں تو بھی ان کو ساتھ نہ لیجئے اور کہہ دیجئے کہ جب تم اول مرتبہ اور پہلی دفعہ جب مشکل کا وقت تھا یعنی تبوک میں ہمارے ساتھ نہ گئے تو اب تم ہرگز کبھی ہمارے ہمراہ نہ جاؤ گے اور کسی دشمن کو ہمارے ہمراہ ہو کر نہ مارو گے، تم تو گھر میں بیٹھے رہنے کو پسند کرتے تھے

طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

آپ کو ان کے کسی گروہ کی طرف (صحیح وسلامت) لوٹا دے اور (پھر کسی موقع پر) آپ سے (جہاد میں) نکلنے کی اجازت مانگیں

مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ

تو آپ (ان سے) فرمائیے کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہ چلو اور میرے ساتھ ہو کر ہرگز دشمن سے نہ لڑو کیونکہ تم نے پہلی مرتبہ

اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ

بیٹھ رہنا پسند کیا تھا تو اب بھی پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (گھروں میں) بیٹھے رہو ○ اور (اے نبی ﷺ!) آپ ان میں سے کسی کی

مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

میت پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر (دعا کرنے کے لیے) کھڑے ہوں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کا

وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا

انکار کیا اور اسی نافرمانی کی حالت میں مر گئے ○ اور ان کے مال اور ان کی اولاد پر آپ کو تعجب نہ ہو اللہ تعالیٰ

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ

یہی چاہتا ہے کہ اسے (یعنی مال اور اولاد کو) دنیا میں ان پر وبال بنائے اور کفر ہی میں ان

لہٰذا اب بھی بیٹھے رہو اور خائفین کے ساتھ پڑے رہو، ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔

۸۴- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر کوئی منافق مرجائے تو آپ کبھی بھی کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں اور نہ ہی ان کی قبر پر فاتحہ کے لیے کھڑے ہوں کیونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ دلوں میں کفر و نفاق رکھا اور یہ لوگ کفر و فسق کی حالت میں ہی دنیا سے گزر گئے۔ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عبداللہ بن ابی منافق کے جنازہ کی نماز پڑھائی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اب سے کسی منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑھانا۔ یہ اس تقدیر پر ہوگا کہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تھا پڑھائی نہیں تھی دونوں روائتیں ہیں۔

۸۵- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان منافقین کے مال اور اولاد کی کثرت سے متعجب نہ ہوں یعنی اس بات سے تعجب نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ ان چیزوں کے سبب ان کو سخت عذاب دے یعنی بروز قیامت اور دنیا میں ان کی روحیں ان کے بدنوں سے اس حال میں نکالے کہ وہ کافر ہی رہیں، کفر پر ہی مریں یعنی دنیا میں ان کو کافر مارے اور آخرت میں سخت عذاب دے۔ ''فی الدنیا'' کا تعلق ''تزھق انفسھم'' سے ہے، اسی لیے مفسر نے اس مقام پر مقدم و مؤخر لکھا ہے۔

كَفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَآ أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ أَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ

کا دم نکل جائے O اور جب کوئی سورت اس بارے میں اترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ ہو کر جہاد کرو

رَسُوْلِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ

تو جو ان میں مقدور والے ہیں وہی آپ سے رخصت مانگنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں (گھر میں) بیٹھ جانے والوں کے ساتھ چھوڑ

الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِأَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى

دیجئے (کہ ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہیں) O انہوں نے پسند کیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہیں (اور مرد ہو کر جنگ سے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بزدلی دکھائی) اور ان کے دلوں پر (کفر کی) مہر لگ گئی تو یہ کچھ سمجھتے ہی نہیں O لیکن (اللہ تعالیٰ کے) رسول (ﷺ) نے اور ان لوگوں نے جو

مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۭ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ز

اس کے ساتھ ایمان لائے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کیا (اور منافقوں کی چالیں کچھ بھی نہ چل سکیں) انہی لوگوں

وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

کے لیے بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں O اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں

۸۶تا۸۹- اور جب قرآن پاک میں کوئی سورت نازل کی جاتی ہے اور اس میں یہ حکم ہوتا ہے کہ اے آدمیو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، اس کی تصدیق کرو، اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو منافقین میں سے روپے پیسے اور طاقت وغنا والے جیسے عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قیس کوئی نہ کوئی عذر، بہانہ اپنے مدینہ طیبہ میں رہ جانے کے لیے بناتے ہیں اور آپ سے کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ طیبہ میں چھوڑ دو جو بے عذر بیٹھے رہ جانے والے ہیں، یہ لوگ اس بات پر رضامند ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ گھر پر پڑے رہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی، پس اب یہ کبھی نہ سمجھیں گے اور امر الٰہی کی کبھی تصدیق نہ کریں گے لیکن خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جو ان پر ایمان ظاہراً و باطناً لائے یعنی مخلصین مؤمنین وہ آپ کے ہمراہ ہو کر اپنے جان و مال سے فی سبیل اللہ جہاد کرتے ہیں، ان کو دین و دنیا کی فلاح اور خیرات ملے گی یعنی ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی، یا خیرات سے مراد جنت کی حوریں ہوں اور وہی لوگ فوز و فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غصہ و عذاب سے نجات پانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنتیں تیار کی ہیں جن کے درخت اور محلوں کے نیچے شراب خالص اور شہد و دودھ کی نہریں بہتی ہیں، وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے، نہ مریں گے نہ نکلیں گے، یہ بات جو ان کو ملے گی فوز عظیم اور بڑی فلاح ہے کہ جنت و مافیہا پائی دوزخ و مافیہا سے محفوظ رہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع ۱۱ ۹ ۱۷

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے (جو ان کے حصہ میں آئی) O

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ

اور بہانے بنانے والے دیہاتی گنوار آئے کہ انہیں بھی رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے (اپنا اسلام ظاہر

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ

کر کے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جھوٹ بولا تھا (وہ بیٹھ رہے) ان میں کے کافروں کو جلد درد ناک

اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى

عذاب پہنچے گا O ہاں کمزوروں اور بیماروں اور ایسے لوگوں پر جنہیں خرچ کے لیے کچھ میسر نہیں کچھ حرج

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ

(اور گناہ) نہیں (اگر وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکیں) جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خیر خواہی میں (کوشاں) رہیں

رَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ لا

اور نیکی خیر خواہی کرنے والوں پر کوئی (الزام کی) راہ نہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے O

۹۰- جنگل و دیہات کے رہنے والے اعراب (دیہاتیوں) میں سے وہ لوگ آئے جو عذر والے تھے یعنی بنی غفار جو فی الواقع معذور تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ غزوۂ تبوک سے بیٹھ رہنے کی ہمیں اجازت دی جائے کیونکہ ہم معذور ہیں اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور دل میں نفاق رکھا وہ بے اجازت بیٹھ رہے یا یہ کہ کذب سے مراد خلاف ہو یعنی جنہوں نے امر جہاد میں خدا تعالیٰ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانا وہ بے اجازت بیٹھ رہے، قریب ہے کہ ان میں سے ان کو جنہوں نے کفر کیا یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ کو عذاب الیم دردرساں پہنچے۔ اور ایک قرأت میں ''معذرون'' بتشدید ذال ہے یعنی عذر بنانے والے، جھوٹ کہنے والے تو ''جاء'' اور ''قعد'' دونوں منافقوں کا بیان ہوں گی۔

۹۱ تا ۹۳- ہاں ان ضعیف آدمیوں پر اور مریضوں پر جن میں طاقت نہیں، جو اتنا مال نہیں رکھتے کہ جہاد میں خرچ کر سکیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل سکیں کوئی گناہ نہیں، وہ واقعی مجبور و معذور ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے عمل خالص رکھیں اور اس کے فرائض اور اس کے رسول کی سنت ادا کریں اور امر بجالائیں۔ محسنین پر جو قول و فعل میں اخلاص برتتے ہیں کوئی سبیل اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کو عذاب ہو۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے، جو توبہ کرتا ہے اس سے درگزر فرما دیتا ہے۔ جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحمت کرتا ہے، جنت دیتا ہے۔ نہ ان پر کوئی اعتراض و گناہ ہے جو آپ کے پاس اس لیے آتے ہیں کہ آپ ان کو

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ

اور نہ ان لوگوں پر (کچھ گناہ ہے) جن کو سواری کا مقدور نہ تھا وہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ان کے لیے سواری کا انتظام فرمائیں

أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا

اور آپ کی طرف سے انہیں یہ جواب ملا کہ میرے پاس سواری کی کوئی چیز نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں تو وہ (بے بس ہو کر) لوٹ گئے

أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴿٩٢﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ

اس حالت میں کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے تھے کہ ان کو کچھ خرچ کرنے کا مقدور نہیں O گرفت تو ان پر ہے جو (بیٹھ

يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَآءُ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ

رہنے کی) آپ سے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ مال دار (مقدرت والے) ہیں، انہیں یہی پسند آیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ

وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٩٣﴾

بیٹھ رہیں (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو وہ (جانتے بوجھتے) انجان بنتے ہیں O

اپنے ساتھ جہاد میں لے چلیں اور چونکہ ان کے پاس سفر خرچ و سواری نہیں اس سبب سے آپ ان کو خرچ دیں تو وہ آپ کے ساتھ چلیں تب آپ ان سے کہیں کہ میں اب اس وقت ایسی چیز نہیں پاتا جو تم کو دوں اور میرے پاس اتنا مال نہیں کہ تمہارے راستے کا خرچ اپنے ذمہ لے لوں تو وہ مجبور ہو کر آپ کے پاس سے واپس ہوتے ہیں اور دل ان کے جہاد کے لیے تڑپتے ہوتے ہیں اور آنکھیں ان کی اس اشتیاق میں گریاں ہوتی ہیں اور رنج کی وجہ سے کہ ان کے پاس اتنا مال نہیں ہوتا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کریں روتے ہوئے گھروں کو واپس ہوتے ہیں تو ان لوگوں پر یعنی عبداللہ ابن معقل بن یسار مزنی اور سالم بن عمیر انصاری وغیرہ پر ہرگز کوئی گناہ نہیں۔ ہاں گناہ اور عذاب تو ان پر ہے جو باوجودیکہ امیر ہیں، مال اسباب بخوبی ان کے پاس ہے، کسی طرح کے محتاج نہیں جیسے عبداللہ بن ابی، جد بن قیس اور معتب بن قیس وغیرہ ستر آدمی آپ سے عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے کو پسند کرتے ہیں اور آپ سے اس لیے اجازت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے کہ وہ جھوٹ اور منافقت نہیں چھوڑیں گے، اللہ تعالیٰ ازل سے ان کا حال جانتا تھا کہ وہ مکاری کریں گے اور اسی حالت پر مریں گے۔ پس وہ بالکل امر الٰہی کی عظمت نہیں جانتے اور اس کی تصدیق نہیں کرتے نہ آئندہ کریں گے، اپنی ہٹ دھرمی، بددیانتی سے باز نہ آئیں گے۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

جب تم (جہاد سے) لوٹ کر ان کے پاس جاؤ گے تو وہ تم سے طرح طرح کے بہانے بنائیں گے آپ (ان سے) فرمایئے کہ بہانے نہ بناؤ' اب ہم ہرگز

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ

تمہارا اعتبار نہ کریں گے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پوری طرح تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب آئندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) تمہارے عمل دیکھیں

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

گے (کہ کیسے رہتے ہیں) پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتائے (بتائے) گا

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۴ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

جو کچھ بھی تم (دنیا میں) کرتے تھے ○ (اے مسلمانو!) جب تم لوٹ کر ان سے ملو گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ

تاکہ تم ان سے درگزر کرو (ان پر ملامت نہ کرو) تو اچھا تم ان سے درگزر ہی کرلو (یعنی ان سے میل جول چھوڑ دو انہیں منہ نہ لگاؤ کیونکہ) وہ بے شک

رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۹۵

نرے ناپاک ہی ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اس کمائی (نافرمانی) کا بدلہ جو وہ کماتے تھے ○

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ' پھر اگر (بالفرض) تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو بے شک اللہ تعالیٰ فاسق

۹۴ تا ۹۶- جب آپ غزوہ تبوک سے واپس آئے تو اب منافقین آپ کے پاس آ کر جھوٹے عذر بناتے ہیں کہ ہم کو تبوک چلنے کی طاقت نہ تھی مجبور تھے وغیرہ وغیرہ۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ اب تم لوگوں کو کچھ عذر معذرت کرنے کی حاجت نہیں۔ مدینہ طیبہ میں رہ جانے کی بابت کوئی عذر نہ کرو، ہم تمہاری ہرگز تصدیق نہ کریں گے اور تمہاری کوئی بات نہ مانیں گے، ہم کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا نفاق اور تمہارے اسرار و اخبار سب بتلا دیئے۔ اچھا اب عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہارے اعمال پھر دیکھیں گے اور اس کے بعد آخرت میں تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ وہ غیب جاننے والا ہے یعنی ان چیزوں کا جو بندوں سے غائب ہیں یا وہ جن کو بندے نہیں جانتے یا وہ جو آئندہ ہو جانے والے ہیں اور شہادت کا عالم ہے یعنی وہ جن کو بندے جانتے ہیں یا وہ جو ہو چکے ہیں۔ جب تم وہاں جاؤ گے تو وہ تم کو ان سب باتوں کی جو اچھی یا بری دنیا میں کرتے یا کہتے تھے خبر دے گا اور سزا دے گا۔ یہ منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ تمہارے سامنے جب تم تبوک سے لوٹ کر ان کے پاس مدینہ طیبہ میں آئے ہو اس لیے کہ تم ان سے روگردانی کرو اور ان کو سزا نہ دو اور معاف کر دو اللہ تعالیٰ کی قسمیں جھوٹی

لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ

نافرمانوں سے کبھی راضی نہ ہو گا ○ دیہاتی گنوار کفر و نفاق میں سب سے زیادہ

نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ؕ

ہیں اور اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین کے احکام اپنے رسول (ﷺ) پر نازل کیے ہیں ان سے جاہل و بے خبر رہیں (کیونکہ انہیں

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ

تعلیم و تربیت کا موقع حاصل نہیں) اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے ○ اور کچھ دیہاتی گنوار ایسے بھی ہیں کہ وہ جو کچھ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں)

مَغْرَمًا وَّ یَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآىِٕرَ ؕ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ

خرچ کرتے ہیں اسے (اپنے اوپر) تاوان (اور جرمانہ) سمجھتے ہیں اور منتظر ہیں کہ تم پر کوئی گردش آ جائے انہیں پر بری گردشیں آنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ○ کچھ دیہات والے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں

الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

اور جو کچھ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور رسول (ﷺ) کی دعاؤں کا وسیلہ (ذریعہ)

جھوٹی کھاتے ہیں تو اب ان سے اعراض کریں اور ان کو ابھی سزا نہ دیں اور ان سے منہ پھیر لیں کہ وہ ناپاک اور غلیظ ہیں ان کے دل کفر کی نجاست سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے دنیا میں وہ جو برے کام کرتے یا کہتے تھے اس کا بدلہ ملے گا۔ وہ اس لیے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ پس اگر آپ ان سے بظاہر راضی ہو بھی جائیں گے تو خدا تعالیٰ تو ان قوم منافقین فاسقین سے ہرگز راضی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تو ان کا کاذب ہونا خوب جانتا ہے۔

۹۷ تا ۹۹- بدو یعنی گنوار جنگلی قبیلہ یعنی اسد و غطفان کے لوگ شہر والوں سے زائد کفر و نفاق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان میں بوجہ سخت مزاجی و بدطینتی کے خوب ہی کفر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور اس بات کے خوب زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وہ حدود و احکام حلال و حرام و فرائض جو اس نے اپنی کتاب میں اپنے رسول پاک پر نازل کیے ہیں نہ سمجھیں اور نہ جانیں۔ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کو جانتا ہے۔ ان پر جو عقوبت کا حکم کیا اس میں حکمت والا ہے۔ یا یہ کہ جو گنوار جاہل ہے علم وغیرہ نہیں سیکھتا اس کو وہ جانتا ہے اور اس پر جہالت و عقوبت کا حکم کرتا ہے۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جہاد وغیرہ میں فی سبیل اللہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو اپنی جان پر بوجھ و تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لیے گردش زمانہ کے منتظر ہیں کہ مسلمان کب مریں اور کب ہلاک ہوں۔ خود ان پر برائی اور بلا کی گردش پڑے اور ان کی عاقبت خراب ہو کہ یہ مسلمانوں کی خرابی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی باتیں سنتا ہے۔ ان کی سزا جانتا ہے۔ ہاں بعض بدو ایسے بھی ہیں یعنی قبیلہ مزینہ اور جہنیہ اور قبیلہ اسلم کے بدو کہ اللہ تعالیٰ

الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ

سمجھتے ہیں' ہاں ہاں بے شک وہ خرچ کرنا ان کے لیے قرب ونزدیکی کا ذریعہ ہے' اللہ تعالیٰ جلد ان کو اپنی رحمت کے دائرہ میں داخل فرمائے گا'

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿٩٩﴾ ع وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ ١٢ع ١

بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے ○ اور سب میں اگلے پہلے (ایمان لانے والے) مہاجر اور انصار اور وہ لوگ

الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ

جنہوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے

رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ

ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ

تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿١٠٠﴾

ہمیشہ رہیں گے اور یہی (بہت) بڑی کامیابی ہے ○

اور یوم قیامت پر ظاہراً و باطناً ایمان لاتے ہیں اور جو جہاد وغیرہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے دربار میں قرب و بلندی و درجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور رسول کریم کی دعا و رحمت کا وسیلہ جانتے ہیں۔ سو بے شک ان کا خرچ کرنا ان کے لیے درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو عنقریب اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل کرے گا' اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے' بخشنے والا ہے' جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحمت و بخشش کرنے والا ہے۔

۱۰۰۔ اور وہ لوگ جو ایمان کے اعتبار سے سابق اور اوّل ہیں یعنی مہاجرین جیسے ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی و علی رضی اللہ عنہم وغیرہ' تمام مہاجرین اور انصار میں سے اول اول ایمان لائے ہیں۔ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے' غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے ہیں اور جو ان کے بعد ایمان لائے ہیں اور اخلاص و احسان برتا ہے' فرض ادا کرتے ہیں' گناہوں اور نافرمانی سے بچتے ہیں یعنی ساری امت مرحومہ' تا روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا ہے اور یہ اس کا ثواب و کرامت دیکھ کر اس سے راضی ہوں گے۔ اس نے ان کے لیے جنتیں تیار کی ہیں جن کے درختوں اور مکانوں کے نیچے شراب و شہد و آب و دودھ کی نہریں رواں ہیں' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے' یہ جنت و رضائے الٰہی ان کے لیے بڑی کامیابی و نجات وافر ہے۔

ف: اس سے ثابت ہوا کہ تمام مہاجرین خصوصاً خلفائے راشدین و انصار وغیرہم صحابہ کرام سچے مومن اور قطعی جنتی ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی اور ان کے جنتی ہونے کی خبر دی ہے' اس کی خبر میں کوئی شک و شبہ ممکن نہیں۔ جو صحابہ کرام کے ایمان اور جنتی ہونے میں شک کرے گا وہ قرآن کی اس آیت اور دوسری آیتوں کا منکر کافر ہوگا۔ (قادری)

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ

اور تمہارے آس پاس کے کچھ دیہاتی منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے بھی نفاق پر اڑے

الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ

ہوئے ہیں (جن کی عادت ہی نفاق ہو گئی ہے) آپ ان کو (خود بخود) نہیں جانتے' ہم ان کو جانتے ہیں

نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴿۱۰۱﴾

(اور آپ کو بتاتے ہیں) ہم ان کو جلد دوبار سزا دیں گے (دنیا میں) پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے (آخرت میں یعنی دوزخ کی طرف) ۝

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ

کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے' انہوں نے ملے جلے کام کر لیے ہیں' کچھ نیک کچھ بد قریب ہے کہ

سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۝

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کیجئے' اس کے ذریعہ سے انہیں پاک اور ستھرا کیجئے اور ان کے لیے دعائے خیر بھی فرمائیے

۱۰۱ تا ۱۰۲۔ اور جو گنوار لوگ تمہارے یعنی مدینہ کے آس پاس قریب میں رہتے ہیں یعنی اسد و غطفان والے وہ منافق ہیں اور خاص مدینہ والے بھی بہت سے آدمی عبداللہ بن ابی وغیرہ نفاق کے اوپر ثابت قدم و مستقیم و سرکش ہیں۔ اے مسلمانو! تم ان کا نفاق یقینی طور سے نہیں جانتے ہو' ہم ان کا حال خوب جانتے ہیں۔ ہم ان کو عنقریب دو مرتبہ عذاب دیں گے' ایک قبض ارواح دم نزع دم نکلتے وقت' دوسرے قبر میں' پھر وہ بروز قیامت جہنم میں عذاب عظیم کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور مدینہ طیبہ میں دوسرے گروہ وہ لوگ ہیں ودیعہ بن خرام' ابولبابہ ابن عبدالمنذر' ابن ثعلبہ وغیرہ جنہوں نے اپنے قصور کا اقرار کیا اور گناہ کے قائل ہوئے اور غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے پر نادم ہوئے اور اچھے کاموں کو بری باتوں سے ملایا' کبھی نیکی کی' کبھی اتفاق سے غلطی سے بدی بھی سرزد ہو گئی' اکثر لڑائیوں میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے' ایک آدھ بار نہ جا سکے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان کا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے اور وہ وعدہ حق ہے' وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے' اس کا وعدہ پورا کرنا اس کے ذمہ کرم پر ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ تائب کو بخش دیتا ہے' جو کوئی بھی توبہ پر مرتا ہے اس پر رحمت نازل کرتا ہے۔

۱۰۳ تا ۱۰۵۔ وہ لوگ جو تبوک نہ جا سکے تھے یعنی ابولبابہ اور پھر ان کی خطا معاف ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بولے کہ ہم کس آفت میں مبتلا ہو گئے اور جہاد سے پیچھے رہ گئے تو فقط خواہش نفسانی سے' مال و اسباب کی محبت سے۔ اب

عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ

بے شک آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا (اور) جاننے والا ہے O

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ

کیا انہیں خبر نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقے بھی وہی لیتا ہے (یعنی وہی قبول کرتا ہے)

الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا

بے شک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ

کہ (اے لوگو!) عمل کیے جاؤ' جلد ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) اور مسلمان دیکھیں گے تمہارے عمل (کہ کیسے ہوتے

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ

ہیں) پھر تم کو اس کی طرف لوٹایا جائے گا جو چھپا اور ظاہر سب جانتا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال جتلائے (بتائے) گا (کہ ان کی حقیقت کیا تھی) O

اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ

اور (پچھلے توبہ کرنے والے گروہ کے علاوہ) کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اس انتظار میں کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہوتا ہے ملتوی رکھا گیا ہے یا وہ

اگرچہ ہمارا گناہ معاف ہوا مگر ہم اس مال کو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے جس نے ہم پر یہ آفت نازل کی' حضور! ہمارے اس مال کو جہاں چاہیں خرچ کریں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کیا اور وہ مال نہ لیا' تب یہ آیت نازل ہوئی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان پیچھے رہ جانے والے تائبین کا مال صدقہ میں لے لیں' سارا مال نہ لیں بلکہ تہائی مال لے لیں تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کردیں اور ان کی اصلاح وتزکیہ نفوس کریں اور ان پر صلوٰۃ ورحمت بھیجیں یعنی ان کے لیے دعائے استغفار کریں۔ آپ کی دعا واستغفار ان کے لیے تسکین کا باعث ہے۔ ان کے دل آرام پائیں گے اور ان کو توبہ کا یقین ہوگا اور ان کے مراتب ترقی پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی باتیں سننے والا ہے' ان کی توبہ اور ان کے صدق اور ان کی سچائی کو جاننے والا ہے۔ یہ اتنے پریشان کیوں ہوئے' کیا اتنا نہیں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان سے صدقے بھی قبول کرتا ہے' وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے' گناہوں سے درگزر فرمانے والا ہے' جو کوئی بھی توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم فرماتا ہے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اس مرتبہ توبہ کرنے کے بعد نیک کام کریں' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور سب مسلمان تمہارے کام دیکھیں گے کہ اب کس طرح کا برتاؤ کرتے ہو اور پھر عنقریب بعد موت عالم غیب وشہادت کی طرف لوٹائے جاؤ گے' وہ تم کو ان سب باتوں کی جو اچھی یا بری تم کہتے یا کرتے تھے خبر دے گا اور سب کا بدلہ دے گا۔

۱۰۶- مدینہ میں ایک قوم اور ہے یعنی کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کہ نہ تو ان کے حق میں ابھی

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا

انہیں عذاب کرے گا یا ان کی توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا' حکمت والا ہے O اور (منافقوں میں سے) جن لوگوں نے مسلمانوں کو نقصان

وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ

پہنچانے اور کفر (کی اشاعت) کرنے اور مسلمانوں میں تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے اور ان لوگوں کے لیے جو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑ

رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ

چکے ہیں پناہ گاہ (اور مشورہ خانہ) بنانے کے لیے مسجد بنائی اور وہ ضرور قسمیں کھا کر (ابو عامر وغیرہ) یہ بھی کہیں گے کہ ہم نے تو نیکی کا ہی ارادہ کیا ہے (یعنی مسلمانوں

يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ

کو نماز میں آرام اور سہولت ہو) اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ (اپنی قسموں میں) یقیناً جھوٹے ہیں O (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ اس مسجد میں ہرگز (نماز

عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ

کے لیے بھی) کھڑے نہ ہوں' بے شک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے (یعنی مسجد قبا یا مسجد نبوی) وہی اس قابل ہے

رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ

کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (نماز پڑھیں) اس میں وہ لوگ آتے ہیں جو خوب پاک اور ستھرا ہونا پسند کرتے ہیں اور ستھرے (ہی) اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں O

عذاب کا حکم ہوا ہے اور نہ ہی ابھی ان کی توبہ قبول ہوئی ہے۔ یہ لوگ ابھی روکے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیا حکم دے خواہ وہ ان کو تبوک سے پیچھے رہ جانے پر عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرلے اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ وہ توبہ کرتے ہیں' جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس میں حکمت والا ہے' ان لوگوں کو معافی دی گئی' جب تک ان کا معاملہ موقوف تھا اس وقت تک ان کے کلام وسلام سے سب مسلمانوں کو منع کر دیا گیا تھا' جب یہ سخت پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خاص کرم کیا' ان کی توبہ قبول فرمائی' یہ اس کا کرم ہے۔

١٠٧ تا ١١٠۔ جب بنی عمرو بن عوف نے مسجد قبا کی درستی کی تو بنی غنم نے بھی حسداً وعناداً ایک اور مسجد بنوائی۔ بارہ آدمی اس میں شریک تھے' ان میں منافق بھی تھے' منافقوں کا خیال یہ تھا کہ صحابہ کی آپس میں تفریق ہو۔ مسجد نبوی میں آدمی کم جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ برکت کے لیے چل کر مسجد میں نماز پڑھ دیجئے' جب غزوہ تبوک سے واپس آئے تو آپ کا ارادہ ہوا کہ نماز پڑھیں تب یہ آیات نازل ہوئیں۔ ابو عامر راہب جو اسلام کا سخت دشمن تھا اور اس کا لقب دربار رسالت سے فاسق مقرر ہوا تھا وہ بروز حنین منافقوں سے کہہ گیا تھا کہ میں قیصر کا لشکر لے کر مسلمانوں سے لڑنے کو آتا ہوں۔ اس کا اس مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرتے تھے' خبریں سنتے تھے' مسلمانوں کے خلاف وہاں مشورے ہوتے تھے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مسجد کا نام مسجد ضرار مسجد شقاق مقرر ہوا۔ یعنی جو لوگ مسجد اس لیے بناتے ہیں کہ مسلمانوں کو ضرر ہو کہ کوئی مسجد

أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ

کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی خوشنودی پر رکھی (جو کبھی ملنے والی نہیں) یا وہ جس نے ایک گراؤ گڑھے

أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ

کے کنارے پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھی تو وہ (عمارت) اسے بھی اپنے ساتھ لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑی

جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ

اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا ہے O وہ عمارت جو انہوں نے بنائی (یعنی مسجد ضرار) ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی

الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

(ان کو شک وشبہ میں پریشان رکھے گی) مگر یہ کہ ان کے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں (یعنی وہ مایوس ہو جائیں) اور اللہ تعالیٰ

نبوی میں نماز پڑھے کوئی یہاں اور کفر کے سبب اور نفاق قلبی کے باعث یہ مسجد تیار کرتے ہیں کہ اسلام کے خلاف مشورہ کرنے کا موقع ملے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے اس شخص کا انتظار اور مدد کرنے کے لیے جس نے پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور ان سے لڑا ہے یعنی عامر جس کا نام حضور صلی اللہ وسلم نے فاسق رکھا تھا اس کی مدد کے لیے یہ مسجد بنائی ہے اور وہ بالکل جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے بجز نیکی اور بہتری کے برائی کا ارادہ نہ کیا تھا' اس لیے مسجد بنائی تھی کہ جس کی نماز مسجد نبوی یا قبا میں قضا ہو جائے وہ یہاں آ کر پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ کمبخت بالکل جھوٹے مکار ہیں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس مسجد میں نہ تو کبھی نماز پڑھیں نہ ہی اس میں کھڑے ہوں نہ ہی کبھی اس میں پاؤں رکھیں۔ ہاں وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے یعنی مسجد قبا آپ کو مناسب ہے کہ اس میں ٹھہریں اور نماز پڑھیں' اس میں ایسے عمدہ آدمی نماز پڑھتے ہیں جو کہ اچھی طرح طہارت کو دوست رکھتے ہیں یعنی پاخانہ کا استنجا ڈھیلے کے بعد پانی سے بھی کرتے ہیں اور بہت پاک صاف ستھرے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو طیب طاہر ہیں اور پاک صاف رہتے ہیں محبوب رکھتا ہے۔ کیا جو اپنی بنیاد کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور ذکر طاعت کے لیے بلند کرتا ہے اور اس کی رضامندی وخوشی کے لیے سچی نیت سے مسجد بناتا ہے یعنی قبا والی وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی بنیاد کو اپنی خواہش نفس و وسوسہ کے اوپر قائم کرتا ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور گناہ کے کنارے پر اس کی بنیاد چلاتا ہے جو دھنس جائے گا' پس اس بنانے والے کو بھی اپنے ساتھ جہنم میں دھنسا لے جائے گا اور نار جہنم میں ڈال دے گا اور اللہ تعالیٰ ظالم ہٹ دھرم قوموں کو ہدایت نہ کرے گا اور منافقین کو نجات ومغفرت نہ دے گا۔ ان کی یہ بنیاد و تعمیر جس کو انہوں نے بڑی خوشی سے بنایا تھا اس کے بعد گرادی جائے گی اور ہمیشہ ان کے دلوں میں حسرت وندامت رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور مر جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں اور نفاق سے واقف ہے۔ اس مسجد کے گرانے کا جو حکم دیا اس میں حکمت بھی ہے' جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی پر عامر بن قیس و وحشی مولیٰ مطعم بن عدی کو بھیجا۔ انہوں نے اس مسجد کو ڈھا دیا اور جلا کر خاک کر دیا۔

ع ۱۳ ۱۱ ۲

حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

(سب کچھ) جاننے والا' حکمت والا ہے O بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس قیمت

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

پر خرید لیے ہیں کہ ان کے لیے جنت ہے' وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں تو وہ (دشمنوں کو) قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل

يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ

(ہو کر شہید) ہو جاتے ہیں' یہ سچا وعدہ اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر توریت انجیل اور قرآن میں ہو چکا اور اللہ تعالیٰ

وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ

سے بڑھ کر اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہو گا تو (اے مسلمانو!) اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے

بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ

خوشیاں مناؤ اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے O (ان لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے) جو (اپنی خطاؤں سے) توبہ کرنے والے ہیں عبادت میں سرگرم رہنے والے

الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

(اللہ تعالیٰ کی) حمد وثنا کرنے والے (جہاد کے لیے) سفر کرنے والے (اور روزہ رکھنے والے) (اور) رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم کرنے والے

ف: اس سے یہ ثابت ہوا کہ لامذہب و بے دین سچے مسلمانوں کے مقابلہ میں جو نام کی مسجدیں بناتے ہیں اور ان کا مقصد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہوتا ہے ان کا حکم مسجد ضرار کا سا ہے' وہ مسجدیں نہیں ہیں بلکہ مشورہ کرنے کی جگہیں ہیں جیسے قادیانی وغیرہ رافضی' چکڑالوی وغیرہ کی مساجد۔ (قادری)

۱۱۱ تا ۱۱۲۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلمان بندوں سے جو اخلاص والے ہیں ان کی جانوں اور مالوں کو مول لے لیا ہے اس چیز کے بدلے میں کہ ان کو جنت ملے گی یعنی جنت کے بدلے میں مومنوں کے جان و مال خرید لیے ہیں' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں' اس کی اطاعت میں اپنی جانیں قربان کرتے ہیں' کافروں سے لڑتے ہیں' ان کو بھی مارتے ہیں اور خود بھی شہید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جنت کا وعدہ توریت وانجیل وقرآن پاک میں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے اس کیے گئے وعدے سے خوش ہو جاؤ کہ یہ سراسر نفع بخش سودا ہے اور یہ فوز عظیم نجات کامل ابدی ہے۔ پھر ان کی صفت بیان کی کہ وہ لوگ گناہ سے توبہ کرنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ کی عبادت وتوحید بیان کرنے والے ہیں' حمد وشکر الٰہی بجالاتے ہیں' روزے رکھتے ہیں' رکوع وسجود کرتے ہیں یعنی نماز پنج وقتہ عمدہ احسن طریقہ سے کرتے ہیں' معروف کا بیان یعنی توحید واحسان کرنے کا حکم کرتے ہیں۔ کفر وشرک سے اور ان بری باتوں سے جن کی اصل دین اور سنت میں نہیں بلکہ اصول سنت کے طریقہ سے ان کا انکار ثابت ہوتا ہے یعنی بری بدعتوں سے منع کرتے

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ

برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی (ٹھہرائی ہوئی) حد بندیوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور (اے نبی ﷺ! یہی سچے مومن ہیں' ان)

اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

مؤمنوں کو (کامیابی کی) خوشخبری سنا دیجئے O پیغمبر علیہ السلام کی اور مؤمنوں کی شان کے لائق نہیں کہ وہ مشرکین کی بخشش چاہیں

اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ

اگرچہ وہ ان کے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ

بات واضح ہو چکی کہ یہ لوگ دوزخی ہیں O اور ابراہیم علیہ السلام نے جو اپنے (عرفی) باپ (چچا) کی بخشش کی دعا کی تھی تو صرف

اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ

اپنے اس وعدے کو پورا کرنے کے لیے جو وہ اس سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے (اور کبھی

ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حدود و فرائض کو خوب حفاظت سے ادا کرتے ہیں تو ایسے ہی لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا ہے اور اے رسول پاک! آپ سب مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے۔

۱۱۳ تا ۱۱۶- نہ رسول کو یہ بات جائز اور سزاوار ہے اور نہ ان کو جو رسول و قرآن پر ایمان لائے ہیں کہ مشرکوں کے لیے دعا اور استغفار کریں' اللہ سے ان کی مغفرت مانگیں اگرچہ وہ ان کے قرابت والے ہی ہوں' اس کے بعد کہ ان پر ان کا دوزخی ہونا اور کفر پر مرنا واضح ہو گیا ہو یعنی جب یہ معلوم ہو چکا کہ وہ کافر مرے تو اب ان کے لیے استغفار و بخشش کی دعا نہ چاہیے کہ کافر کی کبھی بخشش نہ ہو گی۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) نے جو اپنے عرفی باپ (چچا آزر) کے لیے بخشش کی دعا کی تھی تو وہ فقط اسی سبب سے تھی کہ اس نے ان سے اسلام لانے کا وعدہ کر لیا تھا' وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان ہے مگر جب ان کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ شخص اللہ کا دشمن ہے یعنی کفر پر مرا ہے تو اس سے اور اس کے مذہب سے اور اس کے لیے استغفار کرنے سے بیزار ہوئے۔ حضرت ابراہیم "اواہ" تھے یعنی نرم دل بہت دعا کرنے والے یا "اواہ" بمعنی رحم ہو یا بمعنی سردار یا بمعنی شدید' یا یہ کہ اپنے اوپر افسوس اور آہ آہ کرتے تھے اور دوزخ سے ڈر کر "آہ من النار" کہتے تھے اور حلیم تھے اور بردبار تھے' برائی کا جواب برائی سے نہ دیتے تھے۔ بعض مسلمانوں نے مشرکوں کے لیے دعا کی' جب یہ آیت اتری تو وہ ڈرے کہ کہیں ہم پر اللہ تعالیٰ کا عتاب اور غصہ نازل نہ ہو جائے تو یہ اترا کہ اللہ کو یہ بات لائق نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت و ایمان و اتباع کے دیے بغیر وہ باتیں بتائے اور ان کا حکم دے جن سے ان کو بچنا چاہیے اور بغیر ناسخ و منسوخ کی اطلاع کے کسی بات پر ان کو گمراہ ٹھہرا دے اور ان کو سزا دے یا ان کے عمل باطل کر دے' خدا یہ باتیں ہرگز نہ کرے گا۔ اللہ کو ہر بات کا یعنی ناسخ اور منسوخ سب کا علم ہے' اللہ ہی کے لیے آسمان کے خزانے ہیں' آفتاب' ماہتاب' ستارے وغیرہ زمین کے درخت جانور پہاڑ

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ

سیدھی راہ پر نہ آئے گا) تو وہ اس سے بیزار ہو گئے بے شک ابراہیم (علیہ السلام) بہت آہیں کرنے والے (بڑے دردمند اور) بہت بردبار انسان تھے O

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی گروہ کو ہدایت دے کر پھر گمراہ قرار دے جب تک کہ انہیں صاف صاف نہ بتائے کہ انہیں کن کن چیزوں سے

يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

بچنا چاہیے بے شک اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی بات باہر نہیں O بے شک آسمان اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کی (ساری) بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہی جلاتا (زندہ کرتا) ہے وہی مارتا ہے (سب کچھ اسی کے قبضے میں ہے) اور اس کے سوا

دریا وغیرہ وہی زندہ کرتا ہے اور بروز قیامت سب کو زندہ کرے گا' وہی دنیا میں جب وقت آتا ہے مارتا ہے اور اس کے سوا تم کو اس کے عذاب سے نہ کوئی حمایتی ولی بچا سکتا ہے نہ کوئی عزیز قریب و دوست اس کے عذاب کو روک سکتا ہے۔

اس آیت کی شان نزول میں مفسرین کے چند قول ہیں' پہلا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لیے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ممانعت فرما دی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی زیارت قبر کی اجازت چاہی' اس نے مجھے دے دی۔ پھر میں نے ان کے لیے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی "ما کان للنبی"۔ اقول (میں کہتا ہوں کہ) یہ وجہ شان نزول کی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن مختصر المستدرک میں ذہبی نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہانئ کو ابن معین نے ضعیف بتایا ہے۔ علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نزول کا سبب آپ کا والدہ کے لیے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابوطالب کے لیے استغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارد ہوئی۔ اس کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی نے اور ابن سعد اور ابن شاہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ ابن سعد نے طبقات میں اس حدیث کی تخریج کے بعد اس کو غلط بتلایا اور سند المحدثین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ "التعظیم والمنۃ" میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتلایا لہٰذا یہ سب روائتیں شان نزول میں صحیح نہیں اور قابل اعتبار نہیں اور یہ ثابت ہے' اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ موحدہ اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بعض اصحاب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء کے لیے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی' وہ شرک پر مرے تھے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی' اسی طرح آپ کے والد ماجد اور آباء و اجداد آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک موحد اور دین ابراہیمی پر تھے جیسا کہ آیت "وتقلبک فی الساجدین" سے ثابت ہے' اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کا لوٹنا پھرنا ساجدین یعنی

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

نہ تمہارا کوئی رفیق و کارساز ہے اور نہ مددگار O بے شک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نبی (ﷺ) پر اور مہاجرین

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور انصار پر متوجہ ہوا جنہوں نے بڑی تنگی اور بے سروسامانی کی گھڑی میں نبی (ﷺ) کا ساتھ دیا جب کہ حالت ایسی ہو چکی تھی کہ قریب

كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ

تھا کہ کچھ لوگوں کے دل ڈگمگا جائیں، پھر اپنی رحمت سے ان سب پر متوجہ ہوا، بے شک وہ ان پر

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا

نہایت مہربان رحمت (فرمانے) والا ہے O اور (اسی طرح) ان تینوں شخصوں پر بھی (اس کی رحمت متوجہ ہوئی) جو (معلق حالت میں) چھوڑ دیئے

ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

گئے یہاں تک کہ زمین اپنی اتنی وسعت اور پھیلاؤ پر بھی ان کے لیے تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے تھے اور

موحدین میں دیکھ رہے ہیں۔ یعنی آپ پاک پشتوں اور پاک پیٹوں میں گزرتے ہوئے دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا'' یعنی ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ رسول نہ بھیجیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی رسول نہیں آیا' یہ زمانہ فترت کہلاتا ہے لہٰذا آپ کے والدین بھی زمانہ فترت میں تھے ان کو عذاب نہیں ہوگا۔ لہٰذا آپ کے والدین کے عذاب کے متعلق جو بعض روایتیں بعض کتب احادیث میں مروی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں' محققین نے ان کو رد کر دیا ہے' اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے (قادری غفرلہ)۔

۱۱۷ تا ۱۱۹۔ بے شک اللہ تعالیٰ نبی کی طرف رحمت سے متوجہ ہوا' ان کی عزت بڑھائی اور مہاجرین و انصار کی طرف بھی رحمت سے متوجہ ہوا جنہوں نے تنگی و سختی و شدت میں رسول کریم کا ساتھ دیا اور بعد اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف ہونا چاہتا تھا اور ان میں سے ایک چھوٹے سے فرقہ کے دل کج ہوئے جاتے تھے اور یہ خیال آنے لگا کہ اس سفر میں رسول کریم کے ساتھ نہ چلیں مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مضبوط کیا تھا اور ان کو توفیق توبہ دی تھی اور ان کے قلوب کو خوب ثابت کیا تھا اور وہ سب کے سب حضور کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور سفر کو چل دیئے' تو اللہ نے ان سب کی مغفرت کی اور وہ ان کے اوپر رافت و رحمت والا ہے یعنی وہ سابقین اولین جو قبلتین کی طرف نماز پڑھنے والے' بدر کے شریک جو سختی و تنگی کے وقت حضور کے ساتھ رہے یعنی اس وقت بہ سبب قلت زاد و اسباب یا سواری کی کمی یا سخت گرمی کی شدت یا قوت و شوکت کی دشمن کے مقابل کمی یا دوری و درازی منزل کے سبب مسلمانوں پر تکلیف تھی اور خاص کر اللہ تعالیٰ نے ان تین آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جو غزوۂ تبوک سے سستی کے سبب پیچھے ڈال دیے گئے تھے اور بقدرت الٰہی مدینہ میں رہ گئے تھے یعنی کعب وغیرہ اور ان کو نہ جانے کا اس قدر صدمہ تھا کہ ان کے اوپر زمین باوجود وسعت و کشادگی کے تنگ ہوگئی تھی اور قبول توبہ کی تاخیر سے ان کی جانیں بھی ان پر بھاری ہوگئی

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی مگر اسی کے دامن رحمت میں، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی طرف متوجہ ہوا (ان

ع ١٤/٤ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کی توبہ قبول فرمائی) تاکہ وہ توبہ کریں (توبہ پر قائم رہیں) بے شک اللہ تعالیٰ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ اے ایمان والو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو ○ مدینہ میں رہنے والوں کو

الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ

اور دیہاتیوں کو یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) سے (جہاد میں) پیچھے رہ جائیں (ان میں بستے ہیں پھر ان کا ساتھ نہ دیں) اور نہ

رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں، یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہیں جو پیاس اور کوئی مصیبت (تکلیف) اور بھوک پہنچتی

لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ہیں اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھ کر چلتے ہیں جس سے کافروں کو غصہ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کو

وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ

(چھین جھپٹ کر اور قید یا قتل کر کے نقصان) پہنچاتے ہیں تو (ان سب کے

تھیں اور سخت تنگ آ گئے تھے کہ اب ان کو دربار الٰہی سے نجات نہ ملے گی اور ان کا بدون (بغیر) توبہ قبول ہوئے کہیں ٹھکانا نہ ملے گا تو اللہ نے ان کا قصور معاف کیا اور ان سے درگزر کی کہ اب یہ آئندہ کے لیے ایسے قصور سے اور پیچھے رہ جانے سے توبہ کریں اور توبہ پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا، توبہ کرنے والے پر رحمت اتارنے والا ہے۔ اے مسلمانو! یعنی عبداللہ بن سلام وغیرہ تم اللہ سے ڈرو، اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ یعنی ابوبکر و عمر وغیرہ کے ساتھ اٹھو بیٹھو اور ان کے ساتھ جہاد کو جایا کرو اور ہمیشہ ان کے ساتھ رہو اور ان کے طریقے پر قائم رہو۔ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کا ساتھ نہ دو۔

۱۲۰ تا ۱۲۱۔ قبائل مزینہ اور جہینہ اور اسلم وغیرہ جو تبوک کی جنگ میں جانے سے رہ گئے اور ان کے سوا جو مدینہ کے گرداگرد رہنے والے اعراب پیچھے رہ گئے ان کو یہ امر ہرگز لائق نہ تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور رسول کے اوپر اپنی جانوں سے زائد مہربان نہ ہوں۔ یا یہ کہ رسول کی صحبت سے اعراض کریں بلکہ ان کو چاہیے تھا کہ رسول پر اپنی جانوں

نَيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ

بدلے) ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نیکوں کا عمل

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً وَّ

ضائع نہیں فرماتا ○ اور جو کچھ بھی وہ خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت اور

لَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا

جو میدان وہ طے کرتے ہیں سب (کا اجر) ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کام کا بہتر سے بہتر

كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً ؕ فَلَوۡ

بدلہ عطا فرمائے ○ اور مسلمانوں کو یہ مناسب نہیں کہ سب کے سب (جہاد کے لیے) نکل کھڑے ہوں تو یوں کیوں نہیں کیا

لَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ

کہ ان کی ہر جماعت میں سے کچھ لوگ دین میں سمجھ (فقاہت) حاصل کرنے کے لیے نکلتے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سناتے اس امید پر کہ وہ بھی

وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ ع ٥ ١٤

(برائیوں سے) بچیں (یعنی کچھ لوگ جہاد کے لیے جائیں اور کچھ علم دین حاصل کریں اور دوسروں کو تبلیغ کریں یہ دونوں کام فرض ہیں) ○

کو قربان کرتے اور ان کے ساتھ جاتے' یہ اس سبب سے کہ اس سفر میں جو کوئی ان کو مصیبت پہنچتی' جاتے آتے میں پیاس کی شدت اور تکان سفر اور بھوک کی تکلیف اللہ کی راہ میں ہوتی اور جتنی جگہ ملک کفار سے اپنے قبضہ میں کرتے تاکہ کافر غصہ و غضب میں پڑیں اور مقہور و مغلوب ہوں یا دشمن کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پاتے شہید ہوتے' شکست پاتے تو ان کے لیے ان سب باتوں کے بدلے میں نیک عمل لکھے جاتے اور اللہ تعالیٰ محسنین کا' جہاد کرنے والوں کا ثواب بیکار نہیں کرتا ہے اور یہ لوگ جہاد میں آنے جانے میں تھوڑا یا بہت جتنا مال صرف کرتے ہیں اور جو کچھ راستہ چلنے میں اور دشمن کی تلاش میں جتنی مشقت برداشت کرتے ہیں ہر ہر بات کا پورا پورا ثواب دیا جاتا ہے اور ان کے نیک اعمال میں ترقی ہوتی ہے اور کراماً کاتبین لکھنے والے فرشتے ہر ہر بات دفتروں میں لکھ رکھتے ہیں کہ اللہ بروز قیامت ان اچھی باتوں کی پوری جزاء دے جو یہ کرتے ہیں یعنی جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ اور اپنی جان و مال کی قربانیاں وغیرہ۔

۱۲۲۔ جب یہ آیتیں اتریں تو اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سر لشکر بھیجتے تو سب صحابہ کرام لڑائی کرنے کو نکل جاتے۔ تو یہ اترا کہ مسلمانوں کو یہ بات جائز نہیں کہ سب کے سب جہاد کو چلے جائیں اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ میں اکیلا چھوڑ دیں' ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ جہاد کو کیوں نہیں جاتا اور ایک مدینہ میں کیوں نہیں رہتا کہ ان دنوں میں جو احکام الٰہی اتریں ان کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیکھتا رہے اور دین میں فقہ واقفیت حاصل کرتا رہے اور جب وہ لوگ جو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ

اے ایمان والو! تم آس پاس کے کفار سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تم میں (مقابلہ کے وقت) سختی

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

(اور کرارہ پن) پائیں اور جانو کہ اللہ تعالیٰ (مدد کے لیے) پرہیز گاروں کے ساتھ ہے O

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان (منافقوں) میں سے ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اس (آیت) نے تم میں سے کس کا

هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ

ایمان زائد کر دیا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) لیکن جو لوگ ایمان والے ہیں ان کا اس سورت نے ایمان زیادہ کر دیا اور وہی خوشیاں

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ

بھی منا رہے ہیں O اور جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تو ان کی پلیدی پر اور پلیدی

جہاد کو گئے تھے لوٹ کر آئیں تو یہ گروہ ان کو بھی احکام الٰہی بتلائے اور جو آیتیں اتری ہوں وہ سمجھائے اور ڈرائے کہ وہ بھی ان کی طرح سمجھیں اور خدا سے ڈریں۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی اسد کے قبیلہ میں قحط پڑا' وہ قبیلہ سارا مدینہ میں حضور کے پاس چلا آیا اور کہا کہ ہم احکام سیکھنے آئے ہیں' ان کے سبب سے مدینہ میں کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی چیزوں کے نرخ بھی گراں ہو گئے اور راستے بھی ناپاکیوں سے خراب اور بدبودار ہو گئے' تب ممانعت اتری کہ اگر احکام سیکھنے آئے تھے تو سب کیوں آئے' کچھ لوگ آتے' وہ سیکھ جاتے' پھر جا کر باقیوں کو بھی وہ احکام سکھا دیتے اور سمجھا دیتے۔

ف: اس سے ثابت ہوا کہ جہاد بھی فرض ہے اور علم سیکھنا بھی فرض ہے۔ کچھ لوگ علم دین سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں اور کچھ لوگ جہاد میں شریک ہوں تاکہ دونوں فرض ادا ہوں۔ ہاں کل علوم دینیہ سیکھنا فرض کفایہ ہے لیکن بقدر ضرورت ہر مسلمان مرد و عورت پر دین کے مسائل سیکھنا فرض عین ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" یعنی علم دین کی تلاش اور اس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (قادری غفرلہ)

۱۲۳- اے مسلمانو! رسول و قرآن پر ایمان لانے والو! پہلے ان کافروں کو قتل کرو اور ان سے لڑو جو تمہارے پاس قریب ہیں جیسے بنی قریظہ' بنی نضیر' فدک و خیبر والے اور خوب مضبوط ہو جاؤ کہ وہ کافر تم میں سختی اور خوب شدت دیکھیں اور خوب یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے' رسول اور مسلمانوں کی مدد کرے گا' دشمنوں پر فتح یاب فرمائے گا۔

۱۲۴ تا ۱۲۷- جب کوئی سورت اترتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو سناتے ہیں تو بعض منافق آپس میں کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان اور خوف اور امید کو زیادہ کیا' ہم سب کا تو وہی حال رہا' کسی کا ایمان بھی نہ بڑھا۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو سچے مسلمان ہیں یعنی رسول کریم اور ان کے اصحاب مخلصین ان کے ایمان کو ان آیتوں سے خوب

رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ

بڑھا دی اور (نتیجہ یہ نکلا کہ) وہ کفر پر ہی مر گئے O کیا وہ (منافق)

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ

یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر سال میں ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں پھر بھی نہ تو وہ توبہ ہی کرتے ہیں

وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ

اور نہ ہی نصیحت قبول کرتے ہیں O اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو (منافق) ایک دوسرے کو تکتے (دیکھتے) ہیں کہ کوئی ہمیں دیکھتا

اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ

تو نہیں پھر وہ (رسول ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر) چل دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے دلوں کو

قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

پلٹ دیا (ہے) اس لیے کہ وہ خود ناسمجھ بن گئے ہیں O (اے لوگو!) بے شک تمہارے پاس

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

تم ہی میں سے ایک ایسے رسول تشریف لائے جن کو تمہارا تکلیف میں پڑنا سخت ناگوار ہے وہ تمہاری بھلائی بہت زیادہ چاہنے والے

زیادہ ترقی حاصل ہوئی، خوف اور امید کے مراتب طے ہوئے اور وہ قرآن کے اترنے سے بہت خوش ہوئے ان کے دلوں میں نور بڑھا اور جن کے دلوں میں شک ونفاق کی بیماری ہے ان کی ناپاکی کو ان آیتوں نے اور بھی زائد کر دیا یعنی ان کے دلوں میں شک اور نفاق دونا (دوگنا) ہوگیا اور وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔ رسول اور قرآن کو جھٹلاتے رہے، اسی حالت میں دنیا سے گزر گئے، کیا یہ منافق اتنا نہیں سمجھتے کہ ہر سال میں ایک یا دو بار ہمیشہ فتنہ میں پڑتے ہیں اور ان کا مکر و خیانت کھلتا رہتا ہے۔ یا یہ کہ ان کی عہد شکنی کبھی نہ کبھی ظاہر ہو ہی جاتی ہے مگر پھر بھی یہ بالکل باز نہیں آتے اور ذرا بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔ جب کوئی ایسی سورت اتاری جاتی ہے جس میں منافقوں کا عیب مذکور ہوتا ہے اور رسول کریم صحابہ کو سناتے ہیں تو منافق آپس میں ایک دوسرے کو اشاروں سے حکم کرتے ہیں کہ دیکھو ہم تم کو کوئی مخلص مسلمان دیکھتا ہے یا نہیں، اگر موقع پاتے ہیں تو چپکے چپکے نماز و خطبہ وحق وہدایت چھوڑ کر آنکھ بچا کر گھروں کو پھر جاتے ہیں، یا یہ کہ دلوں کے کفر ونفاق کی طرف پھر جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی ان کے دل حق بات دیکھنے سننے سے اسی طرح سے پھیر دیے کہ یہ بالکل بے وقوف ہٹ دھرم لوگ ہیں، اللہ کے حکم کی قدر نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں نہ اس پر ایمان لاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کفر ونفاق پر چھوڑ دیا، وہ اسی حالت پر مر جائیں گے۔

١٢٨ تا ١٢٩۔ اے اہل مکہ! تمہارے پاس ہمارے عظیم الشان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں لوگوں میں سے آئے عربی ہاشمی،

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ

ہیں، وہ مسلمانوں پر تو نہایت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں O پھر اگر وہ اس پر بھی نہ مانیں (اور منہ پھیر لیں) تو (اے نبی ﷺ!)

اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع

ع ۷ ۵

آپ فرما دیجئے: مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا رب ہے O

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۱۰	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	رُكُوْعَاتُهَا ۱۱

سورۂ یونس مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں ایک سو نو آیات، گیارہ رکوع ہیں

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا

المنزل ۳

الرٰ، یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں (یعنی اس کتاب کی تمام باتیں حکمت سے بھری ہوئی ہیں) O کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب

اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

(اور اچنبھا) ہوا کہ ہم نے انہیں میں کے ایک مرد پر (یہ) وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سنائے اور ایمان لانے والوں کو اس بات کی خوشخبری

ان کے اوپر تمہارا گناہ اور مشقت میں پڑنا بہت سخت اور گراں ہے، وہ تمہارے مسلمان ہونے اور ہدایت پانے کی بہت زیادہ حرص رکھتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح تم کو دنیا و دین کی بھلائی ملے اور تم مشرف باسلام ہو جاؤ۔ خصوصاً سب مسلمانوں پر نہایت مہربانی، رافت اور رحمت کرنے والا ہے۔ اے رسول! اگر یہ اہل مکہ ایمان لانے، توبہ کرنے اور آپ کے کہنے سے انکار و اعراض کریں تو آپ کہہ دیں کہ اللہ میرے لیے کافی ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود، کوئی حافظ، کوئی ناصر نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے وہ کہ عرش عظیم کا مالک ہے، بڑی قدرت والا ہے، تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہ میرا مددگار ہے۔

سورۂ یونس

وہ سورت جس میں حضرت یونس کے نبی ہونے کا ذکر ہے ساری سورت مکہ میں اتری ہے مگر آیت چالیسویں ''ومنهم من يؤمن به ومنهم من لا يؤمن به'' کہ مدنی ہے، یہود کے بارے میں اتری ہے۔

۱- الر، اس سورت کی تفسیر حضرت ابن عباس سے بسند معلوم یوں مذکور ہے کہ الر کے معنی ''انا الله اری'' ہیں یعنی میں اللہ ہوں، ہر چیز کو دیکھتا ہوں، بعض کے نزدیک یہ قسم ہے کہ ان حرفوں کے ساتھ کھائی گئی ہے ''تلک ایت الکتاب الحکیم'' یہ سورت قرآن کریم کی آیات ہیں جو محکم و مضبوط ہے کہ اس میں حلال و حرام کا ذکر ہے۔

۲- کیا آدمیوں کو یعنی اہل مکہ اور سب کافروں کو اس بات کا اچنبھا اور تعجب ہو گیا کہ ہم نے انہیں میں سے انہیں جیسی شکل و صورت والے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ تم سب آدمیوں کو قرآن سنا کر اللہ سے ڈراؤ اور مسلمانوں کو بشارت دے دو کہ ان کو ان کے خدا کے پاس ''قدم صدق'' ملے گا یعنی بہت بہتر ثواب یا ''قدم صدق'' سے مراد ایمان ہے کہ ان کے دنیا میں باایمان

اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ

دے کہ ان کے لیے ان کے پروردگار کے دربار میں سچ کا اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے' کافروں نے کہا کہ یہ شخص

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کھلا ہوا جادوگر ہے O (اے لوگو!) بے شک تمہارا پروردگار تو وہی اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے چھ دن میں (چھ معین دنوں

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

میں) زمین اور آسمان کو پیدا کیا' پھر عرش پر استواء (غلبہ وتمکن) فرمایا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) ہر کام کی تدبیر (اور

الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

انتظام) فرماتا ہے (یعنی عرش سے احکام جاری فرماتا ہے) اس کی اجازت سے پہلے (یعنی بغیر اس کی اجازت کے) کوئی سفارشی ہو ہی نہیں سکتا' یہی

فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ

اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے تو تم اسی کی عبادت کرو' کیا تم غور وفکر سے کام نہیں لیتے O اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے'

اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے' بے شک وہی پہلے پیدا فرماتا ہے' وہی (فنا کے بعد) پھر دوبارہ بنائے گا تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے

ہونے سے آخرت میں اللہ کا قرب نصیب ہوا ایمان نے ان کو اللہ کے پاس بڑے مرتبے پر پہنچایا۔ یا مراد نبی صدق یا شفیع صدق ہے یعنی مراد ذات پاک حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضامندی نصیب ہوئی۔ کفار مکہ کہتے ہیں کہ قرآن اور معجزے صاف کھلا ہوا جادو ہے اور بالکل جھوٹ ہے۔

۳ تا ۴۔ تم سب کا پروردگار اور مالک وہ ہے جس نے سب آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا یعنی دنیا کے سب سے پہلے دنوں میں' سب سے پہلا دن اتوار اور سب سے آخر جمعہ۔ ہر دن کا طول ہزار برس کا۔ پھر سب بنا کر عرش پر اپنی حکومت وقدرت کا غلبہ ظاہر کیا اور اپنی تجلی ظاہر فرمائی۔ ''استوی'' کے لغت میں معنی ٹھہرایا برابر ہوا ہیں۔ یعنی عرش اس کی ذات کے نور سے بھر گیا' ان سب باتوں میں خالق کی تشبیہ ممکنات سے نکلتی ہے' ان کا حقیقی علم اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کو نہیں۔ معانی ظاہر یہ کہ وہ پاک ہے مگر بطور مجاز وکنایہ فصاحتًا اطلاق ہوتا ہے۔

ف: یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں' ان کے ظاہری معنی مراد نہیں' اس کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں' ہم کو ان پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اس کو حق جانتے ہیں۔ (قادری)

وہی اللہ ہر امر کی تدبیر کرتا ہے یعنی بندوں کے کاموں کی تدبیر کرتا ہے یا یہ کہ بندوں سے تدبیر کراتا ہے' یا یہ کہ فرشتوں کو وحی

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

اور انہوں نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور کافروں کو ان کے کفر کی وجہ

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴

سے پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ان کو درد ناک عذاب ہو گا ○

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ

وہی ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن' پھر اس کے لیے منزلیں مقرر کیں

مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ

تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جان لیا کرو اور اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ نہ بنایا مگر حق (اور حکمت و مصلحت) کے ساتھ

اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵

علم والوں کے لیے وہ (اپنی قدرت و حکمت) دلیلیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ○

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ

بے شک رات اور دن کے بدلنے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں پیدا فرمایا ان میں ڈر والوں

اور کتاب اور مصیبت اور راحت دے کر بھیجتا ہے۔ قیامت میں کوئی ملک مقرب و نبی مرسل کسی کی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کی اجازت واذن کے بعد یعنی وہاں کوئی شفیع نہ ہوگا سوائے اس کے جس کو خدا نے اجازت دی ہو۔ یہی ذات پاک جس کی یہ صفتیں ہیں تمہارا پروردگار ہے پس تم بھی اسی کی عبادت کرو۔ شرک نہ کرو' توحید بیان کرو' کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور نصیحت نہیں مانتے' اسی کی طرف تم سب کو واپس جانا ہے' موت کے بعد اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ قیامت کا آنا اللہ کا وعدہ ضروری ہے جو برحق ہے۔ وہی اللہ خلق کو نطفوں سے پیدا کرتا ہے' پھر مار کر بروز قیامت اس کو زندہ کر کے لوٹائے گا' پھر ان کو جو قرآن و رسول پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کے لیے اخلاص' سچی نیت سے اعمال صالحہ کیے ہیں انصاف و عدل سے بدلہ دے گا یعنی جنت دے گا۔ اور جو رسول و قرآن سے کفر کرتے ہیں ان کو وہاں ایسا گرم کھولتا پانی ملے گا جس کی گرمی انتہا کو پہنچی ہوگی اور ان کو عذاب الیم سخت دردناک عذاب ہوگا جس کا درد ان کے دلوں تک پہنچے گا اس سبب سے کہ کفر کرتے تھے' قرآن و رسول کو نہیں مانتے تھے۔

۵ تا ۶- اللہ تعالیٰ وہ ذات اقدس ہے جس نے آفتاب کو سارے جہانوں کے لیے یعنی دن میں روشنی پھیلانے والا بنایا اور مہتاب کو رات میں نور دینے والا بنایا اور چاند کے لیے منزلیں و برج مقرر کیے کہ تم اس کی رفتار کے ذریعہ سے برسوں کی گنتی اور مہینوں اور دنوں کا حساب سمجھو' اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کو بیکار نہیں بنایا' اس کی سب مخلوق حق ہے' جو

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

کے لیے (حکمت کی) بہت سی دلیلیں ہیں ○ بے شک جو لوگ (مرنے کے بعد)

لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ

ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا ہی کی زندگی کو پسند کر بیٹھے اور اسی (حالت) پر مطمئن ہو گئے اور جو

هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا

لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ○ ان لوگوں کی بری کمائی (اور برے کرتوتوں) کی وجہ سے ان کا

يَكْسِبُوْنَ ۝٨ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ

ٹھکانہ جہنم ہی ہے ○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو

رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے ان پر (کامیابی کی) راہ کھول دے گا' نعمت کے باغوں میں ان کے نیچے

النَّعِيْمِ ۝٩ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

نہریں بہتی ہوں گی ○ ان باغوں میں ان کی یہ دعا ہو گی کہ اے اللہ تعالیٰ! تو پاک ہے اور اس میں (ان کی ملاقات کے وقت)

سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ ع

ان کی پہلی بات سلام ہو گی اور ان کی دعا کا خاتمہ (اس پر ہو گا کہ) بے شک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سب کا پروردگار ہے ○

اس نے کیا بہتر کیا۔ اسی لیے ان کو پیدا کیا کہ حق و باطل ظاہر ہو جائے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنی توحید کی نشانیوں کو خوب تفصیل سے ان کے لیے بیان کرتا ہے جو لوگ جانتے ہیں اور اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔ رات اور دن کی گردش میں اور ان کے آنے جانے میں اور ان کے گھٹنے بڑھنے میں اور ان چیزوں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں پیدا کیا یعنی شمس' قمر' ستارے اور ان میں جو زمین میں ہیں درخت' جانور' دریا' پہاڑ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ان کے لیے ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

۷ تا ۱۰۔ بے شک جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے یعنی مرنے کے بعد اٹھنے سے خوف نہیں کھاتے یا یہ کہ حشر و نشر کا اقرار نہیں کرتے ہیں' دنیا کی زندگی سے ایسے خوش و خرم و راضی ہیں کہ آخرت کا کچھ خیال نہیں اور دنیا میں خوب اطمینان' امن چین سے گزر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں سے یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک سے بالکل غافل ہیں' منکر ہیں' بھولے اور چھوڑے ہوئے ہیں تو ان کا ٹھکانہ دوزخ کی دہکتی آگ ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اس سبب سے کہ وہ

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو برائی (کی سزا دینے) میں اس طرح جلدی کرتا ہے جیسے کہ لوگ اپنی بھلائی کے لیے جلدی کرتے ہیں تو ان (کی ہلاکت)

إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ

کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا لیکن (اللہ تعالیٰ کا قانون ڈھیل دینے کا ہے) ہم ان لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے ان کی گمراہی (اور سرکشی)

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا

میں سرگرداں ہی چھوڑ دیتے ہیں O اور جب انسان کو کوئی (دکھ اور) تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے اور بیٹھے

لِجَنْۢبِهٖۤ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ

اور کھڑے (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی تکلیف اور دکھ دور کر دیتے ہیں تو وہ ایسا (منہ موڑ کر) چلتا ہے کہ گویا

كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ

اس نے کبھی ہمیں اس دکھ (کے دفع کرنے) کے لیے جو اس کو پہنچا تھا پکارا ہی نہ تھا، جو حد سے گزر گئے ہیں ان کی نگاہوں میں ان کے

دنیا میں برائی کرتے تھے اور کہتے تھے یعنی کفر وغیرہ۔ اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور انہوں نے خلصاً اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے کام کیے ان کو ان کے ایمان کے سبب سے بروز قیامت جنت کا راستہ دکھائے گا۔ ان کو وہاں داخل کرے گا، اس کے درختوں اور مکانوں کے نیچے شہد اور شراب اور دودھ و پانی کی نہریں رواں ہوں گی۔ جب وہ وہاں کسی میوہ کو منگوانا چاہیں گے تو اللہ کے نام کی تسبیح کہیں گے یعنی سبحنک اللھم، خادم، نوکر، غلام جو کچھ چاہیں گے حاضر کریں گے، یہ کلمہ تسبیح ان کا دعویٰ یعنی قول اور ورد ہوگا اور جب ایک دوسرے سے ملیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کی تحیت و تعظیم سلام سے کریں گے اور فرشتے بھی جنتیوں کو سلام عرض کریں گے، جب کھا پی چکیں گے تو آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے اور کہیں گے: الحمد للہ رب العالمین۔

ف: بالجملہ تسبیح و ذکر کسی وقت بھی ان سے نہ چھوٹے گی، فرشتوں کی طرح بلکہ ان سے اچھی گزر کریں گے۔ روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی لذتیں اور نعمتیں پائیں گے۔

۱۱- یہ کفار مکہ وغیرہ عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اگر ان آدمیوں کی برائی کی دعا بھی اسی طرح جلد قبول کرلے جیسے ان کی بھلائی کی دعا جلد قبول کرتا ہے اور جیسی جلدی یہ اچھی دعائیں کرتے ہیں تو ابھی ان کی موت بھیج دی جائے اور عذاب ان پر مسلط کیا جائے، پھر ہم ان کو جو ہماری ملاقات سے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے نہیں ڈرتے اور قیامت کے آنے کی امید و یقین نہیں کرتے ہیں ان کو کفر و طغیان و ضلالت و گمراہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیں کہ وہ اس حالت عذاب میں اندھوں کی طرح سے ادھر ادھر بہکتے ہوئے مارے مارے پھریں اور کوئی نجات کی صورت ان کو میسر نہ ہو۔

۱۲- جب آدمی کو یعنی کافر کو کوئی مصیبت آکر چھوتی ہے اور شدت پہنچتی ہے یعنی بیماری یا کوئی اور تکلیف تو ہم کو

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ

(برے) کام اسی طرح اچھے کر کے دکھائے گئے ہیں ○ بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنی ہی امتیں ہلاک کر دیں جب کہ وہ ظلم میں حد

لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا

سے بڑھ گئے اور ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں بھی لے کر آئے اور وہ اس پر بھی آمادہ نہ ہوئے کہ ایمان لائیں'

لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ

ہم مجرموں کو (ان کے جرموں کا) اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ○ پھر ان (امتوں) کے

خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

بعد ہم نے تمہیں (ان کا) جانشین کیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو ○

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح کھلی ہوئی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ (مرنے کے بعد) ہم سے

لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ

ملنے کی امید نہیں رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کے سوا کوئی دوسرا قرآن لے آیئے یا اسی کے مطالب (ہماری مرضی کے مطابق)

ہر طرح سے پکارتا ہے اور خوب یاد کرتا ہے' کبھی چت لیٹے ہوئے' کبھی بیٹھے ہوئے' کبھی کھڑے کھڑے۔ پس جب ہم اس مصیبت کو اس سے اپنے فضل و کرم سے دور کر دیتے ہیں اور ضرر و شدت و بلا کو اس سے ٹال دیتے ہیں تو ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو کبھی وہ تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی اور کبھی اس نے ہم کو اس تکلیف کے وقت جو اس کو پہنچی تھی کبھی یاد ہی نہیں کیا اور مصیبت میں ہمیں پکارا ہی نہیں' یعنی پھر ناشکری و نافرمانی میں مشغول ہو جاتا ہے' ہمارے احسانوں کو بھول جاتا ہے۔

۱۳ تا ۱۴- اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے قرون اور بہت سے گروہ جبکہ انہوں نے ظلم و کفر کیا' ہمارا کہا نہ مانا اور ان کو ان کے زمانے کے رسول نشانیاں اور معجزے امر و نہی و علامات وغیرہ سب دکھا چکے اور پہنچا چکے ہلاک کر ڈالے' جبکہ ان کے حصہ میں روز اول سے ہدایت نہ تھی تو وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتے تھے کہ ہم قوم مجرمین' مشرکین کو یونہی سزا دیتے ہیں کہ ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ پھر ان کے بعد اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے تم کو خلیفہ کیا اور ان کی زمین تمہارے قبضہ میں دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارا حال دیکھیں کہ تم کیا کیا کام کرتے ہو اچھے یا برے' لہٰذا تم ان کے واقعات سے عبرت حاصل کرو۔

۱۵- اور جب ان مسخراپن کرنے والے کافروں کے سامنے یعنی ولید بن مغیرہ وغیرہ کے سامنے ہماری کھلی ہوئی صاف آیتیں جن میں امر و نہی ہے پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور مرنے کے بعد سے نہیں

لِّيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ

بدل دیجئے آپ فرمایئے کہ میرا یہ مقدور نہیں کہ میں اپنے جی سے اس کو بدل دوں، میں تو صرف اسی حکم کا تابع ہوں جو مجھ پر وحی کیا جاتا ہے

اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ

اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بے شک مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (یعنی قیامت) ○ (اے نبی ﷺ!)

لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ

آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں یہ قرآن تمہیں سناتا ہی نہ اور نہ تمہیں اس سے خبردار کرتا (مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنا کلام تمہیں سنوائے

فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

اسی لیے میں تمہیں سناتا ہوں) میں اس سے پہلے تم میں اپنی پوری عمر بسر کر چکا ہوں (اور کبھی جھوٹ نہیں بولا) پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

(کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کیوں جھوٹ بولوں گا) ○ تو (یاد رکھو) اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں

ڈرتے وہ تم سے کہتے ہیں کہ اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس قرآن پاک کے سوا کسی اور نئی طرح کا قرآن پاک لے آؤ یا اسی کو ردو بدل کر دو۔ آیت رحمت کی جگہ آیت عذاب اور آیت عذاب کی جگہ آیت رحمت رکھ دو۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو یہ منصب حاصل نہیں اور کسی طرح یہ جائز نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے تغیر و تبدل کر دوں، میں تو فقط اس بات کا تابع ہوں جو مجھ پر وحی بھیجی جاتی ہے، میں جو کچھ کہتا ہوں یا کرتا ہوں سب اللہ تعالیٰ کی وحی سے کرتا ہوں، جو کچھ کرتا ہوں سب اس کی وحی ہے۔ میں یہ خوف کرتا ہوں کہ اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں، اس کا کہنا نہ مانوں، کچھ کا کچھ بدل دوں تو مجھ پر عذاب آ جائے گا جو کہ بہت ہی سخت ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اپنی طرف سے کچھ ردو بدل نہیں کرتے ہیں بلکہ جو بعض احکام منسوخ ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتے ہیں۔

۱۶ تا ۱۷۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ میرا رسول ہونا نہ چاہتا اور مجھ پر قرآن پاک نہ بھیجتا تو میں تم پر کبھی قرآن پاک نہ پڑھتا اور نہ ہی تم کو اس قرآن پاک کی خبر ہوتی، نہ وہ تم کو یہ دین توحید بتلاتا۔ میں بھی تو اس سے پہلے ایک عمر یعنی چالیس برس تم میں رہا سہا ہوں اور کبھی اس کا خیال بھی میرے دل میں نہ آیا، کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور کبھی اس کا تذکرہ بھی تم سے نہ کیا کہ اگر اس میں میرا اختیار ہوتا تو پہلے ہی سے کیوں نہ تصنیف کر کے تم کو سناتا۔ پس اس شخص سے زائد سرکش و جرأت والا اور نافرمان کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر اپنے جی سے جوڑ کر ایک بات کا اتہام (تہمت) لگا دے یا اللہ تعالیٰ کی سچی آیتوں کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی تکذیب کرے، ان کو جھٹلائے۔ تحقیق مجرمین و مشرکین عذاب الٰہی سے ہرگز نجات و امن نہ پائیں گے اور کبھی ان کو فوز و فلاح نہ ملے گی، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ

جھٹلائے، بے شک مجرم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے (اور میری کامیابی تمہارے سامنے ہے) O اور اللہ تعالیٰ کے سوا (یہ مشرک) ایسی چیزوں کو پوجتے

وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ

ہیں جو نہیں نہ نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ (ہم اس لیے ان کی پرستش کرتے ہیں کہ) یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہیں،

قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي

(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دینا چاہتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمان میں ہے اور نہ زمینوں میں،

الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ

وہ ان کے شریک ٹھہرانے سے پاک اور بلند ہے O اور (ابتداء میں) انسانوں کا صرف ایک ہی گروہ

النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

تھا (یعنی ایک ہی دین پر تھے) پھر الگ الگ ہو گئے، اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ٹھہرا دی گئی ہوتی (یعنی لوگ دین میں اختلاف کریں گے

سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾

اور قیامت کے دن فیصلہ ہوگا) تو جن باتوں میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ کبھی کا (دنیا میں ہی) ہو چکا ہوتا O اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (نبی

۱۸- یہ کافر خدا کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی اگر یہ عبادت نہ کریں تو وہ دنیا و آخرت میں ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور اگر عبادت کریں تو دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور جب کوئی اعتراض کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو خدا کے پاس بروز قیامت ہمارے شفیع ہوں گے اور ہم کو بچائیں گے۔ اے رسول! تم ان سے کہو کہ خدا کو کیا تم ایسی باتیں بتلاتے ہو جن کو وہ نہیں جانتا یعنی وہ تو اپنا شریک آسمانوں میں یا زمینوں میں اور جو بے (بغیر) اس کے حکم کے کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے کوئی نہیں پاتا اور وہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا شریک نہیں، تم جو یہ باتیں کرتے ہو تو کیا خدا کو تعلیم دینا چاہتے ہو، وہ تو وحدہ لاشریک ہے، تعالیٰ و برتر ہے اور پاک ہے ان چیزوں سے جن کو وہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں یعنی اس کا کوئی شریک نہیں، وہ شریک سے بلند و بالاتر ہے۔

۱۹- پہلے سب آدمی ایک گروہ تھے، سب کا ایک مذہب تھا، یعنی حضرت ابراہیم یا حضرت نوح کے زمانہ میں سب کافر ہی کافر تھے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے رسول بھیجے ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے، ان کے سبب سے کچھ ایمان لائے، پس آدمیوں کے مذہب میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ مختلف ہو گئے۔ اگر آپ کے پروردگار کا عہد اور کلمہ پہلے سے مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں وہ طے کر دی جاتیں یعنی عذاب اتر آتا اور سب کافر ہلاک ہو جاتے مگر یہ تقدیر ازلی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے، جب وہ

وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا

ﷺ) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (کفار کی ہلاکت یا مانگی ہوئی کوئی نشانی) کیوں نہیں اتری تو (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کہ (مستقل

الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوٓا۟ ۚ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ وَ ع۷/۱۰

ہیں جو انہیں غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے (کہ وہ نشانی کب ظاہر ہوگی) پس تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے

إِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم

ہوں○ اور جب کہ لوگوں کو مصیبت کے بعد جو ان پر پڑتی ہے ہم اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ فوراً ہی ہماری آیتوں میں حیلہ سازی (اور داؤ) چلانے

مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ

لگتے ہیں (اے نبی ﷺ!) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ ترکیب سب سے جلد چل جاتی ہے بے شک ہمارے بھیجے ہوئے

مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا

فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں○ وہی تو ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں سیر کراتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور موافق ہوا سے وہ

كُنتُمْ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا

کشتیاں ان کو لے کر چلتی ہیں اور وہ اس پر خوش ہوتے ہیں، پھر دفعتاً ان پر ایک آندھی کا جھونکا آتا ہے، ہر طرف سے انہیں پانی کی موجیں گھیر لیتی ہیں اور

وقت آئے گا ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔

۲۰۔ کفار مکہ کہتے ہیں کہ اس رسول پر کوئی ان کے رب کے پاس سے نشانی کیوں نہیں اتری یعنی جو معجزے تراش تراش کر مانگتے تھے وہ کیوں ظاہر نہیں ہوتے۔ اے رسول! تم کہہ دو کہ غیب کی جتنی باتیں ہیں وہ سب ہی اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اس کے بغیر بتائے کسی کو خود بخود غیب کا علم نہیں ہو سکتا معجزے اتارنا بھی اس کے اختیار میں ہے، تم انتظار کرو اور میرے ہلاک ہونے کی اور دین کے مٹنے کی فکریں کرو مگر تم نہ مجھے ہلاک کر سکتے ہو نہ میرا دین مٹا سکتے ہو، میں تمہارے ہلاک ہونے کا انتظار کرتا ہوں کیونکہ میرے رب کا وعدہ ہے کہ ہٹ دھرم کافروں کو ہلاک کیا جائے گا۔

۲۱۔ جب کافروں پر کوئی سختی قحط وغیرہ کی آتی ہے اور ہم اس کو دفع کر کے آدمیوں کو اس کے بعد اپنی رحمت چکھاتے ہیں یعنی ارزانی ہوتی ہے تو وہ ہماری آیتوں میں، رسول اور قرآن میں مکر چلاتے ہیں یعنی ان کی تکذیب کرتے ہیں، فراغت سے بیٹھ کر دین کے مٹانے کی فکریں کرتے ہیں۔ اے رسول! تم کہہ دو کہ اللہ تم سے بھی زائد جلد پوشیدہ تدبیر کرنے والا ہے، تم جو مکر کرتے ہو اور جھوٹ کہتے ہو اور گناہ اور کفر اختیار کرتے ہو ہمارے قاصد کراماً کاتبین سب لکھتے جاتے ہیں، سب کا بدلہ ملے گا چنانچہ بروز بدر ملا اور کافر ہلاک ہوئے۔

۲۲ تا ۲۳۔ اللہ ہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری کے سفر کراتا ہے، سیر دکھاتا ہے، خشکی میں جانوروں پر اور تری میں کشتیوں پر

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب تو ہم گھر گئے تو وہ اس وقت اللہ تعالیٰ ہی کو اس کے خالص بندے ہو کر پکارتے ہیں

وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ
کہ اگر تو نے ہمیں اس (بلا) سے نجات دی تو ہم ضرور

لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ
(تیرے) شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے O پھر جب

اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يٰٓاَيُّهَا
اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے دیتا ہے تو زمین میں اترتے ہی ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں' اے لوگو!

النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ
تمہاری سرکشی تمہاری ہی جانوں کا وبال ہے' (اچھا) اس (فانی) دنیا کی زندگی کے مزے لے لو' پھر تم سب کو لوٹ کر

اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اِنَّمَا مَثَلُ
ہمارے ہی پاس آنا ہے' تب ہم تمہیں جتائیں (بتائیں) گے کہ تم کیا کیا کرتے تھے O اس دنیا کی زندگی کی مثال

چلتے ہو' تمہاری حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں پر سوار ہوتے ہو اور وہ سواروں کو لے کر چلتی ہیں اور نرم نرم ہوا اچھی اچھی منزل کی رخ کے موافق ان کو چلاتی ہے اور وہ سب خاص کر ملاح خوشی اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں کہ اب پہنچے اب پہنچے۔ جھٹ ان پر ایک دم ایسی ہوا سخت تیز جو طوفان انگیز ہوتی ہے آ جاتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں ہجوم کر کر کے ٹوٹ پڑتی ہیں اور ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب ہم موجوں میں گھیر دیے گئے اور ہلاک ہوئے' اس وقت اللہ ہی یاد آتا ہے اور سب معبودانِ باطل کو بھول جاتے ہیں' اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ اپنا دین اور عبادت اسی کے لیے خالص کیے ہوئے کہ یا اللہ! اگر تو اس بلا سے ہم کو نجات دے دے گا' اس طوفان ہوا سے چھڑا دے گا تو ہم بے شک تیرا شکر کریں گے۔ پھر جب خدا ان کو نجات دیتا ہے' طوفان سے بچا کر خشکی میں لاتا ہے پھر وہی بغاوت اور وہی غرور گھمنڈ زمین میں اختیار کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں۔ اے آدمیو اور خاص کر اہل مکہ! تمہارے ظلم اور بغاوت اور آپس کے غرور اور تکبر کا گناہ تم ہی پر لوٹے گا' اس کی سزا پاؤ گے' یہ چند روزہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے جو عنقریب فنا ہو جائے گی' اس پر کیوں غرور کرتے ہو' تم پھر ہماری ہی طرف موت کے بعد لوٹو گے' وہاں ہم تم کو ان باتوں کی جو تم کرتے اور کہتے تھے خبر دیں گے اور جزاء و سزا دیں گے۔

۲۴ تا ۲۵- زندگی دنیا کی مثال باعتبار فنا و بقا کے مثل اس پانی کے ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا یعنی مینہ۔ پس

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

تو پانی کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین کی گھنی بوٹیاں گھنا سبزہ وغیرہ جن کو آدمی

الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ

اور چوپائے وغیرہ کھاتے ہیں نکلا یہاں تک کہ جب زمین اپنی تازگی پر آئی اور (ہری بھری ہو کر) آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ

یہ سمجھ لیا کہ اب یہ ہمارے قابو میں آئی کہ (یکایک) رات یا دن میں ہمارا حکم اس پر آ پہنچا ہم نے کئی ہوئی کھیتی کی طرح

عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ

اس کا صفایا کیا کہ گویا یہاں کل کچھ بھی نہ تھا' ہم اس طرح سے کھول

لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

کھول کر (سوچنے اور) غور کرنے والوں کے لیے (اپنی قدرت کے) دلائل بیان کرتے ہیں ۝

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ

اور اللہ تعالیٰ تو (لوگوں کو) سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلا رہا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ

قائم رکھتا ہے ۝ (ہاں) نیکی کرنے والوں کے لیے نیک بدلہ ہے اور اس سے کچھ زیادہ بھی اور

اس کے سبب سے زمین کی گھاسیں اگیں اور بڑھیں اور آپس میں مل جل گئیں وہ جن کو آدمی کھاتے ہیں یعنی دانے' غلہ' پھل' میوے وغیرہ اور جانور کھاتے ہیں یعنی بیلیں اور دوسری قسم کی گھاسیں۔ یہاں تک کہ جب زمین ان درختوں اور گھاسوں سے خوب زیب و زینت والی ہوگئی اور طرح طرح کے رنگوں سے رنگین و نقشین ہوگئی' کوئی سرخ کوئی زرد' کوئی سبز اور کھیتی والوں نے خیال کیا کہ اب وہ اس کے غلہ پر قادر ہوں گے تو ان کو غرور آیا تو ایک دم ہمارا حکم اور عذاب اس کھیت پر رات میں یا دن میں آ پہنچا اور کھیتی کو خراب و تباہ کر دیا اور ہم نے اس کو بھس بنا کر خاک میں ملا دیا گویا کہ کل اس کا نام و نشان بھی نہ تھا اور وہ کھیت کبھی بویا بھی نہ گیا تھا۔ ہم قرآن میں دنیا کی فنا کی یونہی مثالیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں ان کے لیے جو دنیا و آخرت کے معاملہ میں غور کرتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں کو توحید کی طرف اور دارالسلام کی طرف بلاتا ہے یعنی جنت کی طرف اور دین کی طرف جو اس کو پسند اور محبوب ہے یعنی اسلام کی طرف بلاتا ہے۔

۲۶ تا ۳۰۔ ان کو جنہوں نے دنیا میں احسان کیا یعنی توحید کو اختیار کیا آخر میں حسنیٰ ملے گی یعنی جنت اور زیادتی ملے گی

ذلة اولئك اصحب الجنة هم فيها

سيات جزاء سيئة بمثلها

من الله من عاصم كانما

قطعا من اليل مظلما اولئك اصحب

فيها خلدون ○ ويوم نحشرهم جميعا ثم نقول

للذين اشركوا مكانكم انتم وشركاؤكم فزيلنا بينهم

ما كنتم ايانا تعبدون ○ فكفى بالله

[illegible]

ان سے

اور حساب دونوں یہ کہہ کر ہم

یا اللہ انہوں نے ہم کو شرک کا

اپنی عبادت کو کہا تھا۔ وہ نہیں

شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

درمیان اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی ○

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ

وہاں ہر شخص جو کچھ اس نے آگے بھیجا تھا جانچ لے گا اور سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے

مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ

جو ان کا حقیقی مالک ہے اور ان کی ساری بناوٹیں (اور منصوبے) جو وہ باندھتے تھے ان سے گم ہو جائیں گے ○ (اے نبی ﷺ!)

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ

آپ ان لوگوں سے پوچھئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے یا وہ کون ہے جو (تمہارے) کان اور آنکھوں

الْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

کا مالک ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو (تمام عالم کے) امور

مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ

کا انتظام کرتا ہے تو وہ فوراً بول اٹھیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، پس آپ (ان سے) فرمائیے کہ (اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم حق کے انکار کے نتیجے سے)

ع ۸ النصف

گے: ہم نے تو تمہارے کہنے سے ہی تمہاری عبادت کی تھی تب وہ شریک کہیں گے کہ ہمارے تمہارے درمیان میں خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل غافل و بے خبر تھے، ہمیں تو خبر بھی نہ تھی کہ اس وقت قیامت میں یہ جانیں امتحان میں پڑ جائیں گی اور جو کچھ دنیا میں کیا تھا اس کی جزاء و سزا پائیں گی، ہم نے ہرگز تمہیں اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، تم ہم پر خواہ مخواہ جھوٹا الزام لگاتے ہو۔ یا ''تتلو'' تلاوت سے ہو یعنی ہر آدمی اپنا نامۂ اعمال پڑھے گا اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا سچا مالک اور والی ہے پھیرے جائیں گے اور جن کی جھوٹی عبادت کرتے تھے اور تہمت و افتراء باندھ کر ان کو خدا بناتے تھے وہ سب ان کو چھوڑ دیں گے اور بھول جائیں گے، کوئی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔

۳۱ تا ۳۳۔ اے رسول! ان کافروں سے خاص کر اہل مکہ سے یہ تو پوچھیے کہ تم کو آسمان و زمین سے روزی کون کھلاتا ہے یعنی آسمان سے مینہ کون برساتا ہے، زمین سے گھاس و پھل کون اگاتا ہے، اسی طرح سمع و بصر کا کون مالک ہے یعنی آنکھ میں بینائی اور کان میں سننے کی طاقت پیدا کرنا کس کا کام ہے اور مردہ سے زندہ کون نکالتا ہے یہ کس میں قدرت ہے یعنی نطفہ سے آدمی، حیوان یا انڈے سے جانور یا دانہ سے خوشہ اور مردہ سے زندہ کو کون نکالتا ہے یعنی آدمیوں حیوانوں سے نطفہ، پرندوں سے انڈا، خوشہ سے دانہ اور بندوں کے امور کی کون تدبیر کرتا ہے، وحی و کتاب دے کر فرشتے کون بھیجتا ہے، پھر منکروں پر مصیبت کون نازل کرتا ہے؟ پس قریب ہے کہ اس کے جواب میں یہ سب کہیں کہ یہ کام تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، جب یہ کہیں تو

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ

کیوں نہیں ڈرتے O پس یہی اللہ تعالیٰ تمہارا سچا پروردگار ہے پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے

إِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ

تو تم (حقیقت سے منہ پھیرے ہوئے) کدھر جا رہے ہو O (اے نبی ﷺ!) آپ کے رب کا فرمان نافرمانوں

رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ

کے حق میں یوں ہی صادق آ گیا ہے کہ وہ ایمان لانے والے نہیں O (اے نبی ﷺ!)

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ

آپ ان سے پوچھئے کہ کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ جو مخلوق کی پیدائش شروع کرے پھر (فنا کے بعد) اسے دوبارہ بنائے

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ

آپ فرمائیے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اول پیدا کرتا ہے اور پھر (فنا کے بعد) اسے دوبارہ بنائے گا تو تم کہاں اوندھے جا رہے ہو O آپ ان سے پوچھئے: کیا

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ

تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی ہے جو حق کی راہ دکھاتا ہے (اور وہ کچھ جواب نہ دیں سکیں گے تو) آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق کی راہ

آپ فرمائیں: پس تم کو کیا ہوگیا جو اس سے نہیں ڈرتے اور اس کی اطاعت نہیں کرتے' شرک کرتے ہو۔ پس یہی تو خدا تعالیٰ ہے تمہارا پروردگار حق' یعنی وہ حق ہے' اس کی عبادت حق ہے' پس حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا شے ہے' یعنی جب تم خدا تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرو گے تو وہ شیطان کا وسوسہ اور ضلال اور گمراہی ہی ہوگا' پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر کیوں جھوٹ باندھتے ہو' جیسی ہم نے یہ سب باتیں مقدر کی ہیں اسی طرح آپ کے پروردگار کا کلمہ اور وعدۂ عذاب ان فاسقین کافرین کے لیے واجب و تمام ہوگیا کہ اب یہ ایمان نہ لائیں گے اور کفر پر مر کر عذاب پائیں گے۔

۳۴ تا ۳۶۔ اے رسول! تم ان سے پوچھو کہ تم جو اپنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو تو ان میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو کسی چیز کو پیدا کرلے اور نطفہ میں روح ڈالے اور پھر اس کو بعد موت کے دوبارہ زندہ کرلے جس طرح کہ خدا بروز قیامت زندہ کرے گا؟ اگر یہ حق بات کا اقرار کریں تو خیر ورنہ تم کہہ دو کہ اللہ ہی ہے جو خلق کو پیدا کرتا ہے اور نطفہ سے آدمی وغیرہ بناتا ہے' پھر بروز قیامت سب کو مار کر دوبارہ زندہ کرے گا پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو اور جھوٹ بولتے ہو۔ اور اگر ''یؤفکون'' غیب کا صیغہ ہو تو یہ معنی ہوں گے کہ اے رسول! دیکھئے تو کیا باتیں افتراء کی نکالتے ہیں' ان سے ہی پوچھیے کہ تمہارے معبودوں میں سے کون ہے جو حق اور ہدایت کا راستہ دکھائے؟ اگر یہ جواب نہ دیں تو تم کہو کہ اللہ ہی حق کی ہدایت کرتا ہے۔ کیا وہ شخص جو حق ویقین کی ہدایت کرتا ہے وہ اس بات کا سزاوار

أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي

دکھاتا ہے' پھر کیا جو حق کی راہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے حکم پر جس کو جب تک راہ نہ دکھائی جائے وہ خود راہ پا ہی نہیں سکتا

إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ

(افسوس!) تمہیں کیا ہو گیا' تم کیسے (غلط) فیصلے کر رہے ہو O اور ان لوگوں میں اکثر

إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

تو ایسے ہیں جو صرف وہم و گمان کی باتوں پر چلتے ہیں' بے شک سچائی کی معرفت میں وہم و گمان

بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ

کچھ کام نہیں دے سکتا' بے شک اللہ تعالیٰ ان کے سب کاموں کو خوب جانتا ہے O اور اس قرآن کا معاملہ ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا

کوئی اس کو اپنے دل سے گھڑ لائے ہاں وہ تو اگلی کتابوں اور وحیوں کی تصدیق ہے اور لوح محفوظ (یا اگلی کتابوں) میں جو کچھ لکھا ہے

رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا

اس کی تفصیل ہے' اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے O کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی ﷺ) نے اسے

اور لائق ہے کہ اس کا اتباع اور اس کی عبادت کی جائے یا وہ جو ہدایت کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا بلکہ خود کہیں چل کر بھی نہیں جا سکتا سوائے اس کے کہ اس کو اٹھایا جائے اور جہاں مرضی ہو اٹھا کر بھیجا جائے اور رکھ دیا جائے یعنی بت۔ پس تم کو کیا ہو گیا کہ کچھ نہیں سمجھتے' کیسے حکم کرتے ہو اور اپنے اوپر کیسی آفت مصیبت لاتے ہو۔ یہ کافر اکثر خیالات و اوہام کا اتباع کرتے ہیں اور گمان و وہم سے بعض چیزوں کو خدا فرض کر کے عبادت کرنے لگے ہیں' ان کا خیال و گمان حق سے یعنی عذاب الٰہی سے نہیں بچائے گا۔ ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا' اللہ ان کے شرک اور بت پرستی سے خوب واقف ہے سب کچھ جانتا ہے۔

۳۷ تا ۳۹۔ یہ قرآن بے شک سچ ہے' یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ قرآن جو رسول لائے ہیں بے حکم خدا کے اس کی طرف منسوب کر لیا گیا ہو اور کسی نے اس کو اپنے دل سے بنا لیا ہو' یہ تو اگلی کتابوں کی جو اس سے پہلے ثابت و نازل ہو چکی ہیں تصدیق کرتا ہے کہ ان میں اس کے اترنے کی پیش گوئی موجود ہے۔ یہ ان کے موافق ہے یعنی توریت' انجیل' زبور اور سب کتب وصحف آسمانی کے توحید میں اور صفت ونعت رسول میں موافق ومطابق ہے۔ اور سب کتابوں کی تفصیل ہے یعنی قرآن میں حلال وحرام امرونہی خوب مفصل لکھا ہوا ہے' اس میں کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا' یہ رب العالمین کے پاس سے آیا ہے' ہاں کافر یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دل سے گھڑ کر بنایا ہے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

بِسُورَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ

خود گھڑ لیا ہے' آپ فرمائیے کہ (اگر تمہارا یہ خیال ہے تو) اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن ہستیوں

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا

کو تم لا سکتے ہو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو O بلکہ انہوں نے اسے جھٹلایا جس کے علم پر انہوں نے قابو نہیں پایا اور جس کا انجام انہوں نے ابھی

يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

نہیں دیکھا' ایسے ہی ان سے اگلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَ

انجام کیا ہوا (یعنی تباہ اور ہلاک کر دیئے گئے) O اور ان میں سے کچھ لوگ تو اس پر ایمان لائیں گے

مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾ ع وَاِنْ ع ۹

اور ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور آپ کا پروردگار مفسدوں کو خوب جانتا ہے O اور اگر وہ

كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ

(اس قدر سمجھانے پر بھی) آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیجئے: میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل' تمہیں میرے کام سے کوئی سروکار نہیں

تم کہہ دو کہ اگر یہ کلام خدا کا نہیں' میں نے بنایا ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی فصیح و بلیغ ایک سورت تو بنا کر لاؤ تم بھی تو فصحاء اور عربی زبان کے ماہر ہو' عربی تمہاری مادری زبان ہے اور اپنی مدد کے لیے جس کو تم چاہو اور سوائے خدا کے جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کو اور جن کو بلا سکتے ہو سب کو بلا لاؤ اور سب سے مدد مانگو اگر تم اس دعویٰ میں صادق ہو کہ یہ کلام بشر ہے' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے جی سے جوڑا ہے۔ بلکہ ان کم بختوں نے اس چیز کی تکذیب کی جس کے علم کا ان کو احاطہ نہیں بغیر اس کے کہ اس میں غور کریں اور پوری پوری طرح سے اس کی حقیقت دریافت کریں یہ فقط دشمنی سے اور عناد کی وجہ سے تکذیب کرتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں' اب تک اس کی تاویل ان کے پاس نہیں آئی یعنی قرآن میں جو وعدۂ عذاب ہے وہ پورا نہیں ہوا جب ہی یہ غرور میں پھنسے ہیں۔ اے رسول! جیسے آپ کی تکذیب یہ قوم کرتی ہے اسی طرح انہوں نے جو ان سے پہلے گزر گئے کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کی تھی' پس دیکھیے کہ ان کی عاقبت کیا ہوئی اور ظالمین مشرکین اور کتاب اور رسولوں کے جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا یعنی وہ ہلاک کر دیے گئے۔

۴۰ تا ۴۱۔ بعض یہود یا بعض مشرکین مکہ ایسے ہیں جو رسول و قرآن پر ایمان لے آئیں گے اور بعض ایسے ہیں جو کبھی ایمان نہ لائیں گے' کافر ہی مریں گے' آپ کا پروردگار سب کو جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔ اے رسول! اگر آپ کی قوم آپ کو جھٹلاتی ہے اور تصدیق نہیں کرتی تو تم ان سے کہہ دو کہ میرا عمل و دین میرے لیے ہے اور تمہارا

اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ

اور مجھے تمہارے کام سے کوئی سروکار نہیں (ہر شخص اپنے عمل کے مطابق نتیجہ پائے گا) O اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو آپ کی (باتوں کی) طرف کان لگاتے ہیں

اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ

(مگر غور سے نہیں سنتے) پھر کیا آپ خود بہرے بنے ہوؤں کو اپنی بات سنا (کر قبول کرا) لیں گے اگر وہ اپنے (حواس اور) عقل سے کام ہی نہ لیں O اور ان میں

مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

سے کچھ ایسے ہیں جو آپ کی طرف تکتے (دیکھتے) ہیں (مگر سمجھ کر نہیں تکتے) تو کیا آپ ایسے اندھے بنے ہوؤں کو راہ دکھائیں گے اگرچہ وہ کچھ دیکھنا ہی نہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ

چاہیں O بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے ہاں لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (کہ ہٹ دھرمی سے سچائی کا

يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ

انکار کرتے ہیں) O اور جس دن اللہ تعالیٰ سب کو اکٹھا کرے گا تو (اس دن انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی سے زیادہ

النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ

نہ ٹھہرے تھے' آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے' بے شک جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلا دیا وہ بڑے نقصان میں رہے اور وہ

عمل و دین تمہارے لیے' تم میرے عمل و دین سے بیزار ہو اور میں تمہارے دین سے اور کاموں سے بیزار ہوں۔

۴۲ تا ۴۴۔ بعض یہود یا بعض مشرکین ایسے ہیں کہ تمہارے پاس آ آ کر قرآن پاک سنتے ہیں اور تمہاری باتیں اور نصیحتیں سنتے ہیں اور تم ان کو سناتے ہو' کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ان گونگوں کو باتیں اور نصیحتیں سنا دو اگرچہ یہ نہ سمجھیں اور سمجھنے کا ارادہ نہ کریں۔ بعض ان کے ایسے ہیں کہ تمہاری طرف دیکھتے ہیں تو تم کو رغبت ان کے ایمان کی ہوتی ہے' کیا تم ان اندھوں کو جو حق کے دیکھنے کی لیاقت نہیں رکھتے اور مثل اندھوں کے بن گئے ہیں زبردستی راہ دکھاؤ گے اگرچہ یہ نہ دیکھیں اور ارادہ نہ کریں یعنی جب ان کا قصد ہی نہیں تو تم کیا کرو گے۔ اللہ تعالیٰ آدمیوں پر ظلم نہیں کرتا کہ خواہ مخواہ ان کی نیکیاں برباد کردے یا برائیاں بڑھا دے لیکن آدمی اپنے آپ کفر و شرک و معاصی کر کے اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی جزاء سزا دیتا ہے۔

۴۵۔ جس دن اللہ ان یہود و نصاریٰ مشرکین کو اٹھائے گا تو ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ یہ قبروں میں ایک گھڑی بھر دن سے زیادہ نہیں ٹھہرے' آپس میں ایک دوسرے کو خوب پہچانیں گے۔ یعنی بعض مواطن اور مقامات ایسے ہوں گے کہ ایک دوسرے کو پہچانے گا اور بعض جگہ دہشت کے مارے کوئی کسی کو نہ جان سکے گا' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو نہ مانا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ہوئے تو ان کو نہ دنیا ملی نہ عقبیٰ۔ یہ ہرگز کفر و ضلالت چھوڑ کر سیدھے راستے پر نہ آئیں گے۔

اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

کامیابی کی راہ پانے والے بھی نہ تھے O اور (اے نبی ﷺ!) ہم جن باتوں کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں اگر وہ آپ کو آپ کی

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى

زندگی میں ہی دکھادیں یا (ان کے ظاہر ہونے سے پہلے) آپ کا وقت پورا کردیں بہرحال انہیں ہماری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے' پھر جو کچھ وہ کر رہے ہیں

مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ج فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ

اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے (یعنی وہ پوری پوری جزاء دے گا) O اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہوا ہے' جب ان کا رسول ان کے پاس آتا (اور وہ اس کو

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى

نہ مانتے) تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا تھا اور ان پر کچھ ظلم نہ کیا جاتا تھے O اور وہ کہتے ہیں

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ

کہ یہ وعدہ (یعنی منکروں پر عذاب آنے کا) کب ظاہر ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) O آپ فرمائیے کہ میں تو اپنی کے

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ط اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

بُرے اور بھلے کا بھی (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا ہوں مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا (اس کا مجھے اختیار دیا) ہر گروہ کے لیے (اس کے عمل کی جزاء کا)

۴۶ تا ۴۷- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! دوحال سے خالی نہیں۔ یا تو ہم تمہیں وہ عذاب جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں دکھادیں گے یا آپ کو قبل اس عذاب کے اپنے پاس بلالیں اور آپ کی وفات شریف کے بعد ان پر عذاب بھیجیں گے' غرض کچھ ہو خواہ عذاب آپ کے روبرو آئے یا آپ کے بعد آئے' ان سب کا لوٹنا موت کے بعد ہماری ہی طرف ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی سب باتوں پر جن کو یہ کرتے تھے اچھی یا بری گواہ ہوگا' سب کو بتلائے گا اور سب کا بدلہ دے گا۔ جتنی امتیں اور گروہ اور مذہب والے ہیں سب کے لیے کوئی نہ کوئی رسول آیا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور دین توحید کی طرف بلاتا تھا' جب ان کے پاس رسول آیا اور انہوں نے رسول کی تکذیب کی تو ان کے رسول اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دیا گیا اور انصاف کے مطابق حکم دے دیا گیا' عذاب نازل کیا گیا۔ کافر ہلاک ہوئے' رسول اور اہل اسلام نے نجات پائی اور ان پر ظلم نہ ہوگا کہ نیکیاں کم ہو جائیں یا برائیاں زائد ہو جائیں۔

۴۸ تا ۵۲- جیسے سب مذہب والوں نے اپنے اپنے رسولوں سے کہا اسی طرح یہ آج کل کے کافر اپنے رسول سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب آئے گا' اگر تم سچ کہتے ہو کہ ہم کو نافرمانی پر عذاب ہوگا تو پھر آخر کب ہوگا' ہم تو تکذیب کرتے ہیں' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی جان کے نقصان یا نفع پر مستقل قادر نہیں ہوں بغیر حکم خدا نہ نقصان دفع کر سکتا ہوں نہ نفع لے سکتا ہوں' مگر جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے اتنا ہی نفع و نقصان کا مجھے اختیار ہے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کرتا ہے' نفع دیتا

فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝٤٩ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

ایک وعدہ مقرر ہے جب ان کا مقررہ وعدہ آئے گا تو پھر نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکتے ہیں O (اے نبی ﷺ!)

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

آپ فرمایئے: بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر رات میں یا دن میں آ جائے (تو تم کیا کر سکتے ہو) پھر اس میں وہ کون سی چیز ہے جس

الْمُجْرِمُوْنَ ۝٥٠ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ

کی مجرموں کو جلدی ہے O کیا جب وہ وعدہ واقع ہو جائے گا تب تم اس پر یقین کرو گے (اس وقت تم سے کہا جائے گا:) کیا

بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝٥١ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ

اب تمہیں یقین آ گیا بے شک پہلے تو تم اس کی جلدی مچا رہے تھے O پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ (اب) ہمیشہ کا عذاب چکھو، تمہیں

الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝٥٢ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ

صرف تمہارے ان کرتوتوں کا بدلہ مل رہا ہے جو تم (دنیا میں) کماتے تھے O (اے نبی ﷺ!) اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا

۱۰ ع ۵ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝٥٣ ع

وہ (عذاب کا وعدہ) حق ہے؟ آپ فرمایئے کہ مجھے اپنے رب کی قسم! بے شک وہ حق ہے اور تم اسے (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے O

ہے یا نقصان، پھر بے حکمِ خدا میں کیونکر تم پر عذاب لا سکتا ہوں۔ ہر گروہ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک وقت ہلاکت کا مقرر ہے اس وقت تک کی ان کو مہلت ہے جب ان کی اجل آ جائے گی اور وعدۂ ہلاک آ کر برابر ہوگا تو نہ ایک گھڑی آنے کے بعد تاخیر ہوگی اور نہ اس سے ایک گھڑی پہلے مر سکتے ہیں۔ اے اہل مکہ! یہ تو سوچو اور سمجھو کہ اگر تم پر عذاب الٰہی رات کو یا دن کو یکایک آ پڑے تو تم کیا کرو گے، پس یہ مجرم مشرک نابکار کس بات کی جلدی کرتے ہیں، کیا یہ عذاب الٰہی کا تقاضا کرتے ہیں۔ جب کافروں نے یہ سنا تو کہا کہ جب عذاب آئے گا تو ہم اس وقت مسلمان ہو جائیں گے، اس وقت دیکھا جائے گا، اس کا جواب نازل ہوا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ کیا پھر جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو اس وقت تم مسلمان ہو گے، اس سے پہلے ایمان نہ لاؤ گے، سب ہی نے کہا کہ ہاں ہم اس سے پہلے ایمان نہ لائیں گے، اس کا جواب نازل ہوا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجئے کہ اگر اس وقت تم ایمان بھی لاؤ گے تو قبول نہ ہوگا۔ تم سے فرشتے عذاب کے کہیں گے کہ اب تم مسلمان ہوتے ہو اور عذاب کا یقین آتا ہے اور پہلے سے کفر کرتے تھے اب ڈرتے۔ سو پہلے تو خوب جلدی تھی تقاضا تھا، اب رنج کیا ہے منہ مانگی مراد ملی، پہلے مسخراپن کرتے تھے، ہنستے تھے اب بھی ہنسو، پھر ان سے جو ظلم یعنی شرک کرتے تھے کہا جائے گا کہ لو اب ہمیشگی کا عذاب چکھو، تم پر ظلم نہیں ہے تم کو فقط اسی بات کا بدلہ دیا جاتا ہے جو کہ تم دنیا میں کرتے اور کہتے اور کماتے تھے۔

۵۳ تا ۵۶- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کافر آپ سے خبر پوچھتے ہیں اور مذاق کے طریقہ سے دریافت کرتے ہیں

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَ

اور بے شک اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے اس کی مالک ہوتی تو (اپنی جان چھڑانے کے لیے) سب کچھ فدیہ دے دیتی اور

اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

جب وہ عذاب دیکھیں گے تو دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

ان پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا O خبردار ہو جاؤ کہ بے شک جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے

اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْىٖ

سن لو بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (وہ کبھی ٹل نہیں سکتا) مگر اکثر لوگ جانتے نہیں O وہی جلاتا (زندہ کرتا) ہے وہی مارتا ہے

وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ

اور اسی کی طرف (آخر کار) تم سب کو لوٹنا ہے O اے انسانو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت

کہ کیا واقعی یہ قرآن پاک سچا ہے اور حقیقت میں ہم سب عذاب پائیں گے؟ آپ فرما دیجیے کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم! یہ سب سچ ہے اور قرآن پاک حق ہے۔ اگر نہ مانو گے تو عذاب پاؤ گے اور تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کر سکو گے کہ کہیں بھاگ جاؤ اور وہ تم کو نہ پکڑ سکے۔ اس وقت ہر اس شخص کے پاس جس نے ظلم کیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا تھا کل زمین کا خزانہ روپیہ پیسہ سونا چاندی اور زمین میں جو کچھ بھی ہو تو وہ سب دے دے اور اپنی جانوں کو اس عذاب سے بچائے یعنی ایسا سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا کہ ساری دنیا کی حقیقت اس کے آگے کچھ نہ ہوگی۔ کافروں کے سردار رؤسا جو کفر کے بانی تھے اور کم درجہ والوں سے کفر کراتے تھے اس دن اپنے دلوں میں اپنے شاگردوں سے شرمائیں گے یعنی جب عذاب دیکھیں گے تو ان کے شاگرد کہیں گے کہ تمہی نے ہمیں عذاب میں ڈالا تم بڑے جھوٹے نکلے وغیرہ وغیرہ اور ان میں اور شاگردوں میں عدل و انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا ان پر ظلم نہ ہوگا کہ نیکیاں کم کی جائیں یا برائیاں زائد سب دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور علیٰ حسب المراتب عذاب پائیں گے۔ خبردار ہو جاؤ کہ جو کچھ آسمان میں ہے عجائب غرائب اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے ضرور بعد موت زندہ ہو کر اٹھائے جاؤ گے۔ مگر بات یہ ہے کہ اکثر آدمی یقین نہیں لاتے اور تصدیق نہیں کرتے۔ وہی زندہ کرتا ہے یعنی بروز قیامت وہی مارتا ہے یعنی دنیا میں اسی کے پاس سب لوٹ کر جاؤ گے یعنی مرنے کے بعد۔

۵۷ تا ۵۸۔ اے آدمیو! اور اہل مکہ! تم کو اللہ تعالیٰ کے پاس سے تمہارے پروردگار کے پاس سے نصیحت آئی ہے تم جس حالت میں ہو اس سے ممانعت تنبیہ آئی ہے یعنی گناہوں سے بچنے کی جھڑکی ہے اور تمہارے دلوں کی اور سینوں کی بیماریوں سے تمہارے لیے شفاء اتری ہے اور روشنی پھیلی ہے کہ تم حق کو بغور دیکھو اور ہدایت آئی ہے کہ گمراہی چھوڑ دو اور

مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

اور ایمان لانے والوں کے لیے دلوں کے مرض کی شفا (اور صحت) اور ہدایت اور سراپا رحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ

آ چکی ہے ○ (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت (یعنی نبی ﷺ اور قرآن مجید) پر ہی ان کو خوشی کرنی چاہیے

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ

وہ ان کی جمع کی ہوئی سب دھن دولت سے بہتر ہے ○ (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے فرمایئے: بھلا بتاؤ تو جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے

رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ

لیے اُتارا ہے اس میں سے تم نے (محض اپنے وہم سے) کچھ حرام ٹھہرا لیا اور کچھ حلال سمجھ لیا' آپ ان سے پوچھیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی اجازت دی

عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

ہے یا اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہو ○ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں ان کا قیامت

الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

کے دن کے متعلق کیا خیال ہے (کیا ان سے پُرسش نہ ہوگی) بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے (کہ ان کی ہدایت کے لیے کتاب

ع ٦ ١١ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا

اتاری اور قیامت کا دن جزاء کے لیے مقرر فرمایا) لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس کتاب کی قدر نہیں کرتے) ○ اور (اے نبی ﷺ!) آپ کسی

رحمت حق ایمان والوں کے لیے نازل ہے یعنی رسول وقرآن۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمادیں کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا فضل آیا' رحمت نازل ہوئی' قرآن واسلام آیا جو مال دنیائے فانی سے کہیں بہتر ہے۔

۵۹ تا ۶۰ - یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان اہل مکہ سے پوچھیے کہ تم جو ان چیزوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رزق بنا کر اتارا ہے یعنی کھیتی اور چوپائے' ان میں سے بعض کو بعض پر حلال اور بعض کو بعض پر حرام کر لیتے ہو یعنی بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کی منفعت عورتوں پر حرام اور مردوں پر حلال جانتے ہو کیا اس کی اجازت تم کو تمہارے پروردگار اللہ تعالیٰ نے دے دی ہے؟ نہیں اس نے ہرگز ایسی اجازت نہیں دی۔ بلکہ تم اللہ تعالیٰ پر اپنے جی سے باتیں بنا بنا کر افتراء و اتہام کرتے ہو۔ ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں اور تہمت لگاتے ہیں اور جھوٹ باندھتے ہیں قیامت کے بارے میں کیا گمان اور خیال ہے کہ اس دن ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آدمیوں پر بڑا فضل واحسان کرنے والا ہے کہ عذاب میں تاخیر کیے ہوئے ہے مگر اکثر آدمی اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور ایمان نہیں لاتے' وہ یقیناً عذاب کے مستحق ہیں۔

تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا

حال میں بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ قرآن پڑھ کر سنا رہے ہوں اور (اے لوگو!) تم کوئی بھی کام کرتے ہو جب تم اسے شروع

عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

کرتے ہو تو ہم تمہارے اوپر گواہ ہوتے ہیں (سب کچھ دیکھتے ہیں) اور آپ کے رب سے زمین اور آسمان سے ایک ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ

اور نہ ذرے سے کوئی چیز چھوٹی اور نہ اس سے بڑی ہے جو ایک روشن کتاب میں

مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ

لکھی ہوئی نہ ہو (یعنی لوح محفوظ میں) ○ سن لو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر کچھ خوف

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ہمیشہ پرہیز گاری

يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا

کرتے رہے ○ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی (کامیابی کی) خوشخبری ہے اور آخرت (کی زندگی) میں

۶۱ - یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کسی حال میں نہیں ہوتے اور قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت نہیں پڑھتے اور اے آدمیو! تم اچھی یا بری کوئی بات نہیں کرتے ہو مگر ہم تم سب پر گواہ ہوتے ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کا پڑھنا اور تم سب کے کام ہم جانتے ہیں، جب تم قرآن پاک میں غور و خوض کرتے ہو اور اس کی تکذیب کے مشورے کرتے ہو تو اس بات کے ہم گواہ ہیں۔ آپ کے پروردگار سے تو کوئی ایک شے بھی ذرہ برابر مخفی اور غائب نہیں یعنی بندے جو کچھ کرتے ہیں ان کے اعمال سے ایک سرخ چیونٹی کے برابر بھی جو بہت چھوٹی ہوتی ہے کوئی چیز مخفی نہیں اور آسمان زمین کی چیزوں سے بھی کوئی چیز ذرہ برابر پوشیدہ نہیں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ ہی اس سے بڑی نہ اس سے بھاری نہ اس سے ہلکی کوئی چیز ہے مگر وہ کتاب مبین میں یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

۶۲ تا ۶۴ - خبر دار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اولیاء کو یعنی کامل مسلمانوں کو کوئی ڈر نہیں یعنی آئندہ عذاب کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی ان کو گزری ہوئی کسی بات کا رنج ہے یعنی ان کے ذمہ کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی ہوگا۔ وہ اولیاء جو کہ اللہ تعالیٰ و رسول پاک و قرآن پاک پر ایمان لائے اور کفر و شرک و کل فواحش و معاصی سے محفوظ رہے ان کو دنیا میں بھی بشارت و خوشخبری ہے یعنی بذریعہ الہام اور خواب صالح کے ان کو بشارت ملتی ہے اور آخرت میں بھی بشارت ہے یعنی جنت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں، وعدوں میں تغیر و تبدل نہیں، ان کو ضرور جنت ملے گی اور یہ بات بڑے فوز و فلاح کی ہے کہ

تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں (اس کا فرمان اٹل ہے) یہی سب سے بڑی کامیابی ہے○ اور (اے نبی ﷺ!) آپ منکروں کی (دل آزار)

قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ

وقف لازم

باتوں کا غم نہ کریں، بے شک ساری عزتیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں (اور وہ جسے چاہے عطا فرمائے) وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے○ یاد رکھو بے شک

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک (اور اس کے محکوم) ہیں اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے شریکوں (اور معبودوں) کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾

پوجتے اور پکارتے ہیں (وہ کس کے پیچھے جا رہے ہیں) وہ تو صرف اپنے گمان و خیال کی پیروی کرتے اور وہ تو صرف اپنے (اٹکلیں اور) قیاس دوڑاتے ہیں○

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ

وہی ہے کہ جس نے تمہارے لیے رات اس لیے بنائی کہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن آنکھیں کھولنے والا

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا

(کہ اس کی روشنی میں دیکھو بھالو) بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (حق بات) سنیں (اور سمجھنے کی کوشش کریں)○ کافروں نے کہا

جنت و مافیہا ملی اور دوزخ و مافیہا سے بچے۔

۶۵ تا ۶۶۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کے لغو بکنے اور تکذیب کرنے سے رنج نہ کریں عزت اور قدرت اور غلبہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے وہ ان سب کو ہلاک کرے گا وہ ان کی باتیں سننے والا ہے اور ان کے اعمال اور ان کی سزا کا جاننے والا ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ مخلوق ہے اور جو چیز ہے سب اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے لوٹ پھیر کرتا ہے یہ کمبخت کافر جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو معبود سمجھ کر یا خدا سمجھ کر پکارتے ہیں اور ان کو اللہ کا شریک سمجھتے ہیں تو یہ فقط اپنے خیال اور گمان کا اتباع کرتے ہیں یعنی گمان پکائے ہوئے ہیں کہ یہ بت بھی خدا ہے وہ بھی یہ کرتا ہے وہ کرتا ہے مستقل تصرف کرنے والا ہے اور اس پر پورا پورا کسی دلیل سے یقین بھی نہیں رکھتے ہیں اور یہ لوگ اپنے شاگردوں اور نیچے درجہ والوں کو خوب سکھاتے ہیں اور خیالات خود بھی باندھتے ہیں اور ان کو بھی بندھاتے ہیں۔

۶۷ تا ۷۰۔ اے آدمیو! اللہ تعالیٰ کی وہ ذات پاک ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات کو بنایا کہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن بنایا روشن آنے جانے چلنے پھرنے کام دھندے کے لیے ان باتوں میں ان کے لیے جو قرآن کی نصیحتیں سنتے اور سمجھتے ہیں بہت سی نشانیاں اور عبرتیں ہیں۔ مکہ کے کافروں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو عورتیں ہیں اپنی لڑکیاں بنایا ہے اس

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ

[illegible] وہ بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی ملک و محکوم ہے

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

[illegible] کیا تم اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کے متعلق تمہارے پاس کوئی علم نہیں ○

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ ؕ

(اے نبی ﷺ) آپ [illegible] اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہ پائیں گے ○

مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ

[illegible] پھر ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے سخت عذاب (کا مزہ)

بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ

چکھائیں گے ○ (اے نبی ﷺ) [illegible] جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم پر میرا

یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

[illegible] نصیحت کرنا (بھاری) شاق گزرتا ہے تو میں نے تو (صرف) اللہ تعالیٰ (ہی) پر بھروسہ

[illegible] سب سے برتر ہے وہ سب سے بے پرواہ ہے۔ آسمان زمین میں جو [illegible] تمہارے پاس ان جھوٹ باتوں کی کوئی بھی دلیل نہیں، نہ کوئی کتاب نہ حجت بلکہ تم ایسی [illegible] باتیں یقین کرتے ہو جن کی حقیقت کا تم کو علم نہیں کہ کتنی بڑی لغو اور خراب باتیں ہیں۔

[illegible] جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء بہتان کرتے ہیں اور جھوٹ جوڑتے ہیں وہ کبھی عذاب سے نجات اور امن نہ پائیں گے اور ان کو کبھی فلاح وظفر نہ ملے گی۔ دنیا کا تھوڑا سا اسباب جو عنقریب فانی ہونے والا ہے [illegible] پھر آخر ان کا رجوع ہماری ہی طرف ہوگا اور مرنے کے بعد ہمارے ہی پاس آئیں گے، پھر وہاں ہم ان کو عذاب شدید اور سخت [illegible] اور ان کے کفر کے بدلے جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے ساتھ کرتے ہیں اور اپنے [illegible]۔

[illegible] یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان لوگوں کو نوح (علیہ السلام) پیغمبر کی خبر سنائیں اور قرآن مجید میں ان کا قصہ [illegible] انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میرے گروہ! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور ٹھہرنا اور تم کو نصیحت کرنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا اور اس کی آیتیں سنانا برا معلوم ہوتا ہے اور تم پر شاق گزرتا ہے تو تم سب اکٹھے ہو جاؤ اور تم سب خود آپ اور اپنے شریکوں اور معبودوں کو بلا کر جمع ہو کر مستعد ہو جاؤ اور ان سے بھی مدد مانگ کر اتفاق کر لو میں تم کو پہلے

فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

کیا ہے تم میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے ہو اسے خوب پکا کر کے ٹھان لو اور اپنے شریکوں کو بھی ساتھ لے لو پھر جو تمہارا منصوبہ ہو اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ کوئی

اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

پہلو نظر سے الجھا ہوا نہ رہ جائے پھر جو کچھ تم سے میرے خلاف ہو سکے کر گزرو اور مجھے (ذرا بھی) مہلت نہ دو (پھر میں دیکھتا ہوں کہ تم میرا کیا بگاڑ سکتے ہو) ○ پھر

فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ

اگر (اس پر بھی) مجھ سے منہ پھیر لو گے (اور میری بات نہ مانو گے) تو (تم اپنا ہی نقصان کرو گے) میں تم سے کچھ اجرت تو نہیں مانگتا ہوں میرا اجر

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي

تو اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ کرم پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے فرمانبردار بندوں (مسلمانوں) میں شامل رہوں ○ تو ان کی قوم نے انہیں (اس

الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ

پر بھی) جھٹلایا تو ہم نے انہیں (نوح علیہ السلام) اور ان کے ساتھ جو کشتی میں سوار تھے (طوفان سے) بچا لیا اور انہیں (زمین میں) جانشین بنایا اور جن

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى

لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان سب کو ہم نے غرق کر دیا پھر دیکھو کہ (عذاب سے) ڈرائے ہوؤں کا انجام کیا ہوا ○ پھر ہم نے نوح (علیہ السلام)

سے خبردار کیے دیتا ہوں، پھر بعد میں تم پر یہ امر پوشیدہ نہ رہے، پھر سب مل کر مجھ کو ہلاک کرو اور مجھ کو گھڑی بھر کی بھی مہلت نہ دو۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا ہے اور اپنا معاملہ اس کو تفویض کر دیا ہے، میرا بھروسہ اسی پر ہے۔ پس اگر تم روگردانی کرو گے اور میں جو کتاب و احکام لایا ہوں اس پر ایمان نہ لاؤ گے تو میرا کیا کرو گے؟ میں تم سے کچھ مزدوری یا حق محنت تو مانگتا ہی نہیں کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو نہ ملے گی۔ میری دعوت توحید و ایمان کا اجر و ثواب سوائے خدا کے کسی پر نہیں۔ میں اس بات کا حکم کیا گیا ہوں کہ مسلمان رہوں اور مسلمانوں کے ساتھ قائم رہوں۔ نوح (علیہ السلام) نے بہت سمجھایا مگر انہوں نے ان کی ان باتوں کی جن کا وہ حکم کرتے تھے تکذیب کی۔ پس ہم نے ان کو اور جو مسلمان کشتی میں ان کے ساتھ تھے ان کو غرق سے نجات دلائی اور ان کو زمین کا مالک اور خلیفہ بنایا اور جو ہماری آیتوں کی اور نوح (علیہ السلام) کی تکذیب کرتے تھے ان کو طوفان میں غرق کر دیا۔ پس یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ خیال تو کیجیے کہ ان کی عاقبت کیا ہوئی جو ڈرائے جاتے تھے مگر پھر بھی خدا سے نہ ڈرتے تھے یعنی کافر۔ ان کا انجام یہی ہوا کہ ہلاک ہوئے اور اپنے کیے کی سزا پائی، ہمارا کیا بگاڑا۔

۷۴- پھر قوم نوح (علیہ السلام) کے ہلاک ہونے کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا، وہ امر و نہی اور معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے روز اوّل سے تکذیب کی تھی اور ان کی قسمت میں ہمیشہ سے کفر لکھا تھا، اس سبب سے وہ اس لائق نہ تھے کہ ایمان لاتے اور تصدیق کرتے۔ ہم یونہی ان لوگوں کے دلوں پر جو حد سے تجاوز کرتے تھے، حلال و

قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ

کے بعد کتنے ہی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تو اس پر بھی وہ جن چیزوں کو اس سے پہلے جھٹلا چکے تھے

قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ

اس پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوئے (دیکھو) جو لوگ (سرکشی میں) حد سے گزر جاتے ہیں ہم اسی طرح ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ○ پھر ہم

مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

نے ان (رسولوں) کے بعد موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کو فرعون اور ان کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں نے (ان

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا

کے ماننے سے) تکبر کیا (اور گھمنڈ کیا) اور وہ تھے ہی مجرم لوگ (یعنی جرائم کرنے کے عادی ہو چکے تھے) ○ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے (حق اور

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ

سچائی آئی تو وہ کہنے لگے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ○ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم سچائی کے حق میں جب وہ تمہارے پاس آئی یہ بات کہتے ہو کہ یہ

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

جادو ہے حالانکہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ○ انہوں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس اسی لیے آئے ہو کہ جس راہ پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو چلتے پایا اور دیکھا

حرام' کفر و شرک کی قدر نہیں سمجھتے مہر لگا دیتے ہیں' پھر ان کو حق نظر نہیں آتا۔ یعنی ان کے دلوں پر اپنے علم ازلی کے مطابق لکھ دیتے ہیں کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے' اپنی ہٹ دھرمی سے کفر پر اڑے رہیں گے۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے ہیں' ان کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ایمان لائیں یا کفر پر رہ کر مریں۔

۷۵- پھر ان بہت سے رسولوں کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے گروہ' کفر کے سرداروں کی طرف اپنی کتاب توریت یا اپنی نشانیاں نو معجزے دے کر بھیجا (۱) ید بیضاء (۲) عصا (۳) طوفان (۴) جراد (۵) قمل (۶) ضفادع (۷) دم (۸) قحط (۹) کمی ثمرات۔ یا آیات سے مراد یہ ہو کہ ان کے دلوں پر مہر کر دی۔ پس انہوں نے غرور کیا' کتاب و رسول و آیات کو نہ مانا اور وہ سخت مجرم و مشرک تھے' ہم نے ان کو غرق کر دیا' ان کے کفر کا بدلہ دیا۔

۷۶ تا ۷۷- جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا یعنی کتاب و رسول و آیات تو انہوں نے کہا کہ موسیٰ جو یہ لائے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور اگر ساحر بصیغہ فاعل ہو تو یہ معنی کہ موسیٰ تو کھلے ہوئے جادوگر ہیں۔ تب موسیٰ نے ان سے کہا: کیا تم سچی باتوں کو کتاب و رسول و آیات کو جب وہ تمہارے پاس آتی ہیں سحر بتلاتے ہو' کیا یہ یقینی باتیں سحر ہو سکتی ہیں حالانکہ ساحروں کو فلاح نہیں ہوتی' وہ عذاب الٰہی سے امن اور نجات نہیں پاتے لہٰذا تم کو ایمان لانا چاہیے مگر انہوں نے نہ مانا۔

۷۸- اور فرعون وغیرہ نے موسیٰ سے کہا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو اس مذہب سے پھیر دو

وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿۷۸﴾

ہے اس سے ہمیں ہٹا دو اور ملک میں تم ہی دونوں کی بڑائی اور سرداری ہو جائے اور ہم تو (کسی حالت میں بھی) تم پر ایمان لانے والے نہیں O

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ

اور فرعون نے کہا کہ جتنے ماہر جادوگر (میرے ملک سے باہر) ہیں سب کو میرے پاس حاضر کرو O پھر جب جادوگر (مقابلہ کے میدان میں) آئے تو

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ

موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ جو کچھ تمہیں (جادو سے) ڈالنا ہے ڈالو O پھر جب انہوں نے (اپنی جادو کی رسیاں اور لاٹھیاں)

مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ

ڈال دیں تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: جو کچھ تم بنا کر لائے ہو وہ جادو ہے بے شک اللہ تعالیٰ اسے ملیا میٹ کردے گا بے شک اللہ تعالیٰ شریروں کا

ع ۱۲/۱۳ ۸ الْمُفْسِدِينَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿۸۲﴾ ع

کام نہیں بننے دیتا (بلکہ اسے ملیا میٹ کر دیتا ہے) O اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے احکام کے مطابق حق کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرموں کو برا معلوم ہوتا ہو O

فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ

اس پر بھی موسیٰ (علیہ السلام) پر کوئی ایمان نہ لایا مگر ان کی قوم کے چند نوجوان لوگ فرعون اور اس کے سرداروں کے ڈر کی وجہ سے کہ کہیں وہ ان کو

وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّهُ

مصیبت میں ڈال کر (دین سے) ہٹنے پر مجبور نہ کریں اور بے شک فرعون زمین میں بڑا سرکش تھا اور بے شک وہ (ظلم کرنے میں)

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا‌ؤں کو ہمیشہ سے پایا ہے۔ یعنی عبادت اصنام اور تم کو زمین میں یعنی مصر میں کبریائی یعنی دولت و ملک و بادشاہت حاصل ہو سارا شہر تمہارا محکوم ہو اور تم حاکم بنو ہم تم پر کبھی بھی ایمان نہ لائیں گے اور کبھی تصدیق نہ کریں گے۔

۷۹ تا ۸۳- اور فرعون نے جب معجزہ کا نام سنا اور اس کو سحر پر قیاس کیا تو مقابلہ کے لیے جادوگر بلوائے اور وزراء اور رؤسا سے کہا کہ یہاں میرے پاس ہر شہر سے ہر جادوگر جو خوب ماہر اور جادو سے واقف ہو بلواؤ اور لے کر آؤ۔ جب اس کے حسب حکم جادوگر آ گئے اور مقابلہ ہوا تو موسیٰ نے کہا: اچھا تم اپنا جادو دکھاؤ اور جو ڈالنا ہو ڈالو۔ جب انہوں نے اپنی لکڑیاں رسیاں جادو کی ڈالیں تو موسیٰ نے کہا: یہ جو تم سامنے لاؤ یہ جادو ہے اللہ تعالیٰ اس کو عنقریب باطل و ہلاک کرتا ہے اور مفسدوں جادوگروں کا عمل پسند نہیں کرتا' اس کی اصلاح نہیں ہونے دیتا' اپنے کلموں اور باتوں اور دلیلوں سے دین حق کو ظاہر و غالب و موید کرتا ہے اگرچہ مجرمین مشرکین کو برا لگے۔ غرض موسیٰ نے عصا ڈالا' ان کا سحر

لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ

حد سے گزر گیا تھا O اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم کے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو

تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

اگر تم مسلمان اور فرمانبردار ہو O تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے (اور دعا کرتے ہیں:) اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں

فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَ

کے لیے آزمائش نہ بنا (یعنی انہیں ہم پر غالب نہ ہونے دے) O اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے O اور

اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کی طرف یہ وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں مکانات بنواؤ اور اپنے گھروں ہی کو نماز کی جگہ بنالو (یعنی قبلہ

بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

رخ تعمیر کرو) اور (ان میں ہی) نماز قائم رکھو اور مومنوں کو (کامیابی کی) خوشخبری سنا دو O اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی:

باطل ہوا مگر پھر بھی موسیٰ پر اور ان کے دین پر سوائے ان چند لوگوں کے جو فرعون کی قوم قبط کے پوتوں سے اور بنی اسرائیل کے نواسوں سے تھے ان کی مائیں بنی اسرائیل سے تھیں اور کوئی ایمان نہ لایا۔ وہ بھی فرعون اور اس کے رؤسا قوم سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں ان کو فتنہ میں نہ ڈالیں، جبراً ان کو گمراہ نہ کریں اور واقع میں دنیا میں فرعون بہت بڑا شخص تھا اور زمین میں دین موسیٰ والوں کے لیے بڑی خوف کی جگہ تھا اور حد سے بڑھنے والوں اور مشرکین میں سے تھا۔

۸۴ تا ۸۶- جب کچھ لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تو فرعون نے ستانا شروع کیا تب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: اے میرے گروہ! اگر تم ایمان لائے ہو اور اللہ کی تصدیق کرتے ہو تو اس پر توکل کرو اور بھروسہ رکھو اگر تم مسلمان ہوگئے۔ وہ بولے کہ ہم نے اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے بھروسہ کیا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم قوم کے ہاتھ سے فتنہ میں نہ ڈال اور ہم کو ان کے لیے فتنہ نہ بنا کہ وہ ہم پر مسلط ہوں اور یہ سمجھ کر کہ ہم باطل پر ہیں اور وہ خود حق پر ہیں اور ہم کو ستائیں اور ہم کو اپنی رحمت سے کافروں کی قوم سے یعنی کافروں وغیرہ سے نجات دے۔

۸۷- ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی بھیجی اور ان کے بھائی (ہارون) کو کہ تم دونوں مصر میں اپنی قوم کے لیے گھر بنا دو یعنی گھروں میں مسجدیں بنا دو اور تم سب اپنے گھروں کی مسجدوں کو قبلہ رو بناؤ، وہیں نماز ادا کرو اور پانچ وقتہ اچھی طرح نماز ادا کرو اور اے موسیٰ! مسلمانوں کو فتح اور نجات اور جنت کی خوشخبری سناؤ۔

۸۸ تا ۸۹- اور موسیٰ نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کے رؤسائے قوم کو دنیا کی زینت اور بے انتہا طرح طرح کے مال اسباب زندگانی دنیا میں اس لیے دے رکھے ہیں کہ وہ تیرے بندوں کو ان کے ذریعہ سے تیرے سچے دین اور اطاعت سے بہکائیں اور گمراہ کریں۔ اے پروردگار! تو ان کے مالوں پر ہلاکت اور تباہی ڈال دے

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیا کی زندگی میں آرائش کا سامان اور (بہت کچھ) مال عطا فرمائے ہیں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

اے ہمارے پروردگار! کیا (یہ اس لیے ہیں کہ) وہ (تیرے بندوں کو) تیری راہ سے بہکائیں؟ اے ہمارے پروردگار! ان کے مال برباد کردے اور ان کے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ

دلوں کو ایسا سخت کر دے کہ جب تک وہ درد ناک عذاب نہ دیکھیں اس وقت تک ایمان نہ لائیں ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں

اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

کی دعا قبول ہوئی اور تم (ہماری راہ میں) ثابت قدم رہو اور نادانوں کی راہ پر نہ چلو ○

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا تو فرعون اور اس کے لشکریوں نے سرکشی اور ظلم سے ان کا پیچھا کیا

وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىْٓ

یہاں تک کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اس بات پر ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اس ذات کے جس پر بنی اسرائیل

اور ان کے دلوں کو خوب سخت کر دے اور ان کو نگاہ رکھ کہ یہ ہرگز جب تک عذاب نہ دیکھ لیں یعنی غرق ہونا' ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے کہا کہ تم دونوں کی دعا مقبول ہوئی' ان پر عذاب آئے گا' اب تم ایمان و اطاعت و تبلیغ حکم پر خوب مستقیم رہو اور ان لوگوں کے راستہ کا اتباع نہ کرو جو توحید و دین کچھ نہیں جانتے' ان کے کہے میں نہ آجاؤ اور ان کا دین نہ قبول کرو۔

۹۰ تا ۹۲۔ یعنی فرعون وغیرہ' اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر یا دریائے نیل کے پار اتار کر لے گئے۔ تب فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا' وہ بھی غرور کا کلمہ کہہ کر اور عداوت سے ان کے قتل کا ارادہ کر کے دریا میں گھس گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ سب غرق ہونے لگے اور ڈوبنے لگے اس وقت فرعون نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ سوائے اس ذات کے کوئی لائق عبادت نہیں جس پر موسیٰ اور اس کی امت یعنی بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سب مسلمانوں کے ساتھ ہوں' ایمان لے آیا ہوں اور ان کے دین پر ہو گیا ہوں۔ جبریل بولے کہ بعد نزول عذاب غرق اب تو مسلمان ہوتا ہے۔ اور پہلے سے برابر نافرمانی کرتا رہا اور کفر میں مبتلا رہا' تو زمین مصر میں بڑے مفسدین سے تھا' لوگوں کو قتل کرتا تھا' شرک کرتا تھا اور دوسرے لوگوں سے شرک کراتا تھا' ہم آج تجھ کو تیرے بدن یعنی زرہ سمیت زمین مرتفع و بلند پر ڈال دیں گے۔ یعنی تیری نعش دریا کے باہر ڈال دیں گے تاکہ سب تیری ذلت دیکھیں اور تو ان کے لیے جو تیرے بعد کافر آئیں گے تو عبرت و نصیحت ہو کہ وہ

اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

ایمان لائے ہیں اور میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں O (ہم نے فرمایا:) بے شک

عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ

تو پہلے سے نافرمان رہا ہے اور فساد کرتا رہا ہے اور اب تو ایمان لایا (اب عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لانا مقبول نہیں) O پس آج ہم تیری

بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

نعش کو دریا کے باہر ڈال دیں گے تاکہ تو ان لوگوں کے لیے جو تیرے پیچھے آنے والے ہیں (عبرت کی) ایک نشانی ہو

عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ ع ۹ ۱۰ ۱۴

بے شک بہت سے لوگ تو ہماری نشانیوں سے غافل ہی رہتے ہیں O اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو (اپنے وعدے کے مطابق ملک مصر یا فلسطین

وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ

میں) عزت کی جگہ عطا فرمائی اور پاکیزہ روزی عطا فرمائی تو انہوں نے (دین کے معاملہ میں) اختلاف نہ کیا مگر علم آنے کے بعد

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان اس معاملہ میں جس میں وہ اختلاف کرتے رہے خود فیصلہ فرما دے گا O

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔـلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ

پھر اگر (اے سننے والے!) تو اس سے شک میں ہو جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

کتاب پڑھتے رہے ہیں (توریت انجیل وغیرہ) یقیناً تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق اور سچائی آئی تو تو

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو O اور ان لوگوں میں سے بھی ہرگز نہ ہو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات جھٹلائیں، پھر تو بھی

تیری طرح کفر اور خدائی کا دعویٰ نہ کریں اور جانیں کہ تو خدا نہ تھا اور تحقیق بہت سے آدمی کافر ہیں، ہماری آیتوں سے، کتاب اور رسول سے غافل ہیں اور منکر ہیں تصدیق نہیں کرتے، وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، خود عذاب میں گرفتار ہونا چاہتے ہیں۔

۹۳ تا ۹۵- تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو اچھی جگہ اور عمدہ منزل میں اتارا یعنی ارض مقدس و کریمیا اردن و فلسطین میں

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا ○ بے شک وہ لوگ جن پر آپ کے رب کا (ازلی) فرمان صادق آ گیا ہے

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

(یعنی ان کا کفر پر مرنا) وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے ○ اگرچہ ان کے پاس ساری نشانیاں بھی آ جائیں یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب اپنی آنکھوں سے نہ

الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ

دیکھ لیں (لیکن اس وقت کا ایمان مقبول نہیں) ○ پھر کوئی بستی بھی تو ایسی نہیں کہ وہ ایمان لاتی تو اس کو اس کا ایمان نفع دیتا سوائے

يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ

یونس (علیہ السلام) کی قوم کے، جب کہ وہ ایمان لائی تو دنیا کی زندگی میں ہی ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب ہٹا لیا اور ایک مقررہ

اور وہاں ان کو رزق کریم دیا۔ من و سلویٰ غنیمتیں، پس انہوں نے کوئی اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ اس کا وعدہ کا علم اور بیان آیا اور وہ پیش گوئی واقع ہوئی جو ان کو کتاب میں بتلائی گئی تھی یعنی جو ذکر و نعت و صفت نبی آخر الزمان ان کو بتلایا تھا اور ان سے ان پر ایمان لانے اور ان کی تابع داری اور مدد کا وعدہ لیا تھا، جب اس کا وقت آیا اور وہ رسول تشریف لائے تو یہ اختلاف میں پڑ گئے اور بجائے ایمان لانے کے آپ کی مخالفت کرنے لگے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا پروردگار بروزِ قیامت یہود و نصاریٰ کی ان باتوں میں جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں فیصلہ فرمائے گا، اگر اس دین میں اور قرآن میں جو ہم نے بدست جبرائیل (علیہ السلام) اور بذریعہ محمد مصطفیٰ تم کو بھیجا ہے، اے لوگو! تم کو کچھ شک و شبہ ہو تو ان یہود و نصاریٰ سے پوچھو جو تم سے پہلے سے کتب توریت و انجیل پڑھتے رہے ہیں یعنی عبداللہ بن سلام وغیرہ یہودی و عیسائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شک ہونا محال تھا اس لیے حضور کسی سے کیوں سوال کرتے، بعض علماء کہتے ہیں کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ بظاہر یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد وہ امت ہے جو کچھ مذبذب تھی یعنی شک میں تھی، اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کے پاس سے بذریعہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حق مذہب آیا، جبرائیل اللہ کے پاس سے قرآن لے کر آئے جس میں سارے اگلے مذہبوں اور سب رسولوں کے دینوں کی بھلائیاں ں جمع ہیں، پس اے مسلمانو! تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو اور نہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کی کتاب و رسول اور آیات کو جھٹلاتے ہیں کہ تم اس صورت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے، جو اپنے آپ کو خرابی و نقصان میں ڈالتے ہیں۔ ان میں سے ہو جاؤ گے جو اپنے آپ کو خرابی و نقصان میں ڈالتے ہیں۔

۹۶ تا ۹۸- بے شک جن لوگوں پر اللہ کا کلمہ یعنی وعدہ عذاب ثابت ہو گیا اور علم الٰہی میں ان کا کفر پر رہنا ثابت ہو گیا ہے وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے اگرچہ وہ جتنی نشانیاں اور نئے معجزے جو تم سے طلب کرتے ہیں سب دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ عذاب الیم دیکھیں۔ چنانچہ بروز بدر و احد و احزاب جب کفار نے اپنی خرابی دیکھ لی تو باقی لوگ ایمان لانے لگے۔ کوئی امت، کسی بستی والے لوگ ایسے نہیں ہوئے کہ وقت نزول عذاب وہ ایمان لائے ہوں اور ان کے ایمان نے ان کو نفع

الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ

مدت تک انہیں (دنیا) برتنے کا (موقع) دیا ○ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب کے سب زمین والے ضرور

فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا

ایمان لے آتے (مگر جو شقی ازلی ہیں وہ کیسے ایمان لائیں گے) تو پھر کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں تاکہ وہ

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

ایمان لے آئیں ○ اور بغیر اللہ کی مشیت کے کسی جان کے بس میں نہیں کہ وہ ایمان لے آئے اور جو

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا

عقل سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ انہیں پر خباثت و عذاب ڈالتا ہے ○ (اے نبی ﷺ!) ان سے فرمائیے:

مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ

کیا کچھ آسمانوں اور زمین میں (قدرت کی نشانیاں موجود) ہیں ان پر غور سے نظر کرو (وہ زبان حال سے حق کی شہادت دے رہی ہیں) اور حال یہ ہے

عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ

کہ جو لوگ ایمان لانا نہیں چاہتے ان کو نہ نشانیاں کچھ فائدہ دے سکتی ہیں اور نہ ڈر سنانے والے رسول ○ پھر کیا وہ انہی لوگوں کے دنوں کا سا

دیا ہو یعنی جب عذاب آ جاتا ہے اور آنکھوں سے کافر دیکھ لیتے ہیں ایمان اس وقت کا قبول نہیں ہوتا۔ مگر یونس علیہ السلام پیغمبر کی قوم نزول عذاب کے وقت ایمان لائی' پھر بھی ان کے ایمان سے ان کو فائدہ ہوا کہ جب ایمان لائے تو ہم نے ان سے عذاب دور کر دیا اور دنیا میں ان سے خرابی اور ہلاکت دور کی اور ان کو چند دنوں کے لیے دنیا میں بے عذاب رہنے دیا' پھر وہ اپنی موت مر گئے۔

۹۹ تا ۱۰۰- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا ابو طالب کے ایمان کی بہت رغبت اور حرص تھی مگر ان کی قسمت میں ایمان نہ تھا۔ اس بارے میں اترا کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ کا خدا چاہے تو زمین میں جس قدر کافر ہیں سب کے سب ایمان لے آئیں کیا آپ ان لوگوں کو جن کی تقدیر میں ایمان نہیں زبردستی کر کے مسلمان کر لیں گے۔ یعنی جو ضدی ہٹ دھرم کافر ہیں وہ بے اذن و ارادہ و توفیق الٰہی مسلمان ہو ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید الٰہی اور حکم کو کچھ نہیں سمجھتے ناپاکی اور بے ایمانی یونہی باقی رہنے دیتا ہے اور گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو زبردستی مسلمان بنا سکتا ہے' آپ کے ذمہ زبردستی کرنا نہیں صرف تبلیغ ہے۔

۱۰۱ تا ۱۰۳- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ تم آسمان و زمین میں جو کچھ عجائب و غرائب قدرت ہیں ان میں غور و تامل کرو۔ آفتاب' ماہتاب' ستارے' درخت' جانور' پہاڑ' دریا یہ سب آیات توحید ہیں۔ پھر خود فرمایا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لانے والے نہیں نشانیاں اور معجزے اور رسول جو عذاب سے ڈرانے والے ہیں کچھ فائدہ

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ

انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے تھے (اور کفر کی وجہ سے ہلاک ہو چکے تھے) (اے نبی علیہ السلام!) آپ فرمائیے کہ اچھا تم (بھی) انتظار کرو میں (بھی)

الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝١٠٢ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا

تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں O پھر (جب عذاب کی گھڑی آ جاتی ہے تو) ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو (عذاب سے) بچا دیتے ہیں

ع ١١/١٠ ١٥ عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٣ ۧ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ

(اور نافرمانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں) اسی طرح ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے کہ ہم مسلمانوں کو نجات دیں O (اے نبی علیہ السلام!) آپ فرمائیے کہ اے لوگو!

مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

اگر تمہیں میرے دین کے بارے میں شک و شبہ ہے تو سن لو میرا طریقہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم پوجا کرتے ہو ان کو ہرگز

اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٤

نہ پوجوں گا لیکن میں تو اسی اللہ تعالیٰ کی پوجا کروں گا جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں ایمان والوں میں سے ہو کر رہوں O

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٥

(اور یہ بھی حکم ہوا ہے) کہ سب سے الگ ہو کر اس دین کی طرف اپنا منہ سیدھا رکھ اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا O

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ

اور اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی پوجا نہ کرنا جو تجھے نہ نفع دے سکتی ہیں اور نہ نقصان، اگر تو نے (بفرض محال) ایسا کیا تو بے شک

نہیں دے سکتے۔ پس اب یہ لوگ کون سی بات کا انتظار کرتے ہیں؟ کون سا مرتبہ فہمائش و نصیحت کا باقی رہا ہے؟ فقط اسی کا انتظار ہے کہ جیسے ان لوگوں پر جو ان سے پہلے گزر چکے عذاب اترا اور ان کا زمانہ پلٹا۔ یونہی ان کا حال ہو۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ اچھا انتظار کرو میری ہلاکت اور خرابی کے منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ تمہاری ہلاکت اور عذاب کا منتظر ہوں۔ ہم ان پر عذاب اتاریں گے جیسا کہ اگلوں پر اتارتے تھے۔ پھر اپنے رسولوں کو اور ان کے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دیتے تھے اور منکرین کو ہلاک کرتے تھے۔ ایسا کرنا ہمیشہ سے حق ہے اور ہمارا ضروری دستور ہے کہ ہم مسلمانوں کو مع رسولوں کے نجات دیں اور کفار کو ہلاک کریں۔

۱۰۴ تا ۱۰۶۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجیے کہ اگر تم کو میرے دین اسلام میں شک ہے تو ہوا کرے، میں تو ان کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم خدا تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی۔ لیکن میں اس اللہ تعالیٰ کو پوجتا ہوں جو تم کو مارتا یعنی موت کے وقت مارتا ہے اور ہر وقت مارنے پر قادر ہے۔ اور میں یہ حکم کیا گیا ہوں کہ

فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ

تو اس وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا O اور (اے سننے والے!) اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی دکھ پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں

اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور اگر وہ تیرے لیے بہتری چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ

اور وہی بخشنے والا مہربان ہے O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

طرف سے سچائی اور حق آ گیا (یعنی قرآن مجید یا نبی ﷺ) تو جو (قرآن کے) سیدھے راستہ پر آیا تو وہ اپنی ہی بھلائی کے لیے سیدھے راستے پر آیا اور جو

ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا

کوئی بہکا وہ اپنی ہی برائی کے لیے بہکا اور میں تمہارے اوپر کوئی نگہبان (ذمہ دار) نہیں ہوں (تم اپنے فعلوں کے خود ذمہ دار ہو) O اور جو کچھ آپ کی طرف وحی کی

مسلمانوں کے ساتھ ان کے دین پر ثابت رہوں اور یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنا منہ خاص کر اسی دین کی طرف رکھیں یعنی اپنے عمل اور مذہب پر ہر وقت دین توحید خالص کے طریقہ سے خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے قائم و ثابت رہیں، اسلام نہ چھوڑیں۔ مشرکوں کے ساتھ ان کے مذہب پر نہ چلیں اور ان چیزوں کی عبادت نہ کریں جو دنیا و آخرت میں اگر آپ بفرض محال ان کی عبادت کریں تو نفع نہ دے سکیں اور اگر عبادت نہ کریں تو کچھ بھی نقصان نہ دے سکیں یعنی بتوں کی سوائے خدا تعالیٰ عبادت نہ کریں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ ایسا کریں گے یعنی بفرض محال آپ غیر خدا کی عبادت کریں گے تو اس وقت آپ بے شک ظالموں میں سے اور اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور نبیوں سے ایسا ہونا ناممکن ہے لہٰذا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ اس قسم کے خطاب بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے ہیں اور مراد امت ہوتی ہے۔ یعنی اے امت مصطفیٰ! اگر تم میں سے کوئی غیر خدا کی عبادت کرے گا تو وہ ظالم ہوگا۔

۱۰۷- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی مصیبت اور ضرر اور وہ امر جو آپ کے دل کو بہت برا معلوم ہوتا ہے پہنچائے تو سوائے اس کے اس کا کھولنے والا کوئی نہیں۔ وہی اگر چاہے تو مصیبت کو دفع کرے اور اگر وہ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے اور ایسا امر بھیجنا چاہے جس سے آپ کو سرور و خوشی ہو تو اس کے فضل کا کوئی رد کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اور جس کو اہل جانتا ہے فضل دیتا ہے اور اس کو مخصوص کرتا ہے اور توبہ کرنے والے سے درگزر فرماتا ہے اور جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحم کرنے والا ہے۔

۱۰۸ تا ۱۰۹- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ اے اہل مکہ! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کے پاس سے سچا دین آیا ہے سچی کتاب آئی ہے اس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیجا ہے۔ پس اب جو تم میں سے ان کے سبب

ع ۱۱ ۲ ۱۶ يُوْحٰى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع

جاتی ہے آپ اسی پر چلیے اور (کافروں کی ایذاء پر) صبر فرمایئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (حق و باطل کا) فیصلہ فرمائے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے O

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ ۱۱	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۱۲۳ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰
سورۂ ھود مکی ہے	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے	اس میں ایک سوتیئس آیات' دس رکوع ہیں

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ لا

الرٰ' یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں ایک بڑی حکمت والے خبر رکھنے والے کی طرف سے حکمت سے بھر دی گئی ہیں (دلائل میں مضبوط کر دی گئی ہیں) پھر کھول کر

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ﴿۲﴾ لا وَّاَنِ

بیان کر دی گئی ہیں O (اس مضمون میں کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (اے نبی علیہ السلام!) آپ فرمایئے کہ) بے شک میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى

طرف سے ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں O اور یہ (بھی فرمایئے) کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اسی کی طرف رجوع کرو وہ تمہیں ایک

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا

وقت مقررہ تک (زندگی سے) اچھی طرح فائدہ حاصل کرنے کا موقع دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو (اس کی زیادہ کوشش کا) زیادہ بدلہ عطا

سے سیدھا راستہ اختیار کرے گا اور ہدایت پائے گا تو اپنے لیے یعنی اس کو فائدہ ہوگا اور ثواب ملے گا اور جو گمراہ ہوگا' ان کے ساتھ کفر کرے گا تو اپنے لیے یعنی اس پر اس کا عذاب و گناہ ہوگا۔ میں تم پر وکیل نہیں' تمہارے ایمان کا ضامن نہیں کہ خواہ مخواہ تم کو زبردستی مسلمان ہی کر لوں (اس کے بعد جب آیت جہاد نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا)۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس امر کا اتباع کریں جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے یعنی جو قرآن پاک میں اترتا ہے وہ پہنچائیں اور یہاں تک صبر کریں اور ٹھہریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے جہاد کا حکم اتارے اور وہ سب حکم کرنے والوں سے بہتر حکم کرنے والا ہے اور بہت زیادہ قوت والا ہے۔ چنانچہ بدر کے دن اس نے مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کو قتل و ہلاک کرایا۔

سورۂ ھود

تمہید: یہ وہ سورت ہے جس میں حضرت ھود علیہ السلام پیغمبر کا ذکر ہے' یہ کل سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے' اس کی تفسیر بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند معہود یوں منقول ہے کہ کہتے تھے:-

۱ تا ۴۔ "الٓرٰ" کے معنی "انا اللہ اری" ہیں میں یعنی میں ہی خدا تعالیٰ ہوں' سب باتیں دیکھتا ہوں۔ بعض کے نزدیک یہ قسم ہے کہ ان حرفوں کے ساتھ کھائی گئی ہے' یہ کتاب ایسی ہے کہ آیتیں اس کی محکم اور مضبوط کی گئی ہیں' دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مستحکم ہے' اس کے حلال و حرام کبھی منسوخ ہونے والے نہیں یعنی کوئی اور اس کو منسوخ نہیں کرے گا۔ پھر اس کی آیتیں

فَإِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٖ كَبِيرٍ ۝٣ إِلَى ٱللَّهِ مَرۡجِعُكُمۡۖ

فرمائے گا اور اگر تم نہ مانو گے تو میں تم پر ایک بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا خوف کرتا ہوں ۝ تم سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پھر کر جانا ہے

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ۝٤ أَلَآ إِنَّهُمۡ يَثۡنُونَ صُدُورَهُمۡ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ سنو! کہ بے شک وہ (مشرک) اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں

لِيَسۡتَخۡفُواْ مِنۡهُۚ أَلَا حِينَ يَسۡتَغۡشُونَ ثِيَابَهُمۡ يَعۡلَمُ مَا

(لپیٹ لیتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ سے چھپالیں، جب وہ خود کو کپڑوں سے ڈھانپ لیتے ہیں (اس وقت بھی) یہ جو کچھ چھپا کر کرتے ہیں یا ظاہر میں

يُسِرُّونَ وَمَا يُعۡلِنُونَۚ إِنَّهُۥ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ۝٥

کرتے ہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، بے شک وہ ان کے دلوں کے بھید (بھی) جانتا ہے ۝

امر و نہی کی خوب تفصیل اور تشریح سے بیان ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو حکمت و حکم والا ہے، حرام، حلال، امر نہی کا مالک ہے۔ یہ حکم کرتا ہے کہ سوائے اس کے اور کسی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے، ہر شخص سے وہ خبردار ہے کہ کون اس کی عبادت کرتا ہے کون نہیں کرتا، اس کا یہ حکم محکم ہے کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اسی کی طرف سے تمہارے لیے دوزخ سے ڈرانے والا اور جنت کی خوشخبری پہنچانے والا ہوں اور اس کا یہ حکم ہے کہ استغفار کرو یعنی اپنے گناہوں کی اپنے پروردگار سے بخشش چاہو۔ توحید اختیار کرو، پھر اس کی طرف توبہ و اخلاص سے رجوع کرو وہ تم کو اچھی زندگی دے گا یعنی تمہاری زندگی میں تم کو ہر طرح کے عیش و آرام سے رکھے گا، تکلیف نہ دے گا، ایک وقت معین یعنی مرنے تک بہتری میں رکھے گا اور ہر فضل والے یعنی مسلمانوں کو اس کے مرتبہ کے موافق فضل یعنی ثواب دے گا۔ بروز قیامت اگر تم ایمان و توبہ سے اعراض کرو گے تو مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم کو روز عظیم قیامت میں عذاب نہ پہنچے۔ یعنی اگر کرو گے تو عذاب پاؤ گے۔ تم سب کو بعد موت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ وہ ہر بات پر ثواب و عذاب پر قادر ہے۔

۵- یہ لوگ یعنی اخنس بن شریق وغیرہ اپنے دوستوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پھیرتے ہیں یعنی ان سے انکار کراتے ہیں اور اپنے دلوں میں ان کی بغض و عداوت چھپاتے ہیں کہ ان کا نفاق ظاہر نہ ہو جائے۔ اپنی عداوت ان سے چھپانے کے لیے محبت ظاہر کرتے ہیں۔ آپ کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ جب یہ اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں اور سروں کو ڈھانپتے ہیں ان کا حال جانتا ہے جو اپنے دلوں میں پوشیدہ کرتے ہیں اور جو آپس میں چھپ چھپ کر بھید کہتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں قتل و نافرمانی کے متعلق۔ یا یہ کہ محبت سے مجالست مراد ہو، اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ وہ دلوں کی باتوں کو بری ہوں یا اچھی سب جانتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور زمین پر چلنے والا کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ نے سب کو روزی دینے کا خود ذمہ لیا ہے)

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِي

وہ جانتا ہے کہ یہ کہاں رہے سہے گا اور کہاں (زمین کے) سپرد ہوگا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے O اور وہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى

جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور اس کا عرش پانی پر تھا اس لیے (پیدا کیا) کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کا عمل و کام بہتر ہے

الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ

اور (اے نبی علیہ السلام! اگر آپ ان سے) فرمائیں کہ یقیناً تم مرنے کے بعد پھر (زندہ ہو کر) اٹھائے جاؤ گے تو منکر و کافر

مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ

ضرور کہیں گے کہ یہ تو کھلی ہوئی جادو (کی سی)

مُّبِينٌ ۝۷ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ

باتیں ہیں O اور ہم کچھ مدت تک ان سے عذاب ہٹا بھی دیں تو وہ ضرور

۶ تا ۷- زمین میں کوئی جانور نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ پر اس کی روزی مقرر ہے، اس کے قبضہ میں اس کا کھانا پینا ہے، وہ مالک ہے، وہ سب کی قیام گاہ جانتا ہے یعنی وہ جگہ جہاں وہ رات کو رہے گا اور سب کی امانت کی جگہ یعنی جہاں وہ مرنے کے بعد دفن ہوگا۔ یہ کل امور ہر جاندار کا رزق، موت، عمر وغیرہ کتاب مبین میں لکھے ہوئے ہیں اور یہ سب باتیں پہلے سے مقدور معلوم ہو چکی ہیں۔ رزق جتنا لکھا ہے نہ اس سے زائد ملے نہ کم۔ تمہارا خالق و مالک و قابل پرستش وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے زمین و آسمان چھ دن میں بنائے۔ دنیا کے سب سے پہلے دنوں میں اتوار پہلا اور جمعہ آخری دن مقرر کیا اور قبل پیدائش آسمان و زمین اس کا عرش پانی پر تھا اور اللہ تعالیٰ عرش اور پانی سے بھی پہلے تھا یعنی ہمیشہ سے ہے۔ یہ دنیا کا سلسلہ اس لیے چلایا کہ تمہارا پیدائش و موت کے درمیان میں امتحان لے کہ کون نیک کردار ہے، اللہ تعالیٰ سے اخلاص کرتا ہے اور کون بد۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ اہل مکہ سے یہ کہتے ہیں کہ بعد موت پھر زندہ ہو گے تو کافر کہتے ہیں کہ یہ بات جو تم کہتے ہو بالکل سحر واضح ہے یعنی یقیناً جھوٹ ہے بھلا مر کر بھی کوئی اٹھا ہے۔

۸- اگر ہم ان کافروں سے اپنی حکمتوں کے مطابق ایک وقت معین و معلوم تک عذاب کی تاخیر کرتے ہیں تو یہ لوگ یعنی اہل مکہ کہتے ہیں کہ اس عذاب عتاب کو کس نے روک رکھا ہے، ہم کفر کرتے ہیں پھر وہ عذاب کیوں نہیں آتا، کل اتر آئے، اتنا عرصہ کیوں لگایا ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ جس دن ان پر عذاب آیا پھر ہرگز نہ پھیرا جائے گا اور تب وہ چیز جس

لَيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا

یہ کہیں گے کہ اس کو کیا چیز روکے ہوئے ہے؟ خبردار ہو جاؤ' جس دن ان پر عذاب آئے گا تو پھر کسی کے ٹالنے سے

ع ٨/١ عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑧ وَلَئِنْ اَذَقْنَا

ٹلنے والا نہیں (وہی عذاب) انہیں گھیر لے گا جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے O اور اگر ہم انسان کو اپنی

الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨

رحمت کا کچھ مزا چکھادیں پھر اسے اس سے چھین لیں تو (وہ ذرا بھی صبر نہیں کر سکتا) بے شک وہ بڑا مایوس ہو جاتا ہے اور بڑی ناشکری کرتا ہے O

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ

اور اگر ہم اسے اپنی نعمتوں کا مزا چکھا دیں اس مصیبت کے بعد جو اس کو پہنچی تھی تو وہ ضرور کہنے لگے گا کہ اب تو سختیاں اور برائیاں

السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ ⑩ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ

مجھ سے دور ہو گئیں' بے شک انسان (ذرا سی بات میں) اترانے والا' شیخی خورہ ہو جاتا ہے O مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪ فَلَعَلَّكَ

ان کے لیے بخشش اور بڑا بدلہ ہے O پھر (اے نبی ﷺ!) کیا آپ ان کے اس

سے کہ یہ مسخراپن اور ہنسی کرتے تھے ان کو گھیر لے گی اور اتر آئے گی یعنی مصیبت عذاب اور اس استہزاء مذاق کا بدلہ ملے گا جو کہ یہ رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن پاک سے کیا کرتے تھے۔

۹ تا ۱۱۔ اگر ہم آدمیوں کو یعنی کافروں کو اپنی رحمت اور نعمت دیتے ہیں اور پھر ہم اس کو ان سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید ہو جاتے ہیں اور رحمت الٰہی کا آسرا بھی نہیں رکھتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں نعمت کبھی نہ ملے گی اور یاس اور ناامیدی میں انسان گھٹتا ہے اور نعمت جو اتنی مدت تک اس کے پاس رہی تھی اس کا شکر تو کیسا اس کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اگر ان کو بعد اس مصیبت کے جس نے ان کو پکڑا تھا اور اتفاق سے ان پر واقع ہوئی تھی ہم اپنی نعمت و رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو یہ غرور میں پھول جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب خرابیاں اور آفتیں ہم سے دور ہو گئیں اور خوشی اور غرور اور فخر میں پڑ جاتے ہیں۔ نعمت الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے' ان کو عذاب سے خوف نہیں رہتا' مگر رسول اور مسلمان جنہوں نے ایمان اور اطاعت پر صبر کیا اور اچھے کام کیے' اللہ کے لیے اخلاص برتا تو وہ نعمت میں شکر' مصیبت میں صبر کرتے ہیں' ان کے لیے مغفرت ہے۔ دنیا میں ان کی خطائیں معاف ہوں گی اور جنت میں بڑا اجر و ثواب ملے گا۔

۱۲۔ اے رسول! تم کو اس قدر ان کے ایمان لانے کا خیال ہے اور اشتیاق ہے کہ شاید تم بعض وہ باتیں جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہیں چھوڑ دو گے یعنی ان کے معبودان باطل کے عیب بیان کرنا اور کمزوری بیان کرنا جس کی تم پر تبلیغ ضروری ہے ان

تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ

کہنے پر کہ اس (نبی) پر (آسمان سے) کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا اس وحی میں سے جو آپ کی طرف ہوتی ہے کچھ چھوڑ بیٹھیں گے

يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ

اور اس سے آپ کا دل تنگ ہو جائے گا (ہرگز نہیں، نہ آپ کا دل تنگ ہونا چاہیے نہ آپ وحی چھوڑ سکتے ہیں) آپ صرف ڈر سنانے والے

نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

(خبردار کرنے والے) ہیں (آپ لوگوں کے منوانے کے ذمہ دار نہیں) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے (وہ جو کچھ چاہے کرسکتا ہے) O کیا یہ لوگ ایسا

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (نبی ﷺ) نے اپنے جی سے گھڑ لیا ہے (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو تو اس کی مثل دس

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا

سورتیں گھڑی ہوئی بنا کر لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کسی سے تم مدد لے سکتے ہو اس کو بھی بلا لو (اور سب مل کر کوشش کر دیکھو) O پھر اگر تمہارے مددگار

لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ

تمہارا کہنا نہ کر سکیں (اور نہ کر سکتے ہیں) تو تم یقین کرو کہ بے شک وہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم سے اتارا گیا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ

کی تالیف قلوب کے لیے ان کو نہ پہنچاؤ گے اور تمہارا دل اس کی تبلیغ کرتے ہوئے رکے گا اور تنگ ہو گا اس سبب سے کہ وہ کہیں گے کہ اگر یہ باتیں سچی ہیں تو ان کے لیے آسمان سے خزانہ کیوں نہیں اترا' آسمان سے مال واسباب کیوں نہیں آیا کہ یہ عیش کرتے یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ جو اس کے ساتھ گواہی دیتا پھرتا کیوں نہیں آیا۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایسا خیال نہ کرو' تم تو فقط رسول ہو ڈرانے والے۔ ان کا ایمان لانا تمہارے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر گواہ اور ضامن ہے' ان کو عذاب دے گا' ان کی باتوں پر گواہ ہے' سب سنتا ہے۔

۱۳ تا ۱۴۔ کیا کافر پھر کہتے ہیں کہ رسول نے قرآن کو اپنے دل سے گھڑ لیا ہے اور ہمارے دھوکہ دینے کو لائے ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم کہہ دو کہ اگر ایسا ہے تو تم بھی اس طرح کی دس سورتیں اپنے دل سے بنا کر اور جوڑ کر لاؤ یعنی جیسی سورت بقرہ' آل عمران' نساء' مائدہ' انعام' اعراف' انفال' توبہ' یونس' ہود سورتیں ہیں تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور سوائے خدا کے جس کی تم عبادت کرتے ہو اور جس کے تم بلانے کی طاقت رکھتے ہو اس کو بلاؤ اور ان سے مدد مانگو اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ رسول نے اپنے جی سے بنا لیا ہے۔ وہ کافر اس کے جواب میں چپ رہے' کچھ نہ بن آیا تب یہ اترا کہ اے حبیب اور مسلمانو! اگر یہ کافر ظالم تم کو کچھ جواب نہیں دیتے تو اب ان کو یقین کرنا چاہیے کہ یہ قرآن بحکم الٰہی جبریل کی معرفت اتارا گیا ہے اور اے کافرو! تم اس کا یقین کرو اور یہ بھی مانو کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ پس کیا اب بھی تم

أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا اب (اس دلیل کے بعد بھی) مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں) ○ جو کوئی (صرف) دنیا کی زندگی اور اس کی زینت وآرائش

نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾

چاہتا ہو تو ہم اس میں ان کے اعمال کا پورا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں ان کے لیے کچھ کمی نہ کی جائے گی ○

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

(لیکن یاد رکھو) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں (دوزخ کی) آگ کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا

صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى

اکارت گیا اور وہ جو کچھ عمل کرتے تھے وہ بھی برباد ہوئے ○ تو کیا وہ لوگ جو اپنے رب کی طرف سے

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ

ایک روشن دلیل (عقلی) پر ہوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک گواہ (قرآن) بھی آ چکا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام)

مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ

کی کتاب بھی جو امام اور رحمت تھی (اس کی سچائی کی گواہی دے چکی ہو یہ منکروں کی طرح ہو سکتے ہیں نہیں) بلکہ یہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں (اتنے

مسلمان ہوتے ہو اور رسول وقرآن کا اقرار کرتے ہو یا نہیں یعنی جب تم قائل ہو گئے تو اب ایمان لانے میں کیا فکر و تامل ہے، فوراً ایمان لاؤ۔

۱۵ تا ۱۶- جو زندگانی دنیا کا بندہ ہے اور اس کا اس کو ارادہ اور خیال رہتا ہے اور جو علم خدا نے اس کو دیا ہے اور اس پر فرض کیا ہے اس سے بھی دنیا اور اس کی زیب و زینت کا قصد کرتا ہے تو ہم اس کے سب اعمال اس کو دنیا ہی میں سونپ دیتے ہیں، دنیا ہی میں ان کا بدلہ دے دیتے ہیں اور ان کو دنیا میں نقصان نہیں دیا جاتا ہے کہ ان کے ان اعمال کا ثواب ان کو نہ ملے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لیے عمل کرتے تھے ان کو آخرت میں سوائے آتش دوزخ کے کچھ نہ ملے گا اور دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا سب ضائع اور باطل ہو جائے گا کیونکہ ان کو سب ثواب خیرات دنیا میں مل چکا ہوگا اور وہ جو کچھ دنیا میں کرتے تھے آخرت میں بیکار ٹھہرے گا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ نہ کیا تھا بلکہ دنیا کی غرض یا اپنے جھوٹے معبودوں کے لیے کیا تھا۔

۱۷- کیا وہ لوگ جن کا اوپر ذکر ہوا یعنی صرف دنیا کے طلبگاران کے برابر ہو سکتے ہیں جو دلیل یقینی پر قائم ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان کو ملی ہے اور اس بیان پر یعنی قرآن پر عمل کرتے ہیں جو خدا کے پاس سے آیا ہے اور اللہ کا گواہ جبریل اس کو ان پر پڑھتا ہے یعنی جبریل علیہ السلام ان کو قرآن سکھاتے ہیں اور ان سے پہلے اسی شاہد نے

بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ

دلائل کے بعد انکار کیسے کر سکتے ہیں) اور (ملک کے مختلف) گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے گا تو اس کا ٹھکانہ آگ ہی ہے تو (اے سننے والے!) تو اس

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ

(قرآن) کے متعلق ذرا بھی شک وشبہ میں نہ رہنا بے شک وہ تیرے رب کی طرف سے امر حق ہے لیکن اکثر لوگ (اپنی ہٹ دھرمی سے حق) پر ایمان نہیں

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ

لاتے O اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یہ لوگ اپنے رب کے سامنے

عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى

پیش کیے جائیں گے اور گواہ گواہی دیں گے کہ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا'

رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

دیکھو ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے O جو (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

ہیں اور اس میں کجی (ٹیڑھا پن) پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے بھی منکر ہیں O

بحکم خدا موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب توریت دی تھی اور موسیٰ (علیہ السلام) کو پڑھائی تھی جو ان کی امام تھی یعنی توریت کی اقتداء بنی اسرائیل پر واجب ولازم تھی اور ان کے حق میں رحمت تھی جو اس پر سچے دل سے ایمان لائے۔ وہ لوگ جو توریت اور موسیٰ پر ایمان لائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ علمائے اہل کتاب اور رسول اور قرآن کے ساتھ سب گروہوں میں سے جو کوئی کفر کرے گا تو اس کے لیے وعدہ کی جگہ اور لوٹنے کی جگہ جہنم ہے' پس اے سننے والو! تم کو اس بات میں شک وشبہ نہ ہو کہ یہ تمہارے پروردگار کے پاس سے حق اور یقینی ہے یعنی یہ بات یقینی ہے کہ جو کوئی ہمارے رسول اور قرآن کے ساتھ کفر کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یا یہ بات یقینی ہے کہ یہ قرآن سارے جہان کے پروردگار کے پاس سے جبریل علیہ السلام لائے لیکن اکثر آدمی اہل مکہ وغیرہ ایمان نہیں لاتے۔

۱۸ تا ۲۲- اور اس شخص سے بڑھ کر زیادہ ظالم اور سرکش اور نافرمان کون ہوسکتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء اٹھاتا ہے' وہ لوگ بروز قیامت اپنے پروردگار کے پاس پیش کیے جائیں گے اور اس وقت گواہ یعنی فرشتے اور رسول گواہی دیں گے' کہیں گے کہ یہی وہ کافر ہیں جو کہ اپنے رب پر افتراء کرتے اور جھوٹ بناتے تھے۔ خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ظالم مشرکوں پر ہوگی اور یقیناً اس کا عذاب ان پر ضرور ہوگا' وہ لوگ جو کہ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اس کے دین وطاعت سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھا پن نکالتے ہیں' یا یہ کہ اس کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ ڈھونڈتے ہیں وہ آخرت کو نہیں مانتے اور مرنے کے بعد دوبارہ

أُولَٰٓئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم

یہ لوگ زمین میں (اللہ تعالیٰ کے) قابو سے باہر نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان کا کوئی

مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ۘ يُضَٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا

حمایتی ہو سکتا ہے (اور آخرت میں) ان کو عذاب پر عذاب دیا جائے گا

يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ

نہ وہ سننا چاہتے تھے نہ دیکھ سکتے تھے O انہوں نے خود اپنے آپ کو

خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ

خسارے میں ڈال دیا اور جو کچھ وہ جھوٹ باندھتے تھے وہ سب کچھ کھویا گیا O بے شک یہی

أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

لوگ آخرت میں خود نقصان اٹھانے والے ہیں O بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

الصَّٰلِحَٰتِ وَأَخْبَتُوٓا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ

نیک کام کیے اور اپنے رب کی طرف (عاجزی سے) لوٹے وہی جنتی ہیں' وہ اس میں ہمیشہ

وقف لازم

زندہ ہونے کے منکر و کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو زمین یعنی دنیا میں عذاب دینے سے عاجز نہیں کر سکتے اور اگر وہ عذاب دے تو کہیں بچ کر نہیں بھاگ سکتے۔ ان کے لیے عذاب سے بچانے والے کوئی ان کے مددگار نہیں جو ان کی مدد کریں اور ان کو ان کے رؤسا' اولیاء اور مددگاروں کو دوگنا عذاب ہوگا' وہ شدت عداوت وفرط تکبر سے کلام رسول کو سن بھی نہیں سکتے اور رسول کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔ یا یہ کہ رسول کے ساتھ ان کے یاروں کو نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے اپنے آپ کو خود نقصان میں ڈالا اپنے آپ کو اہل و عیال اور گھروں کو اور خادموں اور جنت میں سب ثوابوں کو جو ان کے لیے وہاں تیار کیے گئے تھے خاک میں ملا دیا' ان سب سے محروم رہے۔ ان سب کو مسلمانوں نے لیا' وہ ان کے وارث و مالک ہوئے۔ وہ کافر دنیا میں جو کچھ افتراء کرتے تھے اور سوائے خدا تعالیٰ کے اور چیزوں کی عبادت کرتے تھے وہاں ان سب کو کھو بیٹھے' ان سے کچھ کام نہ بنا اور ان سب کو بھول گئے۔ سب کو اپنی اپنی پڑ گئی' بے شک وہ آخرت میں بڑے ہی نقصان و ٹوٹے میں ہیں کہ جنت و مافیہا نہ ملی' دوزخ میں پڑے جہاں ہمیشہ عذاب میں ہی مبتلا رہیں گے' کہیں چھٹکارہ نہ ہوگا۔

۲۳ تا ۲۴۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اخلاص برتا اور اپنے پروردگار کی طرف عاجزی اور خشوع وخضوع سے رجوع کیا وہ جنت والے ہیں' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔ ان دونوں گروہوں یعنی کافروں اور مسلمانوں کی مثال بہرے اور اندھے

فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَ

ہمیشہ رہیں گے ○ دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو (جیسے کافر) اور (دوسرا) دیکھنے اور سننے والا

الْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ ع ۲ ۱۲

(جیسے مومن) کیا ان دونوں کا حال برابر ہے (ہرگز نہیں) تو کیا تم غور و دھیان نہیں کرتے ○

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾

اور بے شک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (کہ وہ اس سے کہیں کہ) میں تمہیں صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں ○

اَنْ لَّا تَعْبُدُوٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيمٍ ﴿٢٦﴾

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم کسی کی پوجا نہ کرو' بے شک مجھے تمہارے اوپر ایک دکھ دینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے ○

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تو آپ کو اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں (خیال کرتے ہیں) اور ہم کو آپ کی

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِينَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى

پیروی کرنے والے تو وہی لوگ نظر آتے ہیں جو ہم میں سب سے زیادہ رذیل ہیں سرسری رائے والے (وہ بیوقوفی سے پیروی کرنے لگے ہیں) اور ہم

اور بینا اور سننے والی کی سی ہے' کافر اندھے ہیں حق و ہدایت کو نہیں دیکھتے' بہرے ہیں حق اور ہدایت کو نہیں سنتے ہیں۔ مسلمان حق و ہدایت کو دیکھتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں' کیا یہ دونوں گروہ برابر ہو سکتے ہیں اور مسلمانوں کا سا ثواب و انعام کافروں کو مل سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اے گروہ کفار! کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور امثال قرآن مجید سے نصیحت پکڑ کر ایمان نہیں لاتے۔

۲۵ تا ۲۶- اور ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس بھیجا کہ ان کو سمجھائیں' جب وہ ان کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ تمہارے لیے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوں' اس کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں' حکم الٰہی ظاہر کرنے والا ہوں' تمہاری ہی بولی میں تم کو سمجھاتا ہوں یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی ہرگز عبادت نہ کرو' اگر اوروں کی عبادت کرو گے تو مجھ کو تمہارے لیے بڑے دردناک عذاب کا ڈر ہے کہ تمہیں آ کر نہ ستائے یعنی غرق نہ کر دے یعنی اگر شرک کرو گے تو عذاب و سزا ضرور پاؤ گے۔

۲۷- حضرت نوح (علیہ السلام) کے جواب میں انہوں نے کہا اور اس قوم کے سردار بولے کہ ہم تو اے نوح! آپ کو اپنے جیسا آدمی جانتے ہیں' آپ میں اللہ تعالیٰ کی رسالت کی کیا بات ہے' ابھی تک آپ کے تابعین اور امت میں سوائے کمینوں اور رذیلوں اور ادنیٰ درجے کے ضعیف آدمیوں کے ہم کوئی رئیس بڑا آدمی نہیں پاتے' انہوں نے بادی الرائے سے تمہارے دھوکے میں آ کر اتباع کر لیا ہے اور بے وقوف اور بے شعور ہیں۔ ہم آپ کے لیے لوگوں میں اپنے

لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

آپ کے لیے اپنے اوپر کوئی فضیلت اور بڑائی بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تو آپ کو جھوٹا تصور کرتے ہیں O نوح (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میری قوم!

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی ہوئی دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (نبوت) بھی عطا فرمائی

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيٰقَوْمِ

ہے تو تم اس سے اندھے رہے تو کیا ہم اس (دلیل) کو تمہارے گلے زبردستی لپیٹ دیں حالانکہ تم اس سے بیزار ہو O اور اے میری قوم!

لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ

میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ مال نہیں مانگتا ہوں' میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اور میں تو ایمان والوں کو دھتکارنے والا نہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾

کیونکہ بے شک وہ رب سے ملنا چاہتے ہیں لیکن میں تم کو ایک جاہل قوم پاتا ہوں O

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾

اور اے میری قوم! اگر میں ان مسلمانوں کو (اپنے پاس سے) دھتکار دوں تو مجھے اللہ تعالیٰ سے کون چھڑا سکتا ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں O

آپ سے کوئی فضیلت اور زیادتی نہیں پاتے' جیسے ہم کھاتے پیتے اور سوتے ہیں آپ بھی یہی کام کرتے ہیں بلکہ ہم جہاں تک غور کرتے ہیں آپ کو اپنے دعووں میں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

۲۸- حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم! یہ تو خیال کرو کہ اگر واقعی میں سچا ہوں اور میرے رب کے پاس سے جو مجھے دلیل اور بیان وحی ملی ہے میں اس میں بالکل سچا ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے پاس سے خاص رحمت' حکمت اور نبوت و ایمان کا انعام کیا ہو اور وہ نعمت تم سے چھپ گئی ہو یا یہ کہ چھپا دی گئی ہو اور میری نبوت تمہاری ناقص عقل میں نہ آتی ہو' تو کیا میں تم کو مجبور کر دوں گا اور زبردستی تم کو وحی و الہام کو ماننے کی توفیق دے دوں گا اور باوجودیکہ تم انکار کرتے ہو اور اس سے بیزار ہو زبردستی تمہارے سر پر تھوپ دوں گا' لازم کر دوں گا۔ یہ میرا کام نہیں' تم ایمان نہیں لاتے نہ لاؤ' اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے گا' پھر تم کو کوئی اس کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔

۲۹ تا ۳۰- اے میری قوم! میں تم سے توحید و ایمان کی تبلیغ پر مزدوری نہیں مانگتا' میرا ثواب اور اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے' وہ مجھے دے گا اور میں ان کو جو ایمان لائے ہیں تمہارے کہنے سے اپنے پاس سے ہرگز باہر کرنے والا نہیں' یہ بروز قیامت اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں۔ اگر وہاں مجھ سے دار و گیر کی اور میری شکایت کی کہ آپ نے ہم کو اپنے پاس سے کیوں نکالا تھا تو میں کیا جواب دوں گا لیکن میں تم کو بالکل بے وقوف سمجھتا ہوں کہ امر الٰہی کو بالکل نہیں سمجھتے۔ اے

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ
اور میں تم سے (دعوے سے) نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں خود غیب جان لیتا ہوں اور نہ میں یہ
اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ
کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کے متعلق جنہیں تمہاری آنکھیں حقیر جانتی ہیں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز
يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ
اللہ تعالیٰ انہیں کوئی بھلائی عطا نہ فرمائے گا' اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے' اگر میں ایسا کروں تو اس وقت یقیناً
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا
میں بے انصاف لوگوں میں ہوں ○ تو وہ کہنے لگے کہ اے نوح! (علیہ السلام) آپ ہم سے جھگڑے' اور بہت جھگڑے' اگر آپ سچے ہیں تو جس
بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ
عذاب کا وعدہ ہم سے کرتے ہیں اسے ہمارے پاس (فوراً) لے آیئے ○ نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اس کو
اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ
تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہی لائے گا اور (جب وہ لائے گا تو) تم (اسے روک نہ سکو گے اور) اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کر سکو گے ○ اور میری نصیحت تم کو کچھ

قوم! اگر تمہاری فرمائش کے مطابق میں ان غریب مسلمانوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں تو خدا تعالیٰ کے غصے سے مجھے کون بچائے گا اور میری مدد کون کرے گا' کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور میرا کہا مان کر ایمان نہیں لاتے تو تم جانو جو چاہو کرو۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

۳۱- اے قوم! میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے خزائن رزق میرے پاس وقبضہ میں ہیں' ان کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں یہ بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ مجھ کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل ہے۔ نزول عذاب کا وقت یا کوئی اور غیب بے خدا کے بتلائے میں خود بخود جانتا ہوں۔ میں اس کا بھی مدعی نہیں کہ میں کوئی آسمانی فرشتہ ہوں آدمی نہیں۔ میں ان کی نسبت جن کو تمہاری آنکھیں ذلت وحقارت کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں یعنی غریب مسلمانوں کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو خیر وعزت نہ دے گا۔ میری تصدیق اور مجھ پر ایمان لانے کا ان پر انعام واکرام نہ کرے گا' وہ مالک ہے' اپنا فضل جسے چاہے عطا کر دے' اس کو ان کے دلوں کا حال معلوم ہے کہ وہ سچے ایمان والے ہیں یا نہیں۔ اگر میں اپنی طرف سے ان کو مسلمان نہ کہوں تو میں ظالموں اور اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں شمار ہو جاؤں گا' لہٰذا میں تو ان کو سچا مسلمان سمجھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے سچے مسلمان ہونے کا علم دیا ہے۔

۳۲ تا ۳۴- کافر بولے کہ اے نوح! آپ نے ہم سے خوب جھگڑا اور مناظرہ کیا اور ہمارے آباؤ اجداد کے خلاف

إِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ ط

بھی فائدہ نہ دے گی اگرچہ میں کتنی ہی نصیحت تم سے کرنا چاہوں جب کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا گمراہی میں رکھنا منظور ہو' وہی تمہارا رب ہے

هُوَ رَبُّكُمْ قف وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾ ط أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ

اور اسی کی طرف تم سب کو پھر جانا ہے O کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی ﷺ) نے قرآن خود گھڑ لیا ہے؟ آپ فرما دیجئے

إِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ إِجْرَامِيْ وَأَنَا بَرِيْۤءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع ۳ ۱۱

کہ اگر میں نے اسے خود گھڑ لیا ہو گا تو اس کا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہوں سے الگ ہوں O

وَأُوْحِيَ إِلٰى نُوْحٍ أَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ

اور نوح (علیہ السلام) کی طرف وحی کی گئی کہ اب آپ کی قوم میں کوئی ایمان نہ لائے گا' جو ایمان لانے والا تھا لا چکا' پھر آپ ان

اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ ج وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

باتوں پر جو وہ کر رہے ہیں غم نہ کھایئے O اور آپ ہمارے سامنے اور ہماری

بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ج إِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٣٧﴾

وحی سے کشتی بنایئے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ عرض نہ کرنا کیونکہ وہ غرق کیے جائیں گے O

دین کی دعوت کی اور خوب کی اور اپنی تبلیغ انتہا کو پہنچا دی' اب تقریر ختم کرو اور جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو اگر تم سچے ہو کہ وہ ضرور آئے گا تو لے آؤ۔ حضرت نوح بولے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو تمہارے اوپر عذاب نازل کر دے گا' تم کو سزا دے گا تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے کہ اس سے بچ کر کہیں بھاگ جاؤ۔ میری نصیحت اور دعوت اور عذاب سے ڈرانا خواہ میں کیسی ہی نصیحت کا قصد کروں اور تم کو ڈراؤں اور توحید کی طرف بلاؤں اور جان و دل سے کوشش کروں اگر اللہ تعالیٰ ہی کا یہ ارادہ ازلی ہے کہ تم کو گمراہی میں چھوڑ دے اور زبردستی ہدایت نہ دے تو میری پند و نصیحت تم کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ وہ تمہارا پروردگار ہے' والی و مالک ہے' تم بعد موت کے اسی کے پاس جاؤ گے' وہ تمہارے اعمال کی جزاء سزا دے گا' میں تبلیغ کا فرض ادا کر چکا۔

۳۵۔ ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) سے کہا کہ اے نوح! کیا یہ کافر کہتے ہیں کہ نوح نے اپنے دل سے گھڑ کے خود ایک نیا مذہب ایجاد و قائم کیا' آپ کہہ دیں کہ اگر میں نے اس کو خود بخود بنایا اور اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائی تو اس کا گناہ مجھ ہی پر ہے تم پر تو نہیں۔ میں ان گناہوں سے جو تم کرتے ہو یعنی شرک و کفر بری و بیزار ہوں (بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے رسول پاک خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ہے' یہ ان سے خطاب ہے) ف: یہ دونوں ہو سکتے ہیں۔

۳۶ تا ۳۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کو یہ وحی بھیجی گئی کہ اب آپ کی قوم سے سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہ لائے گا پس آپ غم نہ کریں اور ان کے ہلاک ہو جانے پر رنجیدہ نہ ہوں بسبب اس کے جو یہ اپنے کفر میں

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا

جب نوح (علیہ السلام) کشتی بناتے تھے اور ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے تو ان پر ہنستے تھے (آپ کا مذاق اڑاتے تھے)

مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ ۝۳۸

آپ فرماتے تھے: اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی ایک دن اسی طرح تم پر ہنسیں گے جس طرح تم (ہم پر) ہنستے ہو ۝

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

تو ابھی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جس کو وہ رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ قائم

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۳۹ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا

رہنے والا عذاب اترتا ہے ۝ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور (میں سے پانی) ابلا تو ہم نے فرمایا کہ (اے نوح علیہ السلام!)

احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

اپنی کشتی میں ہر جنس کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) اور ان لوگوں کے سوا جن پر (ہلاک ہونے کا) فرمان جاری ہو چکا ہے

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا

اپنے گھر والوں کو اور باقی مسلمانوں کو سوار کر لیجئے' ان کے ساتھ بہت ہی تھوڑے لوگ

کرتے تھے اور اب کشتی بنانے میں مشغول ہو جائیں' ہمارے روبرو اس کی درستی کریں' ہمارے حکم سے تیاری شروع کریں اور اب مجھ سے ان کے بارے میں بات چیت اور سفارش اور طلبِ نجات بار بار نہ کریں۔ جو ظالم ہیں یعنی مشرک یہ بے شک ضرور ضرور غرق ہوں گے اور ان کو ہلاک کیا جائے گا ان کی نجات کی کوئی صورت نہیں۔

۳۸ تا ۳۹۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے لگے اور اس کی تیاری میں مشغول ہو گئے' اس عرصے میں جب بھی کوئی گروہ ان کے پاس آتا اور ادھر سے ہو کر وہ لوگ نکلتے رؤساء امراء تو ٹھٹھا مذاق کرتے' ان پر ہنستے کہ بارش کے پانی کا نام و نشان تک نہیں کشتی کیوں تیار ہوتی ہے' تو حضرت نوح علیہ السلام کہتے کہ اگر تم ہم سے آج مسخراپن کرتے ہو تو ہم بھی بعد موت تم سے یونہی مذاق کریں گے جیسے دنیا میں تم ہم سے کرتے ہو۔ اب عنقریب تم عذاب دیکھتے ہو اور یہ جان لو گے کہ عذاب دنیا میں کس پر آتا ہے کہ اس کو ذلیل و خوار و ہلاک کر دے اور آخرت میں کس پر عذاب اترے گا جو دائمی ہوگا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگا۔

۴۰ تا ۴۱۔ یہاں تک کہ جب عذاب کا حکم ہمارا آ گیا اور تنور نے جوش مارا یعنی تنور سے پانی کا فوارہ نکلا' بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ صبح کو تنور سے نور کا پانی ابلا یعنی سویرا تڑکا ہوا تو ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) سے کہا کہ اس کشتی میں ہر ذی روح سے دو دو جانور رکھ لو ایک نر ایک مادہ کہ بعد کو سلسلہ چلے اور اپنے سب گھر بار بال بچوں کو کشتی میں بٹھا لو سوائے

قَلِيْلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ط

ایمان لائے تھے ○ اور نوح (علیہ السلام) نے (ساتھیوں سے) فرمایا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے' بے شک

اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف

میرا پروردگار یقیناً بڑا بخشنے والا' مہربان ہے ○ اور وہ (کشتی) انہیں پہاڑ کی طرح (اٹھتی ہوئی) موجوں میں لیے جا رہی تھی

وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا

اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ کنارے پر کھڑا تھا کہ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ

تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ

نہ رہ (اور مسلمان ہو جا) ○ اس نے کہا کہ اب میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا' نوح (علیہ السلام)

الْمَآءِ ط قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج وَ

نے فرمایا کہ آج (کافروں کو) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں مگر (وہی بچ سکتا ہے) جس پر اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے اور ان دونوں کے

قرأ حفص بفتح المیم و امال الراء ۱۲

ان بعض کے کہ جن پر ان کے کفر کی وجہ سے پہلے سے عذاب کا وعدہ قائم ہو چکا ہے اور سب مسلمانوں کو اپنے ساتھ کشتی میں لے لو اور ان کے ساتھ مسلمان تھوڑے ہی سے تھے' کل اسی آدمی تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان سب سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا "مجرا" اور "مرسا" یعنی چلنا اور ٹھہرنا اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہے' جہاں چلے گی اور جہاں ٹھہرے گی اسی کے نام پر اور دوسری قرأت میں "مجری" اور "مرسی" فاعل کے صیغہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم شروع کرتے ہیں جو چلانے والا اور ٹھہرانے والا ہے' میرا پروردگار غفور ہے' درگزر کرتا ہے' توبہ کرنے والوں پر رحمت نازل فرماتا ہے۔

۴۲ تا ۴۳۔ جب حضرت نوح علیہ السلام اور سب مسلمان کشتی پر سوار ہو گئے تو وہ کشتی ان سب کو لیے ہوئے موجوں میں اور ورطوں اور پانی کے لجوں میں ایسی جاتی تھی جیسے پہاڑ ہوتے ہیں عظمت و رفعت میں' اور نوح علیہ السلام نے اپنے پسر کنعان کو جو کشتی میں سوار نہ ہوا تھا پکارا اور وہ الگ کھڑا ہوا تھا یعنی کشتی کے کنارے پر کھڑا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ جلد اندر آ جا' بعض کہتے ہیں کہ الگ تھا یعنی پہاڑ کے اوپر تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہہ کر جھٹ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ ان کے دین میں نہ رہو ورنہ طوفان میں غرق ہو جائے گا۔ لڑکا بولا کہ مجھے کشتی میں آنے کی حاجت نہیں' میں عنقریب کسی پہاڑ پر چلا جاؤں گا وہ پانی سے مجھ کو بچا لے گا' میں پانی میں غرق نہ ہوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام بولے کہ آج امر الٰہی اور عذاب طوفان سے سوائے ان کے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا یعنی مسلمانوں کے سوا کوئی چیز کسی کو بچا نہیں سکتی اور موج ان دونوں کے درمیان آ کر حائل ہو گئی یعنی کنعان اور حضرت نوح علیہ السلام کے یا کنعان اور کشتی کے اور اس نے آ کر کنعان کو غوطہ دے کر تہ کو پہنچا دیا اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔

حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ

درمیان ایک بڑی موج حائل ہو گئی تو وہ ڈوبنے والوں میں رہ گیا O اور (اس کے بعد) زمین کو حکم دیا گیا

ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَ

کہ اے زمین! تو اپنا پانی پی لے اور اے آسمان! تو تھم جا اور پانی خشک ہو گیا اور (کافروں کا) کام تمام کر دیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر

اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى

ٹھہری اور فرمایا گیا کہ ظالموں کے لیے (نامرادی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دوری ہے O اور نوح (علیہ السلام)

نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

نے (کافروں کے ڈوبنے سے اپنے) اپنے پروردگار کو پکارا عرض کی کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا بھی تو میرے گھر کے لوگوں میں سے ہے اور یقیناً تیرا

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ

وعدہ سچا ہے (کہ عذاب آ کر رہے گا) اور تو سب سے بڑھ کر حاکم ہے O اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح! (علیہ السلام) وہ آپ کے گھر والوں میں سے

عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ﻗﻠﮯ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْٓ

نہیں رہا کیونکہ اس کے کام بہت بُرے ہیں، پس آپ اس بات کا مجھ سے سوال نہ کریں جو آپ کے علم

۴۴- سب کافر ہلاک ہوئے اور زمین سے کہا گیا کہ اب تو اپنا پانی جو کہ تو نے نکالا تھا چوس لے اور سب پی جا اور اے آسمان! اب پانی کو روک لے اور نہ برسا اور پانی کم ہوتا گیا اور حکمِ الٰہی فیصل کر دیا گیا۔ ہلاک ہونے والے ہلاک ہو چکے، نجات پانے والے نجات پا چکے اور فراغت حاصل ہو گئی اور کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہری جو ارض موصل شہر نصیبین میں ہے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان صادر ہوا کہ ظالم' کافر قومِ نوح علیہ السلام رحمت الٰہی سے دور ہو جائے اور ناامیدی میں گرفتار ہو یعنی ہمیشہ جہنم کے عذاب میں گرفتار رہے۔

۴۵ تا ۴۹- اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکار کر کہا کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا کنعان بھی تو میرے اہل میں سے ہے جن کی نجات کا تو نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے۔ تیرا وعدہ بے شک سچا اور حق ہے، تو سب حاکموں سے زائد انصاف والا حاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: اے نوح (علیہ السلام)! جن کا میں نے آپ کے اہل و عیال میں سے وعدہ نجات کیا تھا اس سے مراد آپ کی نیک اولاد مسلمان تھی' یہ آپ کے ان اہل میں سے نہیں' اس نے تو وہ باتیں کیں جو کہ خدا تعالیٰ کو پسند نہ تھیں اور اس نے بُرے عمل کیے یعنی کفر و شرک کیا تھا۔ یہ معنیٰ اس تقدیر پر ہے کہ 'عمل'' صیغہ ماضی ہو اور جس قراءت پر صیغہ مصدر ہو تو یہ معنی ہوں گے کہ یہ آپ کا دعا کرنا عمل غیر صالح ہے۔ آپ کی شان کے لائق نہیں۔ آپ کے منصب نبوت کے لائق نہیں۔ پس اے نوح (علیہ السلام)! مجھ سے آپ ایسی باتوں کی درخواست نہ کریں جن کا آپ کو علم نہیں یعنی جو نجات کا

أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّيْٓ أَعُوْذُ بِكَ

میں نہیں، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نادان نہ بنیں O نوح (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں

أَنْ أَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ أَكُنْ

اس بات پر کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اٹھانے

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ

والوں میں سے ہو جاؤں گا O فرمایا گیا کہ اے نوح! (علیہ السلام) ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر

وَعَلٰٓى أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا

اور کچھ ان لوگوں پر ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں (کشتی سے) اتریں اور کچھ گروہ (بعد کو پیدا ہونے والے) ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے پھر

عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ أَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ

انہیں ہماری طرف سے (ان کی نافرمانیوں کے بدلے) دردناک عذاب پہنچے گا O اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی

تَعْلَمُهَآ أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۭ فَاصْبِرْ ۭ إِنَّ الْعَاقِبَةَ

کرتے ہیں، اس سے پہلے نہ آپ انہیں خود بخود جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، تو (آپ اپنی قوم کی ایذاء پر) صبر فرمائیے بے شک پرہیزگاروں

معانقة ٩ عند المتأخرين ١٢
(او وقف علی فاصبر احسن والیق) ١٢

مستحق نہ ہو اس کی نجات کی دعا نہ کرو۔ دیکھو میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں اور سمجھاتا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں جو اپنی خواہش سے مجھ سے ایسی باتیں مانگتے ہیں جن کا ان کو علم نہیں ہوتا اور وہ اسرار الٰہی سے جاہل و ناواقف ہوتے ہیں۔ آپ تو اسرار الٰہی سے باخبر ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ کافروں کو نجات نہیں دی جائے گی، پھر آپ جانتے ہوئے اس کی نجات کا سوال کیوں کرتے ہو۔ حضرت نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی باتوں کو تجھ سے چاہوں جن کا مجھ کو علم نہ ہو کہ وہ نجات کے مستحق ہیں یا نہیں اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے گا اور درگزر نہ کرے گا اور مجھ پر رحمت نہ کرے گا اور مواخذہ کرے گا تو میں خائب و خاسر لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ تیرے عذاب دینے سے خسارہ میں پڑ جاؤں گا۔ تب حضرت نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح (علیہ السلام)! اب کشتی سے اتریئے ہمارا سلام اور برکتیں آپ پر اور ان پر جو آپ کے ساتھ کشتی میں مسلمان ہیں یعنی اہل سعادت یعنی ہمارے سلامت رکھنے اور سعادت دینے کے سبب سے خوش و خرم کشتی سے اتریں اور بہت سی جماعتیں ان کی پشتوں سے ایسی نکلنے والی ہیں جن کو ہم عنقریب عیش و عشرت و مال و متاع دنیا دیں گے یعنی بعد ان کے پیدا ہونے کے اور دنیا میں اپنے باپوں کے نطفوں سے ظاہر ہونے کے بعد، پھر وہ کفر کریں گے تو ان کو ہمارا دردناک عذاب پہنچے گا، وہ بد بخت ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کہ حضرت نوح علیہ السلام چار سو اسی (٤٨٠) برس کے تھے ان کو وحی بھیجی اور نبوت دی۔ ایک سو بیس (١٢٠) برس دعوتِ اسلام کرتے

ع ۱۴ ۴

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

کے لیے اچھا انجام ہے O اور (ہم نے) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے ھود (علیہ السلام) کو (بھیجا) انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ

ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' تم (اسے چھوڑ کر) صرف بہتان ہی باندھنے والے ہو O اے میری قوم! میں تم سے اس بات

عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾

پر کوئی اجرت نہیں مانگتا' میرا بدلہ تو اسی ذات کے ذمہ کرم پر ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا' پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے O

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ

اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے رب سے (اپنے قصور کی) معافی مانگو پھر (آئندہ کے لیے) اس کے دربار میں توبہ کرو تو وہ تم پر زور

مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا

کی بارش بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ قوت عطا فرمائے گا اور جرم کرتے ہوئے (اس سے) منہ نہ موڑو O انہوں نے کہا: اے

رہے۔ کشتی سے اترنے کے بعد تین سو پچاس (۳۵۰) برس جیے' کشتی میں پانچ (۵) ماہ رہے۔ کشتی تین سو ہاتھ حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھوں سے لمبی تھی اور پچاس گز چوڑی اور بلندی وارتفاع تیس گز۔ تین طبقے تھے ہر طبقہ میں دروازہ۔ نیچے کے طبقے میں درندے' زمین کے حشرات وغیرہ۔ درمیانی درجہ میں باقی جانوروں' چوپایوں کو رکھا تھا' اوپر مسلمان بنی آدم تھے' کل اسی آدمی تھے' چالیس مرد چالیس عورتیں۔ مرد' عورتوں کے درمیان میں حضرت آدم علیہ السلام کی نعش رکھی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ان کے تین بیٹے تھے سام' حام' یافث۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ غیبی خبریں' گزشتہ امتوں کے سچے واقعات' عبرت انگیز قصے جبریل (علیہ السلام) کو بھیج کر آپ کو وحی قرآنی میں سناتے ہیں۔ ان کو قبل نزول قرآن پاک یا پیدائش سے پہلے آپ خود جانتے تھے نہ آپ کی قوم۔ لہٰذا آپ ان کفار کی ایذاء اور تکذیب پر صبر کریں۔ عاقبت اور اچھا انجام کار اور آخرت میں کامیابی متقیوں کے لیے ہے جو کفر وشرک وفواحش سے بچتے ہیں کہ ان کو دنیا میں غلبہ ونصرت اور قیامت میں جنت ملے گی۔

۵۰ تا ۵۲۔ اور ہم نے قوم عاد کے پاس ان کے بھائی ان کے پیغمبر ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ (حضرت) ہود (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کی توحید کو حق مانو' اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں' جس کی عبادت کا میں تم کو حکم کرتا ہوں وہی معبود برحق ہے' تم جو بتوں کو پوجتے ہو اس بات میں تم بالکل مفتری وکذاب ہو' اس نے تم کو کسی غیر کی عبادت کا حکم نہیں دیا۔ اے میری قوم! میں تم سے اس تعلیم و توحید بیان کرنے کی اجرت اور مزدوری نہیں مانگتا' میرا ثواب واجر سوائے اس خدا تعالیٰ کے جس نے مجھ کو پیدا کیا کسی اور پر نہیں۔ پس کیا تم کچھ نہیں سمجھتے اور تم کو عقل انسانی نہیں۔ اے میری قوم! اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کفر وشرک سے بخشش مانگو' توحید اختیار کرو' پھر اخلاص قلب سے' سچے دل سے اس کی طرف توبہ ورجوع کرو وہ تمہارے لیے بارش بھیجے گا' خوب زور سے مینہ برسے گا' جب

يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ

ھود! (علیہ السلام) آپ ہمارے پاس (ہماری سمجھ کے مطابق) تو کوئی دلیل لے کر نہیں آئے اور ہم صرف آپ کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے

وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ

نہیں اور ہم آپ (کی بات) پر یقین وایمان لانے والے بھی نہیں O ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آپ پر ہمارے کسی معبود کی مار پڑ گئی ہے (اسی لیے آپ ایسی باتیں

اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

کرتے ہیں) ھود (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے شریک ٹھہراتے ہو بے شک

تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾

میں ان سب سے بیزار ہوں O تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم سب مل کر میرا برا چاہو (اور میرے ساتھ مکر کرو) پھر مجھ کو (ذرا بھی) مہلت نہ دو (پھر دیکھو کہ میرا کیا بگاڑ

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ

سکتے ہو) O بے شک میں نے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا (دونوں کا) رب ہے کوئی چلنے والا ایسا نہیں کہ جس کی پیشانی اور چوٹی اس کے

حاجت ہوگی ہمیشہ آیا کرے گی اور اللہ تعالیٰ تمہاری قوت کو اور زیادہ قوت دے گا۔ مال' اسباب' اولاد' عزت' غلبہ سب کچھ ملے گا' ایمان وتوبہ سے مشرک ومجرم بن کر منہ نہ پھیرو بلکہ سچے دل سے توبہ کرو' ایمان لاؤ۔

۵۳ تا ۵۶- کافروں نے کہا کہ اے ہود (علیہ السلام)! آپ کوئی واضح دلیل تو اپنے دعوے پر لائے نہیں' کوئی نشانی دکھاتے نہیں' ہم یوں تو فقط آپ کے کہنے سے اپنے معبودوں کو اور ان کی عبادت کو کبھی ترک نہ کریں گے اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں کہ آپ کی رسالت کی تصدیق کریں گے۔ ہم آپ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آپ کو جنون اور وہم کیوں ہو گیا سوائے اس کے کہ ہمارے معبودوں نے آپ پر خفا ہو کر مصیبت ڈال دی اور چونکہ آپ ان کو برا بھلا کہتے تھے' ان کی عبادت نہ کرتے تھے اس لیے انہوں نے آپ کی عقل چھین لی' آپ کو دیوانہ کر دیا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ ہو جاؤ کہ میں ان سے جن کو تم سوائے خدا تعالیٰ کے پوجتے ہو یعنی بتوں سے' بیزار و بری ہوں اور مجھے ان سے سخت نفرت ہے' پس تم سب مل جل کر میرے لیے مکر کرو اور میری ہلاکت کی فکریں کرو' پھر میں مہلت بھی نہیں مانگتا' تم مجھ پر رحم نہ کرو' بے دھڑک میرے حق میں جو چاہو کرو۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے اپنا عمل اس کو سونپ دیا ہے جو میرا اور تمہارا بھی پروردگار ہے' رازق و خالق وہی ہے' کوئی جاندار نہیں مگر وہ اس کی پیشانی اپنے قبضے میں لیے ہوئے ہے یعنی ہر جاندار اس کے قبضہ میں ہے' زندہ رکھے خواہ مارے۔ میرا پروردگار صراطِ مستقیم پر نگہبان ہے یعنی وہ راستہ وطریقہ جس پر ساری خلقت کا گزر ہے اس کا وہ حاکم ہے' کوئی اس سے بھاگ نہیں سکتا یا یہ کہ وہ دینِ حق و مذہب پسندیدہ وملت اسلامیہ وتوحید کی طرف سب کو بلاتا ہے۔

بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ

قبضۂ قدرت میں نہ ہو بے شک میرا رب (حق اور انصاف کی) سیدھی راہ پر چلتا ہے O پھر اگر (اس پر بھی)

أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ

تم منہ پھیرو گے تو جو کچھ مجھے دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ میں سب تمہیں پہنچا چکا اور (اگر تم نہ مانو گے تو) میرا پروردگار (تمہیں فنا کر کے)

وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا

تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے (اور) بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے O اور جب ہمارا

جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم

حکم آیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ھود (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو بچا لیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا

(اور قوم عاد کو ہلاک کیا) O اور یہ (سرگزشت) عاد (کی ہے) انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیاں (ہٹ دھرمی سے) جھٹلائیں

رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا

اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے تکبر کرنے والے سرکش کے حکم کی پیروی کی O اور اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگی

لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

اور قیامت کے دن بھی، دیکھو عاد اپنے پروردگار سے منکر ہوئے (اور ہلاک ہوئے) اے ھود (علیہ السلام) کی قوم!

۵۷۔ اگر تم لوگ انکار کرو گے، ایمان و توبہ سے منہ پھیرو گے تو تم کو اختیار ہے کہ میں تم کو وہ باتیں پہنچا چکا جن کے لیے میں بھیجا گیا تھا، اب تم قبول نہ کرو گے تو میرا کیا کرو گے، وہ تم کو ہلاک کرے گا اور تمہارے قائم مقام (نائب) میرا رب کسی اور قوم کو پیدا کر دے گا جو تم سے بہتر اور تابع فرمان ہو گی۔ تم خدا تعالیٰ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے، تمہارے ہلاک ہونے سے اس کا کچھ نہ بگڑے گا، میرا رب ہر چیز کا نگہبان ہے، تمہارے اعمال کا گواہ اور عالم ہے۔

۵۸تا۶۰۔ جب ہمارا فرمان عذاب ان پر آیا تو ہم نے ھود (علیہ السلام) اور جو ان کے ساتھ اسلام لائے تھے ان کو اپنی رحمت اور نعمت اور فضل سے اس عذاب سے بچایا اور سخت عذاب سے ان کو نجات دی۔ یہ گروہ عاد جو ہلاک ہوا اس نے اپنے رب کی آیتوں سے جن کو ہود لائے تھے انکار کیا تھا اور رسولوں کی امر توحید میں نافرمانی کی تھی اور ہر "جبار عنید" یعنی بادشاہ ظالم غضبناک کا جو اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والا تھا اتباع کیا تھا۔ اس دنیا میں ان پر لعنت اتاری گئی اور ان کا انجام لعنت پر ہوا اور دوبارہ بروز قیامت لعنت اتاری جائے گی، دنیا میں ہوا کا عذاب آیا، آخرت میں عذاب دوزخ پائیں گے۔

قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

عاد (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دور ہو O اور (ہم نے) قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے صالح (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا: اے

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ

میری قوم (کے لوگو!) اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا

اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

اور اسی نے تمہیں زمین میں بسایا تو اسی سے (اپنے قصوروں کی) معافی مانگو اور پھر (آئندہ) اسی کے دربار میں توبہ کرو، بے شک میرا پروردگار (ہر شے سے) قریب (ہر

قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ

ایک کی) دعا سننے والا ہے O انہوں نے کہا: اے صالح! (علیہ السلام) پہلے تو آپ ہم میں ایک ہونہار آدمی ہوتے تھے (اب آپ کو کیا ہو گیا) کیا آپ ہمیں

هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ

ہمارے باپ دادوں کے معبودوں کو پوجنے سے منع کرتے ہیں (یہ کیسی بات ہے) اور بے شک تم جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو تو اس سے ایک بڑا دھوکا

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

ڈالنے والے شک میں ہیں (آپ کی بات ہمارے دلوں میں نہیں اترتی) O صالح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم (کے لوگو)! کیا تم نے اس بات پر غور

بے شک قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر و انکار کا برتاؤ کیا' بے شک ان کے لیے رحمت الٰہی سے دوری و محرومی ہے۔

۶۱- اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی اور پیغمبر صالح کو بھیجا' انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی مالک نہیں' کوئی اس قابل نہیں کہ تم اس کی عبادت کرو سوائے اس کے جس کی عبادت کا میں تم کو حکم کرتا ہوں' اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا یعنی آدم سے تم کو اور مٹی سے ان کو اور تم کو زمین میں آباد کیا اور اس کا بسانے والا بنایا۔ پس تم اس کی توحید اختیار کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو' پھر اس کی طرف توحید و توبہ و اخلاص سے رجوع کرو' میرا پروردگار قدیر ہے' دعا قبول کرنے والا ہے' جو توحید کا دامن پکڑتا ہے اس کی دعا قبول کرتا ہے اور گناہ بخش دیتا ہے۔

۶۲- کافروں نے کہا: اے صالح! قبل اس کے کہ آپ ہمیں اس دین کی دعوت کریں جو ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے آپ اچھے آدمی تھے' ہم آپ سے امید خیر و فلاح کی رکھتے تھے اور کیا تم اس چیز کی عبادت سے روکتے ہو جس کی عبادت ہمارے باپ دادے پشتوں سے کرتے چلے آئے ہیں اور ہم بے شک اس بات میں جس کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں یعنی دین توحید و اسلام میں بڑے شک میں گرفتار ہیں' جو خوب ظاہر ہے جو ہمارے دلوں سے نہیں نکل سکتا۔

۶۳- حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم! یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں ایک دلیل پر قائم ہوں جو میرے رب کے پاس سے مجھے ملی ہو اور صاف بیان اس کا اترا ہو اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت و نعمت و نبوت و اسلام دیا ہو اور

رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ قف

کیا کہ اگر چہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی رحمت (نبوت) بھی عطا فرمائی ہو تو اگر میں اس کی نافرمانی

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

کروں تو مجھے اس سے کون بچا سکتا ہے تو تم مجھے سوائے نقصان کے اور کچھ نہ بڑھاؤ گے O اے میری قوم کے لوگو! یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے ایک

فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

(فیصلہ کن) نشانی ہے کہ اس کو تم اللہ تعالیٰ کی زمین میں چھوڑ دو (جہاں چاہے) کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں فورا

عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ط

عذاب آ پکڑے گا O (لیکن انہوں نے نہ مانا) اس کی کونچیں کاٹ دیں تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اب تم تین دن اپنے گھروں میں

ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ

اور کھا پی لو (برت لو) یہ وعدہ جھوٹا نہ نکلے گا O پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ساتھ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ

ایمان لائے تھے اپنی مہربانی سے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی (نجات دی) بے شک آپ کا

اکرام کیا ہو اور پھر ان کے ہوتے ہوئے بھی اگر میں اس کی نافرمانی کروں اور اس کا حکم نہ مانوں تو میرا بچانے والا اس کے عذاب سے کون ہے، کوئی نہیں۔ پھر میں کیوں کر تمہاری خاطر سے دعوت توحید کو چھوڑ دوں، تم روز بروز کفر میں ترقی پا کر مجھ کو اپنے خسارے ونقصان کا علم زائد کرتے جاتے ہو اور مجھ کو یقین ہوتا جاتا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ گے۔

۶۴ تا ۶۸- جب آپ کی قوم نے نشانی طلب کی تو حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم! یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی اور معجزہ ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں یعنی حجر میں کھاتا پیتا رہنے دو، تم سے کچھ کھانے کو مانگتی نہیں، اس کو برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ یعنی اس کے مارنے اور کونچیں کاٹنے کا قصد نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو تم کو بہت جلد عذاب الٰہی آ کر پکڑ لے گا یعنی تین دن بعد عذاب آ جائے گا، انہوں نے نہ مانا، کونچیں کاٹیں، اونٹنی کو قتل کیا (قدار بن سالف اور مصدع بن ہود نے) اس کو مارا، اس کا گوشت پندرہ سو گھروں میں تقسیم کیا۔ تب صالح علیہ السلام نے کہا: اب تم اپنے گھر میں، اپنے شہر میں بس تین دن تک زندہ رہو، عیش کرو، چوتھے دن تم پر عذاب آ جائے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ عذاب کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: پہلے دن صبح کو تم سب کے چہرے زرد ہو جائیں گے، دوسرے دن سرخ، تیسرے دن سیاہ، چوتھے دن عذاب آئے گا۔ یہ وعدہ عذاب کا غلط اور پھرنے والا نہیں۔ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے صالح (علیہ السلام) اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنے فضل ورحمت سے اس عذاب سے اور اس دن کی ندامت سے نجات بخشی۔ آپ کا پروردگار قوت والا ہے،

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

رب ہی قوی' زبردست ہے O اور ظالموں کو چیخ (و سخت آواز) نے آ لیا تو وہ صبح اپنے گھروں میں (مر کر)

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ

اوندھے پڑے رہ گئے O گویا کہ وہ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے' دیکھو ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا'

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ ع وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ ع ٦

ارے لعنت ہو قوم ثمود پر O اور بے شک ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس خوشخبری لے کر آئے' انہوں نے (ابراہیم علیہ السلام

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ

کو) سلام کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی ان کے (جواب میں) سلام کہا' پھر دیر نہ لگی کہ ابراہیم (علیہ السلام مہمانوں کے لیے) ایک بھنا

حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

ہوا بچھڑا لے آئے O پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے تک نہیں پہنچتے (یعنی انہوں نے کھانا نہ کھایا) تو آپ ان کو اجنبی سمجھے

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ

اور دل میں ڈرے' انہوں نے کہا: آپ کچھ خوف نہ کریں ہم تو لوط (علیہ السلام) کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں O اور ان کی بیوی کھڑی تھیں

اپنے دوستوں کو نجات دیتا ہے۔ عزیز ہے' دشمنوں پر غالب ہے اور جنہوں نے ظلم و شرک کیا تھا ان کو چیخ کے عذاب نے آ کر پکڑ لیا' پس وہ صبح دم اپنے گھروں میں سب کے سب مر کر خاک ہو کر رہ گئے۔ سارے لشکر اور سب لوگ بے حس و حرکت مردہ ہو گئے۔ ایسے ہو گئے کہ گویا کبھی زمین میں زندہ ہی نہ تھے۔ بے شک ثمود قومِ صالح نے اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کیا۔ بے شک ان کو رحمت الٰہی سے دوری اور محرومی ہے' ہمیشہ کے لیے ان پر لعنت ہے۔

٦٩ تا ٧٣- جب ہمارے قاصد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر پہنچ گئے' جبریل اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے لڑکے کی خوشخبری سنانے آئے' آ کر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو سلام کیا اور آ کر کہا "سلامـــاً" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: سلام یعنی میرا سلام آپ پر ہے جواب دیا اور جس قرأت میں "سلم" بکسر سین ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ حال میرا اصلح و رضا ہے۔ جب ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کو دیکھا تو مہمان سمجھ کر جلدی سے اٹھ کر چلے گئے اور کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ان کے لیے گائے کا بچہ بھنا ہوا لائے اور سامنے رکھا' انہوں نے نہ کھایا' جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ یہ نہیں کھاتے اور ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں اٹھتے کہ وہ محتاج طعام نہ تھے تو ان پر اس بات کا انکار کیا اور نہ کھانے سے یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید یہ چور ہوں کہ نمک نہیں کھاتے مجھے ستانا چاہتے ہیں۔ جب فرشتوں نے دیکھا کہ یہ ڈرنے لگے ہیں بولے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہم سے نہ ڈریں' ہم فرشتے ہیں' قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں کہ ان کو ہلاک کر ڈالیں۔ اس وقت ان کی بی بی

قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

تو وہ ہنس پڑیں تو ہم نے ان کی بیوی کو اسحاق (علیہ السلام) کی اور اسحاق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام کے پیدا ہونے) کی خوشخبری دی O

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا

وہ کہنے لگیں: ہائے کم بختی' کیا میرے بچہ پیدا ہو گا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں' بے شک یہ

لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ

تو ایک عجیب بات ہے O فرشتوں نے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے کام سے تعجب کرتی ہو اور اے (ابراہیم علیہ السلام کے) گھر والو! تم پر

بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں' بے شک وہی سب خوبیوں والا' بزرگ ہے O پھر جب کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے دل سے

اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۴﴾

خوف دور ہوا اور ان کو (بیٹا پیدا ہونے کی) خوشخبری ملی تو ہم سے لوط (علیہ السلام) کی قوم کے بارے میں جھگڑنے لگے (پر زور سفارش کرنے لگے) O بے شک

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ج

ابراہیم (علیہ السلام) بڑے بردبار نرم دل (آہیں کرنے والے) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والے تھے O (فرشتوں نے کہا:) اے ابراہیم! (علیہ السلام) آپ اس

سارہ بھی خدمت میں کھڑی تھیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ڈرنے سے کہا: مہمانوں سے بے بات کے ڈرنے لگے ہو' تعجب کیا' ہنسیں اس وقت ہم نے ان کو (حضرت) اسحٰق کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی یعنی لڑکے اور پوتے کی خوشخبری سنائی۔ بعض نے ''ضحکت'' کے معنی ''حاضت'' لیے ہیں اور عبارت میں تقدیم و تاخیر اعتبار کی ہے کہ ہم نے اس کو لڑکے کی بشارت دی پس ان کو حیض آ گیا کہنے لگیں کہ واہ وا کیا خوب' کیا میں اب بچہ جنوں گی حالانکہ میں اب بوڑھی ہوگئی یعنی اٹھانوے برس کی اور یہ (حضرت) ابراہیم میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں ایک سو بیس برس کے۔ بے شک یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ فرشتے بولے: کیا تم خدا کی حکمت و قدرت اور حکم سے تعجب کرتی ہو۔ خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں اور سعادتیں (حضرت) ابراہیم کی اہل بیت اور گھر والوں پر نازل ہوں۔ وہ تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے' تمہارے اعمال سے خوش ہے' تم کو صالح اولاد دے کر انعام و اکرام کرے گا۔

۷۴ تا ۷۶۔ جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا ڈر جاتا رہا اور ان کو خوشخبری اولاد کی ملی تو ہم سے قوم لوط (علیہ السلام) کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے کہ ابھی ان کو ہلاک نہ کرو شاید مسلمان ہو جائیں' بے شک (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حلم والے بردبار تھے' جہالت سے دور ''اواہ'' تھے یعنی رحم والے اللہ کی طرف ہر بات میں رجوع کرنے والے۔ تب ان سے کہا گیا کہ اے ابراہیم! اس جھگڑے سے اعراض کرو اب اس کا وقت نہیں' تحقیق ان پر آپ کے رب کا حکم

إِنَّهُ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾

خیال میں نہ پڑیں کیونکہ بے شک آپ کے رب کا حکم آ چکا (یعنی علم ازلی میں ان پر عذاب مقرر ہو چکا) بے شک ان پر تو عذاب آ کر ہی رہے گا وہ ٹلنے والا

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ

نہیں ○ اور جب کہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو وہ ان کے آنے سے رنجیدہ اور تنگ دل ہوئے اور بولے کہ آج کا دن تو

هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ ۖ وَمِن قَبْلُ

بڑی سختی اور مصیبت کا دن ہے ○ لوط (علیہ السلام) کے پاس ان کی قوم کے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور وہ پہلے ہی بُرے کاموں کے عادی ہو رہے تھے

كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَآءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ

لوط (علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ اے میری قوم! یہ (بستی کی عورتیں) میری بیٹیاں ہیں' یہ تمہارے لیے ستھری اور جائز ہیں تو (ان کی طرف توجہ کرو اور)

لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو' کیا تم میں ایک آدمی بھی

رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَإِنَّكَ

نیک چلن نہیں ہے ○ ان لوگوں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی (قوم کی) بیٹیوں سے ہمیں کوئی رغبت (اور سروکار) نہیں ہے

عذاب آ گیا ہے کہ وہ پھرنے والا نہیں لہٰذا اب ان کی سفارش نہ کرو' یہ عذاب کا حکم اٹل ہے۔

۷۷تا۸۱- جب ہمارے قاصد یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے فرشتے (حضرت) لوط (علیہ السلام) کے پاس گئے تو لوط نے ان کو مہمان سمجھا اور ان کے آنے سے غمگین ہوئے' بہت تنگ دل اور سخت رنج میں گرفتار ہوئے کہ کہیں میری قوم میرے ان مہمانوں کو نہ ستائے اور اپنی قوم کی عادت اغلام سے ڈرے اور اپنے دل میں کہا کہ آج کا دن بھی سخت مصیبت کا ہے اور میرے دل پر گراں۔ ان کی قوم ان کے مہمانوں کے آنے کی خبر سن کر بے تحاشا ان کے گھر دوڑتی آئی اور یہ قوم لوط کم بخت ان فرشتوں کے آنے سے پہلے بری باتیں کیا کرتی تھی عمل خبیث لواطت۔ لوط (علیہ السلام) نے کہا: یہ میری لڑکیاں موجود ہیں' یہ تمہارے لیے پاک اور طاہر موجود ہیں' میں ان کو تمہارے نکاح میں دے دوں گا' یا یہ کہ میری قوم کی لڑکیاں موجود ہیں' ان کا تم سے نکاح کرا دوں گا' پس تم اللہ سے ڈرو' حرام نہ کرو' میرے مہمانوں میں مجھ کو رسوا نہ کرو۔ ان کے ساتھ برائی کا قصد نہ کرو' کیا تم میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو عقل والا ہو' حق و ہدایت کا راستہ بتلائے' اچھی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرے۔ وہ بولے کہ اے لوط! ہم کو آپ جانتے ہیں کہ آپ کی لڑکیوں سے کچھ مطلب اور غرض نہیں' نہ ان کی کچھ حاجت' تم جانتے ہو جو ہمارا ارادہ اور قصد ہے۔ (حضرت) لوط نے اپنے دل میں کہا کہ اگر مجھے قوت ہوتی اور مجھ میں طاقت ہوتی یا میری اولاد قوی ہوتی یا میں کسی بڑے مضبوط سخت گروہ کے پاس پناہ لے سکتا اور قرابت و کنبہ قوی

لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ

اور بے شک جو کچھ ہماری خواہش ہے اسے آپ اچھی طرح جانتے ہیں O لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کاش! تمہارے مقابلے کی مجھے طاقت ہوتی یا کسی

شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ

مضبوط پائے کا سہارا اور پناہ لیتا O فرشتوں نے کہا کہ اے لوط (علیہ السلام) بے شک ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ ہرگز آپ تک نہیں

بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ط

پہنچ سکتے تو آپ اپنی بیوی کے سوا اپنے سب گھر والوں کو راتوں رات (بستی سے باہر) لے جایئے اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر ادھر نہ دیکھے

اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ط اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ط اَلَيْسَ الصُّبْحُ

بے شک اس (بیوی) کو وہی مصیبت پہنچے گی جو ان لوگوں کو پہنچے گی' بے شک ان (کے عذاب) کا وعدہ صبح کا وقت (مقرر) ہے

بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

کیا صبح قریب نہیں O پھر جب ہمارا حکم (وعدہ) آ پہنچا تو ہم نے اس (بستی) کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۵ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ لا مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ط

(یعنی پلٹ دیا) اس (بستی) پر آگ میں پکے ہوئے پتھر لگاتار برسائے O جو آپ کے پروردگار کے پاس سے نشان کیے

رکھتا تو میں اپنے آپ کو اور اپنے مہمانوں کو تم سے بچاتا۔ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے دیکھا کہ حضرت لوط علیہ السلام قوم کی دھمکیوں سے ڈوبے جاتے ہیں کہا کہ اے لوط (علیہ السلام)! ہم آپ کے پروردگار کے قاصد ہیں یہ کافر آپ کو نہیں ستا سکتے اور آپ تک نہیں پہنچ سکتے' ہم ان کو ہلاک کر دیں گے' پس آپ اپنے اہل وعیال کو لے کر راتوں رات یعنی قریب سحر رات کے اخیر حصہ میں کہیں چلے جائیں اور رات کا سفر اختیار کریں' تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہ جائے سوائے تمہاری زوجہ کے کہ وہ بھی کافر ومنافق تھی' اس کا راعلہ نام تھا' اس کو بھی وہی عذاب پہنچے گا جو ان سب کافروں کو ہوگا' ان سب کے ہلاک ہونے کا وعدہ صبح کا وقت ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ابھی صبح کو نہ دیکھا تھا اور صبح نکل چکی تھی' جبریل علیہ السلام نے دیکھ لی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ کیا صبح قریب نہیں یعنی اب صبح ہونا شروع ہو ہی گئی ہے اور عذاب کا وقت آ گیا۔

۸۲تا۸۳- پھر جب ہمارے عذاب کا حکم آ گیا اور ان کی ہلاکت کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس تختۂ زمین کو الٹ دیا' اوپر کا نیچے اور نیچے کا اوپر کر دیا اور ان پر جو وہاں کے رہنے والے تھے اور دوسری جگہ تھے' ادھر ادھر جنگل میں گئے تھے' سب پر سنگ باری کی جو پتھر اور مٹی سے مثل اینٹ کے بنے ہوئے تھے۔ ''سجیل'' معرب سنگ وگل کا ہے یا سجیل نام آسمان دنیا کا ہے یعنی آسمان دنیا سے پتھر برسائے جو پے درپے یکے بعد دیگرے آتے رہے' وہ نشان لگائے گئے تھے یعنی خطوط سرخ' سیاہ اور سفید ان پر لگے تھے یا یہ کہ ہر پتھر پر ایک کافر کا نام لکھا ہوا تھا۔ اے حبیب! وہ آپ کے پروردگار کی طرف سے

النصف ع ۱۵

وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ

ہوئے تھے اور وہ (بستی اور پتھر) ان ظالموں سے (یعنی مکہ والوں سے) کچھ دور نہیں (یہ سفر میں اس بستی پر گزرتے رہتے ہیں) O اور (ہم نے) قوم مدین

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا

کی طرف ان کی قوم میں سے (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کو (بھیجا) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اس کے

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ

سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بے شک میں تمہیں خوش حال دیکھ رہا ہوں اور مجھے (تمہاری نافرمانی کی وجہ سے)

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ

تم پر ایک گھیرنے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے O اے میری قوم کے لوگو! ناپ اور

الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا

تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں (ان کے حق سے) گھٹا کر نہ دو اور زمین میں (کفر و بددیانتی کا)

تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

فساد نہ پھیلاتے پھرو O (جائز طریقہ سے) اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا جو کچھ بچ رہے

آئے تھے اور وہ ظالموں سے بعید نہ تھے یعنی کوئی پتھر ادھر ادھر نہ گیا تھا' سب اپنے نشانہ پر جا کر لگے اور نشانے پر پہنچے' یا یہ معنی ہوں کہ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ویسا عذاب ان ظالموں سے جو ان کی طرح کفر کرتے ہیں اور کافروں کی پیروی کرتے ہیں دور نہیں یعنی مکہ اور گردونواح کے کافروں سے ویسا عذاب دور نہیں' اگر ہم چاہیں تو ان پر بھی ویسا عذاب نازل کر سکتے ہیں' ان کو اس عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

۸۴تا۸۶- اور ہم نے مدین میں اس قوم کے بھائی اور پیغمبر شعیب کو بھیجا' انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ کو پوجو' اس کی توحید کا اقرار کرو' جس کا میں حکم کرتا ہوں اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں اور تم ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو' لوگوں کا حق نہ مارا کرو اور اونچا نہ تولا کرو' میں تم کو دولت مند اور مال وسعت والا دیکھتا ہوں' یہ خدا کا فضل ہے کہ ہر چیز سستی ہے اور فراغت سے ملتی ہے' مجھ کو ڈر ہے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے اور ناپ تول پورا نہ کرو گے تو تم کو اس دن کا عذاب پکڑ لے گا جو محیط ہے تم گھر جاؤ گے کوئی نہ بچ سکے گا' قحط خشک سالی وغیرہ آ جائے گی۔ اے میری قوم! دیکھو ناپ اور تول میں کمی نہ کرو' پورا پورا دیا لیا کرو' انصاف و عدل برتو اور لوگوں کے حقوق کم نہ کرو' نہ مارو اور زمین میں فساد و خرابی نہ کرتے پھرو کہ خود بت پرستی کرتے ہو اور دوسرے لوگوں سے بھی کراتے ہو' ناپ تول میں کمی کرتے ہو۔ پورا ناپنے اور تولنے پر جو تم کو ثواب ملے گا وہ اس سے بہتر ہوگا جو ان ذریعوں سے تم کو کچھ مال حرام مل جاتا ہے۔ پس ''بقیہ'' کے معنی ثواب ہوئے یا یہ معنی کہ ناپ تول کا

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ

وہی تمہارے لیے بہتر ہے اور تم میری بات مانو (اور یقین کرو) اور میں تم پر کچھ نگہبان نہیں (کہ تم سے زبردستی اپنی بات منواؤں) O قوم نے کہا: اے

اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ

شعیب! (علیہ السلام) کیا آپ کی نماز آپ کو یہ حکم دیتی ہے کہ (آپ ہم سے یوں کہیں کہ) ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں یا یہ کہ جو کچھ

نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ

ہم اپنے مالوں میں کرنا چاہیں نہ کریں (یعنی کیا ہمیں اپنے مالوں کا اختیار نہیں) ہاں جی! آپ ہی ایک نرم دل، عقل مند (اور سچے) آدمی ہیں

الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ

(باقی کوئی نہیں) O شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں

مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ

اور اس نے مجھے اپنے فضل سے اچھی حلال روزی بھی عطا فرمائی ہو اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تمہیں روکتا ہوں

اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

آپ اس کے خلاف کروں، میں تو جہاں تک مجھ سے ممکن ہے سنوارنا ہی چاہتا ہوں

نقصان چھوڑ کر اصل حق جو تمہارا باقی رہتا ہے وہ چونکہ حلال ہے اس لیے بہتر ہے اس حرام سے جو اس کی بیشی کے ذریعہ لیتے ہو، اگر تم مسلمان ہو اور میرے قول کی تصدیق کرتے ہو تو سمجھو، ورنہ میں تو رسول ہوں، تم پر نگہبان مقرر نہیں کیا گیا ہوں کہ خواہ مخواہ تم پر جبر کروں، اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام کو اس وقت تک کافروں سے جہاد وقتال کا حکم نہ ہوا تھا۔

۸۷- کفار قوم نے کہا کہ اے شعیب (علیہ السلام)! آپ بہت سی نمازیں پڑھتے ہیں تو کیا آپ کی نماز آپ کو یہ حکم کرتی ہے کہ آپ ہم سے ہمارے دین کو چھڑا دیں۔ ہم ان کی عبادت چھوڑ دیں جن کو کہ ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے یا اپنے مالوں میں تصرف سے مجبور ہو جائیں، جو ہمارا جی چاہے نہ کیا کریں، تم تو بڑے حلیم ورشید ونیک ہو۔ یہ باتیں مسخرا پن سے کہتے اور حلیم ورشید کے لفظ سے سفیہ (بیوقوف) و گمراہ مراد لیتے تھے، مطلب یہ کہ تم ہمارے کاموں میں کچھ دخل نہ دو، اگر تم نماز پڑھتے ہو تو پڑھو، ہمیں اپنے خدا کی عبادت کا حکم نہ دو، نہ ہم تمہاری بات سننا چاہتے ہیں۔

۸۸ تا ۹۰- حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم! یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اس دلیل و وحی پر قائم ہوں جو میرے رب سے مجھے ملی ہے اور مجھ پر اتری ہے اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے رزق حلال دیا ہو اور نبوت و اسلام کا اقرار کیا ہو اور مال حلال دیا ہو تو باوجود ان نعمتوں کے کیا مجھے لائق ہے کہ میں وحی نہ پہنچاؤں اور اگر تم میرے خلاف کرو تو میں یہ ارادہ نہیں کر سکتا کہ خود اس بات کا خلاف کروں جس سے تم کو منع کرتا ہوں یعنی ناپ تول میں نقصان کروں۔ میں تو اصلاح اور عدل و

مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَ

اور میری توفیق تو اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے‘ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اسی

اِلَیۡهِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾ وَیٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَكُمۡ

کی طرف میں متوجہ ہوتا ہوں O اور اے میری قوم کے لوگو! میری ضد میں آ کر کہیں ایسی بات نہ کر بیٹھنا

مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ هُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ

کہ تمہیں بھی ویسے ہی مصیبت پہنچ جائے جیسے نوح (علیہ السلام) کی قوم اور ھود (علیہ السلام) کی قوم اور صالح (علیہ السلام) کی قوم کو پہنچی اور لوط

وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡكُمۡ بِبَعِیۡدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا

(علیہ السلام) کی قوم کا معاملہ تو (تمہارے زمانے سے) دور نہیں O اور اپنے رب سے معافی مانگو (اور) پھر اسی کی طرف توبہ کرو‘

اِلَیۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَهُ كَثِیۡرًا

بے شک میرا رب بڑا ہی مہربان (اور) بڑی ہی محبت والا ہے O ان لوگوں نے کہا کہ اے شعیب! (علیہ السلام) جو کچھ آپ کہتے ہیں اس میں سے

مِّمَّا تَقُوۡلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡنَا ضَعِیۡفًا ۚ وَلَوۡلَا رَهۡطُكَ

اکثر باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں اور بے شک ہم اپنے لوگوں میں آپ کو ایک کمزور آدمی دیکھتے ہیں اور اگر آپ ہمارے برادری کے آدمی نہ

انصاف کا ارادہ کرتا ہوں کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے اصلاح کرتا ہوں اور مجھ کو جو ناپ تول پورا کرنے اور دوسری نیکیوں کی توفیق ملی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ میں نے اسی پر توکل کیا اور اپنے سب کام اسی کو سونپے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں‘ متوجہ ہوتا ہوں۔ اے میری قوم! میرا بغض وعداوت ودشمنی تم کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ اس کے سبب سے اچھی باتیں چھوڑ دو‘ ایمان نہ لاؤ‘ ناپ تول پوری نہ کرو کہ اس سبب سے تم کو ویسا عذاب ملے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو ملا تھا یعنی غرق یا قوم ہود (علیہ السلام) کو یعنی تیز ہوا کا عذاب یا قوم صالح (علیہ السلام) کو یعنی چیخ کا عذاب اور قوم لوط (علیہ السلام) تو تم سے کچھ دور نہیں‘ جو ان پر عذاب الٰہی ہوا تھا وہ تم کو خوب معلوم ہے‘ لہٰذا اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو‘ توحید کو مانو‘ پھر توبہ کر کے اس کی طرف توبہ واخلاص سے متوجہ ہو‘ میرا رب مسلمانوں پر رحم کرنے والا ہے‘ ’’ودود‘‘ ہے یعنی ان کو مغفرت وثواب دے کر اپنا دوست بناتا ہے یا یہ کہ ان کو مخلوق کا اور مخلوق کو ان کا دوست بناتا ہے یا یہ کہ اپنی طاعت کی محبت ان کو دیتا ہے۔

۹۱- کافروں نے کہا کہ اے شعیب! تم جو باتیں کہتے ہو اور ان کا حکم دیتے ہو ہم ان میں سے اکثر سمجھتے ہی نہیں کہ ان کا مطلب وفائدہ کیا ہے‘ ہم تم کو اپنے آپ میں ضعیف بیمار دیکھتے ہیں‘ آنکھوں میں فتور ہے‘ اگر تمہاری اور ہماری قومی برادری نہ ہوتی تو ہم تم کو مار ڈالتے اور سنگسار کرتے‘ تم ہم پر کچھ غالب اور زبردست نہیں ہو‘ تمہارا ہم کو کچھ خیال نہیں‘

لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ

ہوتے تو ضرور ہم آپ پر پتھراؤ کرتے (مار ڈالتے) اور ہماری نگاہ میں آپ کی کوئی عزت (اور ہستی) نہیں O شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم!

اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ

کیا تم پر میری برادری کا دباؤ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ (کے حکم) کو تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا (اور اس کو کچھ نہ سمجھا) بے شک

رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب (اپنے علم سے) میرا رب گھیرے ہوئے ہے O اور اے میری قوم کے لوگو! (اگر تم نہیں مانتے تو) تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ

اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

اور میں اپنی جگہ کام کیے جاؤں گا، بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس پر آتا ہے وہ عذاب جو اس کو رسوا کرے گا اور (دراصل) جھوٹا کون ہے

وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا

تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں O اور جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب (علیہ السلام)

جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

اور ان کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ظالموں کو ایک سخت آواز نے آ پکڑا تو جب صبح ہوئی

تمہاری کچھ پروا نہیں، تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۹۲ تا ۹۳- حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم! کیا میرے گروہ سے تم ڈرتے ہو اور میری برادری کا تم کو ڈر ہے، اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو، کیا وہ تم پر اللہ تعالیٰ سے زائد غالب ہیں، کیا ان کا عذاب اللہ تعالیٰ سے بھی زائد ہے، یا یہ کہ وہ تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور دین توحید سے بھی زائد عزیز ہیں۔ تم نے تو اللہ تعالیٰ کو یعنی اس کی کتاب و دین کو جو میں لایا ہوں اپنی پس پشت ڈال دیا ہے۔ میرا پروردگار تم جو کچھ کرتے ہو اس سب کا عالم ہے اور سب کو گھیرے ہوئے ہے، سب کو عذاب دے گا۔ اے قوم! تم اپنے غلط دین پر قائم رہ کر، اپنے مکانوں میں بیٹھ کر میری ہلاکت کی فکر کرو میں تمہارے لیے فکر کرتا ہوں۔ عنقریب تم جانتے ہو کہ کس کو ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو ذلیل و ہلاک کر دے اور کون جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اور تم میری ہلاکت کا انتظار کرو میں تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

۹۴ تا ۹۵- اور جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کو اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دی اور ان کو جنہوں نے ظلم و شرک کیا یعنی کافروں کو عذاب صیحہ نے پکڑا، صبح کو اپنے اپنے گھروں میں سب لشکروں سمیت مر کر خاک کے ڈھیر ہو کر رہ گئے گویا کہ کبھی زمین میں بسے ہی نہ تھے اور کبھی زندہ ہی نہ تھے۔ بے شک مدین قوم شعیب (علیہ السلام) رحمت الٰہی سے دور ہوئے اور لعنت میں گرفتار ہوئے جیسے ثمود قوم صالح دور ہوئے تھے۔ ان دونوں قوموں کا

وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ

تو وہ اپنے گھروں میں (مر کر گھٹنوں کے بل) اوندھے پڑے

جٰثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا

رہ گئے تھے O (اس طرح ہلاک ہوئے) گویا کہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے' ارے مدین کے لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوں جیسے کہ

بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ ع وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ ع ٨

قوم ثمود (رحمت سے) دور ہوئی O اور بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی آیات اور واضح سند کے ساتھ فرعون اور اس کے

مُّبِينٍ ﴿٩٦﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَ

سرداروں کی طرف بھیجا O تو انہوں نے فرعون کے حکم کی تابع داری کی اور فرعون کی بات

مَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

درست نہ تھی O قیامت کے دن فرعون اپنی قوم (اور اپنے تابع داروں)

فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾ وَأُتْبِعُوا فِي

کے آگے آگے ہو گا تو ان کو اپنے ساتھ جہنم میں پہنچائے گا (دیکھو) اترنے کی کیا ہی بری جگہ ہے O اور اس جہان میں بھی

هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾ ذَٰلِكَ

ان کے پیچھے لعنت پڑی اور قیامت کے دن بھی' دیکھو ان کو کیا ہی برا انعام ملا O (اے نبی ﷺ!)

ایک قسم کا عذاب تھا' دونوں کو پہلے سخت گرمی نے پکڑا تھا' پھر قوم صالح کو عذاب نیچے سے آیا اور قوم شعیب کو اوپر سے آیا۔

٩٦ تا ٩٩- اور ہم نے اپنی آیات اور معجزے اور ظاہر دلیل حجت قاہرہ دے کر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو فرعون اور اس گروہ کے رؤسا و امراء کے پاس بھیجا' انہوں نے فرعون کا کہا مانا' (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے خلاف کیا اور فرعون اور اس کی قوم کا حال بہتر نہ تھا اور ان کے کردار ٹھیک نہ تھے اور ان کی بات ٹھیک نہ تھی۔ وہ بروز قیامت قوم کے آگے آگے جائے گا اور دوزخ کی طرف راہ دکھائے گا' پس ان کو نار میں داخل کرنے والا اور ''مورود'' یعنی اس کی قوم نار میں داخل کی گئی ہو گی۔ یا ''ورد'' کے معنی داخل ہونے والے کے ہیں یعنی فرعون اور مورود اس کی قوم ہو یا ورد سے فرعون اور قوم مراد ہوں اور مورود سے دوزخ۔ اور وہ سب لعنت کیے گئے یعنی غرق سے ہلاک ہوئے اور قیامت میں دوسری لعنت ہو گی یعنی دوزخ اور وہ برا تحفہ ہے یعنی غرق یا تحفہ آتش دوزخ' یا ''رفد'' بمعنی مدد ہو یعنی دوزخ ان کی بری مدد کرنے والی ہے اور یہ برے مدد کیے گئے ہیں' یہ سخت غضب کے احکام ہیں جن سے دوسروں کو ڈرایا گیا ہے۔

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

یہ (پچھلی) بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں' ان میں سے کچھ تو (اس وقت تک) کھڑی ہیں اور کچھ بالکل کٹ گئیں (اجڑ گئیں) ○

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا' پھر جب کہ آپ کے پروردگار کا حکم آیا

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا

تو جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے اور ان کو اپنے معبودوں سے

جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ

سوائے ہلاکت کے اور کچھ زیادہ نہ ملا ○ اور آپ کے پروردگار کی پکڑ ایسی ہی ہے

رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

جب وہ ظالم بستی والوں (کے ظلم پر ان) کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ سخت درد ناک ہے ○

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ

بے شک اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانی (اور عبرت) ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں' یہی وہ دن ہے جس میں سب

۱۰۰ تا ۱۰۳- یہ باتیں جو مذکور ہوئیں گاؤں اور شہروں کی خبریں تھیں یعنی دنیا میں جو نافرمان اور فرمانبردار گزر گئے ہیں ان کے تذکرے تھے جن کو ہم آپ کو سناتے ہیں اور جبریل کی معرفت آپ پر اتارتے ہیں' ان میں سے بعض گاؤں باقی رہ گئے ہیں جن کو آپ دیکھتے ہیں ویران' ان کے رہنے والے ہلاک ہو گئے اور بعض خراب ہو گئے کہ رہنے والے بھی ہلاک ہوئے اور مکانات بھی تباہ و مسمار ہوئے۔ ہم نے ان کو ظلماً ہلاک نہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے اوپر خود ظلم کیا کہ کفر و شرک و بتوں کی عبادت میں مشغول ہوئے پس ان کے ان خداؤں نے جن کو وہ خدا سمجھ کر پکارتے تھے انہوں نے عذاب الٰہی سے بچانے میں ان کی کچھ مدد نہ کی اور کچھ فائدہ نہ دیا۔ جب آپ کے پروردگار کا حکم عذاب آ گیا تو ان کو سوائے خسران و ہلاکت کے کچھ زیادہ نہ کیا یعنی وہ بسبب ان کی پرستش کے ہلاک ہوئے۔ آپ کے پروردگار کی پکڑ اور غصہ ایسا ہی ہے کہ جب وہ کسی نافرمان گاؤں والوں کو جو ظالم و مشرک ہوتے ہیں پکڑتا ہے تو بے شک اس کا عذاب سخت تکلیف رساں ہوتا ہے۔ ان باتوں میں جن کا ذکر ہوا ان کے لیے نشانی اور عبرت ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں کہ اب وہ ان کافروں کی پیروی (واقتداء) نہ کریں گے۔ وہ یعنی روزِ قیامت ایسا دن ہے کہ اس میں سب اولین و آخرین جن و انسان جمع ہوں گے اور وہ روز مشاہدہ کیا جانے والا ہے یعنی سب آسمان و زمین کی مخلوق وہاں موجود ہوگی اور سب کا مشاہدہ ہوگا۔

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا

لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی دن (سب کی) حاضری کا ہے O اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے ہیں

لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ

مگر ایک گنتی کی مدت کے لیے O جب وہ دن آئے گا (ظاہر ہوگا) تو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی کچھ بات نہ کر سکے گا

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ

تو (انسانوں کی دو قسمیں ہوں گی) کچھ ان میں سے بدبخت ہوں گے اور کچھ خوش نصیب O اور جو بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے

فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

وہ اس میں گدھے کی طرح چیخیں گے اور چلائیں گے O جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مگر

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

جتنا آپ کا رب (اور زیادہ) چاہئے بے شک آپ کا رب جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے (وہ اپنے کاموں میں مختار ہے) O

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

لیکن وہ لوگ جو خوش نصیب ہیں وہ جنت میں جائیں گے (اور) جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مگر جتنا

۱۰۴تا۱۰۹- اور ہم روزِ قیامت کو موخر نہیں کرتے یعنی تاخیر نہ کریں گے مگر ایک خاص وقت تک جس کی گنتی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ جس دن وہ آئے گی کوئی نیک جان کوئی بات نہ کہہ سکے گی مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یعنی کسی کی شفاعت بغیر اجازت وحکم خدا تعالیٰ کوئی نہ کر سکے گا، بعض آدمی وہاں بدبخت ہوں گے جن کی قسمت میں ہی بدنصیبی لکھی تھی اور بعض نیک بخت (سعید) جن کی قسمت میں نیک بختی تھی۔ لیکن وہ جن کے لیے بدبختی لکھی گئی وہ دوزخ میں جائیں گے وہاں ان سے گدھے کی سی آواز نکلے گی "زفیر" وہ آواز جس کو گدھا اپنے سینہ سے پہلی دفعہ نکالتا ہے اور "شہیق" وہ آواز جس کو آخر میں جب فارغ ہوتا ہے اپنے حلق سے نکالتا ہے۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان وزمین قائم رہے گا سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ چاہے یعنی کافر دوزخ میں اتنی مدت کو ضرور رہیں گے جتنی مدت تک آسمان وزمین دنیا کی بقا ہے یعنی جب سے آسمان وزمین پیدا کیے اور جب تک فنا ہوں گے اور یہ مدت سوائے اس کے ہے جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا اور اس نے ہمیشہ رہنے کو چاہا یعنی پسند کیا پس وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ کافر اتنی مدت دوزخ میں رہیں گے جتنی مدت آسمان وزمین میں آدمی دنیا میں رہے مگر وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ چاہے گا اور ان کی بدبختی کو خوش بختی میں بدل دے گا اور باعتبار "یمحو اللہ ما یشاء و یثبت" کے ان کو سعید وخوش نصیب کر دے گا۔ یا یہ کہ وہ جب تک وہاں رہیں گے جب تک زہاں کے آسمان وزمین قائم رہے یعنی ہمیشہ مگر جس کو خدا چاہے گا نکال لے گا یعنی ان کو جو بسبب گناہ دوزخ میں گئے تھے کہ

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

(اور زیادہ) آپ کا رب رکھنا چاہے یہ ایسی بخشش ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی O

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

تو (اے سننے والے!) یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتے ہیں تو ان کے بارے میں دھوکہ اور شبہ میں نہ پڑو (کہ ان کو عذاب نہ ہوگا) یہ اسی طرح

۹ ع ۱۴ ۹ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع

پوجتے ہیں جس طرح پہلے ان کے باپ دادا پوجتے رہے ہیں اور بے شک ہم ان کو (ان کے اعمال کے نتیجہ میں) پورا حصہ دیں گے جس میں کوئی کمی نہ ہوگی O اور

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (توریت) عطا فرمائی تھی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک بات

چندروز میعادی سزا بھگت کر دوزخ میں رہ کر پھر بسبب خلوص ایمان کے جنت میں جائیں گے۔ آپ کا رب جو ارادہ کرتا ہے وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور لیکن وہ لوگ جو نیک بختی والے ہیں اور ان کی قسمت میں سعادت و نیک بختی ہے وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس قدر مدت کہ آسمان و زمین باقی رہے جب سے پیدا ہوئے فنا تک مگر وہ مدت کہ آپ کا پروردگار چاہے یعنی اس قدر بعد جب تک خدا تعالیٰ چاہے اور وہ ہمیشہ رہنے کو چاہے گا پس ہمیشہ رہیں گے۔ یا یہ کہ سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا تعالیٰ باعتبار "یمحو اللہ ما یشاء و یثبت" کے خوش بخت سے بدبخت کرنا چاہے گا۔ یعنی دنیا میں خوش بخت تھے بوقت موت بدبخت ہوئے مرتے وقت کافر ہو کر مرے وہ جنت میں نہ جائیں گے۔ پس استثناء دخول فی الجنت سے ہوگا یعنی جنت میں نہ جائیں گے یا جنتی اس وقت تک وہاں رہیں گے جن تک وہاں کے آسمان و زمین قائم رہیں گے یعنی ہمیشہ جنت کے آسمان و زمین ہمیشہ رہیں گے جنت کو فنا نہیں لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ جنتی ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ ان کو موت ہے نہ جنت فنا ہوگی۔ مگر جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا کہ عذاب دے تو اس کو جنت میں داخل کرنے سے قبل عذاب دے گا۔ پھر نکال کر جنت میں داخل کرے گا پھر وہ جنت میں رہے گا۔ جنت والوں کو وہ ثواب عطا ہوگا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں برابر زیادہ ہی ہوتا رہے گا۔ پس اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کے بارے میں شک میں نہ رہیں ان چیزوں سے جن کو یہ اہل مکہ پوجتے ہیں کہ ان کو یہ کبھی نہ چھوڑیں گے یہ ان کو ویسا ہی پوجتے رہیں گے جیسے ان کے باپ دادا ان کو پوجتے تھے کہ ان کے سبب سے عذاب پایا ہلاک ہوئے مگر ان کا پوجنا ہرگز نہ چھوڑا۔ ہم ان کا سزا کا حصہ ان کو پورا پورا دینے والے ہیں کچھ کمی نہ کریں گے اور پوری سزا دیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ "وانا لموفوهم نصيبهم غير منقوص" فرقہ قدریہ کی شان میں اتری ہے۔

ف: یہ بات کہ مراد "الا ماشاء ربک" سے حکم محو و اثبات کا ہو یا وقت موت میں ہو سکتا ہے یا بنظر امکان و عموم قدرت کے ہو ورنہ کفار کا جنتی ہونا اور اہل جنت کا جنت سے علیحدہ ہونا غیر ممکن ہے۔ جنتی ہمیشہ جست میں رہیں گے کافر دوزخی ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

۱۱۰ تا ۱۱۱۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب توریت دی پس اس میں اختلافات واقع ہوئے یعنی کچھ لوگ ایمان لائے اور

سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ ؕ وَ اِنَّهُمۡ لَفِیۡ شَكٍّ مِّنۡهُ

(پہلے سے) مقرر نہ ہو چکی ہوتی (یعنی دنیا میں ہر انسان کو عمل کرنے کے لیے مہلت دی جائے گی) تو ان میں کبھی کا فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک وہ

مُرِیۡبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمۡ رَبُّكَ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ بِمَا

اس (کتاب) سے بڑے دھوکہ ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں O اور بے شک جتنے لوگ بھی ہیں آپ کا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا

یَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ وَ مَنۡ تَابَ مَعَكَ وَ

بے شک وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ ان کے کاموں سے خبردار ہے O تو جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس پر قائم رہیں اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ (اپنے

لَا تَطۡغَوۡا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَا تَرۡكَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ

رب کی طرف) رجوع لائے ہیں (اس پر قائم رہیں) اور اے لوگو! سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہے O اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ (ان

ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِیَآءَ

کے ساتھ) تمہیں بھی آگ لپیٹے گی اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارا کوئی بھی حمایتی نہیں ہوگا' پھر (اس سے علیحدہ ہوکر) تم کسی

ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ اِنَّ

کی مدد نہ پاؤ گے O اور نماز قائم کرو دن کے دو حصوں میں اور رات کے چند (تین) حصوں میں' بے شک نیکیاں (نمازیں)

کچھ کافر ہوئے' اسی طرح اس وقت کے لوگ بھی اختلاف کر رہے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ازلیہ تاخیر عذاب (یعنی روز ازل سے عذاب میں تاخیر کا وعدہ) آپ کی امت کے بارے میں نہ ہو چکا ہوتا تو ان کا بھی فیصلہ کر دیا جاتا اور کافروں پر عذاب اور مسلمانوں کی نجات سے فراغت حاصل ہو جاتی۔ مگر ازلی وعدہ کی بناء پر ان کو مہلت دی جا رہی ہے۔ کافر البتہ ایمان وتوحید کے بارے میں بڑے شک میں گرفتار ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ دونوں فرقوں کے اعمال کا دونوں کو پورا پورا بدلہ دے گا کچھ کمی نہ کرے گا۔ اچھوں کو اچھا بدلہ بروں کو برا بدلہ اور وہ ان سب باتوں کی جن کو وہ کرتے ہیں اچھی یا بری سزا و جزاء سے باخبر ہے' اپنے علم کے مطابق جزاء سزا دے گا۔

۱۱۲ تا ۱۱۵- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اور جو آپ کے ساتھ مسلمان ہیں جنہوں نے کفر وشرک سے توبہ کی ہے سب اطاعت وعبادت الٰہی پر مستقیم اور مضبوط رہیں جیسا کہ آپ کو قرآن مجید میں حکم کیا گیا ہے اور کفر ونافرمانی نہ کریں' جو حلال وحرام قرآن مجید میں ہیں اس سے تجاوز نہ کریں۔ تم جو کچھ کرتے ہو اچھائی یا برائی وہ سب دیکھتا اور جانتا ہے۔ اے مسلمانو! تم ان کی طرف رغبت اور میل نہ کرو جو اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں' کفر وشرک ونافرمانی میں مبتلا ہیں' اگر تم ایسا کرو گے تو تم کو آگ پکڑ لے گی جیسا کہ ان کو پکڑے گی اور تمہارے لیے عذاب الٰہی سے بچانے والے سوائے اس کے کوئی دوست اقرباء نہ ہوں گے (یعنی کوئی دوست یا رشتہ دار کام نہ آئے گا) پھر وہاں تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی' عذاب الٰہی سے تم کو

الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ ج

برائیوں کو دور کرتی ہیں' یہ (قرآن) یاد رکھنے والوں کے لیے پند و نصیحت ہے O

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ

اور (اے نبی ﷺ! مخالفین کی ایذاء پر) آپ صبر کیجئے' بے شک اللہ تعالیٰ نیکوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا ہے O تو ایسا کیوں نہ ہوا

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

کہ جو زمانے تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں (کچھ لوگ ایسے ہیں جن میں بھلائی کا) کچھ حصہ لگا رہتا' وہ (خود بھی نیک کام کرتے

کوئی نہ بچا سکے گا۔ اس آیت سے پانچ وقت کی نماز ثابت ہوتی ہے کیونکہ لفظ ''طرفی'' تثنیہ کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں دو حصے یا دو ٹکڑے اور لفظ ''زلفا'' زلفی یا زلفۃ کی جمع ہے جمع کا لفظ عربی میں کم سے کم تین پر بولا جاتا ہے جبکہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہ ہو لہٰذا ''زلفا'' سے رات میں تین نمازیں ثابت ہوئیں اس کی تفسیر سورۂ بنی اسرائیل کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے ''اقم الصلوة لدلوک الشمس الی غسق الیل و قران الفجر'' ترجمہ: اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نماز قائم کیجیے آفتاب ڈھلنے کے وقت اور آفتاب زرد ہونے کے وقت اور آفتاب غروب ہونے کے وقت مع رات کے خوب اندھیرا ہونے کے فجر کی نماز پڑھیے۔ لفظ ''دلوک'' کے عربی لغت بدر منیر میں تین معنی لکھے ہیں آفتاب کا ڈھلنا' آفتاب کا زرد پڑنا اور آفتاب کا غروب ہونا لہٰذا لفظ ''دلوک'' سے تین نمازیں ثابت ہوئیں زوال کے بعد ظہر سورج زرد پڑ جانے کے بعد عصر اور غروب ہونے کے وقت مغرب۔ لہٰذا اس آیت میں پانچ نمازوں کے وقت کی تفصیل کردی گئی ہے' دو دن میں ظہر' عصر اور تین رات میں یعنی مغرب وعشاء اور فجر کی نماز کے لیے لفظ ''قرآن'' استعمال کیا گیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے لہٰذا کل کے لیے جز کا نام استعمال کیا گیا۔ (قادری غفرلہ)

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! دن کے دو حصوں میں نماز پڑھو یعنی ظہر اور عصر اور رات کے چند حصوں یعنی تین حصوں میں یعنی مغرب' عشاء اور فجر اور نیکیاں یعنی نماز پنج وقتہ بری باتوں کا سوائے کبیرہ گناہ کے صغیرہ گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہیں' وہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بعض علماء حسنات سے کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر مراد لیتے ہیں' یہ باتیں اللہ کا ذکر کرنے والوں' اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والوں اور توبہ کرنے والوں کے لیے نصیحت ہیں اور توبہ کا ذریعہ ہیں۔ یا یہ کہ نماز توبہ کرنے والوں کے لیے گناہ کا کفارہ ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! کافروں کی ایذاء تکالیف شرعیہ پر صبر کریں' اللہ تعالیٰ محسنین کا جو اپنے قول و عمل میں اخلاص برتتے ہیں ثواب ضائع اور بے کار نہیں کرتا ہے۔ حضرت ابوالیسر چھوارے بیچتے تھے' انہوں نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا اور لپٹ گئے' پھر شرمندہ نادم ہو کر اور توبہ کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے' آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو یہ آیت اتری کہ نماز خلوص اس گناہ کا کفارہ ہوا' کوئی سزا دنیا میں مقرر نہ ہوئی۔ اس آیت سے پانچ نمازیں ثابت ہوئیں۔

۱۱۶ تا ۱۱۷۔ ان لوگوں اور گروہوں میں جو آپ سے پہلے گزر گئے ایسے باا ثر اور بااختیار لوگ نہیں ہوئے جو اپنے سے لوگوں کو برائی سے روکتے ہوں یعنی ایسے مسلمان جو اپنی قوم کی بقا و بہتری چاہنے والے ہوتے جو لوگوں کو زمین میں فساد کفر و شرک کرنے سے منع کرتے یعنی کفر و شرک بت پرستی اور سب گناہوں سے روکتے مگر چند آدمی جن کو ہم عذاب سے

فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ

اور لوگوں کو) زمین میں شر وفساد کرنے سے روکتے مگر ان میں تھوڑے ہی تھے (جو تبلیغ کرتے رہے)

ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

جنہیں ہم نے نجات دی اور ظالم تو اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا تھا اور وہ تھے ہی مجرم (گناہ کے عادی) O اور آپ کا رب

لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ

ایسا ہرگز نہیں کہ بستیوں کو ناحق ہلاک کرے حالانکہ اس کے باشندے (دوسروں کی) اصلاح کرنے والے (مبلغ یا خود نیک) ہوں O اور اگر آپ کا رب چاہتا

لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا

تو سب لوگوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا (لیکن ایسا نہ ہوا) اور لوگ برابر اختلاف کرتے رہیں گے O مگر جس پر آپ

مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ

کے رب نے رحم فرمایا (تو وہ اختلاف سے بچ جائے گا) اور اللہ تعالیٰ نے لوگ اسی لیے پیدا کیے ہیں (کچھ حق کی مخالفت کریں گے کچھ اس کی موافقت)

جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ

اور آپ کے رب کی بات کہ بے شک میں جہنم جن اور انسانوں سے بھر دوں گا پوری ہو چکی O اور (اے نبی ﷺ!) ہم آپ کو سب رسولوں کی

نجات دیتے تھے اور جو ظالم ومشرک تھے وہ ان چیزوں کے پیچھے پڑے تھے جو دنیا کا مال ومتاع ان کو دیا گیا تھا اور اسی میں مشغول تھے اور وہ مجرم تھے ان کو ہلاک کیا گیا اور آپ کا پروردگار ایسا نہ تھا کہ گاؤں اور وہاں کے آدمیوں کو ان کے کفر وشرک سے ہلاک کرتا جبکہ وہ اپنی اصلاح کرنے والے ہوتے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ جانتا کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں گے اور ایمان لے آئیں گے تو ان کو ہلاک نہ کرتا۔ (یعنی نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہوئے یعنی اگر ان شہروں کے باشندے مسلمان وکافر دونوں ہوتے اور امر بالمعروف یعنی نیکی کا حکم جاری ہوتا تو ان کے ظلم وشرک سے ہم ہلاک نہ کرتے مگر وہاں تو شرک اور فساد کا بالکل غلبہ ہو گیا تھا) یا یہ کہ آپ کا پروردگار ایسا نہ تھا کہ ان کو ظلماً ہلاک کر دیتا باوجود ان کی صلاح اور اسلام وتقویٰ اختیار کرنے کے' یہ اس کی شان کے لائق نہ تھا۔

۱۱۸ تا ۱۱۹۔ اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک گروہ کر دیتا یعنی زبردستی سب کو ملت اسلام پر جمع کر دیتا مگر اس کی یہ مرضی نہیں کیونکہ اس کے علم ازلی میں یہ تھا کہ وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے' مذہبوں میں ہر وقت اختلاف رہے گا' ایک مذہب دوسرے کو باطل سمجھے گا اور اپنے آپ کو حق پر' مگر جن پر آپ کا پروردگار رحمت فرمائے گا اور مختلف دینوں سے بچا کر دین حق دکھائے گا یعنی اسلام' اور مسلمان توحید کے ماننے میں سب متفق ہوں گے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو اسی لیے پیدا کیا ہے' مسلمانوں کو رحمت کے لیے' کافروں کو اختلاف وخرابی کے لیے۔ آپ کے پروردگار کا یہ وعدہ یقینی ہے اور اس کا قول ثابت ہو چکا ہے کہ میں کافر جنوں اور آدمیوں کو دوزخ میں ڈالوں گا کیونکہ وہ ازل سے ان کا حال

مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

کچھ خبریں سناتے ہیں کہ ان سے آپ کے دل کو (زیادہ) مضبوط کر دیں اور اس کے ضمن میں آپ کے پاس حق بات

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ

بھی آ گئی اور ایمان داروں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی بھی ○ اور کافروں سے فرما دیجئے

لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ لا وَانْتَظِرُوْا ۚ

(اگر تم نہیں جانتے تو) تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کر رہے ہیں (کوئی ایک دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں) ○ اور تم بھی (نتیجہ کا) انتظار کرو ہم بھی

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

انتظار کر رہے ہیں ○ اور آسمانوں اور زمین کی چھپی باتوں کا (ذاتی) علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اسی کی طرف

يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

سب کام لوٹائے جاتے ہیں، اسی کی بندگی کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے ○

ع ۱۰ ۱۴ ۱۰

جانتا تھا' اس کی خبر دے دی وہ خبر یقینی ہے۔

۱۲۰ تا ۱۲۳۔ اور جس طرح ہم نے آپ کو سب رسولوں کے قصے اور خبریں و حالات سنائے یونہی ہم آپ کو اور رسولوں کے قصے بھی سنائیں گے جن سے ہم آپ کے دل کو تسکین و قرار بخشیں گے' مسلمانوں کے لیے یہ قصے وعظ و نصیحت ہوں گے اور آپ کو خوش کریں گے کہ اوروں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا گیا ہے جو آپ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپ کو اس سورت میں خبر آئی اور گنہگاروں کو نصیحت اتری اور مسلمانوں کے لیے یہ قصے وعظ و نصیحت ہوں گے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے فرما دیں جو اللہ تعالیٰ پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کتاب یعنی قرآن مجید و ملائکہ و روز قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہیں کہ تم اپنے مکانوں میں بیٹھ کر اپنے دین پر قائم رہ کر میری ہلاکت کی خوب فکریں کرو ہم بھی اپنے کام یعنی حق کی تبلیغ میں مشغول ہیں اور تم میرے ہلاک ہونے کے منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ہلاک ہونے کا منتظر ہوں اور آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو بندوں سے غائب ہے' وہ اس کا عالم ہے' بندوں کا اور ہر چیز کا رجوع اسی کی طرف ہے' ہر بات اسی کی طرف لوٹتی ہے یعنی قیامت کو لوٹے گی۔ پس تم اسی کی عبادت و اطاعت کرو' اسی پر بھروسہ و توکل کرو' آپ کا پروردگار ان کاموں سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں' ان کے سب گناہوں اور کرداروں سے واقف ہے۔ یا "غافل" بمعنی تارک ہو یعنی ان کے گناہوں پر سزا کا چھوڑنے والا نہیں' ان کو سزا ضرور دے گا۔

سورۃ یوسف مکیۃ آیاتہا ١١١ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | رکوعاتہا ١٢

سورۂ یوسف مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں ایک سو گیارہ آیات' بارہ رکوع ہیں

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝١ قف اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

الٓر' یہ روشن (اور) واضح کتاب کی آیتیں ہیں ○ بے شک ہم نے اسے عربی (زبان کا) قرآن اتارا تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ۝٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ

تم سمجھو ○ (اے نبی ﷺ!) ہم آپ کو سب سے اچھا قصہ (اور بیان) سناتے ہیں اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے

اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝٣

آپ کی طرف وحی کیا اگرچہ اس سے پہلے آپ بے خبر تھے (آپ کو توجہ نہ تھی ہم آپ کو توجہ دلاتے ہیں) ○

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

(اس وقت کو یاد کیجئے) جب یوسف (علیہ اسلام) نے اپنے باپ سے (یہ) کہا کہ اے ابا جان! میں نے گیارہ

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝٤ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

ستاروں اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں ○ (ان کے باپ نے) کہا کہ اے

سورۂ یوسف

تمہید: یہ وہ سورت ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر کا ذکر ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت اسحٰق کے پوتے تھے' یہ ساری سورت مکہ معظمہ میں اتری ہے۔

ا تا ۲۔ بسند مذکورہ حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر یوں مروی ہے ''الٓر'' کے معنی ہیں ''انا اللہ اری ''یعنی میں وہ خدا ہوں جو تم کرتے ہو یا کہتے ہو وہ سب دیکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ رسول تم پر جو پڑھتے ہیں وہ میرا ہی کلام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قسم ہے۔ یہ سورت اس کتاب کی آیتیں ہیں جو ظاہر کرنے والی ہے حق کو اور حلال وحرام کو اور امر ونہی کو۔ ہم نے اس قرآن مجید کو عربی زبان ومحاورہ میں اتارا اور (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کی معرفت آپ کے پاس بھیجا کہ آپ سمجھیں کہ کیا امر اور کیا نہی ہے اور لوگوں کو ان کی تفصیل وضاحت کر کے سمجھائیں۔

۳۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کو بہت اچھا قصہ سناتے ہیں جو یوسف (علیہ السلام) کے قصے اور حالوں میں سے عمدہ اور نصیحت آمیز ہے۔ اس سبب سے ہم نے یہ قرآن پاک جبریل (علیہ السلام) کی معرفت آپ پر اتارا اگرچہ قبل نزول آپ اس قصہ سے غافل تھے آپ کی توجہ اس کی طرف نہ تھی بذریعہ وحی آپ کو اس کی طرف توجہ دلائی لہٰذا آپ اس وقت کو یاد کیجیے۔

۴ تا ۶۔ جب (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ! میں نے دن کو خواب دیکھا ہے کہ

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ

بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ہرگز بیان نہ کرنا ورنہ وہ تیرے لیے (حسد سے) کوئی چال چلیں گے' بے شک شیطان انسان

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ

کا کھلا ہوا دشمن ہے O اور اسی طرح سے (یعنی خواب کے موافق) تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا اور تجھے

الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا

باتوں کا انجام نکالنا (یعنی خواب کی تعبیر دینا) سکھائے گا اور تجھ پر اور یعقوب (علیہ السلام) کے گھر والوں پر اپنی نعمتیں پوری کرے گا جس طرح کہ

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ع

اس سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیم و اسحٰق (علیہما السلام) پر پوری کیں' بے شک تیرا رب علم والا حکمت والا ہے O

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا

بے شک یوسف (علیہ السلام) اور ان کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لیے (عبرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں O جب (یوسف علیہ السلام)

گیارہ ستارے ہیں اور سورج و چاند یہ سب مل کر مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں' اپنے اپنے مرکز چھوڑ کر اترے ہیں اور مجھ کو سب نے تعظیمی سجدہ کیا ہے۔ گیارہ تاروں سے مراد گیارہ بھائی تھے اور چاند و سورج سے مراد ماں باپ۔ راحیل و یعقوب علیہ السلام۔ یعقوب (علیہ السلام) نے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ اے پیارے بیٹے! اب کبھی اگر ایسا خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کو نہ سنانا' یہ مکر کریں گے اور کوئی حیلہ آپ کی خرابی کا نکالیں گے' بے شک شیطان بنی آدم کا کھلا ہوا دشمن ہے' وہ ان کو حد سے زیادہ ورغلائے گا اور بہکائے گا یعنی اشتعال دلائے گا۔ اسی طرح آپ کو آپ کا خدا تعالیٰ برگزیدہ کرے گا یعنی نبوت دے گا اور آپ کو علم تاویل الاحادیث یعنی خواب کی تعبیر کا علم دے گا اور آپ پر اپنی نعمت تمام کرے گا۔ نبوت و اسلام کا انعام و اکرام کرے گا اور آپ کے سب اولاد یعقوب پر بھی نعمت اتارے گا جیسے اپنی نعمت و نبوت و اسلام پہلے آپ کے دادا کے اوپر اتاری یعنی حضرت اسحٰق کو اور حضرت ابراہیم کو دی تھی اور تمام کی تھی۔ آپ کا پروردگار اپنی نعمت کا عالم ہے' اس کے پورا کرنے میں حکمت والا ہے یا یہ کہ آپ کے خواب سے واقف ہے' جو آپ پر گزرے گا اس میں حکمت والا ہے۔

۷۔ بے شک (حضرت) یوسف (علیہ السلام) اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں ان لوگوں کے لیے نشانی اور معجزہ اور عبرت ہے جو اس سے سوال کرنے والے ہیں یعنی یہود کے علماء نے بطور امتحان حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اگر پیغمبر ہوں گے تو خدا تعالیٰ بتلا دے گا ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۸ تا ۱۰۔ جب (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) اور اس کا بھائی بنیامین ہمارے ابا جی کو ہم سب سے زائد محبوب ہیں اور ان کے نزدیک برگزیدہ ہیں حالانکہ ہم ایک بڑی جماعت کی جماعت دس بھائی ہیں سب مل کر بھی اس کے برابر نہیں۔ ہمارے ابا جی خطا و غلطی میں مبتلا ہیں کہ ہم کو

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا

کے بھائی آپس میں) کہنے لگے کہ بے شک یوسف (علیہ السلام) اور ان کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک (پوری)

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚ ۖ ﴿۸﴾ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ

جماعت ہیں اور بے شک ہمارے باپ صراحتاً (ان دونوں کی محبت میں) بالکل ڈوبے ہوئے ہیں O بہتر یہ ہے کہ یوسف (علیہ السلام) کو مار ڈالو یا کسی

لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ

اور زمین میں پھینک آؤ تا کہ تمہارے باپ کی توجہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک لوگ بن جانا O ان میں سے

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

ایک کہنے والے نے کہا کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یوسف (علیہ السلام) کو قتل نہ کرو اور انہیں ایک اندھے کنویں میں ڈال دو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

تاکہ کوئی راہ چلنے والا انہیں اٹھا کر لے جائے O (اس کے بعد باپ سے جا کر) کہنے لگے

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ

کہ اے ہمارے باپ! آپ کو کیا ہوا ہے کہ یوسف (علیہ السلام) کے معاملے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ (یقیناً) ہم تو ان کے خیر خواہ ہیں O کل اس

چھوڑ رکھا ہے۔ پھر آپس میں کہا کہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو یا تو قتل کر ڈالو یا کسی زمین میں دور ڈال آؤ' کسی کنویں میں پھینک دو تا کہ تمہارے والد بزرگوار محض تمہارے ہی لیے ہو جائیں اور ان کا رخ صرف تمہاری ہی جانب ہو جائے اور (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے قتل کے بعد تم قوم صالحین میں سے ہو جاؤ گے یعنی توبہ کر لینا گناہ معاف ہو جائے گا' یا یہ کہ باپ سے خوب صلح ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک بھائی اور بھائیوں ہی میں سے بول اٹھا یعنی یہودا کہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو مار ہی نہ ڈالو بلکہ کسی کنویں کی تہہ میں ڈال دو یا "غیابت" کے معنی ظلمات ہوں کہ اندھے تاریک کنویں میں ڈال دو کوئی قافلہ جو کہ راستہ سے گزرتا ہو گا کنویں پر پہنچے گا اس کو اٹھا لے گا' اگر تم کو کچھ کرنا ہو تو یہ بہتر ہے یہ کرو۔

۱۱ تا ۱۴۔ لہٰذا سب بھائیوں نے مل کر اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ آپ ہم کو یوسف (علیہ السلام) پر امانت دار کیوں نہیں سمجھتے' ہم تو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے خیر خواہ و محافظ ہیں۔ آپ ان کو کل ہمارے ساتھ جنگل میں بھیج دیں وہاں جا کر ذرا جلدی جلدی چلے پھرے' کھیلے کودے' تندرستی ٹھیک ہو' ہم سب ان کے محافظ نگران ہوں گے۔ والد بزرگوار کہنے لگے کہ مجھ کو اس بات کا اندیشہ و رنج ہے کہ مبادا تم ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کوئی بھیڑیا ان کو کھا جائے اور تم کھیل کود میں غافل اور مشغول رہو۔ وہ بولے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر یوسف (علیہ السلام) کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم سب گروہ کے گروہ اس کو نہ بچا سکیں تو ہم نہایت ہی خائب و خاسر ہوں گے اور بڑے نامراد۔ یا یہ کہ بھائی اور باپ کی حرمت کا حق نہ ادا کرنے والوں

مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ

کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ وہ ہمارے ساتھ کھائے، کھیلے کودے اور بے شک ہم اس کی نگہبانی کریں گے ○ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا

اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ

کہ بے شک مجھے اس کے لے جانے سے غم ہوتا ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری غفلت میں اس کو کوئی بھیڑیا نہ کھا جائے ○ انہوں نے جواب دیا

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

کہ اگر انہیں بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت (ان کے ساتھ موجود) ہوں تو بے شک ہم تو (اس وقت) کسی مصرف کے ہی نہیں (بالکل ہی گئے گزرے ہوئے) ○

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ

پھر جب کہ یوسف (علیہ السلام) کو لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ ان کو اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی طرف (ان کو

اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

تسکین دینے کے لیے) وحی کی کہ ہم (آپ کو ایسے مرتبے پر پہنچائیں گے کہ) ضرور آپ ان کو ایک دن اس بدسلوکی سے آگاہ کر دیں گے اور وہ ابھی بے خبر

وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ؕ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ

ہیں ○ اور یوسف (علیہ السلام) کے بھائی پچھر ات گئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ○ اور کہنے لگے کہ اے ہمارے باپ! ہم تو آپس میں دوڑ

میں شمار ہوں گے۔

۱۵- لہٰذا جب (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو اپنے باپ سے اذن لے کر اپنے ساتھ جنگل کو لے گئے اور وہاں جا کر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو کنویں میں ڈال دیں تو اس وقت ہم نے وحی بھیجی کہ یا تو حضرت جبریل علیہ السلام کی معرفت یا بذریعہ الہام قلبی کہ اے یوسف! ایک وقت پر تم اس حرکت کی جو یہ تمہارے ساتھ کر رہے ہیں ان کو خبر دو گے اور یکا یک اطلاع کرو گے کہ وہ اس وقت یہ نہ جانتے ہوں گے کہ آپ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ یا ''وهم لا یشعرون'' ''اوحینا'' سے حال ہو یعنی ہم نے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو وحی بھیجی حالانکہ ان کے بھائی نہیں جانتے تھے۔

ف: اس وحی میں یوسف علیہ السلام کو تسکین دی گئی کہ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے اور آپ بہت عرصہ تک زندہ رہیں گے اور آپ کا خواب سچا ہو کر رہے گا یعنی آپ کو یہ سب سجدہ کریں گے۔ آپ کو حکومت دی جائے گی۔ (قادری غفرلہ)

۱۶ تا ۱۸- اور سب بھائی آ کر اپنے والد بزرگوار سے کہنے لگے کہ اے باپ! ہم سب جنگل گئے وہاں ہم گھوڑ دوڑ، تیر اندازی، سیر و شکار میں مشغول ہو گئے۔ یوسف (علیہ السلام) کو مال کی حفاظت کے لیے اسباب کے پاس چھوڑ گئے، ہمارے پیچھے بھیڑیا ان کو کھا گیا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ آپ ہماری بات کی تصدیق نہ کریں گے اگر چہ ہم اپنے قول میں سچے ہی

وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ

لگاتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف (علیہ السلام) کو اپنے اسباب کے ساتھ پیچھے چھوڑ گئے تو اس کو بھیڑیئے نے کھالیا اور آپ ہمارے

لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ

کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم بالکل سچے ہی ہوں O اور یوسف (علیہ السلام) کے کرتہ (قمیص) پر جھوٹا خون لگالائے یعقوب (علیہ السلام)

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ

نے فرمایا (کہ نہیں) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنائی ہے تو (اب) صبر ہی اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا

ہی سے تمہاری باتوں پر مدد چاہتا ہوں O اور ایک قافلہ (اس کنویں کی طرف ...) گزرا تو قافلے والوں

کیوں نہ ہوں اور وہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کا پیراہن لائے اس پر جھوٹا خون لگا تھا کہ بکری ذبح کر کے خون لگایا تھا۔ (اور ایک قرأت میں ''کدب'' بدال مہملہ ہے یعنی تازہ خون) باپ نے کہا کہ کچھ بھی نہیں بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات خود بنالی ہے اور اس کو زینت دے دی ہے کہ تم (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو مار ڈالو۔ تم نے یوسف (علیہ السلام) کو اپنے خیال میں مار ڈالا ہے پس مجھ پر صبر جمیل لازم ہے کہ چپ رہوں جزع فزع نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ کو حقیقت حال معلوم ہے اس سے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی مصیبت پر صبر و مدد چاہتا ہوں جس کا تم دعویٰ کرتے ہو اور اس کی حالت بیان کرتے ہو کہ بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کا کہا اس لیے یقین نہیں کیا کہ پہلی بار ان سے یہ کہہ چکے تھے کہ چور مار گئے۔

ف: یا آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم تھا کہ یہ جھوٹ بنا کر لائیں گے اور درحقیقت یہ جھوٹ بنا کر لائے اس لیے ان کا یقین نہیں کیا۔ (قادری غفرلہ)

۱۹ تا ۲۰۔ ایک اور قافلہ اس کنویں پر آیا (مسافروں کا قافلہ مدین سے آیا مصر کو جاتا تھا قدرت الٰہی سے راستہ بھول گیا) جنگل میں بھٹکتے پھرے کہیں راستہ نہ ملا۔ خوب سراسیمہ و حیران پھرا یہاں تک کہ اس روئے زمین پر وہ قافلہ آ پہنچا جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں پڑے ہوئے تھے یعنی دوش میں جو مدین و مصر کے درمیان میں ایک جگہ تھی وہاں اترے اور انہوں نے پانی نکالنے والے کو بھیجا کہ پانی تلاش کر کے لائے۔ عرب کا باشندہ مالک بن ذعر نامی اہل مدین سے شعیب پیغمبر کا بھتیجا تلاش کرتے کرتے اس کنویں پر آ گیا۔ آتے ہی ڈول پانی نکالنے کے لیے ڈالا جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ ڈول پانی پر آ گیا ہے تو اس کو پکڑ لیا۔ مالک بوجھ کی وجہ سے ڈول نہ کھینچ سکا کنویں میں جھانک کر دیکھا کہ ایک لڑکا ڈول کو پکڑے ہوئے ہے۔ اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ آؤ خوشخبری ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے پوچھا: کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ لڑکا خوبصورت اعلیٰ درجہ کا ہے سب نے اکٹھے ہو کر نکالا اور اس کو بضاعت سمجھ کر قوم سے مخفی رکھا۔ یعنی اوروں سے یہ کہہ دیا کہ پانی پر کچھ لوگ تھے انہوں نے دے دیا ہے کہ مصر میں ہم اس کو بیچ ڈالیں اور ان کو دام لا کر دے دیں اور اللہ تعالیٰ ان باتوں کو خوب جانتا ہے جو کہ قافلہ والے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ کرتے تھے اور ان کے

وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ

نے اپنا ایک پانی لانے والا سقہ بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا (اور کھینچا) تو وہ بولا: آہا! کیا خوشی کی بات ہے کہ یہ تو (ڈول میں) ایک لڑکا ہے اور اس کو ایک سرمایہ

بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ

(تجارت) بنا کر چھپا لیا (تا کہ کوئی دعوے دار نہ نکل آئے) اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کے علم سے کچھ پوشیدہ نہ تھا O اور انہوں نے یوسف (علیہ السلام) کو

دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ

کھوٹے داموں گنتی کے چند روپوں میں فروخت کر دیا اور انہیں اس (سودے) میں (زیادہ قیمت لینے کی) خواہش و رغبت بھی نہ تھی O اور مصر والوں

ع ۲ (۱۴) ۱۲

الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ

میں سے جس نے یوسف (علیہ السلام) کو (قافلے سے) خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ انہیں عزت کے ساتھ رکھو عجب نہیں کہ

أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي

ہمیں ان سے کچھ نفع پہنچے یا ہم انہیں اپنا بیٹا بنا لیں اور اس طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کا (مصر کی) سرزمین میں قدم جما دیا اور اس لیے کہ ہم ان کو

الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ

(یوسف علیہ السلام کو) باتوں کا نتیجہ اور مطلب نکالنا سکھا دیں (اس میں خوابوں کی تعبیر وغیرہ بھی آ گئی) اور اللہ تعالیٰ اپنے معاملے میں

عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ

زبردست ہے (جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے) مگر اکثر لوگ نہیں جانتے O اور جب یوسف (علیہ السلام) اپنی پوری قوت (جوانی) کو پہنچے

بھائی (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ کرتے تھے۔ جب (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے آ کر مالک کے ہاتھ تھوڑی قیمت کے بدلے فروخت کر دیا۔ "بخس" کے معنی کمی کے ہیں یعنی وزن میں کمی کی یا مراد یہ ہے کہ کھوٹے روپے دیے تھے۔ یا مراد حرام مال ہو جو چند درہم تھے۔ بیس اور بقول بعض بائیس اور وہ یعنی برادران یوسف (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی قیمت سے بے پروا تھے اس کے محتاج نہ تھے ان کی غرض تو یہ تھی کہ یوسف (علیہ السلام) کہیں دور چلے جائیں۔ یا یہ معنی ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بے پروا تھے ان کی قدر و منزلت جو اللہ تعالیٰ کے پاس تھی وہ نہ جانتے تھے یا یہ کہ قافلہ والے ان سے بے پروا تھے۔

۲۱ تا ۲۲۔ قافلہ مصر پہنچا' مالک بن ذعر سے خازن شاہ و صاحب لشکر نے جس کا نام قطفیر تھا یعنی عزیز مصر نے بیس روپے اور ایک حلہ اور دو جوتیوں کے عوض یوسف کو خرید لیا اور اس نے اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ اس غلام کا اکرام و قدر و منزلت کرنا' امید ہے کہ یہ ہم کو نفع دے اور ہمارے اسباب میں فائدہ ہو' یا ہم اس کو تربیت کریں اور اپنا فرزند بنائیں۔ ہم نے اسی

اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ

تو ہم نے انہیں حکمت (نبوت) اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں O اور یوسف (علیہ السلام) جس عورت (عزیز مصر کی بیوی زلیخا) کے گھر میں

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

تھے وہ ان پر فریفتہ ہوگئی (اور انہیں لبھانے لگی کہ وہ بے قابو ہو کر اس کی بات مان جائیں) اور اس نے (ایک دن) سب دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی کہ لو آؤ میں

هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا

تمہیں سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پناہ (مجھ سے ایسی بات کبھی نہیں ہوسکتی) وہ (تیرا شوہر عزیز) میرا آقا ہے (پرورش کرنے والا

یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ

ہے) اس نے مجھے عزت کے ساتھ (گھر میں) رکھا (میں ہرگز اس کی امانت میں خیانت نہ کروں گا) کیونکہ حد سے گزرنے والے کبھی فلاح نہیں پا سکتے O اور

طرح (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو بلند مرتبہ پر پہنچایا اور زمین مصر میں ان کو اقتدار دیا اور رفتہ رفتہ وہاں کا ان کو حاکم کر دیا تا کہ وہ بلند مرتبہ ہو جائیں۔ اور ہم نے ان کو علم تاویل احادیث یعنی تعبیر خواب سکھا دی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی ہر بات پر غالب ہے جو کرتا ہے اس کو کوئی پھیر نہیں سکتا مگر اکثر آدمی نہیں جانتے اور تصدیق نہیں کرتے' چنانچہ اہل مصر اس بات کو پہلے نہیں جانتے تھے کہ یوسف کا یہ مرتبہ ہونے والا ہے اور (حضرت) یوسف (علیہ السلام) جب بالغ ہوئے اور زمانہ شباب کو جو اٹھارہ سے تیس برس تک ہے پہنچے تو ہم نے ان کو حکم اور علم دیا یعنی فہم اور نبوت عطا فرمائیں اور ہم محسنین کو جو قول و فعل میں اخلاص برتتے ہیں یونہی بدلہ دیتے ہیں یعنی علم و حکمت عطا کر دیتے ہیں۔

۲۳- جب یوسف (علیہ السلام) کو اس عورت نے جس کے گھر میں وہ پرورش پا رہے تھے یعنی زلیخا نے اپنے ساتھ لے جانا چاہا اور ان سے یہ گفتگو کی کہ تم مجھ کو اپنے اوپر قادر ہو لینے دو اور سب دروازے بند کر لیے' یوسف اور زلیخا رہ گئے اور (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے کہا: "ھیت لک" (اس لفظ میں کئی قراءتیں ہیں اگر بہ نصب "ھاء" اور "تاء" ہے تو اس کے معنی "ھلم لک" یعنی لے مجھ کو اپنے لیے۔ "لک" "ھلم" سے متعلق ہوگا یا یہ معنی ہوں کہ لو مجھ کو میں تمہارے لیے ہوں "انا لک" اصل میں ہو اور اگر بضم تا و بکسر ہا ہو تو "ھیت" "حرفت" کے وزن پر تفعیل سے متکلم کا صیغہ ہوگا یعنی اے یوسف! میں تمہارے لیے تیار و مستعد ہوگئی اور اگر بنصب تاء ہو تو اس کے معنی "تعال" ہیں یعنی اے یوسف! میری طرف آؤ میں تمہاری ہوں۔ "ھیت" اگر "لیت" کے وزن پر ہوگا تو فعل متکلم ورنہ سب قراءتوں میں اسم فعل یا بمعنی ماضی یا بمعنی امر ہوگا۔ یوسف (علیہ السلام) نے جواب میں کہا: معاذ اللہ! میں اس بات سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں' وہ مجھے اس ناجائز فعل سے اپنی پناہ میں رکھے وہ میرا رب ہے۔ یعنی عزیز مصر میرا مربی اور پرورش کرنے والا و سردار ہے' اس نے مجھ کو اچھی طرح پالا ہے اور میری قدر و منزلت بڑھائی ہے' تو اس کی بیوی ہے' میں اس کی امانت میں ہرگز ہرگز خیانت نہیں کروں گا یعنی جو فعل تو چاہتی ہے میں ہرگز نہیں کروں گا۔ بے شک ظالم زانی فلاح نہ پائیں گے اور ان کو عذاب الٰہی سے ہرگز نجات نہ ملے گی۔

۲۴- اور اس عورت نے یوسف کے ساتھ مشغولی کا قصد کیا اور یوسف بھی اگر اپنے پروردگار کا برہان نہ دیکھ لیتے

بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

بے شک اس عورت (زلیخا) نے یوسف (علیہ السلام) کا ارادہ کیا اور اگر یوسف (علیہ السلام) اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو وہ بھی (بے قابو ہوکر) ارادہ کرتے ہم

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ

نے (حق کی دلیل کے ذریعہ) انہیں یوں ہی ہوشیار رکھا تاکہ برائی اور بے حیائی کی باتیں ان سے دور رہیں (اور) بے شک وہ ہمارے (چنے ہوئے) برگزیدہ

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ

بندوں میں سے ہیں ○ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے (یوسف علیہ السلام آگے آگے اور زلیخا پیچھے پیچھے) اور زلیخا نے یوسف (علیہ السلام) کا کرتہ پیچھے سے

بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ

(کھینچ کر) چیر دیا پھر اچانک دونوں کو عورت (زلیخا) کا خاوند دروازہ کے پاس (کھڑا ہوا) مل گیا تب عورت نے (اپنا جرم چھپانے کے لیے بات بنائی اور) کہا جس

رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ

آدمی نے تیری عورت سے بدی کرنی چاہی اس کی سزا سوائے اس کے کیا ہونی چاہیے کہ اسے قید میں ڈالا جائے یا کوئی اور دردناک سزا دی جائے ○ اس پر یوسف

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَ

(علیہ السلام) نے کہا کہ خود اسی نے مجھ پر ڈورے ڈالے (اور مجھے لبھانا چاہا کہ میں پھسل پڑوں اور اپنی پاک دامنی کی حفاظت نہ کروں مگر میں نے ہرگز ایسا نہیں

یعنی اس کے عذاب کو اپنے پیش نظر اور لازم نہ جانتے تو اس کے ساتھ مشغولی کا قصد کر لیتے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے باپ یعقوب علیہ السلام کی صورت نظر آئی۔ یا یہ کہ اپنے پروردگار کی دلیل واضح حرمت معاصی نہ دیکھ لیتے تو برائی کا قصد کرتے۔ کلام میں تقدیم تاخیر ہے "هم" کا تعلق "لولا" سے ہے یعنی "لولا ان رای برهان ربه لهم" بے شک ہم بری اور فحش بات زنا اور بری باتیں اور ہر قسم کی نافرمانی کی باتیں اپنے نیک مخلص معصوم بندوں سے یونہی دور کرتے ہیں' اسی لیے ہم نے اپنا برہان یوسف (علیہ السلام) پر ظاہر کر دیا اور ان کو برائی سے بچا لیا۔

۲۵ تا ۲۹۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) اس سے پیچھا چھڑا کر بھاگے' وہ ان کے پیچھے لگی اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے' (حضرت) یوسف (علیہ السلام) چاہتے تھے کہ کسی طرح نکل بھاگوں اور عورت چاہتی تھی کہ دروازہ بند رہے نہ کھولنے دوں۔ عورت نے آگے بڑھ کر یوسف کا کرتا پھاڑ ڈالا پیچھے کی جانب سے کمر سے لے کر پاؤں تک بالکل دو ٹکڑے کر دیا۔ اس عرصہ میں وہاں انہوں نے عورت کے سردار یعنی خاوند یا برادر چچا زاد کو دیکھا' دروازے کے پاس وہ ملا۔ عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تیرے گھر کے لوگوں سے برائی کا ارادہ کرے یہی ہے کہ قید کیا جائے' سخت عذاب و تکلیف دیا جائے۔ یوسف (علیہ السلام) بولے کہ اسی نے مجھ سے مراودت کی تھی اور اپنی طرف بلایا اور لبھانا چاہا تھا۔ مجھ سے یہ خواہش کرتی تھی کہ میں اس کو اپنے اوپر قادر ہونے دوں۔ اس وقت ایک گواہ نے

اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

کیا) اور اس عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ (بچہ) نے گواہی دی کہ (دیکھا جائے) اگر یوسف (علیہ السلام) کا کرتہ آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے وہ

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ

جھوٹے ہیں O اور اگر کرتہ پیچھے سے چرا ہے تو وہ عورت جھوٹی ہے (اور وہ خود ملزمہ ہے) اور یوسف (علیہ السلام) سچے ہیں O تو جب عزیز نے یوسف (علیہ

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ

السلام) کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو (اصلیت معلوم کر لی) اور عورت سے کہا بے شک یہ تم عورتوں کی مکاری میں سے ایک مکاری ہے بے شک تمہارا مکر

لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي ع۳ ۹ ۱۲

بہت ہی بڑا ہے O (پھر عزیز نے کہا کہ) اے یوسف! (علیہ السلام) تم درگزر کرو اور (عورت سے کہا بیوی) تو معافی مانگ لے بے شک تو ہی خطاوار

الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا

ہے O اور (جب اس وقعہ کا چرچا پھیلا تو) شہر کی کچھ عورتیں کہنے لگیں کہ دیکھو عزیز کی بیوی اپنے نوجوان غلام کا دل لبھانا چاہتی ہے بے شک اس

حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ

کے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی ہے اور ہم تو اسے ظاہر ظہور دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا دل ہار گئی (اور خود رفتہ ہوگئی ہے اسے اپنی عزت وعفت کا بھی خیال نہیں

گواہی دی اور یوں فیصلہ کیا جو اسی عورت کے رشتہ میں سے سگا بھائی اور بقول بعض چچازاد بھائی تھا کہ یوسف کا کرتا دیکھنا چاہیے اگر آگے کی طرف سے پھاڑا گیا ہو تو عورت سچی اور یوسف جھوٹے ہیں اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی یوسف سچے ہیں۔ بے شک عورت ہی کی طلب ہوئی۔ جب کرتا دیکھا گیا کہ پیچھے سے پھاڑا گیا ہے تو کہا کہ بے شک اے عورت! یہ تمہارا ہی مکر ہے اور چالاکی۔ بے شک تمہارا مکر وفریب بہت بڑا ہے کہ کردہ و ناکردہ سب کو پھانس لیتا ہے۔ پھر (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ اے یوسف! تم ان باتوں سے درگزر کرو ان کا خیال نہ کرو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا' جانے دو۔ پھر زلیخا سے خطاب کر کے کہا کہ تم اپنے قصور کا استغفار کرو اور اپنے خاوند عزیز سے معافی مانگو اور شرماؤ' بے شک تم ہی خاطی و گناہ گار ہو۔

۳۰ تا ۳۲۔ اس واقعہ کو زلیخا کے لوگوں نے لاکھ چھپانا چاہا مگر پردہ فاش ہو گیا' آپس میں چار عورتوں نے چرچا کیا اور شہرہ کر دیا کہ عزیز مصر کی بیوی زلیخا اپنے غلام سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے اور اس کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ یوسف کی محبت میں اندھی ہوگئی ہے' ان کی محبت اس کے دل میں سرایت کر گئی ہے (اور ایک قرأت میں "سعف" "بسین وعین مہملتین ہے) یعنی محبت نے اس کے دل کو جلا دیا ہے اور اس کے بدن کے اندر اس کا اثر ہو گیا ہے۔ ہم اس کو بڑی خطائے ظاہر میں گرفتار دیکھتے ہیں کہ اپنے نوکر وغلام سے لگاؤ رکھتی ہے۔ بادشاہ کے ساقی اور حاکم قید خانہ اور حاکم مطبخ اور حاکم اصطبل کی عورتوں نے یہ مشہور کیا۔ جب زلیخا نے ان کا مکر سنا اور یہ معلوم ہوا کہ ان عورتوں نے چرچا کیا ہے تو اس نے ان کی دعوت کی اور آدمی بھیج کر ان کو

أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَّآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ

رہا)O تو جب عزیز کی بیوی نے ان کا چرچا سنا تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لیے مسندیں آراستہ کیں اور (دستور کے مطابق) ان میں سے ہر ایک کو چھری دی (کہ

مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ

پھل وغیرہ کاٹنے کے کام آئے) (اس کے بعد) زلیخا نے یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ ان سب کے سامنے نکل آؤ جب عورتوں نے یوسف (علیہ السلام) کو

وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا ۖ إِنْ

دیکھا تو ان کی بزرگی (اور بڑائی) کی قائل ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور (بے اختیار) کہنے لگیں: سبحان اللہ یہ تو بشر کی جنس سے نہیں یہ تو ضرور ایک بڑے مرتبہ

هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ

والا فرشتہ ہے (جو خوبصورت عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا)O (تب) زلیخا نے کہا: یہ وہی آدمی ہیں جن کے بارے میں تم نے مجھے طعنے دیئے تھے

وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ

ہاں بے شک میں نے ان کا دل لبھانا چاہا تھا مگر انہوں نے اپنے آپ کو بچایا (اور میرے پھندے میں نہ آئے اب میں کہے دیتی ہوں کہ) اگر انہوں نے

مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ

وہ کام نہ کیا جو ان سے میں کہتی ہوں تو ضرور ان کو قید کیا جائے گا اور وہ ضرور ذلت میں پڑیں گے O (یہ سن کر) یوسف (علیہ السلام) نے (اپنے رب سے) دعا کی

اکٹھا کیا اور ان کے لیے پہلے سے مکان آراستہ کیا' تکیہ مسند لگا دیے کہ آ کر بیٹھیں اور بعض قرأت میں "متکأ" بہ تخفیف میم ہے یعنی لیموں۔ جب وہ آئیں' کھانا لا کر رکھا' روٹی' گوشت' پھل وغیرہ اور ہر ایک کو ایک چھری دی کہ وہاں کا دستور تھا کہ گوشت وغیرہ کو چھری سے کاٹ کاٹ کر کھاتے تھے۔ جب وہ سب ہاتھوں میں چھریاں لے کر مستعد ہوئیں تو زلیخا نے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ ان کے سامنے آؤ' جب انہوں نے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو دیکھا' ان کی عظمت کی اور بڑا بلند مرتبہ سمجھا اور حسن اور شرم و حیا دیکھ کر ایسی متحیر و بے خود و مدہوش ہوئیں کہ چھریوں سے اپنے ہاتھ کو کاٹ ڈالا زخمی ہو گئیں اور یک زبان ہو کر سب نے کہا: حاش للہ معاذ اللہ یہ ہرگز آدمی نہیں' یہ تو کوئی فرشتہ ہے' بڑی بزرگی و کرامت والا' اپنے پروردگار کے پاس عزت والا ہے کہ خوبصورت عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔ زلیخا نے کہا: پس یہی ہے وہ شخص جس کی محبت میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں اور برا کہتی تھیں اور عیب لگاتی تھیں۔ بے شک میں نے ہی اس کو اپنی طرف بلایا تھا اور اس سے خواہش کی تھی کہ مجھ کو مل جائے مگر اس نے عفت و عظمت کا لحاظ کیا' مجھ سے بچا رہا اور میں اب بھی اس سے خواہش رکھتی ہوں اگر یہ میرا حکم نہ بجا لائے گا تو یہ قید میں ڈالا جائے گا اور یہ سخت ذلیل ہوگا اور تکلیف پائے گا۔

۳۳ تا ۳۴۔ تب تو ان عورتوں نے جو زلیخا کو برا کہتی تھیں رحم کھا کر یوسف کو سمجھانا اور داؤں میں لانا شروع کیا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے پروردگار! قید خانہ مجھے اس بات سے زیادہ اچھا لگتا ہے جس کی طرف یہ مجھ کو

السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ

کہ اے میرے رب! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اور اگر تو (میری مدد نہ فرمائے گا تو) ان کی برائی (مکاریاں)

كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ

مجھ سے نہ پھیرے گا تو عجب نہیں کہ میں ان کی طرف جھک پڑوں اور نادانوں میں سے ہو جاؤں O تو ان کے رب

لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾

نے ان کی دعا قبول فرمائی تو ان (عورتوں) کا مکر و فریب ان سے پھیر دیا (دور کر دیا) بے شک وہی (ہر ایک کی دعا) سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے O پھر

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع ۱۴

(یوسف علیہ السلام کی سچائی اور پاک دامنی کی) نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کی (یعنی عزیز اور ان کے خاندان والوں کی) رائے یہی ہوئی کہ ضرور ایک مدت کے

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ

لیے قید خانہ میں ڈال دیں (تاکہ یہ بدنامی دب جائے) O اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ دو جوان اور بھی قید خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا:

خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا

میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ میں شراب (بنانے کے لیے انگور کا عرق) نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں

تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

اٹھائے ہوئے ہوں جن میں سے پرند کھا رہے ہیں ان دونوں کی تعبیر بتایئے (کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا) بے شک ہم آپ کو بڑا نیک آدمی سمجھتے ہیں O

بلاتی ہیں، اگر تم مجھ سے ان کا مکر دور نہ کرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا جو تیری نعمت تقویٰ کی قدر نہیں جانتے یا یہ کہ زنا کاروں سے ہو جاؤں گا۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کا مکر و فریب (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے دور کیا، وہ دعا کا سننے والا، اجابت کا جاننے والا ہے اور عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔

ف: انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، وہ چھوٹے سے چھوٹے گناہ کا بھی ارادہ نہیں کر سکتے ہیں چہ جائیکہ زنا وغیرہ کبیرہ گناہ کا ارادہ کریں۔ یوسف علیہ السلام نے اپنی عصمت کی حفاظت کی دعا کی، اپنے رب کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کیا، مزید استقامت کی دعا کی تا کہ لوگوں کو نصیحت ہو۔ انبیاء علیہم السلام مزید اطمینان کے لیے ایسی دعائیں کرتے ہیں۔

۳۵- پھر عزیز وغیرہ کی یہ رائے ٹھہری اور بعد اس امر کے کہ انہوں نے یوسف کی پاکی کی نشانیاں دیکھ لیں پھر بھی یہ خیال ہوا کہ یوسف کو کچھ مدت کے لیے قید رکھیں یا "حتی حین" کے یہ معنی ہوں کہ اس وقت تک قید رکھیں جب تک آدمی اس بات کا تذکرہ نہ بھول جائیں۔

۳۶- (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے داخل ہونے کے بعد قید خانہ میں پانچ برس تک رہنے کی مدت میں ان

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ

یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: (گھبراؤ نہیں) اس سے پہلے کہ تمہارا مقررہ کھانا تم تک پہنچے میں تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں

اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

بتلا دوں گا' یہ ان علموں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے ہیں' بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہیں مانا

لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں O اور میں نے اپنے باپ

اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ

دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) کے دین کی پیروی کی' ہمیں مناسب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک

کے ساتھ دو آدمی اور داخل ہوئے ایک ساقی شاہی دوسرا باورچی خانہ کا داروغہ۔ بادشاہ کسی سبب سے ان پر غصہ ہوا اور ان کو قید خانہ میں بھیجا' ان میں سے ایک نے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ اے یوسف! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں بادشاہ کے لیے انگور نچوڑ کر شراب بناتا ہوں اور اس کو پلاتا ہوں' دوسرے نے یعنی باورچی نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں بادشاہ کے لیے اپنے سر پر روٹی کا خوان رکھے لیے جاتا ہوں' پرندے اس سے آ کر کھا لیتے ہیں۔ یوسف! ہم کو ہمارے خوابوں کی تعبیر بتلاؤ اور خبر دو کہ کیا ہونے والا ہے' ہم تم کو اچھا آدمی جانتے ہیں کہ سب قیدیوں پر احسان کرتے ہو۔ یا "محسنین" کے معنی صادقین ہے یعنی تم جو کہتے ہو سچ کہتے ہو۔ ساقی کا خواب یہ تھا کہ وہ ایک باغ میں گیا ہے انگوروں کے درختوں میں ایک درخت پر تین شاخیں ہیں' ان میں اچھے اچھے انگور لگے ہیں' ان سے انگور لے آیا' ان کو نچوڑ کر بادشاہ کو پلایا' حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ تعبیر کہی کہ تیرا خواب بہت اچھا ہے انگور کا باغ تیرا منصب اور عہدہ ہے جس پر تو مقرر تھا اور وہ درخت خاص تیرا حکم غلبہ اور اس کا حسن و جمال تیری عزت و کرامت اور تین شاخیں تین دن ہیں کہ ان میں تو قید رہے گا' پھر نکل کر اپنے منصب پر جائے گا۔ انگور نچوڑ کر بادشاہ کو دینا یہ تیرا اپنے کام پر واپس جانا ہے اور بادشاہ کا اکرام کرنا ہے۔ کھانا پکانے والے داروغہ کا یہ خواب تھا کہ باورچی خانہ سے نکلتا ہے' اس کے سر پر تین خوان روٹیوں کے ہیں اور اوپر سے پرند گرا اور روٹی کھا گیا۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا: بہت برا خواب دیکھا مطبخ (باورچی خانہ) سے نکلنا تیرا عہدہ سے معزول ہونا ہے' تین خوان وہ تین دن ہیں جو قید رہے گا' پرندہ کا اس کو کھا لینا یہ ہے کہ بادشاہ تین دن بعد تجھ کو قید سے نکال لے گا اور تجھ کو سولی دے گا۔ پرندے آ کر تیرا گوشت کھائیں گے۔

۳۷ تا ۴۰۔ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے اس لیے کہ وہ ان کا مرتبہ علم دریافت کریں تعبیر بتانے سے قبل یہ کہا کہ تم کو اب کچھ دیر کھانا جو آئے گا اور تم اس کو کھاؤ گے میں اس کی تاویل جنس اور کیفیت اور لذت و مزا قبل اس کے آنے سے ابھی بتلائے دیتا ہوں پھر بھلا تعبیر خواب کیا نہ جانوں گا' یہ علم تعبیر وغیرہ منجملہ ان چیزوں کے ہے جن کو میرے پروردگار نے مجھے تعلیم کیا ہے اور سکھایا ہے۔ میں ان کفار کے مذہب کا تابع نہیں' میں تو اپنے باپ دادا ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے مذہب کا تابع ہوں' ہم کو ہرگز لائق و جائز نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں کسی غیر کو شریک

مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

ٹھہرائیں، یہ (دین) اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے ہم پر اور تمام لوگوں پر مگر اکثر لوگ (اس دین کو قبول کر کے)

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے ○ اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! (تم نے اس بات پر بھی غور کیا کہ)

خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

جدا جدا چند معبود بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ واحد و یکتا جو سب پر غالب ہے○ تم اس کے سوا جن کی پوجا کرتے ہو (ان کی حقیقت کچھ نہیں)

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ

وہ محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی سند نہیں اتاری، حکومت

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا

لوگ نہیں جانتے (وہ ہٹ دھرمی سے غلط راستوں پر چلتے ہیں)○ اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! (اب خوابوں کی تعبیر سنو)

کریں، بت پرستی میں مشغول ہوں، یہ دین قیم اور صراط مستقیم یعنی نبوت و اسلام جو ہم کو خدا نے دیا ہے اس کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے ہم کو یہ نعمت دی اور سب آدمیوں پر بھی اس کا فضل ہے کہ ہماری باتوں سے، ہماری تعلیم سے ان کو ہدایت نصیب ہوئی۔ یا یہ کہ مسلمان جو ایمان لائے یہ ان پر اس کا بڑا فضل ہے مگر اکثر آدمی شکر نہیں کرتے، ایمان نہیں لاتے یعنی اہل مصر۔ اے قید خانہ والے آدمیو! یعنی داروغہ قید خانہ اور کل قیدی یہ تو کہو کہ کیا بہت سے معبود فرضی جو تم نے بنائے ہیں جو کچھ بھی نہیں کر سکتے، مکھی بھی نہیں اڑا سکتے اچھے ہیں یا ایک اللہ غالب و قاہر جو سب پر غالب ہے، یعنی بہت سے عاجز جن کو کچھ بھی قدرت نہیں ان کو خدا ماننا اچھا مذہب ہے یا ایک اللہ غالب زبردست قدرت والے کو جو ماں باپ و اولاد و شریک سے پاک ہے اور ہر شے پر غالب ہے، ذرا عقل سے سوچو کہ توحید بہتر ہے یا شرک۔ تم ماسوائے خدا کے کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے ہو مگر چند فرضی و وہمی ناموں کی کہ مردہ بے جان چیزوں کے نام رکھ لیے ہیں یعنی پتھروں کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خدا رکھ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت کی کوئی دلیل نہیں اتاری، نہ عقلی حجت نہ نقلی دلیل۔ خدا کے سوا کسی کے لیے حکم و غلبہ نہیں، اس کا امر و نہی جاری ہے اور اسی کا حکم دنیا و آخرت میں جاری ہے، اس نے سب کتابوں میں یہی حکم کیا کہ تم سوائے اس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہ مذہب توحید دین قیم ہے جس کو خدا پسند کرتا ہے یعنی اسلام۔ مگر اکثر آدمی نہیں جانتے اور تصدیق نہیں کرتے اور اپنی جہالت و ہٹ دھرمی و ضد نہیں چھوڑنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو گمراہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

۴۱ تا ۴۲۔ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) جب دعوت اسلام سے فارغ ہوئے تو دونوں آدمیوں کی تعبیر خواب بتلائی

فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِن

تم میں سے ایک تو (قید سے چھوٹ جائے گا اور) اپنے آقا کو شراب پلائے گا لیکن دوسرے کو سولی دی جائے گی اور پرندے اس کا سر (نوچ نوچ کر)

رَّأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِي

کھائیں گے' جس بات کا تم سوال کرتے تھے اس کا یہی فیصلہ ہو چکا ہے O اور یوسف (علیہ السلام) نے جس آدمی کی نسبت یہ سمجھا

ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ

کہ وہ نجات پائے گا اس سے کہا جب تو اپنے آقا کے پاس جائے تو میرا ذکر کرنا لیکن (جب تعبیر کے مطابق اس نے نجات پائی تو) شیطان نے اسے یہ بات

ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ع ۵/۷ ۱۵

بھلا دی کہ وہ اپنے آقا کے سامنے اس (بات) کا ذکر کرے تو یوسف (علیہ السلام) کئی سال تک اور قید خانہ میں رہے O اور (ایک دن) بادشاہ

اور کہا: اے دو قید خانہ کے رہنے والو! لیکن تم میں سے ایک آدمی یعنی ساقی اپنے عہدہ حکومت پر جائے گا' پھر اپنے بادشاہ کو شراب حسب معمول پلائے گا اور دوسرا یعنی باورچی وہ قید خانہ سے نکالا جائے گا' پھر سولی دیا جائے گا پس پرندے اس کے سر کا گوشت کھائیں گے۔ جب انہوں نے تعبیر سنی تو ڈر گئے اور دونوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی بھی خواب نہیں دیکھا تھا یونہی کہہ دیا تھا۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا: اب جو تم پوچھتے تھے اور اس کے بارے میں میں نے تمہیں جو کچھ جواب دیا ہے وہ تو ہو کر رہے گا' وہ مقدر ہو چکا ہے' خواہ خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اور اس شخص سے کہا جس کو وہ جانتے تھے کہ یہ نجات والا ہو گا یعنی ساقی سے کہا: جب تو بادشاہ کے پاس جائے تو اپنے مالک سے میرا ذکر بھی کرنا کہ میں مظلوم ہوں' حر یعنی آزاد ہوں' میرے بھائیوں نے غلام بنا کر مجھ کو فروخت کیا' میں بری بے قصور ہوں اور قید خانہ میں ڈالا گیا ہوں۔ پس شیطان نے ساقی کو یوسف (علیہ السلام) کا بادشاہ سے ذکر کرنا بھلا دیا' اس کو کچھ یاد نہ رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ شیطان نے یہ وسوسہ دیا کہ اگر تو یوسف (علیہ السلام) کا ذکر بادشاہ سے کرے گا تو وہ پھر تجھ کو قید خانہ میں ڈال دے گا' بعض یوں معنی کرتے ہیں کہ شیطان نے یوسف (علیہ السلام) کو خدا کا ذکر بھلا دیا اور آپ نے مخلوق کے ذریعے سے مخلوق کے پاس یعنی بادشاہ کے پاس سفارش بھیجی لہٰذا آپ کو قید خانہ میں کچھ مدت تک اور ٹھہرنا پڑا یعنی سات برس اور قید میں رہے کہ اللہ کا ذکر نہ کیا مخلوق سے مدد چاہی اور پانچ برس پہلے قید رہ چکے تھے۔

ف: اگرچہ مخلوق سے مدد لینا جائز ہے مگر یوسف (علیہ السلام) بڑے درجے کے نبی صدیق' عام مخلوق سے بہت بالاتر تھے' اس لیے آپ کی شان کے خلاف تھا کہ آپ کسی مخلوق سے مدد لیں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے مدد نہیں لی تھی۔ (قادری غفرلہ)

۴۳ تا ۴۴۔ اور بادشاہ نے ایک دن کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ سات گائیں بہت فربہ موٹی تازہ نہر سے نکلی ہیں' ان کے بعد سات گائیں دبلی لاغر نکلیں اور موٹیوں کو نگل گئیں مگر وہ دبلی ہی رہیں اور سات خوشے ہیں سرسبز اور سات خشک وخراب' وہ اچھوں پر لپٹ گئے اور غالب ہو گئے اور خشک ہی رہے۔ اے جادوگرو' نجومیو' تعبیر بتانے والو! میرے خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم کو تعبیر خواب آتی ہے اور تعبیر کرنا جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ خوابیں احلام ہیں یعنی اوہام وخیالات

إِنِّيٓ أَرَىٰ سَبۡعَ بَقَرَٰتٖ سِمَانٖ يَأۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٞ وَسَبۡعَ

نے (اپنے درباریوں سے) کہا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ سات موٹی گائیں تازہ ہیں انہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں

سُنۢبُلَٰتٍ خُضۡرٖ وَأُخَرَ يَابِسَٰتٖۖ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَأُ أَفۡتُونِي فِي رُءۡيَٰيَ

اور سات بالیں ہری اور سات دوسری سوکھی دیکھیں' اے درباریو! اگر تم میرے خواب کا مطلب حل کرنا جانتے ہو تو

إِن كُنتُمۡ لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوٓاْ أَضۡغَٰثُ أَحۡلَٰمٖۖ وَمَا

میرے خواب کی تعبیر بتاؤ ○ درباریوں نے کہا: یہ پریشان خواب

نَحۡنُ بِتَأۡوِيلِ ٱلۡأَحۡلَٰمِ بِعَٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ ٱلَّذِي نَجَا مِنۡهُمَا

وخیالات ہیں اور ہم خوابوں کی تعبیر کرنا ہی نہیں جانتے ○ جس آدمی نے ان دونوں قیدیوں میں سے نجات پائی تھی اور ایک عرصہ بعد اسے

وَٱدَّكَرَ بَعۡدَ أُمَّةٍ أَنَا۠ أُنَبِّئُكُم بِتَأۡوِيلِهِۦ فَأَرۡسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ

(یوسف علیہ السلام کی) بات یاد آئی اس نے (خواب کا حال سن کر) کہا کہ میں تمہیں اس خواب کا نتیجہ بتادوں گا تو تم مجھے (قید خانہ میں) بھیجو ○ (چنانچہ وہ قید خانہ

أَيُّهَا ٱلصِّدِّيقُ أَفۡتِنَا فِي سَبۡعِ بَقَرَٰتٖ سِمَانٖ يَأۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ

میں گیا اور کہا:) اے یوسف! (علیہ السلام) اے سچائی کے مجسمے! ہمیں تعبیر بتائیے سات فربہ گائیوں کی جنہیں سات دبلی پتلی گائیں

مختلف جھوٹے جن کی واقع میں کوئی اصل نہیں' ہم اس قسم کے وہمی خوابوں کی تاویل کچھ نہیں جانتے۔

۴۵ تا ۴۶- جب بادشاہ کے خواب کی تعبیر کسی سے نہ نکلی تو اس ایک نے جس نے ان دو قیدیوں میں سے نجات پائی تھی یعنی ساقی نے بادشاہ سے کہا اور بہت مدت کے بعد یوسف (علیہ السلام) کو یاد کیا یعنی سات برس کے بعد یوسف (علیہ السلام) کو بھول جانے کے بعد پھر یاد کیا اور کہا کہ اے بادشاہ! اس خواب کی تعبیر میں بتلاؤں گا مجھ کو قید خانہ میں بھیجو وہاں ایک آدمی یوسف نامی ہے اور وہ ایسا ہے' حضرت یوسف علیہ السلام کے علم وحلم اور احسان وکرم اور صدق تعبیر ومہارت تاویل خواب کی تعبیر کی تعریف کی۔ بادشاہ فوراً قید خانہ میں پہنچا اور آ کر کہا: اے یوسف (علیہ السلام)! اے سچی تعبیر بتانے والے! مجھ کو اس خواب کی تعبیر بتاؤ کہ سات گائیں موٹی ہیں' نہر سے نکلی ہیں' ان کو سات دبلی گائیں بہت لاغر نگل گئیں اور سات خوشے سرسبز وتازہ اور اتنے ہی خشک سرسبز خوشوں پر غالب ہو گئے ہیں' اس کی تعبیر بتاؤ کہ میں (بادشاہ) سب آدمیوں کے پاس جاؤں اور خواب کی تعبیر بتاؤں کہ وہ آپ کے اس علم کی قدر ومنزلت جانیں اور لوگ بادشاہ کے خواب کو خیال خام نہ سمجھیں۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا: ہاں میں تعبیر بتاتا ہوں سات گائیں فربہ سات برس ہیں جن میں پیداوار خوب ہوگی اور سات خوشے ان برسوں کی خوب پیداوار اور نعمت ہے مطلب یہ ہے کہ سات گائیں دبلی سوکھی سات برس قحط والے ہیں' سوکھے سات خوشے اشارہ ہے قحط وکم پیداواری کی طرف یعنی سات برس تک پیداوار کم ہوگی' قحط پڑے گا۔

عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى

کھاتی ہیں اور سات ہری بالوں کی اور دوسری سات خشک بالوں کی تاکہ میں (ان) لوگوں کے پاس واپس جاؤں (جنہوں نے مجھے بھیجا ہے اور) تاکہ

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ

وہ (خواب کی تعبیر اور آپ کی قدر ومنزلت سے) آگاہ ہو جائیں ○ تو (یوسف علیہ السلام نے) فرمایا کہ (اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ) سات برس تک تم لگاتار کھیتی

فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۴۷ ثُمَّ

کرتے رہو گے (اور پیداوار خوب ہوگی) تو جو کچھ کھیتی کاٹو اس کو اس کی بالوں ہی میں رہنے دو (تاکہ غلہ خراب نہ ہو) مگر کھانے کی مقدار (تھوڑا سا) الگ کر لیا کرو ○

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

پھر اس کے بعد سات سال بڑے سخت مصیبت کے آئیں گے کہ وہ سب ذخیرہ کھا جائیں گے جو تم نے پہلے سے جمع کر رکھا ہوگا مگر تھوڑا سا جو تم بچا

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝۴۸ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

کر رکھو گے (وہی بچ رہے گا) ○ پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ لوگوں پر خوب بارش بھیجی جائے گی لوگ اس میں (پھلوں اور دانوں سے عرق وتیل)

فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۝۴۹ ع وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ

نچوڑیں گے ○ (جب اس آدمی نے آکر خواب کی تعبیر بادشاہ کو سنائی تو) بادشاہ نے کہا کہ یوسف (علیہ السلام) کو فوراً میرے پاس لاؤ تو جب آپ کے پاس

بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا

(بادشاہ کا) ایلچی آیا تو آپ نے فرمایا کہ (میں یوں نہیں جاؤں گا) تو اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا معاملہ کیا تھا جنہوں نے اپنے

۴۷ تا ۴۹- پھر (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے ترکیب بتلائی کہ اس کا انتظام یوں کرو کہ سات برس جو ارزانی کے ہیں ان میں اچھی طرح خوب ہر برس برابر کھیتی کرتے رہو اور جو کاٹتے جاؤ اس کو خوشوں ہی میں چھوڑتے جاؤ' دائیں نہ چلاؤ یعنی خوشوں میں سے دانے نہ نکالو' صرف اتنے ہی دانے نکالو جس کے کھانے کی ضرورت ہو۔ پھر سات برس قحط کے آئیں گے سخت مصیبت کے جو کچھ تم نے سات پیداوار کے سالوں میں جمع کیا ہوگا اور پیشگی انتظام سے اٹھا رکھا ہوگا سب کھا جائیں گے اور سب صرف ہو جائے گا سوائے اس تھوڑی سی مقدار کے جس کو تم بروقت بچا کر رکھو گے' سات برس بعد ایک برس ایسا آئے گا' اس میں خوب بارش ہوگی اور لوگوں کے غلہ وغیرہ خوب پیدا ہوگا اور قدرتی مدد ہوگی اور خوب پیداوار ہوگی' انگوروں سے شراب' تلوں اور زیتون سے تیل نچوڑیں گے۔

۵۰- بادشاہ نے جب یہ تعبیر سنی تو کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ جب قاصد بلانے کو آیا یعنی وہی ساقی اور اس نے کہا کہ چلیے آپ کو بادشاہ سلامت یاد کرتے ہیں تو یوسف (علیہ السلام) نے کہا: اپنے مالک یعنی بادشاہ کے پاس لوٹ جاؤ'

بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝۵۰ قَالَ

ہاتھ کاٹ لیے تھے (میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس کا فیصلہ ہو جائے) بے شک میرا رب ان کی ساری مکاریاں خوب جانتا ہے O (اس پر) بادشاہ نے (ان عورتوں کو

مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا

بلا کر) کہا کہ صاف صاف بتلاؤ کہ تمہیں کیا معاملہ پیش آیا تھا جب تم نے یوسف (علیہ السلام) کا دل لبھانا چاہا تھا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو پاکی ہے (اللہ تعالیٰ

عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ز اَنَا

کی قسم!) ہم نے ان میں کوئی برائی کی بات نہیں پائی (یہ سن کر) عزیز کی بیوی (بے اختیار) بول اٹھی کہ اب اصل بات کھل گئی ہے (یہ میرا ہی قصور تھا) میں نے ہی

رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۵۱ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ

ان کا دل لبھانا چاہا تھا اور وہ بے شک (اپنے بیان میں) بالکل سچے ہیں O (یوسف علیہ السلام نے فرمایا) یہ میں نے اس لیے کیا کہ اس کے خاوند کو معلوم ہو جائے

اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝۵۲

کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کے معاملہ میں خیانت نہیں کی اور بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں (دغا بازوں) کا مکر کبھی نہیں چلنے دیتا ہے O

اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے اور زخمی کیے تھے۔ میرا پروردگار ان کے کید و مکر و فریب سے خوب واقف ہے، جب تک بادشاہ عورتوں کے قصہ کی تحقیق نہ کر لے گا میں نہ آؤں گا۔ قاصد گیا، بادشاہ نے سب عورتوں کو جمع کیا، ساقی اور باورچی اور اصطبل کے داروغہ اور قید خانہ کے افسر اور عزیز مصر کی عورتوں کو جمع کیا، مصر میں ان سے زیادہ بلند مرتبہ سوائے بادشاہ کے کوئی اور نہ تھا، سب کو اس کا حکم ماننا پڑا۔

۵۱ تا ۵۲- بادشاہ نے سب عورتوں کو جمع کر کے کہا کہ تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف (علیہ السلام) کو اپنی طرف کھینچا تھا اور اس سے مخالطت (صحبت کرنا) چاہی تھی۔ سب ہی نے یک زبان ہو کر کہا کہ حاشا و کلا (تعجب اور حیرانگی کے کلمات ہیں) ہم نے یوسف (علیہ السلام) میں کوئی برائی نہیں دیکھی، ان سے کوئی حرکت شرافت کے خلاف صادر نہیں ہوئی۔ زلیخا عزیز مصر کی زوجہ بولی کہ اب حق ظاہر ہو گیا اور سچی بات کھل گئی، میں ہی خود یوسف (علیہ السلام) کو اپنی طرف لبھایا کرتی تھی اور یوسف (علیہ السلام) اس بات میں سچے ہیں کہ وہ بالکل بری ہیں۔ یوسف (علیہ السلام) بولے کہ میں نے یہ طویل قصہ اس لیے کیا کہ عزیز مصر کو شبہ نہ رہے اور یقین کرے کہ میں نے اس کی غیبت (حاضر نہ ہونے) میں اس کے حق میں خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ زانیوں اور خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور ان کے مکر کو چلنے نہیں دیتا اور پسند نہیں کرتا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا

(اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں اپنے نفس کی پاکی کا دعویٰ نہیں کرتا (اس کو بے قصور نہیں بناتا ہوں) بے شک (آدمی کا) نفس تو برائی کے لیے بڑا ہی

رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ

ابھارنے والا ہے (اس کے غلبہ سے بچنا آسان نہیں) مگر ہاں جس پر میرا پروردگار ہی رحم فرمائے بے شک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا (اور) بڑا ہی رحم کرنے والا ہے ○

بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا

اور بادشاہ نے کہا کہ یوسف (علیہ السلام) کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں انہیں اپنے (خاص کاموں) کے لیے مقرر کروں پھر جب بادشاہ نے ان سے بات کی تو کہا

مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ

بے شک آج (سے) آپ ہمارے نزدیک بڑی عزت والے (اور) امانت دار انسان ہیں ○ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ مجھے اپنے ملک کے خزانوں پر مختار

حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ

کردئیے بے شک میں (ان کی) حفاظت کرسکتا ہوں (اور اس کام کا) جاننے والا ہوں (چنانچہ انہیں خزانوں کا مختار کردیا گیا) ○ اور اس طرح ہم نے سرزمین مصر پر

مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ

یوسف (علیہ السلام) کو قدرت بخشی کہ اس میں حسب مرضی جہاں چاہیں رہیں، ہم جسے چاہتے ہیں اسی طرح اپنی رحمت سے فیض یاب کردیتے ہیں اور ہم نیکوں کا

۵۳- جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ''لم اخنہ بالغیب'' کہا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: اگرچہ تم نے کوئی معصیت نہیں کی اور تم سے کوئی مواخذہ نہیں، تم پاک ہو مگر جی میں وسوسہ اور خیال تو آیا ہوگا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے آپ کو خطرات و وسوسوں و خیالات سے بری نہیں کرتا۔ بے شک نفس امارہ بری بات کا حکم کرتا ہے مگر یہ کہ میرے پروردگار نے مجھ پر رحم کیا، میرا نفس مطمئنہ بنایا، مجھ کو خطروں سے معصوم کیا۔ میرا رب غفور ہے، بندوں سے درگزر کرتا ہے، مجھ سے خطرہ کا مواخذہ نہیں کیا۔

ف: وہ رحمت والا ہے، اپنے رحم و کرم سے نبیوں کو معصوم رکھا ہے۔ یعنی دل میں خطرہ آنے ہی نہ دیا، خطرہ سے محفوظ رکھا۔

۵۴ تا ۵۷- بادشاہ نے کہا کہ یوسف (علیہ السلام) کو میرے پاس لاؤ، میں ان کو اپنا مقرب خاص بناؤں گا، ان کا عزیز مصر سے کچھ واسطہ نہ رہے گا۔ جب یوسف (علیہ السلام) بادشاہ کے پاس آئے اور اس کے خواب کی تعبیر صاف طور سے اس کو سمجھائی تو بادشاہ نے یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ تم آج سے ہمارے دربار کے مقرب ہو اور ہمارے نزدیک تمہاری بڑی قدر و منزلت ہے، ہم تم کو امین جانتے ہیں یا یہ مطلب ہو کہ ہم تم کو بعض چیزوں کا والی کریں گے۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کا والی اور کارکن مقرر کردیجیے یعنی زمین مصر کی آمدنی کا بندوبست میں کروں گا، میں ان کی حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں یعنی مجھ کو اس محصول اور آمدنی کا اندازہ محفوظ ہے اور میں قحط کا وقت جانتا ہوں، جب موقع ہوگا صرف کروں گا یا یہ مطلب ہو کہ میں اس محصول کو حفاظت سے رکھوں گا اور سب مسافروں کی زبانوں کا مجھ کو علم ہے جو دور دور سے تیرے

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

بدلہ کبھی ضائع نہیں کرتے ہیں O اور بے شک جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور برائیوں سے بچتے رہے' ان کے لیے آخرت کا اجر تو

يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ ع وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ ع ٨

اس سے کہیں بہتر ہے O اور پھر (قحط سالی میں) یوسف (علیہ السلام) کے بھائی (مصر میں) ان کے پاس (غلہ خریدنے) آئے تو یوسف (علیہ السلام) نے ان کو

وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ

(دیکھتے ہی) پہچان لیا اور انہوں نے ان کو نہ پہچانا O جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان (غلہ وغیرہ) مہیا کر دیا تو (جاتے وقت) ان سے کہا

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ

کہ (اب دوبارہ آؤ تو) اپنے سوتیلے بھائی کو (میرے پاس) لیتے آنا' کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں تمہیں (غلہ) پورا ناپ کر دیتا ہوں

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٥٩﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا

اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں O پھر اگر تم اپنے بھائی کو میرے پاس نہ لاؤ گے تو تمہارے لیے میرے پاس نہ کچھ خرید و فروخت

پاس آئیں گے۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو زمین مصر پر قبضہ دیا اور ان کی عزت بڑھائی کہ وہ وہاں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں' جس کو اہل اور مستحق دیکھتے ہیں اس کو عطا کرتے ہیں' رحمت سے مراد نبوت و اسلام ہے اور ہم محسنین کا جو قول و فعل میں اخلاص کرتے ہیں اور ہم سے ڈرتے ہیں ان کا بال بیکا نہیں کرتے ہیں' دنیا میں بھی ان کو فائدہ دیتے ہیں اور عزت کے منصب پر پہنچاتے ہیں اور آخرت کا اجر ان کے لیے ہے جو اللہ اور رسول اور کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور کفر و شرک و ناجائز خواہش نفسانی سے بچتے ہیں' وہ دنیا کے فائدہ سے ہزارہا درجے بہتر ہے۔

۵۸ تا ۶۰۔ جب قحط پڑا تو یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں غلہ لینے کے لیے آئے' جب یوسف علیہ السلام کے پاس آئے جو مصر کے غلہ کے مہتمم تھے تو ان کو یوسف (علیہ السلام) پہچان گئے کہ یہ میرے بھائی ہیں اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بالکل نہ پہچانا۔ گفتگو کے دوران میں انہوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے ایک بھائی کو گھر چھوڑ آئے ہیں' جب یوسف علیہ السلام نے ان کو غلہ دے دیا اور رخصت کرنے کا وقت آیا تو کہا: اپنے ساتھ اپنے سوتیلے بھائی کو ضرور لیتے آنا جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا غلہ ہر شخص کو دیتا ہوں اور میں مہمانوں کی خاطر داری خوب کرتا ہوں اس بارے میں سب سے اعلیٰ ہوں۔ یا ''اوف الکیل'' کا یہ مطلب ہو کہ میرے ہاتھ غلہ اور ناپ کا اہتمام ہے' سوائے میرے اور کوئی مہتمم نہیں۔ پس اگر تم اپنے بھائی کو جو باپ شریک ہے اس مرتبہ ساتھ نہ لاؤ گے تو میرے پاس سے غلہ نہ پاؤ گے اور آئندہ میرے پاس تک نہ آنا۔

تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ

ہو گا اور نہ تم میرے پاس جگہ پا سکو گے O انہوں نے کہا کہ ہم اس کے باپ کو اس بات کی ترغیب دیں گے اور ہم ضرور ایسا کریں گے O اور

قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ

یوسف (علیہ السلام) نے اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کی پونجی (جس کے بدلے انہوں نے غلہ مول لیا ہے) انہی کی بوریوں میں رکھ دو تا کہ جب یہ

اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى

اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے تو بہت ممکن ہے کہ اپنی پونجی دیکھ کر پہچان لیں (کہ وہ واپس کر دی گئی ہے) پھر ممکن ہے کہ دوبارہ واپس آئیں O پھر جب

اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا

وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے تو کہا کہ اے ہمارے باپ! (آئندہ کے لیے) ہم سے غلہ کی فروخت بند کر دی گئی ہے بس ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج

نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ

دیجئے کہ ہم اور غلہ خرید لائیں اور ہم یقیناً اس کی ضرور حفاظت کریں گے O باپ نے کہا: کیا میں اس کے بارے میں اسی طرح اعتبار تمہارا کر لوں

اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ

جس طرح پہلے اس کے بھائی (یوسف علیہ السلام) کے بارے میں کر چکا ہوں تو اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور سب رحم کرنے والوں

۶۱- یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہم عنقریب گھر جا کر ان کے باپ سے ان کو اپنے ساتھ لانے کے لیے کہیں گے اور اتنے دنوں کے لیے ان کو مانگ لیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم یہ بات کر کے رہیں گے اس کے لانے کے ہم ذمہ دار ہیں۔

۶۲- یوسف علیہ السلام نے اپنے خادموں سے کہا کہ ان کی پونجی یعنی مال جو یہ گھر سے غلّہ مول لینے کے لیے لائے تھے ان کے غلّہ کی بوریوں میں اس طرح رکھ دو کہ ان کو یہاں خبر نہ ہو تا کہ یہ اپنے گھر باپ کے پاس پہنچ کر اس بات کو یعنی میرے احسانوں کو جانیں یا اس بات کو جانیں کہ یہ وہی ہمارا مال ہم کو واپس ہوا ہے اور اپنے روپوں کو پہچانیں اور پھر ان کے واپس کرنے کو آئیں یعنی ان کو دوبارہ آنا پڑے اور بھائی کو ساتھ لائیں' اس کو ساتھ لانے کا یہ حیلہ ہو جائے۔

۶۳ تا ۶۴- اور جب لوٹ کر کنعان اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے کہا کہ اے باپ! اگر تم ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ نہ بھیجو گے تو اب آگے ہم کو کھانا نہ ملے گا۔ ہم کو غلّہ دینا منع کر دیا گیا ہے مگر اس شرط پر کہ بنیامین کو ہم ساتھ لے جائیں' پس اب تم بنیامین کو ہمارے ساتھ ضرور بھیج دو کہ ہم سب مل کر ایک بار غلّہ اپنے لیے لائیں اور مکتل یعنی پیمانہ صیغۂ غائب (یکتل) ہو تو یہ مطلب ہے کہ بنیامین اپنے لیے غلّہ لائیں اور ہم ان کے بخوبی محافظ و نگہبان ہیں' ان کو واپس لانے کے ضامن ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں تم کو بنیامین کے بارے میں امانت دار سمجھوں جیسا

أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ

سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے O اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی انہی کو واپس کر دی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ! اب

رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

اس سے زیادہ ہمیں اور کیا چاہیے (دیکھئے) یہ ہماری پونجی ہے جو ہمیں واپس لوٹا دی گئی ہے (ہمیں غلہ بھی دیا اور قیمت بھی واپس کر دی لہٰذا ہمیں اجازت دیجئے کہ

إِلَيْنَا ۚ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذٰلِكَ

ہم بھائی کو ساتھ لے کر پھر جائیں) اور اپنے گھر آنے کے لیے اور غلہ لائیں اور ہم اپنے بھائی کی بھی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لے لیں گے یہ

كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا

غلہ (جو اس مرتبہ لائے ہیں) بہت تھوڑا ہے O (باپ نے) کہا میں ہرگز اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ تعالیٰ کے نام پر مجھ سے (اس بات کا)

مِّنَ اللّٰهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ

عہد نہ کرو کہ تم ضرور اسے میرے پاس واپس لاؤ گے سوائے اس صورت کے کہ تم گھر جاؤ (اور بے بس ہو جاؤ) پھر جب انہوں نے اپنے باپ سے (ان کے کہنے

کہ پہلے یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں امانت دار ایسا ہی سمجھا تھا' کیا میں اس سے زائد تم سے عہد و پیمان لے سکتا ہوں جتنے اس مرتبہ لیے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ سب نگہبانوں اور مدد کرنے والوں سے بہتر نگہبان و مددگار ہے' وہ سب رحمت کرنے والوں سے زائد رحم والا ہے' بنیامین کے ماں باپ بھائیوں سے زائد اس پر رحم والا ہے' وہ جو چاہے کرے۔

۶۵- جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے غلے کی بوری کھولی اور اسباب جو بندھا ہوا تھا اس کو نکالا تو اپنے روپوں کو جن سے غلّہ مول لیا تھا بوری میں رکھا ہوا پایا' ان کے غلّہ کے ساتھ وہ لوٹا دیے گئے۔ تب انہوں نے کہا کہ دیکھو اے باپ! ہم جھوٹ نہیں کہتے تھے جو اس کے احسان اور لطف کا ذکر کرتے تھے۔ ''ما نبغی'' کے معنی ''ما نطلب'' ہیں یعنی اے باپ! ہم نے اپنے دام واپس کرنے کی خواہش بھی نہیں کی تھی' اس نے آپ ہی یہ احسان کیا کہ یہ روپے جو ہم نے قیمت غلّہ کے دیے تھے سب معہ غلّہ ہم کو واپس دے دیے۔ یہ اس کا ہم پر احسان ہے۔ ان کے باپ نے کہا کہ یہ تمہارا امتحان ہے' وہ شخص تجربہ کرنا چاہتا ہے کہ تم میں کتنی دیانت داری ہے' لہٰذا ان دراہم کو تم اسی کو واپس کر دو۔ تب انہوں نے کہا کہ بنیامین کو ہمارے ہمراہ بھیج دیجیے' ہم وہاں جائیں اور اپنے بال بچوں کے لیے اور غلّہ لائیں' ہم آتے جاتے میں بنیامین کی بہت حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ بھر غلّہ یعنی دو بورے ہم کو بنیامین کے حق کا اور زائد ملے گا' یہ بہت آسان بات ہے یعنی اس کے بعد غلّہ دینا بادشاہ کو کوئی مشکل نہیں۔ یا یہ کہ جو ہم خواہش کرتے ہیں کہ بنیامین کو ہمراہ جانے دو کوئی مشکل کام نہیں' چھوٹی سی بات ہے' اس کو پورا کر دینا آپ کے نزدیک آسان ہے۔

۶۶ تا ۶۷- حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز بنیامین کو تمہارے ساتھ روانہ کرنے کو تیار نہیں جب تک کہ تم مجھ کو مضبوط پختہ اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق نہ دو گے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ گے اور پھر مجھ تک لوٹا کر لے آؤ گے

قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا

کے مطابق) اپنا عہد (اور قول وقرار) پکا کرلیا تو باپ نے کہا کہ جو کچھ ہم قول وقرار کر رہے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ ہی کا ذمہ ہے (وہی نگہبان ہے) O اور باپ نے (ان

مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ

سے چلتے وقت) کہا کہ اے میرے بیٹو! تم سب (شہر کے) ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا اور جدا جدا دروازں سے جانا اور میں تمہیں کسی ایسی بات سے نہیں

عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ

بچا سکتا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہونے والی ہو' حکم تو سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے (ہاں حتی المقدور احتیاط کرنی چاہیے) میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ

سب بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے O پھر جب وہ (شہر میں) اسی جگہ سے داخل ہوئے جہاں سے (جس طرح)

اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

ان کے باپ نے ان کو حکم دیا تھا تو ان کو وہ (تدبیر) کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہ بچا سکی تھی مگر ہاں یعقوب (علیہ السلام) کے دل کی خواہش تھی

مگر یہ کہ تم مجبور ہو جاؤ اور کوئی امر آسمان سے یا آسمان و زمین سے تم کو آ کر گھیر لے اس وقت تم پر کوئی اعتراض نہیں۔ جب انہوں نے بنیامین کو لوٹا لانے کا عہد پختہ اللہ تعالیٰ کو درمیان کر کے دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمہارے عہد پر اور جو ہم کرتے ہیں اس بات پر گواہ اور کفیل ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ تم وہاں جا کر روپیہ واپس کرنا اور سب کے سب ایک دروازہ اور ایک راہ سے نہ جانا بلکہ متفرق راہوں سے جانا' میں خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کو تم سے نہیں پھیر سکتا اور اس کی تقدیر کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ کسی کو سوائے خدا تعالیٰ کے کچھ اختیار نہیں کہ تم سے بلا ٹال سکے جو تم پر گزرنے والی ہے' میں نے اسی پر توکل اور بھروسہ کیا اور اپنے اور تمہارے کام اس کو تفویض کیے اور توکل کرنے والوں کو لازم ہے کہ اسی پر بھروسہ کریں' یا یہ کہ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ مصیبت میں اسی پر توکل کیا کریں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوف ہوا کہ جب سب لڑکے خوبصورت اور جوان ہیں' اکٹھے ہو کر ایک راہ سے جائیں گے تو نظر لگ جائے گی اس لیے یہ بات کہی کہ الگ الگ راہوں سے جانا۔

۶۸- جب (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کے کہنے کے مطابق وہ سب الگ الگ راہوں سے شہر میں داخل ہوئے تو یوں داخل ہونا قضاء وقدر الٰہی کے مصائب سے کوئی بچانے والا نہ تھا' جو ہونے والی بات تھی اس کو یہ بات روک نہ سکتی تھی مگر یہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں شدت محبت کے سبب سے ایک خلش تھی کہ کہیں نظر نہ لگ جائے سو انہوں نے اس بات کو چلتے وقت ظاہر کر دیا تھا۔ بے شک (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) ان باتوں کو جو ہم نے سکھائی تھیں خوب جاننے والے تھے یعنی احکام شریعت و حدود و حلال و حرام اور قضاء وقدر کے مرتبے' بے حکم خدا کے اور اس کے قضاء کے کچھ نہیں ہو سکتا مگر اکثر آدمی مصر والے اس امر تقدیر کی تصدیق نہیں کرتے ہیں اور اس کو نہیں جانتے ہیں کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا

جسے اس نے پورا کیا اور بے شک وہ ہمارے سکھائے ہوئے علم سے علم والے تھے (کہ مشیت ایزدی کے خلاف کچھ نہیں

عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى ع ۸ ۱۱ ۲

ہو سکتا) مگر اکثر لوگ اس بات کی حقیقت نہیں جانتے O اور جب وہ لوگ یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے

یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ

تو انہوں نے اپنے بھائی (بنیامین یا یامین) کو اپنے پاس جگہ دی (اس سے پوشیدگی میں) کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں جو کچھ یہ (تیرے ساتھ) کرتے آئے

بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ

ہیں اس پر غمگین نہ ہو O پھر جب یوسف (علیہ السلام) نے (روانگی کے لیے) ان کا سامان مہیا کر دیا تو اپنے بھائی (بنیامین) کی بوری میں اپنا پیالہ رکھ دیا پھر ایک

فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو ٹھہرو بے شک تم چور معلوم ہوتے ہو O (انہیں چور اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے چرا

قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ

کر کنویں میں ڈالا تھا لہٰذا جھوٹ نہیں ہے بلکہ اپنے بھائی کو روک لینے کی تدبیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلائی تھی) یوسف (علیہ السلام) کے بھائی پکارنے

۶۹- اور جب سب مل کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو بنیامین کو جو ان کا سگا بھائی تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پاس بلا لیا اور باقی بھائیوں کو دروازہ پر کھڑا رکھا اور بنیامین سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارا ایک سگا بھائی تھا وہ ہلاک ہو گیا ہے، تم کو لازم ہے کہ تم مجھ کو اس کے قائم مقام سمجھو، پس رنج و غم نہ کرو اور اس کا جو یہ لوگ تیرے ساتھ جفا و خطا کرتے ہیں اور تجھ کو یہ برا بھلا کہتے ہیں اور لعن طعن کرتے ہیں اس کا خیال نہ کرو میں تجھ کو اپنے پاس رکھوں گا۔

۷۰ تا ۷۶- پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو سامان سفر اور غلہ جو لینے آئے تھے دے دیا۔ تو پیالہ جس سے پانی پیتے تھے اور اس سے غلہ تولتے تھے خفیہ طور سے بنیامین کے بورے میں چھپا دیا، پھر ان کو رخصت کر دیا، جب وہ کچھ دور چلے تھے تو ایک آدمی پیچھے سے روانہ کیا، اس منادی نے جا کر پکارا کہ او اہل قافلہ! تم چور معلوم ہوتے ہو۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو چور کہا گیا تو اس لیے کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے چرا کر قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کیا تھا لہٰذا یہ جھوٹ نہیں، ان کی چوری ثابت تھی۔ وہ سب قافلہ والے لوٹ پڑے اور کہنے لگے: کیوں کیا بات ہے، کس چیز کی تلاش ہے؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کے پانی پینے اور غلہ ناپنے کا پیالہ کہاں گیا اور بادشاہ مجھ پر تہمت لگاتا ہے، اس کا شبہ مجھ پر ہے لہٰذا جو مجھے وہ پیالہ دے دے گا میں اسے ایک بوجھ غلہ انعام دوں گا، میں اس کا ضامن ہوں، اگر تم نے لیا ہو تو بتا دو۔ قافلہ والے بولے کہ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ ہم اپنے گھروں سے اس لیے نہیں آئے کہ زمین مصر میں فساد پھیلائیں، چوری وغیرہ

الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْا

والوں کی طرف پھرے اور کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہوئی ہے O سپاہیوں نے کہا کہ ہمیں شاہی پیالہ نہیں مل رہا ہے اور اسے جو شخص لائے گا اسے ایک اونٹ کا

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا

بوجھ (غلہ وغیرہ انعام) ملے گا (اور سپاہیوں کے سردار نے کہا کہ) میں اس کا ضامن ہوں O قافلہ والوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم اس

سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالُوْا

سرزمین میں اس لیے نہیں آئے کہ ہم فساد (اور شرارت) کریں اور ہم چور نہیں ہیں (پہلی مرتبہ تم ہمیں دیکھ چکے ہو) O سپاہیوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو

جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي

بتاؤ اس (چور) کی سزا کیا ہے O انہوں نے کہا کہ چور کی سزا یہ ہے کہ جس کی بوری میں سے چوری کا مال نکلے وہی اس کے بدلہ میں پکڑا جائے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا

(اور غلام بنے) ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں O پھر یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائی کی بوری سے پہلے باقی بھائیوں کی بوریوں کی تلاشی شروع

مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ

کی پھر اس (پیالہ) کو اپنے بھائی کی بوری سے نکال لیا ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو یہی پوشیدہ تدبیر بتائی تھی کیونکہ وہ اپنے بھائی کو بادشاہی قانون میں نہیں

اور ناجائز کام کریں، لوگوں کو نقصان پہنچائیں۔ وہ پیالہ جو تم ڈھونڈتے ہو ہم نے نہیں چرایا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے آدمیوں نے کہا: اچھا اگر تم چور نکلے، جھوٹے پڑے تو چور کی سزا کیا مقرر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں چور کی سزا یہ مقرر ہے کہ جو کوئی کسی کی کچھ چیز چرالے تو وہ چور اس کا مملوک وغلام ہو جائے، ہم اپنے ملک میں چور کو یہی سزا دیتے ہیں اور ظلم والوں کو یہی بدلہ دیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے آدمی نے سب کی تلاشی لینا شروع کی، پہلے اور لوگوں کے بورے کھول کھول کر دیکھنے شروع کیے، جب کسی میں نہ پایا تو بنیامین کا بورا دیکھا جو یوسف علیہ السلام کا سگا بھائی تھا اور اس میں سے وہ پیالہ نکال کر کہا کہ بھائی! خدا تمہارا بھلا کرے اور جیسے تم نے مجھ کو مصیبت سے بچایا ہے یونہی خدا تم کو بچائے۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو یہی حیلہ بتلایا تھا اور ان کو علم وحکمت وفہم ونبوت وملک وبادشاہت دے کر انعام اکرام کیا۔ یوسف علیہ السلام کی خواہش یہ ہرگز نہ تھی کہ اپنے بھائی کے ساتھ بادشاہ کے یہاں جو سزا مقرر تھی اور اس کے مذہب وملت میں جو مقرر تھا اس کا برتاؤ کریں، مگر یہ کہ خدا چاہتا اور خدا نے یہ چاہا نہ تھا کیونکہ بادشاہ کے یہاں چور کی سزا یہ تھی کہ اس کو خوب مارتے تھے اذیت دیتے تھے اور تاوان لیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ کاٹتے تھے اور تاوان لیتے تھے۔ یا "ان شاء اللہ" کا یہ مطلب ہو کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام یہ جانتے کہ خدا کی مرضی اس سزا کے دینے میں ہے تو وہ سزا یہی دیتے مگر اس کی یہ مرضی نہ تھی۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم جس کے چاہتے ہیں دنیا میں درجات وفضائل وکمالات زائد کرتے ہیں اور ہماری مخلوقات میں سے ایک

اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ

لے سکتے تھے مگر (اسی تدبیر سے) جو اللہ تعالیٰ چاہے (تو اس نے اس کے لینے کی راہ نکال دی) ہم جسے چاہتے ہیں مرتبوں میں بلند کر دیتے ہیں اور

مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ

ہر علم والے کے اوپر ایک (بڑا) علم والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) O بھائیوں نے کہا کہ اگر یہ چوری کرے

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ

تو (ہوسکتا ہے کیونکہ) اس سے پہلے اس کے (حقیقی) بھائی نے بھی چوری کی ہے تو یہ بات یوسف (علیہ السلام) نے اپنے دل میں چھپا رکھی اور ان پر

وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

ظاہر نہ کی (دل میں) کہا کہ تم سب سے بُری جگہ ہو (کہ اپنے بھائی پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو) اور جو کچھ تم باتیں بناتے ہو اللہ تعالیٰ

تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ

خوب جانتا ہے O (جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو پکڑ لیا تو) بھائیوں نے کہا: اے عزیز! اس کا باپ بہت بوڑھا ہے (اور اسے اس سے

اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ

بہت محبت ہے) تو اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو پکڑ لیجئے ہم آپ کے احسان (برابر) دیکھ رہے ہیں O یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: اس

فضیلت میں بڑھ کر ہے اور ہر عالم سے زائد کوئی اور عالم ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ یہاں تک کہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے حکم و قدرت پر مبنی ہوتی ہیں کہ اس سے اوپر نہ کوئی عالم ہے اور نہ کوئی قوت والا ہے۔

۷۷- بھائیوں نے کہا کہ اگر بنیامین نے بادشاہ کا پیالہ چرا لیا تو اس میں تعجب نہیں' اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی جس کا نام یوسف (علیہ السلام) تھا ایک بت چرا لیا تھا۔ یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کا ان کو کچھ جواب نہ دیا اور اپنے دل میں رہنے دیا' اپنے دل میں یہ کہا کہ اگر بالفرض (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے بت چرا لیا تھا تو تم نے جو یوسف کو چوری سے باپ سے چھپا کر فروخت کیا اور کنویں میں ڈالا وہ اس سے بدتر معاملہ ہے اور تم بہت شریر آدمی ہو اور تم جو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کو چوری کی تہمت لگاتے ہو اور یہ باتیں کہتے ہو اس کا خدا کو سب علم ہے۔

۷۸تا۷۹- جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دیکھا کہ بنیامین غلام ہوئے تو یوسف (علیہ السلام) سے کہا کہ اے عزیز مصر! اس کا باپ بہت بوڑھا ہے' اگر ہم اس کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے تو غم کھائے گا اور اگر لے جائیں گے تو بہت خوش ہوگا' تم ہم میں سے جس کو چاہو اس کے بدلے میں لے لو' ہم دیکھتے ہیں کہ تم احسان والے ہو' ہم پر طرح طرح کے احسان کرتے ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایک کا الزام دوسرے پر رکھوں اور جس کے پاس اپنا اسباب پایا ہے اس کے سوا دوسرے سے چوری کا بدلہ لوں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم ظالموں میں شمار ہو جائیں گے۔

اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا

بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ اس آدمی کو چھوڑ کر جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا کسی دوسرے کو پکڑیں' اگر ہم ایسا کریں تو ضرور (ہم)

لَّظٰلِمُوْنَ ۷۹ ع فَلَمَّا اسْتَيْــَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ ع ٩/٤

ظالم ٹھہریں O پھر جب وہ اس سے مایوس ہو گئے تو تنہائی میں مشورہ کرنے لگے' ان کے بڑے بھائی نے کہا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ

تم سے اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے عہد لیا تھا اور اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے معاملہ میں تم سے بڑی تقصیر ہو چکی ہے پس میں تو اب یہاں سے

وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِىْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ

ہرگز نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ مجھے اجازت دیں یا اللہ تعالیٰ میرے لیے کوئی فیصلہ

حَتّٰى يَاْذَنَ لِىْۤ اَبِىْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِىْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۸۰

فرمائے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے O

اِرْجِعُوْۤا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ

تم سب اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ اے ہمارے باپ! (ہم کیا کریں) آپ کے بیٹے نے (پرائے ملک میں) چوری کی

۸۰- پھر جب وہ ناامید ہو گئے اور مجبور ہو گئے تو اکیلے جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے' ان میں سے یہودا نے جو سب سے بڑا اور عقل والا تھا کہا کہ کیا تم کو اس عہد کی خبر نہیں جو چلتے وقت تم سے تمہارے باپ نے بنیامین کے بارے میں لے لیا تھا کہ تم اس کو ضرور اپنے ساتھ لانا اور تم نے یہی قسم کھائی تھی اور اس سے پہلے جو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں جو عہد توڑ چکے ہو اور جو نہ کرنا تھا وہ ان کے ساتھ کر چکے ہو وہ بھی جانتے ہو۔ پس میں تو اب زمین مصر سے ہرگز نہ ٹلوں گا اور یہاں سے جا کر باپ کو منہ نہ دکھاؤں گا جب تک کہ میرا باپ مجھ کو وہاں آنے کی اجازت نہ دے۔ یا یہ معنی ہوں کہ باپ مجھ کو مصریوں سے لڑنے کی اجازت نہ دے یا خدا اس بارے میں فیصلہ کر دے کہ میرا بھائی مجھ کو مل جائے اور اللہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

۸۱ تا ۸۲- یہودا نے ان سب سے کہا کہ اب میں تو یہیں رہوں گا مگر تم باپ کے پاس جا کر خبر کرو اور کہو کہ تمہارے بیٹے نے بادشاہ کا پیالہ چرا لیا (یہ اس تقدیر پر کہ "سرق" ماضی معروف ہو) یا یہ کہ تمہارا بیٹا چوری کی علت میں پکڑا گیا (یہ اس قراۃ پر کہ "سُرِّق" تفعیل سے مجہول ہو) اور اے باپ! ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں جس کو اپنی آنکھوں سے ہم نے دیکھا اور ہم وہاں موجود تھے اور ہم کو پہلے سے علم غیب نہ تھا جو ہم جانتے ہوتے کہ اب کیا ہونے والا ہے' اگر ہم کو پہلے سے خبر ہوتی کہ ایسا ایسا ہو گا تو ہم اس کو ساتھ نہ لے جاتے۔ یا یہ کہ رات کو جب اس نے وہ پیالہ چرایا تھا تو ہم اس کے نگہبان نہ

إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ

اور ہم نے اسی بات کی شہادت دی ہے جو ہمارے علم میں تھی اور ہم غیب کی باتوں سے خبر رکھنے والے نہ تھے O اور (یہ بھی کہنا کہ) آپ اس بستی (والوں) سے

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ أَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَإِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ

دریافت کرلیں جہاں ہم ٹھہرے تھے اور اس قافلہ کے آدمیوں سے پوچھ لیں جس میں ہم آئے ہیں اور (بے شک) ہم (اپنے بیان میں) بالکل سچے ہیں O

سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ أَنْ

(بھائیوں نے جا کر باپ سے یہ سب باتیں کہہ دیں تو) باپ نے کہا (نہیں) بلکہ یہ تو ایک بات ہے جو تمہارے دلوں نے تمہیں (حیلہ بنا کر) سمجھا دی (یعنی

يَّأْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ إِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلّٰى

یوسف علیہ السلام کے بھائی کا چوری کرنا) خیر (میرے لیے) اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو مجھ سے ملا دے گا بے شک وہی علم والا حکمت والا

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓأَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ

ہے O اور باپ نے (لوگوں کی طرف سے) منہ پھیر لیا اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسف (علیہ السلام) کی جدائی پر اور ان کی آنکھیں غم سے (روتے روتے)

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى

سفید ہوگئیں اور وہ غصہ پیتے رہے O (باپ کا یہ حال دیکھ کر) بیٹے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! آپ یوسف (علیہ السلام) کو ہمیشہ اسی طرح یاد کرتے رہیں گے

تھے کہ نہ چرانے دیتے اور ہم جس گاؤں میں تھے یعنی مصر کے قریب اس گاؤں والوں سے دریافت کرلو اور اس قافلہ سے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں خوب تحقیق کرلو اور بے شک ہم اس بارے میں سچے ہیں' جب ہم نے اور لوگوں سے دریافت کیا تو سب نے یہی بتلایا کہ بنیامین کے اسباب میں سے پیالہ نکلا ہے۔

۸۳تا۸۶- یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ تمہارے دلوں نے کوئی بات تم کو سمجھائی ہے اور کوئی حیلہ بتلایا ہے۔ خیر پس مجھ کو صبر کرنا چاہیے جس میں جزع وفزع (آہ و بکا کرنا) کا نام نہ ہو' مجھ کو خدا سے امید قوی ہے کہ عنقریب ان سب کو میرے پاس لائے گا۔ یوسف اور بنیامین اور یہودا سب ملیں گے۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ سب کہاں ہیں اور وہ حکمت والا ہے' جس طرح حکمت سے ملائے گا اس میں حکمت ہے' یہ کہہ کر لڑکوں کے پاس سے اٹھ گئے اور کہا کہ ہائے یوسف پر مجھ کو کتنا غم و افسوس ہے' ان کی آنکھیں روتے روتے سفید ہوگئیں اور وہ سخت مغموم ہوئے کہ ان کا غم ان کو بہت تکلیف دیتا تھا۔ تب لڑکوں اور پوتوں نے کہا کہ اے یعقوب (علیہ السلام)! تم قسم خدا کی یوسف کا ذکر ہمیشہ کرتے رہو گے یہاں تک کہ بے عقل ہو جاؤ گے' حواس جاتے رہیں گے یا موت آجائے گی مر جاؤ گے یعنی نصیحت کی کہ اتنا رنج نہ کرو۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنا رنج و غم اپنے اللہ کی طرف پیش کرتا ہوں اور اسی سے شکایت کرتا ہوں' اس کے سامنے روتا ہوں' میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی یہ خوب جانتا ہوں کہ یوسف کے خواب بہت سچے تھے' ہم سب اس کو سجدہ کریں گے' یا یہ کہ میں جانتا ہوں

تَكُونَ حَرَضًا اَوْ تَكُونَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ

یہاں تک کہ آپ اسی غم میں گھل کر گور (قبر) کے کنارے جالگیں گے یا جان سے ہی گزر جائیں گے O باپ نے کہا: میں تو اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد

اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا

اللہ تعالیٰ ہی کی جناب میں عرض کرتا ہوں (تم سے کوئی شکوہ نہیں کرتا) اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تمہیں معلوم نہیں O اے بیٹو!

فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ

(پھر مصر) جاؤ اور یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ او اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں O

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ

پھر جب (یہ لوگ مصر گئے اور) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو (اپنے دوبارہ آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا: اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر کے

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ

لوگوں کو سخت مصیبت پہنچی اور ہم (مجبور ہو کر پھر) تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں (اسے قبول کر لیجئے اور) ہمیں غلہ کا پورا ناپ عنایت کیجئے اور (اسے خرید

کہ یوسف مرا نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ملک الموت ملاقات کو آئے' ان سے پوچھا: تم نے یوسف کی جان قبض کی یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں' وہ زندہ ہے۔

۸۷- جب یعقوب علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ یوسف زندہ ہیں تو لڑکوں سے کہا: اے بیٹو! اب تم یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کی تلاش کے لیے نکلو اور اس کو تلاش کر کے لاؤ اور ان کی خبر دریافت کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو' خدا کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی مسلمان ناامید نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کو ہر وقت خدا کا آسرا رہتا ہے۔

۸۸تا۹۳- جب یوسف علیہ السلام کے بھائی تیسری مرتبہ یوسف کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ اے عزیز مصر! ہم کو اور ہمارے بال بچوں کو قحط نے ستایا ہے' ہم کو مول لینے کو درہم نہ ملے' ہم کھوٹے روپے لے کر آئے ہیں جو آج کل چلتے تو ہیں مگر ان کے بدلے کھانا غلہ وغیرہ کوئی نہیں دیتا۔ یا ''بضاعة مزجاة'' کا مطلب ہے کہ ہم خراب چیزیں تجارت کو لائے ہیں جو پہاڑی لوگ لایا کرتے تھے صنوبر' حبة الخضر وغیرہ یا جو عرب کے بدوی لایا کرتے تھے جیسے سونف' پنیر' گھی وغیرہ۔ پس تم ہم کو پورا غلہ دو جو کھرے روپوں کے حساب سے ملتا ہے اور کمی نہ کرو' ہم پر کی زیادتی کو تصدق کر دو یعنی کم قیمت میں اچھا مال جو پوری قیمت کو ملتا ہے صدقہ سمجھ کر دے دو۔ اللہ ان کو جو صدقہ دیتے ہیں دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم کو یوسف کا اور اس کے بھائی کا حال بھی معلوم ہے کہ تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا کہ جب تم غافل

إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ

وفروخت نہ سمجھئے بلکہ) ہمیں خیرات دے دیجئے' بے شک اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو اس کا اجر دیتا ہے O (یہ سن کر یوسف علیہ السلام کا دل بھر آیا اور انہوں

بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوٓا أَإِنَّكَ لَأَنتَ

نے) فرمایا: تمہیں یاد ہے کہ تم نے یوسف (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جب کہ تم نادان تھے O (یہ سن کر بھائیوں نے) کہا کہ کیا بے شک سچ مچ

يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهٰذَآ أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۖ

آپ ہی یوسف (علیہ السلام) ہیں' یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: ہاں میں یوسف (علیہ السلام) ہوں اور یہ (بنیامین) میرا بھائی ہے' بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر

إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾

بڑا احسان فرمایا' بے شک جو پرہیزگاری کرتا ہے اور (مصیبتوں میں) صبر کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں فرماتا ہے O (یہ سن کر

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِن كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿٩١﴾

بھائی شرمندہ ہوئے اور) کہنے لگے: خدا کی قسم! اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت (اور برتری) بخشی اور بلاشبہ ہم سراسر قصوروار تھے O

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ

یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: آج کے دن (میری طرف سے) تم پر ملامت نہیں (جو ہونا تھا وہ ہو چکا) اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف فرمائے اور وہ سب

الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ

رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے O اب تم میرا یہ کرتہ اپنے ساتھ (بطور نشانی کے) لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو' ان کی

اور نشۂ جوانی میں سرشار تھے؟ تب انہوں نے کہا: کیا آپ یوسف (علیہ السلام) ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا سگا بھائی ہے۔ خدا نے ہم پر احسان کیا' صبر کا بدلہ دیا' جو خدا سے عیش و آرام میں ڈرے گا اور مصیبت میں صبر کرے گا تو وہ ایسے لوگوں کا جو مخلص و احسان کرنے والے ہیں' خدا سے ڈرتے اور صبر کرتے ہیں ثواب بے کار نہ کرے گا۔ وہ بولے کہ اے یوسف! قسم خدا کی! خدا نے تم کو ہم سب پر فضیلت و بزرگی عطا کی اور ہم بے شک اس زمانہ میں جب تم کو ستاتے تھے خطا و غلطی پر تھے اور گناہ گار تھے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اس دن کی بات پر میں آج تم کو ملامت و طعن نہیں کرتا' خدا تم کو بخشے' جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا وہ معاف کرے' وہی سب سے زیادہ رحم والا ہے۔ میری یہ قمیص لے جاؤ (وہ قمیص جنت کے کپڑوں کی تھی) اور اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو' ان کی بینائی واپس ہو جائے گی اور تم سب بال بچوں کو لے کر مصر واپس آؤ۔ ان کے خاندان کے تقریباً ستر (۷۰) مرد و عورت تھے۔

اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ وَاْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا

آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے گھرانے کو میرے پاس لے آؤ ○ اور جب قافلہ (مصر سے)

فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ

روانہ ہوا تو (کنعان میں) ان کے باپ نے کہا: مجھے یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ (بڑھاپے کی وجہ سے) میری عقل میں

اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿٩٥﴾

فتور آ گیا ہے ○ (سننے والوں نے) کہا: بے شک آپ تو اپنی پرانی خود رفتگی میں ہی ہیں (یوسف علیہ السلام کہاں اور ان کی خوشبو کہاں) ○

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ

پھر جب (قافلہ کنعان پہنچ گیا اور) خوشخبری سنانے والا (دوڑتا ہوا) آیا تو اس نے وہ کرتہ یعقوب (علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دیا تو اسی وقت ان کی آنکھیں

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۙۚ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾

پھر سے روشن ہو گئیں تب یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تمہیں معلوم نہیں ○

قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ ﴿٩٧﴾ قَالَ

(بیٹے نادم ہو کر) بولے: اے ہمارے باپ! ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے دعا کیجئے، بے شک ہم سراسر قصوروار ہیں ○ یعقوب (علیہ السلام)

سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا

نے فرمایا: عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا، بے شک وہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے ○ پھر جب یہ

۹۴ تا ۹۸- جب مصر سے قافلہ چلا اور عریش گاؤں پر پہنچا جو کنعان و مصر کے وسط میں ہے تو ان کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اے لوگو! میں اس وقت یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو پاتا ہوں، اگر تم مجھ کو یوسف کی محبت میں خود رفتہ و عقل کھویا ہوا نہ کہو تو اس بات کا یقین مانو۔ ان کے لڑکے اور پوتے جو ان کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! تم یوسف (علیہ السلام) کی یاد میں اپنے ہوش و حواس و عقل کھو بیٹھے ہو اور تمہاری یہ حالت پہلے سے ہے۔ پھر جب خوشخبری لانے والا یعنی یہودا آیا اور قمیص لایا اور اس کو ان کے منہ پر ڈالا اور وہ بینا ہو گئے، ان کی آنکھیں کھل گئیں تو ان لڑکوں سے انہوں نے کہا کہ تم مجھ کو ہوش و حواس کھویا ہوا بتلاتے تھے اور میری باتوں کا یقین نہ کرتے تھے، کیا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ مجھ کو خدا نے وہ باتیں بتلائی ہیں جو تم نہیں جانتے ہو یعنی یوسف علیہ السلام کا زندہ رہنا خدا نے مجھ کو بتایا تھا اور اس کی قمیص کی خوشبو مجھ کو پہنچی تھی۔ ان سب نے مل کر کہا: اے ہمارے باپ! ہمارے گناہوں کی مغفرت خدا سے مانگو، ہم جو تم کو ہوش و حواس کھویا ہوا کہتے تھے بے شک ہم خطا کار اور گناہ گار تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اچھا میں عنقریب تمہارے لیے مغفرت

دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

لوگ (کنعان سے روانہ ہوکر) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو عزت سے اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ اب شہر میں

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ

چلو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (تمہارے لیے) ہر طرح کی سلامتی (اور امن) ہے O (جب شہر میں پہنچے تو) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے ماں باپ کو (عزت

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ

سے) تخت پر بٹھایا اور وہ سب یوسف (علیہ السلام کی تعظیم) کے لیے سجدے میں گر پڑے اور یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے باپ! یہ

مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ

میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے، بے شک اسے میرے رب نے سچا ثابت کر دیا اور بے شک اس نے یہ بھی احسان کیا کہ مجھے قید سے

اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ

رہائی دی اور تم سب کو گاؤں سے نکال کر میرے پاس لے آیا اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے

اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ

درمیان ناچاقی کرا دی تھی، بے شک میرا رب جس بات کو

چاہوں گا' بے شک خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے' ان کو معاف فرماتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔

٩٩ تا ١٠١- پھر جب یہ لوگ مع گھربار کے یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ اب ماں سے مراد خالہ ہے اس لیے کہ یوسف علیہ السلام کی ماں فوت ہو چکی تھیں اور باقی سب لوگوں سے کہا کہ تم شہر مصر میں داخل ہو۔ دشمنوں سے اور ہر تکلیف و برائی اور قحط وغیرہ سے انشاء اللہ امن میں رہو گے۔ ''انشاء اللہ'' کا تعلق فقط ''ادخلوا'' سے ہے یا ''معه آمنین'' کے ہو' اس تقدیر پر کلام میں تقدیم و تاخیر ہے اور یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور سب بھائی یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ نے بھی سجدہ کیا۔ اس زمانہ میں سجدۂ تعظیم کا دستور تھا' ان کی شریعت میں تعظیم کا سجدہ مخلوق کے لیے جائز تھا۔ چھوٹے بڑوں کو' جوان بوڑھوں کو' کم درجہ کے آدمی بزرگوں کو سجدہ تعظیمی کیا کرتے تھے اور تعظیم کے لیے جھکا کرتے تھے جیسے آج کل عجمی قاعدہ ہے کہ لوگ بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں' وہ سجدہ مثل رکوع کے ہوا کرتا تھا۔ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے باپ سے کہا کہ اے باپ! دیکھیے میرے خواب کی تعبیر کیسی صاف واقع ہے' جو میں نے پہلے دیکھا تھا اس کو خدا نے سچا کیا اور خدا نے مجھ پر احسان کیا جب قید خانہ سے مجھ کو نکالا' غلامی سے مجھ کو نجات دی اور تم لوگوں کو جنگل سے یہاں لایا اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوایا تھا پھر صلح ہو گئی۔ میرا رب جو چاہتا ہے اس کا سامان اپنے لطف و کرم کے ساتھ مہیا کرتا

لِمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ

چاہتا ہے آسان کر دیتا ہے بے شک وہی علم والا' حکمت والا ہے O (پھر یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ) اے میرے

الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

پروردگار! مجھے تو نے حکومت عطا فرمائی اور باتوں کا (مطلب اور) نتیجہ نکالنا سکھایا' اے آسمان اور زمین کو بنانے والے! تو ہی دنیا

وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا

اور آخرت میں میرا کام بنانے والا ہے' مجھے (دنیا میں) اپنی فرمانبرداری میں اٹھا اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملا دے جو تیرے

وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

قرب خاص کے مستحق ہیں O (اے نبی ﷺ!) یہ کچھ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف

اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

وحی کرتے ہیں اور آپ یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام (سازش میں) پکا کیا تھا اور وہ پوشیدہ تدبیریں کر رہے تھے O

وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

اور اس پر بھی اکثر آدمی ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آپ کتنا ہی چاہیں (اور کتنی ہی دلیلیں پیش کریں) O حالانکہ آپ ان سے

ہے کہ ہم میں کس طرح مدت کے بعد اتفاق ڈالا' وہ سب جانتا ہے' وہ حکمت والا ہے اور اس کے جمع اور تفرقہ میں ہر بات میں حکمت ہے۔ پھر دعا کی کہ اے پروردگار! تو نے مجھ کو ملک مصر دیا جو چالیس کوس لمبا ہے اور بیس کوس چوڑا ہے' تو نے مجھ کو تعبیر خواب سکھائی' اے آسمان و زمین بنانے والے! تو ہی میرا اوالی و خالق و حاکم و رازق و حافظ و ناصر ہے' دنیا و آخرت کو تو ہی مدد کرے گا اور تو مجھ کو اسلام پر اپنی عبادت و توحید کے ساتھ دنیا سے اٹھانا اور مجھ کو میرے باپ داداؤں کے ساتھ جو صالحین و مرسلین تھے جنت میں لے جانا۔

۱۰۲- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کا سچا قصہ اور ان کے بھائیوں کی حال غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم نے بذریعہ (حضرت) جبریل امین (علیہ السلام) تم کو بتایا ہے ورنہ تم اس وقت جب یوسف (علیہ السلام) کے بھائی جمع ہوئے اور ان کو کنویں میں ڈالنے کا ارادہ کرتے تھے اور ان کی ہلاکت کی فکر و مکر و حیلہ کرتے تھے وہاں موجود نہ تھے۔

ف: اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام یعقوب علیہ السلام خصوصاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ (قادری غفرلہ)

۱۰۳ تا ۱۰۴- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اکثر آدمی خدا کے رسول اور کتابوں پر یقین نہیں لائیں گے اگرچہ تم کتنی ہی رغبت و خواہش کرو۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اہل مکہ سے تعلیم توحید و طریقہ ہدایت سکھانے پر کوئی مزدوری

ع ۱۱/۵

تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

اس بات پر کوئی اجرت نہیں مانگتے ہیں اور یہ (قرآن) تو سارے جہان کے لیے سوائے پند و نصیحت کے اور کچھ بھی نہیں ہے O

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ

اور دیکھو آسمان و زمین میں (اس کی قدرت کی) کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں (اور نظر اٹھا کر بھی دیکھتے نہیں)

عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

اور ان سے بے خبر رہتے ہیں O اور ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے مگر اس کے ساتھ

مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ

شرک کرتے ہوئے O تو کیا یہ لوگ اس بات سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ

عذاب ان کو آ کر گھیر لے یا اچانک ان پر قیامت آ جائے اور وہ بے خبر ہوں O (اے نبی ﷺ!)

هٰذِهٖ سَبِيْلِىْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔقف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْؕ

آپ فرما دیجئے کہ میری راہ تو یہ ہے کہ میں اس روشنی کی بنا پر جو میرے سامنے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدم پر چلتے ہیں (دل کی

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اجرت تو مانگتے نہیں ہیں اور بے شک یہ قرآن تو سارے جہانوں جن اور آدمیوں کے لیے سراپا نصیحت و رحمت ہے جو چاہے نصیحت قبول کرے آپ کو کسی سے کچھ دنیا کا نفع لینا تو مقصود ہی نہیں ہے لہٰذا اگر یہ نہ مانیں گے تو آپ کا کیا کریں گے خود نقصان میں پڑیں گے۔

۱۰۵ تا ۱۰۸۔ یہ کفار مکہ وغیرہ بہت سی قدرت کی نشانیوں پر گزرتے ہیں اور ان کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ بعض آسمانوں کی جیسے آفتاب، مہتاب، ستارے وغیرہ اور بعض زمین کی جیسے پہاڑ، دریا، درخت، چارپائے مگر وہ غافل ہی رہتے ہیں اور انکار کرتے ہیں، کبھی ان میں غور و تامل نہیں کرتے اور یہ اکثر اہل مکہ کبھی دل میں ایمان نہیں لاتے ہیں مگر ساتھ اس کے ظاہر میں انکار کرتے ہیں، اگر بالفرض ان کے دل میں تصدیق آتی بھی ہے تو وہ زبان سے انکار ہی کیے جاتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہو کہ اگر وہ خدا کے معبود ہونے پر ایمان بھی لاتے ہیں تو اس کے ساتھ بتوں کو اس کی عبادت میں شریک کر لیتے ہیں۔ یعنی بت پرستی کرتے ہیں تو ایسے ایمان سے کیا فائدہ۔ کیا ان کو اس بات سے امان حاصل ہوگئی ہے کہ خدا کا عذاب جو ان سب کو شامل ہونے والا ہے ایک دم آ جائے جیسا کہ بدر کے دن آیا تھا یا یہ کہ اس بات سے بے خوف ہیں کہ قیامت یکایک ناگاہ آ جائے اور یہ غفلت میں رہیں نزول عذاب کی ان کو خبر بھی نہ ہو۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ یہ یعنی دین توحید ملت ابراہیمی میرا رستہ ہے اور میرا طریقہ ہے اسی رستہ سے لوگوں کو اللہ کی طرف بڑے مضبوط یقین اور زبردست دلیلوں کے ذریعہ سے بلاتا ہوں اور جو میرے پیرو ہیں اور مجھ پر

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

آنکھیں رکھتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں O اور (اے نبی ﷺ!)

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی ؕ

ہم نے آپ سے پہلے جتنے نبی بھیجے وہ سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اور سب شہروں ہی کے رہنے والے تھے تو کیا یہ لوگ (جو آپ

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کی رسالت پر تعجب کرتے ہیں) زمین پر چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کہ جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں ان کا کیا انجام ہوا

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ

اور بے شک آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے جو (برائیوں سے) بچتے ہیں بہت بہتر ہے تو

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ

کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے O یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کے رسول (ظاہری اسباب کے لحاظ سے ان کے ایمان

ایمان لانے والے ہیں ان کا کام بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف خود پہنچ کر لوگوں کو بلائیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد اور شرک سے پاک ہے اور میں شریک اور مشرکوں سے سخت بیزار ہوں، ان کے دین پر ہرگز نہیں ہوں اور نہ آئندہ ہوسکتا ہوں اور میرے تابعدار سب دین اسلام پر مضبوطی سے قائم ہیں۔

۱۰۹ تا ۱۱۱۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ مرد تھا مثل آپ کے، ہم ان پر بھی وحی یونہی اتارتے تھے جیسے آپ پر اتارتے ہیں، ان کے پاس جبریل امین کو بھیجتے تھے جیسے آپ کے پاس بھیجتے ہیں، وہ بھی شہروں اور قصبوں اور قریوں کی طرف بھیجے جاتے تھے جیسے آپ بھیجے گئے ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا اہل مکہ نے زمین میں چل پھر کر سیر وسیاحت نہیں کی جو یہ دیکھتے کہ ان سے پہلے جن کافروں نے نبیوں کو جھٹلایا تھا ان کا انجام کار کیا ہوا۔ یعنی عذاب میں مبتلا ہوئے اور یہ اپنے دل میں سوچتے اور عبرت حاصل کرتے۔ یقینی جانو کہ دار آخرت یعنی جنت ان کے لیے جو کفر وشرک و غلط خواہش نفسانی سے بچتے ہیں اور اللہ اور رسول اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں بہت بہتر ہے۔ پس اے اہلِ مکہ! کیا تم یہ باتیں نہیں سمجھتے کہ آخرت دنیا سے کہیں بہتر ہے؟ یا یہ کہ دنیا فانی ہے آخرت ہمیشہ باقی ہے، یا یہ کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ نبیوں کے جھٹلانے کی وجہ سے ان کا کیا حال ہوا، وہی تمہارا ہوگا۔ اگلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا، رسولوں نے ان کو بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہ مانے یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہوگئے کہ اب یہ کافر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور انہوں نے خوب یقین کرلیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا اور حجت الٰہی ان پر قائم ہوگئی تو بس اس وقت ہماری مدد اور نصرت رسولوں کے لیے آ گئی اور عذاب و ہلاکت ان کی قوم کے لیے آ گئی۔ (اس تقدیر پر "کذبوا" تفعیل سے معروف ہوگا) یا یہ مطلب ہو کہ ان کی قوم نے خیال کیا کہ وہ رسول جن سے فتح ونصرت کا وعدہ کیا گیا تھا وہ غلط تھا، ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ جب وہ لوگ ہماری فتح ونصرت سے ناامید ہونے لگے عذاب کی تاخیر کی وجہ سے تو وعدہ کو خلاف

قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ

لانے سے) مایوس ہو گئے (اور ان پر عذاب آنے میں تاخیر ہوئی) اور لوگوں نے خیال کیا کہ (عذاب آنے کا) ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا تو اچانک

بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۰ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ

ہماری مدد ان کے پاس پہنچی تو جس کو ہم نے چاہا بچالیا اور عذاب ہمارا مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا O بے شک ان لوگوں کے قصوں میں عقل مندوں

عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ

کی آنکھیں کھلتی ہیں، ان کو بڑی عبرت ہوتی ہے یہ (قرآن) کوئی جی سے گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ ان (کتابوں)

تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے آچکی ہیں اور (ہدایت کی) ساری باتوں کا مفصل بیان ہے

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۱۱ ع ۱۲ ع ۷ ۶

اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے O

سمجھنے لگے' لہٰذا ہماری مدد آ گئی' پس اس وقت جس کو ہم نے چاہا اسے عذاب سے بچالیا باقی لوگ ہلاک ہوئے یعنی رسول اور مسلمانوں نے نجات پائی اور کافر ہلاک ہوئے اور ہمارا عذاب جب آتا ہے تو مجرمین و مشرکین لوگوں سے لوٹتا نہیں ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! (حضرت) یوسف (علیہ السلام) اور ان کے بھائیوں کی خبروں اور ان کے حالات میں عقل والوں کے لیے بڑی عبرت و نصیحت ہے۔ یہ قرآن جھوٹی بناوٹی باتیں کسی کے گھڑے ہوئے قصے نہیں بلکہ ان کتابوں کے مطابق ہے جو اس سے پہلے گزر چکیں یعنی توریت و انجیل وغیرہ اور سب رسولوں کی کتابیں اور انبیاء کے صحیفے کہ توحید و ایمان کے بیان میں ان کے مطابق ہے اور بعض شرائع فرعی احکام میں بھی اور وہ کتابیں بطور اخبار غیبی اس کی مصدق ہیں اور اس قرآن میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔ حلال و حرام وعدہ وعید' قصے' واقعات' مثالیں وغیرہ اور (حضرت) یوسف (علیہ السلام) وغیرہ و دیگر انبیاء کے حالات بھی اس میں مذکور ہیں اور گمراہوں کے لیے ہدایت ہے اور مسلمانوں کے لیے خدا کی رحمت ہے اور عذاب سے نجات دلانے والا ہے (یعنی قرآن) اور سارے عالم کے لیے ہدایت ہے۔

سورۃ الرعد مدنیۃ ۹۶ — آیاتہا ۴۳ — رکوعاتہا ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۂ رعد مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں تینتالیس آیات‘ چھ رکوع ہیں

الٓمّٓرٰ ۚ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

الٓمّٓرٰ یہ کتاب قرآن کی آیتیں ہیں اور جو کچھ آپ کے پروردگار کی جانب سے آپ پر نازل ہوا ہے

الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ

وہ حق ہے مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے O وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ

آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جن کو تم دیکھو بلند کیا پھر (اپنی حکومت کے) تخت پر استویٰ (غلبہ) فرمایا اور سورج اور چاند

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ

کو کام پر لگا دیا‘ ہر ایک اپنی ایک ٹھہرائی ہوئی میعاد تک (اپنی راہ پر) چلا جا رہا ہے‘ وہی تمام کارخانۂ قدرت کا انتظام فرماتا ہے اور (اپنی

الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ②

قدرت کی) نشانیاں الگ الگ کر کے بیان فرماتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے ملنے پر یقین کرو O

سورۃ الرعد

اس سورت میں رعد (بجلی‘ کڑک) کا ذکر ہے‘ یہ ساری مکی ہے مگر دو آیتیں ایک ’’لا یزال الذین کفروا یصیبهم بما صنعوا‘‘ دوسری ’’ومن عنده علم الكتاب‘‘ یہ دونوں مدینہ میں اتری ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند سابق اس سورت کی تفسیر مروی ہے ’’المر‘‘ سے مراد یہ ہے کہ ’’انا اللہ اعلم واری‘‘ یعنی میں خدا ہوں‘ جو تم کرتے یا کہتے ہو سب دیکھتا ہوں اور جانتا ہوں۔ یا یہ قسم ہے یعنی قسم ان حرفوں کی‘ یہ سورت قرآن کی آیتیں ہیں اور اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو آپ کے پروردگار کے پاس سے آپ کی طرف اترا ہے وہ سب برحق ہے‘ اس میں کوئی کلام (اعتراض) اور شک و شبہ نہیں مگر اکثر آدمی یعنی اہل مکہ وغیرہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) و قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور حق کو نہیں مانتے۔

۲ تا ۴۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند پیدا کیا جن کو تم دیکھتے ہو‘ اس میں بالکل ستون نہ بنائے جو تم کو نظر آتے اور ان کو دیکھ نہیں سکتے‘ پھر وہ عرش پر اپنی شان ظہور دکھانے لگا یعنی حق تعالیٰ کی تجلی عرش پر تھی کہ آسمانوں کو پیدا فرمانے سے پہلے یا ’’استویٰ‘‘ کے معنی ’’استقر‘‘ ہوں یا ’’استویٰ‘‘ سے جس کے معنی برابر ہونے کے ہیں یہ مشتق ہو جس کی تفسیر بطور متشابہات ’’امتلا بہ‘‘ آئی ہے یا ’’استویٰ‘‘ کا یہ مطلب ہو کہ اس کی قدرت اور اس کا علم ہر شے قریب و بعید کو شامل ہو گیا

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ

وہی ہے جس نے زمین کی سطح پھیلا دی اور اس میں پہاڑ بنا دیئے اور نہریں (جاری فرمادیں) اور زمین میں ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

(کھٹے میٹھے) دو اچھے برے دو قسم کے بنائے رات سے دن کو چھپا دیتا ہے

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَ

بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کریں O اور

فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ

زمین میں طرح طرح کے ٹکڑے ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور ان میں انگور کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور

وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف

کے درخت ہیں کچھ ایک تھالے میں اُگے ہوئے (جھنڈ کے جھنڈ) اور کچھ علیحدہ علیحدہ (سب کو) ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

مگر ہم بعض پھلوں کو بعض پر مزے میں برتری دیتے ہیں، بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ان لوگوں

اور اس نے آفتاب و ماہتاب کی روشنی کو مسخر کر لیا بنی آدم کے نفع کے واسطے وہ سب انتظام و اہتمام سے ایک وقت معین تک چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بات کی تدبیر کرتا ہے، اپنے بندوں کے حالات کو دیکھتا ہے اور حسب موقع فرشتے بھیجتا ہے، اپنے رسولوں پر وحی اتارتا ہے اور دنیا میں راحت و رنج بھیجتا ہے، قرآن میں اپنی آیتیں، احکام امر و نہی تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ تم لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کی اور روز قیامت اس کے پاس حاضر ہونے کی تصدیق کرو اور اس کو مانو۔ اسی نے زمین کو پھیلایا اور اس کو روکنے کے لیے پہاڑ مثل میخوں کے اس میں گاڑے اور زمین میں صدہا نہریں جاری کیں اور سب قسم کے پھل پیدا کیے اور ہر قسم کے جوڑے ظاہر کیے کٹھا، میٹھا، سفید، سرخ وغیرہ وغیرہ۔ وہی تو رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپاتا ہے یعنی کبھی رات بڑی کر دیتا ہے کبھی دن۔ یا یہ کہ کبھی دن نکالتا ہے کبھی رات لاتا ہے، بے شک ان قدرت کے انتظاموں میں اور دن رات کے اختلافوں میں ان کو جو سمجھتے ہیں اور غور و فکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں ظاہر ظہور میں نظر آتی ہیں۔ زمین میں طرح طرح کے ٹکڑے قریب قریب ہیں کوئی کھاری خراب زمین شور والی جس میں کچھ پیدا ہی نہ ہو اور اس کے پاس ملی ہوئی ایسی زمین ہوتی ہے جو نہایت عمدہ بہت ہی میٹھی ہوتی ہے، کہیں انگوروں کے باغات ہیں، کہیں کھیتیاں ہیں، کہیں کھجوروں کے جھنڈ ہیں، کچھ ایسے ہیں کہ ایک جڑ میں دس دس یا کم زیادہ ہیں بعض ایک ہی ایک میں بے ملے ہوئے ہیں۔ یہ سب ایک ہی پانی سے سیراب کی جاتی ہیں، بارش سے یا نہر سے مگر بایں ہمہ ہم بعض پھلوں کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں، کوئی چھوٹا کوئی بڑا، کوئی کس مزے کا کوئی اور مزے کا اور

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ

کے لیے ہیں جو عقل سے کام لیں ○ اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان کے جھٹلانے پر تعجب کرتے ہیں تو

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ

سب سے زیادہ تعجب کی بات منکروں کا یہ قول ہے کہ کیا جب ہم (مرنے کے بعد سڑ گل کر) مٹی ہو جائیں گے تو پھر کیا ہم نئے بنیں گے؟ انہی لوگوں نے

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ

اپنے پروردگار کا انکار کیا اور انہی لوگوں کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے اور یہی جہنمی ہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ

اور یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ○ اور (اے نبی ﷺ!) کافر آپ سے رحمت سے پہلے عذاب کی

قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ

جلدی کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلوں کو سزائیں مل چکیں (اور دنیا میں ان کی کہاوتیں مشہور ہو گئیں مگر یہ اس سے عبرت نہیں پکڑتے)

رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ

اور بے شک آپ کا پروردگار لوگوں کے ظلم پر بھی ان سے درگزر فرماتا ہے

ان رنگوں اور مزوں اور پودوں وغیرہ کے اختلافوں میں ان کے لیے کھلی قدرت کی نشانیاں ہیں جو ذرا بھی عقل رکھتے ہیں اور وہ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ سب خدا کی قدرت کے کرشمے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہو جاتے ہیں کہ ان چیزوں کا خالق زبردست قدرت والا ہے۔

۵۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ کافر تمہاری تصدیق باوجود معجزے دیکھنے کے کیوں نہیں کرتے تو اس سے زائد تعجب انگیز ان کا یہ قول ہے کہ وہ قیامت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا ہم جب مٹی ہو جائیں گے اور خاک میں مل جائیں گے تو پھر ہم نئی پیدائش پائیں گے اور پھر ہم میں روح پھونکی جائے گی یہ بات تو ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ کافر وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور یہی دوزخی ہیں اور قیامت میں ان کے گلے میں طوق و زنجیر پڑے ہوں گے، یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، نہ مریں گے نہ نکلیں گے۔

۶۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ کافر برائی کی یعنی عذاب کی بطور مذاق اور استہزاء کے جلدی کرتے ہیں اور عافیت کی قدر نہیں جانتے حالانکہ ان سے پہلے صدہا عذاب لوگوں پر آ چکے ہیں اور وہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا پروردگار لوگوں کو بخشنے والا ہے اور ان کی نافرمانیوں اور کفر و شرک سے اگر یہ توبہ کریں اور اسلام لائیں تو درگزر فرمائے گا اور بے شک آپ کا رب ان کے حق میں جو کفر پر مرتے وقت اڑے رہے ان کو سخت عذاب دینے والا ہے اور ان کو سخت سزا دے گا۔

لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

اور بے شک آپ کا پروردگار بڑا سخت سزا دینے والا ہے O اور کافر کہتے ہیں کہ ان کے اوپر (ہماری منشا کے مطابق اپنے رب کی طرف سے) کوئی نشانی

اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۞ اَللّٰهُ ع ۱

کیوں نہیں اتری (اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں) آپ تو صرف ڈر سنانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے راہ نمائی کرنے والے آئے ہیں O

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جو کچھ جس مادہ کے پیٹ میں ہے اور جو کچھ پیٹ گھٹتے یا بڑھتے ہیں (اس میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں وہ سب جانتا ہے)

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۞ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ

اور اس کے یہاں ہر چیز کا ایک اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے O وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے، سب سے بڑا بلند مرتبہ

الْمُتَعَالِ ۞ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ

والا ہے O تم میں سے جو کوئی آہستہ سے بات کہے یا پکار کر کہے اور جو رات کی تاریکی میں چھپا ہے اور جو دن کی

بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۞ لَهٗ

روشنی میں راہ چلتا ہے (اس کے سامنے ساری حالتیں) یکساں ہیں (سب کچھ جانتا ہے) O ہر ایک

۷- جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن کو نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ اس رسول پر کوئی ایسی علامت کیوں نہیں اترتی اور ایسا معجزہ کیوں نہیں آتا جیسے اگلے رسولوں پر معجزے آئے تھے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کی باتوں کا رنج و غم نہ کریں، آپ فقط اللہ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے نبی اور ہدایت کرنے والے گزرے ہیں، ان میں سے کوئی زبردستی کرنے والا نہ تھا لہٰذا آپ بھی کسی کو زبردستی ہدایت کرنے والے نہیں، صرف احکام پہنچانا آپ کا کام ہے۔

۸ تا ۱۱- اللہ جو عورتوں کے شکم میں حمل ہوتا ہے وہ جانتا ہے لڑکا ہے یا لڑکی اور جو حمل کی مدت نو ماہ سے کم ہوتی ہے اور جو نو ماہ سے زائد ہو جاتے ہیں وہ سب جانتا ہے اور ہر چیز کے لیے اس کے نزدیک ایک اندازہ اور ایک مقدار مقرر ہے کہ کون زائد مدت کا ہوگا کون کم کا۔ کون کتنا ٹھہرے گا، کب نکلے گا اور ان باتوں کا جو بندوں سے غائب ہیں اور ان کا جن کو بندے جانتے ہیں سب کا عالم ہے۔ یا غیب سے مراد آیندہ ہونے والا ہو اور شہادت سے مراد گزشتہ واقعات ہوں، یا غیب سے مراد وہ بچے ہیں جو ماں کے رحموں میں ہیں اور شہادت سے وہ جو رحموں سے باہر آ گئے اور وہ سب سے بڑا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں، متعالی ہے اس سے اعلیٰ کوئی نہیں۔ اس کے نزدیک تم میں سے وہ آدمی جو خفیہ کچھ بات کہے یا کام کرے اور جو ظاہر ظہور (کھلم کھلا) کچھ کہے یا کرے اور جو رات کو اندھیرے میں پوشیدہ ہو اور جو دن کو علی الاعلان ظاہر ہو سب برابر ہے۔ یعنی اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہو سکتی اور ہر شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے، دن

مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ

بندہ کے لیے اس کے ساتھ بدلی والے فرشتے ہیں اس کے سامنے اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں' بے شک

اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی رحمت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی چاہے

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

تو اس کو کوئی پھیر نہیں سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی

دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

اور کارساز نہیں O وہی ہے جو تمہیں ڈرانے اور امید دلانے کے لیے بجلی (کی چمک) دکھاتا

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۚ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

ہے اور بھاری بادل اٹھاتا ہے O اور (بادلوں کی) گرج اس کی تعریف کرتی ہوئی

مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ

اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے ڈر سے (اس کی تعریف کرتے ہیں) اور وہی کڑک بھیجتا ہے (گرنے والی بجلیاں) اور جس پر چاہتا ہے

وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ؕ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ

انہیں گراتا ہے (اور یہ قدرتیں دیکھ کر بھی) وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور وہ اپنی پکڑ میں سخت ہے O اسی کو پکارنا

کے نگہبان شام کو جاتے ہیں ان کے بدلے رات کو دوسرے آتے ہیں اور رات کے جاتے ہیں ان کے بدلے دن کو اور آتے ہیں' وہ فرشتے لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں اور آدمی کی حفاظت اس کے آگے اور پیچھے سے کرتے رہتے ہیں' خدا کے حکم سے اس کو تقدیر کی طرف کشاں کشاں لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی قوم کی نعمت اور اچھی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ خود بخود اپنی حالت کو نہ بدلیں یعنی جب کوئی قوم خدا کی نعمت کا شکر ادا نہیں کرتی اور نافرمانی کرتی ہے تو خدا اس قوم سے وہ نعمت چھین لیتا ہے اور اس کی اچھی حالت کو بری حالت سے بدل دیتا ہے اور خدا جب کسی قوم کے بارے میں مصیبت اور عذاب کا ارادہ کرتا ہے اور ان کی برائی چاہتا ہے تو اس کے حکم اور تقدیر کو کوئی روکنے اور پھیرنے والا نہیں ہوتا' اور نہ ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی والی وارث ملتا ہے۔ یا یہ کہ ان کو اس وقت کوئی پناہ کی جگہ نہیں ملتی ہے۔

۱۲ تا ۱۴۔ وہی اللہ تعالیٰ تو تم کو بارش اور بجلی کی چمک دکھاتا ہے جس میں خوف بھی ہوتا ہے اور امید و لالچ بھی مثلاً خوف مسافر وغیرہ کو کہ کپڑے اور سامان نہ بھیگ جائے اور لالچ و امید کاشتکاروں کو جن کے کھیت سیراب ہوں گے

الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

سچا (پکارنا) ہے اور جو لوگ اس کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر (ان کی مثال ایسی ہے کہ) جیسے

بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

کوئی شخص اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلائے بیٹھا ہو کہ پانی (خود) اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ اس کے منہ میں

بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

ہرگز نہ پہنچ سکے گا (جب تک کہ ہاتھ سے منہ میں نہ ڈالے) اور کافروں کی ہر دعا گمراہی میں بھٹکتی پھرتی ہے O اور جو آسمان اور زمین میں

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ

ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں (اور اسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں) خواہ خوشی سے خواہ مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح و شام

وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ

(اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں) O (اے نبی ﷺ!) آپ (ان لوگوں سے) پوچھئے کہ آسمان اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ آپ خود ہی فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ

السجدة

اور وہی تو پانی سے بھرے ہوئے بادل بار بار پیدا کرتا ہے اور پھر انہیں ہوا میں بلند کرتا ہے اور اسی کی تعریف حمد و ثناء رعد فرشتہ چلا چلا کر کہتا ہے اور اسی کی تسبیح اور پاکی بیان کرتا ہے اور سب فرشتے بھی تسبیح کرتے ہیں اور وہ سب اس کے جلال سے خوفزدہ ہیں، وہی تو گرنے والی بجلی بھیجتا ہے، پس اس بجلی سے جس کو چاہتا ہے ہلاک کر ڈالتا ہے۔ چنانچہ زید بن قیس کافر کو بجلی سے ہلاک کیا اور اس کے دوست عامر بن طفیل کو اس کے کوکھ میں زخم سے ہلاک کر دیا۔ یہ کافر اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اس کے مقدس دین کے متعلق جھگڑا اور شک پیدا کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب اور غضب نازل کرنے پر قادر ہے۔ اس کا دین برحق ہے، وہ سچی بات کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے یعنی توحید و اخلاص اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلانا ہے اور جو لوگ اس کے سوا اور چیزوں کو پوجتے ہیں اور ان کو معبود سمجھ کر پکارتے ہیں وہ چیزیں نہ ان کو جواب دیتی ہیں اور نہ کچھ نفع ہی پہنچاتی ہیں۔ مگر ان کا حال ایسا ہے جیسے کوئی پیاس کے وقت پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تاکہ پانی دور سے اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی ہرگز پیاسے کے پاس نہیں جا سکتا، اسی طرح بت پرستوں کو بت قطعاً نفع نہیں دے سکتے اور کافروں کا ان کو پکارنا اور پوجنا بالکل باطل و بے کار اور گمراہی ہے۔

۱۵- اور آسمان و زمین میں جو کچھ بھی چیزیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کو چار و ناچار سجدہ کرتی ہیں۔ بعض طوعاً یعنی خوشی سے بعض کرھاً یعنی جبر سے۔ فرشتے خوشی سے عادت کے طور پر اور مسلمان انسان تکلیف و مشقت سے۔ فرشتوں کی عبادت بالکل بے مشقت ہے، ان کی عادت ہی عبادت ہے، لیکن انسان مکلّف ہے۔ یا طوعاً سے مراد مخلص بندوں کی عبادت ہو اور کرھاً سے مراد منافقوں کی۔ یا طوعاً سے ان کی جو مسلمان پیدا ہوئے اور کرھاً سے ان کی جو کفر کے بعد ایمان لائے۔ بالجملہ ہر چیز خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے اور اسی طرح ان کے سائے بھی صبح و شام خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔ صبح کو سایہ ان کے ایک

أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا

ہے، آپ فرمائیے کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے حمایتی (اور کارساز) بنائے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں،

وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ

آپ فرمائیے: کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں یا کیا اندھیریاں اور اجالا دونوں برابر ہو سکتے ہیں، کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایسے شریک

تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا

ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرح کچھ بنایا ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ کا بنانا اور ان شریکوں

كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

کا بنانا ایک سا برابر معلوم ہوا، آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا (بنانے والا اور) پیدا کرنے والا ہے

وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ

اور وہی اکیلا (یکتا) سب پر غالب ہے O اسی نے آسمان سے پانی برسایا تو نالے اپنی سمائی کے مطابق

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ

پانی لے کر بہہ نکلے تو پانی کی رو ابھری ہوئی جھاگ اٹھالائی اور جن چیزوں کو گہنا زیور یا دوسرا سامان برتن وغیرہ بنانے کے لیے

فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ

آگ میں دہکاتے ہیں ان سے بھی ایسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے تو

اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا

میل کچیل کا جھاگ تو مٹ جاتا ہے اور جو چیز انسان کے کام کی ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی

مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ

ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ (لوگوں کے سمجھانے کے لیے حق اور باطل کی) مثالیں

طرف کو جھک جاتا ہے اور شام کو ان کے مخالف طرف کو۔ یعنی سایہ خدا تعالیٰ کے حکم کا تابع ہے۔

۱۶ تا ۱۹- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مکہ والوں سے پوچھیے کہ آسمان و زمین کا خالق و پروردگار کون ہے؟ اگر اقرار کریں تو خیر ورنہ آپ فرمادیں کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر یہ پوچھیے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی آسمان و زمین کا خالق ہے تو کیا

الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ

بیان فرماتا ہے O جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انہی کے لیے بھلائی ہے (ان کے اعمال ضائع نہیں جائیں گے)

يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا (ان کے اعمال رائیگاں جائیں گے) اگر جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اور اس کے برابر اور بھی

لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

ان کی ملک ہوتا تو وہ اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے بطور فدیہ دے دیتے' یہی ہیں کہ جن کا حساب برا ہے اور انہی کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کیا ہی

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ ع اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

النصف ع ٢/١١

برا ٹھکانہ ہے (بچھونا ہے) O (اے نبی ﷺ!) تو کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے

الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ

رب کی طرف سے اترا حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اس سے اندھا ہے اور نصیحت وہی مانتے ہیں جو عقل مند ہیں O جو اللہ تعالیٰ

تم اس کے سوا اوروں کو پوجتے ہو اور ان کو اپنا والی و الہ و معبود جانتے ہو' وہ تو اپنی جانوں کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں' تم کو کیا خاک فائدہ پہنچائیں گے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرمائیے کہ کیا اندھا آدمی اور بینا برابر ہو سکتے ہیں' ہرگز نہیں ہو سکتے' گویا مسلمان بینا ہیں اور کافر اندھے۔ کیا تاریکی و نور یعنی کفر و اسلام یکساں ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ جو اوروں کو پوجتے ہیں تو کیا انہوں نے اور شریک اس مرتبہ کے پائے ہیں کہ انہوں نے بھی کچھ خدا تعالیٰ کی طرح پیدا کیا ہو پس اس وجہ سے ان کو حال نہ معلوم رہا ہو کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کیا کیا ہے اور دوسروں کی مخلوق کیا ہے جو یہ ان سے نفع حاصل کرنے کی خاطر عبادت کرتے ہیں؟ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک و خالق ہے' سب سے برتر ہے' تمہارے یہ معبود اسی کی مخلوق ہیں' اس کے علاوہ کوئی عبادت کے قابل نہیں' وہ اکیلا ہے' قہار اور سب پر غالب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے برابر نہ ہونے کی مثال بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جس کے سبب سے بقدر بارش نالے' ندیاں بہہ نکلے' پس سیلاب نے جھاگ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ خراب چیزیں اپنے اوپر اٹھالیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن کو لوگ آگ میں گرم کرتے ہیں اور جن سے زیور برتن اسباب وغیرہ بنانے کے لیے ان کو گلاتے ہیں یا جوش دیتے ہیں جیسے سونا' چاندی' تانبہ' پیتل' لوہا وغیرہ۔ ان میں بھی مثل کفر کچھ جھاگ ہوتے ہیں یعنی میل کچیل اور کچھ خالص شے ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ یونہی حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے اور سمجھاتا ہے' پس ان دونوں چیزوں کا زبد یعنی پانی کا خس و خاشاک ان دھاتوں کا میل و جھاگ تو سوکھ کر بیکار ہو جاتا ہے' خراب ہو کر اڑ جاتا ہے اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا اور اصل پانی اور اصل دھاتیں جو لوگوں کے نفع کی ہوتی ہیں سونا' چاندی' لوہا' تانبہ خالص پانی میں باقی رہ جاتا ہے' لوگ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں' سینکڑوں فائدے اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح باران رحمت و کرم یعنی قرآن پاک

يُوفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ

کا عہد پورا کرتے ہیں اور اپنا قول و قرار باندھ کر توڑتے نہیں O اور وہ لوگ جو اس رشتہ

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ

کو جوڑے رہتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

سے خوف کرتے ہیں O اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم رکھی اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

سے ہماری راہ میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے برائی کو ٹالتے ہیں

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ

انہی کے لیے پچھلے گھر (جنت) کا نفع ہے O (وہ) بسنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے

(حضرت) جبریل (علیہ السلام) کی معرفت زمین پر آیا تو مومنوں کے دل جو مثل نالوں کے ہیں اس کے سیلاب کی برکت ورحمت سے بھر گئے اور کافروں کے سیاہ دلوں نے فاسد خیالات کا خس و خاشاک اپنے لیے لے لیا جو بعد کو جاتا رہا فنا ہو گیا اور ان کو کچھ نفع نہ ہوا۔ پس حق کی مثال صاف پانی کی طرح ہے اور باطل کوڑا کرکٹ کی مانند۔ اسی طرح جب دھاتوں کو گرمی پہنچاتے ہیں تو ان کا میل الگ جھاگ کی طرح ہو جاتا ہے اور اصل شے خالص باقی رہ جاتی ہے' حق اصل شے ہے اور باطل میل کچیل جو نفع نہیں دیتا۔ یعنی حق و باطل کی تین مثالیں دیں' صاف پانی' سونا چاندی اور دھاتیں نیز ان کا میل۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ یونہی مثالیں ان لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے اور ان کو سمجھاتا ہے جو لوگ اپنے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو قبول کرتے ہیں یعنی توحید اختیار کرتے ہیں' ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو لوگ اپنے رب کی بات قبول نہیں کرتے تو ان کا یہ حال ہو گا کہ اگر وہاں ان کے پاس جو کچھ بھی زمین میں سونا' چاندی کے خزانے ہیں سب کے سب ہوں اور اتنا ہی اور بھی ہو تب بھی وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے اپنے فدیہ میں دینا چاہیں تو نہ تو فدیہ ہی لیا جائے گا اور نہ ہی ان کو چھوڑا جائے گا اور وہاں ان کو سخت حساب دینا ہو گا اور سخت عذاب سہنا ہو گا' ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ بہت برا مقام ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ آپ پر جو کلام آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے وہ حق ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھا ہو کر آپ کی تصدیق نہیں کرتا۔ یعنی مسلمان و کافر ایک سے نہیں ہو سکتے۔ بے شک اس قرآن پاک سے نصیحت اور سمجھ سوائے عقل والوں کے اور کوئی حاصل نہیں کر سکتا' جو پاگل ہیں وہ ہمیشہ گمراہ رہیں گے یعنی کافروں نے اپنے آپ کو پاگل و بے شعور بنایا ہوا ہے ان کو کسی طرح بھی اس کلام سے فائدہ نہیں ہو سکتا۔

۲۰ تا ۲۴۔ عقل والے جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اس کے فرائض پوری طرح ادا کرتے ہیں' میثاق الٰہی

صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو (نیک اور) لائق ہوں گے (وہ بھی ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے)

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى

اور فرشتے جنت کے ہر دروازے سے یہ کہتے آئیں گے O تمہارے صبر کے بدلے تم پر سلامتی ہو اور پچھلا گھر (جنت) کیا ہی

الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ

اچھا ملا O اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کا عہد اس کے پکا ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کے

يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ لا

جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے انہیں کاٹتے ہیں اور زمین میں شر و فساد پھیلاتے ہیں انہی

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

لوگوں کا حصہ لعنت ہے انہی کے نصیب میں برا گھر ہے (یعنی جہنم ہے) O اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا

توڑتے نہیں، فرائض نہیں چھوڑتے اور جس کے ملنے اور اس کے قبول کرنے کا ان کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس سے ملتے ہیں یعنی صلۂ رحم اور قرابت کا لحاظ رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ رسول وقرآن پاک کو مانتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سختی عذاب سے خوف کھاتے ہیں اور اپنے رب کی خوشی کے لیے اس کے احکام ادا کرنے پر اور دوسری مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ نماز پنج وقتہ نہایت اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہوا ہے اس میں سے صدقہ کرتے ہیں، اس کی راہ میں دیتے ہیں، کبھی پوشیدہ جس کو وہ اور ان کا رب جانتا ہے اور کبھی سب کے سامنے ظاہر ظہور اور لوگوں کی برائی کو اچھائی سے دفع کرتے ہیں۔ بری بات کا جواب نہیں دیتے بلکہ اچھی بات کہتے ہیں، جو ایسی عقل والے ہیں ان کو دار آخرت میں انجام نیک ملے گا۔ پھر اس کا بیان کیا کہ ''عقبی الدار'' جنات عدن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مقصورہ، خلوت خانہ، انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین کے رہنے کی جگہ وہ لوگ وہاں داخل ہوں گے اور جو ان کے آباء واجداد میں سے صالح یعنی مسلم موحد ہوگا اور جو ان کی عورتوں میں سے موحدہ مسلمان ہوگی اور جو ان کی ذریات سے مؤحد مسلم ہوگا وہ سب جنات عدن میں جائیں گے، فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے داخل ہوں گے۔ روایت میں ہے کہ وہاں ہر شخص کو ایک ایک موتی کا خیمہ ملے گا جو اندر سے خالی کر کے بنایا گیا ہوگا، اس کے چار ہزار دروازے ہوں گے کواڑ لگے ہوئے، ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے اہل جنت! تم پر سلام ہو اس کے بدلے جو تم نے اوامر ومصائب پر صبر کیا، یہ جنت ملی خوش رہو، یہ جنت کیا اچھا انجام کار ہے، سبحان اللہ کیا اچھا نتیجہ ملا۔

۲۵- اور وہ جو خدا تعالیٰ کے عہد توڑتے ہیں، فرائض ترک کرتے ہیں باوجود ان وعدوں کے تشدید وتاکید کے ان کو خیال میں نہیں لاتے اور جس کے ملانے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو کاٹتے ہیں یعنی صلہ رحم نہیں بجالاتے، رسول وقرآن پر ایمان نہیں لاتے،

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

ہے فراخ فرما دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اترانے لگے حالانکہ دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلہ

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ع ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

میں کچھ بھی نہیں مگر صرف تھوڑے دن برت لیناO اور کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی (عجیب وغریب) نشانی کیوں نہیں اتری

اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (سعادت کی راہ سے) بھٹکا ہوا رہنے دیتا ہے اور جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے اسے

مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ جصلے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا

اپنی طرف راہ دکھاتا ہےO (جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے چین

بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور قرار ملتا ہے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی دلوں کا چین (اور قرار) ہےO جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ

لیے خوش حالی ہے اور ان کا انجام اچھا ہےO اسی طرح آپ کو ہم نے اس امت کی طرف بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ

زمین میں فساد مچاتے ہیں، خود بھی کفر وشرک کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاتے ہیں، تو ان پر دنیا میں بھی لعنت اور خدا تعالیٰ کا غصہ ہے اور بروز قیامت برا گھر یعنی دوزخ ان کو ملے گا جس سے کبھی بھی نکل نہ سکیں گے نہ موت آئے گی کہ نجات مل جائے۔

۲۶- اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رزق کا بہت ہونا خدا تعالیٰ کا امتحان ہوتا ہے کہ آدمی غرور میں آ کر دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں خود جا گرے رزق کی تنگی خدا تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہوتی ہے کہ آدمی اس کی طرف رجوع کرے اور گڑگڑائے، پس رزق کا بہت ہونا کوئی نیک بختی کی علامت نہیں، بلکہ کافر تو دنیا کی زندگی ہی سے خوش وخرم ہیں، اسی پر راضی ہیں، یہیں کے عیش ومسرت کو اصلی سمجھتے ہیں حالانکہ دنیاوی زندگی کی ساری نعمتیں ومسرتیں آخرت کی نعمتوں کے سامنے بالکل ہیچ ہیں جیسے بے قدر اسباب کم درجہ کا پیالہ، دیگچہ، مٹی کا برتن کہ ایک ٹوٹا دوسرا آیا، اس کو قیام وہمیشگی نہیں اور آخرت کی نعمتیں ابدی یعنی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

۲۷ تا ۲۹- اور جو لوگ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کو نہیں مانتے، کافر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس رسول پر کوئی ایسا معجزہ ان کے رب کے پاس سے کیوں نہیں اترتا جیسے ان سے اگلے پیغمبروں پر اترتا تھا۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ معجزہ سے تم کب ایمان لاتے، معجزہ کب مجبور کر دیتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اور

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

جو آپ کی طرف ہم نے وحی کی ہے اسے ان کو پڑھ کر سنا دیں اور وہ رحمٰن کا تو انکار ہی کرتے ہیں' آپ

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ

فرمایئے: وہی رحمٰن میرا رب ہے' اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں' میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے

تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

اور مجھے اسی کی طرف لوٹنا ہے ○ اور اگر کوئی ایسا قرآن اتارا جاتا جس سے پہاڑ اپنی جگہ سے

اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ

ٹل جاتے یا جس سے زمین پھٹ جاتی یا جس کے ذریعے مردے بولنے لگتے (جب بھی یہ کافر ایمان

جس کو اپنے سچے دین کے لائق بناتا ہے' جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اس کو راہِ راست دکھاتا ہے' وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کے دل خدا تعالیٰ کے ذکر سے یعنی قرآن حکیم اور اس کی تعلیم سے اطمینان وسکون پاتے ہیں اور راضی ہوتے ہیں' بے شک خدا تعالیٰ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے' قرآن حکیم سے یا خدا تعالیٰ کے ذکر سے اور جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اعمال اخلاص سے کیے تو ان کو خوشخبری ہے یعنی ان کو وہ ملے گا جس کو دیکھ کر سب رشک کریں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ طوبیٰ جنت کا درخت ہے جس کی سونے کی شاخیں ہیں' پتے اس کے حلّے ہیں لباس میں جو جنتی پہنیں گے اور ہر قسم کے اس میں پھل ہیں' اس کی شاخیں ساری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کے نیچے بڑے بڑے ٹیلے مشک و زعفران و عنبر کے ہیں' ان کو وہاں اچھا ٹھکانہ ملے گا۔

۳۰- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جیسے ہم نے پہلے رسول بھیجے یونہی ہم نے آپ کو اس امت میں بھیجا کہ جس سے پہلے بہت امتیں گزر چکی ہیں تا کہ آپ اس امت کو قرآن پاک پڑھ کر سنائیں' سمجھائیں جو کہ ہم نے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کی معرفت آپ پر وحی اتاری ہے اور یہ لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں' خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے' کہتے ہیں کہ رحمٰن تو ہم سوائے مسیلمہ کذاب کے اور کسی کو نہیں جانتے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ رحمٰن وہی اللہ تعالیٰ ہے جو میرا پروردگار ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے اسی پر بھروسہ اور توکل کیا۔ اسی کی طرف بروز قیامت مجھے اور سب کو لوٹنا ہے' وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

۳۱- عبداللہ بن اسد مخزومی وغیرہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو اپنا قرآن حکیم پڑھ کر مکہ کے پہاڑ سے کہو کہ وہ صاف زمین ہو جائے اور اس میں چشمے نہریں جاری ہو جائیں جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کو بقول آپ کے ''عین القطر'' ملی تھی' ہم کو ہوا کے تخت پر سوار کرا دو کہ روزانہ اپنے ملک اور شام کی سیر کیا کریں جیسے بقول آپ کے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) پیغمبر کو حکومت ملی تھی' ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی' جہاں چاہتے تھے اس پر سیر کرتے تھے۔ ہمارے مردوں کو زندہ کر دو جیسے بقول آپ کے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) زندہ کیا کرتے تھے۔ تب ارشاد ربانی ہوا کہ

اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ

نہیں لائے) بلکہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے (وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے) کیا پھر وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اس بات سے مایوس

جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ

نہیں ہوئے کہ (نہ ماننے والے کبھی نہ مانیں گے) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا اور کافروں کو ان کے کیے پر ہمیشہ سخت دھمک (اور

اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

سزا) ملتی رہے گی یا ان کے گھروں کے قریب ہی مصیبت اترے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ جائے' بے شک اللہ تعالیٰ

يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ۴ ع۵ ۱۰

وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے O اور بے شک آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ ہنسی کی گئی' پھر میں نے کافروں

فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

کو (کچھ دنوں کی) ڈھیل دی' پھر انہیں عذاب میں پکڑا تو (دیکھو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا O

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

تو کیا وہ ذات پاک جو ہر جان پر اس کے اعمال کی حفاظت کرتی ہے (اس پر نگاہ رکھتی ہے کہ اس نے کیسے عمل کیے وہ ان کے فرضی جھوٹے معبودوں کی طرح ہو سکتی

اگر کوئی قرآن خدا کا کلام اس سے پہلے ایسا نازل ہوا ہوتا کہ اس سے پہاڑ ہٹا دیے جاتے یا زمین کی مسافت اس کے سبب جلدی طے کی جاتی یا مردے زندہ کیے جاتے تو میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا ہوا قرآن پاک بھی یہ باتیں کرنے کو کہتا مگر دنیا کے کل کارخانے اور سب باتیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے قبضہ قدرت میں ہیں' جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو یہ سب کر سکتا ہے' کیا مسلمان یہ نہیں سمجھتے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو سب کو مشرف با یمان کر دیتا مگر اس کی مرضی یہ نہیں' بے شک ان کفار مکہ کو جو کتاب و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتے کہیں نہ کہیں مصیبت و آفت ضرور پہنچتی رہے گی یعنی مسلمانوں کا مختصر سا لشکر ان کو شکست دیتا رہے گا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ فتح مکہ کا اور نصرت دین کا پورا ہو جائے' بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور مکہ فتح ہو جائے گا۔

۳۲ تا ۳۴۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جیسے یہ کفار قریش آپ سے استہزاء و مذاق کرتے ہیں یونہی پہلے جو رسول گزرے ہیں ان کی امتیں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی مذاق کرتی تھیں لیکن میں نے کافروں کو استہزاء کے بعد کچھ مہلت دی' پھر ان کو سخت عذاب نے پکڑ لیا۔ پس یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ دیکھیں کہ ان پر میرا عذاب کیسے نازل ہوا۔ اس کو کوئی روک نہ سکا اور ان کی کیا بری حالت ذلت و خواری کی ہوئی اور ان کو فنا کر دیا گیا۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ اے لوگو! تم سوچو تو ایسا کون ہے جو ہر شخص کی جان کا مالک' اس کا حاکم و عالم و محافظ ہو' اس کے خیر و شر و رزق وغیرہ کا اور اس کے

شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ

ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرائے ہیں (اے نبی علیہ السلام!) آپ ان سے پوچھیے (وہ کون ہیں) ان کے نام تو بتاؤ یا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات بتانا چاہتے

اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ

ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں بھی نہیں پایا یوں ہی صرف اوپری بات کہتے ہو (جس کی کوئی اصلیت نہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) منکروں کی نگاہ

صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

میں ان کا فریب خوش نما بنا کر دکھایا گیا ہے اور وہ سیدھے راستے سے روکے گئے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے تو اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں O

لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا

انہیں دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور بے شک آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے

سب کاموں کی تدبیر کرنے والا ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ کافر اللہ تعالیٰ کے لیے کیسے شریک بناتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے فرمائیں کہ اے بت پرستو! ان کا کوئی نفع تو بتلاؤ اور اگر اس کے کارخانۂ قدرت میں شریک ہیں تو اس کا کوئی ثبوت تو دو' کیا تم خدا تعالیٰ کو اس کے شریک کی خبر دیتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا یعنی اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میرا کوئی شریک نہیں تم اس کو اس کی خبر دینا چاہتے ہو۔ وہ جانتا ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی بھی کسی کو سوائے خدا تعالیٰ کے نفع وضرر اس قسم کا جو قابل عبادت ہو یعنی بالاستقلال نہیں دے سکتا' کوئی قادر مطلق نہیں۔ جو مخلوق کسی کو نفع یا نقصان دیتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اس کی دی ہوئی قدرت ہی سے دیتی ہے' تم یہ فقط ظاہری خیالات باطلہ ذاتی قدرت سے دھوکہ بازی و جھوٹ قصداً تراشتے ہو۔ بلکہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کافروں کے لیے ان کا کفر و مکر و شرک زینت دے دیا گیا ہے۔ ان کے دل کو یہ بھی بھلا لگا یہ لوگ سیدھی راہ سے روک دیے گئے یعنی شیطان نے ان کو کفر و شرک اور برائیاں اچھی کر کے دکھائیں' یہ اس لیے دھوکہ میں آ کر خود سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور توفیق دینے والا نہیں اور عذاب آخرت دنیا کے عذاب سے بہت زیادہ سخت و مشقت والا ہے' ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی ان کا مددگار نہیں اور جو لوگ کفر و شرک و فواحش نفسانی سے بچتے ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے' وہ ایسی ہوگی کہ اس کے درختوں اور مکانوں کے نیچے شراب و دودھ و شہد و میٹھے پانی کی نہریں رواں ہوں گی' اس کا کھانا پھل وغیرہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہوگا' ابدی ہوگا' وہ جنت ان کا ٹھکانہ ہوگی جو کفر و شرک و خواہش نفسانی سے بچتے ہیں اور کافروں کا انجام اور رہنے کی جگہ دوزخ ہے۔ اور کچھ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی یعنی علم توریت جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ' وہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کو سن کر کہ جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے خوش ہوتے ہیں' ان کے دلوں میں سرور و نور بڑھتا ہے' وہ جنتی ہیں اور بعض یہودی ایسے بھی ہیں کہ کچھ حصہ قرآن پاک کا مانتے ہیں اور کچھ حصے کے منکر ہیں۔ سورۂ یوسف اور سورۂ رحمٰن کو مانتے ہیں باقی سورتوں کا انکار کرتے ہیں اور اگر بعض سے مراد کفار مکہ ہوں کہ خدا تعالیٰ یعنی اللہ پاک کو مانتے ہیں رحمٰن کو نہیں مانتے یعنی دونوں ناموں میں فرق کرتے ہیں تو

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ

بچانے والا بھی کوئی نہیں O اس جنت کا حال جس کا پرہیز گاروں سے (ڈرنے والوں سے) وعدہ کیا گیا ہے (یہ ہے کہ) اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں،

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ

اس کے میوے اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ ہے انجام پرہیز گاروں (ڈرنے والوں)

اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ۝۳۵ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

کا اور کافروں کا انجام آگ ہے O اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے

یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ

وہ اس پر خوش ہوتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے اور ان گروہوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اس کے کچھ حصے کا

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا

انکار کرتے ہیں (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں

وَاِلَیْهِ مَاٰبِ ۝۳۶ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

میں (تم سب کو) اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ہم سب کو واپس ہونا ہے O اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن پاک) کو عربی میں فیصلہ

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

(کرنے والا) اتارا اور (اے سننے والے!) اگر تو اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے نہ کوئی تیرا

اللہ اور رحمٰن ایک ہی ذات کے دو نام ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھ کو تو یہ حکم کیا گیا ہے کہ صرف خدا تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو، میں خدا تعالیٰ کے بندوں کو اس کی طرف بلاتا ہوں اور آخرت میں میرا لوٹنا اسی کی طرف ہوگا۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے اس قرآن حکیم کو جو ہمارا حکم محکم ہے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کی معرفت آپ پر عربی لغت (عربی زبان) میں نازل کیا ہے اگر بفرض محال بعد اس کے کہ آپ کو علم و بیان و تفصیل دین (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی دے دی گئی اور قبلہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) معلوم ہو گیا آپ ان کی خواہش نفسانی کا اتباع کریں گے تو آپ کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے کوئی ولی، قرابت دار اور حمایتی نہ بچا سکے گا اور نہ کوئی عذاب سے روک سکے گا۔ یہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور اس سے مراد امت ہے یعنی امت کو متوجہ کیا گیا ہے، اس قسم کے خطابات بظاہر نبیوں سے ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ خطابات امت سے ہوتے ہیں کیونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور ان سے احکام خداوندی کی خلاف ورزی ناممکن ہے جس طرح فوج کے افسر سے کہا جاتا ہے کہ ایسا نہ ہونے پائے

ع ۶ / ۱۱

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا

حمایتی ہوگا اور نہ کوئی (اس کے عذاب سے) بچانے والا○ اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور

لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

بچے بھی تھے (تو آپ کی بیوی بچوں پر منکروں کا اعتراض غلط ہے) اور کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ وہ بغیر اللہ کے حکم کے

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ

کوئی نشانی (معجزہ) لے آئے ہر وعدہ کے لیے ایک تحریر (لکھت) ہے○ (اس میں سے) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور (جو کچھ چاہتا ہے) قائم

يُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

رکھتا ہے اور (محو و اثبات کی) اصل کتاب (لوح محفوظ) اسی کے پاس ہے○ اور اگر ہم آپ کو کچھ وہ باتیں دکھا دیں جن کا ہم ان سے وعدہ

یعنی تمہاری ماتحت فوج ایسا نہ کرے اگر ایسا ہوگا تو تم کو جواب دہی کرنا پڑے گی' لہٰذا اسی طرح یہاں خطاب بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد امت ہے یعنی آپ کی امت ایسا نہ کرے' اگر وہ قرآن کا علم آنے کے بعد ایسا کرے گی تو اس کو ہمارے عذاب سے بچانے والا کوئی حمایتی و مددگار نہ ملے گا۔ قادری غفرلہ

۳۸ تا ۳۹- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ان کو آپ سے زائد عورتیں بیویاں دیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو (۱۰۰) بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بھی بہت سی بیویاں تھیں' ان کو ہم نے ذریت اولاد آپ سے زائد دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسحٰق علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام وغیرہ کی بہت سی اولاد اور عورتیں تھیں۔ اگر اولاد و ازواج ہونا خلاف نبوت ہوتا تو ان کو بھی اولاد ازواج نہ ملتی اور کسی رسول کو یہ اختیار کبھی نہ ملا اور نہ یہ ملنے کے لائق ہے کہ بے خدا کے حکم کے کوئی معجزہ دکھائے۔ ہر لکھی ہوئی بات کی ایک اجل اور میعاد ہے "لکل اجل کتاب" اصل میں "لکل کتاب اجل" تھا۔ صنعت قلب کے سبب مقدم مؤخر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ لکھی ہوئی باتوں میں سے جو چاہتا ہے محو فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے' جو باتیں متعلق ثواب و عذاب ہیں وہ باقی رکھتا ہے یعنی اعمال ناموں سے اور باقی باتیں مٹا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس ام الکتاب ہے یعنی لوح محفوظ جس میں کمی زیادتی متصور نہیں۔ یہود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے تھے کہ اگر یہ نبی ہوتے تو اتنی عورتوں سے نکاح نہ کرتے' خدا تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے۔ اس کا جواب نازل ہوا کہ اگر کثرتِ ازواج یا اولاد خلاف شان نبوت ہو تو اگلے پیغمبروں کی نبوت پر بھی اعتراض قائم ہے۔ حالانکہ نبی تو خدا تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں' جو حکم ہوتا ہے ویسا ہی کرتے ہیں چونکہ اہل کتاب حضرت داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں مانتے تھے اس لیے ان سے اس طرح مباحثہ کر کے ان کو لاجواب کیا گیا۔

۴۰ تا ۴۳- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! عذاب و معجزات کا اختیار ہم کو ہے خواہ ہم آپ کی زندگی میں عذاب کافروں پر بھیجیں اور آپ کو دکھائیں اور جو ہم وعدہ کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ آپ کے روبرو لائیں یا آپ کو وفات دیں پھر بعد کو عذاب دیں' ہمیں سب اختیار ہے' کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو روز بروز اس کے اطراف و نواحی سے ان

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

کرتے ہیں یا (اس سے پہلے) ہم آپ کا وقت پورا کر کے اپنے پاس بلالیں تو (آپ کا اس میں کیا قصور ہے آپ اس کے ذمہ دار نہیں) آپ کے ذمہ تو

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ

(حق کا) پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے O کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے جارہے ہیں (اور اسلام کو ترقی دے رہے ہیں)

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ

اور جو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے اس کا فیصلہ ٹالنے والا کوئی نہیں اور اسے حساب لیتے بھی دیر نہیں لگتی O اور بے شک ان سے پہلے لوگ بھی مکر

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ

(پوشیدہ تدبیریں) کر چکے ہیں تو (یاد رکھو کہ) ساری پوشیدہ تدبیروں کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے (اس کے مقابلہ میں کیا تدبیر چل سکتی ہے) ہر جان

نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

جو کچھ کمائی کرتی ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور عنقریب کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ پچھلا گھر (اچھا انجام) کس کے لیے ہے O اور کافر کہتے ہیں کہ آپ

كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ

(اللہ تعالیٰ کے) رسول نہیں، آپ فرمایئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے اور ان کی جن کے پاس

ع ۶ ۱۲ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع

کتاب کا علم ہے (یعنی علماء یہود و نصاریٰ جو حق پر قائم ہیں) O

کے قبضہ سے نکال کر کم کرتے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو فتح دیتے جاتے ہیں یا نقصان ارض سے مراد لوگوں کی موت ہے اور اللہ تعالیٰ جو حکم کرتا ہے شہروں کے فتح ہونے کا یا لوگوں کے مرنے کا اس کے حکم کے بغیر کوئی لوٹنے والا نہیں، وہ شدید العقاب ہے۔ یا یہ کہ جب حساب لے گا تو بہت جلد لے گا۔ اہل مکہ سے پہلے کافروں نے بھی بڑے بڑے مکر و حیلے کیے، نمرود بن کنعان، ابن سنجار، ابن کوش وغیرہ نے، پس اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ تدبیر و قہر سب سے بڑا رہا، سب مکروں کی سزا اس کے پاس ہے۔ جو کوئی نفس جو کام کرتا ہے نیک نیکی اور بد بدی خدا تعالیٰ سب جانتا ہے۔ کافر یعنی یہود اور سب کافر جان لیں گے کہ مآل کار اور عاقبت کی بھلائی یعنی جنت کس کو ملے گی۔ یہود وغیرہ سب کافر کہتے ہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں، اگر آپ ہیں تو کوئی گواہ لائیں جو رسالت کی گواہی دے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ میرا خدا تعالیٰ میری گواہی دینے کو کافی ہے، میرے اور تمہارے درمیان میں خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن پاک اس کا کلام ہے اور میرا گواہ وہ شخص بھی ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے مسلمان سب آپ کی تصدیق

(ابراہیم ۱۴) (مکیۃ ۷۲) | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | (ایاتہا ۵۲) (رکوعاتہا ۷)

سورۂ ابراہیم مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں باون آیتیں، سات رکوع ہیں

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

الٓرٰ (یہ) ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتاری تاکہ آپ لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر

النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ ① اللّٰهِ الَّذِیْ

(ایمان کی) روشنی میں لے آئیں (یعنی) عزت والے (اور) سب خوبیوں والے (اللہ تعالیٰ) کے راستے کی طرف (لے آئیں) ○ وہ اللہ تعالیٰ کہ جو کچھ

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور کافروں کے لیے خرابی ہے

عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ ② الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ

سخت عذاب سے ○ جو آخرت کو چھوڑ کر دنیا ہی کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں

وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ

اور اس میں ٹیڑھا پن چاہتے ہیں، وہ بڑی دور کی

ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ ③ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

گمراہی میں ہیں ○ اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ ان کے لیے (پروردگار کے احکام)

کرتے ہیں اور غیبی پیش گوئیوں سے رسالت کا اقرار کرتے ہیں (اس تقدیر پر ''مـن'' موصولہ ہوگا بفتح) یا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس سے علم کتاب و بیان قرآن مجھ کو ملا ہے' اس تقدیر پر ''من'' حرف جار بکسر ہوگا۔

سورۂ ابراہیم

۱ تا ۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند سابق تفسیر مروی ہے کہ ''الٓر'' کے معنی ''انـا اللـہ اری'' ہیں یعنی میں خدا تعالیٰ ہوں' سب چیزوں کو دیکھتا ہوں' تمہاری سب باتیں سنتا ہوں' سب کام دیکھتا ہوں' یا ان حرفوں کی قسم ہو یعنی اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان حرفوں کی قسم! یہ کتاب ہم نے آپ پر معرفت جبریل (علیہ السلام) کے اتاری ہے تاکہ آپ سب آدمیوں کو خاص کر اہل مکہ کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لائیں یعنی کفر سے ایمان کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے ان کو مشرف بہ ایمان کریں۔ ان کو خدا تعالیٰ کی سیدھی راہ دکھائیں یعنی دین اسلام۔ اللہ تعالیٰ جو کہ عزیز ہے' کافروں پر غالب ہے' عزت والا ہے' مسلمانوں کی تعریف کرنے والا ہے یا ''حـمـیـد'' کے معنی یہ ہیں کہ اپنے سب کاموں میں محمود ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے لیے سب وہ چیزیں ہیں جو آسمان و زمین میں عجائب و غرائب قدرت ہیں اور کافروں کے لیے شدید عذاب ہے اور ''ویـــل'' ہے۔

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

صاف صاف بیان کر دے' پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ

وہ غالب' حکمت والا ہے O اور بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا (اور ان سے یہ فرمایا) کہ اپنی قوم کو کفر

قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ

کی اندھیریوں سے نکال کر (اسلام کی) روشنی میں لائیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے (زمانے کی گردش کے) دن یاد دلا کر پند و نصیحت کریں'

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر ایک بڑے صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لیے O اور (اے نبی ﷺ! یاد کیجئے) جب موسیٰ (علیہ السلام)

لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو جو تم پر ہے جب اس نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تم

ویل کے معنی وادی جہنم ہے یعنی کافر جہنم کی وادی میں مقید ہوں گے۔ وہ کافر جو آخرت پر دنیا کی زندگی کو پسند کرتے اور ترجیح دیتے ہیں' اس کی محبت رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سیدھے راستہ و اطاعت سے اور لوگوں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی ٹیڑھی راہ چلنا چاہتے ہیں وہ سخت گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ حق و ہدایت سے غافل ہیں۔

۴۔ ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کی وہی زبان تھی جو اس کی قوم کی تھی تاکہ وہ ان کو ان کی زبان میں خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی بیان کرے یا یہ مطلب ہو کہ ہم نے جو رسول بھیجا تو ایسا فصیح و بلیغ بھیجا کہ وہ اپنا مطلب پورا پورا صاف صاف سمجھا سکے اور اس کی قوم اس سے اچھی طرح احکام و علوم شریعت سیکھ سکے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیغام الٰہی پہنچا دیں پھر خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے اسے گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دے اور جس کو چاہے اس کو سیدھی راہ دکھائے' جو جس کام کا اہل اس کے علم میں ہو اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے' خدا تعالیٰ عزیز غالب ہے اپنے ملک و حکومت و سلطنت میں اور کافروں پر بھی غالب ہے' ان کو عذاب دے گا' اپنے امر قضاء میں حکمت والا ہے۔ یا یہ کہ گمراہی میں چھوڑنے میں اور ہدایت دینے میں حکیم ہے' جو کرتا ہے حکمت سے کرتا ہے۔

۵۔ اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو نو نشانیاں دے کر بھیجا یعنی نو معجزے دیے ید بیضا' عصا' طوفان' ٹڈی' قمل' کھٹمل' مینڈک' خون' قحط' پھل وغیرہ میں نقصان اور ان سے کہا کہ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاؤ یعنی کفر ترک کرا کر مسلمان کرو اور ان کو خدا تعالیٰ کے ایام یعنی عذاب کا زمانہ اور رحمت کا زمانہ یاد کراؤ' ان باتوں میں بے شک اس شخص کے لیے جو صبار ہے' بہت صبر کرنے والا ہے یعنی عبادت و اطاعت پر بہت صبر کرتا ہے اور شکور ہے یعنی نعمت پر بہت شکر کرتا ہے میری قدرت و حکمت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ

کو بری طرح دکھ دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ

نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٦﴾ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ ع ۲ ۱۳

دیتے تھے اور اس (نجات دینے) میں تمہارے رب کا تم پر بڑا فضل ہوا O (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ تمہارے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾

رب نے یہ اعلان سنا دیا کہ اگر تم میری شکر گزاری کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم میری ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی بہت سخت ہے O

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (اپنی قوم سے) فرمایا کہ اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کے سب کافر ہو جائیں (اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرو) تو

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٨﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ عند المتقدمین ۱۲

(اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں کیونکہ) بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے (اور) سب خوبیوں والا ہے O کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبریں نہیں

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ؕ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ لَا يَعْلَمُهُمْ مع ۶

پہنچیں جو تم سے پہلے تھے نوح (علیہ السلام) کی قوم اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو ان کے بعد ہوئے کہ جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ان کے پاس ان کے رسول

۶ تا ۷- اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے یعنی بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تعالیٰ کی نعمت و احسان یاد کرو کہ تم کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی یعنی قوم قبطی کہ وہ لوگ تم کو عذاب دیتے تھے اور بری طرح تم سے پیش آتے تھے، چھوٹے لڑکوں اور مردوں کو ذبح کرتے تھے، بڑی عورتوں کو باندیاں بناتے تھے، اس بات میں تمہارے لیے بڑی آزمائش تھی یعنی فرعون کی طرف سے امتحان تھا۔ یا یہ کہ اس میں بڑی نعمت تھی کہ خدا تعالیٰ نے تم کو دی تھی اور اے بنی اسرائیل! تم کو اللہ تعالیٰ نے خوب کان کھول کر سنا دیا تھا اور کتاب میں بتلا دیا تھا کہ اگر تم میری توفیق و نجات و کرامت کا شکر کرو گے تو تم کو اور زائد توفیق و عصمت و کرامت و نعمت عطا کروں گا اور اگر تم میرے ساتھ یا میری نعمتوں کے ساتھ کفر کرو گے تو بے شک کافروں کے لیے میرا عذاب بہت سخت ہے۔

۸- اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے یہ بھی کہا کہ اے لوگو! اگر تم اور جتنے آدمی زمین میں ہیں سب کافر ہو جاؤ تو خدا تعالیٰ کا کیا کرو گے، وہ تو غنی ہے، سب سے بے پروا ہے اور تعریفوں والا ہے، اس کو کسی کی تعریف اور عبادت کی ضرورت نہیں اور جو کوئی اسلام اختیار کرتا ہے تو اس کے لیے بڑا اجر ہے یعنی جنت جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یعنی جو اسلام لائے گا وہ اپنے ہی فائدے کے لیے لائے گا، جو کفر کرے گا وہ خود سزا پائے گا۔

۹- اے اہل مکہ! کیا تم کو ان لوگوں کی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں یعنی قوم نوح کی اور عاد کی یعنی قوم ہود کی اور ثمود کی

إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ

(معجزات اور) روشن دلیلیں لے کر آئے تو انہوں نے (غصہ سے) اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھے اور کہا: جو کچھ تمہاری معرفت بھیجا گیا ہے ہم

وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا

اس کو نہیں مانتے' جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اس میں ہمیں بڑا شک پڑا ہوا ہے جو بات

إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٩﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَ

کھلنے نہیں دیتا O (تو) ان کے رسولوں نے کہا کہ کیا تم کو (اس) اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ

زمین کا بنانے والا ہے (اور) تمہیں (اپنے دین کی طرف) اس لیے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہ معاف فرمائے اور تا کہ

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ

تم کو (موت کے) مقررہ وقت تک مہلت دے (اور عذاب روکے رکھے) انہوں نے کہا کہ تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو' تم چاہتے ہو کہ

أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾

ہمیں ان چیزوں سے باز رکھو جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے تو کوئی کھلی ہوئی سند (معجزہ) ہمارے پاس لے آؤ (تو ہم مانیں گے) O

منزل ۳

یعنی قوم صالح کی اور ان کی جو صالح کے بعد گزرے ہیں یعنی قوم شعیب وغیرہ کی خبر نہیں پہنچی اور ان کا حال معلوم نہیں ہوا کہ جیسے ہی انہوں نے تکذیب کی اور نبیوں کو جھٹلایا تو ان کو کس طرح ہلاک کیا گیا۔ ان کی تعداد اور ان کے عذاب کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا' ان کے پاس ان کے رسول علیہم السلام دلائلِ توحید و نبوت اور احکام امر و نہی لے کر آئے۔ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی بات نہ مانی۔ یا یہ کہ ان کے منہ پر ہاتھ رکھ لیے اور ان کو حق بات نہ کہنے دی۔ مطلب یہ کہ ان کی بات نہ مانی اور ان سے کہا کہ چپ ہو جاؤ' ہم کو نہ سمجھاؤ' ہم تمہاری بات سننا نہیں چاہتے اور کہا کہ ہم ان باتوں کا جن کو تم پیغام الٰہی بتلاتے ہو' ان کو دے کر بھیجے گئے ہو انکار کرتے ہیں یعنی کتاب و توحید کو نہیں مانتے اور جن کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو یعنی کتاب و توحید کے بارے میں ہم نہایت شک و شبہ میں گرفتار ہیں اور جو تم کہتے ہو ان باتوں میں ہمیں کھلا ہوا اعتراض و شک و شبہ ہے' ہم کسی طرح نہیں مان سکتے۔

۱۰۔ تب رسولوں نے کہا کہ تم کو کون سی بات میں شک ہے' کیا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک و شبہ ہے' وہ خدا تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کو وجود میں لانے والا ہے' وہ تم کو توبہ اور توحید کی طرف بلاتا ہے تا کہ تمہارے وہ گناہ جو تم نے حالت کفر میں کیے ہیں بخش دے اور ایک وقت معین زندگی تک تم کو اور زمین پر رہنے دے یعنی موت تک عذاب نہ بھیجے' وہ بولے کہ تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو' تم کو خدا تعالیٰ کی باتیں کیسے معلوم ہوئیں' تم یہ چاہتے ہو کہ ہم کو ان رسموں سے روک دو جو ہمارے

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ بے شک ہم صورت میں تمہارے ہی جیسے انسان ہیں (لیکن حقیقت میں فرق ہے ہمیں نبوت کے قابل بنایا ہے تمہیں نہیں)

يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت دے کر) کرم فرماتا ہے اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس بغیر

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ کے حکم کے کوئی دلیل (و سند) لے آئیں اور مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے O

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ

اور ہم کیوں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو ہماری ہدایت کے راستے دکھائے اور ہم ضرور

عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَ

تمہاری ایذاؤں پر جو تم نے ہمیں دی ہیں صبر ہی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے O اور

باپ دادا کیا کرتے تھے اور ان کی پرستش چھڑا دو جن کو وہ پوجتے تھے' اگر یہ منظور ہے تو کوئی قوی دلیل' کتاب یا معجزہ لاؤ۔

۱۱۔ رسولوں نے جواب دیا کہ ہم بھی ظاہری شکل وصورت میں تم ہی جیسے آدمی ہیں مگر آدمی ہونے سے ہمارا رسول نہ ہونا کیسے لازم ہوا۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے فضل واحسان کرتا ہے' نبوت وہدایت واسلام دیتا ہے' ہم کو ہرگز یہ بات لائق نہیں کہ کوئی دلیل یا کتاب اپنی طرف سے بے خدا تعالیٰ کی اجازت وحکم کے لائیں اور اس کو خدا تعالیٰ کا حکم ٹھہرائیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں' مسلمان حق پر ہیں' اللہ تعالیٰ ہی ان کی مدد فرمائے گا۔ کفار کو ظاہری صورت بشری اپنی ہی طرح نظر آئی لیکن ان کے کمالات اور معجزات دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ یہ خدا کے مقرر کیے ہوئے نہ ہوتے تو وہ باتیں جو مخلوق نہیں کرسکتی ان کے سامنے کس طرح ظاہر کرتے ہیں جیسے لاٹھی کا سانپ بن جانا اور جادوگروں کے شعبدوں کو نگل جانا' اونٹنی کا پتھر سے پیدا ہو جانا وغیرہ۔ اندھوں کو کوڑھیوں کو اچھا کر دینا' مردہ زندہ کر دینا' پتھروں کا' درختوں کا' جانوروں کا کلمہ پڑھنا اور بہت سے معجزات انبیاء کرام خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے معجزات کفار نے دیکھے اور ہٹ دھرمی سے ایمان نہ لائے۔ (قادری)

۱۲۔ کافروں نے کہا کہ اچھا تم اپنے خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو دیکھو تم ہمارا کیا حال کرتے ہو۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم خدا تعالیٰ پر کیوں بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو نبوت واسلام عطا فرمایا ہے' ہم کو ہمارا راستہ سیدھا دکھلایا ہے' اگر تم ایذاء دو گے تو ہم خدا تعالیٰ کی اطاعت سے منہ نہ موڑیں گے' صبر کریں گے اور مصیبت میں خدا تعالیٰ ہی کا بھروسہ توکل کرنے والوں کو لازم ہے' وہ ہی ان کی مدد فرمائے گا۔

۱۳ تا ۱۷۔ کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے اگر تم ہمارے دین کی مخالفت کرو گے اور ہمارے دین کے درپے ہو گے' اگر شہر میں رہنا منظور ہے تو پھر ہمارے دین میں لوٹ آؤ اور دین جدید اور توحید کی دعوت

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ

کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے باہر نکال دیں گے یا تم

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

ہمارے دین میں آ جاؤ تو ان کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ (تم نہ گھبراؤ) ہم ظالموں کو ضرور

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ

ہلاک کر ڈالیں گے O اور ان کے بعد تم کو ہی (ان کی زمین اور ملک میں) بسائیں گے یہ وعدہ اس کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑے

خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ

ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا ڈر سنایا ہے اس سے خوف کھائے O اور (جب انہوں نے رسولوں کا کہنا نہ مانا تو) انہوں نے (اپنے

جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

رب سے) فیصلہ چاہا اور ہر سرکش (ہٹ دھرم) نامراد اور غارت ہوا O اس کے پیچھے جہنم لگ گئی اور وہاں اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا O

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

جس کو وہ مشکل سے تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور اس کو گلے سے نہ اتار سکے گا اور اسے ہر طرف سے موت ہی موت نظر آئے گی (یعنی موت

وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ

کے اسباب) اور وہ مر نہ سکے گا اور اس کے پیچھے ایک اور سخت عذاب ہو گا O جن لوگوں نے اپنے

چھوڑو۔ تب ان کے پروردگار نے ان کو وحی بھیجی کہ تم صبر کرو، ہم ان ظالم کافروں کو عنقریب ہلاک کر دیں گے اور ان کے بعد تم کو ان کی جگہ ان کی زمین گھر بار میں ٹھہرائیں گے، یہ تسکین اس کے لیے ہے جو میرے روبرو بروز قیامت کھڑے ہونے سے ڈر کر اطاعت کرتا ہے اور میرے عذاب کے حکم سے ڈرتا ہے اور ان کافروں نے اپنے رسولوں پر غالب و منصور ہونے کے لیے دعا مانگی اور فتح چاہی اور ہر جبار عنید 'سرکش، متکبر' حق و ہدایت سے منکر نا کامیاب رہا' نقصان اٹھانے والا ہو گیا۔ اس کو نصرت کی بجائے عذاب ملا' دنیا میں تو یہ ہوا اب اس کے آگے موت کے بعد اس کے لیے جہنم ہے' وہاں سخت عذاب ہے اور دوزخیوں کے بدن سے جو پیپ و خون نکلے گا وہ پلایا جائے گا اور اس کو مجبوراً گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا اور گلے سے اتار بھی نہ سکے گا' اچھو لگے گا' گلے میں پھنس جائے گا اور موت کی مصیبت اس کو ہر جگہ اور ہر طرف سے آ گھیرے گی' ہر ہر بال و رونگٹے سے موت کا مزہ چکھے گا' یا یہ مطلب ہو کہ ہر طرف سے آتش دوزخ اس کو گھیر لے گی اور آگ ہی آگ نظر آئے گی مگر اس عذاب سے وہ مرے گا نہیں کہ عذاب سے چھوٹ جائے اور پھر اس خون و پیپ کے پینے کے بعد اس کو اس سے بھی زائد سخت گرم اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ

رب کے ساتھ کفر کیا ان کے کاموں کی مثال ایسی ہے جیسے راکھ کہ جس کو سخت آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے گئی اور جو کچھ انہوں نے

فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ

(دنیا میں) کمایا تھا اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہ رہا' یہی ہے

هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

دور کی گمراہی (پرلے درجہ کی ناکامی) O کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق

بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ

کے ساتھ (کسی مصلحت سے) بنایا ہے' اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے O اور اللہ تعالیٰ

عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا

پر ایسا کرنا کچھ دشوار نہیں O اور (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے سامنے سب لوگ حاضر ہو جائیں گے تو کمزور لوگ بڑائی

کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا جس سے اس کا منہ اور آنتیں جل سڑ کر پاخانہ کے مقام سے نکل پڑیں گی۔ معاذ اللہ منه.

۱۸- ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا یوں ہے یعنی ان کے اعمال کی مثال جیسا کہ راکھ ہوتی ہے' اس کو سخت ہوا والے دن میں تیز جھونکے اِدھر سے اُدھر اڑاتے پھرتے ہیں' یونہی ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے' خاک میں مل جائیں گے' جو کچھ انہوں نے نیک کام کیے ہوں گے حالت کفر میں ان سے کچھ ثواب و فائدہ نہ ملے گا۔ جیسے راکھ کا پتا ہوا میں نہیں چلتا اور یہ بات یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لیے کوئی نیکی کرنا یعنی بتوں کی عبادت کی نیت سے نیکی کرنا سخت گمراہی و خطا ہے اور ہدایت وحق سے بہت دوری ہے۔

۱۹ تا ۲۰- اب اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ خطاب کرتا ہے مگر مراد امت ہے یعنی اے اہل مکہ وغیرہ! کیا تم کو یہ نہیں بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا حق کے ساتھ تاکہ حق و باطل جدا ہو جائے یا حق سے مراد زوال و فنا ہو یعنی ایک وقت خاص تک کے لیے پیدا کیا' اگر وہ چاہے تو سب کو ہلاک کر دے اور تمہارے بدلے دوسری نئی خلقت پیدا کر دے جو تم سے بہتر اور زیادہ فرمانبردار ہو اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی دشوار و مشکل نہیں۔

۲۱ تا ۲۲- قیامت کا ہنگامہ ہے اور سب لوگ قبروں سے بحکمِ الٰہی نکلے ہیں اور کافروں میں آپس میں جب انہوں نے عذاب دیکھا جھگڑا ہو رہا ہے' ضعیف لوگ جو کہ رئیسوں اور امیروں کے سبب سے کفر کرتے تھے اور ان متکبروں سے اور اپنے سرداروں سے جو خود بھی ایمان نہ لائے تھے اور ان کو بھی مسلمان نہ ہونے دیا تھا کہتے ہیں کہ ہم تو دنیا میں تمہارے تابع تھے' تم حاکم تھے' اب تم کچھ مدد کر سکتے ہو' ہمارا عذاب اپنے سر لے سکتے ہو؟ وہ بولے دنیا میں ہم تم دونوں کافر تھے' اگر خدا تعالیٰ ہم کو ہدایت کرتا تو ہم بھی تم کو ہدایت کرتے خواہ اب ہم فرمانبرداری کریں' چیخیں' چلائیں یا چپ رہیں' صبر کریں' دوزخ سے ہم کو

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا

والوں (سرکشوں) سے کہیں گے کہ (دنیا میں) ہم تمہارے تابع تھے تو پھر تم ایسا کر سکتے ہو کہ

مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ ہم سے ٹال دو؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی (بچاؤ کی) راہ کھولتا تو ہم بھی تمہیں کوئی راہ دکھا دیتے (ہم تو

ع ٣ ٩ ١٥ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿٢١﴾ وَ

خود ہی عذاب میں مبتلا ہیں) خواہ ہم بے قراری کریں (روئیں پیٹیں) یا صبر کریں ہمارے لیے دونوں حالتیں برابر ہیں (آج) ہمیں کہیں پناہ (اور چھٹکارا) نہیں ○

قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ

اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا (وہ پورا ہو کر رہا) اور میں نے جو تم سے وعدہ

الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور میری تم پر کوئی زبردستی تو نہ تھی لیکن صرف یہی کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میری بات

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ

قبول کر لی تو اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود اپنے اوپر ملامت کرو (آج) نہ میں تمہاری

وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ

فریاد کو پہنچ سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو اور تم نے جو مجھے اس سے پہلے

كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

(دنیا میں) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے بے زار ہوں' بے شک ظالموں کے لیے

چھٹکارا نہیں اور کوئی فریاد رس نہیں۔ پھر جب سب فیصلہ ہو جائے گا جنت والے جنت میں' دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تب شیطان دوزخیوں سے کہے گا کہ خدا تعالیٰ نے تم سے جنت دوزخ' حساب کتاب' میزان وصراط کا وعدہ کیا تھا اور وہ حق تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کہ جنت' دوزخ' حساب' کتاب میزان' صراط کوئی چیز نہیں۔ دنیا ہی کی زندگی ہے اور کچھ نہیں تو میرا وعدہ یقیناً جھوٹا تھا' دنیا میں میرا تم پر کچھ زور اور زبردستی تو نہ تھی' میرے پاس کوئی دلیل قوی زبردست نہ تھی جو تم نے میرا کہا مانا' فقط یہی تھا کہ میں نے وسوسہ ڈالا' تم کو بلایا' تم مان گئے' میری بات قبول کر لی۔ اب تم مجھ کو برا بھلا نہ کہو بلکہ خود اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ اب نہ میں تم کو نجات دلا سکتا ہوں اور نہ تم مجھے بچا سکتے ہو نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں نہ تم میری مدد کر

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٢﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(بڑا ہی) دردناک عذاب ہے O اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ ایسے باغوں میں داخل

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ط

کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' وہ اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ ہی ان میں رہیں گے' ان میں اس کی ملاقات کے وقت

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

کا تحفہ سلام ہے O کیا تم نے (غور سے) نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اچھی بات کی مثال یہاں

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ لا

بیان فرمائی جیسے ایک پاکیزہ درخت ہو' اس کی جڑ جمی ہوئی اور ٹہنیاں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں O

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

اور اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ

وہ سوچیں سمجھیں O اور بری بات (کفر وغیرہ) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گندا درخت'

سکتے ہو' میں تو تمہارے شرک و کفر سے پہلے ہی بیزار ہوں اور اس کو برا سمجھتا ہوں' جب تم نے شرک نہ کیا تھا اور مجھ کو تم نے خدا تعالیٰ کا شریک بنایا تھا میں جب بھی شرک سے منکر تھا' میں اب بھی اس بات کو جو تم دنیا میں اس وقت سے پہلے مجھ کو خدا تعالیٰ کا شریک بناتے تھے کفر سمجھتا ہوں اور اس کے ساتھ کفر کرتا ہوں اور اس سے بیزار ہوں' بے شک کافروں کو جو اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں دردناک عذاب ملے گا جو ان کے دلوں تک کو دکھ دے گا' دلوں تک کی خبر لے گا۔

۲۳- اور جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور اپنے رب کے لیے اخلاص سے نیک اعمال کیے تو وہ جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے مکانوں اور درختوں کے نیچے شراب و پانی و شہد و دودھ کی نہریں رواں ہوں گی' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پائیں گے' جنت میں جب ملاقات ہوا کرے گی تو اس وقت ملاقات کا تحفہ سلام ہوگا۔ ایک دوسرے کو سلام کرے گا۔

۲۴ تا ۲۶- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کو یہ خبر نہیں دی گئی کہ خدا تعالیٰ نے پاک کلمہ اور خبیث کلمہ کی مثال بیان کی ہے' پاک کلمہ لا الہ الا اللہ کی مثل یوں بیان کی کہ اس کا کہنے والا یعنی مسلمان مثل ایک مبارک پھل دار درخت کے ہے' اس کی جڑ زمین میں بہت مضبوط قائم ہے ہلتی نہیں۔ مسلمان کا دل اس کلمہ طیبہ کی برکت سے بہت قوی ہوتا ہے اور اس درخت کی شاخیں آسمان تک بلند ہیں۔ یونہی مسلمان کے اعمال صالحہ آسمان پر جاتے اور مقبول ہوتے ہیں' وہ درخت بحکم پروردگار

خَبِيْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ

زمین کی سطح پر سے کاٹ دیا گیا ہو اب اسے کوئی قیام و جماؤ نہیں O اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں بھی حق بات پر ثابت اور مضبوط

وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے O (اے سننے والو!) کیا تم نے

الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی (اور ہلاکت) کے گھر میں لا اتارا O

ہر وقت اپنے میوے لوگوں کو دیتا ہے' یونہی مسلمان کا نفع ہر وقت مخلوق کو ملتا ہے اور وہ ہر دم اپنے مولیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ یا اس درخت سے مراد درخت خرما ہے' یہ مسلمان کے حال کے مطابق ہے' اس کی جڑیں زمین میں بہت مضبوط ہوتی ہیں' یونہی مسلمان دلائل کے ذریعے سے ملت اسلام پر مضبوطی سے قائم ہوتا ہے' اس کی ڈالیاں اوپر ہی کو جاتی ہیں' یونہی مسلمانوں کے مقبول اعمال آسمان پر چڑھتے ہیں۔ ششماہی میں اس پر پھل آتا ہے' یونہی مسلمان ہر دم اپنے اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرتا ہے۔ یونہی خدا تعالیٰ آدمیوں کے لیے اپنی صفت توحید و قدرت کی مثالیں بیان کرتا ہے کہ وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانیں اور کلمہ خبیثہ یعنی شرک کی مثل خبیث درخت کی سی ہے یعنی شرک و مشرک دونوں برے ہیں جیسے توحید و موحد دونوں اچھے محمود ہیں۔ یا شجرۂ خبیثہ سے مراد شجرہ حنظل ہے کہ نہ اس سے کوئی نفع ہے نہ اس میں مٹھاس ہی ہے یونہی شرک کہ نہ اس میں مٹھاس نہ نفع' بلکہ وہ کڑوا ہے اور بدبودار ہے' زمین پر ہے ذرا دیر میں اکھڑ جاتا ہے' اس کو قرار و قیام نہیں' اس کی جڑیں مضبوط نہیں۔ یونہی مشرک کے پاس شرک پر کوئی دلیل نہیں فقط وسوسۂ شیطان ہے اور شرک کے ساتھ کوئی نیک عمل بھی مقبول نہیں جیسے تھوہر کے درخت سے کوئی فائدہ نہیں اسی طرح اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں' نقصان ہی نقصان ہے۔

۲۷- خدا تعالیٰ نے ان کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن حکیم پر ایمان لائے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا ان کو جو بروز اوّل یوم میثاق مسلمان ہوئے اور نیک بخت و نیک نصیب نیک نفس ہیں قول ثابت پر یعنی شہادت لا الہ الا اللہ پر دنیا و آخرت میں قائم رکھتا ہے۔ دنیا میں مرتد نہیں ہوتے اسلام پر قائم رہتے ہیں' آخرت میں یعنی قبر میں جب منکر نکیر سوال کریں گے اس وقت وہ مسلمان صاف صاف جواب دیں گے اور خدا تعالیٰ گمراہوں' مشرکوں' ہٹ دھرموں کو لا الہ الا اللہ سے بہکا ہوا چھوڑ دیتا ہے' دنیا میں بطیب خاطر اپنی خوشی سے مسلمان نہیں ہوتے اور وہ قبر میں جواب بھی نہ دے سکیں گے اور نہ جب قبروں سے نکلیں گے یعنی کافر شقی بدنصیب ہیں' وہ جواب نہ دے سکیں گے' خدا تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے' گمراہی پر چھوڑنا' ہدایت و دین و ایمان پر ثابت رکھنا سب اس کے قبضہ میں ہے۔

۲۸ تا ۳۰- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کو ان لوگوں کا حال معلوم نہیں ہوا جنہوں نے خدا تعالیٰ کی

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا

وہ جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے O اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے برابر کے ٹھہرائے

عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُل

تا کہ (لوگوں کو) اس کے راستہ سے بھٹکا دیں (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے: کچھ (زندگی کے فائدے) برت لو پھر تمہیں آگ ہی میں جانا ہے O (اے

لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

نبی ﷺ!) میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں فرما دیجیے کہ اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ سوداگری ہو گی اور نہ کوئی دوستانہ (کام

سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا

آئے گا) نماز قائم رکھیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر

خِلَالٌ ﴿٣١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ

خرچ کرتے رہیں O (وہ) اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے زمین اور آسمان بنائے اور آسمان سے پانی اتارا

السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

تو اس کے ذریعے سے تمہارے کھانے کے لیے کچھ پھل پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتی مسخر کر دی (تمہارے قابو میں کر دی) تا کہ اس کے حکم سے

نعمت اسلام کے بدلے کفر خریدا اور کفر اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا کہ رسول (علیہ السلام) و کتاب کو بھیجا۔ انہوں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ کفر اختیار کیا اور اپنی قوم کو ''دار البوار'' یعنی ہلاکت کی جگہ میں یعنی مقام بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ میں لا کر کھڑا کر دیا یا ''دار البوار'' سے مراد جہنم ہے۔ یعنی ان کافروں نے اپنی قوم کو بھی ''دار البوار'' یعنی جہنم میں داخل کیا' اس میں وہ بروز قیامت جائیں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے اور بہت خراب منزل ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے شریک تجویز کیے' بتوں کو اس کا ہمسر سمجھا' ان کی عبادت کی تا کہ لوگوں کو دین حق سے اور اطاعت رب تعالیٰ سے ہٹا کر گمراہ کریں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیں کہ تم عیش و نشاط دنیا میں کچھ مدت اور گزار لو اور کفر کرتے رہو' بے شک تمہاری واپسی کا مقام دوزخ ہے' آخر کو تم وہیں جاؤ گے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا جو تم کو دوزخ سے نجات دلوائے۔

۳۱- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ان بندوں سے جو مجھ پر اور میرے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لائے فرما دو کہ نماز پنج وقتہ اچھی طرح وضو' رکوع' سجود و وقت کی رعایت سے ادا کریں اور اللہ نے جو ان کو مال دیے ہیں ان سے ہماری راہ میں صدقہ دیں پوشیدہ بھی اور ظاہر طور پر بھی' خوب خیرات کریں اس سے قبل کہ وہ دن آ جائے جس دن نہ خرید و فروخت ہو گی نہ دوستی کام آئے گی یعنی کوئی کافر فدیہ بھی نہ دے سکے گا اور کسی کافر کو کسی کافر کی دوستی بھی کام نہ آئے گی مگر نیکوں کو اچھوں کی محبت ضرور نفع دے گی۔

۳۲ تا ۳۴- پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

سمندر میں چلے اور تمہارے لیے نہریں بھی مسخر کیں ○ اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو دستور کے مطابق برابر

دَائِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ

چل رہے ہیں اور تمہارے لیے دن اور رات بھی مسخر کیے ○ اور جو کچھ تم نے مانگا اس نے سب کچھ دیا ہے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَ ع ۵ ۱۷

کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے، بے شک بعض انسان بڑے ہی ظالم (نا انصاف) بڑے ناشکرے ہیں ○ (اے نبی ﷺ!

إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ

اس وقت کو یاد کیجئے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! اس شہر (مکہ مکرمہ) کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے

نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ

اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے بچا ○ اے میرے پروردگار! بے شک بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا تو جس نے (دین میں) میرا ساتھ دیا وہ میرا ہے

تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي

اور جس نے میری نافرمانی کی تو (اس سے میرا کوئی تعلق نہیں) بے شک تو ہی (توبہ کی توفیق دے کر) بخشنے والا رحمت فرمانے والا ہے ○ اے ہمارے پروردگار!

اور آسمان سے مینہ برسایا، اس سے تمہارے کھانے پینے کے لیے طرح طرح کے پھل پیدا کیے اور سمندر میں کشتیوں کو تمہارے لیے مسخر کیا یعنی تمہارے قابو میں کر دیا تا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور تمہارے لیے نہریں، سورج، چاند سب کو مسخر کر دیا جو دستور کے مطابق برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لیے دن اور رات بھی مسخر کیے اور جو کچھ تم نے مانگا اس سے سب کچھ تم کو دے دیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے، اس نے بے شمار نعمتوں سے تم کو نوازا، پھر بھی بعض انسان بڑے ہی ظالم نا انصاف اور ناشکرے ہیں کہ اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اسی نے آفتاب و ماہتاب کو مسخر کر دیا کہ ہمیشہ تا قیامت ایک مقررہ روش پر حساب سے قائم رہیں اور شب و روز کو مسخر کیا کہ تمہارے فائدے کے لیے آتے جاتے ہیں اور اس نے اپنے فضل و کرم سے جو تم نے مانگا اور جو تم نہ مانگ سکے وہ بھی دیا، اس کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ اگر تم ان نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے اور اس کا شکرانہ اس کا عوض نہیں دے سکتے۔ پھر بھی بعض آدمی بڑے ظالم بڑے ناشکرے ہیں یعنی کافر کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کا اور اس کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتا ہے بلکہ ان کے ساتھ کفر و ناشکری کرتا ہے۔

۳۵ تا ۴۱۔ اور اے حبیب! اس وقت کو یاد کیجیے جب ابراہیم (علیہ السلام) کعبہ شریف کو بنا چکے تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار! اس شہر یعنی مکہ مکرمہ کو اپنی امان میں لے لے کہ یہ مغلوب نہ ہو جائے، اس کو امن والا شہر بنا دے اور خوف والے یہاں آ کر راحت پائیں اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے محفوظ رکھ کہ بتوں کی عبادت کریں یا آگ وغیرہ کو پوجیں

اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ

بے شک میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے نالے (میدان) میں جس میں کھیتی (وغیرہ) نہیں ہوتی اپنی کچھ اولاد بسائی'

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَ

اے ہمارے پروردگار! (یہ اس لیے) کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے (کہ وہ آ کر یہاں آباد ہو جائیں)

ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝۳۷ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا

اور انہیں کچھ پھل کھانے کے لیے عطا فرما تاکہ وہ (تیرے) شکر گزار رہیں ۝ اے ہمارے پروردگار! جو کچھ ہم چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں

نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝۳۸

تو سب کچھ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں (دو لڑکے) اسمٰعیل اور اسحٰق (علیہما السلام) بخشے' بے شک میرا پروردگار (اپنے

لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝۳۹ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَ

بندوں کی) دعا سننے والا ہے ۝ اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا رکھ' اے ہمارے پروردگار! میری دعا

یعنی شرک سے محفوظ رکھ۔ اے پروردگار! ان بتوں کے سبب سے بہت سے آدمی گمراہی میں پڑ گئے پس جو میرے دین و طریقہ کا تابع ہوگا وہ مجھ سے ہوگا یعنی میرے گروہ سے ہوگا اور جو میری مخالفت کرے گا تو اے پروردگار! تم غفور ہے' توبہ کرنے والے سے تجاوز کرتا ہے' رحیم ہے' جو توبہ پر مرتا ہے اس پر رحمت کرتا ہے۔ اے پروردگار! میں نے اپنی ذرّیت (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام) کو ایسے جنگل میں جہاں نہ گھاس ہے نہ کھیتی وغیرہ تیرے بھروسہ پر تیرے بیت الحرام کے پاس یعنی کعبہ کے پاس چھوڑ دیا ہے اس لیے کہ یہ کعبہ کی طرف تیری نماز ادا کریں۔ پس اے اللہ! تو آدمیوں کے دل ان کی طرف پھیر دے کہ یہاں آیا کریں اور ہر سال زیارت کیا کریں اور اپنی قدرت سے ان کو پھل اور میوے کھلا کہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔ اے پروردگار! تو ہماری وہ باتیں جن کو ہم دلوں میں چھپاتے ہیں اور وہ جو ظاہر کرتے ہیں سب جانتا ہے یعنی میں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ بظاہر جدائی سے پیش آتا ہوں اور دل میں ان کی محبت رکھتا ہوں تو سب جانتا ہے' بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز کوئی کام اچھا برا' زمین آسمان کا کوئی حال پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے بڑھاپے میں (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور پھر (حضرت) اسحٰق (علیہ السلام) لڑکے عطا کیے۔ (جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں یہ لڑکے ہوئے تو ان کی عمر سو برس کی تھی اور آپ کی بیوی سارہ علیہا السلام کی ننانوے برس کی تھی) بے شک میرا پروردگار میری دعا کو قبول کرنے والا سننے والا ہے۔ اے پروردگار! مجھ کو نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی آدمیوں کو

ع ۶ ۱۸

تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

قبول فرما O اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو جس دن حساب ہوگا (یعنی قیامت کے دن) بخش دے O

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

اور (اے نبی ﷺ!) آپ ظالموں کے ان کاموں سے جو وہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کو بے خبر ہرگز نہ سمجھئے وہ ان کو صرف اس دن کے لیے

تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ

ڈھیل دے رہا ہے کہ جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی O وہ سر اٹھائے ہوئے (ٹکٹکی باندھے ہوئے اس طرح) کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹتی نہ ہوگی

طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿۴۳﴾ وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ

اور ان کے دل دھک دھک کر رہے ہوں گے حساب کے لیے بے تحاشہ دوڑے چلے جا رہے ہوں گے O اور لوگوں کو اس دن سے ڈرایئے جب ان پر

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ

عذاب آجائے گا تو ظالم کہیں گے کہ ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی دیر کے لیے مہلت دیجیے کہ ہم آپ کا بلانا قبول کریں اور آپ کے پیغمبروں

وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿۴۴﴾

کے کہنے پر چلیں (ان کو جواب دیا جائے گا:) کیا تم وہ نہیں ہو جو پہلے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہمیں دنیا سے ہٹ کر کہیں جانا نہیں O

نمازی بنا دے اور ہم پر انعام واکرام فرما۔ یا اللہ! ہماری دعا اپنے فضل سے قبول فرما۔ اے پروردگار! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب آبائے مؤمنین کو اور سب مؤمنوں کو جس دن کہ حساب قائم ہوگا بخش دینا یعنی بروز قیامت۔ اس دن ترازو اعمال قائم کی جائے گی اور جس کی نیکیاں غالب ہوں گی اس کو جنت ملے گی اور جس کی برائیاں غالب ہوں گی تو اس کو دوزخ اور جس کی نیکیاں بدیاں برابر ہوں گی تو وہ اہل اعراف میں سے ہوگا۔

۴۲ تا ۴۵ - اور اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ تعالیٰ کو ان کاموں سے جو کافر ظالم اور مشرک کر رہے ہیں بے خبر نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تاخیر فرما رہا ہے اس دن تک کے لیے کہ جس دن نظریں خوف کی وجہ سے اوپر کو اٹھی رہ جائیں گی یعنی قیامت کے دن۔ وہ اپنے سر اوپر کو اٹھائے ہوئے دوڑتے ہوں گے خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے ان کی نظریں اوپر کو اٹھی رہ جائیں گی نیچے کو نہیں ہوں گی اور ان کے دل خوف سے اڑ گئے ہوں گے یعنی وہ بدحواس ہوں گے نہ ان کو آرام نصیب ہوگا نہ وہ سینے سے نکل سکیں گے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سب کفار کو خاص کر اہل مکہ کو اس دن سے خوف دلائیں جب ان کو عذاب آئے گا، بعض کہتے ہیں کہ اس دن سے مراد روزِ بدر ہے اور بعض قیامت مراد لیتے ہیں اور دونوں ہو سکتے ہیں۔ جب عذاب آئے گا تو ظلم وشرک والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو تھوڑی سی مہلت دے جتنی دنیا میں دی تھی تو ہم تیری بات مانیں گے، تیری توحید اختیار کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیرے رسولوں کا اتباع کریں گے

وَسَكَنتُمْ فِي مَسَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

اور تم ان لوگوں کے گھروں میں بھی رہ چکے ہو کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ بھی ظاہر ہو چکا تھا

فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ ٱلْأَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوا۟ مَكْرَهُمْ وَعِندَ ٱللَّهِ

کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور تمہارے سمجھانے کو ہم نے مثالیں بھی بیان کر دی تھیں ۝ اور بے شک کافروں نے اپنے داؤ چلائے اور ان کے داؤ

مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ ٱلْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ

کی جزاء اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے (اور وہ اس کے قابو میں ہیں) اور ان کا داؤ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں ۝ تو تم ہرگز خیال نہ کرنا

ٱللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِۦ رُسُلَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ ذُو ٱنتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ

کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا' بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے' بدلہ لینے والا ہے (کافروں کو پوری پوری سزا دے گا) ۝ (یہ سب

جواب ملے گا کہ کیا تم نے اس سے پہلے دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ہم کو دنیا میں زوال وفنا نہیں اور مر کر دوبارہ زندہ ہونا اور قیامت وغیرہ حساب کتاب کوئی چیز نہیں ہے اور دنیا میں تم ان مشرکوں کے شہروں میں رہتے تھے جنہوں نے تم سے پہلے تکذیب کی تھی یعنی احکام الٰہی کو جھٹلایا تھا اور اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور وہ ہلاک ہو گئے تھے اور پھر بھی تم نے باوجود ان کا حال دیکھنے کے عبرت نہ پکڑی تھی اور تم کو دنیا میں معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ شرک کے عوض کیا معاملہ کیا اور تمہارے لیے ہر طرح سے قرآن پاک میں امثال وعدہ وعید' رحمت عذاب سب بیان کر دیا تھا مگر تم نے کسی چیز سے نصیحت حاصل نہ کی اور کسی چیز سے تم کو عبرت نہ ہوئی۔

۴۶- اور ان کافروں نے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلایا اور طرح طرح کے فریب' مکر' حیلے کیے اور ان کے مکروں کی سزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اگرچہ ان کے مکر ایسے ہوں کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں اکھڑ جائیں تحقیق ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں' بعض اس سے مراد نمرود کا مکر لیتے ہیں جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لیے کیا تھا' اللہ تعالیٰ نے آگ ٹھنڈی سرد کر دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بال بھی بیکا نہ ہوا' اس پر اللہ تعالیٰ نے نمرود کو ہلاک کر دیا اپنے نبی کو بچالیا۔ اس میں حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلی ہے کہ کفار و منافق آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے' ان کو اپنے مکر کی سزا ملے گی۔ آپ کی حفاظت ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔

۴۷ تا ۵۲ - اے سننے والے! خدا تعالیٰ نے جو رسولوں سے ان کی نصرت و نجات کا وعدہ کیا ہے اور اپنے اعداء کے عذاب و ہلاک کا تو اس وعدہ میں تو خدا کو خلاف کرنے والا نہ سمجھنا۔ وہ ضرور یہ وعدہ پورا کرے گا' وہ اپنے ملک و سلطنت میں غالب ہے' اپنے اعداء سے دنیا و آخرت میں بدلہ لینے والا ہے۔ ان سے اس دن بدلہ لے گا جب یہ زمین سوائے اس زمین کے کسی دوسری سے بدل دی جائے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس زمین کی حالت وصفت بدل دی جائے گی کچھ زائد کچھ کم ہو جائے گی۔ پہاڑ' ندی' نالے برابر کر دیے جائیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ قطع نظر ان حالات کے حقیقتاً زمین بدل دی جائے گی اور آسمان اس دن سب اکٹھے کر دیے جائیں گے' خدا تعالیٰ کے دست قدرت میں رکھے ہوں گے اور سب مخلوق خدا تعالیٰ

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

اس دن ہوگا کہ) جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور لوگ اللہ تعالیٰ واحد وقہار کے سامنے (اپنی قبروں سے)

الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾

نکل کھڑے ہوں گے ○ اور تم مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھو گے ○

سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِیَجْزِیَ اللّٰهُ كُلَّ

ان کے کرتے رال گندھک کے ہوں گے (تا کہ آگ جلد لگ سکے) اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی ○ تا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا

کیے کا بدلہ دے، بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ○ یہ (قرآن سنانا) لوگوں کو (اللہ تعالیٰ کا) حکم پہنچانا ہے اور تا کہ اس کے

بِهٖ وَلِیَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

ع ۱۱ ۱۹

ذریعے سے لوگوں کو (اللہ تعالیٰ کے قہر سے) ڈرایا جائے اور تا کہ لوگ جان لیں کہ وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے اور تا کہ عقل مند نصیحت مانیں ○

کے سامنے حاضر ہوگی جو واحد قہار ہے اپنی مخلوق کو موت سے مغلوب کرتا ہے۔ اس دن یعنی بروز قیامت مجرم مشرک زنجیروں میں اور طرح طرح کی قیدوں میں شیطانوں کے ساتھ بند کیے ہوئے ہوں گے اور ان کے کرتے قطران کے ہوں گے یعنی کالی آگ کے مانند۔ یا قطران سے مراد پیتل ہے جو پگھل کر سخت انتہائی درجہ کا گرم ہوگا اور ان کے منہ پر آگ کی لپٹیں لگتی ہوں گی۔ وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور لے جائے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہر جان کو خواہ نیک ہو خواہ بد اس بات کا بدلہ دے جو اس نے اچھائی برائی دنیا میں کی ہوگی اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے یعنی سخت عذاب دینے والا ہے یا یہ کہ جب حساب کتاب لے گا تو جلد لے گا۔ یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے جو بندوں کو پہنچتا ہے یا بلاغ سے امر و نہی، وعدہ وعید، حلال حرام کا بیان مراد ہے۔ آدمیوں کو لازم ہے کہ اس سے نصیحت حاصل کریں اور ڈریں اور خوب یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، نہ اس کے اولاد ہے نہ اس کے شریک ہیں اور عقل والوں کو چاہیے کہ اس قرآن پاک سے نصیحت حاصل کریں۔

سورۃ الحجر مکیۃ ۹۹ آیاتہا ۶ رکوعاتہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ حجر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں ننانوے آیات چھ رکوع ہیں

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

الٓرٰ یہ کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں

سورۃ الحجر

اس سورت میں حجر کا ذکر ہے۔ یہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔

بسند سابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر بھی منقول ہے ''الٓر'' سے مراد ''انا اللہ اریٰ'' ہے یعنی میں ہی خدا تعالیٰ ہوں، دنیا کی سب باتیں دیکھتا ہوں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان حرفوں کی قسم کھائی ہے۔

۱۔ یعنی یہ سورتیں کتاب الٰہی کی آیتیں ہیں، قسم ہے ان حرفوں کی اور قسم ہے قرآن پاک کی جو حلال وحرام وامر ونہی کا ظاہر کرنے والا ہے کہ بہت ایسے وقت آنے والے ہیں کہ کافر مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے۔ ''الر و قران مبین'' میں واؤ قسمیہ ہے۔

…بَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ② ذَرْهُمْ

(قیامت میں) کافر بہت حسرت اور آرزو کریں گے کہ کاش! ہم مسلمان ہو جاتے O (اے نبی ﷺ!) آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ

…يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③ وَمَآ

…لیں پی لیں اور (دنیا کا عیش) برت لیں اور آرزوئیں انہیں کھیل میں بھلائے رکھیں تو عنقریب ان کو حقیقت معلوم ہو جائے گی O

…اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④ مَا تَسْبِقُ مِنْ

…ہم نے کوئی (بھی ایسی) بستی ہلاک نہیں کی کہ جس کے لیے (پہلے سے) مقررہ وقت نہ لکھا گیا ہو O کوئی گروہ نہ اپنے (مقررہ)

…اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُوْنَ ⑤ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ

…ت سے آگے بڑھ سکتا اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے O اور کافروں نے کہا کہ اے وہ شخص کہ جس پر نصیحت

…عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ⑥ لَوْ مَا تَأْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ

…ی بے شک (ہمارے خیال میں) تم تو مجنوں ہو O اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتے O (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ)

۲ تا ۳- ایسے بہت دن آئیں گے کہ وہ لوگ جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن حکیم کو نہیں مانتے کافر ہیں اس
…ت کی تمنا کریں گے کہ اے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے' یعنی جبکہ خدا تعالیٰ دوزخ میں سے ہر مومن مخلص کو بسبب اس کے
…ان کے نکال کر جنت میں داخل کرے گا تو اس وقت کفار کو حسرت ہو گی کہ ہم دنیا میں کیوں ایمان نہ لائے۔ یا رسول
…(صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ دنیا میں نہیں سمجھتے تھے ان کو یونہی چھوڑ دو۔ خوب جانوروں کی طرح مزے سے کھاتے رہیں' دلائل
…ینید میں تامل نہ کریں' کل کا غم دل میں نہ لائیں' کفر و حرام میں زندگی بسر کریں اور آرزوؤں کے جال میں گرفتار رہیں' ان
…ناجائز بڑی لمبی لمبی خواہشات نفسانی ان کو یادِ الٰہی سے باز رکھیں۔ اطاعت الٰہی میں مشغول نہ ہونے دیں۔ یہ عنقریب
…لیں گے کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے' یعنی موت کے وقت اور قیامت کے دن اور قبر میں ان کو پتہ چل جائے گا۔
۴ تا ۵- اور ہم نے جس شہر کے آدمیوں کو ہلاک کیا تو ان کو اسی وقت پر ہلاک کیا جو ازل سے لکھا ہوا تھا اور علم الٰہی
…معین تھا۔ کوئی گروہ اپنی ہلاکت کے وقت سے پہلے نہیں مرتا اور اپنی موت کے وقت کے آ جانے کے بعد باقی نہیں رہ
…۔ یعنی موت میں تاخیر نہیں ہوتی' جو وقت مقرر ہے اسی وقت پر آتی ہے۔
ف: کافر اپنی ہلاکت اور موت کا وقت دریافت کرتے تھے تو ان کو جواب دیا گیا کہ وہ ضرور آئے گی' اس کا انتظار کرو
…ل نہیں سکتی۔
۶ تا ۱۵- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بعض کافر آپ سے یوں خطاب کرتے ہیں کہ اے وہ شخص جو اپنے اوپر ذکر
…نے کا دعویٰ کرتے ہو اور (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کو قرآن حکیم لے کر آنے والا بتاتے ہو' تم مجنون ہو' تم پر مرگی کا اثر
…لوم ہوتا ہے' اگر فی الواقع تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو فرشتے ہماری آنکھوں کے سامنے کیوں نہیں اتروا تے کہ وہ آ کر تمہاری

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا

ہم فرشتوں کو بے کار نہیں اتارتے ہیں (بلکہ فیصلہ ہی کے لیے اتارتے ہیں) اور جب وہ (فرشتے) اتریں گے تو ان (کافروں) کو

اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَ

مہلت بھی نہ دی جائے گی O بے شک ہم نے ہی یہ قرآن (جو سراپا نصیحت ہے) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں (اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی) O

لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بھی اگلی امتوں میں رسول بھیجے O اور جب ان کے پاس

مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ

کوئی رسول آتا تھا تو وہ اس سے مذاق ہی کرتے تھے O اسی طرح ہم ہنسی مذاق

قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

کو مجرموں کے دلوں میں راہ دیتے ہیں O کہ وہ اس (حق) پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور یہ انکار تو اگلوں کا قدیم دستور چلا آیا ہے O

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور اگر ہم ان پر آسمان کا دروازہ بھی کھول دیں پھر وہ اس میں چڑھنے لگیں O

گواہی دیں اور ہم خواہ مخواہ ایمان لے آئیں' ایسی باتیں عبداللہ بن امیہ مخزومی وغیرہ کیا کرتے تھے۔ اس کا جواب دیا کہ ہم جب آسمان سے فرشتوں کو کسی قوم پر اتارتے ہیں تو ان کے ساتھ عذاب بھی ہوتا ہے کہ اگر کافر اب بھی نہ مانیں تو فوراً ان کو عذاب دیں اور جب کافروں پر فرشتے اترتے ہیں تو پھر وہ تاخیر و مہلت نہیں پاتے ہیں۔ ہم نے ذکر یعنی قرآن حکیم (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کی معرفت اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا ہے اور ہم ہی اس کے یعنی قرآن پاک کے خود نگہبان ہیں۔ شیطان کا اس میں دخل ہی نہیں کہ گھٹا بڑھا سکے یا کوئی حکم نکال دے اور بھی کسی شخص کا تمام دنیا میں سے اس میں دخل نہیں کہ اس میں کچھ کمی بیشی کر دے اور یہ قیامت تک جیسا اترا ہے ویسا ہی رہے گا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو تعجب نہیں کہ ہم نے تم سے پہلے بھی اگلے گروہوں میں بہت سے رسول بھیجے اور ان کے پاس کوئی ایسا رسول نہ آیا جس کو انہوں نے جھٹلایا نہ ہو اور کافر اس سے مذاق' مسخراپن نہ کرتے ہوں۔ جھٹلانا تو ہم مجرمین مشرکین کے دلوں میں یونہی چھوڑ دیتے ہیں کہ ان میں خوب سرایت کرتا رہے' پھیلتا رہے' دلوں سے نہ نکلے کہ وہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن حکیم پر ایمان نہ لائیں اور پھر ان پر ہمارا عذاب نازل ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت' تبلیغ' طریقہ' عادت یونہی جاری ہے کہ رسول (علیہ السلام) کو بھیجتا ہے' کچھ لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں کچھ کافر رہتے ہیں۔ کافر انکار کرتے ہیں عذاب پاتے ہیں ہلاک ہو جاتے ہیں' یہ سب خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے۔ یہ قوم کفار

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع

تب بھی وہ یہ کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے ○

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا

اور بے شک ہم نے آسمان میں برج بنائے اور ان کو دیکھنے والوں کے لیے (ستاروں سے) مزین کیا ہے ○ اور ہم نے اس کو

مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ

ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ○ مگر جو چھپ کر سننے جائے اس کے پیچھے دہکتا ہوا

شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ

انگارہ پڑتا ہے ○ اور ہم نے ہی زمین پھیلائی اور اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈالے

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا

اور اس میں ہر چیز اندازے سے اُگائی ○ اور ہم نے اس میں تمہارے لیے روزی کے

مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا

سامان کر دیئے اور ان کے لیے بھی جن کے رزق دینے والے تم نہیں ہو ○ اور ایسی کوئی چیز نہیں کہ جس کے

مکہ تمہیں جھٹلاتے ہیں، یہ بھی حسب دستور سنت قدیمی عذاب الٰہی پائیں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر فرشتے آئیں تو ایمان لائیں، یہ غلط کہتے ہیں۔ اگر ہم اہل مکہ پر آسمان کا دروازہ بھی کھول دیں اور یہ اس میں مثل فرشتوں کے آیا جایا کریں تو بھی یہ کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر جادو کیا گیا ہے، ہماری نظر بندی کی گئی ہے، عقلیں جادو سے خراب کر دی گئی ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو کر دیا ہے ہماری عقلیں جادو سے خراب کر دی گئی ہیں، یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

۱۶ تا ۲۰۔ اور ہم نے آسمان میں برج بنائے، بعض لوگ برج سے مراد مکانات لیتے ہیں اور بعض مفسر ستارے مراد لیتے ہیں، جن سے سمندر اور خشکی کی اندھیریوں میں راہ ملتی ہے اور ہم نے آسمانوں کو ستاروں سے دیکھنے والوں کے لیے زیب و زینت بخشی اور ہم نے آسمان کو ہر شیطان مردود سے حفاظت میں رکھا۔ جب وہ آسمان پر جانے کا قصد کرتا ہے اور فرشتوں کی باتیں سننا چاہتا ہے تو فرشتے اس کو آگ کی چنگاریوں سے مارتے ہیں اور سنگسار کرتے ہیں جس کو لوگ ستارہ ٹوٹنا سمجھتے ہیں مگر جو کوئی شیطان کوئی بات فرشتوں کی جلد سن پاتا تھا تو اس کو جلتا ہوا انگارہ آ کر ہلاک کر دیتا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پیشتر شیاطین آسمانوں کے قریب جا کر فرشتوں کی گفتگو سنا کرتے تھے اور کوئی بات سن کر اس کو کاہنوں سے بیان کرتے تھے، کاہن ایک بات کے ساتھ کئی جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں سے بیان کرتے تھے، لوگ سمجھتے کہ کاہن غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کے بعد شیطانوں کا آسمان پر چڑھنا بند کر دیا گیا، جو کوئی جانے کی کوشش کرتا ہے

عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ؗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا

(بے شمار) خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اسے صرف ایک معین اندازے سے ہی اتارتے ہیں O اور ہم نے بادلوں

الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ

سے بوجھل ہونے والی ہوائیں بھیجیں' پھر آسمان سے ہم نے پانی اتارا' پھر ہم نے وہ تم کو پلایا

اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾

حالانکہ تم اس کے خزانچی نہیں ہوO اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں آخر کار (مالک و) وارث بھی ہم ہی ہیں O

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور بے شک ہمیں معلوم ہے جو تم میں (عملوں میں) آگے بڑھے اور بے شک ہمیں وہ بھی معلوم ہے جو تم میں پیچھے رہےO

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا ۲ ع ۱۰ ۲

اور بے شک آپ کا رب ہی ان کو قیامت میں اکٹھا کرے گا' بے شک وہی حکمت والا' جاننے والا ہےO اور بے شک ہم نے

اس پر انگارہ پھینکا جاتا ہے' وہ جل جاتا ہے اور ہم نے زمین کو پانی پر مثل فرش کے بچھایا۔ اس میں بطور میخوں کے بھاری بھاری پہاڑ پیدا کیے تاکہ وہ ہل نہ سکے اور ہم نے اس میں یعنی پہاڑوں میں یا زمین میں ہر چیز ایک اندازے کے مطابق پیدا کی گھاس' پھل' پھول سب اندازہ و حکمت سے ظاہر کیے۔ یا موزوں طریقے سے وہ چیزیں مراد ہوں جن کو لوگ وزن کرتے ہیں جیسے رتی' ماشہ' تولہ سے چاندی سونا تولتے ہیں اور سیروں سے لوہا' پیتل' رانگ وغیرہ۔ ہم نے زمین میں تمہارے لیے عیش و زندگی کی چیزیں مہیا کیں پھل' پھول' میوے کھانے پینے کی چیزیں اور وہ ان کو بھی رزق دیتا ہے جن کو تم رزق نہیں دیتے یعنی پرندے وغیرہ و دیگر حیوانات سب کو روزی دیتا ہے' یا رحموں میں جو بچے ہوتے ہیں وہ مراد ہوں کہ وہ ان کو بھی رزق مہیا کرتا ہے۔

۲۱ تا ۲۵- دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے اور کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ مینہ' ہوا' پھل' پھول' درخت' گھاس ان سب چیزوں میں کسی کو دخل نہیں۔ ہم مینہ کو نہیں اتارتے ہیں مگر ایک خاص مقدار' معلوم معین کے ساتھ جس کو ہمارے خزانچی جانتے ہیں۔ اور ہم نے پانی برسانے والے بادلوں کو گھیر کر لانے والی ہواؤں کو بھیجا' پھر ان کے ذریعے سے آسمان سے مینہ نازل کیا' اس سے ہم نے تم کو زمین میں سیراب کر دیا اور تم بارش کے مالک اور خزانچی نہیں کہ جب چاہو کھول کر پانی برسا لو۔ ہم ہی دنیا میں سب کو زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔ یعنی آسمان و زمین کی سب چیزوں کے مالک ہیں' جب سب فنا ہوں گے اور جب تک زندہ ہیں ہر وقت ہم ہی مالک ہیں اور ہم تم لوگوں میں سے اگلے پچھلوں سب کو جانتے ہیں' اگلوں سے مراد ماں' باپ ہیں اور پچھلوں سے مراد اولاد ہے' یا نماز کی صف کے مقتدی مراد ہیں یعنی جو نماز میں صف اوّل میں شریک ہیں اور جو آخر میں ملتے ہیں ہم سب کو جانتے ہیں۔ اے

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ

انسان کو کھنکھناتی ہوئی خشک مٹی سے جو سیاہ خمیر کی ہوئی تھی بنایا O اور جنوں کو اس

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

سے پہلے آگ کے شعلے سے بنایا O اور (اے نبی ﷺ! اس وقت کو یاد کیجئے)

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾

جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں بجتی ہوئی خشک سیاہ خمیر کی ہوئی مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں O

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾

جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف سے ایک خاص معزز روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے (تعظیمی) سجدہ میں گر پڑنا O

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

تو سب کے سب فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا O سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں

حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا پروردگار سب اولین وآخرین کو بروز قیامت جمع کرے گا' وہ حکیم ہے کہ اس نے حکمت سے حشر نشر مقرر کیا ہے' علیم ہے کہ سب کا عذاب وثواب جانتا ہے۔

۲۶ تا ۲۷- ہم نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو صلصال سے بنایا یعنی اس مٹی سے جو سوکھ کر آواز دیتی ہے اس مٹی سے' جو پہلے بدبودار تھی یعنی اس کا خمیر اٹھایا گیا تھا اور جنوں کی یعنی اس نوع کے اوّل شخص کو (حضرت) آدم (علیہ السلام) سے پہلے اس آگ سے پیدا کیا تھا جو دھواں نہ رکھتی تھی یعنی بھڑکتا ہوا شعلہ تھی۔

۲۸ تا ۲۹- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس وقت کو یاد کیجیے جب آپ کے پروردگار نے زمین والے فرشتوں سے جو دس ہزار تھے اور زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ کل فرشتوں سے خواہ آسمان کے ہوں یا زمین کے فرمایا تھا کہ میں (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے جو کھنکھناتی آواز دیتی ہے پیدا کرنے والا ہوں' جب ان کو پیدا کر چکوں اور اس کو دونوں ہاتھ پاؤں آنکھوں وغیرہ سے خوب درست کرلوں اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح پھونک دوں اور وہ زندہ ہو جائے تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا اور تحیت ادا کرنا اور آداب بجا لانا۔ فرشتوں نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو تعظیمی سجدہ کیا۔ سجدہ کی دو قسمیں ہیں' ایک تو تعظیمی اور دوسرا عبادت کا سجدہ۔ جو کوئی مخلوق کو معبود سمجھ کر عبادت کا سجدہ کرے گا تو وہ کافر ومشرک ہو جائے گا اور جو کوئی کسی کو تعظیمی سجدہ کرے گا تو وہ گناہ گار ہوگا کافر نہ ہوگا۔ اگلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ جائز تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے تعظیمی سجدہ کیا لیکن شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں تعظیمی سجدہ بھی جائز نہیں۔ کسی مخلوق کو خواہ نبی ہوں یا ولی کسی قسم کا سجدہ جائز نہیں' دونوں قسم کے سجدے منع ہیں۔

۳۰ تا ۴۴- جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو حسب حکم الٰہی سب کے سب فرشتے سجدے

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ

کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کیا ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے

السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ

والوں کے ساتھ نہ ہوا ○ اس نے کہا کہ مجھے زیبا نہیں تھا کہ میں ایک ایسے بشر کو سجدہ کروں جسے تو

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ

نے خشک بجتی ہوئی سیاہ خمیر کی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جنت سے نکل جا' بے شک

رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ

تو مردود ہے ○ اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ○ ابلیس نے کہا: اے میرے رب!

فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾

مجھے اس دن تک کی مہلت دے کہ (مردے زندہ ہو کر) اٹھائے جائیں ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک تو ان میں سے ہے ○

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ

جن کو معلوم وقت (قیامت کے دن) تک مہلت دی گئی ہے ○ ابلیس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے اس کی قسم کہ تو نے

لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ

مجھے (انسان کی وجہ سے) گمراہ اور خراب کیا' میں زمین میں ضرور انہیں (برائیاں اچھی دکھا کر) بھلاوے دوں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا ○ مگر وہ جو

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

ان میں تیرے خالص چنے ہوئے بندے ہیں (وہ بچے رہیں گے) ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (اطاعت کا) راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے ○

میں گر گئے مگر ابلیس جس کو ریاضت کا خیال تھا اس نے تکبر کیا اور فرشتوں کے ساتھ سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے ابلیس! تجھ کو کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا اور سب فرشتوں کا ساتھ نہ دیا۔ اس نے کہا: میں تو ایسا ویسا نہیں ہوں جو اس آدمی کو سجدہ کر لیتا جس کو تو نے خمیر کی ہوئی بدبودار مٹی جو سوکھ کر آواز دیتی تھی سے پیدا کیا۔ ارشاد ہوا کہ اب تو یہاں سے نکل جا' تو رجیم وملعون مردود ہے۔ میری رحمت سے دور ہو اور تجھ پر میری اور میرے فرشتوں کی اور ساری مخلوق کی روز قیامت تک لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا: یا اللہ! مجھے اس دن تک زندہ رکھنا جب مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے' اس نے اپنے خیال میں یہ دعا مانگی کہ میں موت سے محفوظ رہوں' اس کو جواب ملا کہ تو ایک وقت معین تک یعنی نفخہ اولیٰ (پہلی مرتبہ سور پھونکنے) تک زندہ

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا سوائے ان (گمراہوں) کے جو

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا

تیری پیروی کریں گے O اور بے شک جہنم ان سب (کے عذاب) کا وعدہ ہے O اس کے

سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ ۳ ع ۱۹ ۲

سات دروازے ہیں (اور) ہر دروازے کے لیے ان (لوگوں) میں سے ایک ایک حصہ بٹا ہوا مقرر ہے O بے شک

الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ

پرہیز گار باغوں اور چشموں میں رہیں گے O (ان سے کہا جائے گا:) ان (باغوں) میں سلامتی اور امن سے جا کر رہو O اور

نَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾

ان کے سینوں میں جو کچھ کینے ہوں گے ہم سب کھینچ لیں گے، وہ تختوں پر روبرو آپس میں بھائی بھائی بنے بیٹھے ہوں گے O

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ

اور نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے O (اے نبی ﷺ!) میرے

عِبَادِىْٓ اَنِّىْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِىْ هُوَ الْعَذَابُ

بندوں کو خبر کر دیجیے کہ بے شک میں ہی بڑا بخشنے والا مہربان ہوں O اور بے شک میرا عذاب بڑا ہی درد ناک

رہے گا پھر مرے گا۔ اس نے کہا کہ اب جیسے تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے اور مجھ کو گمراہی میں چھوڑ دیا اور مجھ کو ہدایت سے دور رکھا یونہی اب میں اولاد آدم (علیہ السلام) کو گمراہ کروں گا اور زمین میں جا کر لذتیں اور ناجائز شہوتیں ان کے سامنے اچھی طرح پیش کروں گا اور برائیوں کو اچھا کر کے دکھاؤں گا اور سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر تیرے خاص نیک مخلص بندے کہ وہ گمراہ نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ اخلاص میری طرف سیدھی اور مضبوط راہ مستقیم ہے یا یہ اسلام میرا برگزیدہ اور پسندیدہ راستہ ہے، جو اس پر چلے گا وہ نجات پائے گا اور جو تیری اطاعت کرے گا وہ گمراہ جہنمی ہوگا۔ بے شک میرے نیک مومن بندوں پر تجھ کو دسترس اور قدرت نہ ہوگی اور جو کافروں میں سے تیرا اتباع کرے گا تو تیرا اور تیرے سب تابع داروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس کے تلے اوپر سات دروازے ہیں اور سب سے اوپر کا جہنم ہے اور نیچے کا ہاویہ اور ہر دروازے کا حصہ روزِ ازل سے تقسیم ہو چکا ہے کہ کون کافر کس دروازے سے جائے گا اور کون کس سے جائے گا۔

۴۵تا۵۰۔ بے شک متقین جو کفر و شرک و فواحش سے بچتے تھے باغوں میں اور پاکیزہ چشموں میں سیر کریں گے۔ بروز

وقف لازم

الْاَلِيْمُ ۝٥٠ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝٥١ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ

عذاب ہے O اور انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کا حال سنا دیجئے O جب وہ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئے

فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝٥٢ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

تو انہوں نے سلام کہا' ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے O انہوں نے کہا: آپ کچھ نہ ڈریں'

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝٥٣ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ

بے شک ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے (اسحٰق علیہ السلام) کی خوشخبری دیتے ہیں O ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم مجھے اس بڑھاپے

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝٥٤ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

میں خوشخبری دیتے ہو' اب کاہے کی خوشخبری دیتے ہو O (مہمان فرشتوں نے) کہا: ہم نے آپ کو سچی خوشخبری دی ہے

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝٥٥ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا

تو آپ نا امید نہ ہوں O ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اپنے رب کی رحمت سے نا امید تو صرف گمراہ لوگ

قیامت ان سے خدا تعالیٰ کہے گا کہ لو جنت میں صحت وسلامتی سے جاؤ اور سلام وتحیت پاؤ یا اسلام کے معنی نجات ہوں یعنی ہر غم سے تم کو امن ونجات ہے۔ جو کچھ بھی ان کے دلوں میں عداوت' دنیاوی کدورت ہوگی سب نکال دیں گے۔ وہ سب وہاں آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے' ایک دوسرے سے ملا کریں گے۔ آپس میں ملنے جلنے ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کریں گے' وہاں نہ تو کوئی ان کو تکلیف ومشقت ہوگی نہ وہاں سے کبھی نکلیں گے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے بندوں کو خبر کر دو کہ میں غفور ہوں یعنی توبہ کرنے والوں سے درگزر کرنے والا ہوں اور جو توبہ پر مرتا ہے اس کے حق میں رحیم ہوں اور میرا عذاب اس کے لے جو کفر پر مرا سخت دردناک وشدید ہے۔ متقین سے مراد حضرت ابوبکر وعمر ودیگر صحابہ کرام وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور وہ سب مسلمان ہیں جو ان کی پیروی کریں۔

۵۱ تا ۵۶- اے میرے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کی خبر سنا دیجیے۔ جب وہ مہمان فرشتے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس گئے اور کہا: سلام تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کھانا پیش کیا۔ جب انہوں نے نہ کھایا تو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ ہم تم سے ڈرتے ہیں' تم کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے کہا: اے ابراہیم (علیہ السلام)! تم خوف نہ کھاؤ' ہم فرشتے ہیں' تم کو لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جو بچپن ہی سے علم والا ہوگا اور جب بڑا ہوگا تو بردبار حلیم ہوگا۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ تم مجھ کو اب خوشخبری سناتے ہو جبکہ مجھ کو بڑھاپے نے ضعیف کر دیا۔ پس تم مجھ کو کس دلیل سے خوشخبری دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو سچی بشارت دیتے ہیں' تم کو یقیناً لڑکا ملے گا تم ناامید نہ ہو۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ میں اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہیں' اس کی رحمت سے تو صرف گمراہ' بے دین' کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔

الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا

ہی ہوتے ہیں O ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: تو پھر تمہارا اور کیا کام ہے اے خدا کے بھیجے ہوئے (فرشتو)! O انہوں نے کہا:

اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

ہم ایک نافرمان قوم کی طرف (عذاب دے کر) بھیجے گئے ہیں O مگر لوط (علیہ السلام) کے گھر والے کہ ہم ان سب کو بچالیں

اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

گے O سوائے ان کی بیوی کے کہ ہم (حکم ازلی میں) ٹھہرا چکے ہیں کہ بے شک وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے (یعنی ہلاک ہونے والوں میں سے) O

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

پھر جب لوط (علیہ السلام) کے گھر فرشتے آئے O تو انہوں نے کہا: تم تو اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہو O

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ

(فرشتوں نے) کہا: بلکہ ہم آپ کے پاس وہ (عذاب) لائے ہیں جس میں یہ (تمہاری قوم کے) لوگ شک کرتے ہیں O اور ہم آپ کے پاس

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ

سچا حکم لائے ہیں اور بے شک ہم یقیناً سچے ہیں O تو آپ اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے لے کر (یہاں سے)

اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

نکل جائیے اور آپ ان کے پیچھے چلیے اور تم میں سے کوئی مڑ کر پیچھے نہ دیکھے اور جہاں کا حکم تم کو کیا گیا ہے وہاں سیدھے چلے جائیے O

۵۷ تا ۶۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے فرشتو! تم یہاں کس کام کے لیے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قوم مجرمین کی ہلاکت کے لیے آئے ہیں جنہوں نے اعمال خبیثہ کر کے اپنے آپ پر ہلاکت کو لازم کر لیا۔ یعنی قوم لوط کہ وہ ہلاک ہوگی نیز ان کی بیوی کہ وہ منافق ہے' اس کی تقدیر میں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ اس کا حشر بھی کافروں' منافقوں کے ساتھ ہوگا اور وہ بھی انہی کے ساتھ ہلاک ہوگی۔

۶۱ تا ۶۶۔ جب وہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم تم کو اور تمہارے کلام' سلام کو نہیں پہچانتے' تم بے جان پہچان کے آدمی معلوم ہوتے ہو' انہوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں۔ جس بات میں کافر شک کرتے تھے یعنی عذاب وہ ہم لے کر آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سچا حکم ہمارے ساتھ آیا ہے جواب نہ پھرے گا اور ہم سچے ہیں سمجھو کہ عذاب آ گیا۔ بس اب تم رات کے آخری حصے میں مع اپنے بال بچوں کے یہاں سے نکل جاؤ اور ان لوگوں کے پیچھے پیچھے شہر سدوم سے روانہ ہو جاؤ اور یہ

وَقَضَيْنَآ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿۶۶﴾

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو (اس حکم کا) قطعی فیصلہ سنا دیا کہ بے شک صبح ہوتے ہوئے اس قوم کی جڑ کٹ جائے گیO

وَجَآءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۶۷﴾ قَالَ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِي

اور (مہمانوں کا حال سن کر) شہر والے (بدمعاش) خوشیاں مناتے آئےO لوط (علیہ السلام) نے کہا: بے شک یہ میرے مہمان ہیں تو

فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿۶۹﴾ قَالُوٓا أَوَلَمْ

تم (ان کے ساتھ بدخلقی برت کر) مجھے رسوا نہ کروO اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کروO (بدمعاشوں نے) کہا: کیا ہم نے آپ کو

نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيٓ إِنْ كُنْتُمْ

منع نہ کیا تھا کہ دنیا بھر کے لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیا کروO لوط (علیہ السلام) نے کہا کہ یہ (میری قوم کی لڑکیاں) میری بیٹیوں کی بجائے ہیں

فٰعِلِينَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۲﴾

اگر تم کرنا چاہتے ہو (تو ان سے نکاح کر لو)O (اے محبوب ﷺ!) آپ کی جان کی قسم! بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے تھے (تو ان پر اس کا

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

کچھ اثر نہ ہوا)O پھر تو دن نکلتے ہی انہیں ایک ہولناک آواز نے آ لیاO پھر ہم نے ان (بستیوں) کے اوپر کے حصہ کو نیچے کا حصہ

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿۷۴﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ

کر دیا (یعنی ان کو پلٹ دیا) اور ہم نے ان پر کنکر کے پتھر برسائےO بے شک اس (واقعہ) میں بہت

خیال رہے کہ تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کا تم کو حکم ہے وہیں فوراً چلے جاؤ اور ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو یہ وحی بھیجی کہ اب ان لوگوں کا صبح ہوتے خاتمہ ہے‘ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا جائے گا۔

۶۷ تا ۷۷۔ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل بن کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے تو ان کی قوم کو جو عمل خبیث کے عادی تھے ان کے آنے کی خبر پہنچی۔ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر خوب خوش ہوتے ہوئے آئے‘ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں مجھ کو ان کے سامنے رسوا ذلیل نہ کرو اور حرام بات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھ کو ذلت خرابی میں نہ ڈالو مہمانوں کو نہ ستاؤ‘ ان کی قوم نے جواب دیا کہ اے لوط! کیا ہم نے تم کو منع نہیں کر دیا تھا کہ مسافروں کو اپنے گھر میں نہ ٹھہرایا کرو اور تمام جہان کے لوگوں کو مہمان نہ بنایا کرو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ میری بیٹیاں موجود ہیں‘ اگر تم چاہو تو تمہارے نکاح میں دے دوں‘ فعل حرام سے باز رہو۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی جان کی قسم! آپ کی عمر عزیز کی قسم! وہ قوم لوط (علیہ السلام) ایسے نشے میں تھی کہ ان کو کچھ نہ سوجھتا تھا یعنی اپنی خواہشات نفسانی کے نشہ میں ڈوبے ہوئے تھے‘ ان کو کسی کی

لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیْ

سی نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کے لیے O بے شک وہ (بستیاں) اس راستہ پر ہیں جو اب تک چلتا ہے O بے شک ان تمام

ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ

چیزوں میں ایمان داروں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں O اور بے شک جھاڑی میں رہنے والے لوگ بھی

لَظٰلِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۹﴾ وَ

ع ۱۹/۵ وقف لازم

بدکار ظالم تھے O تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور یہ دونوں (شہر) کھلے راستہ پر واقع ہیں O اور

لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ اٰیٰتِنَا

بے شک حجر کے لوگوں نے بھی (ہمارے) رسولوں کو جھٹلایا O اور ہم نے ان کو بھی اپنی نشانیاں

فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

دی تھیں تو وہ ان (نشانیوں) سے منہ پھیرے رہے O اور وہ پہاڑوں میں بے خوف ہو کر گھر تراشتے

بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغْنٰى

تھے O انہیں صبح ہوتے ہی ایک چیخ نے آ لیا O تو جو کچھ وہ (اپنی حفاظت کے لیے)

نصیحت سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا کہ یکا یک ان کو عذاب الٰہی نے آ گھیرا اور آفتاب طلوع ہونے کے وقت سب کو عذاب نے پکڑ لیا اور ہم نے وہ تختۂ زمین زیروزبر کر دیا (اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر) پھر ان پر ہم نے پتھروں کا مینہ آسمان سے برسایا۔ ان پر جو عذاب نازل کیا گیا اس میں بڑی عبرت ہے تاکہ آئندہ نسلیں ڈریں اور کوئی ایسا گندہ فعل نہ کرے۔

۷۸تا۷۹۔ قوم شعیب جو ایکہ والی تھی وہ بھی ظالم و مشرک تھی' ایکہ سے مراد درختوں والے ہیں' ان کے بہت سے باغات تھے۔ پس ہم نے ان سے شرک کا دنیا میں انتقام لیا اور ان کو ہلاک کیا۔ یہ دونوں شہر یعنی حضرت لوط علیہ السلام و شعیب علیہ السلام کی قوم کے شہر ملک شام کی راہ پر سے نظر آتے ہیں۔ جب یہ کفار مکہ وہاں سے گزرتے ہیں تو راہ پر سے صاف نظر آتے ہیں' ان کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

۸۰تا۸۴ - اصحاب حجر یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے سب رسولوں کو جھٹلایا۔ ہم نے ان کے پاس معجزے اور اپنی قدرت کی روشن نشانیاں بھیجیں۔ انہوں نے ان سے اعراض وانکار کیا' سب کو جھٹلایا۔ وہ لوگ پہاڑوں کو کھود کھود کر گھر بناتے تھے اور ان میں امن اور چین سے رہتے تھے یعنی مکان بڑے مضبوط ہوتے تھے' یہ خوف نہ تھا کہ وہ گر پڑیں گے یا یہ کہ عذاب سے امن سمجھتے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا ان کو چیخ نے پکڑ لیا۔ (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کی چیخ سے ہلاک ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے سوا وہ جن کی عبادت کرتے تھے اور جو اپنی حفاظت کے سامان کرتے تھے کسی نے بھی ان کو عذاب الٰہی

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بناتے کماتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آیا ○ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ

ان کے درمیان میں ہے بیکار نہیں بنایا اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو آپ (ان سے خوش خلقی سے)

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ

اچھی طرح درگزر کیجئے ○ بے شک آپ کا رب ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا' بڑا جاننے والا ہے ○ اور بے شک

اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ

ہم نے آپ کو سات آیتیں عطا فرمائیں جو دہرائی جاتی ہیں (یعنی سورۂ فاتحہ) اور عظمت والا قرآن ○ (اے نبی ﷺ!) آپ ان کی ان

عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

چیزوں کی طرف جو ہم نے انہیں برتنے کے لیے کچھ جوڑے دیئے اپنی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیے اور (ان کے ایمان نہ لانے سے) ان کا کچھ غم نہ کھائیے

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ

اور ایمان داروں پر اپنی رحمت کے (بازو) پر جھکا دیجئے ○ اور (کافروں سے) فرمائیے کہ میں تو کھلم کھلا

سے نہ نجات دلائی' نہ ہی ان کو فائدہ ہوا' سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

۸۵تا۸۶- اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو جو کچھ بھی ان کے درمیان میں عجائب وغرائب ہیں بے کار نہیں بنایا' حق و باطل ظاہر کرنے کے لیے اور بندوں پر حجت الٰہی قائم کرنے کے لیے بنایا ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے' پس اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کافروں سے منہ پھیر لیں اور ان کو برا بھلا نہ کہیں نہ ابھی ان کو ماریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کریں یعنی جہاد کے حکم کا انتظار کریں۔ پیدا کرنے والا وہی ہے' اسی نے سب کو پیدا کیا ہے یا ''خلاق'' سے مراد اٹھانے والا ہو کہ وہ سب کو بروز حشر اٹھائے گا' سب کو جزاء سزا دے گا' وہ سب کے ثواب وعذاب کا عالم ہے۔ یہ آیت جہاد سے منسوخ ہے۔

۸۷تا۹۱- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو سات آیتیں عطا فرمائیں جو ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں یعنی سورۂ فاتحہ یا یہ کہ ہر رکعت میں اس کے ساتھ سورت ملائی جاتی ہے' یا سبع مثانی سے کل قرآن حکیم مراد ہے اور اس میں سات باتوں کا ذکر ہے اور ہر بات دو (۲) دو (۲) باتوں پر مشتمل ہے' امر و نہی' وعدہ وعید' حلال حرام' ناسخ منسوخ' حقیقت و مجاز وغیرہ اور اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو قرآن حکیم جو عظیم و کریم و شریف بزرگ ہے جیسے تورات وانجیل پہلے ''مقتسمین'' یعنی یہود و نصاریٰ کو دی تھی یونہی قرآن حکیم آپ کی امت کو دیا۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان چیزوں میں جو ہم نے کفار یعنی بنی قریظہ و نضیر و کفار قریش وغیرہ کو دی ہیں اموال و ازواج و اولاد و دنیا کا سامان وغیرہ پر نظر رغبت نہ کریں۔ اس لیے کہ ہم نے آپ کو

الْمُبِينُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿۹۰﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا

ڈر سنانے والا ہوں O (اسی طرح ہم نے آپ پر اتارا) جیسا کہ ہم نے ٹکڑے ٹکڑے تقسیم کرنے والوں پر اتارا تھا O جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے

الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوا

کر دیا تھا (یعنی یہود و نصاریٰ) O آپ کے رب کی قسم! ہم ان سے ضرور ضرور پوچھیں گے O ان کاموں کے متعلق جو وہ کرتے تھے O تو

ع ۶

يَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۴﴾

(اے نبی ﷺ!) جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کھلم کھلا (لوگوں سے) کہہ دیجئے اور مشرکوں (کی شرارت کی باتوں) سے منہ پھیر لیجئے (ان کی

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿۹۵﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا

پروانہ کریں) O بے شک ہم آپ کی طرف سے ان ٹھٹھا کرنے والوں کے لیے کافی ہیں O جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو عنقریب

آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ

(اس کا نتیجہ) ان کو معلوم ہو جائے گا O اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ آپ ان کی لغو باتوں سے

بِمَا يَقُولُونَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ﴿۹۸﴾

دل تنگ ہوتے ہیں O تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیے جائیے اور سجدہ کرنے والوں میں سے رہیے O

جو نبوت و اسلام و قرآن حکیم جیسی نعمتیں عطا فرمائیں وہ سب سے افضل و اشرف ہیں' ان نعمتوں کے سامنے دنیا کی کسی شئے کی کوئی حقیقت نہیں اور ان کے ہلاک ہونے کا اور ایمان نہ لانے کا غم نہ کریں' ان کی قسمت یونہی تھی اور مسلمانوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رہیں' ان سے نرمی اور محبت سے پیش آتے رہیں اور رحیم و کریم رہیں اور ان سے کہہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں' زبانی میں تم کو سمجھاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مقتسمین کو بروز بدر دیا یعنی اصحاب عقبہ کو ابو جہل بن ہشام' ولید بن مغیرہ مخزومی' حنظلہ بن ابوسفیان' عتبہ' شیبہ' دونوں ربیعہ کے فرزند اور باقی کفار کو دیا جو بروز بدر مقتول ہوئے اور ان کافروں کو جنہوں نے قرآن حکیم میں مختلف باتیں نکالیں اور اپنی ہٹ دھرمی سے متفرق راہیں نکالیں۔ کوئی جادو کہتا ہے کوئی شعر کوئی کہانی وغیرہ۔

۹۲ تا ۹۶- اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھائی کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے بروز قیامت وہ سب باتیں پوچھیں گے جو کہ یہ دنیا میں کرتے تھے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو نہ مانتے تھے۔ پس جو آپ کو حکم ہوتا ہے خوب کان کھول کر ان کو سناؤ اور مکہ میں بے خوف ظاہر کر دو۔ مشرکین سے بے پروا اور بے غم رہو۔ ہم ان کی سزا کے لیے جو آپ سے مذاق کرتے ہیں کافی ہیں' ان کی شرارتیں آپ سے دور رکھیں گے' ان کو سزا دیں گے۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ اور چیزوں کو پوجتے ہیں عنقریب جان لیں گے کہ ان کا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک ہی رات میں سب کو ہلاک

وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ ﴿۹۹﴾ ع

اور مرتے دم تک آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے O

سورۃ النحل مکیۃ آیاتہا ۱۲۸ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | رکوعاتہا ۱۶

سورۂ نحل مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں ایک سو اٹھائیس آیات، سولہ رکوع ہیں

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱﴾

(اے منکرو!) اللہ تعالیٰ کا حکم ابھی آتا ہے تم اس کی جلدی نہ کرو وہ ان کے ان شریکوں سے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ٹھہراتے ہیں پاک (اور بری) ہے O

يُنَزِّلُ الۡمَلٰۤٮِٕكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ

وہ فرشتوں کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے یہ کہ (لوگوں کو) ڈر

کر دیا۔ ہر شخص کو جدا جدا عذاب دیا' پانچ آدمی تھے عاص بن وائل سہمی' اس کو کسی جانور نے کاٹا مر گیا' حارث بن قیس' اس نے مچھلی کھائی نمکین عمدہ تر و تازہ کھائی' ایسی پیاس لگی کہ ہرگز نہ بجھی' اتنا پانی پیا کہ پیٹ چاک ہو گیا مر گیا۔ اسد بن عبدالمطلب جس کو حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک درخت سے دھکا دے دیا' اس کا سر پھٹ گیا' منہ میں کانٹے چبھ گئے مر گیا۔ اسود بن عبدیغوث سخت دھوپ میں نکلا' گرم ہوا نے مار دیا' سارا بدن کالا پڑ گیا' حبشی معلوم ہونے لگا' گھر آیا دروازہ کسی نے نہ کھولا دروازہ سے سر ٹکراتے ٹکراتے مر گیا۔ ولید بن مغیرہ مخزومی' اس کی شہ رگ میں تیر لگا وہ بھی مر گیا۔ سب مر گئے اور مرتے ہوئے یہی بات کہتے تھے کہ ہائے ہم کو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا تعالیٰ نے مار ڈالا' مگر ایمان نہ لائے کفر پر ہی مر گئے' جہنم میں پہنچ گئے۔

۹۷ تا ۹۹۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم جانتے ہیں کہ جو کافر آپ کو جھٹلاتے ہیں آپ کا دل اس وجہ سے تنگ ہوتا ہے اور ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ کو رنج پہنچتا ہے اور آپ کو جو آپ کی شان کے خلاف کلمے کہے جاتے ہیں جیسے شاعر' کاہن' کذاب' ساحر وغیرہ اس کا غم ہوتا ہے۔ پس آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کریں۔ ساجدین کے ساتھ با جماعت نماز پڑھیں' ساجدین سے مراد اطاعت کرنے والے لوگ ہیں۔ آپ اس عمل پر اس وقت تک ثابت قدم رہیں کہ آپ کو یقین یعنی موت آ جائے۔

سورۃ النحل

یہ وہ سورت ہے جس میں نحل کا ذکر ہے' یہ مکمل مکی ہے مگر چار آیتیں کہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند سابق یوں تفسیر منقول ہے کہ جب ''اقتربت الساعۃ'' اور ''اقترب للناس حسابھم'' آیتیں نازل ہوئیں تو کافر سمجھے کہ قیامت نہایت قریب ہے' تھوڑی مدت اس کے انتظار میں ٹھہرے پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا کہ آپ قیامت کا قریب ہونا بتلاتے ہیں وہ کب آئے گی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اتی امر اللہ'' یعنی عذاب الٰہی آ گیا اس وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھے تھے سمجھے کہ حقیقی معنی مراد ہیں' آپ کو

عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ

سنا دو (متنبہ کر دو) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ ہی سے ڈرو O اسی نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ

اور زمین (حکمت سے) برحق بنائے وہ ان کے شرک سے (پاک اور) برتر ہے O اسی نے انسان

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ

کو نتھرے ہوئے پانی کی بوند سے بنایا (تو وہ اپنی حقیقت کو بھول گیا) جبھی تو کھلم کھلا جھگڑنے لگا O اور چوپایوں کو بھی

خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ

اسی نے پیدا کیا' ان میں تمہارے لیے (ان کے اون سے) گرم لباس اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کچھ کھاتے ہو O اور تمہارے لیے

فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾ وَتَحْمِلُ

ان میں زیبائش ہے جب ان کو شام کو چرا کر واپس لاتے ہو اور جب کہ صبح کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو O اور تمہارے بوجھ

اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ

ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ جہاں تک تم بغیر سخت مشقت اٹھائے اور ادھ مرے ہوئے نہیں پہنچ سکتے تھے' بے شک

خیال ہو گیا کہ عذاب آ گیا' اس سبب سے آپ اٹھ کھڑے ہوئے تب ہی حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرا فقرہ سنایا "فلاتستعجلوہ" یعنی عذاب یقینی آیا ہی سمجھو لیکن تم اس کی جلدی نہ کرو۔ تب حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے جن کو کافر خدا کا شریک سمجھتے ہیں یعنی بتوں کو ان سے پاک و منزہ ہے اور بہت بلند و بالاتر ہے۔

۲ تا ۹ - خدا تعالیٰ فرشتوں کو حضرت جبریل علیہ السلام کو اور دوسرے فرشتوں کو اپنی مقدس روح یعنی نبوت و رسالت و کتاب دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے۔ نبوت و رسالت اور قرآن پاک کو روح اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان صحیح معنوں میں زندہ ہو جاتا ہے' اپنے رب پر ایمان لاتا ہے' کافروں کو اس لیے مردہ کہا گیا کہ ان میں حقیقی روح نہیں ہوتی' ان کے دل مردہ ہوتے ہیں' ایمان سے خالی ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآن پاک میں فرمایا: "انک لا تسمع الموتی" یعنی اے حبیب! آپ مُردوں سے اپنی بات زبردستی نہیں منوا سکتے یعنی ہٹ دھرم کافر مثل مردہ کے ہیں' یہ آپ کی بات قبول نہیں کرتے گویا یہ سنتے ہی نہیں' بہرے اندھے گونگے ہیں۔ اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسرے پیغمبروں پر فرشتوں کے ذریعے آسمانی کتابیں نازل فرمائیں پیغمبروں کو حکم دیا کہ کتاب اور قرآن پاک لوگوں کو پڑھ کر سناؤ' ان کو ڈراؤ کہ وہ میری توحید کو مانیں اور کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہرگز ہرگز کوئی دوسرا معبود نہیں' پس اے لوگو! میری اطاعت کرو اور صرف مجھ سے ہی ڈرو۔ اس نے آسمانوں کو بنایا اور زمین کو۔ یہ سب ایک خاص وقت میعاد گزر جانے کے بعد

رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ ⑦ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

تمہارا رب (تم پر) بڑا مہربان' نہایت رحم والا ہے ○ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی (اسی نے پیدا کیے ہیں) تاکہ تم

وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ

ان پر سوار ہو اور (تمہاری) زیبائش ہو اور وہ ایسی چیزیں پیدا فرمائے گا جو (ابھی) تمہارے علم میں نہیں ہیں ○ اور درمیانی راستہ (جو افراط اور تفریط سے

وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۭ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨ ع هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ ع ۹ ۷

پاک ہے) ٹھیک اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور کچھ راستے ٹیڑھے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یقیناً تم سب کو سیدھا راستہ دکھا دیتا ○ وہی ہے جس نے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩

تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا' اس سے تم پیتے ہو' اس سے درخت اُگتے ہیں جس میں تم (اپنے جانور) چراتے ہو ○

فنا ہو جائیں گے' وہ ان چیزوں سے جن کو وہ اس کا شریک بناتے ہیں برتر اور پاک ہے۔ اس نے آدمی کو نطفہ پانی کے قطرہ سے پیدا کیا پس وہ اس کا مقابل اور اس سے جھگڑا کرنے والا بن گیا اور علی الاعلان اس کی نافرمانی کرنے لگا' کہنے لگا کہ کون بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا اور اپنا نطفہ سے پیدا ہونا بھول گیا۔ اسی نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کیے یعنی بھیڑ' بکری' اونٹ وغیرہ وغیرہ جن سے تم سردیوں میں پہننے کے لیے لباس حاصل کرتے ہو یعنی ان کے بالوں کے کمبل وغیرہ بناتے ہو اور پہنتے ہو۔ اس کے علاوہ تمہیں اور بھی ان سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں' ان کا دودھ پیتے ہو' ان پر سواری کرتے ہو' ان کا گوشت کھاتے ہو' جب تم ان کو چرانے لے جاتے ہو تو تم کو انہیں دیکھ کر رونق وخوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ جانور تمہارا مال اسباب سامان تجارت ایک شہر سے دوسرے شہر اٹھا کر لے جاتے ہیں' اگر تم خود ایسا کرنے کا قصد کرتے تو سخت دشواری' محنت' مشقت کے بغیر ایسا ہرگز نہ کر سکتے' تمہارا رب غفور الرحیم ہے۔ یہ خطاب یا مسلمانوں سے ہے یا کافروں سے کہ عذاب میں تاخیر کرتا ہے' یہ اس کی کافروں پر رحمت ہے۔ اس نے گھوڑے بنائے خچر' گدھے کہ تم ان پر سواری کرتے ہو اور ان سے تم کو رونق عزت وآبرو بھی حاصل ہوتی ہے اور اس نے بہت سی چیزیں پیدا کی ہیں جن کو تم نہیں جانتے اور ان کا نام تک تم کو نہیں بتلایا اور اللہ تعالیٰ کے ذمے راستہ دکھانا ہے یعنی وہی خشکی تری میں راستہ دکھاتا ہے اور سیدھا راستہ دکھا کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے اور بعض راستے ٹیڑھے ہیں کہ منزل تک نہیں پہنچتے' جس کو چاہتا ہے ٹیڑھے راستہ پر چلنے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ مستقیم کی طرف ہدایت فرما دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت کا راستہ دکھا دیتا' وہ قادر مطلق ہے' مگر اس کی حکمت وعلم ازلی میں جو کچھ ہونا تھا وہ واقع ہو رہا ہے' اس کو ہدایت یافتہ و گمراہوں کا ازل سے علم تھا۔ اس کے مطابق ظاہر ہو رہا ہے' اس پر کسی کا الزام نہیں' لوگوں کو عقل وحواس عنایت کیے لوگ جان بوجھ کر گمراہ ہو جائیں تو اس پر کیا الزام ہے' اس نے کسی کو مجبور نہیں کیا' جو کچھ مخلوق کرتی ہے اچھائی یا برائی اپنے اختیار سے کرتی ہے۔

۱۰ تا ۱۳- اسی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا' اس میں سے کچھ تو تمہارے پینے کے لیے ندی' نالوں'

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَ

اس (پانی) کے ذریعے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اور پھل اُگاتا ہے

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾

بے شک ان سب چیزوں میں غور کرنے والوں کے لیے بڑی نشانی ہے O

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ

اور اسی نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند مسخر کر دیئے اور ستارے

مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ۙ

اسی کے حکم کے تابع ہیں' بے شک ان سب چیزوں میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں O

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور وہ جو زمین میں رنگ برنگ کی چیزیں اس نے تمہارے لیے پیدا کیں یقیناً اس میں بھی (نصیحت ماننے والوں) یاد رکھنے

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا

والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں O اور وہی ہے جس نے دریا تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم اس میں

کنوؤں میں جمع ہوتا ہے اور کچھ سے درخت پیدا ہوتے ہیں' گھاس اُگتی ہے جنہیں تمہارے جانور چرتے ہیں' وہی تو بارش سے تمہارے لیے کھیتیاں اور زیتون' کھجور' انگور اور صدہا اقسام و انواع کے پھل زمین سے نکالتا ہے۔ ان اقسام کے پھلوں میں ان کے لیے نشانیاں اور عبرت ہے جو کارخانہ قدرت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اسی نے تمہارے نفع کے لیے شب و روز و آفتاب و ماہتاب و ستاروں کو مسخر و تابع دار بنا دیا اور اپنے حکم کا تابع کیا۔ ان چیزوں کی تسخیر میں عقل والوں کے لیے جو خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں قدرت کی عجیب و غریب نشانیاں ہیں اور ان چیزوں میں جن کو خدا تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں پیدا کیا' قسم قسم کے پھل پھول گھاس وغیرہ زمین سے اگائے بے شک ان عجائب غرائب قدرت میں ان کے لیے جو نصیحت سمجھتے ہیں اور قرآن حکیم کی آیتوں سے وعظ و نصیحت سیکھتے ہیں قدرت کی زبردست دلیلیں موجود ہیں۔

۱۴- اسی نے تمہارے لیے دریا کو تابع و مسخر کیا تاکہ تم اس سے تر و تازہ گوشت یعنی مچھلی کھاؤ اور اس سے زیور نکالو موتی' مونگا وغیرہ جو تمہاری زیب و زینت کا سامان ہے۔ دریا میں کشتی چلتی ہے جو کہ پانی کو چیرتی چلی جاتی ہے' آتی اور جاتی ہے اور ایک ہی ہوا ان کو ہر طرف لے جاتی ہے تاکہ تم خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تلاش کرو یعنی تجارتیں کرو اور رزق حاصل کرو اس کا شکر ادا کرو۔

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاؤ اور اس میں سے زیور نکالو (مونگا، موتی) جسے تم پہنتے ہو اور (اے دیکھنے والے!) تو اس میں کشتیاں (جہاز) دیکھتا ہے

الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور (اسی نے دریا تمہارے بس میں کیا) تاکہ تم (تجارت کے ذریعے) اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو ○

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

اور اس نے زمین میں پہاڑوں کے لنگر ڈالے تاکہ وہ تمہیں لے کر نہ ڈگمگائے اور (تمہارے لیے) ندیاں اور راستے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

بنائے تاکہ تم راہ پاؤ ○ اور بہت سی نشانیاں بنائیں اور ستاروں کے ذریعے وہ اپنے راستے معلوم کر لیتے ہیں ○

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ

تو کیا جو (سب کچھ) پیدا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا تو تم (سوچ سمجھ کر) نصیحت کیوں نہیں مانتے ○ اور اگر تم

تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ○

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ

اور تم جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے ○ اور وہ۔ اللہ تعالیٰ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ

کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ (ایسے بیکار ہیں جو) کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود

۱۵ تا ۲۱- اور اللہ تعالیٰ نے مضبوط پہاڑ میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیے تاکہ تم کو لے کر وہ زمین ایسی اضطرابی حرکت نہ کرے کہ تم زندہ نہ رہ سکو۔ اس نے نہریں تمہارے نفع کے لیے بنائیں اور زمین میں راستے مقرر کیے کہ تم راہ پاؤ اور راستوں کو پہچانو اور پہاڑ وغیرہ مسافروں کے لیے راستوں کی نشانیاں بنائیں اور تاروں سے بھی آدمی راہ پاتے ہیں۔ دریا اور جنگل میں بھی راستہ نہیں بھولتے اور نہیں بھٹکتے۔ پس کیا وہ جو مخلوق کو پیدا کرتا ہے اس یعنی بت جیسا ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے پر قادر ہی نہیں کیا تم کو خاک سمجھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھ کر نصیحت حاصل نہیں کرتے جو بتوں کو خدا تعالیٰ کے برابر جان کر عبادت میں شریک کرتے ہو اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہرگز گن نہیں سکتے اور نہ ان

يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

پیدا کیے ہوئے ہیں ○ وہ بے جان ہیں زندہ نہیں اور انہیں کچھ بھی خبر نہیں کہ لوگ

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا ۲ ع ۱۲ ۸

کب اٹھائے جائیں گے ○ تمہارا معبود تو ایک ہی معبود (اللہ تعالیٰ) ہے جو لوگ آخرت پر

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾

ایمان نہیں لاتے ان کے دل نہیں مانتے ۔ اور وہ سرکش (مغرور) ہیں ○

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا

حقیقت میں وہ جو کچھ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ سب

يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ

کچھ جانتا ہے بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے ○ اور جب ان سے (قرآن کے بارے میں) پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا

قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ

اتارا تو وہ کہتے ہیں کہ (کچھ نہیں) اگلوں کے قصے اور کہانیاں ہیں ○ (یہ اس لیے کہتے ہیں) تاکہ قیامت کے دن اپنا بوجھ (بھی) پورا پورا

نعمتوں کا شکرانہ ادا کر سکتے ہو، وہ بے انتہا ان گنت نعمتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ غفور رحیم ہے، بخشنے والا ہے، توبہ کرنے والے پر رحم کرتا ہے اور تم جو کرتے ہو خواہ چھپا کر خواہ ظاہر ظہور وہ سب جانتا ہے۔ برائی بھلائی سب باتوں سے واقف ہے، جو خدا تعالیٰ کے سوا اور چیزوں یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں سو وہ بت کسی چیز کے پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ خدا تعالیٰ ہی سب کو پیدا کرتا ہے وہ کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ وہ بنائے اور تراشے جاتے ہیں، مردے بے جان ہیں زندہ نہیں۔ وہ کافر جانتے ہی نہیں کہ ہم کب قیامت میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور کب حساب ہوگا۔

۲۲ تا ۲۳- اے آدمیو! تمہارا معبود اور پیدا کرنے والا ایک ہی ہے۔ وہ قیامت کے دن کو جانتا ہے اور تمہارے فرضی خدا یعنی بت یہ بات نہیں جانتے، پس ایسے لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل توحید ماننے سے انکار کرتے ہیں اور وہ ایمان لانے سے غرور و تکبر کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو ان سب باتوں یعنی مسلمانوں کے ساتھ بغض و حسد و مکر و خیانت کرنے کا علم ہے جو یہ چھپاتے ہیں اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں یعنی برا بھلا کہتے ہیں، وہ ان ایمان لانے سے غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا یعنی یہ سب خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں۔

۲۴ تا ۲۵- جب ان مقتسمین یعنی کفار سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے خدا نے کیا نازل کیا ہے اور اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کیا پڑھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ اگلے لوگوں کے جھوٹے قصے کہانیاں ہیں۔ ان کا انجام یہ ہونے والا ہے

الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا

اٹھائیں اور کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی جن کو وہ اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں' یہ سن لو کہ وہ کیا ہی بُرا بوجھ

سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ

(اپنے اوپر) اٹھا رہے ہیں O بے شک ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمارت کو

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ

جڑوں سے لے لیا (یعنی اکھاڑ دیا) تو ان کے اوپر سے چھت گر پڑی اور ایسی جگہ سے ان پر عذاب

وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

آیا کہ جہاں کی انہیں خبر بھی نہ تھی O پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ

انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ میرے شریک جن میں تم جھگڑتے تھے (ان کو تو کوئی جواب نہیں بن پڑے گا لیکن)

فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ

علم والے کہیں گے کہ بے شک آج ساری رسوائی اور برائی

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

ان کافروں پر ہے O جن کی روحیں فرشتے ایسی حالت میں نکالتے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

کہ یہ لوگ بروز قیامت اپنے گناہوں کے انبار اور ان کے گناہ جن کو یہ بغیر علم وحجت کے گمراہ کرتے ہیں دین اسلام سے پھیرتے ہیں اپنے اوپر اٹھائیں گے' خبردار ہو جاؤ یہ بہت بری چیز ہے جو یہ اپنے اوپر لادیں گے۔

۲۶ تا ۲۹- جیسے یہ مقتسمین کفار حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ طرح طرح کے مکر کرتے ہیں یونہی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے اپنے پیغمبروں سے مکر کیا۔ نمرود نے جس نے محل بنایا تھا (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) سے مکر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم محل کی بنیاد کو ہوا اور وہ ان پر گر پڑی اور خدا تعالیٰ کے عذاب نے اوپر سے آ کر ان کو اچانک پکڑ لیا۔ اس طرح وہ بالکل بے خبر وغافل تھے' پھر اللہ تعالیٰ ان کو بروز قیامت عذاب دے گا' ذلیل وخوار کرے گا۔ ان سے پوچھے گا کہ تم جو اور خداؤں کو پوجتے تھے اور ان کو میرا شریک جانتے تھے اور میرے رسولوں سے بغض وعداوت رکھتے تھے' میرے کہنے کے خلاف کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ اس وقت علم والے یعنی ملائکہ کہیں گے کہ آج کافروں کے لیے ذلت وعذاب ورسوائی ہے وہ جن کی جان مرتے وقت فرشتے بڑی سختی سے حالتِ کفر میں نکالتے تھے یعنی وہ کافر جو بروز بدر قتل ہوئے یا تمام کافر مراد ہوں۔

فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوٓءٍ ۚ بَلٰٓى إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

تو وہ (شرمندہ ہو کر) صلح (کا پیغام) ڈالیں گے (اور کہیں گے:) ہم تو کوئی برائی نہیں کرتے تھے (فرشتے کہیں گے:) ہاں کیوں نہیں بے شک اللہ تعالیٰ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۖ

تمہارے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے O اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ وہاں ہمیشہ رہو

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ

بے شک مغروروں کا کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے O اور پرہیز گاروں سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے رب نے

أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوْا خَيْرًا ۗ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

کیا اتارا؟ وہ کہیں گے: خیر (اچھی چیز) جن لوگوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہے

حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ

ان کے لیے نیکی ہے اور بے شک آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور بے شک پرہیز گاروں کا کیا ہی اچھا گھر ہے O (وہ) رہنے کے

عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا

باغ ہیں کہ جن میں وہ داخل ہوں گے' ان کے نیچے نہریں جاری ہیں' جو کچھ وہ چاہیں گے انہیں وہاں

غرضیکہ اس سوال کے جواب میں کافر عاجزی کریں گے' یا یہ جواب دیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم تو کوئی برا کام دنیا میں نہیں کرتے تھے ہم مشرک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم بے شک مشرک تھے' بے شک خدا تعالیٰ ان باتوں کو جو تم کہتے اور کرتے تھے خوب جانتا ہے۔ پس اب تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور وہیں رہو' نہ مرو گے نہ وہاں سے نکل ہی سکو گے یقیناً دوزخ غرور کرنے والوں' متکبر لوگوں کے لیے بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۳۰ تا ۳۲- اور متقیوں سے جو کفر و شرک و فواحش سے بچتے ہیں پوچھا گیا کہ تمہارے رب تعالیٰ نے کیا نازل کیا اور رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو کیا بتاتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ وہ خیر اور رحمت اور نیکی کرنے' توحید باری تعالیٰ ماننے اور صلہ رحم کا حکم کرتے ہیں۔ جو اس دنیا میں احسان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتے ہیں ان کو حسنہ یعنی جنت ملے گی اور ان کے لیے وہ جنت تمام دنیا و مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے اور وہ متقیوں کا جو کفر و فواحش سے پرہیز کرتے ہیں کیا ہی اچھا گھر ہے۔ یعنی جنت کہ وہاں وہ داخل ہوں گے' اس کے مکانوں اور درختوں کے نیچے شراب' پانی' دودھ' شہد کی نہریں رواں ہوں گی' ان کو وہاں جو کچھ تمنا کریں گے اور جی چاہے گا ملے گا۔ خدا تعالیٰ ان کو جو کفر و شرک و فواحش سے بچتے ہیں یونہی جزائے خیر دیتا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں تو وہ شرک کی نجاست سے پاک و طاہر ہوتے ہیں یعنی ایمان دار ہوتے ہیں' ان سے بروز حشر فرشتے کہیں گے کہ تم پر خدا تعالیٰ کا سلام اور اس کی رحمت ہو اور تم جنت میں جاؤ اس

مَا يَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ

ملے گا' اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے O وہ جن کی جان فرشتے

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

اچھی (ستھری) حالت میں نکالتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم پر سلامتی ہو' تم اپنے کیے

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

ہوئے عملوں کے بدلے جنت میں جاؤ O منکر صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس (روح نکالنے کے لیے)

الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

فرشتے آئیں یا آپ کے رب کا عذاب آئے' ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور اللہ نے ان پر (سزا دے کر) کچھ بھی ظلم نہیں کیا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ

لیکن وہ (نافرمانی کر کے) خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے O تو ان کے بُرے اعمال

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۹ ۱۰

کے نتیجے ان پر پڑے اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے اس نے ان کو گھیر لیا (اور وہ ہلاک ہو گئے) O

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

اور مشرکوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی کی پوجا نہ کرتے اور نہ اس کے (حکم کے) بغیر کسی چیز

کے بدلے جو تم دنیا میں عمل صالح کرتے رہے یعنی توحید اور اسلام قبول کرتے تھے۔

۳۳ تا ۳۴۔ یہ اہل مکہ جو ایمان نہیں لاتے تو یہ کس بات کا انتظار کرتے ہیں' کیا یہ انتظار ہے کہ فرشتے آ جائیں اور ان کی روحیں نکالنے لگیں تو ایمان لائیں یا یہ انتظار ہے کہ ان کے پروردگار کا عذاب آ جائے اور ان کو ہلاک کر دے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جیسا یہ آپ کے ساتھ سلوک کرتے ہیں کہ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور طعن کرتے ہیں یونہی انہوں نے کیا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور عیب لگائے' خدا تعالیٰ نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے یعنی شرک کرتے تھے اور رسولوں کو جھٹلاتے تھے' پس جب وہ بالکل ایمان نہ لائے تو ان کو ان کی ان برائیوں کی سزا جو وہ کیا کرتے تھے پہنچ گئی اور جس بات پر وہ ہنسا کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے یعنی عذاب وہ ان کو پہنچا اور لازمی ہو گیا کہ پھر نہ لوٹا۔ یا ''یستھزء ون'' سے ان کا انبیاء علیہم السلام سے مذاق مراد ہو غرضیکہ ان کو اپنے کیے کی پوری سزا مل گئی۔ اسی طرح ان کفار مکہ کو بھی اپنے کیے کی سزا ضرور ملے گی۔

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ

کو حرام ٹھہراتے' ایسے ہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی کیا تھا تو

شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ

رسولوں پر اس کے سوا اور کیا لازم تھا صرف یہ ہی صاف صاف

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ

حکم پہنچا دینا O اور بے شک ہم نے ہر امت میں ایک ایک رسول اسی لیے بھیجا

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ

کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور شیطان (کے قرب) سے بچو تو ان میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے

وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

سیدھے راستہ پر قائم رکھا اور ان میں سے کچھ وہ ہوئے جن پر گمراہی صادق آئی تو (اے لوگو!) زمین میں چل پھر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰي

کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا O (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان کی ہدایت کی

۳۵- اور جن لوگوں نے شرک کیا اور بت پوجے یعنی اہل مکہ وغیرہ' انہوں نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ نہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کوئی شے نہ پوجتے' نہ ہم نہ ہمارے باپ دادا' نہ تو پہلے ہم شرک کرتے اور نہ ہم بے حکم خدا کچھ حرام کرتے جیسے بحیرہ' وصیلہ' سائبہ' حام وغیرہ' یہ تو خدا تعالیٰ کی مرضی ہے' اسی نے ہم کو بتایا اور حکم دیا ہے۔ جس قسم کی یہ باتیں کرتے ہیں ویسی ہی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کر گزرے ہیں۔ پس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سوائے اس کے کہ ظاہر ظہور (کھلم کھلا) یا ان کی زبان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچا دیں اور کوئی بات ان پر لازم نہیں' کوئی ایمان نہ لائے تو وہ کیا کریں' ان کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں۔

۳۶- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے اگلی سب قوموں پر رسول بھیجے جیسے آپ کو اس قوم پر بھیجا ہے' سب کو یہ حکم کیا کہ آدمیوں سے کہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کی توحید کو مانو' طاغوت یعنی بتوں یا شیطان یا کاہن کی عبادت سے بچو' پس ان قوموں میں سے بعضوں کو تو خدا تعالیٰ نے ہدایت دی اور انہوں نے رسولوں کی بات مانی اور بعضوں نے نہ مانی' ان کی گمراہی ظاہر ہو گئی' انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ پس اے آدمیو! تم زمین میں سیر کرو' سفر کرو اور ان لوگوں کا حال غور سے دیکھو جو رسولوں کی تکذیب کیا کرتے تھے کہ ان کا انجام کار کیا ہوا۔ یعنی وہ ہلاک ہو گئے۔ لہٰذا ان کے حال سے نصیحت وعبرت حاصل کرو اور ان کاموں سے بچو جو وہ کیا کرتے تھے ورنہ تم بھی اسی طرح ہلاک کیے جاؤ گے کہ جس طرح وہ ہلاک ہوئے۔

هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
حرص بھی کریں تو (کیا ہو گا) بے شک اللہ تعالیٰ جسے گمراہی پر چھوڑنا چاہتا ہے اس کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کا
نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ
کوئی مددگار نہیں O اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی سخت سخت قسمیں کھا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ
مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
مردے (زندہ کر کے) نہیں اٹھائے گا' ہاں کیوں نہیں (اٹھائے گا) اللہ تعالیٰ نے اس کا سچا وعدہ اپنے ذمہ لیا ہے
يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے O وہ اسی لیے (زندہ کرے گا) تاکہ ان پر وہ بات ظاہر فرما دے جس میں وہ جھگڑتے تھے اور تاکہ کافروں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ
کو معلوم ہو جائے کہ بے شک وہ جھوٹے تھے O جو چیز ہم کرنا چاہتے ہیں
اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ع ۵ ۱۱
تو اس سے ہمارا فرمانا یہ ہی ہوتا ہے کہ ہم اس سے کہیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے O اور جنہوں نے مظلوم ہونے

۳۷ تا ۴۰- اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ کو اس بات کی حرص ہے کہ یہ کفار مکہ وغیرہ سب راہ راست پر آ جائیں تو یہ بات ممکن نہیں' کیونکہ خدا تعالیٰ جس کو اپنے دین سے پھرا ہوا اور اپنی ہٹ دھرمی سے گمراہی پر اڑا ہوا دیکھتا ہے اور اس کو اہل قرب و معرفت نہیں سمجھتا اس کو اپنے مقدس دین کی راہ نہیں دکھاتا۔ ان کفار مکہ کو کوئی چیز عذاب الٰہی سے روکنے والی نہیں اور مددگار و نگہبان نہیں ہے۔ یہ کافر بہت سخت اپنی طاقت بھر یعنی بڑی تاکید کے ساتھ قسمیں کھاتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مردوں کو مرنے کے بعد ہرگز زندہ نہ کرے گا۔ یہ جھوٹے ہیں' ہاں بے شک وہ ضرور زندہ کرے گا' اس کا وعدہ قطعی و یقینی ہے اور برحق ہے' اس میں کوئی شک و شبہ نہیں وہ ضروری و واجب و لازم ہے لیکن اکثر اہل مکہ کافر ایمان نہیں لاتے اور اس کو نہیں مانتے۔ وہ اس لیے ان سب کو زندہ کرے گا کہ جن باتوں میں یہ سب دنیا میں اختلاف کرتے تھے اور جھگڑتے تھے ان میں فیصلہ چکا دے اور اس کا حکم بیان کرے' دین و مذہب کے جھگڑے طے ہوں اور وہ کافر جو حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) و قرآن حکیم و قیامت کو نہیں مانتے تھے جان لیں وہ دنیا میں خیال کرتے تھے کہ جنت دوزخ کوئی شے نہیں' وہ ہماری قدرت پر یقین نہیں کرتے تھے کہ ہماری قدرت کیسی زبردست ہے' ہم جس چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا حکم اس کے لیے صرف لفظ ''کن'' ہوتا ہے یعنی ہو جا پس وہ شے فوراً موجود ہو جاتی ہے۔ یونہی جب ہم قیامت لانا چاہیں گے' مردوں کو زندہ کرنا چاہیں گے تو ''کن'' فرما دیں گے' سب کی سب مخلوق ایک آن میں زندہ و موجود ہو جائے گی' سب کا

فِي اللّٰهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ

کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے تو ضرور ضرور ہم ان کو دنیا میں (بھی) اچھی جگہ عطا فرمائیں گے اور بے شک

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ

آخرت کا بدلہ تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ انہیں معلوم ہوتا O جنہوں نے (اپنے مال و اسباب وغیرہ چھوڑنے پر)

عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

صبر کیا اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں O اور ہم نے آپ سے پہلے بھی تو صرف مرد ہی (رسول بنا کر) بھیجے

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے تو (اے لوگو)! اگر تمہیں علم نہیں تو علم والوں سے پوچھو O

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا

(کہ ہم نے ان کو) روشن دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا) (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کی طرف یہ یادگار (قرآن) اتارا تاکہ

نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ

آپ لوگوں سے جو حکم ان کی طرف اترا ہے کھول کر بیان فرمادیں اور تاکہ وہ (خود بھی) سوچیں (اور دھیان کریں) O تو کیا جو لوگ برے مکر (تدبیریں)

حساب کتاب ہوگا' سب کو اپنے اپنے نیک و بد اعمال کے مطابق جزاء سزا ملے گی۔

۴۱ تا ۴۲- اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اس کے حکم سے) مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی' اس کے بعد کہ ان بیچاروں پر ظلم کیا گیا تھا۔ ان کو بہت ستایا گیا تھا۔ اہل مکہ نے ان کو سخت تکلیفیں دیں جیسے عمار بن یاسر' بلال' صہیب رضی اللہ عنہم وغیرہ تو ہم ان کو دنیا میں نیک مقام و زمین طیبہ امن والی برکت والی دیں گے یعنی مدینہ طیبہ' جس میں ان کو مال غنیمت ملتا ہے اور آخرت کا ثواب بھی یعنی جنت جو اس سے بھی ہزار ہا درجہ اعلیٰ و اعظم ہے اگر لوگ جانیں اور تحقیق یہ لوگ جانتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے ایذاء کفار پر صبر کیا ہے اور اپنے رب پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں۔

۴۳ تا ۴۴- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے وہ سب مرد تھے اور آدمی تھے' ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے امر و نہی وغیرہ اور ان کو معجزات دیتے تھے جیسا کہ آپ کو دیے ہیں۔ پس اے عرب والو! اگر تم رسولوں کے آنے سے واقف نہیں ہو اور اگلی کتابوں صحیفوں کو نہیں جانتے ہو اور یہ نہیں جانتے کہ رسول بھی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ آدمی ہی ہوتا ہے تو اہل ذکر یعنی اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے پادریوں سے پوچھو اور دیکھو کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کو قرآن لے کر آپ پر اتارا جو سراپا نصیحت ہے تاکہ آپ آدمیوں کو جو ان کے لیے امر و نہی قرآن پاک میں اترے ہوں کھول کر صاف صاف بتائیں اور خود بھی قرآن پاک میں غور و فکر کریں اور اس کو سمجھیں۔

مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

کرتے ہیں وہ اس بات سے نہیں ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر وہاں سے

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ

عذاب آئے جہاں کی انہیں خبر بھی نہ ہو ○ یا اللہ تعالیٰ انہیں چلتے پھرتے

تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ط

(عذاب میں) پکڑ لے تو وہ (ہرگز) اس کو تھکا نہیں سکتے ○ یا ان کو نقصان دیتے دیتے (خوف ناک حالت میں)

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ

گرفتار کرلے بے شک آپ کا رب بڑا مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے (اسی لیے انہیں مہلت دے دی) ○ کیا انہوں نے نہیں دیکھا

مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّ

جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں ان کے سائے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف جھکتے ہیں

لِلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور وہ (اس کے حضور) عاجزی ظاہر کر رہے ہیں ○ اور جو آسمانوں میں اور جو زمین میں چلنے والے ہیں

۴۵ تا ۴۷- کیا وہ آدمی جو بڑی تدبیریں اور فکریں کرتے ہیں اور مشرک ہیں ان کو اس بات سے امان مل گئی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو زمین میں نہ دھنسا دے گا یا ان پر اس طرح سے عذاب نہ لائے گا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی یا ان کو عیش و عشرت میں اور آمد و رفت، تجارت کرتے ہوئے نہ پکڑے گا۔ ضرور پکڑے گا پس وہ خدا تعالیٰ کو کسی طرح بھی عاجز نہیں کر سکتے اور اس سے بھاگ کر کہیں بھی نہیں جا سکتے۔ یا ان کو یہ امن و امان ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو ڈرا دھمکا کر نہ پکڑے گا یا یہ مطلب ہو کہ ان کے سرداروں مالداروں کو کم کر کے ان کو قتل نہ کرائے گا۔ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کر سکتا ہے مگر اے کافرو! وہ رؤف و رحیم ہے، جو توبہ کرتا ہے اس پر رحمت کرتا ہے یا یہ کہ کافروں پر رحمت کرتا ہے کہ عذاب جلد نہیں بھیجتا ہے، یہ بھی اس کی رحمت ہے۔

۴۸ تا ۵۰- ان اہل مکہ وغیرہ نے کیا ان چیزوں کو نہیں دیکھا جن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا درخت جانور پہاڑ وغیرہ کہ ان کے سائے صبح کو سیدھی طرف پھرتے ہیں اور شام کو الٹی طرف، ان کے سائے صبح شام اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور اس کے سامنے فرمانبردار رہتے ہیں۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے آفتاب، ماہتاب، ستارے اور جو کچھ زمین میں ہے یعنی جانور سب اقسام کے یعنی چرند، پرند وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور فرشتے آسمانوں میں اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ ریزی سے متکبر نہیں

فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے ہیں O

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدۃ ع

السجدۃ ۱۲ ع ۶

وہ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور جو ان کو حکم دیا گیا ہے اس کو بجا لاتے ہیں O

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ' خدا تو ایک ہی ہے (وہ فرماتا ہے:)

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ

مجھ ہی سے ڈرو O اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اسی کا ہے اور اسی کی

الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ

فرمانبرداری (بندگی) سب کو لازم ہے' تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو O اور جو کچھ نعمتیں تمہارے پاس

فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۚ ثُمَّ اِذَا

ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں' پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تم اس کی طرف پناہ لیتے ہو O پھر جب وہ تم سے مصیبت

ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر حاکم قادر مطلق ہے اور اس کی تجلی اور غلبہ عرش پر ہے جو ان کے اوپر ہے۔ وہ فرشتے معصوم ہیں' ان کو خدا کا جو حکم ہوتا ہے وہ کرتے اور کہتے ہیں' اس کی نافرمانی نہیں کرتے' جب یہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے تو تم کو بھی اس کے سامنے جھکنا چاہیے' اس کی عبادت کرنی چاہیے۔

۵۱ تا ۵۲- اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا اور شریک کر کے دو خداؤں کو نہ پوجو' اکیلے اسی کی عبادت کرو' بے شک وہ ایک ہی ہے' نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شریک۔ پس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور میرا شریک کسی کو نہ بناؤ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے' جہاں میں سب عجائب وغرائب اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں' دین دائم وثابت اور خالص اسی کے لیے ہے' پس اے کافرو! کیا تم اس کے سوا اور چیزوں سے ڈرتے ہو خواہ مخواہ ان کی پرستش کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرنا چاہیے' اسی کی عبادت کرنی چاہیے' شرک اور بت پرستی سے باز رہنا چاہیے۔

۵۳ تا ۵۶- اے آدمیو! تمہارے پاس جو کچھ بھی مال' نعمت' اولاد ہے یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہے' بتوں نے کچھ بھی تم کو نہیں دیا' پھر جب تم کو کوئی مصیبت وسختی آتی ہے تو تم خدا تعالیٰ ہی کی طرف عاجزی انکساری کرتے ہوئے اسی کو پکارتے ہو' وہی تمہاری مشکل کو حل کرتا ہے۔ پھر جب تم سے تکلیف مصیبت دور کر دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ

كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾

دور کر دیتا ہے تو اسی وقت تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے O

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ وَ

تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرے تو (دنیا چند روزہ ہے) کچھ برت لو (مزہ کرلو) تم کو عنقریب (قیامت میں) معلوم ہو جائے گا O اور

يَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ

وہ مشرک انجانی چیزوں میں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں (اپنے فرضی خداؤں کے لیے) ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! جو کچھ تم جھوٹ

عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ

باندھتے ہو اس کے متعلق تم سے ضرور ضرور پوچھا جائے گا O اور مشرک اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ اس سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ

اور اپنے لیے جو کچھ ان کا جی چاہتا ہے بناتے ہیں (یعنی بیٹے) O اور (ان کا حال یہ ہے) جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی

مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ

ہے تو (عار کی وجہ سے) دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ میں بھرا رہتا ہے O اس بری خوشخبری کی وجہ سے وہ لوگوں سے شرم کے مارے چھپتا پھرتا

یعنی کافرو اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرتے ہو یہاں تک کہ بتوں کو ان چیزوں میں بھی شریک کرتے ہو جو نعمتیں ہم نے ان کو عطا کی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو' کہتے ہو کہ یہ چیزیں بتوں نے دلائی ہیں۔ پس اے کافرو! تم کچھ دن عیش آرام کرلو عنقریب تم کو ان کا حال معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔ یہ کافر ان چیزوں میں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں یعنی کھیتی اور چوپائے وغیرہ میں سے بتوں کے لیے ایک حصہ الگ کر دیتے ہیں جو کچھ بھی نہیں جانتے اور کچھ بھی نہیں بولتے' یا یہ کہ عورتوں کا حصہ الگ اور مردوں کا حصہ الگ اور کہتے ہیں کہ ہم کو خدا تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اے کافرو! خدا کی قسم! تم سے ان باتوں کے متعلق جو تم افتراء کرتے ہو اور خدا تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہو قیامت کے دن ضرور سوال کیا جائے گا اور جزاء سزا پاؤ گے۔

۵۷ تا ۶۰- یہ کافر خدا تعالیٰ کے لیے لڑکیاں فرض کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ ہی کی لڑکیاں ہیں حالانکہ وہ اولاد اور شریک سے پاک ہے اور ایسے رشتوں سے بالاتر ہے اور وہ اپنے لیے جو چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں وہ مانتے ہیں یعنی لڑکا۔ اور جب ان میں سے کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے اور لوگ اس کو خوشخبری دیتے ہیں کہ تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو اس کا منہ مارے رنج و غم کے کالا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی طبیعت میں بڑا سخت ملال پاتا ہے' اس کا دل غم کے مارے بھر جاتا ہے اور وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس سبب سے کہ اس کو لڑکی کی خبر دی گئی اور قصد کرتا ہے کہ کوئی سن نہ پائے اور فکر کرتا ہے کہ آیا

اَیُمۡسِکُهٗ عَلٰی هُوۡنٍ اَمۡ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

ہے (اور سوچتا ہے) کیا اس کو ذلت کے ساتھ (زندہ) رکھے گا یا اسے مٹی میں (زندہ) دفن کر دے گا' دیکھو کیا ہی

یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ مَثَلُ السَّوۡءِ ۚ

بُرا فیصلہ کر رہے ہیں ○ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ان کا بُرا حال ہے اور اللہ تعالیٰ کی

وَ لِلّٰهِ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶۰﴾ وَ لَوۡ یُؤَاخِذُ

ع ۱۰ / ۱۲

شان سب سے بلند ہے اور وہ زبردست' حکمت والا ہے ○ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے

اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلۡمِهِمۡ مَّا تَرَکَ عَلَیۡهَا مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ لٰکِنۡ

ظلم (اور گناہوں) پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا' لیکن ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے'

یُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ

پھر جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ

سَاعَۃً وَّ لَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَ یَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰهِ مَا یَکۡرَهُوۡنَ وَ تَصِفُ

سکتے ہیں○اور کافر اللہ تعالیٰ کے لیے وہ چیزیں (بیٹیاں) تجویز کرتے ہیں جو انہیں (اپنے لیے) خود پسند نہیں اور ان کی زبانیں (اس بات میں) جھوٹ بولتی ہیں

اس لڑکی کو ذلت و مشقت گوارا کر کے جی پر جبر کر کے رہنے دے یا اس کو زندہ دفن کر دے یعنی مٹی میں چھپا دے۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ بہت ہی برا حکم کرتے ہیں کہ اپنے لیے تو لڑکوں کی خوشخبری پسند کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لیے لڑکیاں فرض کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے بری مثال یعنی آتشِ دوزخ ہے اور خدا تعالیٰ کی مثال اس کی صفت اعلیٰ و اقدس ہے جو کہ اولاد و شریک سے پاک و بلند و بالاتر ہے۔ اس نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

۶۱۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم یعنی شرک وغیرہ کی سزا فوراً دینے لگتا تو روئے زمین پر کسی بھی جاندار کو زندہ نہ چھوڑتا۔ مگر وہ اپنی حکمت کے موافق سب کو ان کے وقت ہلاکت تک مہلت دیتا ہے۔ ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے' جب جب جن جن لوگوں کی مدت آ جائے گی تو ایک گھڑی بھر بھی مقررہ وقت سے دیر نہ ہوگی اور وہ مقررہ وقت سے پہلے بھی نہ مریں گے۔

۶۲ تا ۶۴۔ یہ کافر خدا تعالیٰ کے لیے وہ چیزیں فرض کرتے ہیں جو خود اپنے لیے بری سمجھتے ہیں اور اپنے حق میں پسند نہیں کرتے یعنی لڑکیاں اور ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ اپنے لیے اچھی چیز یعنی لڑکا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے لیے لڑکیاں ہیں اور ہمارے لیے لڑکے ہیں۔ یا "حُسنیٰ" سے مراد جنت ہو یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم جنت میں جائیں گے سو یہ جھوٹے ہیں' ان کو جنت کہاں مل سکتی ہے' ان کو بے شک بروز قیامت آگ ملے گی' اسی میں پڑے رہیں گے اور وہ وہاں جا کر چھوڑ دیئے

اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۞۶۲

کہ انہی کے لیے آخرت میں بھلائی ہے (نہیں بلکہ) یقیناً ان کے لیے تو آگ ہی ہے اور بے شک وہ سب سے پہلے (آگ میں) داخل کیے جائیں گے ○

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک ہم نے آپ سے پہلے کتنی ہی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے بُرے اعمال ان کو اچھے کرکے دکھائے

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞۶۳ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

تو آج وہی ان کا رفیق ہے اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے ○ اور ہم نے آپ پر صرف اسی لیے کتاب اتاری

اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞۶۴

کہ جس چیز میں اختلاف کررہے ہیں آپ اس کو ان کے لیے کھول کر بیان کردیں اور ایمان داروں کے لیے یہ کتاب سراپا ہدایت اور رحمت ہے ○

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط

اور اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اس سے زمین کے مرجانے (خشک ہو جانے) کے بعد (اس کو) زندہ (اور سرسبز) کردیا،

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ع ۞۶۵ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ ع ۸ ۱۵ ۱۴

بے شک اس میں کان لگا کر سننے والوں کے لیے بڑی نشانی ہے ○ اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں

جائیں گے اور بھلا دیئے جائیں گے، رحمت کے لیے ان کو یاد بھی نہ کیا جائے گا۔ یا یہ مطلب ہو کہ وہ اپنے قول وفعل سے حد سے بڑھنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکم میں قصور کرنے والے ہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم ہی نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یوں ہی آپ سے پہلے بھی اور رسول اگلی امتوں کے لیے ہم نے بھیجے، شیطان نے ان کو ان کے اعمال کفر وشرک وغیرہ اچھے کرکے دکھائے، وہ ایمان نہ لائے، کفر وشرک کو نہ چھوڑا۔ پس وہی شیطان ان کا دوست اور حاکم اور ساتھی ہے اس عالم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان کو سخت عذاب دردناک دکھ دینے والا ہوگا۔ یا رسول اللہ! ہم نے قرآن پاک آپ پر اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جن میں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں، صحیح صحیح بتا دیں اور یہ قرآن پاک لوگوں کو گمراہی سے بچانے والا اور راہ ہدایت دکھانے والا ہے، عذاب سے نجات دلانے والا اور رحمت والا ہے ان لوگوں پر جو اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے۔

۶۵ تا ۶۷- اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا۔ اس کے ذریعے سے زمین کو موت یعنی قحط اور خشکی کے بعد دوبارہ زندہ کیا، اس کے یعنی زمین کے دوبارہ زندگی پانے میں اس قوم کے لیے جو کان لگا کر سنتی ہے اور سمجھتی اور مانتی ہے ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ بے شک جانوروں میں بھی خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے، بڑی نصیحت وعبرت کی جگہ ہے۔ ہم تم کو ان کے پیٹوں میں سے یعنی خون اور گوبر کے درمیان میں سے ایسا خالص عمدہ دودھ پلاتے ہیں جس کو کہ پینے والے خوشی خوشی غٹ غٹ پی جاتے ہیں اور

لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا

بھی ایک غور کا مقام ہے ہم اس چیز میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے (جدا کر کے) تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں

خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

جو پینے والوں کے گلے سے غٹ غٹ آسانی سے اترتا ہے ○ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نبیذ

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

(میٹھا پانی) اور اچھا رزق (حلوہ) بناتے ہو بے شک ان میں عقل مندوں کے لیے (ہماری قدرت کی)

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ

بڑی نشانی ہے ○ اور (اے نبی ﷺ!) آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ

بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

پہاڑوں میں اور درختوں میں اور چھتوں میں گھر (چھتے) بنائے ○ پھر ہر قسم کے پھل کھا اور اپنے رب کے

فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ

آسان راستوں میں چل، اس کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا شربت (شہد) نکلتا ہے، اس میں لوگوں کے لیے

ہم نے ہی سب چھواروں اور انگوروں کے باغات بنائے ہیں، ان سے تم نشے کی چیزیں بناتے ہو (اس تقدیر پر آیت کا حکم منسوخ ہوگا) یا "سکر" سے مراد صرف طعام ہو یعنی تم ان کو کھاتے ہو اور ان سے طرح طرح کی اچھی اچھی چیزیں بناتے ہو۔ جیسے سرکہ، انگور، کشمش وغیرہ اور اچھا رزق مزیدار کھانا حلال، حلوہ وغیرہ بناتے ہو، ان باتوں اور ان چیزوں میں عقل و فہم والے لوگوں کے لیے ہماری قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔

۶۸ تا ۷۰۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ تو اپنے لیے گھر (چھتے) پہاڑوں، درختوں پر بنا اور جہاں لوگ گھر بناتے ہیں وہاں رہ۔ پھر سب پھلوں سے شیرہ کھا اور چوس اور اللہ تعالیٰ کی زمین کے راستوں میں آزادی سے چل پھر۔ تجھے کوئی روک ٹوک نہیں۔ اس مکھی کے پیٹ سے شربت نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں سرخ، زرد، سفید۔ اس شربت یعنی شہد میں آدمیوں کے لیے درد، بیماری وغیرہ سے شفاء ہے اور "فیہ" کی ضمیر قرآن کی طرف بھی راجع ہوسکتی ہے یعنی قرآن پاک میں ظاہری و باطنی بیماریوں سے شفاء ہے۔ ان سب باتوں میں نشانی اور عبرت ان کے لیے ہے جو خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں فکر و غور کرتے ہیں اور اے آدمیو! تم کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا، وہی تم کو تمہاری موت کے وقت مارے گا۔ تم میں سے بعض آدمی تو جلد مر جاتے ہیں اور بعض بڑی عمر تک پہنچتے ہیں۔ یہاں تک کہ علم کے بعد وہ بدحواس ہو جاتے ہیں یعنی بوڑھے ہو کر سٹھیا جاتے ہیں، ان کی عقل ماری جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حالات بدل دینے کا عالم ہے اور

أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

شفا اور تندرستی ہے' بے شک اس میں بھی غور کرنے والوں کے لیے (ہماری قدرت کی ایک

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۚ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ

بڑی نشانی ہے O اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہیں پیدا کیا' پھر وہی تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں سے کوئی ناقص نکمی عمر تک پھیرا جاتا ہے

الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَ ۱۵

(یعنی بہت بوڑھا ہو جاتا ہے) تاکہ جاننے کے بعد (حواس باختہ ہو کر) کچھ نہ جانے' بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے سب کچھ کر سکتا ہے O اور

اللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا

اللہ تعالیٰ نے تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں فضیلت دی تو جن کو (رزق میں) فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق

بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ

اپنے لونڈی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے تاکہ وہ بھی اس میں ان کے برابر ہو جائیں (یعنی اپنے غلاموں کو اپنے برابر کا شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو

أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٧١﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ

اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا کیوں گوارا کرتے ہیں) کیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں O اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں

ان کے ایک حال سے دوسرے حال کے بدلنے پر قادر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔

۷۱ تا ۷۴- اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض آدمیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ کسی کو رزق و مال و متاع' نوکر چاکر' غلام زائد دیئے کسی کو کم۔ پس کیا وہ آدمی جو زیادتی والے ہیں اپنا مال و متاع' رزق وغیرہ سب اپنے غلام باندیوں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں اور ملکیت میں ہیں ان کو دے دیں گے اور ان کو اپنے برابر کر لیں گے؟ ہرگز نہ دیں گے۔ پس تم کو کیا ہو گیا کہ جو اپنے لیے چیز پسند نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کے لیے پسند کرتے ہو اور خدا تعالیٰ کی خصوصیات کو دوسروں یعنی بتوں کے لیے ثابت کرتے ہو اور تم خدا تعالیٰ کی توحید کو نہیں مانتے' اس کے ساتھ شرک کرتے ہو' کیا یہ خدا تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور اس کے ساتھ کفر نہیں۔ جب یہود و نصاریٰ بحث کو آئے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے تمہارے لیے عورتیں بنائیں اور ان سے لڑکے اور اولاد پیدا کی اور ان سے ان کی اولاد یعنی پوتے' نواسے پیدا کیے' یا خادم مراد ہوں یا غلام یا بھائی بہن مراد ہوں اور اس نے تم کو پاک چیزیں عطا کیں' تمہارے کھانے کو جانوروں کے کھانے کی نسبت نرم و نازک اور لذیذ بنایا۔ پس یہ جو شرک کرتے ہیں تو باطل پر ایمان لاتے ہیں' شیطان اور بتوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی نعمت کا کفر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور دین مقدس اسلام کو نہیں مانتے اور خدا تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے نفع کے لیے نہ آسمان سے رزق لا سکتے ہیں نہ ہی بارش برسا

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ

(بیبیاں) بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے' نواسے پیدا کیے اور تم کو پاکیزہ

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

روزی کھانے کو دی' پھر کیا وہ جھوٹی باتوں سے جھوٹے معبودوں پر یقین لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ لا وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

کا انکار کرتے ہیں O اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ایسوں کی پوجا کرتے ہیں جن کو آسمان اور زمین سے ان کو روزی

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ ج فَلَا

دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں O تو اللہ تعالیٰ

تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾

کے لیے (اپنی اٹکل سے) اس کے مانند (ہمسر) نہ ٹھہراؤ' بے شک اللہ تعالیٰ ہی (خوب) جانتا ہے اور تم کچھ نہیں جانتے ہو O

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ

اللہ تعالیٰ نے ایک کہاوت بیان فرمائی ایک غلام کی جو دوسرے کا مملوک ہے' اسے اپنا کچھ مقدور

رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ

نہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھا رزق عطا فرمایا تو وہ اس میں سے چھپے اور ظاہر (ہر طرح) خرچ کرتا ہے' کیا وہ

سکتے ہیں' نہ زمین سے کچھ اگا سکتے ہیں نہ ہی کسی اور بات کی اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا طاقت رکھتے ہیں۔ پس اے کافرو! تم خدا تعالیٰ کے لیے ناقص مثالیں نہ بیان کرو۔ اس کا شریک نہ بناؤ' وہ خوب جانتا ہے کہ وہ آل اولاد و شریک سے بے شک بے شک پاک ہے اور تم کچھ نہیں جانتے' تم اپنی جہالت سے اس کے شریک بناتے ہو اور اس کے لیے اولاد ثابت کرتے ہو' اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہو اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔

۷۵- پھر اللہ تعالیٰ نے کافر اور مسلمان کی مثال بیان کی اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے یوں مثال بیان کی ہے کہ ایک غلام مملوک کسی بات پر قادر نہیں' خرچہ وغیرہ احسان کچھ نہیں کر سکتا' اس سے کوئی بھلائی نہیں ہو سکتی اور ایک آدمی وہ ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے بہت سا مال عطا کیا' وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چھپ کر اور ظاہر ظہور خوب غرباء و فقراء اور مساکین لوگوں پر اپنا مال اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں آدمی برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ آدمی اس مملوک سے بہتر ہے' وہ مملوک مثل کافر کے ہے' اس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اور دوسرا مسلمان کی مثال ہے کہ وہ دین و دنیا کے فائدے حاصل کرتا ہے۔

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ

دونوں برابر ہو سکتے ہیں (نہیں) سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں بلکہ ان میں اکثر نادان ہیں O اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں

اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ

کی کہاوت بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک گونگا ہے جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر

كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ

(بھاری) بوجھ ہے آقا اسے جس طرف بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی لے کر نہیں آتا کیا یہ جو انصاف کے ساتھ حکم

هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَ ع

دیتا ہے اور وہ اس سیدھے راستے پر بھی قائم ہے دونوں برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں) O اور

لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ

آسمان اور زمین کی چھپی باتیں تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں اور قیامت کا معاملہ تو صرف ایک پلک جھپکنے کی طرح ہے بلکہ

الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَ

اس سے بھی زیادہ قریب، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے O اور

۷۶- پھر دوسری مثال اپنی اور بتوں کی یوں بیان کی ہے کہ خدا تعالیٰ دو آدمیوں کی مثال بیان کرتا ہے، ایک گونگا ہے کسی بات پر قادر نہیں، بول بھی نہیں سکتا اور اپنے کنبے والوں اور دوستوں پر بھاری اور گراں ہے، اس کا والی جہاں بھیجتا ہے پورب یا پچھم وہاں سے وہ بھلائی لے کر نہیں لوٹتا اور جب کوئی کہیں سے اس کو پکارتا ہے تو وہ جواب نہیں دیتا اور کسی مانگنے والے کو کچھ بھلائی نہیں دے سکتا۔ کیا ایسا شخص اور جو انصاف کرتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ نفع نقصان میں وہ ہرگز برابر نہیں ہو سکتا۔ پس یہ کافر بتوں کو کیونکر خدا تعالیٰ کے برابر سمجھ کر شرک کرتے ہیں۔

۷۷- اور جو چیزیں کہ آسمانوں زمینوں کے درمیان ہیں ان کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو ہے اور وہ ہر بات کو جانتا ہے اور قیامت کا حال یکا یک، جلد آ جانے میں مانند پلک جھپکنے کے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۷۸ تا ۷۹- اے آدمیو! اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم اس وقت کچھ نہ جانتے تھے اور سب باتیں جو آپ کرتے ہو نہ کر سکتے تھے، اس نے تم کو سننے کی طاقت دی کہ باتیں سنو، آنکھیں دیں کہ ان سے دیکھو، ان میں نور بخشا کہ ان سے بھلائی کا راستہ دیکھو، دل دیا عقل دی کہ سوچو سمجھو اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔ کیا ان لوگوں نے یعنی اہل مکہ وغیرہ نے خدا تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں اور وحدانیت کی علامتیں نہیں دیکھیں پرندے نہیں دیکھے کہ

اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ

اللہ تعالیٰ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے باہر نکالا اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا

جانتے تھے اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے تاکہ تم اس کا احسان مانو O کیا انہوں نے

اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ

آسمان کی فضا میں حکم باندھے ہوئے (ٹھہرے ہوئے) پرندے نہیں دیکھے' اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کون روکے ہوئے ہے'

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ

بے شک اس میں بھی ایمان داروں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں O اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے گھروں

مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا

کو تمہارے لیے آرام کی جگہ بنایا اور تمہارے لیے چوپاؤں کی کھالوں سے کچھ گھر (خیمے) بنائے جنہیں تم

تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا

اپنے سفر کے دن اور (منزلوں پر) ٹھہرنے کے دن ہلکا پاتے ہو اور ان کی اون اور ان کی ببری اور ان کے بالوں سے

آسمان و زمین کے درمیان میں کس آہستگی و آرام ونرمی سے اڑتے ہیں' ان کے ہوا میں معلق رہنے میں ان کے لیے جو تصدیق ویقین والے ہیں بے شک خداتعالیٰ کی قدرت کی اور اس کی یکتائی کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

۸۰ تا ۸۳۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کیا تاکہ لوگ شکر ادا کریں اور ایمان لائیں اور فرمایا کہ خداتعالیٰ ہی نے تمہارے لیے تمہارے گھروں میں آرام بنایا' ان میں تم رہتے سہتے ہو' پختہ مکانات بناتے ہو۔ اسی نے خیمے بنائے چارپایوں کی کھالوں کے اور بالوں کے یعنی اون وغیرہ کے ہلکے ہلکے تم کو ڈیرے بنانا سکھائے جن کو تم جہاں چاہتے ہو آسانی سے لے جاتے ہو جب سفر کرتے ہو اور جب کہیں ٹھہرتے ہو تو ان کو باآسانی کھڑا کرتے ہو اور کھولتے ہو اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹ کے بالوں سے تمہارے لیے گھر کا سامان وغیرہ عیش وعشرت کے لیے اور دنیا کی چندروزہ زندگی کے لیے بنایا۔ تم تھوڑے دن ان چیزوں سے نفع حاصل کرلو گے اور پھر تم سب فنا ہو جاؤ گے اور خداتعالیٰ نے درختوں دیواروں پہاڑوں کا سایا بنایا کہ گرمی نہ ستائے' پہاڑوں میں تمہارے لیے غار اور سرنگ پناہ حاصل کرنے کے لیے بنائے۔ اسی نے تمہارا لباس بنایا تاکہ گرمی سردی سے محفوظ رہ سکو اور زرہ بکتر بنائیں جو دشمنوں کے ہتھیاروں کو روکتی ہیں' خداتعالیٰ تم پر اپنی کیسی کیسی نعمتیں پوری کرتا اور نازل کرتا ہے تاکہ تم مسلمان ہو جاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر اب بھی یہ کافر ایمان سے روگردانی کریں تو آپ پر کوئی الزام نہیں' آپ پر تو صرف پیغام رسانی فرض تھی۔ سو آپ ادا کر چکے اور کھلم کھلا ان کو ان کی زبان میں سمجھا چکے جب

وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

خانہ داری کا سامان اور دوسری برتنے کی چیزیں ایک وقت تک (استعمال کرنے) کے لیے بنائیں O اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے

لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے سائے بنائے (کہ جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں) اور تمہارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ط كَذٰلِكَ

اور تمہارے لیے کچھ لباس ایسے بنائے کہ جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور کچھ لباس ایسے بنائے جو تمہیں جنگ میں محفوظ رکھتے ہیں (جیسے زرہ وغیرہ)

يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

وہ تم پر اپنی نعمتیں اس طرح پوری کرتا ہے تاکہ تم (اس کے) فرمانبردار بن جاؤ (مسلمان ہو جاؤ) O پھر بھی اگر وہ نہ مانیں (اور منہ پھیر لیں)

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ

تو (اے نبی ﷺ!) آپ کے ذمہ تو صرف کھلم کھلا (حکم ہمارا) پہنچا دینا ہے O وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پہچانتے بھی ہیں پھر بھی مکر جاتے ہیں اور ان میں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ ۱۱ ع ۱۷

سے اکثر کافر ہیں (ناشکرے) ہیں O اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر نہ کافروں کو (عذر کرنے کی) اجازت ملے گی

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

اور نہ ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا (اور نہ ان سے عتاب دور کیا جائے گا) O اور جب ظالم عذاب دیکھیں گے تو پھر نہ ان سے

یہ آیتیں کافروں نے سنیں تو کہا کہ بے شک ہم بھی مانتے ہیں کہ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر بتوں کی سفارش ضروری ہے۔ ہم بتوں کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہے ہمیں ان کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا' تب یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ سب کافر خدا تعالیٰ کی سب نعمتوں کا اقرار کرتے ہیں اور جانتے ہیں مگر پھر بھی انکار کرتے ہیں محض ہٹ دھرمی وضد و جہالت سے۔

۸۴- اور جب روز قیامت ہم ہر گروہ کے گواہ حاضر کریں گے یعنی وہ پیغمبر جوان کو اسلام کی طرف بلانے کی گواہی دیتے رہے تو اس دن کافروں کو بات کہنے کی اجازت بھی نہ ملے گی اور نہ ان کو پھر توبہ کرنے و ایمان لانے کی مہلت دی جائے گی کہ وہ پھر دنیا میں لوٹ جائیں اور ایمان لے آئیں۔

۸۵- اور جب وہ لوگ جو کہ ظالم کافر ہیں قیامت کے دن عذاب کو دیکھیں گے تو ان کی بری حالت ہوگی' بدحواس ہو جائیں گے لیکن دوزخ کے عذاب کو ان سے کم نہ کیا جائے گا اور نہ ہی دور کیا جائے گا اور وہاں کوئی بھی عذاب دوزخ سے

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ

عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (توبہ کرنے کی) مہلت دی جائے گی O اور جب مشرک اپنے

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا

معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے: اے ہمارے رب! یہی ہیں وہ ہمارے معبود جن کو ہم تیرے سوا پوجتے تھے

الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

تو وہ ان کی بات ان کے منہ پر پھینک ماریں گے (اور کہیں گے کہ یقیناً

الثلثة

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ۚ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ

تم جھوٹے ہو O اور اس دن وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو عاجزی سے گرائیں گے اور جو باتیں وہ بنایا کرتے تھے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گی O اور جن لوگوں نے خود کفر کیا اور (دوسروں کو بھی) اللہ تعالیٰ کے راستہ

اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

سے روکا ہم ان کے فساد کی سزا میں ان پر عذاب بڑھاتے جائیں گے O

چھڑانے والا نہ ہوگا۔

۸۶ تا ۸۷۔ اور جب بروز قیامت کافر و مشرک اپنے جھوٹے معبودوں کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ اے پروردگار! یہ ہمارے معبود ہیں جن کو ہم تیرا شریک سمجھتے تھے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے' انہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا اور شریک کرنے کا حکم کیا تھا' تب وہ جواب دیں گے کہ تم جھوٹے ہو' ہم نے کچھ حکم نہ دیا تھا' ہم کو تو تمہارے شرک کی خبر بھی نہ تھی۔ اس دن سب عابد و معبود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کریں گے اور جو کچھ دنیا میں اختیار کیا کرتے تھے وہ سب جاتا رہے گا۔ یا یہ کہ ہر کوئی اپنے اپنے حال میں مشغول و پریشان ہوگا اور کوئی جھوٹا معبود کسی کے کام نہ آئے گا۔

۸۸۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ اور رسول پاک کے ساتھ کفر کیا۔ قرآن پاک کو نہ مانا اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت سے اور اس کی راہ سے روکا تو ہم ان کو آتش دوزخ کے علاوہ اور بھی طرح طرح سے عذاب دیں گے۔ مثلاً سانپوں بچھوؤں کا کاٹنا' ایسا اس لیے ہوگا کہ جو کچھ اعمال بد ان کفار نے دنیا میں کیے' اپنے کیے کی سزا کا مزا چکھ لیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنفُسِهِمْ
اور جس دن ہم ہر ایک امت میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے جو ان پر گواہی دے اور (اے نبی ﷺ!) ہم آپ کو ان
وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب (قرآن) اتاری (جس میں) ہر
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ ع ۱۲/۱۸
چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے سراپا ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے ○
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ
بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے اور نیکی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی
وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
اور بری بات اور ظلم و سرکشی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے
تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا
تاکہ تم دھیان کرو ○ اور جب تم اللہ تعالیٰ کے نام سے عہد کرو تو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پکا

۸۹- اور قیامت کے دن ہم ہر جماعت اور گروہ سے اس کا گواہ ان ہی میں کا آدمی ظاہر اور پیش کریں گے جو تبلیغ کی گواہی دے گا' ہر امت کے پیغمبران پر گواہ ہوں گے اور اے حبیب! آپ کو ان لوگوں پر یعنی آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ان کی پاکی اور بہتری اور قابل شہادت ہونا بیان کریں گے اور ہم نے آپ پر قرآن پاک (حضرت) جبریل کی معرفت نازل کیا جو کہ ہر چیز کا بیان ہے' امر و نہی' حلال و حرام سب صاف صاف ظاہر کرتا ہے۔ گمراہی کے بدلے ہدایت دینے والا اور مسلمانوں کے لیے جنت کی خوشخبری دینے والا ہے۔

۹۰ تا ۹۱- اے آدمیو! خدا تعالیٰ تم کو عدل و انصاف کرنے کا اور اپنی توحید بیان کرنے کا اور احسان کرنے کا یعنی فرائض و واجبات ادا کرنے کا یا سب مخلوق اور قرابت داروں پر احسان کرنے کا یعنی صلہ رحم کا حکم کرتا ہے اور فحشاء یعنی سب گناہوں سے اور سب بری باتوں سے یعنی جو بات یا کام خلاف شریعت و خلاف سنت ہو اس سے منع کرتا ہے اور کسی بھی مخلوق پر دست درازی اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے۔ اور تم کو نصیحت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ تم قرآن کے معنوں اور مثالوں کو سمجھو اور نصیحت حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ سے جب عہد کرو یا کسی سے عہد کرو تو اس کو ضرور پورا کرو اور قسموں کا لحاظ رکھو' کسی قسم نہ توڑو اور آپس کی تاکیدی اور مضبوط قسموں اور عہدوں کو بھی نگاہ میں رکھو' ان کو نہ توڑو نہ ان سے پھرو حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو قسم کھا کر درمیان میں لا چکے ہوتے ہو اور اس کو کفیل و گواہ و محافظ و وکیل ٹھہرا چکے ہوتے ہو۔ جب دو آدمی آپس میں عہد

الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ

کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو

اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ

بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام جانتا ہے O اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت

غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا

مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ تم اپنی اپنی قسموں کو آپس میں

بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ

اس لیے بے اثر حیلہ بناتے ہو (یہ سمجھ کر) کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ (زبردست) ہے اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں آزماتا ہے (کہ تم کسی گروہ کی

اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ

زیادتی کا خیال کرو گے یا اپنے قول و قرار کا) اور جس بات میں تم جھگڑتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

میں ضرور تمہارے لیے ظاہر فرما دے گا O اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہی

کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کو درمیان میں کر لیتے ہیں یعنی یہ کہہ کر کہ خدا تعالیٰ گواہ ہے اس کو گواہ کر لیتے ہیں اور قسم کو مضبوط کر لیتے ہیں۔ اتنی تاکیدوں کے بعد ہرگز عہد نہ توڑنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے' خدا تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے' عہد توڑ کے دغابازی کرو گے تو وہ سزا دے گا' اس کو ہر چیز کی خبر ہے۔

۹۲ تا ۹۳۔ اب عہد شکنی کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اے مسلمانو! تم عہد توڑنے میں اس عورت کے مشابہ نہ ہو جاؤ جو اپنے سوت کو بعد اس کے کہ وہ بہت عمدہ اور مضبوط ہو جاتا تھا پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی' اس کا نام رابطہ حمقا تھا' پس یونہی تم عہد کو بعد اس کے مضبوط کرنے کے نہ توڑو۔ تم لوگ اپنے عہد و پیمان کو اور قسموں کو توڑتے ہو اور مکر و فریب و چالاکی بناتے ہو اس خیال سے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے اکثر و اعلیٰ ہو جائے۔ یہ ہرگز نہ کرنا چاہیے' خدا تعالیٰ تمہارا اس بات سے امتحان لیتا ہے یعنی زائد مال و دولت دے کر امتحان لیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ کون عہد توڑتا ہے اور کون وعدہ وفائی میں سچا ہے اور بے شک خدا تعالیٰ بروز قیامت وہ سب باتیں ظاہر کرے گا جن میں تم جھگڑا کرتے ہو اور دین حق اسلام کی مخالفت کرتے ہو اور سب جھگڑوں کا فیصلہ کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا۔ قوموں اور مذہبوں کی تفریق اٹھا دیتا۔ سب لوگ مسلمان ہی ہوتے' مگر وہ تو مالک ہے جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے' جو جس کا اہل ہوتا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہے اور تم سب سے بروز قیامت ان

وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

میں پڑا رہنے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تم سے ضرور پوچھا جائے گا

وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ

ان کاموں کے متعلق جو تم کرتے تھے ○ اور تم اپنی قسموں کو (آپس کے فساد) کا

دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

کمزور حیلہ نہ بناؤ کہ کہیں کوئی قدم جمنے کے بعد پھسل نہ جائے اور تم کو اللہ تعالیٰ کا

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

راستہ روکنے کا مزا چکھنا پڑے اور تمہارے لیے بڑی سزا ہے (چکھنا) ○

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ

اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو تھوڑے داموں سے نہ بیچو بے شک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا

وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ○ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو ختم

عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ (ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو

سب باتوں کا حساب ہوگا جو کچھ کہ تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

۹۴ تا ۹۶- اے مسلمانو! اپنے عہد و پیمان اور قسموں کو مکر و دغا کا ذریعہ نہ کرو۔ جب کسی قوم سے کوئی عہد ہو تو اس کو وفا کرو ورنہ طاعت الٰہی سے تمہارا پاؤں پھسل جائے گا' فرمانبرداری کے بعد پھر نافرمانی کرنے لگو گے اور آخرت میں برائی کے بدلے برائی یعنی عذاب ملے گا اس سبب سے کہ تمہارے عہد توڑنے کی وجہ سے لوگ بدظن ہو جائیں گے اور دین اسلام قبول نہ کریں گے' تو تم اور لوگوں کو خدا کی راہ سے پھیرنے کا باعث بنو گے اور تم کو بروز قیامت سخت عذاب عظیم ہوگا اور خدا کی قسم! عہد کے بدلے ثمن قلیل تھوڑا سا دنیا کا سامان و مال مول نہ لو یعنی مال کے لالچ میں آ کر قسم نہ توڑو جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال نہ لو' خدا تعالیٰ کے پاس جو تمہارے لیے ثواب و کرامت و عزت ابدی ہے وہ اس دنیا فانی کے مال سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ تم اس کو جانتے ہو۔ یا یہ کہ اگر سمجھو اور یقین لاؤ تو جو کچھ مال دنیا تمہارے پاس ہے سب فانی و زائل ہے اور جو خدا تعالیٰ کے پاس ہے وہ ثواب و رحمت ابدی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ جو صبر کرتے ہیں اور اقرار حق کرتے

بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ

ان کے اچھے کاموں کا ضرور ایسا بدلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے لائق ہو ○ جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت

ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

اور وہ مومن بھی ہو تو ہم (دنیا میں بھی) اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں بھی) ہم ان کو

وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا

وہ بدلہ عطا فرمائیں گے جو ان کے سب سے بہتر کاموں کے لائق ہو ○ تو جب تم

قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ

قرآن شریف پڑھنے لگو تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو ○ بے شک

لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۹۹﴾

اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ○

اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ

اس کا قابو تو صرف انہی پر چلتا ہے جو اسے دوست بناتے ہیں اور اسے خدا کے ساتھ

ہیں اور اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں ہم ان کو ان کی اچھی باتوں کا جو وہ دنیا میں کرتے تھے ضرور بدلہ دیں گے۔

۹۷۔ جس کسی نے دنیا میں نیک اعمال کیے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے نیکیاں کیں اور حق کا اقرار کیا بشرطیکہ وہ مومن ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت تو ہم اس کی دنیاوی زندگی بھی اچھی طرح گزاریں گے۔ طاعت وقناعت ورحمت و برکت میں اور قیامت میں بھی اس کو بہشت میں حیاتِ طیبہ پاکیزہ زندگی دیں گے جو دنیا کی زندگی سے بہت بہتر اور اعلیٰ ہوگی اور برزخ میں بھی جیسا کہ قبر کی زندگی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مومن کی قبر میں جنت کا فرش بچھایا جاتا ہے اس کو جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے اس کی قبر میں ٹھنڈی ٹھنڈی خوشبودار ہوائیں آتی ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ راحت آرام کی نیند سو جاؤ جس طرح دولہا سوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف۔ قادری)۔

۹۸ تا ۱۰۰۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ قرآن پاک پڑھنا شروع کریں خواہ نماز میں خواہ غیر نماز میں تو "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" کہہ لیا کریں یعنی میں خدا تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان کی شرارت سے جو مردود ہے رحمت سے دور ہے گرز ہائے آتشین کا مارا ہوا ہے اور شیطان کا غلبہ ان لوگوں پر جو حضور پاک اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر توکل کیا ہے اور اپنے سب کام اسی کو سونپتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کا تسلط اور غلبہ ان ہی لوگوں پر ہوگا جو اس کا (یعنی شیطان کا) کہنا مانتے ہیں اور اس سے دوستی کرتے ہیں اور اس کے بہکانے سے خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

۱۳ ع ۱۱ ۱۹

مُشْرِكُوْنَ ۱۰۰ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ

شریک ٹھہراتے ہیں O اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل فرماتا ہے اس (کی

بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۱

مصلحتوں) کو خوب جانتا ہے تو (کافر) کہتے ہیں کہ یہ تم خود (اپنے دل سے) بنا لائے (نہیں نہیں) بلکہ اکثر ان میں بے علم ہیں O

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ اس کو تو روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) نے میرے رب کے پاس سے سچائی کے ساتھ لے کر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۱۰۲ وَلَقَدْ

ٹھیک ٹھیک اتارا تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور فرمانبرداروں کے حق میں ہدایت اور خوشخبری ہو O اور بے شک

نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر یہ کہتے ہیں کہ اس کو تو کوئی آدمی سکھاتا ہے، جس کی طرف سکھانے کی یہ نسبت کرتے ہیں

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۱۰۳

وہ عجمی ہے اور یہ (قرآن) فصیح روشن عربی ہے (اس پر غور نہیں کرتے) O

۱۰۱ تا ۱۰۲- اور یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کے قائم مقام دوسری آیت اپنی حکمت سے نازل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو سب باتوں کا علم ہے کہ اس نے (حضرت) جبرائیل کی معرفت کیا نازل کیا اور کیا اٹھالیا اور بندوں کی اصلاح کے لیے کیا مناسب تھا' تو کافر کہنے لگتے ہیں کہ یا رسول اللہ! آپ مفتری ہیں' خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں' اپنی طرف سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں' کبھی کچھ بنا لیتے ہیں کبھی کچھ۔ یا رسول اللہ! یہ اکثر لوگ خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو نہیں جانتے' جو ہر وقت کے مناسب ہوتا ہے وہ ویسا ہی کر دیتا ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجئے کہ اس قرآن پاک کو تو روح القدس تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت وحکمت اتار کر لائے ہیں' اس میں کوئی شک نہیں' ناسخ و منسوخ سب حق ہیں' یہ قرآن پاک اس لیے حسب حکمت تھوڑا تھوڑا نازل کیا ہے کہ ان کو جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے ہیں ان کو ایمان پر ثبات واستقامت ومضبوطی حاصل ہو اور ان کے دل کو یقین تام وہدایت کاملہ ونجات ابدی اور رحمت وجنت کی بشارت حاصل ہوتی رہے اور وہ اس کو حفظ کرتے رہیں' اگر کافر چون چرا کرتے ہیں تو کیے جائیں۔ تنزیل کے معنی تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کے ہیں' اس کی حکمتیں اوپر بیان ہوئیں۔

۱۰۳ تا ۱۰۴- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم جانتے ہیں کہ کفار مکہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو عجمی غلام جبر و یسار نامی قرآن سکھاتے ہیں' یہ تو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں ہے' یہ اتنا نہیں جانتے کہ جن کی طرف سکھانے کی یہ نسبت کرتے ہیں اور شبہ ڈالنا

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے ان کو اللہ تعالیٰ بھی ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۴﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا

(آخرت میں) درد ناک عذاب ہے O جھوٹ اور بہتان تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ

يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿۱۰۵﴾

کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور (دراصل) وہی جھوٹے ہیں O

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ

جو ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا منکر ہو جائے سوائے اس شخص کے جو مجبور کیا جائے (قتل وغیرہ کی دھمکی دی جائے)

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا

اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو (تو اس کو جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کی اجازت ہے) ہاں جو دل کھول کر کافر ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذَٰلِكَ

کا غضب ہو گا اور اس کے لیے بڑا عذاب ہے O یہ اس لیے کہ

چاہتے ہیں ان کی زبان تو عجمی ہے، جبر و یسار تو عبرانی بولتے ہیں اور یہ قرآن مقدس عربی زبان میں ہے لغت عربیہ کے طریقہ پر ہے اور عربی بھی نہایت صاف واضح۔ جس کی فصاحت و بلاغت کو سب خوب جانتے ہیں۔ بے شک جو لوگ رسول پاک و قرآن شریف کو نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو اپنے مقدس مذہب کی راہ نہیں دکھاتا یعنی اگرچہ بوقت بحث مناظرہ وہ ہار جاتے ہیں ان کو کوئی جواب نہیں بن پڑتا مگر وہ ہٹ دھرمی کیے جاتے ہیں ایمان نہیں لاتے۔ یا یہ کہ جنت کا راستہ نہ دکھایا جائے گا اور دوزخ کی آگ سے نجات نہ ملے گی۔ ان کو وہاں سخت قسم کا دردناک عذاب جھیلنا ہو گا۔

۱۰۵- بے شک وہ لوگ خدا تعالیٰ پر تہمت اٹھاتے ہیں اور افتراء باندھتے ہیں جو اس کے حبیب اور قرآن حکیم پر ایمان نہیں لاتے، اس کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، وہ بالکل کاذب جھوٹے ہٹ دھرم کافر ہیں۔

۱۰۶ تا ۱۰۹- جو ایمان سے مشرف ہونے کے بعد پھر مرتد ہو جائے گا اور کفر کرے گا تو اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب اترے گا، مگر وہ جو مجبور کیا جائے گا اور ظاہر میں کوئی کلمہ خلاف شان ایمان کافروں کے جبر سے کہہ دے اور دل اس کا ایمان سے بھرا ہو مضبوط ہو اور خدا تعالیٰ و حبیب پاک کا دل سے معتقد ہو اس کے دل کو اطمینان و یقین کامل حاصل ہو تو وہ اس حکم سے علیحدہ ہے یعنی اس کو کلمۂ کفر کہنا جائز ہے۔ لیکن جو دل کی خوشی اور رغبت سے راضی ہو کر کفر اختیار کرے تو اس پر خدا تعالیٰ کا غصہ اس کی لعنت اور پھٹکار ہے اور اس کو بہت ہی سخت عذاب ہو گا، دنیا میں قتل اور آخرت میں آگ۔

بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا

انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے پیارا سمجھا اور (اس لیے بھی کہ) بے شک اللہ تعالیٰ

يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ○ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے اور وہی غفلت میں

الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

پڑے ہوئے ہیں ○ ضرور وہی لوگ آخرت میں بھی نقصان میں پڑنے والے ہیں ○

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ

پھر آپ کا رب ان کے لیے کہ جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے بعد گھر بار چھوڑا، پھر (اللہ تعالیٰ کی راہ میں)

جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۴ / ۱۰ / ۲۰

جہاد کیا اور (مصیبتوں پر) صبر کیا، بے شک آپ کا پروردگار ان کی مساعی جمیلہ کے بعد بڑا بخشنے والا، مہربان ہے ○

شدید عذاب اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں زیادہ پسند کیا اور ایمان چھوڑا اور کفر اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم کافروں کو جو اس کے علم میں ہدایت قبول کرنے والے نہیں راہ راست نہیں دکھاتا۔ ان کو ان کی گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور اپنے عذاب سے نجات نہیں دیتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر، آنکھوں پر اور کانوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے کفر کی مہر لگا دی یعنی یہ خبر دے دی کہ وہ کافر ہی رہیں گے اور غافل و مدہوش ہی رہیں گے۔ آخرت کے مقابلہ میں قصداً بالکل بے خبر ہوں گے۔ قصداً توحید کا انکار کریں گے۔ اے حبیب! یہ ضرور آخرت میں یقیناً نقصان اٹھانے والے ہوں گے اور ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا نہ ان کو کوئی عذاب سے بچا سکے گا۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں۔

۱۱۰- اے حبیب! آپ کا رب تعالیٰ اس کو جو کوئی کلمۂ کفر زبان سے مجبوری سے نکالے پھر ہجرت کر کے کافروں کے شہر سے دار السلام یعنی اسلام کی حکومت میں جائے جیسے مدینہ منورہ جب تک مکہ فتح نہ ہوا تھا وہ ہی دار السلام تھا۔ پھر خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور حبیب مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مصیبتوں پر صبر کرے تو ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ ان کے گناہ بخشنے والا اور ان پر رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت بھی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بارے نازل ہوئی جو کفار کی مصیبتوں سے تنگ آ کر مدینہ طیبہ کو ہجرت کر گئے، اپنے دین میں مضبوط اور پکے رہے۔

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ

جس دن ہر شخص اپنے ہی لیے جھگڑتا ہوا آئے گا

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کچھ ظلم نہ ہو گا ○ اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال

قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ

بیان فرمائی جو امن چین سے تھی اور اس کی روزی بھی بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ

كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے برے کاموں کے بدلے اسے یہ مزا چکھائی کہ

الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

بھوک اور خوف کا لباس پہنایا (یعنی بھوک اور دشمن کے خوف میں مبتلا کر دیا) ○ اور بے شک ان (بستی والوں) کے پاس ایک

۱۱۱۔ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ اس دن ہر آدمی نیک و بد اپنے اپنے لیے جھگڑا کرے گا' یعنی ہر نفس کو اپنی اپنی جان کے بچاؤ کی فکر لاحق ہوگی۔ یا یہ کہ آدمی اپنے شیطان کے ساتھ جھگڑا کرے گا کہ تو نے مجھے بہکایا۔ یا یہ کہ انسان اپنی روح سے سوال کرے گا کہ تو نے دنیا میں کیوں برائی وخرابی اختیار کی یعنی خود اپنے اوپر آپ ملامت کرے گا اور ہر نیک و بد کو اپنے نیک و بد کام کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان میں سے کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا کہ نیکیاں کم کی جائیں اور برائیاں زیادہ' بلکہ پورے پورے حساب سے بدلہ دیا جائے گا۔

۱۱۲۔ خدا تعالیٰ مکہ کی اور اہل مکہ کی یعنی ابوجہل و ولید وغیرہ کی مثال یوں بیان کرتا ہے کہ ایک گاؤں ہے جس کے بسنے والے خوب آرام امن چین سے رہتے سہتے ہیں نہ دشمن کا ڈر نہ کسی کا دباؤ' نہ بھوک پیاس کی پروا' نہایت اطمینان و آرام سے بسر کرتے ہیں' اس کا رزق خوب فراخی اور عمدگی سے چاروں طرف سے اس تک آ جاتا ہے یعنی مکہ پاک میں مختلف شہروں سے ہر قسم کی چیزیں افراط سے آتی ہیں۔ پس گاؤں والوں نے خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکرانہ ادا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ اور حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے قرآن حکیم سے کفر کیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں اس گاؤں والوں کو بھوک پیاس کی مصیبت چکھائی اور خوف وخطر ان پر مسلط کیا' سات برس تک سخت قحط میں مبتلا رہے۔ اہل اسلام کے لشکر' ظفر پیکر کے خوف سے راتوں کو سونا دشوار ہو گیا' ڈر کے مارے رات بھر جاگتے تھے' جو بڑی بہادری کی بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے تھے اور حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ نہایت بے ادبی سے پیش آتے تھے ان کا یہ حشر ہوا کہ بھوک سے مردار کی ہڈیاں تک کھا گئے۔

۱۱۳۔ اور ان لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے جو انہی میں سے تھے یعنی عربی قریشی۔ انہوں نے ان کو اور قرآن کو اور ان کے فرمانوں کو جھٹلایا لہٰذا ان کو دنیا میں قتل وقحط وقید کے عذاب نے آ گھیرا اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوا

رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ
عظیم الشان رسول (علیہ السلام) انہی میں سے تشریف لائے اور انہوں نے ان (رسول علیہ السلام) کو جھٹلایا تو انہیں عذاب نے آ پکڑا اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ
ظلم کرنے والے تھے ○ اگر تم اللہ تعالیٰ ہی کو پوجتے ہو تو جو کچھ حلال پاکیزہ روزی اللہ تعالیٰ

اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا
نے تم کو دی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرو ○ تم پر تو

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ
صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو پھر جو کوئی بھوک کے مارے لاچار اور

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
مجبور ہی ہو جائے نہ محض اپنی خواہش سے کھاتا ہو اور نہ حد سے بڑھتا ہو (تو اس کو بقدر ضرورت ان چیزوں کا کھانا جائز کر دیا) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ
والا مہربان ہے (کہ اس نے جان جانے کے خطرے کی صورت میں حرام کھانا جائز کر دیا) ○ اور جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں اسے نہ

کہ ان کو ہمارے عذاب سے بچا لیتا' یہ ظالم کافر تھے اپنی سزا کو پہنچے اور آخرت کا عذاب بدستور باقی ہے۔

۱۱۴- اے مکہ والو! خدا تعالیٰ نے تم کو کھیتی باڑی غلہ چوپائے اور حلال طیب چیزیں دیں ان کو خوب کھاؤ اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کا سچا دعویٰ کرتے ہو یعنی تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم بعض جانور اور کھیتی خدا تعالیٰ کی خوشی کے لیے حرام کرتے ہیں سو یہ غلط ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی عبادت کا سچے دل سے دعویٰ کرتے ہو تو اس کی مرضی یہ ہے کہ اس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ کرو۔ اس کی عبادت و فرمانبرداری تو ان کے حلال جاننے میں ہے لیکن تم اپنی مرضی سے جو کچھ چاہتے ہو حلال و حرام کرتے ہو پھر کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کا حکم یونہی ہے' یہ تمہارا اتہام و سخت نافرمانی ہے اس سے بچو' پھر حرام جانوروں کا ذکر کیا۔

۱۱۵تا۱۱۷- اور پھر فرمایا کہ اے آدمیو! اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار جانور حرام کیا یعنی وہ جانور جس کے ذبح کرنے کا حکم ہے اور وہ بغیر ذبح کیے خود بخود مر جائے تو وہ حرام ہے اور بہتا ہوا خون حرام کیا اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جائے یعنی بتوں کے ناموں پر ذبح کیا جائے حرام کیا اور جس جانور پر قصداً خدا تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو وہ بھی حرام ہے مگر جو آدمی مجبور و لاچار ہو کہ بے قرار ہو جائے یہاں تک کہ حرام کھائے بغیر اس کی جان نہ بچ سکے کوئی حلال اور پاک غذا دستیاب نہ ہو تو اس کو بحالت مجبوری اپنی جان کو بچانے کے لیے

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ

کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھو بے شک جو اللہ تعالیٰ

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ

پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ چھٹکارا نہ پائیں گے ○ (دنیا میں تو ان کو) تھوڑا فائدہ

قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا

برتنا ہے اور (آخرت میں) ان کے لیے درد ناک عذاب ہے ○ اور خاص یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جو ہم آپ

مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا

کو پہلے (سورۂ انعام میں) سنا چکے ہیں اور ہم نے تو ان پر کوئی ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ خود

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ

ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ○ پھر بے شک آپ کا رب ان لوگوں کو جنہوں نے بے خبری (اور جہالت)

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ

میں بُرے کام کیے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کی اور سدھر گئے آپ کا رب اس کے بعد بھی

تھوڑا سا حرام اشیاء میں سے کھالینا جائز ہے بشرطیکہ باغی نہ ہو یعنی مسلمانوں پر بغاوت نہ کر رہا ہو اور نہ ڈاکو ہو۔ اگر ان لوگوں کو حرام کھانے کی ضرورت پڑے گی تو ان کو کھانا جائز نہ ہوگا۔ یہ تفسیر مطابق مذہب شافعیہ کے ہے۔ یا ''باغی'' کے معنی مردار جانور کو حلال جاننے والا اور ''عادی'' کے معنی ضرورت سے زائد کھانے والا ہو اس صورت میں ڈاکو وغیرہ کو بھی رخصت شامل ہوگی چنانچہ حنفیہ کا مذہب یہی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو سخت ضرورت کے وقت بقدر ضرورت جان بچانے کے لیے کھالے گا تو خدا تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے کہ اس نے اس حالت میں رخصت و اجازت دے دی۔ اے لوگو! تم کو یہ مناسب نہیں کہ جس کو چاہو اپنی زبان سے حلال کہہ دو اور جس کو چاہو اپنی زبان سے حرام کہہ دو اور حلال حرام کے مسئلے اپنے جی سے ہی گھڑ لو۔ کھیتی اور چوپاؤں کو مردوں کے لیے حلال کہتے ہو اور عورتوں کے لیے حرام ایسا نہ کرو' پھر کہتے ہو کہ یہ خدا تعالیٰ نے حرام کیے ہیں۔ خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء اور بہتان باندھتے ہو' جو خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں بہتان اٹھاتے ہیں وہ ہرگز ہرگز فلاح نہ پائیں گے یعنی ان کو عذاب سے امن و نجات نہ ملے گی' وہ دنیا میں تھوڑا سا نفع اٹھالیں اور عیش کرلیں جب قیامت کا دن برپا ہوگا تو ان کو سخت رنج دینے والا عذاب دیا جائے گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

۱۱۸تا۱۱۹۔ اور یہودیوں پر جو اسلام سے منحرف ہیں ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جن کا ذکر اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم پہلے آپ کو سنا چکے ہیں یعنی سورۂ انعام میں ان کا ذکر کیا گیا' ہم نے ان پر جو چربی اور گوشت حرام کیے تھے تو

ع ١٦ ٢١

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾ ع اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

بڑا بخشنے والا مہربان ہے O بے شک ابراہیم (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے بڑے فرماں بردار اور سب (باطل پرستوں)

حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ لا شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ

سے جدا پیشوا تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے O اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے

وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ

انہیں برگزیدہ کیا تھا اور ان کو سیدھا راستہ دکھایا تھا O اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ؕ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

اور بے شک وہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کے لائق ہیں O (اے نبی ﷺ!) پھر ہم نے آپ کی طرف

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾

وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کیجئے جو ہر باطل سے جدا (ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہو رہے) تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے O

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ

اور بے شک ہفتہ کی تعظیم تو صرف انہی لوگوں پر مقرر ہوئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا (یعنی اہل کتاب یہودی وغیرہ) اور جس چیز میں

ان پر کچھ ظلم نہ کیا تھا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے تھے' ان پر اچھی چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ پھر اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا رب تعالیٰ ان لوگوں کے گناہ جنہوں نے ایک زمانہ میں برے کام کیے اور جہالت سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر جب معلوم ہوا تو توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹے اور خلوص دل سے نیک اعمال اختیار کیے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا مہربان ہے اور ان پر رحم کرنے والا ہے۔

۱۲۰ تا ۱۲۸- بے شک (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار اور سب باطل پرستوں سے اور سارے عالم سے جدا ایک پیشوا تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بڑے شکر گزار تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام دے کر برگزیدہ کیا تھا اور ان کو سیدھے راستہ پر جو کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ راستہ ہے یعنی اسلام پر قائم رکھا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوب نیک اولاد اور اچھی تعریف عطا فرمائی اور بے شک وہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کے لائق ہیں اور اس کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔ پھر اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ حضرت ابراہیم کے دین کی پیروی کیجیے جو ہر باطل سے جدا ہو کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہو کر رہ گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اور بے شک ہفتہ کی تعظیم تو صرف انہی لوگوں پر مقرر ہوئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا (یعنی اہل کتاب یہودی وغیرہ) اور جس چیز میں وہ اختلاف کرتے تھے بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ فرما دے

لِيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ

وہ اختلاف کرتے تھے بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا O (اے نبی ﷺ!

اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ

لوگوں کو) اچھی تدبیر اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیے اور سب سے بہتر طریقہ سے ان سے بحث فرمائیے'

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

بے شک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بہک گیا ہے

سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا

اور وہی راہ پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے O اور (اے مسلمانو!) اگر تم (کسی کو جرم کی) سزا

بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

دو تو ویسی ہی سزا دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے صبر سب سے بہتر ہے O

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا

اور (اے نبی ﷺ!) آپ صبر کیجئے تو آپ کا صبر کرنا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے اور آپ ان پر کچھ

تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

غم نہ کریں اور آپ ان کے فریبوں سے تنگ دل نہ ہوں O بے شک اللہ تعالیٰ (مدد کے لیے) ان لوگوں کے ساتھ

۱۶ ع ۹ ۲۲ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

ہے جو (اس سے) ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں O

گا۔اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ لوگوں کو اچھی تدبیر اور عمدہ نصیحت کے ذریعے اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیے اور سب سے بہتر طریقہ سے ان سے بحث فرمائیے' بے شک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بہک گیا' گمراہ ہو گیا اور وہی سیدھی راہ پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔اے مسلمانو! اگر تم کسی کے جرم کی سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر تم صبر کرو اور انتقام نہ لو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے سب سے بہتر اجر عظیم یعنی آخرت کا ثواب اور گناہوں کی معافی ہے۔اور اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کفار کی ایذاء پر صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے اور اسی کی رضامندی کے لیے ہے اور آپ کافروں کی

مخالفت پر اور ان کے ایمان نہ لانے پر کچھ غم نہ کریں اور ان کے فریبوں اور اسلام کے خلاف سازشوں سے تنگ دل نہ ہوں وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد ان لوگوں کے شامل حال ہے جو متقی پرہیزگار ہیں جو کہ اسی سے ڈرتے ہیں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اچھے کام کرتے ہیں۔

ایاتها ۱۱۱ (۱۷) سورة بنی اسرآءیل مکیة (۵۰) رکوعاتها ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے — اس میں ایک سو گیارہ آیات بارہ رکوع ہیں

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاک ہے وہ جو اپنے بندے (محمد رسول اللہ ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک لے گیا

الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ

جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی (قدرت کی عظیم الشان) نشانیاں دکھائیں' بے شک وہ

مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

(اللہ تعالیٰ یا بندہ) سننے والا دیکھنے والا ہے ○ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی)

وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ

کتاب عطا فرمائی تھی اور ان کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا (اس میں حکم تھا) کہ میرے سوا کسی کو کارساز

سورۂ بنی اسرائیل

۱- اس سورت میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ یہ ساری سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی سوائے ان آیتوں کے جن میں وفد ثقیف کا حال بیان ہے اور وہ آیتیں جو یہود کے رد میں اتری تھیں جب انہوں نے کہا کہ مدینہ ارض انبیاء نہیں' ارض شام انبیاء سابقین کا مقام ہے اگر تم سچے ہو تو شام جاؤ' اس کے جواب میں نازل ہوا ''وان کادوا لیستفزونک' ادخلنی مدخل صدق'' تک' یہ آیتیں تو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں باقی ساری سورت مکی ہے۔ اس سورت کی تفسیر بسند سابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے کہ وہ کہتے تھے اور معنی بیان کرتے تھے کہ اللہ پاک اور متعالی اور سب نقائص سے خصوصاً ولد و شریک سے بے پروا بری ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے اندھیرے میں یا اول شب میں مسجد حرام سے ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر سے لے جا کر بیت المقدس کی سیر کرائی' اس مسجد کو لے گیا جو حرم مکہ سے اور زمین کعبہ سے بہت دور ہے اور آسمان سے قریب ہے یعنی بیت المقدس۔ وہ مسجد جس کے ارد گرد ہم نے درختوں اور میووں میں برکت دی۔ ہم وہاں اپنے پیارے بندے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس لیے لے گئے کہ ان کو اپنی عجائب قدرت اور غرائب آیات دکھائیں۔ وہ خدا تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ قریش جو باتیں کہتے ہیں وہ سب سنتا ہے اور اپنے رسول کی سیر کا حال خوب جانتا ہے۔ ''انہ ھو السمیع البصیر'' کے دوسرے معنی یہ بھی کیے گئے ہیں کہ بے شک وہ بندے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا کلام اور سب باتیں سنتے بھی ہیں اور اس کی قدرت کے عجائبات دیکھتے بھی ہیں ''انہ'' کی ضمیر ''عبد'' کی طرف پھرتی ہے۔ (کذافی ''نفحات الانس'' و''تفسیر حسینی''۔ قادری غفرلہ)

۲ تا ۳- اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) پر توریت لکھی لکھائی ایک دم نازل کی اور اس کو بنی اسرائیل کے لیے راہبر گمراہی سے بچانے والا بنایا اور ان سے عہد لیا اور حکم کیا کہ سوائے میرے کسی کو اپنا وکیل و معبود نہ سمجھنا' ہمیشہ میری

وَكِيلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا

نہ ٹھہراؤ O اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا بے شک وہ (نوح علیہ السلام)

شَكُورًا ③ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ

(ہمارے) بڑے شکر گزار بندے تھے O اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (یعنی تورات) میں (وحی بھیج کر) اطلاع دی تھی

لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

کہ تم ضرور زمین میں دوبار فساد کرو گے اور ضرور بڑی ہی

كَبِيرًا ④ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا

سرکشی کرو گے O پھر جب ان میں سے پہلا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے ایسے بندے بھیجے جو بڑے

أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ

لڑنے والے تھے تو وہ تمہاری تلاش میں تمہارے شہروں میں گھس پڑے اور (اللہ تعالیٰ کا) وعدہ

وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ

تو پورا ہونا ہی تھا O پھر ہم نے تمہارا حملہ الٹ کر تم کو دشمنوں پر غلبہ دیا اور

توحید پر ثابت قدم رہنا۔ اے ان لوگوں کی ذریت جن کو ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں حفاظت میں بٹھایا تھا۔ یعنی یہ لوگ اس وقت اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے اور وہاں سے پیٹھوں اور پیٹوں میں ہوتے ہوئے خطاب کے وقت دنیا میں موجود تھے۔ نوح (علیہ السلام) اچھے بندے تھے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ جب کوئی چیز کھاتے' پیتے یا پہنتے تھے تو الحمد للہ کہتے تھے۔

۴ تا ۵۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو توریت میں صاف خبر دے دی تھی اور اپنا حکم بتا دیا تھا کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور سرکشی کرو گے اور خدا تعالیٰ کے بندوں پر بہت کچھ غرور و تکبر اختیار کرو گے اور دو مرتبہ سزا پاؤ گے۔ پس جب پہلا مرتبہ آئے گا یعنی تم سرکشی کرو گے یا یہ کہ پہلی سرکشی کی سزا پاؤ گے تو اس کا ظہور یوں ہوگا کہ ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کر دیں گے جو سخت قوت و شدت والے ہوں گے۔ جنگ آزمودہ بہادر قوت والے' وہ تمہارے گھروں میں گھس کر تم کو تہ تیغ کریں گے اور سڑکوں پر تمہارا خون بہتا ہوگا اور یہ وعدہ ہو کر رہے گا' پھرے گا نہیں۔ یعنی اگر تم فساد کرو گے تو یہ سزا ضرور پاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے فساد کیا تو بابل کا بادشاہ بخت نصر ان پر مسلط ہوا' اس نے ان کا خوب خون بہایا۔ نوے برس اس کی قید میں ہزاروں عذابوں میں رہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے کورش ہمدانی کے ذریعہ سے ان کو نجات بخشی۔

۶ تا ۷۔ اس کا ذکر کیا' پھر اے بنی اسرائیل! ہم نے کورش ہمدانی کو ظاہر کر کے اور اس کو بخت نصر پر غالب کر کے تم

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥ اِنْ اَحْسَنْتُمْ

تم کو مال اور اولاد میں ترقی دی اور تمہاری جماعت بڑھا دی O اگر تم نیکی کرو گے تو

اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ قف وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ط فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ

اپنے ہی بھلے کے لیے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو اپنے ہی لئے پھر جب کہ دوسرا وعدہ آیا

الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ

(تو ہم نے دشمنوں کو ابھار دیا) تا کہ وہ (حملہ کر کے) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور تا کہ مسجد قدس میں گھس پڑیں جیسے کہ اس میں پہلی بار

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ⑦ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

گھس پڑے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں اس کو تباہ و برباد کر دیں O (اگر تم نبی آخر الزمان (ﷺ) پر ایمان لے آؤ تو) قریب

يَّرْحَمَكُمْ ج وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم (اپنے اگلوں کی طرح سے) پھر شرارت کرو گے (تو ہم بھی پھر سزا دیں گے) اور ہم نے جہنم کافروں کے

وقف لازم

کو غلبہ دیا اور دولت وحکومت کو پھر تمہاری طرف لوٹایا اور دشمنوں پر تم کو غالب کیا اور تم کو حکومت، مال و اولاد بہت کچھ عطا کیا اور تم کو پہلے سے بھی قوت اور غلبہ اور گنتی وشمار میں زائد کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ اگر تم اچھی طرح چلو گے، ہمارے احکام کی تعمیل کرو گے تو اپنے فائدہ کے لیے اور اگر برائی کرو گے تو اپنے لیے، ہمارا کچھ نقصان نہ کرو گے۔ یعنی اگر دین توحید مانتے جاؤ گے اور اس پر قائم رہو گے تو دنیا میں غالب رہو گے اور آخرت میں جنت پاؤ گے اور اگر شرک کرو گے تو سزا بھگتو گے۔ چنانچہ وہ ایسی ہی ناز ونعمت، قوت وشوکت میں دوسوبیس برس تک رہے۔ کورش ہمدانی مسلمان تھا۔ اس کی حکومت میں بنی اسرائیل بڑے چین و آرام سے رہے اور احکام خداوندی کی تعمیل کرتے رہے، اسلامی حکومت ان کے لیے باعث رحمت ہوئی۔

۷۔ پھر جب دوسرا وعدہ آیا یعنی انہوں نے دوبارہ فساد مچایا اور ہماری نافرمانی کی اور دوبارہ سزا ملنے کا وقت آیا تو ہم نے تم پر طیطوسی رومی کو مسلط کیا کہ تم کو غم میں ڈالے۔ وہ تمہارے قتل وقید پر غالب ہو گیا تھا۔ یونہی یہ بھی غالب ہو جائیں گے یعنی امت مصطفیٰ تم پر قابو پائیں گے اور تم کو خوب ہی خراب وخستہ وذلیل کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مسلمانوں نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس بھی چھین لیا اور خوب کشت وخون کیا۔

۸۔ اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ تم پر عنقریب رحمت کرے گا اگر تم اچھی طرح رہو گے اس کے احکام پر عمل کرو گے اور اسلامی حکومت کے وفادار ذمی بن کر رہو گے اور شرارت نہ کرو گے اور اگر تم پھر فساد کی طرف رجوع کرو گے تو پھر تم پر عذاب آئے گا اور ہم نے جہنم کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔ سب وہیں رہیں گے یعنی اگر دنیا کے عذاب سے بچ بھی گئے تو جہنم کا عذاب یقینی ہونے والا ہے۔

حَصِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

لیے قید خانہ بنایا ہے ○ بے شک یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے کہ جو سب سے سیدھا ہے اور (ان) ایمان والوں کو جو اچھے کام کرتے ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾

یہ خوشخبری سناتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بڑا ثواب ہے ○

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٠﴾ ع ۱۰ ۱

اور یہ بھی کہ جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے ○

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

اور انسان گھبرا کر برائی کو اسی طرح مانگنے لگتا ہے جیسا کہ بھلائی مانگتا ہے اور انسان بڑا ہی

عَجُوْلًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ

جلد باز ہے ○ اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا

وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا

تو رات کی نشانی کو دھندلا مٹا ہوا سا کر دیا اور دن کی نشانی روشن کر کے دکھانے والی بنائی تا کہ تم

۹ تا ۱۰- بے شک یہ قرآن پاک ایسے راستے اور طریقہ کی رہبری کرتا ہے جو بہت سیدھا اور سچا ہے یعنی کلمہ طیبہ کی گواہی، توحید ورسالت کا اقرار۔ یا ''اقوم'' بمعنی ''اظہر'' ہو یعنی کھلا راستہ، صاف یقینی بات اور خالص بات۔ اور ایمان والوں کو جو سچے دل سے اچھے کام کرتے ہیں یہ بشارت دیتا ہے اور خوشخبری پہنچاتا ہے کہ ان کو جنت میں ان کے کاموں کا بہت بڑا اور بے شمار ثواب ملے گا اور جو ایمان نہیں لاتے، مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کو نہیں مانتے ان کو یہ خبر دیتا ہے کہ ہم نے ان کے لیے سخت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۱- بعض آدمی ایسے ہیں کہ اپنے لیے خرابی برائی کی دعا ایسی مانگتے ہیں اور لعنت وعذاب اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے ایسی چاہتے ہیں جیسی وہ عافیت وخیر ورحمت کی دعا کرتے ہیں اور آدمی جلد باز ہے، وقت سے پہلے ہر چیز چاہتا ہے۔ نضر بن حارث دعا کرتا تھا کہ الٰہی! اگر دین محمدی حق ہے تو ہم پر عذاب بھیج۔ چنانچہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور عذاب میں مبتلا ہوا۔

۱۲- ہم نے رات دن کے لیے دو نشانیاں بنائیں، چاند رات کی نشانی اور سورج دن کی نشانی یعنی چاند کو سورج سے چھپا دیا اور رات کو کھو کر چمکتا ہوا روشن منور دن نکالا اور سورج کو ظاہر کیا اور دنیا کا یونہی دور چلایا تا کہ تم خدا تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور دنیا وآخرت کے نفع کے کام کرو اور برسوں، مہینوں، دنوں اور ہفتوں کے حساب کو سمجھو۔ اس لیے چاند کو کم وبیش

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو اور ہم نے ہر چیز اچھی طرح جدا جدا بیان فرما دی ○

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور ہم نے ہر انسان کی قسمت (اور اس کا عمل) اس کی گردن میں (ہار کی طرح) لٹکا دی ہے اور قیامت کے دن اس کے لیے ایک لکھا ہوا (اعمال نامہ)

كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

نکالیں گے جس کو وہ کھلا ہوا پائے گا ○ (اور اس سے کہا جائے گا) تو اپنا اعمال نامہ پڑھ لے تو خود اپنا حساب لینے

حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

کے لیے کافی ہے ○ جو سیدھے راستے پر آیا وہ اپنی ہی بھلائی کے لیے سیدھے راستے پر آیا اور جو بہکا وہ اپنی

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا

ہی برائی کے لیے بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور (کسی قوم کو) ہم عذاب کرنے والے نہیں

کیا کہ مہینوں کا حساب چلے اور ہم نے ہر چیز کو حلال و حرام، امر و نہی کو خوب تفصیل سے واضح طور پر قرآن پاک میں بیان کیا تاکہ تم سمجھو اور اس کے مطابق عمل کرو اور ہمارا شکر ادا کرو۔

۱۳ تا ۱۵۔ اور ہم نے ہر آدمی کا طائر یعنی وہ کتاب جس میں اس کے منکر نکیر کے جواب دینے کا ذکر ہے اس کی گردن میں لٹکا دی ہے اور لازم کر دی ہے۔ یا کل خیر و شر کے حالات مراد بھی ہو سکتے ہیں یا سعادت شقاوت کا ذکر ہے۔ مطلب یہ کہ ہر آدمی کا حال اچھا اور برا سب مقدر اور لازم ہے گویا اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کا اعمال نامہ، اچھائیوں اور برائیوں کا دفتر اس کے سامنے پیش کریں گے۔ وہ اس کو کھلا ہوا سب باتوں سے بھرا ہوا پائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اب اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ اور پڑھ، تو خود ہی اپنے اوپر گواہ ہے، جو کچھ دنیا میں کرتا تھا وہ تو خود جانتا ہے، جو ہدایت والا ہے مسلمان ہے تو وہ اپنے لیے ہدایت پاتا ہے اس کو ثواب ملے گا اور جو گمراہ ہوا' کافر ہوا تو اس نے خود اپنا نقصان آپ کیا۔ اس کی سزا اپنے لیے واجب و لازم کی۔ خدا تعالیٰ کو کسی کے اسلام سے کچھ نفع نہیں نہ کسی کے کفر سے کچھ نقصان۔ کوئی گناہ گار قیامت کے دن کسی دوسرے کا گناہ اپنے ذمہ نہ لے گا یعنی سب کو نفسی نفسی پڑی ہوگی۔ سب محبت دنیا کے رشتے جاتے رہیں گے' کوئی رشتہ دار خوشی سے کسی کا گناہ اپنے اوپر نہ رکھے گا کہ اس کے بدلے میں خود سزا بھگتے۔ بلکہ بطور قصاص ایک کے گناہ دوسرے پر رکھے جائیں گے۔ یا یہ مطلب ہو کہ پرائے گناہ میں کوئی دوسرا نہیں پکڑا جائے گا اور کسی بے گناہ کو عذاب نہ ہوگا اور ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے ہیں دنیا میں نہ آخرت میں جب تک کہ رسول بھیج کر اپنی حجت و دلیل قائم نہیں کر لیتے ہیں اور لوگوں کو عقل و حواس اور سمجھ نہیں دیتے ہیں۔

مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ

جب تک کہ (ان میں پہلے) رسول نہ بھیجیں O اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ہم وہاں کے دولت مند

قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

(خوشحال) لوگوں کے لیے احکام بھیجتے ہیں' پھر وہ ان (احکام) میں (بے حکمی اور) نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر ہماری حجت پوری ہو جاتی ہے تو ہم

تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى

اس کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں O اور نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں اور آپ کا رب

بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

اپنے بندوں کے گناہوں کی خبرداری اور دیکھنے کو کافی ہے O جو کوئی دنیا چاہتا ہے

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ

تو ہم اس کو دنیا میں سے بھی فوراً جس کو جس قدر چاہتے ہیں دے دیتے ہیں' پھر (آخر) ہم نے اس کے لیے

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ

جہنم تیار کر رکھی ہے' وہ اس میں ذلیل و خوار دھکے کھاتا ہوا داخل ہو گا O اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے

۱۶ تا ۱۷- اور جب ہم کسی گاؤں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اور کسی قوم پر عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے مترفین یعنی مالدار رئیس اور سرکش اور غرور والے لوگوں کو اپنے رسولوں کی اطاعت کا حکم کرتے ہیں۔ جب وہ حکم نہیں مانتے ہیں تو ان پر عذاب کا کلمہ وحکم ثابت وقائم ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک ہونے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ پس ہم اس گاؤں کو بالکل تباہ وہلاک کر دیتے ہیں اور وہاں امیر سرکش متکبر بہت سے پیدا کر دیتے ہیں اور وہ نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر عذاب آ جاتا ہے۔ یا ''امرنا'' بتشدید میم باب تفعیل سے ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ اس شہر کا حاکم وسلطان سرکش مالداروں کو بناتے ہیں' وہ خود بھی نافرمانی کرتے ہیں اور اپنے ماتحتوں سے بھی نافرمانی کراتے ہیں۔ لہٰذا ان سب کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور ہم نے قوم نوح کے بعد بہت گروہ جنہوں نے نافرمانی کی یکے بعد دیگرے ہلاک کر ڈالے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگرچہ آپ کو ذاتی طور پر بغیر ہماری وحی کے ان کے حالات وخیالات ومعاصی کا تفصیلی علم نہیں مگر بذریعہ وحی آپ کو بتایا گیا ہے اور آپ کا رب ذاتی طور پر اپنے بندوں کے گناہوں اور ان کے اعمال کو خوب جانتا ہے' اس کا علم کافی ووافی ہے وہ سب کو ان کے اعمال کی جزاء سزا دے گا۔

۱۸- جو کوئی صرف دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو مانگتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فرض کو اس لیے ادا کرتا ہے کہ صرف دنیا ملے تو ایسے لوگوں میں سے ہم جس کو چاہیں گے دنیا میں سے جس قدر حکمت ہوگی دے دیں گے اور وہ دنیا حقیقت

سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ

اس کے موافق کوشش بھی کرتا ہے اور وہ ایمان دار بھی ہے تو انہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگی

مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا

(اور مقبول ہوئی) ○ اور ہم آپ کے رب کی بخشش سے ان کو بھی مدد دیتے ہیں اور ان کو بھی اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں

كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ

(ہر ایک کو اس کی کوشش کے مطابق نتیجہ ملتا ہے) ○ دیکھو ہم نے ایک کو دوسرے پر (مال و اسباب وغیرہ میں)

عَلٰی بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِیْلًا ﴿۲۱﴾ لَا

کیسی بڑائی دی اور بے شک آخرت درجوں میں سے بڑی اور فضل و بزرگی میں سب سے اعلیٰ ہے ○ (تو اے سننے والے!)

تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰی

تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہرا ورنہ تو پشیمان (بے کس اور) ذلیل و خوار ہو کر بیٹھے گا ○ اور آپ کے رب نے

میں آخرت کی ہلاکت کا باعث ہوگی' پھر اس کو جہنم دیں گے وہ وہاں ضرور جائے گا اور اس میں بحالت ذلت و محرومی و لعنت داخل ہوگا۔ یہ آیت مرتدین یمامہ کی شان میں نازل ہوئی اور قیامت تک کے مرتدین کو اس کا حکم شامل ہے' جو ایسا کرے گا وہ جہنم میں ضرور جائے گا۔

۱۹ تا ۲۱- جو اعمال صالحہ سے آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خوشی چاہتا ہے اور جنت کے واسطے کوشش کرتا ہے اور وہ مومن مخلص ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مشکور و مقبول ہے۔ (یہ آیت بلال موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی) یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم ہر شخص کو وہ دیتے ہیں جس کا کہ وہ مستحق ہوتا ہے۔ ان اطاعت والوں کو اور ان نافرمانوں کو آپ کے پروردگار کی عطا دنیا میں برابر پہنچتی ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے خدا تعالیٰ کی عطا اور اس کا رزق کسی سے رکا نہیں۔ خواہ نیک ہو خواہ بد ہو۔ جس کو جتنے رزق کے لائق سمجھتا ہے اور جس کے لیے جو اس کی مصلحت ہوتی ہے اتنا دیتا ہے۔ دیکھو تو ہم دنیا میں کیسے بعض لوگوں کو بعض پر مال و منال' دولت' عزت میں فضیلت دیتے ہیں۔ بڑے بڑے درجے و فضائل مسلمانوں کو ملیں گے اور وہاں بھی باعتبار زیادتی فضائل اور کمی کے بہت درجے ہوں گے' کسی کو جنت الفردوس کسی کو دوسری جنتیں اعمال کے مطابق دی جائیں گی۔

۲۲- اپنے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ اگر شرک کرو گے تو ہمیشہ کو بیٹھ کر اپنے اوپر نفرت و ملامت کیا کرو گے اور مخذول مردود ہو جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ تم کو خائب و خاسر کر دے گا' اپنی رحمت سے محروم کر دے گا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہو جائے گا۔

۲۳ تا ۲۵- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا پروردگار مسلمانوں کو یہ حکم کرتا ہے کہ آپ توحید اختیار کریں۔

رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ

قطعی حکم دے دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے

عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا

سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو ان سے ہوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا

تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

اور ان سے تعظیم اور ادب سے بات کرنا ○ اور ان کے سامنے نرمی سے عاجزی کا بازو جھکانا (یعنی غرور وتکبر

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

سے پیش نہ آنا) اور (اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے) دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار! جس طرح ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا تو ان دونوں پر رحم فرما○

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے، اگر تم (لائق اور) سعادت مند ہوئے تو بے شک وہ توبہ کرنے

لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

والوں کو بخشنے والا ہے ○ اور (اے انسان!) اپنے رشتہ داروں اور مسکین اور مسافر کو ان کا

اس کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ماں باپ کے ساتھ نیکی احسان کیا کریں۔ اگر ان میں سے دونوں بڑھاپے یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حد کو جا پہنچیں تو ان کو برا بھلا نہ کہیں' ان سے نفرت کراہت نہ کریں' ان کو کسی بھی بات پر نہ جھڑکیں یہاں تک کہ ان کو اُف تک بھی نہ کہیں اور ان سے ادب و نرمی سے اچھی پیاری بول چال سے پیش آئیں اور ان کے سامنے کندھا جھکائیں۔ یعنی خضوع و خشوع عاجزی ادب سے رہیں' ان پر رحمت کرنے والے بنیں اور ان کے لیے دعائے خیر کریں بشرطیکہ مسلمان ہوں کہ اے میرے پروردگار! تو بھی اپنے فضل و کرم سے ان پر ایسی ہی شفقت مہربانی فرما جیسا کہ بچپن میں انہوں نے مجھے پیار و محبت و شفقت سے پالا و پرورش کیا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے کہ کس کو ماں باپ کا ادب لحاظ ہے کون نافرمان ان سے نفرت کرتا ہے۔ اے لوگو! اگر تم نیک کام کرو گے اور ماں باپ کی فرمانبردار اولاد ہو گے تو خدا تعالیٰ ان کو جو اس کی طرف رجوع لاتے ہیں توبہ کرتے ہیں بخشنے والا ہے۔ ان کے گناہوں سے درگزر کرنے والا ہے۔ یہ آیت سعد بن ابی وقاص کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ اپنے والدین کا بہت ادب و بڑی خدمت کرتے تھے۔

۲۶ تا ۳۰۔ قرابت والوں کو ان کا حق دو' صلہ رحم بجا لاؤ' مسکینوں و غریبوں کو دو' احسان کرو' ابن السبیل کو دو' یعنی مہمانوں کا حق ادا کرو' تین دن تک مہمانوں کی مہمانی کا حق لازم ہے وہ ادا کرنا چاہیے اور اپنے مالوں میں اسراف نہ کرو۔ یعنی حد سے زائد بے جا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ اڑاؤ' جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بے جا صرف

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ

حق دے اور فضول خرچی نہ کر ○ بے شک فضول خرچی کرنے والے (بیہودہ)

الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ

شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے ○ اور اگر تو (ان لوگوں سے کسی مجبوری کی وجہ سے)

عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا

منہ پھیر لے اپنے رب کے فضل و کرم کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے (ایسی) نرم بات کہو

مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا

(کہ وہ خوش ہو جائیں) ○ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ (کہ بالکل دینا ہی بند کر دے) اور نہ اس کو بالکل کھول دے

كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

(کہ اپنی سخت ضرورت کی چیز بھی دے دے) کہ تو پشیمان ہو کر خالی ہاتھ بیٹھ رہے ○ اور بے شک آپ کا رب جس کو چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع وَلَا ع ۳ ۸ ۳

اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا (اور) دیکھتا ہے ○ اور (اے لوگو!)

کرتے ہیں اگرچہ ایک پیسہ ہی ہو تو وہ شیطان کے بھائی ہیں' اس کے پیرو ہیں اور شیطان اپنے رب کے ساتھ بڑا کفر کرتا ہے' سخت نافرمان ہے' بڑا ناشکرا ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ فقراء وغیرہ کے دینے کو موجود نہ ہو اور تم ان سے بسبب رشتہ داری یا بسبب حیا روگردانی کرنا چاہتے ہو اور تم کو کسی آئندہ رحمت و آمدنی کا انتظار ہو اور اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے جلد کہیں سے مال ملنے کی امید ہو تو ان لوگوں سے نرمی و شائستگی سے گفتگو کرو۔ یعنی وعدہ کرو' کہہ دو کہ ابھی کچھ حاضر نہیں ہے عنقریب خدمت کریں گے اور مال کے ہوتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنی گردن کی طرف نہ کھینچو یعنی تنگی و بخل نہ کرو کہ ہاتھ پھیلا کر کسی کو کچھ نہ دو۔ جیسے ہاتھ گردن میں طوق سے باندھ دیا گیا ہے اور اپنا ہاتھ بالکل پھیلا ہی نہ دو کہ اسراف کی حد کو پہنچے۔ یعنی ایک آدمی فقیر یا غریب کو سب دے دو اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھو کہ باقی لوگوں کو کچھ نہ ملے۔ موقع موقع سے دو یہ نہ کرو کہ سب ایک کو دے دو پھر تم دوسروں کو دینے سے عاجز ہو کر گھر بیٹھ رہو۔ وہ تم کو ملامت کریں کہ ہم کو کچھ نہ دیا اور تم کو حسرت ہو اور قرابت والے اور فقیر تم سے محروم پھریں اور تم خالی رہ جاؤ۔ یا یہ مطلب ہو کہ اتنا نہ دو کہ تم محتاج ہو جاؤ۔ چنانچہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ ایک ہی کرتہ تھا' ایک عورت نے آپ سے مانگا تو آپ نے وہی کرتہ دے دیا اور کچھ پہننے کو نہ رہا' آپ باہر نہ نکل سکے۔ تب یہ حکم اترا کہ اتنا نہ دو کہ تم خود عاجز ہو کر بیٹھے رہو باہر نہ نکل سکو۔ باہر کے آدمی آپ سے نہ مل سکیں اور نہ ملنے کی شکایت کریں۔ وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار ہے' سب کا دیکھنے والا ہے' جس کو جو حکمت سے چاہتا ہے دیتا ہے۔

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ

تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، بے شک ان (بے قصوروں) کا قتل کرنا بڑا

كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ

گناہ ہے ○ اور زنا کے پاس بھی نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور بہت

سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ

ہی بُرا طریقہ ○ اور جس جان کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو اور جو کوئی مظلوم

مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارثوں کو (قصاص لینے اور معاف کرنے پر) قابو اور اختیار دیا ہے تو وہ (وارث) قصاص لینے میں زیادتی

مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ

نہ کرے بے شک اس کی مدد ضرور ہوگی ○ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے کہ جو سب سے بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے

اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا

اور عہد و وعدہ پورا کرو، بے شک عہد سے (یعنی وعدہ خلافی کرنے سے) پرسش ہو گی ○ اور جب ناپو

۳۱ تا ۳۳- اے لوگو! اپنی اولاد کو ذلت اور فقیری کے خوف سے قتل نہ کیا کرو، یعنی لڑکیوں کو نہ مار ڈالا کرو، ان کو اور تم کو سب کو رزق تو ہم دیتے ہیں۔ ان کا قتل کرنا زندہ درگور کرنا، بڑا گناہ اور سخت غلطی ہے، اس کی سزا بہت بڑی ہے۔ بنی خزاعہ کے قبیلے کے لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ان کو اس بات سے منع کیا گیا اور جس جان کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا یعنی مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے نہ مارو، ہاں شادی شدہ ہو کر زنا کریں یا مرتد ہو جائیں یا کسی کو مار ڈالیں تب تو ان کو مارو ورنہ ویسے ہی بلا قصور کسی مسلمان کو یا کسی کافر ذمی کو قتل کرنا حرام اور سخت گناہ ہے اور جو شخص مظلوم مارا جائے اور کوئی اس کو قصداً مارے تو ہم نے اس کے وارثوں کو حق قصاص اور قاتل پر غلبہ دیا ہے، خواہ قاتل کو قتل کر دیں خواہ معاف کر دیں۔ خواہ دیت یعنی معاوضہ لے کر اس کو چھوڑ دیں۔ پس اے وارثو! حد سے نہ بڑھو یعنی اگر مارنا ہے تو معاوضہ نہ لو مطابق شریعت مارو یا یہ کہ ایک کے بدلے کئی آدمیوں کو غصہ میں آ کر نہ مارو۔ یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ "تسرف" صیغہ خطاب ہو اور اگر صیغہ غائب ہو تو مطلب ہوگا کہ ولی کو اسراف نہ کرنا چاہیے جیسا کہ جاہلیت میں ہوتا تھا کہ ایک شریف کے بدلے دس آدمیوں کو مارتے تھے۔ یا یہ کہ اگر قاتل نہ ملتا تو اس کے رشتہ داروں کو بے قصور مارتے تھے۔ تحقیق وہ شخص جس کو ولی بغیر حق مارے اس کی حکومت کی طرف سے مدد کی جائے گی یعنی اس کے بدلہ میں وہ ولی قتل کیا جائے گا، اس کا گناہ معاف نہ ہوگا اس سے قصاص لیا جائے گا۔

۳۴- اور اے لوگو! یتیم کے مال کے پاس نہ پھٹکو، بدنیتی نہ کرو۔ ہاں اگر وہ طریقہ برتو جس میں اس کا مال بڑھے،

الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ

تو پورا ناپو اور برابر ترازو سے تولو (کمی نہ کرو) یہی بہتر ہے اور اس کا

وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ

انجام اچھا ہے O اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تجھے علم نہ ہو کیونکہ کان

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ

اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پرسش ہو گی O اور (اے سننے والے!) زمین میں (تکبر سے) اترا کر نہ چل' بے شک تو زمین کو

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ

پھاڑ نہیں سکتا اور بلندی میں تو ہرگز پہاڑ کے برابر

الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾

نہیں پہنچ سکتا O یہ جو کچھ گزرا اس میں کی جو بُری بات ہے وہ تیرے رب کو ناپسند ہے O

زائد ہو اور اس کی حفاظت ہو تو بہتر ہے۔ یہاں تک کہ یتیم جوان ہو جائے پندرہ یا اٹھارہ برس کا ہو جائے اور جب کوئی خدا تعالیٰ کے نام کا عہد کسی سے باندھو تو اس کو ضرور پورا کرو۔ عہد کے بارے میں بروز قیامت پرسش ہوگی۔ عہد توڑنے والے وعدہ خلافی کرنے والے سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنا عہد کیوں توڑا اور اس کو سزا دی جائے گی۔ وعدہ خلافی اور عہد شکنی بڑا گناہ ہے۔

۳۵- جب کوئی چیز کسی کے لیے تولو ناپو تو پوری دو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔ سیدھی ترازو سے ہر چیز تولو۔ یہ بات یعنی پورا تولنا پورا ناپنا' اپنا وعدہ پورا کرنا کم تولنے' کم ناپنے سے' وعدہ خلافی سے انجام کار کے اعتبار سے بہت بہتر ہے۔ اگرچہ کم تولنا اور ناپنا بظاہر چالاکی ہے اور ناجائز طریقہ سے کسی کا مال مارنا اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن خدا کے دربار میں اس کی سخت سزا ہے اور دنیا میں بھی ایسے ناجائز مال کی وجہ سے تباہی و ہلاکت ہو جاتی ہے اور اپنا سرمایہ بھی تباہ ہو جاتا ہے۔

۳۶- اے انسان! جس بات کا تجھ کو یقینی علم نہ ہو اس پر بھروسہ کر کے ہرگز گواہی نہ دے کہ یہاں سے فلانی بات دیکھی یا سنی یا جانی ہے حالانکہ ایسا نہ ہوا ہو۔ بے شک بروز قیامت کان' آنکھ سب چیزوں سے سوال ہوگا کہ کیا سنا' کیا دیکھا' کیا سمجھا' کیا کیا۔ جو خیالات وارمان دنیا میں پکائے تھے ان سب کا حساب ہوگا اور جزاء سزا دی جائے گی۔

۳۷ تا ۳۹- اے لوگو! زمین میں غرور و ناز و فخر سے اکڑ کڑ کر نہ چلو۔ تم تکبر و غرور کر کے زمین سے الگ ہوا پر نہ اڑ جاؤ گے اور زمین کو پھاڑ نہ ڈالو گے اور نہ پہاڑوں کے برابر لمبے ہو جاؤ گے۔ یہ جتنی باتیں بری بری بتلا کر تم کو ان سے منع کیا گیا ہے یہ سب خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت خراب و ناپسندیدہ ہیں۔ لہٰذا ان سے بچنا لازم ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہی حکمت والی باتیں ہیں جن کی آپ کی طرف آپ کے پروردگار نے وحی بھیجی اور ان کی حکمت بتلائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ

یہ حکمت کی باتیں ان وحیوں میں سے ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجیں اور (اے سننے والے!) اللہ تعالیٰ

اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ

کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہرا ورنہ تو جہنم میں ملامت سنتا دھکے کھاتا پھینک دیا جائے گا ○ کیا تمہارے رب نے تمہارے لیے

بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا

بیٹے چن لیے اور اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے' بے شک تم بہت ہی بڑی (گناہ کی)

عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ

بات کہتے ہو ○ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا تاکہ وہ سمجھیں اور اس سے انہیں نفرت ہی

اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

بڑھتی جارہی ہے ○ (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ (کافر) کہتے ہیں تب تو انہوں نے

اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا

عرش (کے مالک) تک کوئی راستہ (جھگڑنے کا) نکال ہی لیا ہوتا ○ وہ بہت پاک ہے اور بہت ہی برتر ہے ان باتوں سے

اور معبود کو نہ پوجو' شرک نہ کرو' اگر شرک کرو گے تو دوزخ میں ذلیل و خوار ہو کر ڈالے جاؤ گے' اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر مایوس ہو کر۔

۴۰ تا ۴۱۔ اے کافرو! تم جو یہ کہتے ہو کہ فرشتے خدا تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں تو کیا اس نے تم کو تو لڑکوں سے ممتاز و مشرف کیا اور اپنے لیے لڑکیاں بنائیں۔ اگر ایسے ہی اولاد بناتا تو لڑکے بناتا۔ تم بے شک خدا تعالیٰ پر سخت بہتان باندھتے ہو۔ بڑی تہمت لگاتے ہو اور ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو بہت سخت سزا ملے گی۔ بے شک اس قرآن پاک میں ہم نے ہر طرح کی مثالیں اور باتیں بیان کیں وعدہ وعید امر و نہی تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں مگر قرآن کی وعیدیں ان کو سوائے نفرت اور حق سے دوری کے اور خدا سے دور بھاگنے کے کچھ فائدے نہیں دیتی ہیں کیونکہ وہ بڑے ضدی ہیں انصاف سے غور نہیں کرتے ہیں۔

۴۲ تا ۴۴۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ اور بھی خدا ہوتے جیسا کہ مشرک کہتے ہیں اور سوائے خدا تعالیٰ کے اوروں کو مستقل تصرف کرنے والا اور قابل عبادت سمجھتے ہیں تو وہ ضرور عرش کے مالک سے جھگڑا کرنے کی راہ پیدا کرتے اور وہ اس تک پہنچ کر ملک میں شریک ہونے کا دعویٰ کرتے اور اس تک پہنچ جاتے۔ مگر اس کے سوا کوئی ایسا ہے ہی نہیں۔ وہ اولاد و شریک سے پاک و منزہ ہے اور ان باتوں سے جو یہ شرک سے نکالتے ہیں اعلیٰ و برتر

كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ

جو وہ کہتے ہیں ۞ ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہیں سب اسی کی پاکی

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

بیان کرتے ہیں' ایسی کوئی بھی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی نہ بیان کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح اور پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں

تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٤﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

بے شک وہ بڑا تحمل کرنے والا' بڑا بخشنے والا ہے ۞ اور (اے نبی ﷺ!) جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا

آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا گاڑھا پردہ ڈال دیتے ہیں (تاکہ وہ آپ کو دیکھ کر آپ کو

مَّسْتُوْرًا ۙ ﴿٤٥﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ

تکلیف نہ پہنچا سکیں) ۞ اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ قرآن نہ سمجھ سکیں اور ان کے

ہے اور ساتوں آسمان اور زمین اور ان سب کے باشندے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ دنیا میں ایسی کوئی شئے نہیں جو اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو' گھاس' درخت' شاخیں' پتے اس کی اپنی اپنی زبانوں سے تسبیح کرتے ہیں مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے اور خدا تعالیٰ حلیم و بردبار ہے کہ مشرکین کو جلد سزا نہیں دیتا۔ غفور ہے کہ توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔

۴۵ تا ۴۸۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ قرآن پاک پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان کے درمیان میں جو آخرت کو نہیں مانتے یعنی ابوجہل وغیرہ کے درمیان میں ہٹ دھرمی کا پردہ پوشیدہ پڑا رہنے دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر ان کی ضد و ہٹ دھرمی و غفلت کے پردے پڑے رہنے دیتے ہیں اور ان کے دلوں کو قرآن پاک سے اوٹ میں چھوڑ دیتے ہیں پس وہ اپنی ضد کی وجہ سے اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کے کانوں میں بوجھ پڑا رہنے دیتے ہیں کہ وہ غور سے نہیں سنتے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ اپنے رب کا قرآن ک میں اکیلے ذکر کرتے ہیں اور توحید کا اقرار کرتے ہیں یعنی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں اور پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے چل دیتے ہیں اور قصداً شرک نہیں چھوڑنا چاہتے اور قرآن پاک سے متنفر ہوتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ مشرک قرآن پاک کو کس طرح اور کس نیت سے سنتے ہیں۔ وہ جب آپ کے پاس قرآن پاک سننے کو آتے ہیں اور وہ آپس میں آپ کے بارے میں مشورہ کرتے ہیں تو کوئی کہتا ہے کہ یہ ساحر ہیں' کوئی کاہن کہتا ہے' کوئی مجنوں بتاتا ہے' کوئی شاعر تجویز کرتا ہے اور ظالم مشرک آپس میں کہتے ہیں کہ تم اس رسول کا اتباع کرو گے جس پر جادو کیا گیا ہے اور اس کی عقل گھٹ گئی ہے' وہ بدحواس ہو گیا ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ خیال تو فرمائیں کہ یہ آپ کے بارے کیا کیا خیال کرتے ہیں اور کیسی کیسی تشبیہیں دیتے ہیں' یہ خود گمراہ ہیں اور جھوٹ بکتے ہیں اور کسی بات پر دلیل نہیں لا سکتے۔ انہیں کوئی سیدھا راستہ نہیں ملتا' یہ اسی طرح گمراہی میں بھٹکتے رہیں گے۔

وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ

کانوں میں ڈاٹے لگا دیے ہیں (تاکہ اس کو سن نہ سکیں) اور جب آپ قرآن میں اپنے اکیلے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے

نُفُوْرًا ۝ (۴۶) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ

بھاگ جاتے ہیں O ہم خوب جانتے ہیں جس کے لیے وہ اس کو (قرآن کو) سنتے ہیں جب کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور جب کہ آپس

وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

میں مشورے کرتے ہیں اور جب کہ ظالم (آپس میں ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ تم تو صرف ایک ایسے شخص کے پیچھے چلے جارہے ہو جس کو

مَّسْحُوْرًا ۝ (۴۷) اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

جادو کیا ہوا ہے O (اے نبی ﷺ!) دیکھئے انہوں نے آپ کو کیسی کیسی تشبیہیں دیں تو وہ گمراہ ہو گئے لہٰذا

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ (۴۸) وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

وہ (سیدھی) راہ نہیں پا سکتے O اور وہ یہ بھی کہنے لگے کہ کیا ہم مر کر ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ (۴۹) قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ (۵۰)

تو کیا ہم نئے سرے سے زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے O تو آپ فرمایئے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا O

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ

یا کوئی اور چیز جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو بن جاؤ (تب بھی زندہ کیے جاؤ گے) اس پر وہ

یہ خود اپنے آپ کو جہنم میں ڈال رہے ہیں۔

۴۹ تا ۵۲۔ اور کافروں نضر وغیرہ نے تعجب سے کہا کہ کیا یہ سچ ہے کہ جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے اور خاک میں مل کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اس کے بعد ہم پھر اٹھائے جائیں گے اور از سر نو زندہ کیے جائیں گے اور موت کے بعد پھر ہم میں روح لوٹے گی، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ تم خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جاؤ ضرور زندہ ہو کر اٹھائے جاؤ گے خواہ تم پتھر ہو جاؤ یا اس سے بھی زائد سخت ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ یا اس سے بھی زیادہ سخت یا کوئی اور چیز جس کو تم اپنے دلوں میں بہت بڑا سخت مضبوط جانتے ہو، تم کو زندہ ضرور کیا جائے گا یعنی مرنے کے بعد تمہاری مٹی ضرور زندہ ہوگی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ آپ کے کہنے پر یہ کہیں گے کہ ہم کو کون زندہ کرے گا؟ آپ فرمایئے کہ جس نے تم کو پہلے پہل پیدا کیا اور ماؤں کے شکموں میں تمہاری صورت بنائی۔ یہ سن کر یہ لوگ بطور استہزاء و مذاق سر ہلا دیں گے اور تعجب سے کہیں گے: یہ تمہارا وعدہ کب ہونے والا ہے؟ آپ فرما دیں کہ یہ بات عنقریب ہونے والی ہے۔ پھر اس کا بیان کیا کہ جس دن

قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ

یہی کہیں گے کہ ہم کو دوبارہ کون جلائے (زندہ کرے) گا آپ فرمایئے: وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا پھر وہ آپ کے آگے مسخراپن سے سر ہلائیں

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا ﴿۵۱﴾ یَوْمَ

گے اور یہ کہیں گے کہ وہ کب ہے؟ آپ فرمایئے کہ وہ شاید وقت بہت ہی نزدیک آ گیا ہو ○ جس دن کہ وہ

یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۵۲﴾ ع

تمہیں بلائے گا تو تم (خوف کے مارے) اس کی حمد کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ تم تو (دنیا میں) بہت ہی کم ٹھہرے تھے ○

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ

اور (اے رسول ﷺ!) میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو کیونکہ شیطان ان کے آپس

بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ

میں فساد ڈلوا دیتا ہے بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے ○ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے

حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے خدا تعالیٰ تم کو بلائے گا' تم خدا تعالیٰ کے بلانے والی بات فوراً زندہ ہو کر قبول کرو گے اور اس وقت تم خیال کرو گے کہ تم دنیا میں اور قبروں میں بہت ہی کم ٹھہرے۔ قرآن پاک میں جہاں لفظ ''عسی'' آیا ہے وہ وعدہ ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدے واقع ہونے ضروری اور یقینی ہیں' اس کے خلاف ہونا ممکن نہیں۔ (قادری)۔

۵۳- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ اچھی بات نرمی اور آہستگی سے کہیں یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے کہہ دیجیے کہ کافروں سے ابھی نہ لڑیں اور نہ ان پر سختی کریں اور لطف و نرمی سے اسلام کی ہدایت کریں' شیطان سختی کے سبب سے آپس میں فساد ڈالتا ہے' شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ یہ آیت قبل ہجرت نازل ہوئی تھی۔

۵۴ تا ۵۵- اے مسلمانو! تمہارا خدا تمہارے حال سے بخوبی واقف ہے کہ تم کیسے ہو۔ اگر وہ چاہے گا تو تم کو اہل مکہ سے نجات دے دے گا اور اگر چاہے گا تو تم کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچائے گا' ان کو تم پر غالب کرے گا اور اے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو کافروں پر وکیل و ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کی نافرمانی کا سوال آپ سے ہو' آپ تو فقط پیغامبر ہیں۔ آپ کی تبلیغ میں کوئی قصور نہیں' آپ نے رب کا پیغام سب کو پہنچا دیا' آپ کا فرض ادا ہو گیا۔ آپ کا رب سب زمین و آسمان کے حال سے خوب واقف ہے اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت دی ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام دیا' حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل کی اور جناب پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل کیا اور بہت سے کمالات آپ کو عطا فرمائے جو دوسروں کو نہ ملے' لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے (تمہارے گناہ معاف فرما دے) یا اگر وہ چاہے تو تم کو (تمہارے جرموں کی) سزا دے اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے

عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا O اور آپ کا رب (ان کو) خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں رہتے ہیں

وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

اور بے شک ہم نے نبیوں کو ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی O

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ

اور (اے نبی ﷺ!) آپ (کافروں سے) فرما دیجیے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سوا جن کا گھمنڈ ہے ان کو بلاؤ تو سہی تو نہ ان کو تمہاری تکلیف دور کرنے

الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ

کا اختیار ہے اور نہ اس کو پھیر دینے کا O وہ (مقبول بندے) جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف ان لوگوں

اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ

کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سب سے زیادہ (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) مقرب ہیں اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَ اِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ

سے ڈرتے ہیں (پھر وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں) بے شک آپ کے رب کے عذاب سے ڈرنا چاہیے O اور ایسی کوئی بستی نہیں ہے جسے

سب نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

۵۶ تا ۵۷- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کافروں بنی خزاعہ کے لوگوں سے جو جنوں کی پرستش کرتے ہیں اور ان کو فرشتہ سمجھتے ہیں کہہ دو کہ تم ان کو جن کو تم خدا تعالیٰ کا شریک جانتے ہو اور ان کو تم بوقت شدت معبود جان کر پکارتے ہو مصیبت دفع کرنے کے لیے پکارو اور ان کی عبادت کیے جاؤ' وہ اتنی ذاتی طاقت نہیں رکھتے کہ تم سے ضرر و نقصان دور کریں۔ وہ مصیبت دور کرنے کے مستقل مالک نہیں اور نہ یہ کر سکتے ہیں کہ تمہاری مصیبت ٹال کر دوسرے پر ڈال دیں۔ وہ فرشتے تو خود اپنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سامنے عاجزی کر کے اس کے دربار کے قریب ہونا چاہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ آپس میں کون اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہے تا کہ اس کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کریں اور خدا تعالیٰ کی رحمت یعنی جنت کے امیدوار ہیں' اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ بے شک اس کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے' اس سے سب ڈرتے ہیں' کسی کو امان نہیں کہ ڈر جاتا رہے۔

۵۸- دنیا میں جتنے شہر و گاؤں ہیں ان سب کو ہم قیامت سے پہلے پہلے مارنے والے ہیں یا عذاب دینے والے

إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۭ

ہم قیامت سے پہلے (اس کی نافرمانی کی وجہ سے) ہلاک نہ کریں یا اس کو کسی سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں'

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُورًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ

یہ کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا جا چکا ہے O اور ہم (ان کے کہنے کے مطابق) نشانیاں اور معجزات بھیجنے سے اسی وجہ سے باز رہے کہ پہلے لوگوں نے ان

إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا

کو (خود مانگا اور) جھٹلایا تھا اور ہم نے قوم ثمود کو ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے (بطور معجزہ) ایک ناقہ (اونٹنی) دیا اور انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم ایسی نشانیاں تو

بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۵۹﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ

صرف ڈرانے کے لیے ہی بھیجا کرتے ہیں O اور (اے نبی ﷺ!) یاد کیجیے جب ہم نے آپ سے فرمایا کہ بے شک آپ کے رب نے سب لوگوں کو

أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

اپنے قابو میں کر رکھا ہے (وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اور جو دکھاوا ہم نے آپ کو (معراج کی شب جاگتے میں) دکھلایا تھا اس کو ہم نے صرف لوگوں کی آزمائش

ہیں یعنی بیماریوں اور لڑائیوں سے مارنے والے ہیں اور سخت تکلیف دینے والے۔ مطلب یہ کہ سب مریں گے یونہی کوئی تکلیف پا کر' یہ بات کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے ہو کر رہے گی۔

۵۹- یہ کافر جو عجیب وغریب معجزے طلب کرتے ہیں تو ہمیں ان کے دکھانے سے کوئی بات منع نہیں کرتی سوائے اس کے کہ ہم نے اگلی امتوں کو ان کی مرضی کے موافق معجزے دکھلائے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کیا' یعنی اگر ہم ان کافروں کو بھی جو یہ کہتے ہیں معجزے دکھا دیں اور یہ نہ مانیں تو ان پر بھی عذاب عام اگلا سا اترے اور سب ہلاک ہو جائیں اور ابھی اس کا وقت نہیں آیا اور ہم نے ثمود قوم صالح پیغمبر کو اونٹنی دس مہینے کی حاملہ پتھر سے نکال کر معجزہ ظاہر کیا' انہوں نے ظلم کیا اور انکار کیا' اس کو ستایا اس کی کونچیں کاٹیں' وہ مرگئی' ان پر عذاب نازل ہوا اور سب ہلاک ہو گئے۔ ہم جو حسب مرضی لوگوں کے معجزہ ظاہر کرتے ہیں تو ڈرا دیتے ہیں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو یقیناً ہلاک ہو جاؤ گے۔ ہمارا قانون یونہی جاری ہے۔

۶۰- اے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ سے کہہ دیا کہ آپ کا پروردگار سب آدمیوں کو محیط ہے یعنی سب اہل مکہ کے حال سے خوب واقف ہے کہ کون ایمان لائے گا کون کافر رہے گا اور ہم نے آپ کو جو شب معراج میں عجیب و غریب واقعات دکھائے اور قرآن میں بڑے خراب درخت زقوم کا جو ذکر کیا تو اس سے ہمارا مقصد آزمائش اور امتحان تھا۔ ہم نے اس لیے آپ کو وہ واقعے دکھائے اور قرآن میں ملعون درخت زقوم کا ذکر کیا کہ اہل مکہ کا امتحان ہو۔ ہم ان کو دوزخ اور زقوم کے ذکر سے ڈراتے ہیں مگر ہمارا ڈرانا ان کو بجائے ماننے کے اور بھی سرکشی اور حکم عدولی و نافرمانی میں بڑھا دیتا ہے' وہ کسی طرح نہیں مانتے۔ کافر معراج پر اعتراض کرتے تھے کہ اتنی دور تھوڑی دیر میں کیسے ہو آئے اور درخت زقوم پر تعجب کرتے

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا

ہی بنایا تھا (کہ کون تصدیق کرتا ہے اور کون انکار کرتا ہے) اور اس پیڑ کو بھی جس پر قرآن پاک میں لعنت ہے (یعنی زقوم کو آزمائش بنایا) اور ہم تو ان کو (اپنے عذاب

كَبِيْرًا ۝٦٠ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ ع ۶

سے) ڈراتے ہیں اس سے تو ان کی بڑی سرکشی اور شرارت ہی زیادہ بڑھتی ہے O اور (اے نبی ﷺ! اس وقت کو یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا: آدم کو

قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝٦١ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا ابلیس نے کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے O کہنے لگا اے پروردگار! دیکھ تو یہ وہی ہے

كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ

جس کو تو نے مجھ پر فوقیت دی اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو میں سوائے تھوڑے لوگوں کے اس کی سب اولاد کو اپنے قابو میں کر کے رہوں گا

اِلَّا قَلِيْلًا ۝٦٢ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

(ان کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا) O اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دور ہو جو کوئی ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو ان کی اور تیری سب کی بھرپور

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝٦٣ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

سزا جہنم ہے O اور ان میں سے جس پر تجھے قابو ہو تو اس کو اپنی آواز سے (یعنی برے وسوسے اور گانے بجانے کے ذریعہ)

تھے کہ آگ میں کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہم اپنی قدرت سے سب کچھ کر سکتے ہیں، دور کا راستہ تھوڑی دیر میں طے کرا سکتے ہیں اور آگ میں درخت اگا سکتے ہیں۔

۶۱ تا ۶۵- ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو تعظیمی سجدہ کرو، ان سب نے آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا، اس نے کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جو مٹی سے پیدا ہوا، یہ میری شان کے خلاف ہے اور یہ بھی کہا کہ اے خداوند کریم! بھلا دیکھو تو یہ ناچیز آدمی جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دے دی، مجھ سے زائد مکرم کر دیا، مجھ کو سجدہ کا حکم کر دیا، اگر تو مجھ کو قیامت تک مہلت دے گا اور زندہ رکھے گا تو دیکھ لینا کہ میں اس کی اولاد کو اپنے قبضہ و قابو میں لا کر ان کو اس مرتبہ سے گرا دوں گا، ان کی جڑ کاٹوں گا، سب کو گمراہ کروں گا مگر کچھ تھوڑے لوگ مجھ سے بچے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا میں خوب جانتا ہوں، اس کی اولاد میں سے جو تیری اطاعت کرے گا، وہ اور تو سب کے سب جہنم میں جائیں گے، جہنم میں تم سب کا پورا بدلہ ہو گا۔ اے ابلیس! تو اولاد آدم کو جہاں تک ہو سکے اور جتنی تیری طاقت ہو خوب بہکا اور اپنی آواز سے یعنی ناچ اور گانے باجے بجا کر ان کو گمراہ کر اور ان پر اپنا سارا لشکر جمع کر، خوب فوج کشی کر پیادہ اور سوار لے کر جا اور ان کے مالوں میں شریک ہو یعنی ناجائز و حرام طریقے سے ان کو مال حاصل کرنے کی ترغیب دے اور ان کی اولاد میں حصہ لگا یعنی زنا سے اولاد پیدا کروا اور ان سے جھوٹے خیالی وعدے کر کہ دوزخ، جنت سب خیالات ہیں، دنیا میں خوب عیش کرو، حلال و حرام کچھ نہیں، یہ ہی دنیا کی

اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ

ڈگمگادے اور ان پر چڑھائی کر دے اپنے سواروں اور اپنے پیادوں سے اور ان کے مال و اولاد میں ان کا

الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ

شریک ہو جا اور انہیں (اپنی فرمانبرداری کے) وعدے دے اور شیطان کے وعدے تو صرف مکر و فریب ہی ہیں O بے شک میرے

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝۶۵ رَبُّكُمُ الَّذِيْ

خالص بندوں پر تیرا کچھ قابو نہ چلے گا اور (اے نبی ﷺ!) آپ کا رب کارسازی کے لیے کافی ہے O تمہارا رب وہ ہے

يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ

جو دریا میں تمہارے لیے کشتی (جہاز) چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو، بے شک وہ

رَحِيْمًا ۝۶۶ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ

تم پر بڑا مہربان ہے O اور جب کہ تم پر دریا میں کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ سب

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۷

تم سے غائب ہو جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لاتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو اور انسان تو بڑا ہی ناشکرا ہے O

زندگی ہے قیامت وغیرہ کچھ نہیں اور شیطان آدمی سے جو وعدے کرتا ہے وہ سب مکر و فریب اور باطل ہیں۔ اے شیطان ملعون! ان ہی میں سے میرے مخلص و مقبول بندوں پر تجھ کو کچھ غلبہ نہ ہوگا۔ تیرا پروردگار ان کے لیے کفیل اور ان کا حافظ و نگہبان کافی ہے۔ ناجائز راگ و باجا اور سب بری آوازیں، خلاف شرع باتیں سب شیطان کی آوازیں ہیں اور کافروں کا لشکر بھی پیادہ اور سوار درحقیقت شیطان کا لشکر ہے۔ حرام کا مال حاصل کرنا یا حرام ہم بستری زنا کرنا اس میں شیطان کی شرکت ہے۔

۶۶ تا ۷۰۔ تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لیے کشتیاں دریا میں چلاتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو یعنی تجارت کرو، حلال رزق ڈھونڈو یا یہ کہ تحصیل علم دین کی خاطر سفر کرو، وہ تم پر رحمت والا ہے کہ جلد عذاب نہیں اتارتا، یا یہ کہ بہت لوگوں کو ہدایت دے کر ایمان بخشتا ہے۔ جب دریا میں تم کو سختی اور مصیبت اور دہشت پکڑتی ہے تو سوائے خدا کے وہ سب گم ہو جاتے ہیں یعنی بت جن کو تم پکارا کرتے ہو اور ان کو پوجتے ہو، اس وقت خدا ہی یاد آتا ہے اور کسی سے نجات نہیں مانگتے۔ پھر جب اللہ اپنے فضل سے تم کو نجات دے کر خشکی پر لاتا ہے تو تم اس کے شکر اور توحید کے اقرار سے منہ پھیرتے ہو اور پھر وہی شرک کی باتیں کرتے ہو، بے شک آدمی یعنی کافر بہت ہی ناشکرا اور نافرمان ہے، وہ نعمت کی قدر نہیں جانتا۔ کیا اے اہل مکہ! خشکی میں آ کر تم کو اس بات سے امان مل گئی ہے کہ خدا تم کو خشکی میں زمین میں نہ دھنسا دے گا جیسے کہ قارون کو دھنسایا تھا یا تم پر پتھر نہ برسائے گا جیسے قوم لوط پر برسائے تھے، اگر وہ ایسا کرے تو اپنے لیے کوئی وکیل و مددگار نہ پاؤ گے یا تم کو اس بات سے

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

کیا تم (خشکی پر آنے کے بعد) اس سے بے خوف ہو گئے کہ وہ تم کو خشکی کی طرف لا کر زمین میں دھنسا دے اور تم پر آندھی کا پتھراؤ بھیج دے پھر اس وقت

ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ

تم کسی کو اپنا (حمایتی اور) مددگار نہ پاؤ ○ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے کہ وہ تم کو دوبارہ دریا میں لے جائے

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا

پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تمہارے کفر کی وجہ سے تمہیں غرق کر دے پھر تم کو کوئی اپنے لیے ہمارا

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ

پیچھا کرنے والا بھی نہ ملے ○ اور بے شک ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزت دی اور ان کو خشکی

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

اور تری میں (جانوروں اور کشتی وغیرہ پر) سوار کیا اور ان کو پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر بزرگی

تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ ع ۱۰ ۷

اور فضیلت عطا فرمائی ○ (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر ایک جماعت کو ان کے (امام اور) پیشوا کے ساتھ بلائیں گے تو جن کے نامۂ اعمال

امان مل گئی ہے کہ خدا تم کو پھر دوبارہ دریا میں لے جائے اور پھر وہاں تم پر سخت طوفانی ہوا بھیجے کہ تم کو ڈبو دے اور کفر و کفرانِ نعمت کا بدلہ دے۔ پھر تم ہم سے کوئی مواخذہ کرنے والا نہ پاؤ گے کہ تمہاری بات سنے اور مدد کرے اور ہمارے عذاب سے بچائے اور بے شک ہم نے بنی آدم کو معظم و مکرم کیا' ہاتھ' پاؤں' عقل و شعور وغیرہ دیے اور ان کو خشکی میں جانوروں پر اور پانی میں جہازوں' کشتیوں پر سوار کیا اور ان کو پاکیزہ غذائیں دیں' ان کی غذائیں جانوروں کی غذاؤں سے زیادہ لطیف و لذت والی بنائیں اور ان کو ہم نے اپنی اکثر مخلوق سے افضل و اعلیٰ کیا۔ یعنی جانوروں سے ان کی صورت اچھی کی' ان کو عقل دی اور شعور اور بہترین شکل و صورت عطا کی۔

۷۱ تا ۷۲۔ جس دن ہم تمام آدمیوں کو بلائیں گے یعنی بروز قیامت مع ان کے پیشواؤں کے یعنی پیغمبروں کے یا کتابوں کے یا ان سرداروں لیڈروں کے جو ان کو اچھی یا بری راہ دکھاتے تھے غرضیکہ سب اچھوں بروں کو مع ان کے رئیسوں اور مقتدیوں کے بلا کر جمع کریں گے اس دن جس کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ اپنی نیکیاں خوشی سے بلا خوف پڑھے گا اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا' نہ ان کی نیکیاں کم ہوں گی نہ برائیاں زائد۔ فتیل وہ چھلکا ہے جو گٹھلی کے شگاف میں برائے نام ہوتا ہے یا وہ میل جو انگلیوں کے آپس میں ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا اور جو شخص دنیا میں باوجود نعمتوں کے اندھا ہوگا' شکر نہ کرے گا تو وہ قیامت میں بھی اندھا ہوگا اور راہ جنت اس کو نہ ملے گی۔ یا یہ کہ جو دنیا

بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ

ان کے سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو وہ اپنے نامۂ اعمال کو (خوشی سے) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا O اور جو کوئی

كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَ

اس (جہان) میں اندھا رہا تو آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور بہت ہی زیادہ گمراہ (ثابت) ہوگا O اور

اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا

جو کچھ ہم نے آپ کی طرف وحی کی وہ مشرکین تو آپ کو اس سے پھسلانے ہی لگے تھے تاکہ آپ اس (قرآن) کے سوا ہم پر کچھ اور بہتان باندھنے لگےاور جب

غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ

ایسا ہوتا تو وہ آپ کو یقیناً گہرا دوست بنا لیتے (اور آپ کا پھسلنا ناممکن ہے کیونکہ ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا) O اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم

تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ

نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف تھوڑا سا جھک جاتے O اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو دونی زندگی اور دونی موت کا مزہ چکھاتے'

الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ

پھر تم ہمارے مقابلہ میں اپنا کوئی مددگار نہ پاتے O اور (اے محبوب ﷺ!) قریب تھا کہ وہ آپ کو

میں بے اصل بے دلیل بات کرے گا یعنی کافر تو آخرت میں حساب کے وقت اس کے ہوش وحواس ڈر کی وجہ سے بالکل گم ہو جائیں گے وہ سخت بدحواس ہوگا۔

۷۳ تا ۷۵۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بعض کافروں نے چاہا تھا کہ آپ کو دھوکہ دیں اور ایسے حیلے نکالے تھے کہ قریب تھا کہ آپ کو فتنہ میں ڈال دیں اور جن باتوں سے کہ ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے آپ کو بہکا لیں کہ آپ ان کی خاطر ہم پر کچھ اور بات افتراء کر دیں اور پھر وہ آپ کی اطاعت کریں اور آپ کو دوست بنائیں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر ہم آپ کو معصوم ومحفوظ نہ رکھتے اور ثابت قدم نہ کرتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف ظاہر میں کچھ مائل ہو جاتے اور ان کی آرزو پوری کر دیتے۔ اگر بفرض محال ایسا ہوتا تو ہم آپ کو عذاب دنیا وآخرت دیتے' پھر آپ اپنا کوئی مددگار نہ پاتے کہ ہم سے آپ کو بچاتا۔ قبیلہ ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ برس بھر تک اگر آپ ہم کو بت پرستی کی اجازت دیں اور بت نہ توڑیں تو ہم آپ کا اتباع کریں گے اور اس بات پر بہت اصرار کیا اور آپ کو مجبور کرنا چاہا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ف: کیونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور حکم الٰہی کے خلاف ان سے کوئی فعل ہونا ممکن نہیں اس لیے حضرت مترجم نے بفرض محال کی قید لگائی ہے۔ (قادری)

۷۶ تا ۷۷۔ قریب تھا کہ یہ لوگ آپ کو زمین سے بھگا دیتے' وہاں سے نکال دیتے یعنی یہود نے یہ کہا کہ سب

مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا

اس سرزمین سے دھکیل دیتے تاکہ وہ آپ کو وہاں سے باہر کر دیں اور اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی آپ کے بعد بہت ہی کم ٹھہرنے پاتے (یعنی

قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا

ہلاک کر دیئے جاتے)O کیونکہ ہم نے آپ سے پہلے جس قدر نبی بھیجے ان میں ہمارا یہی دستور رہا ہے اور آپ ہمارے قانون میں کوئی تبدیلی نہ پائیں

تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ ع ۸

گے O نماز قائم کرو سورج ڈھلنے کے وقت (یعنی ظہر کی) اور سورج زرد پڑنے کے وقت (یعنی عصر کی) اور غروب ہونے کے وقت مع اس وقت کے جب کہ (شفق

قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

غائب ہو کر) خوب اندھیرا ہو جائے (یعنی عشاء کی) اور نماز قائم کرو فجر کے وقت بے شک فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں O (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) رات کے

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

کچھ حصہ میں جاگا کیجئے (تہجد کی نماز پڑھا کیجئے) یہ (نماز) خاص آپ کے لیے زیادہ ہے قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب ایسے مقام میں کھڑا کرے کہ جہاں

پیغمبر شام میں گزرے ہیں اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو وہاں چلے جائیں انہوں نے یہ چاہا کہ مدینہ سے آپ کو نکال دیں اور دھوکہ دیں اور اگر ایسا کرتے تو آپ کے جانے کے بعد تھوڑے ہی دنوں میں وہ ہلاک ہو جاتے آپ کے ان کے درمیان میں سے چلے جانے کے بعد یہ تھوڑی ہی مدت زندہ رہتے۔ ہمارا یہی طریقہ ان لوگوں میں جاری رہا جن کو ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ یعنی جب رسول علیہم السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے جاتے تھے تو خدا تعالیٰ ان کو ہلاک کر دیتا تھا اور تم ہمارے طریقہ کو بدل نہیں سکتے یعنی ہمارے عذاب کو ٹال نہیں سکتے ہمارا دستور یونہی چلا آیا ہے۔

۷۷ تا ۸۲۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سورج ڈھلنے کے بعد زوال ہونے پر نماز قائم کرو اچھی طرح ادا کرو یعنی ظہر عصر رات تک پڑھے جاؤ یعنی بعد غروب آفتاب مغرب عشاء پڑھو اور صبح کو قرآن پاک یعنی نماز فجر پڑھو صبح کا قرآن مشہود ہے یعنی اس وقت رات دن کے فرشتے جمع ہو کر حاضر ہوتے ہیں۔

ف: ''اقم الصلوۃ'' کے ایک معنی یوں بھی کیے جاتے ہیں کہ اے حبیب! آپ نماز قائم کریں سورج ڈھلنے کے وقت اور سورج زرد پڑنے کے وقت اور سورج غروب ہونے کے وقت مع رات کے خوب تاریک ہونے کے وقت اور فجر کی نماز پڑھیں۔ اس آیت میں پانچ نمازوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے لفظ ''دلوک'' کے لغت کی کتاب بدر منیر میں تین معنی بیان کیے گئے ہیں سورج ڈھلنا سورج زرد پڑنا اور غروب ہونا۔ سورج ڈھلنے پر ظہر زرد پڑنے پر عصر اور سورج غروب ہونے پر مغرب اور خوب اندھیرا ہونے پر عشاء اور فجر کی نماز فجر کے وقت آیت مذکورہ میں پانچ نمازوں کے اوقات مفصل بیان کیے گئے ہیں جیسے کہ تمام دنیا کے کروڑوں مسلمان پڑھتے ہیں۔ (فقیر قادری غفرلہ)

اور یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! رات کو سونے کے بعد تہجد میں قرآن پاک پڑھا کرو یہ آپ کی فضیلت ہے یا یہ

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

سب آپ کی تعریف کریں (یہی مقام محمود ہے) ○ اور آپ (یوں) دعا کیجئے کہ اے میرے رب! مجھے سچی طرح (خیر سے مدینہ میں) داخل کر اور

وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ

سچی طرح (خیر سے مکہ سے) نکال اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ (اور شوکت) عطا کر ○ اور آپ فرمایئے کہ حق (اسلام) آیا

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

اور باطل (کفر) مٹ گیا اور بے شک باطل (کفر) کو مٹنا ہی تھا ○ اور ہم قرآن میں وہ

الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ

چیزیں اتارتے ہیں جو ایمان داروں کے لیے شفا اور رحمت ہیں اور ناانصاف لوگوں کو تو ان سے نقصان

اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ

ہی بڑھتا ہے ○ اور جب ہم انسان پر (نعمتیں دے کر) احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ

(اکڑ کر) اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو وہ ناامید ہو جاتا ہے ○ آپ فرما دیجئے کہ ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر عمل

آپ کے لیے خاص ہے۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر قائم فرمائے ''عسی'' وعدہ ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ واجب یقینی ہوتا ہے۔ اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں یعنی قریب ہے اور یقینی ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر پہنچا دے کہ وہاں اولین وآخرین ہر آدمی وجن وفرشتے سب آپ کی تعریف کریں اور آپ ہی کا دم بھریں یعنی مقام شفاعت کبریٰ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اے میرے رب! تو مجھے اچھی جگہ اچھی طرح سے داخل کر یعنی مدینہ طیبہ میں اور اچھی جگہ نکال یعنی مدینہ طیبہ سے نکال کر مکہ معظّمہ پہنچا۔ یا یہ کہ قبر میں اچھے عمدہ طریقے سے داخل کر اور روز حشر وہاں سے اچھی طرح سے نکال اور مجھ کو اپنے پاس اپنے دربار میں اپنی طرف سے غلبہ وشوکت اور ایسا قول وحجت عطا فرما جس کو کوئی رد نہ کر سکے اور یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ بھی آپ کہہ دیں کہ حق بات آ گئی (حق ظاہر ہو گیا) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک لے کر آ گئے (خدا تعالیٰ کا نور پھیلا) اسلام ظاہر ہوا' باطل ہلاک ہو گیا' شیطان وشرک مغلوب ذلیل ہو گئے' بے شک باطل یعنی شرک ومشرکین وشیطان ذلیل وخوار ہی ہونے کے قابل ہیں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم قرآن پاک میں ایسی پاک آیتیں اتارتے ہیں جو مسلمانوں کے لیے شفاء ورحمت ہوتی ہیں۔ ہر مرض' کفر وشرک ونفاق سے شفاء بخشتی ہیں۔ نابینائی اور گمراہی سے بچاتی ہیں۔ یہ قرآن صاف' پاکیزہ' کھلا ہوا بیان گمراہی سے بچانے والا' عذاب سے چھڑانے والا ہے اور یہ قرآن پاک مشرکوں' کافروں کا اور بھی خواری' خرابی کا نقصان زائد کرتا ہے چونکہ وہ انکار کرتے ہیں تو ان کا کفر اور زیادہ

ع ۹

أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدٰى سَبِيلًا ﴿٨٤﴾ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ

کرتا ہے اور تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ راست پر ہے O اور (اے نبی ﷺ!) لوگ آپ سے روح (کی حقیقت) سے سوال کرتے ہیں تو آپ فرما

الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾ وَلَئِن

دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے پیدا کی ہوئی چیز ہے اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے (تم تو روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے) O اور اگر ہم

شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا

چاہتے تو جو کچھ آپ کی طرف وحی کی ہے اس کو اٹھا لے جاتے، پھر آپ اس کی بابت اپنی طرف سے ہم سے مطالبہ کرنے والا

وَكِيلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾

کوئی وکیل نہ پاتے O مگر یہ صرف آپ کے رب کی رحمت ہی ہے (جو ایسا نہیں کرتا) بے شک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے O

ہو جاتا ہے۔

۸۳ تا ۸۴- اور جب ہم آدمی پر یعنی کافروں پر کوئی نعمت نازل کرتے ہیں اور احسان کرتے ہیں، مال و منال بہت دیتے ہیں تو وہ دعا اور شکر سے منہ پھیرتا ہے اور ہمارے رسول اور کتاب پر ایمان لانے سے الگ ہٹ جاتا ہے اور دور بھاگتا ہے اور جب اس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، سختی و غربت آتی ہے تو خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے غرضیکہ ہر وقت کفر کرتا ہے اور یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کی شان میں نازل ہوئی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ تم میں سے ہر آدمی اپنی اپنی نیت اور طریقہ پر اور اس حالت پر جس کے وہ لائق ہے کام کرتا ہے، یا یہ کہ ہر شخص اسلام کے گھٹانے میں نئی تدبیر نیا حیلہ نکالتا ہے اور تم سب کا خدا تمہارا حال خوب جانتا ہے کہ کون صواب و صحیح سچے راستہ پر ہے اور کون گمراہ ہے، وہ ہر ایک کو جزاء سزا دے گا۔

۸۵- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ لوگ آپ سے روح کا حال دریافت کرتے ہیں۔ ابوجہل وغیرہ نے سوال کیا تھا کہ روح کی کیا حقیقت ہے۔ یا رسول اللہ! آپ فرما دیں کہ روح میرے پروردگار کی پیدا کی ہوئی ہے، اس کی عجائب قدرت کا کرشمہ ہے۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ کا بھید ہے جو ہر شخص کو نہیں بتایا گیا، اس کی حقیقت وہی جانتا ہے اور اے آدمیو! تم کو خدا تعالیٰ کی باتوں کا بہت ہی کم علم ہے۔

۸۶ تا ۸۷- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر ہم چاہیں تو جو ہم نے آپ کو (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) کی معرفت قرآن پاک دیا ہے اور وحی بھیجی ہے وہ لے جائیں، آپ کو بھلا دیں، پھر ہم پر کوئی دعویٰ کرنے والا ذمہ دار نہ پائیں یا یہ کہ کوئی روکنے والا نہ پائیں مگر آپ کے رب کی مہربانی ہے کہ اس نے آپ کے دل میں سب محفوظ کر دیا ہے تو آپ بھول نہیں سکتے اور بے شک اس کا آپ پر بڑا فضل و کرم ہے کہ آپ کو اپنا رسول بنایا اور ایمان و معرفت عطا فرمائی اور سارے عالم کا ہادی بنایا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
(اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے اگر سب آدمی اور جن (و ملک) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾
بنا کر لے آئیں تو وہ اس کی مثل بنا کر نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں O
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى
اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثلیں (مثالیں) کھول کھول کر بیان فرمائیں تو اس پر
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ
بھی اکثر لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری ہی کرنا O اور کہنے لگے کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے لیے
لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ
زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دیں O یا جب تک تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو
فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا
پھر تم ان کے اندر بہتی نہریں جاری کرو O یا پھر (جب تک آپ ہم پر) آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ گرا دیں جیسا کہ

۸۸ تا ۸۹- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اہل مکہ وغیرہ سے کہہ دیں کہ اگر تمام آدمی اور جن اس بات پر اتفاق کرلیں اور جمع ہو جائیں کہ اس قرآن پاک کی مثل کوئی کتاب بنا لائیں جس میں اس حکمت عجیبہ الٰہیہ کی مثل اوامر و نواہی، وعدہ وعید، ناسخ منسوخ و محکم و متشابہ اخبار ماضی و مستقبل موجود ہوں تو بھی وہ ہرگز نہیں بنا سکتے اور ایسا بلیغ کلام نہیں کہہ سکتے اگرچہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور ہم نے اس قرآن پاک میں آدمیوں کے لیے ہر قسم کی باتیں بیان کیں اور ہر طرح سے سمجھایا، وعدہ بھی کیا، ڈرایا بھی لیکن اکثر آدمی اس کے ساتھ کفر ہی کرتے رہے۔ اسلام قبول نہ کیا۔

۹۰ تا ۹۳- اور کافر عبداللہ بن امیہ مخزومی وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ زمین چیر کر چشمہ نہ نکال دو گے اور مکہ کی زمین کو چشموں، نہروں سے نہ بھر دو گے یا اپنے لیے غیب سے چھوہارے اور انگور وغیرہ کے عمدہ عمدہ باغ نہ بناؤ گے، پھر اس میں نہریں عمدہ زمین چیر کر نہ پیدا کرو گے یا ہمارے اوپر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ گرا دو گے جیسا کہ تم عذاب کا خیال اور وعدہ کرتے ہو یا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنا کر ہمارے سامنے نہ لاؤ گے یا تمہارا سونے چاندی کا گھر نہ بنایا جائے گا یا آسمان میں ہمارے سامنے چڑھ جاؤ اور وہاں سے خدا تعالیٰ اور فرشتوں کو بلا کر نہ لاؤ گے تاکہ وہ تمہاری تصدیق کریں اور خدا تعالیٰ خود کہے کہ یہ میرے رسول ہیں۔ جب تک تم ان باتوں سے کچھ کر کے نہ دکھاؤ گے ہم تصدیق نہ کریں گے اور اگر بالفرض تم آسمان پر بھی اڑ جاؤ گے تو بھی ہم تمہارے جادو کی جب تک

كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ

آپ نے فرمایا ہے یا (جب تک) آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ضامن بنا کر ہمارے سامنے نہ لے آئیں O یا جب تک آپ کے لیے کوئی سنہرا مکان نہ ہو

زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا

یا جب تک آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھنے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہم پر کوئی ایسی

كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَ ع ۹/۱۰

کتاب نہ اتاریں جس کو ہم خود بخود پڑھ لیں آپ فرمایئے کہ میرا رب پاک ہے (وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے) میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا بشر ہوں O اور

مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

لوگوں کے پاس جب ہدایت آئی تو ان کو ایمان لانے سے صرف اسی بات نے روکا کہ انہوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آدمی

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ

کو رسول بنا کر بھیجا ہے O آپ فرمایئے کہ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے (اس میں)

يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

اطمینان سے چلتے پھرتے تو یقیناً ہم ان پر آسمان سے رسول بھی فرشتہ اُتارتے O

تصدیق نہ کریں گے کہ تم آسمان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب لکھی ہوئی نہ لاؤ گے جس کو ہم خود بخود پڑھ لیں اور اس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) برحق ہیں۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ میں اپنے رب کو ہر ناقص بات سے منزہ ومبرا و پاک جانتا ہوں، وہ شریک واولاد سے پاک ہے، تم مجھ سے کیسی کیسی باتیں چاہتے ہو، میں تو آدمی ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، میں مالک وقادر مستقل نہیں کہ جو چاہوں پیدا کر دوں، سب کام تو خدا کے ہیں اگر وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے، میں تو پہلے رسولوں کی طرح رسول ہوں اور رسولوں کے فرائض میں یہ باتیں جو تم مجھ سے طلب کرتے ہو ہرگز نہیں، رسول تو صرف پیغام پہنچانے کے لیے آتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ ان کی تصدیق کے لیے معجزات دکھا دیتا ہے۔

۹۴ تا ۹۶- اور آدمیوں کو یعنی اہل مکہ وغیرہ کو جبکہ رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے اور انہوں نے معجزے دکھا کر ہدایت دینا چاہی سوائے اس لغو خیال کے اور کسی بات نے ان کو ایمان لانے سے نہ روکا کہ انہوں نے کہا کہ کیا خدا تعالیٰ نے آدمی اپنا قاصد بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیں کہ اگر زمین میں فرشتے رہتے سہتے ہوتے اور تمہاری طرح مقیم اور چلتے پھرتے ہوتے تو ان پر ہم آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے۔ تم تو آدمی ہو لہٰذا تمہاری طرف آدمی رسول بنا کر بھیجا کہ آدمی کی طرف فرشتہ اور فرشتہ کی طرف آدمی نہیں بھیجا جاتا ہے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ ہمارے تمہارے درمیان میں خدا تعالیٰ گواہ ہے اور میں بے شک اس کا سچا رسول ہوں، وہ اپنے

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ

آپ فرمایئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہی کی گواہی کافی ہے' بے شک وہ اپنے سب بندوں کو خوب جانتا ہے

بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ

سب کو دیکھتا ہے O اور جس کو اللہ تعالیٰ (توفیق دے کر) ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے اور جن کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے

تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي

ان کے لیے اس کے سوا تم کوئی اور حمایتی نہ ملے گا اور ہم ان کو قیامت کے دن اندھے گونگے بہرے منہ کے بل اوندھے

وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾

اٹھائیں گے' ان کا ٹھکانہ جہنم ہے' جب کبھی وہ بجھنے پر آئے گی تو ہم اسے اور زیادہ بھڑکا دیں گے O

ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ

یہ ان کی سزا ہے' اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہنے لگے کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں

رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

گے تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا کر کے دوبارہ اٹھائے جائیں گے O کیا انہوں نے (غور سے) نہیں دیکھا

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ

کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بنائے وہ ان لوگوں کی مثل بھی بنا سکتا ہے اور اس نے ان کے لیے ایک میعاد

النصف

بندوں کا حال دیکھنے والا ہے اور ان سے خوب خبردار ہے' رسول اور مسلمان اور کافر سب کا حال خوب جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا کون کافر رہے گا۔ پھر سب کو جزاء سزا دے گا۔

۹۷ تا ۹۹- اور جس کو خدا تعالیٰ اپنے دین کی راہ دکھاتا ہے وہی راہ پاتا ہے۔ اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے تو اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کے لیے کوئی مددگار ہدایت دینے والا اور ایمان دینے والا نہ پائیں گے اور ہم ان کافروں کو روز قیامت اوندھے منہ اٹھائیں گے اور اندھے ہوں گے کچھ نہ دیکھیں گے' گونگے ہوں گے کچھ بول نہ سکیں گے' بہرے ہوں گے کچھ سن نہ سکیں گے' جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ جب اس کی آگ دھیمی پڑے گی تو ہم اور ایندھن ڈال کر بھڑکا دیں گے اور شعلے زائد تیز ہو جائیں گے۔ یہ اس کا بدلہ ملے گا کہ وہ ہماری آیتوں کو اور رسول و قرآن کو نہیں مانتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے اور خاک کا چورا چورا بن جائیں گے پھر زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے اور پھر ہم میں روح لوٹے گی کبھی نہ ہوگا۔ کیا یہ کافر اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ خدا تعالیٰ جس نے آسمان و زمین پیدا کیے بے شک ان کی مثل دوبارہ

جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ

ٹھہرا رکھی ہے جس میں کوئی شک نہیں (یعنی موت یا قیامت) تو ظالم اس پر ناشکری کیے بغیر نہ مانیں O آپ فرمائیے کہ

اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ

اگر تم میرے۔ رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم ان کو خرچ ہو جانے کے ڈر سے بند کر کے روکے ہی رکھتے اور

وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

عِ ۱۱

آدمی تو بڑا ہی تنگ دل (اور کنجوس) ہے O اور بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو کھلی ہوئی نشانیاں (معجزے) دیں تو آپ بنی اسرائیل سے

فَسْئَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ

دریافت کیجئے جب موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس آئے تو ان سے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) میرے خیال میں تو

يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ

تم پر جادو کیا ہوا ہے O موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بے شک تجھے (دلائل سے) معلوم ہو چکا ہے کہ ان (معجزوں) کو آنکھیں کھولنے والا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

صرف آسمانوں اور زمین کے رب نے ہی اتارا ہے اور میرے خیال میں تو اے فرعون! تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے O

پیدا کرنے پر قادر ہے۔ ہاں اس نے ان کے اٹھانے کو ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں کوئی شک نہیں، مسلمان اس کا یقین کرتے ہیں اور مشرک ظالم سوائے انکار کے کوئی بات مانتے ہی نہیں، کفر و ناشکری ہی کرتے ہیں۔

۱۰۰- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ اے اہل مکہ وغیرہ! اگر تم خدا تعالیٰ کی رحمت کے خزانے کے مالک ہوتے اور اس کے رزق کی کنجیاں تمہارے قبضے میں ہوتیں تو تم فقیری کے ڈر کے مارے کسی کو کچھ نہ دیتے، سب اپنے ہی لیے روک رکھتے اور کافر آدمی بہت ہی بخیل اور ممسک ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال اس کے مستحق بندوں کو نہیں دیتا ہے۔

۱۰۱ تا ۱۰۴- اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو معجزے ظاہر دیئے ید بیضا، عصا، طوفان، ٹڈی، کھٹمل، مینڈک، خون، قحط سالی، مالوں کی تباہی۔ پس بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب موسیٰ ان کے پاس آئے تھے تو فرعون نے ان سے کہا تھا کہ اے موسیٰ! میں تم کو جادو سے عقل کھویا ہوا جانتا ہوں۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اے فرعون! تو خوب جانتا ہے کہ ان معجزوں کو سوائے خدا تعالیٰ آسمان و زمین کے خالق کے کسی اور نے نہیں اتارا ہے، اس نے یہ میری نبوت کی نشانیاں اور دلائل اتارے ہیں، اے فرعون! میں تجھ کو ملعون و کافر، خراب و ہلاک و تباہ ہونے والا جانتا ہوں۔ پس فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو زمین اردن و فلسطین سے نکال دے تو ہم نے اس کو اور اس کے سب لشکر کو جو اس کے ہمراہ تھا، بحر نیل و سمندر میں ڈبو دیا۔ پھر اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم اپنے اردن اور فلسطین وغیرہ میں امن سے رہو، جب آخرت آئے گی تو ہم تم سب کو دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کریں گے۔ یا یہ کہ

فَأَرَادَ أَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿١٠٣﴾

تو اس نے چاہا کہ ان کو (موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو) زمین سے نکال دے تو ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں سب کو ڈبو دیا O

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ

اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اب تم زمین پر (آرام سے) بسو اور پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر

الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ط وَمَآ

(اکٹھا کر کے) لے آئیں گے O اور ہم نے اس (قرآن) کو سچائی سے ہی نازل کیا اور وہ سچائی کے لیے ہی نازل ہوا اور ہم نے آپ کو

أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿١٠٥﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَأَهٗ عَلَى النَّاسِ

صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے O اور ہم نے قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے بتدریج اتارا تاکہ آپ اس کو

عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿١٠٦﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ أَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ط إِنَّ الَّذِيْنَ

لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے بتدریج اتارا O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمایئے کہ (اے لوگو!) تم مجھ پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک جن

أُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ إِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾

لوگوں کو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے علم دیا گیا ہے جب یہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ (اس کی تصدیق کر کے) ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے

وقف لازم

جب (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) آسمان سے اتریں گے تو تم سب کو اکٹھا کریں گے اور تم ان پر ایمان لاؤ گے۔

۱۰۵ تا ۱۰۹- اور ہم نے جبرائیل (علیہ السلام) کو حق اور مقدس کتاب دے کر اتارا اور وہ حق کو یعنی قرآن پاک کو لے کر اترے اور یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو دنیا میں فقط اس لیے بھیجا ہے کہ آپ جنت کی خوشخبری دیں اور دوزخ سے ڈرائیں۔ آپ حاکم نہیں ہیں۔ ہم نے جبرائیل (علیہ السلام) کے ذریعے قرآن پاک نازل کیا۔ اس میں حرام حلال سب کھول کر صاف صاف بیان کر دیا' یا یہ کہ اس قرآن کو متفرق سورت' آیت کر کے اتارا اس لیے کہ آپ اس کو آہستہ آہستہ آدمیوں کو پڑھ کر سنائیں اور وہ آسانی سے اس کو یاد کر لیں' اسی لیے ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا اور خوب کھول کر بیان کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجئے کہ اے کافرو! خواہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ بے شک جو لوگ علم و حکمت والے ہیں یعنی جن کو علم توریت ملا ہے وہ صفت رسول نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) جانتے ہیں اور پہلے سے واقف ہیں' جب یہ قرآن پاک ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ اس پر یقین کر کے اپنے منہ کے بل زمین پر گر پڑتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہوئے اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ اللہ اولاد و شریک سے پاک و برتر ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے رب کا وعدہ بے شک یقیناً سچا ہوا یعنی اس نے جو توریت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ سچا نکلا اور یہ بے شک وہی رسول ہیں جن کے بھیجنے کا توریت میں وعدہ کیا گیا تھا اور وہ عاجزی و انکساری کے ساتھ ٹھوڑیوں کے بل زمین پر گرتے اور سجدہ کرتے ہیں اور عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے ہیں اور ان کی عاجزی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

وَيَقُولُونَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ

ہیں O اور کہتے ہیں: پاک ہے ہمارے رب کے لیے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے O اور وہ ٹھوڑی

لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿۱۰۹﴾ (السجدة) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا

کے بل روتے ہوئے (سجدہ میں) گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا اور عاجزی کرنا اور زیادہ بڑھاتا ہے O (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے

الرَّحْمٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ

کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو سب اسی کے عمدہ (اچھے) نام ہیں اور اپنی نماز نہ زیادہ چلا کر پڑھو

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے درمیان میں راستہ اختیار کر لو O اور (یوں) فرمائیے کہ سب خوبیاں

الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے (اپنے لیے) کوئی اولاد نہ بنائی اور اس کی حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور (وہ توانا ہے)

يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

کمزوری سے اس کا کوئی مددگار نہیں اور اس کی بڑائی بیان کرنے کے لیے اللہ اکبر کہو O

۱۱۰ تا ۱۱۱- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان سے کہہ دیجیے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو خواہ رحمٰن پکارو۔ سب اسی کے مقدس نام ہیں، صفات علیا ہیں۔ قدرت سمع بصر وغیرہ بہت سی اس کی صفتیں ہیں، اس کو ان ناموں سے پکارو۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی نماز میں نہ تو زیادہ چلا کر قرآن پاک کو پڑھو اور نہ ہی بالکل آہستہ یعنی نہ تو اتنا چلاؤ کہ مشرکین سن کر ایذاء کو تیار ہوں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں۔ دونوں کے درمیان میں اوسط درجہ کی راہ اختیار کریں۔

ف: اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ سب نمازیں بلند آواز سے نہ پڑھیں بلکہ کچھ نمازیں بلند آواز سے پڑھا کریں (یعنی مغرب، عشاء، فجر کی) اور کچھ آہستہ پڑھا کریں (یعنی ظہر، عصر کی) تاکہ کافر ایذاء نہ دے سکیں اور یہ کہیں کہ سب شکر و عبادت و معبودیت خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنا کوئی لڑکا آدمیوں اور فرشتوں میں سے نہ بنایا کہ وہ اس کے ملک کا وارث ہوتا۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں جو اس کا مزاحم ہوتا اور اس کو کوئی مددگار و مشیر نہیں اور ذلیلوں عاجزوں میں سے یعنی نصاریٰ یہودیوں وغیرہ میں سے اس کا کوئی ولی و مددگار نہیں، اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ یعنی اس نے بہ سبب احتیاج و ذلت کے اپنا کوئی معین و مددگار نہیں بنایا کیونکہ وہ خود بے نیاز و سب سے بے پرواہ و بالاتر ہے اور یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کی بڑائی و بزرگی بیان کریں اور یہود و نصاریٰ و مشرکین کی ناقص خیالی باتوں سے اس کی پاکی بیان کریں، وہ ان کے ناپاک خیالات سے پاک و منزہ ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ برادری، وہ ان ناقص رشتوں سے پاک ہے۔

(۱۸) سُوْرَۃُ الْکَہْفِ مَکِّیَّۃٌ (۶۹) | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُھَا ۱۱۰ رُکُوْعَاتُھَا ۱۲

سورۂ کہف مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے — اس میں ایک سو دس آیات بارہ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے خاص بندے (محمد ﷺ) پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کچھ بھی

عِوَجًا ۜ ﴿۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

ٹیڑھا پن نہ رکھا O وہ ٹھیک عدل والی کتاب ہے تاکہ وہ بندہ (کفار کو) اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب سے

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ

ڈرائے اور ان ایمان داروں کو جو اچھے کام کریں اس بات کی خوشخبری دیں کہ بے شک ان کے لیے اچھا بدلہ ہے (یعنی جنت) O جس میں وہ ہمیشہ

اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ

رہیں گے O اور تاکہ وہ (بندہ) ان کو بھی ڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کوئی اولاد بنائی O اس بارے میں نہ ان کو کچھ علم ہے

عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِھِمْ ؕ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ

اور نہ ان کے باپ دادا کو (محض جہالت سے ایسا کہتے ہیں) یہ کتنی بُری (ہٹ دھرمی کی) بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ سراسر

اِلَّا کَذِبًا ﴿۵﴾ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا

جھوٹ ہی بولتے ہیں O تو پھر کیا آپ اس غم میں کہ وہ اس حق بات پر ایمان نہیں لائے اپنی جان پر کھیل جائیں گے

سورۂ کہف

اس سورت میں اصحاب کہف کا ذکر ہے یہ سب مکی ہے سوائے دو آیتوں کے جن میں عیینہ بن حصین فزاری کا ذکر ہے کہ وہ مدنی ہیں۔

۱ تا ۶- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ کہف کی تفسیر بسند معلوم منقول ہے کہ تعریف وشکر وحمد وثناء اور الوہیت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے جس نے اپنے خاص بندے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن پاک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معرفت اتارا اور اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہ رکھا۔ اس کو سیدھی راہ پر رکھا اور اصول عقائد میں یعنی توحید و رسالت کے بیان میں توریت وانجیل وغیرہ ودیگر مرسلین کی کتابوں کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وشمائل میں۔ یہ آیت یہود کا رد ہے وہ کہتے تھے کہ قرآن پاک اگلی کتابوں کے مخالف ہے۔ یہ قرآن پاک اس لیے اتارا کہ رسول اس کے ساتھ لوگوں کو اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائیں جو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے والا ہے اگر وہ انکار کریں گے تو وہ ان کو ضرور

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿٦﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

(آپ کو اتنا غم نہ کرنا چاہیے) O بے شک جو کچھ (سامان وغیرہ) زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کی زینت

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

بنادیا ہے تاکہ ہم انہیں (زمین پر رہنے والوں کو) آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے کام کرتا ہے O اور بے شک جو کچھ اس زمین پر ہے ایک دن ہم اُسے

جُرُزًا ﴿٨﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا

چٹیل میدان کر کے چھوڑ دیں گے O کیا آپ کو معلوم ہوا کہ پہاڑ کے غار والے اور جنگل کے کنارے والے (یا کتے والے) ہماری قدرت کی ایک

عَجَبًا ﴿٩﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ

عجیب نشانی تھے O جب ان جوانوں نے (کفار سے بچنے کے لیے) غار میں پناہ لی پھر وہ بولے کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے

رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى

رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں (راہ یابی اور) کامیابی کا سامان مہیا فرما دے O پھر ہم نے ان کے کانوں پر چند گنتی کے سال

پہنچے گا اور مسلمانوں کو جو مخلص ہیں اور اعمال صالحہ خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کرتے ہیں یہ بشارت دیں کہ ان کو جنت میں اجر کریم ثواب احسن ملے گا' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' نہ مریں گے نہ نکلیں گے اور رسول ان کو یعنی یہود و نصاریٰ اور بعض مشرکین کو ڈرائیں جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بیٹا بنایا ہے نہ ان کو اس بات کا علم ہے نہ ان کے آباؤ اجداد کو تھا۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں صرف خیالات ہیں۔ ان کم بختوں کے چھوٹے منہ سے بہت بڑی بات حد سے گزری ہوئی نکلتی ہے یعنی شرک کرتے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں محض جھوٹ ہے' خدا تعالیٰ پر بہتان ہے۔ پس اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ اس افسوس میں کہ یہ لوگ اس کتاب پر ایمان نہیں لائے اپنا گلا غم کے مارے گھونٹ ڈالیں گے۔ ایسا نہ کریں۔ آپ کو کیا پروا۔ انہوں نے خود اپنا نقصان کیا۔

۷ تا ۸۔ ہم نے ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں مرد و عورتیں وغیرہ ان کو زمین کی زینت بنایا' وہاں بسایا کہ ان کا امتحان لیں کہ ان میں کس کا عمل اچھا اور مخلص ہے' یا یہ کہ زمین پر گھاس و درخت' باغات' جانور ناز و نعمت زینت کے لیے بنائے کہ امتحان ہو کہ کون دنیا لیتا ہے اور کون آخرت قبول کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو فنا کر کے زمین کو ہموار میدان کر دینے والے ہیں جس میں نہ آدمی ہوگا نہ درخت۔

۹۔ اے رسول! کیا تم نے اصحاب کہف و رقیم کو منجملہ آیات الٰہی کے کوئی زائد تعجب خیز امر سمجھا ہے' آفتاب' ماہتاب' زمین' آسمان' پہاڑ' دریا اور ہزاروں عجائب بھی تو ہیں' کہف وہ پہاڑ جس میں غار ہو اور رقیم ایک رنگ کی تختی تھی جس میں اصحاب کہف کے نام لکھے تھے اور سب قصہ مرقوم تھا۔ بعض رقیم اس وادی کا نام بتاتے ہیں جہاں اصحاب کہف ہیں' بعض شہر کا نام کہتے ہیں۔

ف ۱۰ تا ۱۲۔ چند نو جوان آدمی پہاڑ کے غار میں جا کر پناہ کی غرض سے داخل ہوئے اس وقت انہوں نے کہا کہ

الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ⑪ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى

تھپکی دی (یعنی ان کو سلائے رکھا) O پھر ہم نے ان کو جگایا تا کہ ہم دیکھیں (اختلاف کرنے والے) دو گروہوں میں سے ان کے

ع ۱۲/۱ ۱۳ لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ⑫ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ

ٹھہرنے کی مدت کو کون گروہ زیادہ ٹھیک بناتا ہے O (اے نبی ﷺ!) ہم آپ کو ان کی صحیح صحیح خبر سناتے ہیں، وہ چند جوان تھے

اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ⑬ۖ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا

جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت زیادہ بڑھا دی O اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے (ان کی ڈھارس بندھائی) جب کہ وہ (کافر

فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا

بادشاہ کے دربار میں) کھڑے ہو کر بولے کہ ہمارا رب تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے، ہم اس رب کے سوا ہرگز کسی معبود کو نہ پوجیں گے اگر ایسا

لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ⑭ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ

کیا تو بے شک ہم نے جھک مارا اور حد سے گزری ہوئی بات کہی O یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (جھوٹے) معبود بنا لیے، یہ

لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

ان کے معبود ہونے پر کوئی کھلی ہوئی دلیل کیوں پیش نہیں کرتے، تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے

اے پروردگار! ہم کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ، اپنے پاس سے ہم پر رحمت اتار اور ہمارا کام درست فرما اور مشکل سے نکلنے کا راستہ بتا۔ ہم نے ان کے کانوں پر تھپکی دی یعنی خواب مسلط کیا وہ سو گئے۔ وہیں بہت برس سوتے رہے یعنی تین سو نو برس۔ پھر ہم نے ان کو جگایا کہ امتحان لیں کہ مسلمانوں میں اور کافروں میں کون سچی بات بتاتا ہے اور کس کو ان کے غائب ہونے کی مدت یاد ہے۔

۱۳ تا ۱۵۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم ان کا قصہ آپ کو سناتے ہیں اور ان کی سچی خبر سچی کتاب میں بیان کرتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو خوب ہدایت دی تھی اور دین پر ثابت کیا تھا اور فہم کامل عطا کیا تھا۔ ان کے دلوں کو محفوظ کیا تھا، ان کو صبر کا الہام کیا تھا۔ جب وہ کھڑے ہوئے یعنی جب ان کو بادشاہ دقیانوس کافر نے بت پرستی پر مجبور کیا تو وہ بادشاہ کے پاس سے یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو کر نکل آئے کہ ہمارا رب آسمان زمین کا مالک ہے، ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں گے، اگر ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ پر تہمت و افتراء باندھیں، اس پر جھوٹ جوڑیں، ہم سے یہ نہ ہوگا۔ یہ ہماری قوم جو خدا تعالیٰ کے سوا اور خداؤں کو پوجتی ہے اور بت پرستی کرتی ہے ان کے خدا ہونے کی کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتی کہ وہ عبادت کے لائق ہیں، یا خدا نے اس کا حکم کیا ہے۔ اس کے برابر کوئی کافر ظالم نہیں جو خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء باندھے یعنی شرک کا اعتقاد رکھے۔

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا

جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے O (باہر آ کر آپس میں کہنے لگے:) اور جب کہ تم نے ان (بت پرستوں) کو اور وہ جن کو اللہ تعالیٰ

اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ

کے سوا پوجتے ہیں سب کو چھوڑ ہی دیا تو اس غار میں پناہ لو' تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا

اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ

اور تمہارے کام میں تمہارے لیے آسانی بنا دے گا O اور (وہ غار میں ایسے موقعہ پر سوئے کہ اے نبی ﷺ!) آپ دیکھیں گے جب آفتاب طلوع ہوتا

ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ

ہے تو ان کے غار کے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو ان کے بائیں طرف سے کتراتا ہوا گزر جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے ہوئے

فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ

میدان میں (سو رہے) ہیں' یہ (واقعہ) اللہ تعالیٰ کی عجیب نشانیوں میں سے ہے' جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہی

مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ ع ۵ ۱۴

میں چھوڑ دے تو تم ہرگز اس کے لیے کوئی حمایتی راہ بتانے والا نہ پاؤ گے O اور (اگر) تم انہیں (دیکھو گے تو) جاگتا

۱۶- انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اے دوستو! جب کہ تم نے ان لوگوں کو اور ان کے بتوں کو جن کو یہ پوجتے ہیں چھوڑ دیا ہے اور ان کا دین ترک کیا ہے تو اب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی پرستش نہ کرو۔ غار میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں امن سے رہو۔ تمہارا پروردگار اپنی نعمت رحمت تم کو دے گا اور تمہارے لیے آسانی اور بھلائی کے اسباب مہیا کر دے گا اور بروز قیامت بھی تم پر سختی نہ کرے گا۔

۱۷- اور آفتاب جب وہاں نکلتا ہے تو اگر کوئی دیکھنے والا دیکھے تو معلوم ہو کہ ان کے سیدھی طرف غار سے بچ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان کو بائیں طرف چھوڑتا ہوا چلا جاتا ہے' وہ ہر وقت اس سے الگ بچے رہتے ہیں۔ گوشہ میں ہیں یا یہ کہ روشنی تو پہنچتی ہے مگر دھوپ کی تیزی نہیں جاتی۔ یہ اصحاب کہف کا قصہ بھی جو ذکر ہوا ہماری عجائب قدرت سے ہے اور جس کو خدا تعالیٰ اپنے دین کی راہ دکھاتا ہے اور وہ اس لائق ہوتا ہے تو وہ اسلام سے مشرف ہوتا ہے اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں چھوڑتا ہے تو اے مخاطب! تو اس کے لیے کوئی ولی و مرشد ہدایت دینے والا نہ پائے گا یعنی بغیر اس کی ہدایت کے ہدایت نہیں ملتی۔

۱۸- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ ان کو دیکھو تو جاگتا جانو حالانکہ وہ سو رہے ہیں' ہم ان کو سیدھی اور الٹی کروٹیں بدلوا دیتے ہیں یعنی ہر سال میں ایک کروٹ بدل جاتی ہے کہ زمین ان کے گوشت نہ گال دے اور ان کا کتا قطمیر نامی

هُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَ كَلْبُهُمْ

ہوا سمجھو گے حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں دائیں بائیں کروٹیں بدلوا دیتے ہیں اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے غار کے دروازے پر (بیٹھا ہوا)

بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ

ہے (اور اے سننے والے!) اگر تو انہیں (غار میں) جھانکے تو ان سے پیٹھ پھیر کر

فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۱۸ وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا

بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جائے (خوفزدہ ہو جائے) O اور یوں ہی ہم نے (اپنی قدرت سے) ایک بار ان کو جگایا تاکہ وہ

بَیْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ

آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں (جاگنے کے بعد) ان میں ایک کہنے والے نے کہا کہ تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم ایک

بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ

دن ٹھہرے ہوں گے یا ایک دن سے بھی کم' دوسروں نے کہا: تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تم کتنے دنوں ٹھہرے' تو اپنے میں سے کسی ایک کو

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ

یہ چاندی (کا سکہ) لے کر شہر میں بھیجو' پھر وہ غور کرے کہ شہر کا کون سا کھانا پاکیزہ (حلال اور ستھرا) ہے تو تمہارے لیے اس میں سے کھانے

بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَ لْیَتَلَطَّفْ وَ لَا یُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۱۹ اِنَّهُمْ اِنْ

کے لیے لائے اور چاہیے کہ نرمی (سے گفتگو) کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری خبر نہ دے O کیونکہ اگر وہ تمہیں

اپنے بازو پھیلائے ہوئے دروازے کے سامنے ویسا ہی اپنے پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے۔ اگر اس حال میں تم وہاں جاؤ اور ان کو دیکھو تو رعب کھا کر الٹے پاؤں بھاگو اور دہشت سے دل بھر جائے۔

۱۹ تا ۲۰۔ اور یوں ہم نے ان کو ایک بار جگایا اور اٹھایا تھا' تین سو نو برس کے بعد زندہ کیا تھا کہ وہ آپس میں باتیں کریں اور پوچھیں' ایک نے ان میں سے دوسروں سے پوچھا یعنی ان سب کے سردار اور افسر نے سوال کیا جس کا نام مکسلمینا تھا کہ تم سب یہاں کتنی دیر ٹھہرے اور کتنا سوئے؟ انہوں نے تخمیناً کہا کہ ایک دن' مگر جب غار سے باہر نکلے اور آفتاب کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا تو کہنے لگے: دن سے بھی کم سوئے۔ انہوں نے یعنی مکسلمینا نے کہا کہ تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ سونے کے بعد تم کتنا ٹھہرے۔ اب آؤ کسی کو شہر کے بازار بھیجو کہ یہ چاندی جو ہمارے پاس ہے لے جائے اور شہر میں یعنی مدینہ افسوس نامی میں جا کر تلاش کرے کہ سب سے عمدہ کھانا یعنی اچھی حلال ذبیحہ کہاں ہے' پس وہ خوب دیکھ بھال کر کھانا لائے اور لین دین میں نرمی کرے اور ایسا نہ ہو کہ کسی کو یعنی بت پرست مجوس کو ہمارے حال کی خبر ہو جائے' وہ اگر تمہارے اوپر غالب ہو جائیں گے

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بان التاء بعد الیاء من النصف الاول واللام الثانیۃ من النصف الآخر ۱۲

يَظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

جان لیں گے تو تمہیں سنگسار کر ڈالیں یا تم کو اپنے مذہب میں الٹا پھیر لائیں گے اور ایسا ہوا تو تم

اِذًا اَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

کبھی فلاح نہ پاؤ گے ○ اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کی اطلاع کر دی تاکہ ان کو معلوم ہو جائے

حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ

کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا (قیامت کا) وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، جب لوگ ان کے معاملہ میں آپس میں

اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ

جھگڑنے لگے تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ان (کی غار) پر (نشانی کے طور پر) کوئی عمارت بناؤ' ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے اور جو لوگ ان کے معاملہ میں غالب

الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾

رہے (یعنی حکومت کرنے والے) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے اوپر ایک مسجد بنائیں گے (تاکہ لوگ ان کی برکت حاصل کر سکیں)○

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

عنقریب لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا ہے' کچھ لوگ کہیں گے: وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے' بے دیکھے

اور تم کو دیکھ لیں گے تو مار ڈالیں گے۔ یا زبردستی اپنے کفر کے دین میں لوٹا لیں گے اور اگر ایسا ہوگا تو خدا تعالیٰ کے عذاب سے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ بالجملہ یملیخا نامی ان میں سے کھانا لینے شہر چلا گیا۔

٢١- یونہی ہم نے یہ بھی کیا کہ ان کے حال سے شہر والوں کو مطلع کر دیا' اس وقت کا بادشاہ مسلمان تھا۔ یستفادنامی اور جس سے یہ ڈر کر بھاگے تھے وہ دقیانوس مجوسی تھا۔ ہم نے ان کا حال اس لیے ظاہر کر دیا کہ سب آدمی مسلمان اور کافر یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یعنی قیامت حق ہے اور اس میں کچھ بھی شک نہیں' اس وقت ان کے آپس میں آخرت کے بارے میں جھگڑا تھا۔ اصحاب کہف کو دیکھ کر بہت لوگ ایمان لائے' وہ آپس میں اس بات پر جھگڑا کرتے تھے کہ اصحاب کہف مسلمان تھے یا مشرک' بعض نے کہا کہ ان کے غار کے دروازہ پر بت خانہ گرجا بناؤ' یہ ہمارے ہم مذہب تھے اور جو غالب و قادر تھے' اپنے دلوں میں ایمان پر پختہ تھے یعنی مسلمان انہوں نے کہا کہ ہم یہاں مسجد بنائیں گے کیونکہ اصحاب کہف مسلمان تھے۔ خدا تعالیٰ ان کا حال خوب جانتا ہے کہ وہ مسلمان تھے' وہ ہرگز بت پرست نہ تھے۔ ''ربهم اعلم بهم'' کا تعلق ''یتنازعون بینهم'' سے ہے پس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔

٢٢ تا ٢٤- بعض لوگ یہ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین آدمی تھے اور چوتھا کتا تھا قطمیر نامی' یہ مقولہ نصاریٰ نجران وغیرہ فرقہ نسطوریہ کا تھا اور بعض کہتے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا کتا' یہ مقولہ عاقب وغیرہ فرقہ یعقوبیہ کا تھا۔ یہ سب لوگ

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ

ہوئے بے تکی بات اور کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے (اے نبی ﷺ!)

رَّبِّيٓ أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا

آپ ان سے فرمائیے کہ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے ان کا اصلی حال تو بہت کم ہی لوگ جانتے ہیں تو آپ ان کے بارے میں کچھ بحث نہ کریں

مِرَآءً ظَٰهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ

مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی اور ان کے بارے میں کسی بھی اہل کتاب سے کچھ دریافت نہ کریں (کیونکہ ان کو اس کا کوئی صحیح علم نہیں) ○ (اے نبی ﷺ!)

ع ۵/۱۵

لِشَا۟يْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَٱذْكُر

آپ کسی کام کے لیے ہرگز یہ نہ فرمایا کریں کہ میں کل کردوں گا (بغیر انشاء اللہ کہے ہوئے) ○ (ہاں یوں فرمایا کریں:) اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا (تو کر

رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ

دوں گا) اور جب آپ (ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا) بھول جائیں تو اپنے رب کا نام یاد کرلیا کریں اور یوں فرمایا کریں کہ قریب ہے کہ میرا رب مجھے

هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا۟ فِي كَهْفِهِمْ ثَلَٰثَ مِا۟ئَةٍ سِنِينَ وَٱزْدَادُوا۟

اس سے بہتر اور کوئی بات بتلائے (یا زیادہ قریب کوئی راہ دکھائے) ○ اور وہ اپنے غار میں نو اوپر تین

بے دیکھے غیب کے معاملہ میں خیالات بناتے ہیں اور بے علم جو چاہیں کہتے ہیں۔ بعض لوگ ملک وغیرہ فرقہ ملکیہ کہتے ہیں کہ وہ سات تھے آٹھواں کتا تھا۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کی گنتی کا صحیح علم ہے وہ جانتا ہے کہ کتنے تھے، ان کا حال سوائے چند لوگوں کے کوئی نہیں جانتا یعنی مسلمان جانتے ہیں (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے: مجھ کو ان کی گنتی کا علم ہے وہ آٹھ تھے سوائے کتے کے' یہ قول روایت جمہور کے خلاف ہے وہ سات کہتے ہیں آٹھواں کتا کہتے ہیں)۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کے شمار وغیرہ کے بارے میں لوگوں سے کچھ جھگڑا نہ کریں مگر سرسری جھگڑا' قرآن ان کے سامنے ظاہر ظہور جھگڑے کے وقت نہ پڑھیں' وہ نہ مانیں گے اور کسی سے ان کا حال اور ان کی گنتی نہ پوچھیں' خدا تعالیٰ کا بیان آپ کے لیے کافی ووافی ہے اور کبھی کسی سے کسی بات کا وعدہ نہ کیا کریں یعنی کسی شے کی بابت یہ نہ کہا کریں کہ میں یہ کل کروں گا جب تک کہ انشاء اللہ نہ ملایا کریں یعنی خدا تعالیٰ کا نام ضرور لے لیا کریں' اس کو وقت وعدہ یاد کرلیا کریں اگرچہ کچھ دیر کے بعد ہی یاد آ جائے۔ اگر فوراً کہنا بھول جائیں تو جب یاد آ جائے تو ان شاء اللہ کہہ لیا کریں اور یہ بھی کہا کریں کہ قریب ہے کہ میرا رب اس سے بھی زیادہ آسان وزم ونزدیک راہ راست کی مجھے ہدایت کرے گا جو کافر کہتے ہیں۔ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روح وغیرہ کی حقیقت سے سوال کیا تھا آپ نے کہا کہ کل بتا دوں گا جبرائیل علیہ السلام سے پوچھ کر۔ جبرائیل علیہ السلام اس روز نہ آئے اور آپ نے وہ بات نہ بتائی تب یہ اترا کہ انشاء اللہ کہہ لیا کریں۔

۲۵ تا ۲۷- اصحاب کہف غار میں تین سو نو برس تک رہے یعنی خواب سے بیدار ہونے سے پہلے تین سو نو برس

تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

سو برس ٹھہرے O آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ کس قدر ٹھہرے (کیونکہ) اسی کے پاس آسمانوں اور زمین

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ

کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے وہ کیا ہی خوب دیکھتا ہے اور کیا ہی خوب سنتا ہے' اس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے حکم میں

حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ

کسی کو شریک نہیں کرتا ہے O اور (اے نبی ﷺ!) آپ اپنے رب کی کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے تلاوت کیجئے' اس کی باتوں کو کوئی

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ

بدل نہیں سکتا اور تم ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤ گے O اور (اے نبی ﷺ!) آپ اپنے آپ کو ان

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا

لوگوں سے مانوس رکھیں جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں (اس کی عبادت کرتے ہیں اور) اس کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی (رحمت کی) نظریں

تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ

انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں' کیا آپ دنیا کی زندگی کی آرائش چاہیں گے (نہیں) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے (خیال میں نہ لائیے) جس کا دل

غار میں رہے تھے' اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ وہاں کتنے دن رہے' اس کو آسمانوں اور زمینوں کے غیب کا حال سب معلوم ہے جو آدمی وغیرہ خود بخود کوئی نہیں جانتا وہ سب جانتا ہے۔ وہ غیب کی باتوں کو سب سے زیادہ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ سب کا حال خوب جانتا ہے اور اس کے سوا بندوں کا کوئی نگہبان و مددگار نہیں۔ یا یہ کہ اس کے عذاب سے اہل مکہ کا کوئی عزیز وقریب حمایتی اور بچانے والا نہیں۔ وہ اپنے حکم اور ذاتی علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا' جب تک وہ بندوں کو نہ بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا' اس کا علم ذاتی ہے اور بندوں یعنی انبیاء کرام کا علم اس کا عطا کیا ہوا ہے لہٰذا کوئی شریک نہیں اور اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کتاب جو آپ پر آپ کے رب کے پاس سے اتری ہے اس کو پڑھیے اور لوگوں کو سنائیے' اس میں کمی بیشی نہ کیجئے' خدا تعالیٰ کی باتوں کا یعنی قرآن کا کوئی بدلنے والا نہیں اور اس کے سوائے کہیں پناہ کی جگہ نہ ملے گی۔

۲۸- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھا کریں اور ان کے ہمراہ صبر کیا کریں جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں' اسی کی عبادت کیا کرتے ہیں یعنی مسلمان وغیرہ فقراء صحابہ۔ وہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں اور خلصاً للہ کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے آپ کی نگاہ نہ ہٹے' ان پر ہر وقت نظر رحمت رکھا کریں' ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ زینت زندگانی دنیا کا ارادہ کر کے ان سے چشم پوشی کرنے لگیں۔ یا یہ معنی ہوں کہ اے لوگو! تم جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ

ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اور اس کا کام حد سے گزر گیا O اور (اے نبی ﷺ!) آپ فرمائیے کہ (یہ)

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

حق آپ کے رب کی طرف سے (آیا) ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کرے بے شک ہم نے ظالم منکروں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے

نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ

جس کی دیواریں انہیں (چاروں طرف سے) گھیر لیں گی اور اگر وہ شدت (پیاس) سے پانی کی فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی ایسے پانی سے کی جائے گی

يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو پگھلے ہوئے دھات کی طرح (گرم) ہوگا جو ان کے منہ جھلسا دے گا وہ کیا ہی برا پینا ہے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے O بے شک جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور انہوں نے نیک کام کیے ہم ان کے نیک عملوں کا بدلہ ضائع نہیں فرماتے ہیں O ان کے لیے ہمیشہ رہنے والے

سے یہ کہتے ہو کہ فقیروں کو ہٹا دو تو تم دنیا کی زینت و آرائش چاہتے ہو۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کا کہا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنے ذکر توحید سے غافل کر دیا اور اس نے اپنی خواہش نفس کا اتباع کیا۔ یعنی بت پرستی اختیار کی اور اس کا سارا کیا ہوا عمل ضائع و بیکار ہوا اور اس کو جہنم میں جانا پڑا۔ یہ آیت عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں اتری اور ہر کافر کے اعمال یونہی ضائع ہو جاتے ہیں اور اس کو جہنم میں جانا پڑتا ہے۔

۲۹- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کافروں سے کہہ دیں کہ حق یعنی قرآن و توحید کا حکم تمہارے رب کے پاس سے اترا ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے یعنی خدا کو کسی کی پروا نہیں، جو ایمان لائے گا تو اپنے لیے نہ لائے گا مگر اپنے لیے۔ یا یہ مطلب ہو کہ جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا اور اس کی مدد فرمائے گا وہ ایمان لائے گا اور جس کو نہ چاہے گا یونہی گمراہی میں چھوڑ دے گا وہ ایمان نہ لائے گا اور ظالم کافر عیینہ وغیرہ تمام کافروں کے لیے آتش دوزخ تیار کی گئی ہے۔ جس کی قناتیں ان کو گھیر لیں گی، اگر وہ پیاس سے چیخیں گے، پانی چاہیں گے تو ان کو مثل مہل پانی ملے گا یعنی تیل کی گاد کا سا یا چاندی پگھلی ہوئی گلی ہوئی کھولتی ہوئی کی طرح سخت گرم جو چہروں کو پاس جاتے ہی جلا ڈالے گا۔ بہت ہی برا پانی ہوگا اور وہ بہت ہی بری ان کے رہنے کی جگہ ہوگی۔ یا یہ کہ وہاں ان کے رفیق بہت برے ہوں گے سب شیاطین و کفار ہوں گے۔

۳۰ تا ۳۱- بے شک جو ہمارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) و قرآن پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ خالصاً للہ کیے تو ہم ان اچھوں کا کام ضائع نہ کریں گے، ان کا ثواب ضائع نہ کریں گے بلکہ پورا پورا دیں گے۔ ان کو جنت عدن یعنی جس جنت کا نام مقصورۃ الرحمٰن ہے عطا فرمائیں گے، اس کے درختوں و محلوں کے نیچے شراب، پانی، شہد، دودھ کی نہریں رواں ہوں گی، جنت میں وہ سونے کے کنگن اور زیور پہنیں گے اور تختوں اور چھپر کھٹوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ یہ کیا اچھا ثواب و بدلہ ہے اور جنت

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

بسنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز لباس باریک (کریب وغیرہ) اور بہتر

مِنْ ذَهَبٍ وَّ یَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ

ریشم کے (یعنی مخمل وغیرہ پہنیں گے) وہ وہاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے (بڑی شان سے) بیٹھیں گے (یہ) کیا ہی اچھا بدلہ ہے

فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَ اضْرِبْ ع ۹ ۱۶

اور جنت کیا خوب آرام کی جگہ ہے O اور (اے نبی ﷺ!)

لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا

ان لوگوں کے سامنے ان دو شخصوں کا حال بیان کیجئے کہ ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیئے اور ان کے گرداگرد کھجوریں لگائیں کہ ان

بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَیْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَیْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَ لَمْ تَظْلِمْ

دونوں کو کھجوروں سے گھیر لیا اور ان کے درمیان میں کھیتی لگائی O دونوں باغ اپنے پھل لائے اور پھل لانے میں کچھ کمی نہ کی

مِّنْهُ شَیْـًٔا ۙ وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ

اور ان دونوں کے درمیان میں ہم نے ایک نہر بہائی O اور اس شخص کے پاس (بہت) پھل تھے تو اس نے اپنے

وَ هُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ

ایک ساتھی سے جب کہ وہ اس سے ردوبدل کرتا تھا (اترا کر) کہا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور آدمیوں کا بھی زیادہ زور رکھتا ہوں O اور وہ

وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّ مَاۤ

اپنے باغ میں گیا (تکبر سے) اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو O اور مجھے

کیا ہی اچھی منزل ہے یا یہ کہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں انبیاء کرام و ملائکہ وصلحاء۔

۳۲ تا ۳۶- اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اہل مکہ کو دو آدمیوں کی مثال اور ان کا قصہ سناؤ' بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے' ایک مسلمان یہودا نامی دوسرا کافر ابو نطروس نامی۔ مسلمان نے اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ پر دیا آخرت خریدی۔ کافر نے دنیا خریدی' ہم نے ایک کو یعنی کافر کو دو باغ دیئے تھے انگوروں کے اور ان کے آس پاس کھجوروں کے درختوں کا احاطہ کیا تھا۔ دونوں باغوں کے درمیان کھیتی باڑی ہوتی تھی۔ دونوں باغوں میں خوب پھل پھول آیا کرتے تھے اور ہر سال انہوں نے بہت سا نفع دینا شروع کیا اور ذرا بھی نقصان نہ ہوا' ان کے درمیان میں ہم نے نہر جاری کی اور اس شخص کو بہت ثمر ملا یعنی اس کے باغ میں

أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا

یہ بھی گمان نہیں کہ قیامت قائم ہو اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو میں ضرور اس (باغ) سے بہتر

مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي

پلٹنے کی جگہ پاؤں گا O اس کے ساتھی نے اس سے ردوبدل کرتے ہوئے جواب دیا: کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے

خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لَّٰكِنَّا هُوَ

جس نے تجھے مٹی سے بنایا' پھر نتھرے ہوئے پانی کی ایک بوند سے' پھر تجھے ٹھیک کر کے پورا آدمی بنا دیا O لیکن (میں تو یہی کہتا ہوں کہ)

اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٣٨﴾ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ

میرا رب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں O اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو تو

قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا

نے کہا ہوتا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہم میں کچھ قوت اور زور نہیں' اگر تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد

وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ

میں کم دیکھتا ہے O تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر (باغ) عطا فرمائے اور تیرے باغ پر آسمان سے

بہت پھل آئے۔ اگر "ثمر" بفتح ثا ہو۔ اگر بضم ثا ہو تو یہ معنی کہ اس کو ہر قسم کے میوے یا مال ملے یعنی روپیہ پیسہ بہت بڑھ گیا۔ تب اس نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا اور خوب غرور تکبر و ناز سے اس کو حقیر سمجھ کر طعنہ دیا کہ دیکھ میں تجھ سے سینکڑوں درجے زائد ہوں مال میں بھی اور عزت میں بھی' میرے نوکر چاکر خادم تجھ سے زائد ہیں اور اتراتا ہوا اور تکبر کرتا ہوا اپنے باغوں میں گیا حالانکہ وہ کافر تھا یعنی اس مسلمان بھائی کو مال کی کمی کا طعنہ دے کر اور اس کو ذلیل سمجھ کر اس کو دکھا کر اپنے باغوں میں گیا اور وہاں جا کر یہ کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اب یہ باغات کبھی ہلاک وفنا نہ ہوں گے اور قیامت کبھی قائم نہ ہوگی اور اے مسلمان بھائی! اگر تیرے کہنے کے موافق قیامت ہوئی بھی اور اگر مجھ کو خدا تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا پڑا بھی تو وہاں اس سے بھی اچھا باغ ملے گا اور وہاں بھی عیش ہی ہوگا۔

۳۷ تا ۴۱۔ کافر کی باتوں کے جواب میں اس کے مسلمان بھائی نے اس قصد سے کہ شاید وہ متنبہ ہو یوں کہا کہ تو اس خدا کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے پہلے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا' پھر بہت تغیروں کے بعد تجھ کو بہترین صورت دے کر اچھا خاصا انسان مرد بنایا' اگر تیرا خیال ایسا ہے تو تجھ کو اختیار ہے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ وہی میرا خالق اور پروردگار ہے اور وہی معبود ہے' میں اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ کروں گا۔ جب تو باغوں میں جاتا ہے تو ماشاء اللہ کیوں نہیں کہا کرتا یعنی سب باغات وغیرہ خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ میری کوئی ذاتی ملکیت نہیں' یہ سب خدا تعالیٰ کی قدرت وقوت کا عطیہ ہے'

عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا

بجلیاں گرائے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے O یا اس کا پانی (زمین میں

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

جذب ہو کر) خشک ہو جائے تو تُو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے O اور اس کے پھل (آفت سے) گھیر لیے گئے (اور وہ تباہ ہو گیا)

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ

تو جو کچھ اس نے باغ پر صرف کیا تھا اس پر اپنے ہاتھ ہی ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں (چھپروں) کے بل گر کر تباہ ہو گیا

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ

اور وہ (افسوس سے) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا O اور اس کے پاس کوئی ایسی جماعت نہ تھی

يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ

جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود بدلہ لینے کے قابل تھا O یہاں (یہ بات واضح ہو گئی کہ)

اس کے سوا کسی میں کوئی طاقت نہیں۔ تو مجھ کو بظاہر نظر حقارت سے دیکھ کر یہ سمجھتا ہے کہ میں تجھ سے مال ومنال اولاد نوکر چاکر وغیرہ میں کم ہوں مگر قریب ہے کہ میرا خدا تعالیٰ مجھ کو ترے باغوں سے ہزاروں حصہ بہتر باغات عطا فرما دے یعنی قیامت میں بہشت ملے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس کا وعدہ حق ہے ضرور پورا ہوگا اور تجھ کو جن باغات واسباب وغیرہ کا گھمنڈ ہے اس پر خدا تعالیٰ آسمان سے آگ بھیجے کہ سب باغات کھیتی جل کر خاک ہو کر خالی صاف چٹیل میدان ہو جائے یا خدا تعالیٰ اس کے پانی کو زمین میں غائب کر دے کہ وہاں ڈول جا ہی نہ سکے' پھر تو کچھ حیلہ و تدبیر نہ کر سکے یعنی اس کو بہت سمجھایا' خدا تعالیٰ سے ڈرایا' ایمان کی رغبت دی مگر وہ نہ سمجھا۔

۴۲ تا ۴۴۔ جب اس کافر نے نصیحت نہ مانی تو اس کے باغ کے پھل پھول اور کل مال منال سمیٹ لیا گیا' ان کو تباہ و ہلاک کر دیا گیا۔ صبح کو یہ حال دیکھ کر کف افسوس ملتا رہ گیا' باغوں میں جو روپیہ پیسہ صرف کیا تھا اس کے اور ان باغوں کے سب خاک ہو جانے پر ہاتھ ملنے لگا۔ افسوس کرنے لگا۔ اس باغ کے درخت اپنی چھتریوں کے بل زمین پر اوندھے پڑے تھے' اس وقت کہنے لگا یا یہ کہ بروز قیامت کہے گا: اے کاش! میں اپنے رب کے ساتھ شرک نہ کرتا' اس کے سوا کسی کو معبود نہ بناتا۔ اس کے عذاب سے کوئی بچانے والا اعزیز وقریب و برادری وجتھا کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی مدد کر سکے اور نہ وہ خود کچھ قدرت پا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچا لے' اس وقت یعنی بروز قیامت ملک و غلبہ واختیار سب خدا تعالیٰ کا ہوگا جو بہت سچا اور عادل ہے' اس کا ثواب اور اس کا بدلہ بہت ہی اچھا ہوگا' وہ مسلمانوں کو بہت عمدہ جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

۴۵ تا ۴۶۔ اور اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان اہل مکہ کو زندگانی دنیا کی ایک اور مثال سناؤ کہ اس کی بقاء وفنا کا کیا

ع ٥ ٣ ١٧

الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ ع وَاضْرِبْ

سب اختیار سچے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اسی کا (انعام اور) ثواب سب سے بہتر ہے اور اسے ماننے کا انجام سب سے بہتر ہے O اور (اے نبی ﷺ!)

لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی کہاوت (مثال) بیان کیجئے (وہ ایسی ہے کہ) جیسے ہم نے آسمان سے پانی اتارا تو اس کے سبب سے

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا' پھر وہ سوکھی گھاس ہو کر چورا چورا ہو گیا جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ

پر قادر ہے O مال اور اولاد تو جیتی دنیا کی زیب و زینت ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے

الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾

رب کے نزدیک ثواب میں بہتر ہیں اور وہ امید میں بھی سب سے بہتر ہیں O

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ

اور جس دن ہم پہاڑوں کو (ہوا میں) چلائیں گے (اڑائیں گے) تو تم زمین کو صاف (کھلا ہوا) میدان دیکھو گے اور ہم ان میں سب کو اٹھائیں گے

حال ہے' اس کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے مینہ آسمان سے برسایا' وہ زمین کی گھاس میں مل گیا۔ گھاس اس کے سبب سے خوب نکلی' پھر کچھ دنوں بعد وہ سب سرسبزی سوکھ کر کوڑا کرکٹ ہوگئی۔ ہوائیں کوڑا بنا کر اس کو اڑانے لگیں یہاں تک کہ کچھ نشان بھی باقی نہ رہا۔ یہی دنیا کا عیش ہے کہ چند روزہ ہے موت کے بعد کچھ بھی خبر نہیں۔ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' دنیا کو اس نے فانی بنایا۔ آخرت کو ہمیشہ باقی رہنے والا بنایا۔ پھر دنیا کے عیش کا تذکرہ کیا کہ مال و منال' دولت' اولاد یہ سب زندگی دنیا کی زینت ہیں جیسے سبزے زمین کے فنا ہو جائیں گے۔ باقیات صالحات کا خدا تعالیٰ کے پاس سے بہت اچھا اجر ملے گا اور خدا تعالیٰ کے پاس سے بے شک فلاح و خیر کی بہت قوی امید ہے اور ''باقیات صالحات'' سے مراد پانچوں نمازیں یا وہ تمام نیک اعمال ہیں جن کا نفع موت کے بعد بھی باقی رہے۔ صالحات سے بعض ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' مراد لیتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔

٤٧ تا ٤٩۔ جس دن ہم روئے زمین سے پہاڑ ہٹائیں گے اور زمین ان کے نیچے سے صاف ظاہر ہوگی اور سب جن و انسانوں کو قبروں سے اٹھائیں گے اس دن ہم ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے' سب کو اپنے پاس بلائیں گے' وہ سب پروردگار کے سامنے صف بستہ پیش ہوں گے۔ تب وہ کہے گا کہ جیسا ہم نے تم کو اول مرتبہ دنیا میں پیدا کیا تھا بے مال اولاد یونہی تم ہمارے پاس تنہا لوٹ کر آئے بلکہ تم تو گمان کرتے تھے اور دنیا میں کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے قیامت کی کوئی

مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ

تو ان میں کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے O اور سب آپ کے رب کے سامنے صفیں بنائے ہوئے پیش کیے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا کہ)

اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

بے شک اب تو تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے جیسے کہ تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بلکہ تم نے گمان کیا تھا کہ ہم تمہارے لیے ہرگز کوئی وعدہ کا وقت مقرر نہ کریں

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ

گے O اور (ہر ایک کا) نامۂ اعمال (اس کے ہاتھ میں) رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ (اس کے لکھے ہوئے) نامۂ اعمال سے ڈرتے ہوں گے اور وہ

هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا

کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی اس لکھے ہوئے کو کیا ہوا ہے کہ نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ بڑا کہ اسے لکھ کر گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا

عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا ع ۵ ۱۸

ہوا اپنے سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں فرماتا ہے O اور (اے نبی ﷺ! اس وقت کو یاد کیجیے کہ) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو (تعظیمی)

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ

سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا کہ وہ (ابلیس) قوم جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا (نافرمان ہو گیا) (اے لوگو!) کیا اس کو اور اس کی

میعاد نہیں رکھی۔ دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے۔ نامۂ اعمال سیدھے اور الٹے ہاتھوں میں دے دیے جائیں گے‘ اس دن مجرم منافقوں اور مشرکوں کو دیکھو گے کہ نامۂ اعمال کو دیکھ کر اپنے فعلوں سے لرزتے تھرتھراتے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے افسوس! اس کتاب کو کیا ہو گیا کہ ایک کام بھی تو یہ نہیں چھوڑتی‘ چھوٹے بڑے سب کے سب لکھے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ صغیرہ سے مراد مسکرانا اور کبیرہ سے قہقہہ ہے۔ یعنی کوئی ذرا سی بات بھی بے لکھے نہیں چھوڑی‘ انہوں نے جو کچھ نیکی و برائی کی ہو گی سب اس دفتر میں موجود لکھی ہوئی پائیں گے‘ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا رب کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرے گا۔ نہ نیکیاں کم ہوں گی نہ برائیاں خواہ مخواہ زائد یا یہ کہ سب کو پورا بدلہ ملے گا۔ کافر کی خطا کوئی نہ چھوٹے گی مسلمانوں کی نیکی کوئی نہ چھوٹے گی۔

۵۰ تا ۵۱- اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا‘ ارضی فرشتوں کو یا کل فرشتوں کو‘ کہ آدم کو تعظیمی سجدہ کرو‘ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا‘ وہ فرشتوں کے ساتھ مل کر عبادت کرتا تھا‘ وہ قبیلہ جن سے تھا‘ اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا سرکشی کی اور اطاعت سے انحراف کیا اور غرور اختیار کیا‘ سجدہ سے صاف انکار کر دیا۔ پس اے اولاد آدم! ایسے شخص کو اور اس کی اولاد کو تم اپنا معبود اور حاکم بناتے ہو اور مجھ کو چھوڑ کر ان کی فرمانبرداری و عبادت کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے ظاہر ظہور جانی دشمن ہیں۔ ان مشرکوں ظالموں کو بہت برا بدلہ ملا یعنی خدا تعالیٰ کے بدلے بتوں کی اطاعت کی۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ

اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں' ظالموں کو کیا ہی بُرا بدلہ ملا (کہ وہ بجائے اطاعت الٰہی کے شیطان کی پیروی کرنے

لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا

لگے) O (جن کو وہ پوجتے ہیں) نہ میں نے ان کو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرتے وقت اور نہ خود ان کے پیدا کرتے وقت

خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ

(مدد کے لیے) اپنے سامنے بٹھایا تھا اور نہ میری یہ شان ہے کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار و مشیر کار بناؤں O اور جس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا

نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا

کہ (اے لوگو!) میرے ان شریکوں کو جن کو تم اپنے گمان میں میرا شریک سمجھتے تھے پکارو تو وہ ان کو پکاریں گے' وہ انہیں کچھ بھی جواب نہ دیں گے

لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

اور ہم ان کے درمیان میں ایک ہلاکت کا میدان کر دیں گے O اور مجرم دوزخ کو (اپنے سامنے) دیکھیں گے

فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع ۷ ۱۹

تو یقین کریں گے کہ انہیں یقیناً اس میں گرنا ہے اور اس سے پھرنے (اور بچنے) کی کوئی جگہ نہ پائیں گے O

کرنے میں شیطان کا کہا مانا' یا یہ کہ خدا تعالیٰ کو اپنا مددگار روالی بنانے کے بدلے شیطانوں کو اپنا والی بنایا۔ میں نے جب آسمان اور زمین کو پیدا کیا اس وقت شیاطین کو سامنے نہ بلایا تھا اور نہ جب آدمی کو بنایا اس وقت ان کو حاضر کرلیا تھا۔ یعنی میں نے مخلوق کے بنانے میں کسی سے کچھ مدد نہ لی تھی پھر مشرک کیونکر شرک کرتے ہیں' سب میری مخلوق ہیں' مجھ کو یہ ہرگز لائق نہیں کہ گمراہوں کافروں کو یہود نصاریٰ و بت پرستوں شیطانوں کو اپنا قوت بازو بناؤں۔

ف: بقول مفسرین کے سجدہ کا حکم سب ملائکہ ارضی وسماوی کو تھا۔ (خازن' قادری غفرلہ)۔

۵۲ تا ۵۳- جس دن ہم بت پرستوں سے کہیں گے کہ اپنے ان معبودوں کو پکارو جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے کہ آج میرے عذاب سے تم کو بچائیں' وہ اس وقت ان کو پکاریں گے' ان کے معبودان باطلہ کچھ جواب نہ دیں گے' ہم وہاں بت پرستوں اور ان کے معبودان باطلہ کے درمیان میں ایک خندق کر دیں گے یعنی دوزخ کا جنگل درمیان میں حائل ہو جائے گا اور ان کے درمیان میں دنیا میں جو دوستی اور محبت تھی وہ سب ختم ہو جائے گی۔ مشرکین آتش دوزخ سامنے دیکھ کر یقین کریں گے کہ وہ اس میں ضرور جائیں گے اور اس سے بچ کر کہیں جانے کا ٹھکانہ نہیں ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ
اور بے شک ہم نے لوگوں کو سمجھانے کو اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں
مَثَلٍ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾
بیان فرمائیں اور لیکن انسان ہر چیز سے بڑھ کر ہی جھگڑا کرنے والا ہے ○
وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى
اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آ چکی تو ان کو ایمان لانے سے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے کس چیز نے روکا
وَ یَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ
مگر اسی (بات) نے کہ ان کے پاس اگلوں کا دستور آئے (یعنی جو ان کے ساتھ کیا گیا
الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَ مَا نُرْسِلُ
ان کے ساتھ بھی کیا جائے گا) یا عذاب ان کے سامنے آ موجود ہو ○ اور ہم تو رسولوں
الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ وَ یُجَادِلُ
کو صرف خوشخبری دینے اور ڈر سنانے کے لیے ہی بھیجا کرتے ہیں اور کافر بیہودہ

۵۴- ہم نے اس قرآن میں سب آدمیوں کے لیے خصوصاً اہل مکہ کے لیے ہر طرح کی مثالیں اور نصیحتیں بیان کی ہیں، وعدے بھی کیے اور ڈرایا بھی تاکہ یہ سمجھیں اور مانیں۔ مگر کافر آدمی سب سے زائد جھگڑالو ہے غلط اور باطل بات پر اڑ جاتا ہے۔ یہ آیت ابی بن خلف جمحی کے بارے میں اتری کہ وہ بڑا جھگڑالو تھا۔

ف: اور تمام کافروں پر صادق آتی ہے کیونکہ وہ سب جھگڑالو ہیں۔ (قادری)۔

۵۵- معجزے ظاہر ہو چکے، دلائل قاہرہ قائم ہو چکے اب جو کافر انکار کرتے ہیں تو ان کو اس بات سے یعنی ان کو ایمان لانے سے کوئی چیز روکنے والی نہ رہی یعنی جبکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن سنا کر ان کو ہدایت کریں، ان کی توبہ قبول کریں، اپنے رب سے ان کے لیے بخشش چاہیں تو ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اب ان کو فقط یہی انتظار ہے کہ اگلی امتوں کا سا عذاب عادت الٰہی کے مطابق آئے اور یہ ہلاک ہوں یعنی مسلمانوں کے مقابلے میں مارے جائیں اور عذاب قتل پائیں، ان کی تلواروں سے مارے جائیں۔ یہ آیت ان کفار کے حق میں اتری جو بروز بدر کفار کے لشکر کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کے ذمہ دار تھے۔

۵۶- اور ہم رسولوں کو فقط اسی لیے بھیجتے ہیں کہ وہ مومنین کو جنت کی بشارت دیں اور کافروں کو دوزخ سے ڈرائیں، کافر لوگ رسول اور کتابوں میں جھوٹا جھگڑا نکالتے ہیں اور شرک کے وسوسے پیدا کرتے ہیں کہ حق کو باطل سے ہٹا دیں۔ مشرکوں نے میری آیتوں اور رسولوں کو اور عذاب کی باتوں کو جن سے ان کو رسول ڈراتے تھے کھیل مذاق بنا رکھا ہے، ان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا

اعتراضات اور شبہات نکال کر جھگڑتے ہیں تاکہ اس جھگڑے کے ذریعے حق کو ہٹا دیں اور انہوں نے میری

اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

آیتوں کی اور جس سے ان کو ڈرایا گیا تھا اس کی ہنسی بنائی O اور اس سے بڑھ کر ظلم کون ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ

کی آیتیں یاد دلائی جائیں پھر وہ ان سے منہ پھیرے اور اپنے پچھلے کیے ہوئے کو بھول جائے' ہم نے ان کے دلوں پر

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

حق بات قرآن کے سمجھنے سے پردے ڈال دیئے ہیں) اوران کے کانوں میں (اس کے سننے سے) بھاری پن (یعنی وہ بہرے ہوگئے ہیں) کردیا ہے

وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا

اور اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں گے تو بھی وہ ہرگز

اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا

کبھی راہ نہ پائیں گے O اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا' مہربان ہے' اگر وہ ان کے کیے پر پکڑتا

کوسخت سزا ملے گی۔

۵۷- اس شخص سے زیادہ ظالم کمبخت کون ہوگا جس کو خدا تعالیٰ کی آیتیں سنا کر نصیحت کی گئی اور اس نے پھر بھی ان سے روگردانی کی اور وہ باتیں بھول گیا جو پہلے ہزاروں گناہ اپنے ہاتھوں سے کر چکا تھا۔ ہم نے ان کے انکار کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ حق و ہدایت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور کانوں پر بہرہ پن پیدا کر دیا ہے کہ وہ حق و ہدایت کی باتیں سننا نہیں چاہتے۔ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں گے تو وہ ہرگز نہ آئیں گے اور نہ مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے جانتا ہے کہ یہ قصداً حق سننے سے منہ پھیریں گے اور حق دیکھنے سے آنکھیں بند رکھیں گے لہٰذا ان کو اندھا اور بہرہ قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مجبور نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود گمراہی اختیار کی' اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی گمراہی میں اندھا' بہرہ' گونگا بنا ہوا چھوڑ دیا۔ (قادری غفرلہ)

۵۸تا۵۹- اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا رب غفور ہے کہ گناہ سے تجاوز کرتا ہے' رحمت والا ہے کہ عذاب میں جلدی نہیں کرتا۔ وہ اگر ان کو شرک کے بدلے پکڑے تو ان پر فوراً عذاب بھیج دے مگر اس کی حکمت ہے کہ ان کی ہلاکت کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے جس سے بچ کر کہیں پناہ نہیں پا سکتے۔ ہم نے ان سے اگلے زمانہ والے لوگوں کو جب انہوں نے ظلم و شرک کیا طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا۔ ہم نے سب کی ہلاکت کا ایک زمانہ مقرر کیا ہے' اپنے اپنے وقت پر سب ہلاک

كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن

تو فوراً ہی ان پر عذاب بھیج دیتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کا وقت مقرر کیا ہے

يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

جس کے سامنے وہ ہرگز کوئی پناہ نہ پائیں گے O اور ان بستیوں والوں نے جب ظلم

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ ع ٦ ٢٠

کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کردیا اور ہم نے ان (مکہ والوں) کی ہلاکت کا بھی ایک وعدہ (وقت) مقرر کر رکھا ہے O اور (یاد کیجئے) جب موسیٰ (علیہ السلام)

مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ

نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں ہرگز باز نہ رہوں گا جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا میں سالہا

حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ

سال چلتا رہوں O پھر جب وہ دونوں دو دریاؤں (یعنی بحر فارس اور بحر روم) کے ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی (تلی ہوئی) مچھلی بھول گئے اس (مچھلی) نے

سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا

دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا (اور وہ چلی گئی) O اور جب وہ دونوں وہاں سے آگے گزر گئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے

ہوں گے۔

۶۰- پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر کا حال بیان فرمایا۔ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک مرتبہ خیال آیا کہ مجھ سے زائد روئے زمین پر کوئی عالم نہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! میرا ایک بندہ ہے خضر نامی وہ تجھ سے زائد عالم بھی ہے عابد بھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو شوق ملاقات ہوا اور عرض کیا: الٰہی اس کا پتا بتا' ارشاد ہوا نمکین مچھلی لے لو اور دریا کے کنارے کنارے چلے جاؤ' جب وہ پتھر دیکھو جہاں چشمہ حیوان ہے تو اس کا تھوڑا پانی مچھلی پر ٹپکانا وہ زندہ ہو جائے گی وہیں خضر سے ملو گے۔ اس کا بیان فرماتا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے شاگرد نوجوان یوشع بن نون سے جو بنی اسرائیل میں سے سب سے اشرف تھے اور موسیٰ (علیہ السلام) کے خاص خادم اور رفیق تھے کہا کہ اب تو میں سفر کرتا ہوں کبھی نہ رکوں گا۔ دم نہ لوں گا جب تک کہ مجمع البحرین نہ پہنچوں ورنہ یونہی برسوں چلا جاؤں گا۔ مجمع البحرین یعنی جہاں پر کھاری اور میٹھا پانی جمع ہو گیا ہے۔ بحر فارس اور بحر روم جہاں ملتا ہے۔ یوشع غلام نہ تھے مگر چونکہ خادم خاص تھے اسی لیے لفظ "فتی" کا اطلاق ان پر ہوا۔

۶۱ تا ۶۵- جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہی دونوں دریاؤں کے مجمع پر پہنچے یعنی جو خضر کا مقام تھا تو ان کو مچھلی کا خیال نہ رہا' اس نے قدرت الٰہی سے زندہ ہو کر دریا کا راستہ پکڑا اور راستہ بھی ایسا خشک جیسے سرنگ ہوتی ہے۔ جب وہ دونوں صخرہ (چٹان) سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے کہا کہ لاؤ دوپہر کا کھانا کھائیں' ہم کو اس وقت

غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ

خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتا (صبح کا کھانا) لاؤ، ہمیں اس سفر میں بڑی مشقت اور تکان کا سامان ہوا O آپ کے خادم نے کہا کہ دیکھئے

اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ

جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو بے شک میں مچھلی وہیں بھول گیا اور مجھے اس کا ذکر کرنا

اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

شیطان ہی نے بھلا دیا اور تعجب ہے کہ اس نے سمندر میں اپنی راہ لی O

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہی تو وہ جگہ تھی جس کی ہم کو تلاش تھی، پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے پلٹے O

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

تو (اس موقع پر پہنچ کر) ان کو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ملا جس کو ہم نے اپنے پاس سے (خاص) رحمت دی تھی اور اس (خضر علیہ السلام مراد ہیں) کو

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ

ہم نے علم اسرار سکھایا تھا O اس بندے سے موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا (آپ فرمائیں تو) میں آپ کے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ جو کچھ

عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ

علم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں کچھ مجھے بھی سکھائیں O اس بندے نے کہا: آپ میرے ساتھ

کے سفر سے تکان لاحق ہوگئی۔ یوشع نے کہا کہ اے موسیٰ! دیکھو جب ہم صخرہ پر پہنچے تھے تو اس وقت مجھ کو مچھلی کا خیال نہ رہا تھا۔ بالکل بھول گیا تھا اور مجھ کو سوائے شیطان کے اور کسی نے نہ بھلایا یعنی کوئی باعث اس کا نہ تھا کہ اس وقت کے واقعہ کا ذکر میں آپ سے نہ کرتا مگر بھولنے کی مجبوری تھی۔ جب ہم مجمع البحرین پر پہنچے تھے تو وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی اور دریا میں اس نے عجیب طرح سے رستہ بنا لیا تھا۔ موسیٰ (علیہ السلام) بولے کہ یہی تو خضر کی ملاقات کی نشانی تھی۔ یہی تو ہم تلاش کرتے تھے وہاں سے وہ دونوں پچھلے پاؤں خضر علیہ السلام کی تلاش میں پلٹ پڑے قدموں کے نشان دیکھتے دیکھتے چلے۔ پھر جب بڑے پتھر صخرہ پر آئے تو ہمارے بندوں میں سے اس بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنی رحمت یعنی نبوت دی تھی اور ان کو اچھا علم سکھایا تھا یعنی آئندہ باتوں کا علم دیا تھا یعنی خضر علیہ السلام۔ گو ان کی نبوت میں اختلاف ہے مگر مفسر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نبوت کا قول اختیار کیا ہے۔

۶۶ تا ۷۰۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے خضر سے کہا کہ آیا میں تمہارے ساتھ اس لیے رہ سکتا ہوں کہ تم مجھ کو وہ علوم حق و صواب جو تم کو سکھائے گئے ہیں اور میں نہیں جانتا ہوں سکھاؤ اور بتلاؤ یعنی اگر تمہاری اجازت ہو اور سکھانا چاہتے ہو تو میں

تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ

ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے O اس بات پر آپ کس طرح صبر کریں گے جس کو آپ کا علم گھیرے ہوئے

خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ

نہیں ہے O موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا ہی پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کے خلاف نہ کروں

لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ

گا O اس بندے (خضر علیہ السلام) نے کہا کہ اچھا تو اگر آپ میرے ساتھ رہنا ہی چاہتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں گے جب تک کہ میں اس کا ذکر خود

حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ ع فَانْطَلَقَا ٚ وقفۃ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا ع ۱۱ ۲۱

آپ سے نہ کروں O پھر وہ دونوں (اس معاہدے کے بعد) روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب (دریا میں) کشتی پر سوار ہوئے تو اس بندہ نے اس کشتی میں شگاف کر

فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ

دیا (توڑ دیا) تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا آپ نے کشتی کو اس لیے پھاڑ ڈالا کہ جو لوگ اس میں سوار ہیں ان کو ڈبو دیں، بے شک یہ تو آپ نے ایک

جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

عجیب بات کی (جو بظاہر بری معلوم ہوتی ہے) O اس بندہ نے کہا: کیا میں آپ سے نہ کہہ چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ

صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ

ٹھہر سکیں گے O موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ جناب بھول چوک پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجیے اور مجھ پر میرے کام میں مشکل

مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ٚ وقفۃ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا

اور دشواری نہ ڈالیے O اس کے بعد وہ دونوں پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ان دونوں کو ایک لڑکا ملا،

تمہارے ساتھ رہوں۔ خضر نے کہا: اے موسیٰ! اگر تم مجھ سے کوئی ایسا کام دیکھو گے جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے گا تو تم اس بات پر صبر نہ کر سکو گے۔ تم میں صبر کی طاقت نہیں ہے اور کیونکر تم سے اس امر پر صبر ہو سکے گا جس کی حقیقت اور مآل پر تم کو اطلاع نہ ہوگی اور اس کا تم کو علم نہ ہوگا۔ موسیٰ نے کہا: اے خضر! اگر خدا تعالیٰ چاہے تو مجھ کو صبر والا پاؤ گے، میں تم پر اعتراض نہ کروں گا۔ تمہارے حکم کو نہ چھوڑوں گا۔ خضر نے کہا: اگر تم میرے ساتھ ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھ سے میرے کسی کام کی وجہ دریافت نہ کرنا جب تک میں خود بیان نہ کروں۔

۷۱ تا ۷۳۔ پھر موسیٰ اور خضر دونوں چلے، دریا آیا، کشتی پر سوار ہوئے۔ سوار ہونے کے بعد خضر نے اس میں سوراخ

فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ

اس بندہ نے اس کو قتل کر دیا موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ جان کو

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

ناحق قتل کر دیا' بے شک آپ نے تو بہت بُری بات کی O

کر دیا۔ موسیٰ سے صبر نہ ہوا کہنے لگے: اے خضر! تم نے کشتی سب کے مار ڈالنے کے لیے توڑ ڈالی۔ سب کے ڈبو دینے کا ارادہ کیا' تم نے بہت بری بات کی۔ خضر نے کہا: کیوں میں نے تم سے پہلے ہی نہ کہہ دیا تھا کہ تم میں میری باتوں پر اور میرے ساتھ رہنے پر صبر کی طاقت نہیں۔ موسیٰ نے عذر پیش کیا کہ اے خضر! میرے بھول جانے پر گرفت نہ کرو اور مجھ کو مشکل باتوں کی تکلیف نہ دو' بھول سے درگزر کر دو۔

۷۴- پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) اور خضر اور آگے بڑھے تو دو گاؤں کے درمیان میں ان کو ایک لڑکا ملا۔ خضر نے اس کو مار ڈالا۔ موسیٰ نے کہا: اے خضر! تم نے ایک پاک بے قصور جان کو قصاص کے واجب ہوئے بغیر قتل کر دیا تو تم نے سخت ہی گناہ کیا۔